

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224806

UNIVERSAL
LIBRARY

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

رُوداد

اجلاس وازدہم ندوۃ العلماء

منعقدہ

۱۵۱۶ بربع الاول ۱۳۳۷ مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ مارچ ۱۹۱۸ء
روز شنبہ یک شنبہ دوشنبہ واقع شہر دہلی

حسب ماسے

مجلس انتظامیہ و علماء

مولوی رشید احمد انصاری مالک مطبع کے اہتمام سے

مطبع حمدی علی گڑھ میں چھاپی گئی

(دفعہ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع ہوئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة والسلام
 علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و علی من نصر دینہ و حمماہ -

چند سال سے اگرچہ ندوۃ العلماء کی مذہبی ترقیوں نے، اُسکے منزل کا افسانہ ختم کر دیا
 اور اُسکی فوج خوانی کی وہ صدائیں سپت ہو گئیں، جو اُسکے ہوا خواہوں کے در و مندلوں
 سے نکل نکلی کر مذہبی دنیا میں بلند ہوتی تھیں، لیکن جو نگاہیں ندوۃ العلماء کے گزشتہ
 جلسوں کی پراثر کیفیت، اور شاندار منظر کو دیکھ چکی تھیں، وہ ایک دوسرے جلوے
 کی منتظر تھیں، عام قیاس یہ تھا کہ جلسہ سنگ بنیاد نے، جو ندوۃ العلماء کی تاریخ کا پہلا
 زریں تھا، اُنکی ان ویرینہ آرزو کو پورا کر دیا ہوگا، لیکن اُنکے دلوں کے ٹوٹنے سے معلوم
 ہوا کہ اس سے اُنکی آتش شوق اور یہی بڑک اُٹھی، اور اب جب تک ندوۃ العلماء کے ابتدائی
 زمانہ کی طرح ہر سال اس قسم کے مناظر پیش نظر ہوں، اُنکو سیری نہیں ہو سکتی، اس بنا پر
 اراکین ندوۃ العلماء کی تمام تر توجہ اتفاقاً جلسہ سالانہ کی طرف مبذول تھی، تاکہ ندوۃ العلماء
 کی مجموعی ترقی و کامرانی قوم کے پیش نظر کر دیا جائے، ندوۃ العلماء کا انرجی و وسعت
 کے ساتھ ملک میں پھیلتا جاتا ہے اُسکے لحاظ سے اگرچہ اب جلسہ سالانہ کی تحریک اب

آسان چیز ہو گئی ہو، اور جو لوگ اسلام، اور علوم اسلام کے دل سے حامی ہیں، وہ ندۃ العلماء کے خیر مقدم کے لیے آمادہ نظر آتے ہیں، تاہم ندۃ العلماء کے جلسوں میں جن خصوصیات کا ہمیشہ لحاظ رکھا جاتا ہے، اُسکی بنا پر جلسہ کے لیے ایک عمدہ مقام کا انتخاب لازمی ہو گیا تھا، ندۃ العلماء ترقی کی رفتار میں دین و دنیا کو پہلو بہ پہلو اور دوش بہ دوش دیکھنا چاہتا ہے، جلسہ نگ بنیاد نے اُسکے دنیوی پہلو کو نمایاں کر دیا تھا۔ اس بنا پر جنگِ علم و مشائخ کا ایک ایسا مجمع نہوتا، جو اُسکے دینی پہلو کو روشن کر دیتا مذہبی گروہ کو لیسکین نہیں ہو سکتی تھی، ہندوستان میں اگرچہ مختلف مقامات نے مذہبی، اور علمی حیثیت قائم کر لی ہے، لیکن دہلی کو ان تمام مقامات پر متعدد حیثیتوں سے امتیاز اور نفوذ حاصل ہے ہندوستان میں دہلی ہی ایک ایسا مقام ہے، جہاں سے علمِ حدیث، اور علمِ اسرارِ ربی کی شغایں پھیلیں، اسی خاک نے شاہ ولی اللہ حبیبی عظیم الملت پیدا کر کے پر اپنے آغوش میں تلے لئے، آج اگرچہ دہلی سٹل گئی ہے، تاہم اُس کے کنڈر، اُن علماء و فقہاء اور صوفیہ کا مدفن میں شکی خاک اہل بصیرت کی آنکھ کا سرمہ ہے، چنانچہ ان قدیم خصوصیات کا اثر اب تک دہلی میں قائم ہے، مدارسِ تجرکی کثرت، طلباء، اور علماء کا مجمع عام لوگوں کے دلوں میں جوشِ مذہب، وضع و لباس میں شعارِ اسلامی کی پابندی، غرض جو چیزیں، مذہبی جذبات کی معبر ہو سکتی ہیں انکا منظر دہلی کے کوچہ و بازار میں صفا نظر آتا ہے، مذہبی حیثیت کو چھوڑ کر دنیوی حیثیت سے دہلی، ہندوستان کے تمام شہر و کما کر رہے، یہاں اگر ایک طرف جامع مسجد کے بلند مینارے، مذہبی جذبات کو ابھار رہے ہیں، تو دوسری طرف قلعہ معلی کی برجیاں، سلاطینِ تہویر کی شان و شوکت کا افسانہ سنارہی ہیں، الغرض ندۃ العلماء کے مقاصد و اغراض کا حقیقی منظر، اگر کوئی مقام ہو سکتا تو وہ دہلی تھا اس بنا پر لگاؤ انتخاب بار بار اسی قدیم شہر کے سوا دوپڑتی تھی، چنانچہ اوّل جنوری ۱۹۱۱ء میں مولانا شبلی نعمانی مسئلہ وقف علی الاولاد

اور مقاصد ندوة العلماء کی اشاعت کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے، اور جلسہ سالانہ کے تحریک کی ابتدا اگرچہ ایک محدود حلقہ میں ہوئی تاہم مقاصد ندوة العلماء کے لحاظ سے دہلی کی موزونیت، اس قدر بڑھی اور عام طور پر مسلم تھی کہ تمام قومی اخباروں نے انہیں ندوة العلماء کے اس حسن انتخاب کی داد دی، اور اہل دہلی کو اپنی قدیم روایات اور خصوصیات کے قائم رکھنے پر آمادہ کیا، چنانچہ ابھی تک یہ تجویز صبیغہ راز میں تھی کہ دکیل اخبار امرتسر نے جو ندوة العلماء کا ہمیشہ ہی خواہ اور معاون رہا ہو، اسکے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھا، اسکے بعد تمام قومی اخباروں میں اس کا غلغلہ بلند ہو گیا، لیکن دہلی کی قدامت اور عظمت نے جس وسیع پیمانے پر ملک و قوم کے سامنے اس تحریک کو پیش کیا تھا، اُس سے زیادہ بولنے سدا رہ تھے، جس زمانہ میں یہ تحریک شروع ہوئی، اُس سے پہلے اہل دہلی ال انڈیا میں ایک کومدعو کر چکے تھے، اور تمام طاقتیں اُسکے کامیاب بنانے میں صرف ہو رہی تھیں، اس بنا پر اراکین کو انعقاد جلسہ کی طرف سے بالکل مایوسی کے سامان نظر آتے تھے، اس بنا پر انھوں نے اسکے قطعی فیصلہ کے لیے مولانا غلام محمد صاحب شملوی کو ایمان دہلی کی خدمت میں روانہ کیا، دہلی میں اگرچہ اس تحریک کے ساتھ مخالفت ہی جو ابتداء ہی سے جلسہ سالانہ ندوة العلماء کے لیے ایک لازمی چیز ہو گئی، جو شروع ہو گئی تھی تاہم تمام اکابر و ایمان کو ندوة العلماء کے مقاصد و اغراض سے اتفاق عام تھا، اور قوم کی وہ خوشگوار امیدیں اُنکے پیش نظر تھیں جو اس تحریک نے پیدا کر دی تھیں اس بنا پر انہوں نے تمام قوم کو مایوس کرنا گوارا نہیں کیا، چنانچہ مولوی سید عبدالسلام صاحب مالک مطبع فاروقی کی کوششوں سے جو تحریک جلسہ کے ابتدائی معاونین میں سے تھے، دعوت نامہ لکچر تجارت، ایمان، علم و مشائخ کے دستخط ثبت تھے، مرتب کر کے وفد ندوة العلماء میں روانہ کیا گیا، اور اراکین نے جلسہ انتظامیہ میں با اتفاق دعوت قبول کرنے کی منظوری دی، منظوری دعوت کے بعد اراکین ندوة العلماء کی طرف سے اخباروں میں اعلان عام کیا گیا،

اور علماء و مشائخ و اعیان و اکابر کو ندۃ العلماء کی طرف سے شرکت کی دعوت دی گئی، چونکہ منظوری دعوت کے پہلے ملک کے خیالات و توقعات کی بنا پر صحیح طور پر معلوم ہو گیا تھا، کہ دہلی کی کشش ہندوستان کے اکثر افراد کو اس جلسہ میں کھینچ لائے گی، اس بنا پر اہل دہلی نے نہایت مسعدی اور سرگرمی کے ساتھ جلسہ کی تیاریاں شروع کیں، چنانچہ انتظامی امور پر غور کرنے کے لیے، ابتداء میں انجمن خادوم المسلمین کے متعدد جلسے ہوئے، لیکن اسکے بعد باقاعدہ اور منظم طور پر کام کرنے کے لیے، جناب حافظ الملک حکیم محمد اہل خاں صاحب، جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطیع مجتہبی دہلی سرسیتی اور جناب مولوی عبدالجاد صاحب خان بہادر کی صدارت میں منتخب اصحاب کی ایک استقبالی کمیٹی قائم کی گئی جسکے، جلسے حاجی حافظ محمد یعقوب صاحب سوداگراہی دہلی کے مکان پر منعقد ہوتے تھے، اور جناب حافظ صاحب، اور انکے فرزند رشید حافظ محمد یوسف صاحب تمام شرکاء جلسہ کے خاطر و مدارات بذات خود فرماتے تھے جلسہ کا زمانہ جس قدر قریب ہوتا جاتا تھا، اس قدر ممبران کمیٹی کی سرگرمی اور مسعدی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی، چنانچہ اخیر میں اس جوش و خلوص کی یہ نوبت پہنچی کہ کمیٹی کے روزانہ جلسے ہونے لگے، اور اس میں وہ حضرات بھی بلاناغہ شرکت کرتے تھے، جسکے تمام اوقات کثرت مشاغل سے معمور تھے، چنانچہ کمیٹی کے عمدہ و اروں اور پر جوش ممبروں کے نام حسب ذیل ہیں۔

- (۱) جناب حافظ الملک حکیم محمد اہل خاں صاحب سرسیتی
- (۲) جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطیع مجتہبی دہلی
- (۳) جناب حکیم امجد علی صاحب امام مسجد کشن گنج دہلی سکریٹری
- (۴) جناب مولوی عبدالحمید صاحب خان بہادر آمیزی محسٹریٹ رجسٹروں دہلی۔ پریسٹنٹ
- (۵) جناب حاجی مرزا دادویگ صاحب دہلی وائس

والس پریٹنٹ

(۶) جناب حاجی عبدالرزاق صاحب دہلی

(۷) جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب فیروزہ مولانا ندیم حسین صاحب رحمہ

محدث دہلوی - - - - - نمبر

(۸) جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی

(۹) جناب نواب فیض احمد خاں صاحب رئیس دہلی

(۱۰) جناب حاجی عبدالغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علی جان مرحوم

(۱۱) جناب سید مظفر علیہما سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب جابرٹ سکریٹری انجمن خالص مسلمین دہلی

(۱۳) جناب حاجی محمد صدیق صاحب خلیفہ حاجی احمد صاحب مرحوم سوداگر دہلی

(۱۴) جناب حاجی محمد یوسف صاحب خلیفہ حاجی محمد یعقوب صاحب پائی والہ دہلی

ان اصحاب کے علاوہ اور بھی متعدد حضرات کمیٹی کے ممبر تھے جنہوں نے نہایت

سرگرمی کیساتھ اپنے فرائض ادا کیے چنانچہ ان کا نام انکی خدمات کے سلسلہ میں آئیگا،

استقبالی کمیٹی نے تقسیم عمل اور انتظام کی آسانی کے لحاظ سے ممبروں اور ان کے

کاموں کے مختلف حصے کر دیے تھے، چنانچہ انکی تفصیل حسب ذیل ہے،

۱۔ انتظام طعام

جناب حافظ نور الدین صاحب ،

جناب حاجی احمد حسین صاحب سوداگر ،

جناب حاجی امجد علی صاحب سکریٹری ،

جناب حاجی عبدالغفار صاحب

جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب سہٹ سکریٹری

جناب نواب سیف احمد خاں صاحب ،
 جناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطیع مجتبیٰ ،
 جناب مولوی سید عبد اللطیف صاحب خلف مولوی عبد الاحد صاحب ،
 جناب سید محمد میاں صاحب مالک مطیع نظامی ،
 جناب منشی محمد دین صاحب سوداگر ،
 جناب منشی عطاء اللہ صاحب منیجر یتیم خانہ دہلی ،
 جناب انوار الحق صاحب خلف خان بہادر مولوی عبد الحامد صاحب ،
 جناب سید سجاد حسین صاحب اڈیٹر دہلی گزٹ ،
 جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی ،

۲۔ تیاری نڈال

جناب شیخ کرم الہی صاحب سوداگر ،
 جناب حاجی مرزا داؤد بیگ صاحب ،
 جناب عبد الرشید خاں صاحب ،
 جناب حاجی ابوالخیر صاحب سوداگر ،
 جناب سید سلطان خاں صاحب ،
 جناب حاجی عبد الرزاق صاحب ،

۳۔ انتظام فرود گاہ

جناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطیع مجتبیٰ ،
 جناب حاجی عبد الغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علی جان مرحوم ،
 جناب حافظ نور الدین صاحب ،

جناب حاجی محمد یامین صاحب سوداگر ،
 جناب مولوی سید عبد السلام صاحب جانت سکریٹری انجمن خادم المسلمین دہلی ،
 جناب شیخ اعزاز الدین صاحب سوداگر دہلی ،
 جناب مولانا بخش صاحب سوداگر مٹہ ،
 جناب حاجی امجد علی صاحب ناظم معین الندوہ ،
 جناب شیخ احمد جان صاحب سوداگر ،
 جناب مرزا داؤد بیگ صاحب نیرہ جناب مولانا مولوی قطب الدین صاحب مرحوم
 جناب مسٹر فضل الدین صاحب ہیڈ ماسٹر عوبک اسکول دہلی ،
 جناب مولوی محمد حسین صاحب سوداگر ،

۴۔ انتظام تقسیم ٹکٹ شرکت جلسہ

حاجی حافظ محمد یعقوب صاحب سوداگر پاپی والے دہلی ،
 حاجی حافظ محمد رشید صاحب ،
 جناب مولوی سید عبد السلام صاحب جانت سکریٹری ،

۵۔ انتظام صحت و دوا خانہ

جناب حکیم مقصود علی خان صاحب سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی ،

۶۔ انتظام استقبال مہمانان

جناب قاضی عبد الرؤف صاحب ،
 جناب سید محمد میاں صاحب مالک مطبع نظامی ،

طلباء مدرسہ طیبہ دہلی ،

۷۔ انتظام فراج پرسی مہمان

جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی ،
 جناب نواب بیض احمد خاں صاحب ،
 جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتہابی دہلی ،
 جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب نائب سکریٹری ،

۸۔ انتظام روشنی

جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب ،
 جناب حاجی ابوالخیر صاحب ،

۹۔ انتظام دارالمعلومات

جناب پیر جی سید مظفر علی صاحب ،
 جناب سید صفدر علی صاحب ،
 جناب سید افتخار علی صاحب ،
 جناب سید سجاد حسین صاحب ،

جناب انوار الحق صاحب خلیفہ خان بہادر مولوی عبدالحامد صاحب ،
 ان تمام حضرات نے اپنے اپنے فرائض ، جس خلوص جوش اور جانفشانی کے ساتھ
 ادا کیے ، اس کی داد دہلی میں تو زبان خاموشی کے ساتھ دی گئی ، یعنی اس زمانہ میں اگرچہ
 قومی مذاق عام ہو گیا ہو ، ہر شہر میں کسی نہ کسی انجمن کے جلسے ہو چکے ہیں ، جو لوگ علم و مجلس میں

شریک ہوتے رہتے ہیں، انکو انتظامی مشکلات کا تجربہ ہو چکا ہے، اس بنا پر قیاس تو بتاتا کہ شخص انتظامی شکایت کے وقت اپنے گزشتہ تجربات کو پیش نظر کیگا، لیکن افراد قوم کی حالت یہ ہے کہ عمر سے عمر انتظام، مستعد سے مستعد تنظیم عام جلسوں کے موقع پر خوردہ گیری سے نہیں بچتے، لیکن امسال بیٹھ صرف دہلی ہی کو حاصل ہوا کہ باوجود مختلف المذاق مذاکرات کے اجتماع کے ایک زبان ہی حرف شکایت سے آلودہ نہیں ہوئی، اس بنا پر یہ خاموشی کی دوا دہلی کے فخر کے لیے کیا کم تھی، لیکن اہل دہلی نے حسن انتظام کے جو وسائل اختیار کیے، اور اسکے ساتھ انکو جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا، اُسکے لحاظ سے ضرور ہے کہ انکو علانیہ وادوی جائے۔

ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں آج جو تخنیق م میں وہ اگر مختلف الاغراض والمقاصد ہیں، تاہم ان سب کا مشترک اور عام مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہم رشتہ اخوت و اتحاد کو ترقی اور استحکام حاصل ہو، اس مقصد کے پورا کر نیکا آسان ذریعہ یہ ہے کہ عمارتوں کے قیام کا ایسا انتظام کیا جائے کہ ہر شخص کو تبادلیہ خیالات اور تعارف باہمی کا موقع ملے ہو،

یہ مقصد اگرچہ ابتدائی سے اہل دہلی کے پیش نظر تھا، تاہم مقامی حالات کچھ ایسے پیچیدہ و ارفع ہوئے تھے کہ اسکا پورا ہونا مشکل نظر آتا تھا تاہم مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجناتی کے مساعی حمید سے مشکل ایک ایسی آسان اور موزوں صورت میں حل ہوئی، جس نے انتظام کے تمام سلسلوں کو باہم مربوط کر دیا، دہلی میں عربک اسکول کی خوشنما، اور عظیم الشان عمارت تمام عمارتوں کے قیام، آسائش، اور مذہبی ضروریات کی کفیل ہوئی تھی، لیکن اولاً تو یہ عمارت اب گورنمنٹ کے ہاتھ میں آگئی ہے، دوسرے یہ کہ مسلم لیگ کے جلسے کے زمانہ میں یہ عمارت اس کام میں آچکی تھی، اس بنا پر اسفند جلد اسکا دستیاب ہونا متعذر تھا، لیکن باوجود ان موانع کے مولوی عبد الاحد صاحب

کی کوشش اس شکل پر غالب آئی چنانچہ انھوں نے نیجنگ کمیٹی کے تمام ممبروں کے تحت
 سے ایک درخواست مرتب کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں پیش کی، اور یہ کہ صاحب
 موصوف کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انھوں نے اس متفقہ کوشش کو ناکام نہیں کیا، اس
 عمارت کے حاصل ہونے سے علاوہ مہمانوں کے قیام کے ایک دوسری شکل بھی اس
 ہو گئی، اس عمارت کے حاصل ہونے کے پہلے، مہمانوں کے قیام کے لئے تو جناب
 حاذق الملک حکیم حافظ محمد اہل خاں صاحب نے متعدد وسیع مکانات متعین کر دیے
 تھے، لیکن جلسہ گاہ اور پنڈال کے لیے کوئی موزوں مقام اب تک منتخب نہیں ہوا
 تھا، نواب صاحب دو جانہ کے مکان واقع ٹیٹا محل کے وسیع میدان پر اکشر
 لوگوں کی نگاہ انتخاب پڑتی تھی، لیکن عربک اسکول کے شمالی جانب میں جو وسیع میدان
 ہے، وہ اس سے زیادہ موزوں اور مہمانوں کی فرواد گاہ سے بہت زیادہ قریب تھا
 اس بنا پر بالاتفاق اسی مقام پر پنڈال بنانے کی تجویز قرار پائی، لیکن یہ عمارت بے سہ
 چند ہی روز میں تیار حاصل ہونی لگتی، اس بنا پر پنڈال بنانے کے لیے نہایت قلیل زمانہ کی
 مدت ملی تاہم کمیٹی نے اس مشکل کام کے انجام دینے کے لیے، حاجی مرزا داؤد بیگ
 صاحب، حاجی ابو الخیر صاحب، حاجی عبدالرزاق بیگ صاحب جیسے مسندہ، اور پر جو
 ممبر منتخب کیے تھے، جنکی سرگرمی اور جانفشانی سے تین روز میں ایک ایسا وسیع، اور
 موزوں پنڈال تیار ہو گیا جس میں ایکزار کرسیاں نہایت آسانی کے ساتھ آسکتی
 تھیں۔

اس عمارت کے حاصل ہوجانے اور مہمانوں کے یکجائی قیام سے اگرچہ فرواد گاہ
 جلسہ گاہ، دو اہنامہ، روشنی، مزان پرسی، اور دارالمعلومات کا انتظام آسان ہو گیا تھا،
 تاہم جن حضرات نے انتظام طعام اور استقبال کا کام اپنے ذمہ لیا تھا، انہی مشکلات تک
 قیام تھیں اور جلسہ کے پورے زمانہ تک قیام رہیں، دہلی میں اور غالباً ہر شہر میں ہر شہنشاہی پر

گاڑیوں کی مرمت اور رنگ سازی ہوتی ہے، سو اتفاق سے اسی شہر ہی میں جلسہ کا رُخ تھا، اس بنا پر مہمانوں کے استقبال کے لیے گاڑیوں کا مہیا کرنا وقت سے خالی نہ تھا۔ انتظام طعام کے لیے اس سے بھی زیادہ دشواریاں تھیں، جلسہ ہی کے زمانہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا عرس تھا اور عام قاعدہ یہ ہے کہ اس موقع پر شہر کے اکثر نان پز و مال پچلے جاتے ہیں، اور شہر میں عام طور پر بخور گرم نہیں ہوتے، لیکن باوجود ان تمام مشکلات، اور موانع کے کسی مہمان کو ان مشکلات کا احساس تک نہ ہوا، مہمانوں کو اسٹیشن سے فرد گاہ تک آنے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی، اور کھانا تو باوجود مختلف الایوان، اور خوش ذائقہ ہونے کے وقت سے پیشتر تیار ہو جاتا تھا، ان تمام باتوں کے ساتھ ہر موقع پر کفایت شعاری کا پہلو بھی ملحوظ رہتا تھا، لیکن اس موقع پر سب زیادہ مستحق شکر یہ وہ اہل بہت بزرگ ہیں، جنہوں نے چندہ حیثیت سے تمام مالی مشکلات کا خاتمہ کر دیا تھا،

الغرض ۲۵ مارچ کی شام تک جلسہ کے تمام ضروری سامان مہیا ہو گئے تھے، اور اہل دہلی مہمانوں کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے، مدوۃ العلماء کے عام اثر اور ان تجاذب کی اہمیت کی بنا پر جو جلسہ سے پہلے تمام قومی اخبارات میں شائع ہو چکی تھیں، اگرچہ یہ توقع تھی کہ ملک کے ہر گوشہ سے کثرت مہمان، علماء، مشائخ اور ڈیپلیگیٹ شریک ہونگے، لیکن اسکے ساتھ شرکت کے متعدد موانع بھی موجود تھے، جلسہ کی تاریخیں ایسٹر کی تعطیلوں میں مقرر کی گئی تھیں، یہ ایک ایسا زمانہ تھا جس میں متعدد انجمنوں کے جلسے منعقد ہوئیے تھے، انجمن حمایت الاسلام لاہور، اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن علیگڑھ کا جلسہ تو عموماً اسی مہینے اور انھیں تاریخوں میں ہوتا ہے، لیکن انکے ساتھ اس سال انجمن راجپوتانہ پنجاب، اردو کالفرنس بدایون وغیرہ کے جلسے بھی اسی تعطیل میں ہونیوالے تھے، اس بنا پر شہر کا جلسہ کی جماعت

متعد حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی، لیکن با اینہم ندوۃ العلماء کی کشش ملک کے مختلف گوشوں سے اپنے ہوا خواہوں کو کھینچ لائی تھے، پنجاب، اور ممالک متحدہ کے علاوہ صوبہ بہتری، اور کشمیر کے ڈیلیٹ شریک جلسہ ہوئے تھے چنانچہ پیمان ریاست بہاول پور جن میں مولوی محمد الدین صاحب بی اے چیف جج ریاست بہاول پور، ڈاکٹر محمد دین صاحب افسر خزانہ، ملک محمد الدین صاحب کا نام شریک جلسہ میں امتیاز کے ساتھ لیتا جا سکتا ہے، علیگڑھ سے جناب نواب وقار الملک بہادر مولوی عبدالحق صاحب حق بغدادی، شریف لائے تھے، صوبہ متحدہ سے نواب سید علی حسن خاں صاحب بہادر، اور آرمیل مولوی محمد نسیم صاحب کیل ہائی کورٹ شریک جلسہ تھے، اکثر اسلامی اخباروں نے اپنے رپورٹر روانہ کیے تھے، اور بعض مغز اخباروں کے ایڈیٹرز ذات خود موجود تھے، ہزہائیس سرخاں، ہزہائیس نواب صاحب رام پور، سر کریم فضل بہائی کی شرکت کا فخر اگرچہ جلسہ کو نہ حاصل ہو سکا تاہم انکے ہمدردی آمیز خطوط اور تار جنگو ہم اجلاس اول کی کارروائی کے سلسلہ میں نقل کرینگے، انکی شرکت کے قائم مقام تھے،

الغرض برصوبہ کے مغز طبقہ اور علماء و مشائخ کی شرکت کے لحاظ سے یہ جلسہ ہندوستان کی اسلامی جماعت کا صحیح قائم مقام تھا۔

کارروائی جلسہ ۲۶ پانچ - ۱۰۹۱ھ

اجلاس اول

۲۶ - پانچ کی صبح سے عجب اسکول کے احاطہ میں قومی چل چل، اور زندہ دلی کے آثار نظر آنے لگے، مہمانوں کی آمد کا سلسلہ اگرچہ ۲۵ پانچ سے شروع ہو گیا تھا۔ لیکن ۲۶ کی صبح تک قیام گاہ کے اکثر کمرے مہمانوں سے بھر چکے تھے، ۱۰ بجے جلسہ کا وقت متقرر ہوا

لیکن شوق کی یہ حالت تھی کہ بجے سے شرکار پنڈال میں جمع ہونا شروع ہو گئے، ٹھیک
 دس بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی، اور سب سے پہلے ندۃ العلماء کے عام
 قاعدہ کے موافق، جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے قرآن مجید
 کی چند آیتیں نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کیں تلاوت کے وقت تمام حاضرین
 جلسہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سر قند کھڑے رہے، ان پر اثر آیتوں کی تلاوت
 کے بعد جلسہ کی اصل کارروائی شروع ہوئی، اور جناب خان بہادر مولوی عبدالحامد خاں
 صاحب صدر انجمن استقبالی کمیٹی نے مہمانوں کو خیر مقدم میں ایک مطبوعہ تقریر بیان فرمائی
 جس میں خیر مقدم کے ساتھ ندۃ العلماء کی اصلی حقیقت، اور اسکے اغراض و مقاصد
 پر کافی روشنی ڈالی گئی تھی، چنانچہ وہ تقریر حسب ذیل ہے۔

تقریر خان بہادر مولوی عبدالحامد صاحب پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی دہلی

علمائے کرام مشائخ عظام و دیگر حضرات !

۱۔ میں ندۃ العلماء کی استقبالی کمیٹی دہلی کی طرف سے آپ حضرات کا نہایت جوش
 مسرت اور تپاکِ قلب کیساتھ خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور ہندوستان کے اس قدیم دار السلطنت
 میں دینی مقاصد سے آپکے درود فرما ہونے پر اہل اسلام دہلی کی جانب سے آپ
 کی خدمت میں تبریک اور تہنیت پیش کریں گی اجازت چاہتا ہوں۔

۲۔ حضرات ! ندۃ العلماء کی دعوت و مہانداری کا ایک مدت سے مسلمانانِ ہلی
 کو ارمان تھا۔ کئی مرتبہ یہ ارمان دلوں میں خیر ہوا لیکن شاید ہمارے قومی ارمانوں کی تعریف ہی
 یہ ہو کر رہ گئی ہو اور دل سے نکلنے نہ پائیں۔ مگر الحمد للہ آج یہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی ہو !
 موجودہ سال میں ندۃ العلماء کی مہانداری ہمارے لیے زیادہ مسرت انگیز ہے۔

کیونکہ اسی سال میں اہل اسلام دہلی کو تمام مسلمانانِ ہند کی تمام مقام و دنیاوی جماعت یعنی

مسلم لیگ کی خدمت و نواضع کی عزت نصیب ہوئی اور اسی سال دینی پیشواؤں کی محترم
 جماعت ہمارے شہر میں تشریف لائی۔ اور ہمیں اسی خدمت و مدارات کا افتخار حاصل ہوا
 ۳۔ حضرات! اس محترم اور باوقار مجمع کے سبب جس کا آج اس ہال میں
 اجتماع ہے۔ ایک نہایت دلکش منظر نمایاں ہے۔ اور میں اس نظارہ کی عظمت کو محسوس
 کرتا ہوں۔ جبکہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس مجمع کا غایۃ المقصود فلاح ملت ہے۔
 اور یہ اجتماع اُس شہر میں ہے جو ہندوستان کا قدیمی دارالسلطنت ہے۔ اور جس کے نام سے
 مسلمانان ہند کی گذشتہ عظمت و جلالت وابستہ ہے۔!!

حضرات! یہ وہ سرزمین ہے جو مدتوں تک ہمارے سطوت و اقبال کا گہوارہ
 رہی ہے۔ یہ وہ خاکِ پاک ہے جسے حضرت شاہ ولی اللہ جیسے حکیم الامت اور فخر ملت
 کو پیدا کیا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
 اور حضرت سلطان الاولیا محبوب الہی قدس سرہ جیسے آسمان لقوف کے
 آفتاب و ماہتاب پنہاں ہیں۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں صد ہا علماء صوفیہ اور بت
 سے ولی کامل آسودہ خواب راحت ہیں۔ اور جن کی وجہ سے یہ شہر بائیس خواجہ
 کی چوٹ ہے، یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے مسلمانوں کے بڑے بڑے
 مدبر بڑے بڑے اہل سیف و اہل قلم۔ بڑے بڑے فقیہ و محدث ہمیشہ کی نیند
 سو رہے ہیں۔ یہ وہ شہر ہے جو ہمارے جاہ و اقبال کا مدفن ہے۔ اور گواہ اس وقت یہ
 خاک ایک ڈھیر ہے تاہم آج بھی کچھ عظمت رکھتا ہے۔ آج بھی اس میں کچھ خیر و برکت ہے
 آج بھی قطب مینار اور قلعہ معلّے کے کنگورے اور مسجد جامع کے در و بام زبان گو یا
 کہتے ہیں۔ اور اس زبان گو یا کے پیغام میں آج بھی کچھ کشش ہے کہ دنیا کے ہر مذہب
 حصہ سے اسکے سننے والے کھینچے چلے آتے ہیں اور وہ کچھ سنتے ہیں کہ ہمارے اہل
 کی عظمت و جبروت کے نقش و پیرے کے جاتے ہیں۔

حضرات! حضرات! دوسو برس پہلے ولی کی اسلامی عظمت کا تمام ہندوستان میں ایک غلغلہ بلند تھا۔ اور غلغلہ بھی کیسا سیاح العربیہ جمدہ والمملکۃ من خیفۃ، مگر اعلیٰین الذباب اولکادی الخ۔ اس غلغلہ جمالت کی ایک ضعیف صدارہ گئی ہے۔ مشرق میں حج آسٹوگا خوب تزل کی ایک مدت سے غواہ کا چلا آتا ہے۔ یورپ نے بیداری اور ترقی کے لیے ایک ہل چل ڈال دی ہے۔ خود ہندوستان میں انگریزوں نے کرشمہ دکھایا ہے اور اس وسیع براعظم میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ بیداری کی عالمگیر رو ہندوستان اور ہندوستان سے دلی میں ہی آئی اور رحمت کے بادل اس فضا پر بھی محیط ہوئے مگر آہ! دلی کے مسلمانوں کو ابھی تک محدودی قسمت کا گلا ہے۔ ترقی کی ایک پیش پا افتادہ تہہ تعلیم ہے۔ مگر ہماری تعلیمی حالت یہ ہے کہ تعلیم جدید کا صرف ایک اسکول ہے۔ گو وہ مزید سر یا کا خواستگار ہے (خدا گورنمنٹ کا بھلا کرے) کہ اس نے اس مدرسہ کو معقول گرانٹ دیکر سنبھالا۔ اور اس چراغ کی مدیم روشنی میں نئی چمک پیدا ہوئی ورنہ چراغ گونہ بیاں کا مردہ چراغ ہونے کو تھا (تعلیم جدید کے اس مدرسہ کے علاوہ جس کی اشد ضرورت تھی ابھی تک باقی ہیں تین چار مدارس عربیہ اور ہیں جن میں پُرانا نظامیہ نسب داخل ہیں ہے۔ اور جہاں اکثر پنجاب اور پورب کے طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان مدرسوں کا چند و پیر گذران ہے۔ البتہ ان میں سے مدرسہ فقہوری کی حالت قابل اطمینان ہے کہ اس کی آمدنی کرایہ و کاکین متعلقہ مسجد سے حاصل ہوتی ہے۔ مسلمانان دہلی کی تعلیمی کوششوں میں قابل ذکر مدرسہ بستیہ ہے۔ جو یونانی میڈیکل اسکول ہے۔ اور ایک زنانہ طبیہ مدرسہ و شفا خانہ ہے جس سے نہ صرف دہلی بلکہ تمام ہندوستان کی اہم طبی ضرورتیں وابستہ ہیں۔ ان تین مدارس عربیہ کے علاوہ کہیں کہیں اپنے طور پر درس قرآن ہوتا ہے اور کہیں کہیں اپنے طور پر درس حدیث و فقہ۔ و عطا بھی بکثرت ہوتے ہیں۔ اور مذہبی مناظرات آریوں کے ساتھ اکثر میسایوں کیساتھ کثرت کہیں انکو بھی ایک طرح کی تعلیم عجتا ہوں۔

تعلیم نواں بھی پردہ کے خدواری اترام کے ساتھ شرفاء کے گھروں میں ہو رہی ہو مگر صرف قرآن خوانی تک۔

حضرات! مسلمانانِ دہلی کی تعلیمی حالت کا مینے بسبیل حکایت یہ تذکرہ نہیں کیا۔ بلکہ مینے یہ دکھانا چاہا ہے کہ دہلی کے مسلمان تعلیم سے غافل نہیں ہیں اور اس محرومی قسمت پر بھی انھوں نے کچھ نہ کچھ کیا ہے۔ معتمد بنائے اسپر اسلئے مترتب نہیں ہوئے کہ یہ کوششیں ایک ارادہ کی محکوم بنیں یعنی وحدت فی الکثرت نہیں جسکا ہونا حسن انتظام کے لیے ضروری ہے۔

حضرات! گو یہ قافلہ لٹ چکا لیکن پھر بھی یہ جہاں آباد ہے۔ اور تمام اسلامی ہند میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ تیرہویں صدی میں بھی (جو مسلمانوں کے عالمگیر تزل سے منسوب ہے) اس جواہر سے وہ گوہر درخشاں پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے مسلمان ہند کی نئی ترقی کی دواعیل ڈالی ہو اور جسکے نام اور کام دونوں شہرت کے فلک الافلاک پر تاباں ہیں!

بزرگانِ محترم! دہلی کی عظمت و جلالت استحقاق کھتی تھی کہ ندوۃ العلماء اسکو اپنا مقدر قرار دیتا۔ میں ارکانِ ندوۃ العلماء کا شکر گزار ہوں کہ سب سے پہلے دہلی کی طرف اُنکے گوشہ چشم التفات کو توجہ ہوئی اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتے۔ اگر دہلی کی نسبت انکا یہ غم زیادہ مستقل رہتا۔ اور دہلی اُنکے ارادے کا کافی خیر مقدم کرتی لیکن لکنؤ اور دہلی کے قدیمی عزیزانِ تعلقات کی وجہ سے ہمیں اسکی شکایت نہیں ہے۔ کہ ندوۃ العلماء کا مستقر لکنؤ قرار دیا گیا۔ اگر کسی اور مقام کو منتخب کیا جاتا۔ تو اصولاً جب بھی ہمیں کوئی گلہ نہوتا کیونکہ جس کام کی غرض و غایت ترقی اسلام و اہل اسلام ہو۔ اور خواہ کسی مقام کو اسکا مستقر بنایا جائے۔ وہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی یکساں ہمدردی اور اعانت کا مستحق ہے۔ بہر حال بہاری آرزو ہے کہ ندوۃ العلماء کا دارالعلوم پہلے اور پھولے

اور ندوۃ العلماء کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی حاصل ہو۔

حضرات اندوۃ العلماء کے مقاصد کی اہمیت سے اختلاف محال ہے۔ علماء کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کرنا۔ علماء میں اتحاد و یگانگت کو ترقی دینا مسلمانوں کی ترقی کے لیے ایک بڑا مل عام ہے۔ روپوش کرنا۔ تو نصاب دارالعلوم سے منکمل۔ محدث۔ قیصر اور کامل الفہم علماء پیدا کرنا۔ ندوۃ العلماء کے یہ مقاصد مسلمان کے لیے دل کش ہیں۔ اور جس قدر دلکش ہیں اس قدر مفید بھی۔

بزرگان محترم! میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں روشن خیال اور ضروریاتِ زمانہ سے باخبر مسلمان اس کام کی تحنیں و تصویب کرتے ہیں اور آپکو ہمیشہ ان کی اعانت حاصل ہوتی رہے گی۔

کون مسلمان ہو جو یہ نہیں چاہتا کہ مسلمانوں میں نفاق و شقاق کا خاتمہ ہو۔ اور مسلمانوں میں قدیمی اخلاق و عادات پیدا ہوں کہ مسلمان کی یہ خواہش نہیں ہو کہ جہالت جسے قوم کی اخلاقی اور ذہنی قوت کو نکو خاک میں ملا رکھا ہے۔ دور ہو اور قوم میں علم کی روشنی پھیلے۔ رسوم جاہلانہ جنھوں نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ غارت ہوں۔ اور نہ صرف پرانی وضع کے مسلمان بلکہ نئی روشنی کے نوجوان جس اسراف و تبذیر میں مبتلا ہیں۔ اور جس کے سبب قومی ثروت و دولت گھٹتی چلی جاتی ہو اس سے انکو خلصی حاصل ہو۔ کونسا مسلمان ہو جو علماء کی ہمت و استقلال علماء کے احسان اور علماء کے علمی چوش کے ذریعے سے مسلمانوں کی اس قسم کی بہت سی خرابیوں کے السداد کا امکان باور نہ کرتا ہو۔ کون مسلمان الکار کر سکتا ہے کہ نکاح و طلاق اور وراثت کی نزاعات میں علماء کے تعلق و ارشاد سے فائدہ اٹھانا مسلمانوں کے لیے خیر و برکت نہیں ہو اور کس مسلمان کو عذر ہو سکتا ہے کہ علماء کے اثر اور رسوخ کو ترقی ہو اور قوم دینی پیشواؤں کے شرعی ارشادات پر عمل کرے۔ کون مسلمان اتحاد و بے دینی کی ہستی کا قائل نہیں اور

کون باخبر مسلمان ہے جو نہیں جانتا کہ ملک میں دہریت و اتحاد کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے اور مسلمان ایک جدید علم کلام کے بغیر اس فتنہ غیظم سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور اس جدید علم کلام کو پیدا کر کے کا علمائے کئی دوسرا گروہ ذمہ دار نہیں ہے اسلئے مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان اسکو جائز نہیں رکھیں گا کہ اگر علمائے اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہیں تو انکو اس کام سے باز رکھے۔

حضرات ”تقسیم عمل“ کا اصول اسکو ضروری قرار تیار ہے۔ کہ قوم کی تمام دینی ضرورتوں کا انتظام علماء کو سپرد کر دیا جائے۔ قوم متفقہ طور پر علماء کو مدد دے تاکہ وہ اپنے منصبی کام کو کامیابی سے انجام دیتے رہیں۔

۴۔ لیکن حضرات علمائے کرام۔ جبکہ آپ پر قوم کو اعتماد ہے اور آپ قوم کی دینی ضرورتوں کے سر انجام کا ذمہ لیتے ہیں۔ تو یقیناً آپکو غیر معمولی محنت۔ غیر معمولی مشکلات۔ غیر معمولی نفس کشی کا تحمل کرنا ہوگا۔ قوم خطرات میں مبتلا ہے۔ اور اسکی ضرورتوں کا یہ حال ہے کہ ایک ضرورت پوری نہیں ہونے پاتی۔ کہ دوسری اُس سے زیادہ شدید ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس اجلاس میں یہ اعلان کرینگے کہ ان روز افزوں ضرورتوں کے اقتضا اور قوم کی نازک حالت کے اعتبار سے اپنے اپنے لیے کیا طریق عمل قرار دیا ہے اور آپ اپنے آئندہ سال کو کن امور میں مصروف اور مشغول رکھنا چاہتے ہیں۔ بزرگان محترم!۔ اب ہمارا درد اس حد سے گزر چکا ہے کہ صرف شاندار جلسے کی دوا ہو جائیں۔ اب ہمیں تجویزوں اور تقریروں کی ہنگامہ آرائی کو موتوں اور اپنے جلسوں کو بالکل عملی بنانا ہوگا یقین ہے کہ یہ اجلاس مسلمانوں کی نازک حالت کو محسوس کر کے یہ قرار دیگا۔ کہ ہمارے دینی پیشواؤں اور دوسرے بزرگان قوم کو اس اجلاس کا ممبر بنو چکی حیثیت سے کیا؟ اور کس طریق عمل کو اختیار کرنا چاہئے۔ جس سے ضروریات کا کوئی معتد بہ حصہ پورا ہو۔ اور سال آئندہ کے ہر ایک کام کا اندازہ ہو سکے۔ اور جسکے

طریق عمل میں کوئی نقص معلوم ہو اسکی اصلاح ہو جائے۔

۵۔ حضرات! نئی دینی ضرورتوں کے سلسلہ میں ایک سب سے زیادہ اہم ضرورت فی زمانہ اشاعت اسلام ہے۔ چند سال سے ہمارے مخالفین اس کوشش میں گرم ہیں کہ ہندوستان کے دیہات میں جب قدر نو مسلم راجپوت اور جب قدر نو مسلم اقوام ہیں انکو مرتد بنا دیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس درجہ تک پیچھا چاہتا ہے کہ اسکو ہندوستان میں ہماری فناء بقا کا مسئلہ قرار دیا جائے۔ قوم نے اس خطہ کو کچھ محسوس کیا ہے۔ اور گزشتہ ایام میں جبکہ ارتداد کی نفع آوازوں میں ایک غظیم واردات ہوئی۔ دفعتاً قوم میں ایک جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ افسوس ہے کہ ندوۃ العلماء اس موقع پر اشاعت اسلام کی ایک باقاعدہ مشق قائم نہ کر سکا۔ ورنہ آج اس طرف سے مسلمانوں کو معتدبہ اطمینان و فراغ حاصل ہوتا یہ دین کی خدمت ہے۔ اور ندوہ علمائے دین کا مرکز۔ تو کیا یہ وجہی بات نہیں ہے کہ دینی کام کا مرکز علماء کا مرکز ہو۔ ندوۃ العلماء اگر اس کام کی طرف سے تامل روا رکھنا چاہے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ اُسے اپنے ایک بہت بڑے فرض کا احساس نہیں ہوا۔ ندوہ کا کام اس غرض سے نہیں ہو سکتا۔ کہ مسلمانوں کے کسی فوری جوش سے فائدہ اٹھائے کیونکہ ایسی ضرورت ندوہ کو اسوقت پیش آسکتی تھی۔ جبکہ ندوہ کا منشا یہ ہوتا کہ کسی شخص خاص کے اغراض کو پورا کرنے یا اُسے شہرت دینے کی غرض سے قائم ہو جائے ندوہ ایک جماعت سے عبارت ہے اور اس جماعت کا کام حسن خلوص اور حسن صداقت سے انجام پذیر ہو رہا ہے وہ خلوص و صداقت اب اور آئندہ اسکی کامیابی کی پوری ضمانت ہے۔ امید ہے کہ ندوۃ العلماء اپنی ذمہ داری کو محسوس کر لیا۔ اور یہ اجلاس اس نازک مسئلہ پر غور کر لیا۔ کہ آیا مخالفین اسلام کی سرگرم کوششوں کے مقابلہ میں یہ قرین مصلحت ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کو متمم با شان اسلوب۔ باقاعدہ اور مفید شکل میں شروع نہ کیا جائے۔

حضرات! مجھے اُمید ہے کہ آپ کے دل میں درود اسلام ہے۔ آپ مخالفین کی اُن کارگر اور موثر کوششوں کا علم رکھتے ہیں۔ جبکہ منشا یہ ہے کہ اسلام کو ہندوستان میں خدا کا فخر ایا جائے۔ آپ اس راز کے سمجھنے میں بھی قاصر نہیں ہیں کہ ایسے لوگوں کے مقابلہ پر جنہوں نے اپنی زندگی کو اُمید بیل کے لیے وقف کر دیا ہے۔ کس قسم کے لوگ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کس طریقے پر عمل کر نیے کامیاب ہو سکتے ہیں؟

حضرات! اگر اشاعت اسلام کی طرف سے غفلت اختیار کی گئی تو خدا کا جلد وہ وقت آئیو والا ہے کہ لاکھوں نو مسلموں کی جاغیتیں ہمارے قبضے سے نکل چکی ہوں گی۔ اور چارہ کار حسرت و پشیمانی کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ تمام شخصی اغراض۔ اور تمام شخصی خواہشات کو قربان کر نیکے بعد کوئی دینی کام کامیاب ہو سکتا ہے۔ صاحبان! اگر آپ کو منظور ہے۔ کہ قوم کی خطرہ سے حفاظت ہو تو اسلام کی محبت میں ترک اغراض اور ترک لذات کیجئے۔ تاکہ یہ کام منتظم۔ باضابطہ۔ اور مفید شکل میں شروع ہو۔

حضرات! امید ہے کہ آپ اس اجلاس میں سیرت نبوی یعنی جاب سرور کا سننا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف کے مسئلہ پر بھی غور کریں گے۔ اور اسلام کی اس مہتم بالسنائے خدمت کو اعلیٰ ایمان پر انجام دینے کا انتظام کریں گے۔

۸۔ حضرات اراکین ندوۃ العلم! آپ کی قیمتی خدمات کے سلسلہ میں وہ موثر اور مفید تحریک سزاوارتہ تھیں ہے جو مسئلہ وقف علی الاولاد کا صحیح منشا ظاہر کر نیکیو آپ نے اختیار کی ہے شاہی کونسل کے اجلاس منعقدہ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء میں آئریل مسٹر محمد علی حسین (قائم مقام مسلمان میاں) نے وقف علی الاولاد کی نسبت سوال پیش کیا ہے۔ اور گورنمنٹ نے اس سوال کے جواب میں غایت لطف و کرم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایسی جوئرز جو تمام مسلمانوں کے اتفاق رائے وقف علی الاولاد کی نسبت قرار دی جائے نو کر دیں گی لیکن صرف خاص خاص خاندانوں کی حفاظت مسئلہ وقف کی صحیح تعبیر نہیں ہے۔ جس کی آئریل

مسٹر جینا کے جواب میں آئینہ ہوم ممبر نے صراحت کی ہے۔ وقف بالعموم تمام مسلمانوں کے لیے ہے نہ مخصوص خاندان کے لیے۔ بہر حال امید ہے کہ یہ اجلاس نہایت دقت نظر سے نہایت سنجیدگی سے اور نہایت محفوظ شکل میں اس مسئلہ پر غور کرے گا اور مسلمانوں کو اس مسئلہ کے لیے صحیح طریق عمل بتائیگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وقف علی الاولاد کی اصلی تعبیر ثابت کر نیکیے لیے مسلمانوں کو جدوجہد کی ضرورت ہوئی تو وہ ہمیشہ ادب اور وفاداری کے لہجہ میں عرض مدعا کریں گے اور اپنے اس مخصوص قومی امتیاز کو روشن رکھیں گے مجھے اس پر کامل وثوق ہے کہ یہ دینی مجلس وقف علی الاولاد کے صحیح فشرعی تعبیر مطلب زیادہ کوئی خواہش نہیں رکھتی۔ اور اسکا مطالبہ بالکل وہی حیثیت رکھتا ہے۔ جو حیثیت ”عقد بیوگاں ہندو کے مطالبہ کی تھی جسے گورنمنٹ نے رد کیا۔ اور عقد بیوگاں کے لیے ایک قانون بنا دیا۔ ہمیں بھی اسی مہربانی کا گورنمنٹ سے متوقع رہنا چاہئے۔ کیونکہ یونین جیک کا سایہ سب کی جائز مذہبی آزادی کا محافظ ہے۔ اور گورنمنٹ کل اقوام کے جائز حقوق کے مطالبہ کو اور تمام اہالیان مذاہب کی حقیقی مذہبی خواہشوں کو پورا کرتی ہے۔ اور کسی کے مذہبی معاملات میں نہ تصرف روا رکھتی ہے۔ اور نہ کسی کو اس شکایت کا موقع دیتی ہے۔ کہ اُس کی واقعی مذہبی معاملات کو محکوم بنایا گیا !

بزرگانِ مدوۃ ! اس منتم بالشان تحریک اور اُسکے متعلق آپ کی خدمات کا اعتراف کرنے کے علاوہ ہیں آپ کے اس مقصد اعظم کی جلالت قدر کو محسوس کرتا ہوں۔ جسکا منشا یہ ہے کہ آپ مدوۃ العلماء کے دارالعلوم میں اس پایہ کے عالم پیدا کریں جو مسلمانوں کے قدیم علمی تفوق و امتیاز کی شان ظاہر کر دیں اور جو اسلام کے مرتبہ اور مسلمانوں کے علمی اعزاز کے لحاظ اس قابل ہوں کہ قوم کے دینی پیشوا بنیں۔ حقیقت میں آپ نے عربی اور دینی تعلیم کی مشکل کو حل کر دیا ہے۔ اور وہ کامیابی حاصل کر لی ہے جو آج ہر کوئی بھی تک حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کا دارالعلوم فی الواقع تمام دنیا کے اسلام میں ایک لاثانی

چیز ہے اور اس کی ہستی نہ صرف ہندوستان بلکہ کل اسلامی دنیا کے لیے فخر و مسرت کا سبب
 ہو سکتی ہے۔ آپ نے ایک مبارک علمی انقلاب کی بنیاد رکھ دی ہے اور اگر دارالعلوم کا آئیڈیل آپ
 پورا کر سکیں تو یہ اسلام کی نہایت متمم بالشان خدمت ہوگی مجھے امید ہے کہ آپ اس
 جلسہ کو اس درس گاہ کے طلباء سے تعارف کرائینگے اور اُسے موقع دینگے۔ کہ وہ ان
 ہونا پر پوری یقین کا صحیح معیار دریافت کر کے خوشی حاصل کرے۔ لیکن حضرات میں یقین
 اور یقین کا یہ سبب تھوڑا کر لیٹر کی ضرورت ہے دارالعلوم سے اس قسم کے عالم پیدا کیجیے۔ جو
 نہ صرف اس قابل ہوں کہ سائنس کی روشنی میں اسلام کی صداقت کو ثابت کر سکیں بلکہ
 ان میں احساس ہو سکے جو ش ہو۔ ایثار ہو۔ اسلام سے فدا ہونا محبت ہو۔ اور یہ جو صلہ
 ہو کہ اپنی تمام زندگی آئیڈیل پر قربان کر کے بھی دل شاد رہیں اور کبھی قوم سے صلہ نہ تائیں
 کے خواستگار ہوں۔ اور دل۔ و مانع۔ یقین اور سرمایہ زندگی قوم کی خدمت پر صرف
 کرینگے بعد بھی انھیں اس سے عذر نہ ہو کہ اگر انکو مختصین کے بدلے تمہیں اور ثنات انعام
 دیجائے تو اسے شکر یہ کا دامن پھیلانے قبول کر لیں۔ یہی لوگ نصرت الہی کے حقدار
 ہونگے۔ اور انھیں کو بقائے دوام اور حیات جاودانی عطا ہوگی۔

بزرگانِ مذہب میں دوبارہ اس درخواست کو پیش کرنیکی اجازت چاہتا ہوں کہ
 موجودہ اجلاس میں مسلمانانِ ہند کی اہم دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے مناسب
 تدابیر اختیار کی جائیں اور اس اجلاس کے کام کو زیادہ عملی اور مؤثر بنایا جائے جیسا کہ
 مجھے امید ہے کہ آپ سب کی آرزو ہے۔

حضرات! آپ مسلمانوں میں اور مسلمانوں کے تمام دینی کاموں میں ہستی اجتماعی کی
 شان پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور جوابِ ترقی کی صحیح تعبیر کا نقشہ دکھانا چاہتے ہیں۔ جو
 کثرتِ تعبیر سے پریشان رہا اور اب تک پریشان ہے۔ آپکا یہ ارادہ جس قدر مبارک و محمود ہے
 اس قدر عسیر الحصول بھی۔ لیکن اگر آپکا یہ متمم بالشان مقصد عسیر الحصول نہوتا۔ تو آپکی

طرف تمام مسلمان ہند کی نگاہیں کیوں اٹھتیں۔

حضرات! اپنے قدم رنجہ فرمایا۔ ہمارے سر نکھوئیں۔ مجھے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اسی تعظیم و تکریم کے ساتھ جسکے آپ مستحق ہیں۔ جناب حاتق الملک نے اپنی وجاہت سے آپ کی مدارات کے لیے نقد و موعود چنہ بھی کرادیا۔ اور دوران قیام میں آپ کی خدمت و تواضع کو ہم نے اپنا فخر سمجھا۔ اور آپ نے بھی اس دینی جلسہ کے لیے زحمت سفر کو گوارا کیا۔ اور ہمیں اپنا احسان مند بنایا۔ لیکن ہم اپنے لیے اس احسان و رود کی یادگار کے علاوہ کوئی اور یادگار چاہتے ہیں اور ہماری اسے پیشوایان دین آپسے یہ استدعا ہے کہ آپ اپنی غنی قوتوں سے فلاح ملت کا کچھ بہتر سامان کیجئے اور نہ اپنے لیے بلکہ خدا کے لیے مسلمانوں کی ضعیفی اور بچاؤ کی کا مدد کیجئے۔ اے حاملانِ شریعت اسی شریعت عزائے ہکمو خاکِ مذلت سے اٹھا کر ارجِ رفعت پر چمکایا تھا۔ اب پھر وہی خاکِ مذلت ہی اور وہی ہم ہیں تو کیا وہ اکسیر اب اس جانِ ناتواں کے لیے تاب و توان نہیں پیدا کر سکتی؟ نہیں قرآن اب بھی وہی ہے۔ اسلام اب بھی وہی ہے۔ خدا اب بھی وہی اور خدا کی رحمت اب بھی وہی ہے۔ ہاں ہم میں اہلیت اب وہ نہیں ہے اور یہی دو اہم آپ سے مانگتے ہیں۔ کارِ مسیحائی کیجیگا اگر یہ اہلیت آپ ہم میں پیدا کر دیں۔!

حضرات! مجھے اندیشہ ہے کہ میں نے آپ کا زیادہ قیمتی وقت لیلیا ہے اسلئے میں اس اڈیس کو ختم کرتا ہوں۔ آخر میں میں انجمن خادم المسلمین کی طرف سے جس کا میں پریسیڈنٹ ہوں اور جسکے پر جوش اراکین نے معین الذودہ کی شکل میں آپ کی مہمانی کے لیے خدمات انجام دی ہیں آپ کا خیر مقدم ادا کرتا ہوں۔ اور اس قدر تکریم کی درگاہ میں جو رحمت۔ فضل۔ اور توفیق کا حشر پیہر استدعا کرتا ہوں کہ ان کی توفیق آپ کی مددگار ہو اسکا فضل آپ کی رہنمائی کرے۔ اور اس کی رحمت آپ کو

اور آپ کی کامنکو برکت دے۔ آمین

محمد عبدالحمید

دہلی۔ ۲۶ مئی ۱۹۱۷ء

جب خان بہادر مولوی عبدالحمید خاں صاحب اپنی پیش بناتقریر ختم فرما چکے، تو صدارت کا انتخاب ہوا۔ ندوۃ العلما کے جلسے کی صدارت کے لیے جن بزرگوں پر نگاہ انتخاب پڑتی ہے، اُن کے لیے صرف یہی ضروری نہیں ہے کہ ملک میں عام اثر رکھتے ہوں۔ ذی حیثیت ہوں، روشن خیال ہوں بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ اسلام اور علوم اسلام کے بہت بڑے حامی ہوں، کسی معزز اور قدیم خاندان سے تعلق رکھتے ہوں جلسہ میں اگرچہ اس قسم کے بزرگ، بالخصوص علما، و مشائخ نہایت کثرت سے موجود تھے، جن میں یہ تمام اوصاف مجتمع تھے، لیکن مقامی حالات، اور اہل دہلی کی خواہشوں کے لحاظ سے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب سے زیادہ کوئی شخص کرسی صدارت کے لیے۔ دوزوں نہ تھا اس بنا پر جناب حکیم صاحب موصوف با تفاق جلسہ کے صدر بن منتخب ہوئے، اور کرسی صدارت پر رونق افروز ہو کر ایک نہایت مبسوط، مفصل اور پرمغز تقریر کی جس میں ندوۃ العلما کی تاریخ، اسکے مقاصد و اغراض، کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ تقریر حسب ذیل ہے۔

تقریر استعاجی جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب

ریس دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایہا السّادۃ الکرام !

سب سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں مغزنا رکانِ ندوہ کے اس حسنِ نطن کا جو وہ میرے متعلق رکھتے ہیں اور جسے اُنکے مقدس دلوں میں میرے انتخاب کے خیال کو پیدا کیا شکریہ ادا کروں اور صاف دلی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کروں کہ اُنھوں نے جو بوجھ میرے اوپر رکھا ہے درحقیقت وہ میری تاب و توان سے زیادہ ہے۔

حضرات ! میری خوش قسمتی ہے کہ آج مجھے اس برگزیدہ دینی مجلس میں اپنے ناچیز خیالات کے ظاہر کرنا موقع ملا ہے۔ گو عرصہ دراز سے میری دلی تمنا تھی کہ ”میں ندوۃ العلماء کے کسی سالانہ جلسہ میں شرکت کی عزت حاصل کروں۔ مگر افسوس ہے کہ اس سے پہلے میری یہ دیرنیہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔

ندوۃ العلماء کے قیام کی ضرورت

قبل اسکے کہ میں ندوۃ العلماء کے مقاصد کو بیان کروں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اُسکے قیام کی ضرورت کو ظاہر کروں۔ عندرِ ۱۸۵۷ء کے بعد سے مسلمانوں کی جو حالت رہی وہ کسی صاحب سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اُن میں جہالت اُسی قدر بھٹی جب قدر کہ افلاس تھا اور افلاس اتنا ہی ہوتا جتنا کہ بغض و عناد تھا غرض اُنکی ٹھیک وہی حالت تھی جو اوج سے حسیض اور بلندی سے پستی کی طرف جانیا والی قوم کی ہوتی ہے۔ اُنکی یہ حالت عرصہ تک قائم رہی وہ اپنے علوم سے بے بہرہ ہوتے گئے اور موجودہ ”علوم مغربیہ“ سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ البتہ مذہب سے اُنھوں نے یہ کام لیا کہ مسلمانوں کو گروہوں پر تقسیم کر کے اُنکی یہی سہی اجتماعی حالت کو بھی درہم و برہم اور اُنکے شیرازہ جمعیت جیسا کچھ بھی وہ تھا پر اگندہ کر دیا۔ اسکے علاوہ اُن لوگوں کو جو خداوند تعالیٰ کو ایک جاننے والے اور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھنے والے تھے اُس دائرہ اسلام سے لکانا شروع کر دیا جس میں دوسری قوموں کو داخل کرنے کیلئے

وہ مکلف تھے گو میں ٹھیک طور پر نہیں بتا سکتا لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ابتدا سے اسلام سے
 غدر ۱۸۵۷ء تک جس قدر تکفیر کے فتوے لکھے گئے ہیں اگر انھیں ایک جلد میں جمع کیا جائے
 تو ہرگز اس جلد کی ضخامت اس جلد کی برابر نہ ہو سکے گی جو ۱۸۵۷ء سے لیکر آج تک کے
 کفر کے فتوؤں کی جمع کیا جائے۔ یہ دباے تکفیر صرف اشخاص تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ انہیں
 ترقی کر کے گروہوں تک بھی متعدی ہو گئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ شیعہ سنیوں کو۔ اوسنی
 شیعہ کو۔ مقلدین اہل حدیث کو۔ اہل حدیث مقلدین کو دھڑلہ جھڑکا فرمائے لگے
 اسکا نتیجہ یہ ہوا اور ہونا بھی چاہئے تھا کہ غیر مذہب والے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت
 کہنے لگے کہ ان میں بقول ان کے سرگروہ ہونے کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ گو سب علما کی
 یہ حالت نہیں تھی ان میں بہت سے نفوس قدسیہ ایسے بھی تھے۔ اور اب بھی بعض بابر
 ایسے ہیں کہ انکی ذات پر اسلام اور مسلمان صحیح طور پر فخر کر سکتے ہیں (لکڑا اللہ امثالہم)
 لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عام طور پر ایسی حالت نہیں تھی۔ اس تکفیر
 نے باہمی مسلمانوں میں منافرت پیدا کر دی جس سے ہمیں بے انتہا نقصانات پہنچے اور ہر
 لکھنؤ میں کئی مرتبہ شیعہ اور سنیوں کے درمیان شرمناک فتنے پیش آئے تو اور ہر دہائی میں بھی
 مقلدین اور اہل حدیث نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی بلکہ ہر لکھنؤ پر شرف لے گئی کہ یہاں
 صرف دلا الضالین اور امین بلکہ پاپس کی رشتہ داریاں منقطع ہو گئیں۔ روپیہ
 عدالتوں میں برباد ہوا۔ اور سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی ہوئی یہ ہمارے
 خواص کی حالت تھی۔ اور اسی سے عوام کا انداز صحیح طور پر کیا جاسکتا ہے۔

جہاننگ میرا خیال ہے تقریباً ربع صدی سے مسلمانوں میں تعلیم کی طرف میلان پیدا
 ہوا اور تدریج کے ساتھ اس میں ترقی ہوتی گئی۔ گو پہلے ہی علوم مشرقیہ کی تعلیم کے کچھ مدارس
 تھے لیکن اس عرصہ میں ان میں نمایاں ترقی ہوئی۔ باوجود مدارس کی تعداد بڑھنے کے
 نصاب تعلیم کو بہتر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ان مدارس میں اب بھی بعض علوم

کی ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جو مشکل پسند طبیعوں کے لیے ممکن ہو کہ مناسب ہوں مگر عام طور پر طلبہ کے دماغوں پر ان کے مطالعہ کا بے ضرورت بار پڑتا ہو (جیسے کہ نخویں کا فیہ) اور بعض ایسی بھی کتابیں درس میں داخل ہیں جو ایک مخصوص فن میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن ان میں دوسرے فن کی چاشنی بھی دی گئی ہو جو طلبہ کے اذہان پر اچھا اثر نہیں ڈالتی۔ بلکہ ان کے دماغوں میں اس فن کا صحیح مذاق پیدا ہونے میں دیتی (جیسے کہ اسی فن نخویں (فوائد ضیائیہ) بعض کتابیں ایسی بھی نصاب تعلیم میں داخل ہیں جن کی نسبت اساتذہ اچھا خیال نہیں رکھتے اور پڑھانے وقت ان کے عیوب بھی ظاہر کرتے جاتے ہیں۔ لیکن انھیں نصاب تعلیم سے خارج نہیں کرتے (جیسے کہ ملاحسن منطق میں) اسکے علاوہ بعض فنون جن پر ایک مسلمان طالب علم کو مجبور ہونا چاہئے بالکل درس سے خارج کر دیے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ خاص اہمیت رکھتے ہیں جیسا کہ علم تاریخ ہو گو وہ دقیق فن نہیں ہو۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہر ایک طالب علم دوسرے فنون سے واقف ہو کر اس علم کو بطور مطالعہ کے حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ جو فن نصاب تعلیم میں داخل نہیں ہوتا انفرادی تعلیم کے بعد اس کی طرف کوئی شخص بھی توجہ نہیں کرتا۔ طب میں اسی غلط خیال کی وجہ سے علم الادویہ نہیں پڑھایا جاتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اطباء کے ماہرین علم الادویہ سے علی العموم کم بہرہ ور ہوتے ہیں۔

ہمارے نصاب تعلیم میں جہاں یہ عیب ہو کہ بعض ضروری فنون درس سے خارج کر دیے گئے ہیں وہاں نقصان بھی ہو کہ بعض علوم کی ضرورت سے زیادہ کتابیں پڑائی جاتی ہیں اور بعض اہم علوم کی مفید کتابیں ضرورت سے بہت ہی کم داخل نصاب کیجاتی ہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی عالم اس سے انکار نہیں کرے گا کہ منطق کی کتابیں جس قدر پڑائی جاتی ہیں وہ اس نسبت سے زیادہ ہیں جو باہمی ان علوم کی کتابوں میں ہونی چاہیے۔ نہ کوئی فاضل اس سے انکار کر سکتا ہو کہ تفسیر جیسے ضروری علم کی صرف دو تین کتابیں ناقص طور پر پڑائی

اس اہم علم سے اُسکے طالب علم کو بے نیاز کر سکتی ہیں غرض یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی فروگزاشتیں ہمارے نصاب تعلیم میں پائی جاتی تھیں اور اب بھی برابر پائی جاتی ہیں۔

ہماری عام غفلتوں نے جہاں ہم میں یہ سب خرابیاں پیدا کر دیں وہاں ایک سب سے بڑی خرابی یہ پیدا کر دی کہ ہم اپنے اُس فرض سے غافل ہو گئے جو اسلامی احکام میں ہمیشہ سب سے زیادہ امتیاز رکھتا ہے۔ اور جس کی تعمیل کے لیے اکثر آیات میں خداوند تعالیٰ نے سخت تاکید فرمائی ہے منجملہ ان آیتوں کے جیسا کہ آپ سب یا اکثر حضرات کو معلوم ہو گا۔ یہ آیت بھی ہے۔ **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ نَفَعْنَا لَكَ ذِكْرُكَ**۔ اس آیت شریفہ کے الفاظ اس بات کی کامل شہادت دی رہے ہیں کہ تبلیغ اسلام کیسی ضروری رکن ہے۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا اور سب سے بڑا رکن ہے۔ مگر ہم نے اس کے متعلق کیا کیا؟ اس کا جواب میں کچھ بھی نہیں دینا چاہتا۔ جو کچھ اس کے متعلق کیا گیا ہے وہ سب ہماری آنکھوں کے سامنے ہی ہم نے اپنی آنکھوں پر وہ عینکیں لگائی ہیں جو ہمیشہ آپس کے فساد و نگو قریب اور ایسے مقدس اور ضروری احکام کو دور رکھ یا کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ اور برگزیدہ فرض ہم میں سے جن لوگوں نے بھی ادا کیا ہے اسے منسوس ہے کہ بطور ایک پیشہ کے ادا کیا ہے۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم نے اس پاک مقصد کے حاصل کرنے کے لیے کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔

حضرات! یہ مضمون بہت وسیع ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے تفصیل کے ساتھ بیان کروں۔ لیکن مجھے اور چند ضروری باتیں بھی عرض کرنی ہیں۔ اسیلئے میں اتنا اور کہتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مسلمانوں پر ایسے حملے شروع ہونے والے ہیں کہ ہر کوئی تبلیغ اسلام تو درکنار رکھنا رکھنا ہی اسلام کے بھی لالے پڑ جائینگے اور چاروں طرف سے ہمارے اوپر وہ تیر برسوں سے جا بھینگے جن کا روکنا ہمارے حیطہ امکان سے باہر ہو گا

وَلَوْ كَانَتْ سِوَا وَاحِدًا لَاقْتَبْتَهُ ۖ وَلَكِنَّهُمْ سِوَا وَاحِدٍ وَثَلَاثَ

یہی وہ بڑی بڑی ضرورتیں ہیں جنکے پورا کرنے کا ارادہ ہمارے علماء کی ایک مقدس جماعت نے کیا ہے اور ہر بزرگ کا رعبہ کیلئے کھڑے ہوئے۔ اور اُدھر اُن بزرگوں نے جو ہمیشہ تکفیر کی کمین گاہوں میں منتظر رہتے ہیں۔ ندوۃ العلماء کی طرف تیز لگا ہوں سے دیکھنا شروع کیا اسکے بانیوں پر وہ ہریت۔ پنچریت کے الزام لگائے۔ انھیں کافر کہا اور کہہ رہے ہیں۔ بلکہ جو ان کے جلسوں میں شریک ہو اور جو انکی امداد کرے۔ اُسکا نام بھی اسی دفتر میں لکھا جاتا ہے ۛ

ندوۃ العلماء کی مخالفت

ندوۃ العلماء کے ساتھ اس وجہ سے مخالفت اور بھی زیادہ مچی کہ وہ آپس کے جھگڑوں کو مٹانا چاہتا تھا۔ اسکا مقصد تھا (اور ہے) کہ شیعہ۔ سنی۔ مقلد اہل حدیث سب ایک جگہ بٹھیکر اپنی صلاح و فلاح کے متعلق تدبیر اختیار کریں اور اختلافی مسائل میں کوئی جھگڑا نہ کریں۔ یہ مقصد اگر کم بینی کی وجہ سے بُرا سمجھا جاسکتا ہے تو تمام اسلامی فرقوں کو علی التمام وی لے بُرا سمجھنا چاہئے۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے ندوہ کی مخالفت کرنیوالے اور اُسکے ہر ایک اجلاس کو برہم کرینگی عملی کوشش کر نیوالے صرف سنی علماء ہی ہیں گو خدا کا شکر ہے کہ یہ مخالفت اب روز بروز کم ہوتی جاتی ہو مگر ابھی تک اسکے جرائم بعض بعض مقاموں میں پائے جاتے ہیں۔

میں نہایت ادب سے اُن بزرگوں کی خدمت میں جو ندوۃ العلماء کی حق پرستی یا نفس پرستی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔ یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اسلام پر رحم کریں۔ آپ اس درخت پر تیر نہ ماریں جسپر آپ خود بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اگر واقعی ندوہ کے مقاصد کو اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں تو آپ ندوہ میں شریک ہو کر اسکی اصلاح کریں۔ آپ حامل دین محمدی ہیں اسلئے مخالفت کے وقت آپ کو ہمیشہ

”الكاظمين الغيظ والعافين عن الناس“ پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر اس سے گزر کر مجاہدہ کی نوبت آئے تو وجہاً لہم بالحق ہی احسن“ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آپ خود بھی واقف ہیں کہ ہمارے رسول کریم (اردو احناف ۱۴) دوسری قوموں کے ساتھ کس طرح برحق مدار پیش آتے تھے۔ مگر انیسویں صدی کے آپ عملی اسلام کے ساتھ بھی رفق اور نرمی سے پیش نہیں آتے۔ آپ کو محمدی اخلاق کا نمونہ بننے دنیا کو اسلام کی خوبی کا شہید بنانا چاہئے لیکن آپ معاف کریں اگر میں یہ کہوں کہ آپ دنیا کے سامنے وہ نمونے پیش نہیں کرتے جو آپ کے سلف نے پیش کیے تھے۔ اگر آپ ندوہ کے اغراض و مقاصد کے ساتھ اسکی بدقسمتی کی وجہ سے اتفاق نہیں کر سکتے تو کم سے کم آپ کو شریک ندوہ ہو کر اسکی اصلاح کرنی چاہئے۔ ارکان ندوہ کو اپنے دوستانہ اور قیمتی ارشادات سے فوائد حاصل کرنے کے مواقع دینے چاہئیں۔ اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو اس شور و شر کے زمانہ میں خاموشی ہی اختیار کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو کہ رسول مقبول نے مومن کی علالت میں ارشاد فرمایا ہے ”المومن من سلم المسلمون عن يده ولسانه“ آپ عالم ربانی ہیں۔ دوسروں کو آپ اپنی تحریروں اور تقریروں میں برابر فتنہ انگیزی سے بچتے رہنے کی ہدایتیں فرماتے رہے ہیں۔ اور آیت ”والفتنة أشد من القتل“ انھیں اکثر سناتے رہتے ہیں۔ لیکن جب خود آپ کو اس قیمتی نصیحت پر عمل کرنیکی ضرورت ہوتی ہو تو آپ کا نفس آپ پر تاویل کے خوشنادر وازے کو کھول دیتا ہے۔ اگر ایسے موقع پر آپ اپنے پاک ایمان سے استشارہ کریں تو میرا خیال یہ ہے کہ آپ خود انصاف پسندی اور نصفت شعار ہی اختیار کر لینگے۔

آپ تاریخوں میں ان بزرگواروں کے حالات پڑھیں جو حقیقتاً ساطین اسلام تھے یہ اہل تصوف کا گروہ تھا جسکا ہر ایک آسمان اسلام پر آفتاب ہو کر چمکا تھا جسکے نورانی اخلاق نے تمام عالم کو منور کر دیا تھا اس گروہ کا ہر ایک فرد ایسا تھا کہ اُس کی ایک ایک

منط کی صحبت سے آدمی وہ وہ فائدے حاصل کر لیتا تھا جو عمر بھر کے مواظف سے حاصل نہیں ہوتے تھے۔ اس گروہ کے اکثر بزرگوار علوم ظاہریہ سے بھی ایسے ہی آراستہ ہوتے تھے جیسے کہ علوم باطنیہ سے۔ کیا یہ بھی آپ کی طبع آپس کے فساد و ٹکڑے کا یا کرتے تھے۔ حاشا و کلا۔ انکے خیال میں بھی ایسی باتیں نہیں گزرتی تھیں۔ اس زمانہ کو ہرگز اگر ہم موجودہ منزل زمانہ کو دیکھیں تو ہمیں اب بھی اسی کان کے ایسے جواہر کس کس ٹینگے جن کی ایک ایک نگاہ دل کے امراض کے لیے پیغام شفا ہوتی ہو اب آپ خود ہی خیال فرمائیں کہ آپ میں اور ان میں یہ فرق کیوں ہو۔ میرے ناقص خیال میں اسکی وجہ یہی ہے کہ آپ نے صرف سطحی درس حاصل کیا ہے اور انکے دل نے اس مکتب دنیا میں عمیق سبق لیا ہے۔ ۷

ماو مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق

اوصبحا رفت و ما در کوچا رسوا شدیم

اب میں ان بزرگوں کی خدمت میں جو کرسی ہدایت پر جلوہ فرما ہیں نہایت ادب سے التجا کرتا ہوں کہ ان آپس کے قصوں کو چھوڑ کر نہ وہ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اپنی قیمتی رايوں سے اُسے فائدہ حاصل کر نیکا موقع دیں۔

ندوة العلماء کی تیاج اُسکے مقاصد اور اُسکی کارگزاری

حضرات! یہ امور جبکاٹنے اور ذکر کیا ہے حقیقت ندوة العلماء کے قیام کا باعث ہوئے ہیں اسلئے انکے ذکر کے بعد میں اجازت چاہتا ہوں کہ ندوة العلماء کی تیاج اور اُسکے مقاصد اور اُسکی کارگزاری کا سرسری طور پر یہاں بیان کروں تاکہ غور کرنے والی طبعتیں فیصلہ کر سکیں کہ ندوة کی مخالفت (خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی جماعت کیوں نہ کرے) کسی نیک خیال پر مبنی ہو یا معتزین کی ذاتی کدورتوں اور نفسانی خواہشوں نے

اس نیک کام میں خلل اندازی کے لئے آمادہ کیا ہو۔ ندوۃ العلماء کا پہلا اجلاس ۱۸۸۴ء میں شہر کانپور میں ہوا۔ اُسکی آج کی تاریخ سے پہلے ہندوستان کے مختلف مقامات میں بارہ جلسے اچھی کامیابی کے ساتھ ہوئے۔ ارکان ندوہ نے غور کرنے کے بعد مناسب سمجھا کہ اس انجمن کی جڑبڑی کو بجائے چنانچہ ۱۸۹۰ء میں ندوہ کی باضابطہ جڑبڑی ہو گئی جس سال ندوہ کی جڑبڑی کی گئی پر اسی سال کی ۶ ستمبر کو ایک مدرسہ کی بنیاد رکھ کر اُسکا ابتدائی درجہ کھولا گیا جو خدا کے فضل سے ترقی کرتے کرتے ۱۹۰۷ء میں دارالعلوم بن گیا اور تمام ہندوستان میں علوم عربیہ کے لئے ایک ممتاز تعلیم گاہ سمجھا جاتا ہے صرف تین برس کی حقیر مدت میں مدرسہ کی ترقی نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور اس بات کی صاف شہادت دیتی ہے کہ راستی اور سچی خدمت گزاری ہمیشہ نیک نتائج دکھاتی ہے۔

جلسہ ندوۃ العلماء جن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قائم ہوئی وہ حسب ذیل ہیں۔

- (۱) علماء کے مختلف گروہوں میں اتحاد پیدا کرنا۔
- (۲) مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کا دور کرنا۔
- (۳) علوم شرقیہ کے نظام تعلیم کی ضروری اصلاح۔
- (۴) علوم عربیہ اور دینیہ کی ترقی اور اُنکے بقا کی کوشش۔
- (۵) اشاعت اسلام۔
- (۶) ایک دارالافتا کا قیام۔

ان اغراض کو مد نظر رکھتے ہوئے کون شخص ہر جو ندوہ کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکال سکتا ہے۔ اگر ان مقاصد کے علاوہ پس پردہ دوسرے مقاصد ہوں تو انہیں بیان کرنا چاہیے۔ مگر الجھل کی مخالفت کے لئے کسی سبب کی ضرورت نہیں ہے واری العدادۃ کلا اسی اسباب رہا۔

تاریخ پیدا و سببائش ہمارے غصہ درجوش ست اسبابش خموش

۲۰۔ وہ جس کی بنیاد مذکور بالا مقاصد پر مبنی ہو صرف یہی نہیں کیا کہ ایک دارالعلوم
 جاری آنکھوں کے سامنے حیرت انگیز سرعت کیسا تھکھڑا کر دیا۔ بلکہ اُسے اس قلیل زمانہ میں
 اوزیت سے ایسے نمایاں کام کیے جسکے لئے وہ ہر ایک حیثیت سے ہم مسلمانان ہندو
 کی سچی اور گہری شکر گزاری کا مستحق ہو۔ اُس نے ۲۸۔ نومبر ۱۹۴۷ء کو دارالعلوم کی عمارت
 کا بنیادی پتھر رکھا۔ اُسے کانپور میں ایک میٹھا کھولا۔ اُسے لکھنؤ میں ایک دارالافتا
 قائم کیا۔ اُسے بورڈنگ ہوس کی بنیاد ڈالی۔ اُسے نصاب تعلیم جو ایک سخت اور
 جانکاہی کا کام تھا خاص طور پر اپنے دارالعلوم کے لیے منتخب کیا اُسے طلبہ کو عربی
 زبان میں تفسیر کر سکی مہارت پیدا کرائی۔ اُسے فلسفہ جدید کو داخل نصاب کیا۔
 تاکہ اُسکے طلبہ جدید فلسفہ کے بدناما اعتراضات کو اسلام اور اُسکی مقدس تعلیم کے خوشنما
 چہرے سے دور کر سکی قابلیت پیدا کریں۔ اُسے دارالعلوم اور علماء کے خیالات کے
 اظہار کے لیے الذبحہ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اتنے کام جو تینے سرسری
 طور پر گنوائے ہیں لیکن اور کتنے میں بہت آسان معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ
 ایسے کاموں میں منہمک رہتے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جب خیالات کو عملی لباس پہنایا
 جاتا ہے تو کتنی دشواریوں اور مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے۔

ندوة العلماء نے اس تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کی اسلامی آبادی کو
 اپنی طرف متوجہ کرنے میں بھی کچھ کم تعجب نیز ترقی نہیں کی ہو بلکہ اُسے گورنمنٹ
 کی طرف سے بھی اعتماد کا دھڑکا حاصل کر لیا ہو۔ ہم مسلمانوں کو اور علی الخصوص اہل الحرام
 علماء کو خاص طور پر ہمالاک متحدہ اگرہ دادوہ کے لفٹنٹ گورنر عالیجناب سر جان ہیو
 صاحب بہادر، بالقبہ کا دلی اسائنمنڈی کے ساتھ شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

جنکی خاص توجہ اور مہربانی سے ہمیں دارالعلوم کے لیے ایک قطعہ زمین کا ملا اور پانچویں
 روپیہ ہمار کی گرانقدر امداد حاصل ہوئی۔ اس طرح اسی صوبہ کے روشن خیال اور ہمدرد

قوم عالیجناب کرنل نواب سر حامد علی خاں صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست
رام پور کا بھی جو ایک عرصہ سے اُن تمام قومی کاموں سے گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ جو
محض مسلمانوں کی تعلیم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ منت گزرا ہو ناچاہیے مگر انھوں نے پانچ سو
روپیہ سالانہ کے عطیہ سے ندوہ کے ساتھ اپنی خاص دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ اُنکا عطیہ
اُنکی توجہات کا پیش خیمہ ہے جسے امید ہے کہ ندوہ متواتر پیش قیمت فوائد حاصل کرتا رہے گا
ان دو ذاتوں کے علاوہ جناب نہر ہائٹس سر آغا خاں بالقابہ نے بھی گہری دلچسپی
کا ندوہ کے ساتھ اظہار کرتے ہوئے پانچ سو روپیہ سالانہ کی رقم سے اُنکی امداد فرمائی ہے
جسکیلے ارکان ندوہ اور تمام مسلمان اُنکے شکر گذار ہیں۔

جس طرح ہم ان تین جلیل القدر اور ممتاز حضرات کے بین منت ہیں اُسی طرح ہم اسلامی
خواتین کی مائے ناز عالیجناب نہر ہائٹس نواب سر سلطان جہاں بیگم صاحبہ والی
ریاست بہوپال کے بھی سچے شکر گذار ہیں جنکی علمی دلچسپیوں نے اکثر اسلامی درس گاہوں
اور قومی کاموں کو اپنا زیر بار احسان کر رکھا ہے اور جنہوں نے ماہِ صہ روپیہ ماہوار
کی قیمتی امداد سے ندوۃ العلماء کی بے انتہا قدر افزائی فرمائی ہے نہر ہائٹس ام اقبال
کے اسم گرامی کے ساتھ ہم ذبیحہ وقت عالیجناب نہر ہائٹس نواب صاحب بہادر والی
ریاست بہاول پور کی جدہ محترمہ کے بیچیمنون ہیں کہ اُنھوں نے پچاس ہزار کے
گرا نقد عطیہ سے ہمیں اس بات کا موقع دیا کہ ہم اپنے دارالعلوم کے لیے ایک عالیشان
مکان کی بنیاد ڈال سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس معزز خاندان کا نام ہمیشہ مدوۃ العلماء کی
تاریخ کے ساتھ جلی حرفوں میں پڑھا جائیگا۔ اس امداد کے ذکر کے ساتھ احسان فرما رہے ہیں
ہوگی اگر جناب مولوی رحیم بخش صاحب سی آئی۔ ای پریسڈنٹ کونسل ریاست
بھادل پور کا ذکر شکر گذاری کے ساتھ دیکھا جاوے۔ جنکی علم دوستی اور خاص کوشش
اس گرا نقد عطیہ کا باعث ہوئی ہے۔

یہ وہ اہل دین ہیں جنکا ذکر خاص طور پر کرنا ضروری تھا۔ انکے علاوہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے عطیات ہیں۔ جنکا ذکر طوالت کے خیال سے ابجگہ نہیں کیا جانا۔ چل اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ ندوۃ العلم نے اس تھوڑے زمانہ میں ان خدمات کو علاوہ جنکا ذکر کرنے اور کیا ہی پبلک میں ندوہ کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے میں کبھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی ہے۔

ندوۃ العلم کے متعلق دو لفظی نامے رنر صاحبوں کی رہیں

ندوۃ العلماء کے متعلق اعلیٰ یوروپین حکام کی رائیں بھی بہتر معلوم ہوتی ہیں ہزار جنرل لائٹون صاحب بہادر سابق لفسٹ گورنر ممالک متحدہ اگر وہ اپنے ایک لیکچر میں کہا ہے کہ ”آپکا مقصد اور منشا تعلیم سے نفع رکھتا ہے یعنی تعلیم دینے کا اوصاف مذہبی و اخلاقی حصول کے ساتھ شریک کیا جانا یہ مقصد نہایت اعلیٰ ہے۔“ اسٹیج ہزار سر جان ہیوٹ باقائدہ ندوہ کے ایڈریس کے جواب میں ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ ”میں یقین کرتا ہوں کہ کل ملک ہند میں صرف ہی ایک ایسا مدرسہ ہو جائے گا مولوینکو درس دینے کی تعلیم دیجاتی ہے“ ہزار موصوف اسی موقع پر دوسری جگہ ارشاد کرتے ہیں کہ اب ایسا زمانہ ہے کہ پروان مذہب اسلام کو مناسب ہے کہ اتفاق کر کے چھوٹی چھوٹی اختلافی باتوں کو فراموش کر دیں اور متحد و متفق ہو کر کل قوم کی عام بہبود و رفاه کے لئے سعی و کوشش کریں“ ہزار کی یہ نصیحت اب زور سے لکھنے کے قابل ہے۔ اگر ہم اس نصیحت کو کسی بڑے مقتدا سے سنتے تو کس قدر ہمیں مسرت ہوتی مگر ہم خود گروہ ہوتے جاتے ہیں کہ اچھی اور ضروری باتیں ہمیں دوسرے ذرائع سے پہنچتی ہیں میرے خیال میں ندوۃ کی کارگزاری کا مجموعی طور پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے اسی صلہ مل رہا ہے اور اسکی خدمات کے اعتراف میں ہر ایک طبقہ کی آوازیں آ رہی ہیں۔

اسلئے خداے عزوجل کا شکر یہ ادا کرنا چاہتے کہ اس تھوڑے زمانہ میں اُس نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔ گو اُسے ابھی کئی حصے اور حاصل کرنے باقی ہیں۔

دارالعلوم میں کس طرح تعلیم دی جائے اور اس کی تعلیم کا کیا مقصد ہو

مذہبہ العلماء کے مختصر حالات اور مقاصد بیان کرنے کے بعد میں اس ضرورت کو بھی محسوس کرتا ہوں کہ انکی موجودہ حالت کے متعلق ایک دوسری حیثیت سے اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

مذہبہ حقیقت ایک اسلامی درس گاہ ہے اسلئے اُسکی طلبہ کی تعلیم۔ تہذیب اور اخلاق میں عنصر غالب بلکہ اغلب اسلامی تعلیم اسلامی تہذیب اور اسلامی تربیت کا ہونا چاہئے۔ اور خاص طور پر اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ طلبہ میں نئے تعلیمی خیالات پیدا ہوں جن کی وجہ سے ایک حد تک نہ صرف ہماری قوم کو بلکہ ہندوستان کو نقصان پہنچا ہے اسکے ساتھ ہی میں ایک اور ضروری بات بھی اس موقع پر کہنی چاہتا ہوں کہ مذہبہ کے طلبہ کو کوئی فن بھی ہو۔ اُس کی کتابیں ہی نہیں پڑھانی چاہئیں بلکہ خاص طور پر اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارے دارالعلوم کے ہونہار طلبہ فن کو سیکھیں اُسکے مسائل پر انتقاد کریں۔ ہر ایک مسئلہ کی جیسی کچھ بھی حقیقت ہو اُسے سمجھیں۔ کیونکہ صرف فن کی کتابیں پڑھنے اور پڑھانے سے کوئی فن نہیں آتا ہے۔ ہرگز مذہبہ کے طلبہ کے لیے یہ عیب نہیں ہونا چاہئے کہ وہ کسی مصنف کی عبارت کو پڑھ کر اُسکے مفہوم کو نہیں بتا سکتے بلکہ اُنکے لیے یہ عیب ہونا چاہئے کہ وہ اُس مسئلہ کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ کوئی فن بھی سمجھ کر پڑھنے اور مطالعہ کی کثرت سے حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ بہتر اور اعلیٰ کتابیں مطالعہ کے لیے مل سکیں۔

میں ایک اور ناچیز خیال اس جلسہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جینے بھی سنا ہے

ادراکٹر اصحاب نے سنا ہو گا کہ عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ دارالعلوم سے فلاح ہو کر اسکے طلبہ کیا کر سکتے یا دوسرے الفاظ میں اس سوال کو اس طرح سمجھنا چاہئے کہ بائیں دارالعلوم کا مقصد تعلیم دلانے کے بعد کیا ہے۔ اس سوال کا کوئی درست جواب میرے ذہن میں نہیں آتا۔ میری یہ رائے ہے کہ جب اشاعت اسلام ندوہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ کام فارغ شدہ طلبہ سے کیوں نہ لیا جائے اشاعت اسلام کو بڑا کام ہے۔ لیکن ندوہ ابیدہ کی اسے زیادہ دشواری سے انجام نہیں دے لگا۔ اسکے پاس اچھے وسائل موجود ہیں اور وہ اس پاک مقصد کی تکمیل سہولت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ بہتر ہو کہ ندوہ انھیں اجلاسوں میں اس مفید تجویز پر غور کرے ندوہ کے طلبہ کو مختلف مذاہب کی کتابیں کافی تعداد میں اسکے کتب خانہ میں ملنی چاہئیں تاکہ انکی معلومات کو وسعت ہو اور وہ ان اعتراضات کی جو غلط فہمی کی وجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں عقلی اور نقلی دلائل سے نزدیک کر سکیں۔ انھیں فن خطاطہ میں اہتمام کے ساتھ مارت پیدا کرانی چاہئے تاکہ وہ بڑے بڑے جامع میں اپنی تقریروں سے اسلام کی حمایت کر سکیں اور اسلام کی خوبونکو پبلک کے سامنے شگنی اور پاکیزگی کے ساتھ بیان کر سکیں۔

دارالعلوم کے طلبہ و علمائے اسلام کو گورنمنٹ کی فاداری ملک میں پھیلانی چاہئے۔

ہمیں اپنے طلبہ کو صرف نصاب تعلیم ہی نہیں سکھانا چاہئے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ محکمہ طور پر انھیں وفاداری کا سبق بھی دینا چاہئے جسے ابیدہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کا ایک اعلیٰ مقصد ہمیشہ سمجھتے رہیں گے وہ اپنے دغظوں میں برابر لوگوں کو اس کی تلقین کرتے رہیں گے۔ چونکہ یہاں گورنمنٹ کیساتھ مسلمانوں کے تعلقات کا ذکر آگیا ہے۔ اسلئے

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُن اسلامی پیشواؤں کی خدمت میں جو اطراف ہندوستان سے اس جلسہ کی شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں یہ اتنا س کروں کہ زمانہ نے بنا کر شروع کیا ہے۔ اب ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم گورنمنٹ کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر صرف افسوس کریں بلکہ ہمارا اب یہ فرض ہونا چاہئے کہ ہم اپنی ہر ایک ممکن امداد کو ملک میں امن قائم رکھنے کے لیے گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کریں۔ ہمارے مقدس گروہ علما کا ایک یہ بھی فرض ہونا چاہئے کہ وہ اپنے وعظوں میں اہل اسلام کو برابر گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے کی ہدایت فرماتے رہیں۔ اور اُن ناواقبت اندیش اشخاص کی مجرمانہ حرکات کو روکنے کی کوشش کرتے رہیں۔ جنھوں نے ملک کے امن میں خلل ڈال رکھا ہے۔ ایسا کرنا صرف اس فرض سے سبکدوش ہونا نہیں ہے جو ہمارے منصف مزاج اور مذہب گورنمنٹ کا ہمارے اوپر ہے بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو ساتھ کے ساتھ اُن اسلامی احکام کی تعمیل بھی کریں گے۔ جنھیں مجھ سے زیادہ جاننے والے اور بتانے والے بہت سے بزرگوار اس جلسہ میں شریک ہیں۔ امید ہے کہ یہ تمام ہندوستان کی اسلامی آبادی کا مذہبی حصہ ایک دور زر دیوشن بھی اسکے متعلق تجویز و تائید کے بعد سلیک کے سامنے پیش کر لیا۔

علامہ شبلی کی مساعی جمیلہ کا شکریہ

حضرات! قبل اسکے کہ میں اپنے بیان کو ختم کروں میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے محترم دوست علامہ شبلی کے اُن احسانات کا شکریہ قوم کی طرف سے ادا کروں جو انھوں نے اس پرانے سالی اور معذور ہونیکے حالات میں قوم پر کیے ہیں۔ وہ ایک قابل اور روشن خیال عالم ہونیکے علاوہ بڑے باہمت بزرگ ہیں۔ جو ترقیاں ہم مذہب کی دیکھ رہے ہیں وہ اسی ذات کی اُن تھک کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر میں انھیں

اس عمر میں اتنا کام کرتا ہوا خود نہ دیکھتا تو مقبرہ شہادت کو بھی الحاح و حیل لے لیا۔ والکن
 کمکر تسلیم کرنے میں تامل کرتا۔ ایسے شخص کے احسان کا اعتراف کرنا ہمارا سب کا فرض
 ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ خداوند تعالیٰ انکی عمر۔ صحت اور بہت میں برکت عطا فرما
 اس ضمن میں مجھے مولانا عبدالحی صاحب معتمد ندوۃ العلماء کا نام لینا بھی ضروری
 ہے۔ مولانا جس تن وہی اور جانفشانی اور خلوص کے ساتھ دفتر ندوہ کا کام سرانجام
 دے رہے ہیں وہ ضرور اس کی مستحق ہو کر انکا جلد کھیرنے سے شکریہ ادا کیا جائے

فتوح اور دعا

ایھا السادة ! اب میں آپکا قیمتی وقت زیادہ لینا نہیں چاہتا۔ میری خواہش ہو کہ
 جلسہ کی کارروائی کا آغاز کیا جائے اور اس سے پہلے کہ جلسہ کا آغاز ہو ہمیں خداوند تعالیٰ
 کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

اللهم افتح علینا ابواب الخیر والصلاح۔ وصب علینا امطار النجاة
 والفلاح۔ اللهم انا نکتے علی فضائل الجسیم ولطفک العمیم۔ انت الذی
 ترجی عند النوائب وتقات حین الدواھی والمصائب۔ اللهم انصر ندوۃ العلماء
 ومجلس الفضلاء۔ فانہم قاموا لخدمة دین الاسلام فقبل مساعیہم یا
 ذا الجلال والاکرام۔ اللهم اسق حلالتی علومنا بمجد اول دار العلوم۔
 واحفظ اشجارہا من ان تنالہا یدى السموم۔ آمین برحمتک یا ارحم
 الراحمین۔

اجل

جناب صدر انجمن صاحب کی تقریر کا لفظ لفظ اگر چہ سچائی، صداقت، اور جوش تاثیر میں ڈوبا ہوا تھا، لیکن اسکا وہ حصہ جس میں قوم کے مختلف فرقوں کو اتحاد و اتفاق کی نصیحت کی گئی تھی، خاص طور پر مؤثر تھا، اس بنا پر جناب نواب سید سلطان مرزا صاحب جو دہلی کے ایک شیخی رئیس ہیں، اس جوش اثر کو نہ ضبط کر سکے اور ایک مختصر تقریر میں صدر انجمن صاحب کی اجازت سے اس کی تائید کی،

اسکے بعد جناب شیخ عبدالقادر صاحب پیر سٹراپیٹ لالا ہور نے حاضرین کو وہ تمام تار اور خطوط پڑھ کر سنائے، جو دایان ملک، اور ایمان قوم نے شرکت جلسہ کی معذرت، کے لیے روانہ فرمائے تھے، چونکہ ان تمام خطوط اور تار سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ دایان ملک، اور اکابر قوم کو ندوۃ العلماء کے ساتھ کیسی ہمدردی ہے، اور انھوں نے جلسہ لاندہلی کو کس عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے، اس بنا پر ہم ان کو اس موقع پر درج کرتے ہیں۔

ترجمہ نازن ہائیں نواب صاحب بہادری رام پور

ریاست رام پور۔

بنام مولانا شبلی نعمانی مختبائی پریس دہلی

نجناب چیف سکرٹری نواب صاحب بہادری،

آپ کا تازہ پوچھا، ہر ہائیں ارکان ندوۃ العلماء کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انکو دہلی کے سالانہ جلسہ میں عموماً کیا گیا، انکو اس امر کا بہت افسوس ہے کہ اخیر مہفتہ پانچ میں بوجہ ہجوم کاروبار رام پور سے باہر تشریف نہ لجا سکیں گے۔

ترجمہ خط نازن ہائیں سر آغا خاں صاحب بہادری
مانی ڈیوڈ لوی شبلی صاحب !

مجھ کو نہایت ہی قلق ہے کہ ندوہ کا جو اجلاس اس سال پانچ میں ہوگا اس کی شرکت سے قاصر رہوں گا، اسکے ساتھ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری خیر اندیشی کا ارکان ندوہ کے خدمت میں اظہار فرمادیجئے، میں امید کرتا ہوں کہ جلسہ خوب کامیاب ہوگا۔

ترجمہ تاجناب زبیر صاحب جع ناگدہ

میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ ندوہ کی کارروائی میں کامیابی ہو۔
 مبلغ تین سو روپیہ مرحومہ امین بو صاحبہ کی عنانک یادگار میں ندوہ کے منیم پور
 کے کپڑوں اور کتابوں وغیرہ کی ضروریات کے لیے قبول فرمائیے۔

ترجمہ تاجناب شہین صاحب جع چیف کوٹ لاہور

انسوس ہے کہ ندوۃ العلماء کے جلسہ میں شریک ہو نیسے قاصر ہوں، اسکی
 اعراض کے ساتھ مجھے پوری ہمدردی ہے، میں اسکی کما حقہ کامیابی کی دعا کرتا ہوں
 ترجمہ تاجناب خان بہادر حاجی قادر بخش صاحب رئیس انزیری محسٹریٹ

فیض آباد

شرکت جلسہ سے قاصر ہوں مگر ہمیشہ مجھے اسکے خیر خواہوں میں شمار کیجئے،

نقل خط جناب آریمل شیخ صادق علی صاحب ریاست جیل پور

جناب مولانا معظم و کرم زاد عنایتکم -

السلام علیکم، عنایت نامہ پہنچا عنایات کا از حد شکر گزار ہوں، بیشک اس عالی شان
 جلسہ میں جو خاص مسلمانوں کی دینی و دنیوی ہدایات کا بڑا ذخیرہ ہے، شامل ہونا عین سعادت

ہے گر خاکسار کو چونکہ اب بمبئی کا سفر و پیش ہی، جو شاید دو تین ہفتے اس سفر میں پڑینگے
 بناءً علی تاریخ مقررہ جلسہ پر شاید شرف شمول حاصل نہ کر سکو لگا،

۲۰ فروری ۱۹۱۰ء

زیادہ خیر و السلام

صادق علی وزیر ریاست

خیر پور

نقل خط مرزا علی محمد خاں صاحب آزریری سکریٹری انجمن اسلام

انجمن اسلام بمبئی

مورخہ ۲۲ ماہ پانچ ۱۹۱۰ء

جناب مکرم مولوی شبلی صاحب نعمانی دام اشفاقم
 تسلیم آب کا خط مورخہ ۱۵ ماہ رواں بتاریخ ۱۹ ہمدست ہوا، وقت نہایت تنگ تھا
 لیکن خوش قسمتی سے انجمن کی ایک خاص مجلس بتاریخ ۲۱۔ بولائی گئی تھی جس میں وہ پیش کیا
 گیا، اور ہمیں ہدایت کی گئی کہ آپ کا اس یاد آوری کے لیے شکریہ ادا کیا جائے لہذا
 ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اگر وقت تنگ نہ ہوتا تو شاید انجمن اپنی طرف سے کسی کو
 ڈیلیگیٹ بنا کر شریک جلسہ ہو چکی نہ غیب دیتی، لیکن افسوس ہو کہ تنگی وقت کے باعث
 مجبور ہوئے، انجمن آپ کو اور اراکین زندہ کو مبارکباد دیتی ہو اور زندہ کی ترقی و کامیابی
 کی درگاہ الہی سے ملتی ہو۔ والسلام

نیاز مند مرزا محمد علی خاں

آزریری سکریٹری انجمن اسلام بمبئی

نقل خط جناب وزیر صاحب بہار ریاست چونانگہ

مجید

جامع الفضائل والکمالات جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب مخدمندۃ العلما لکھنؤ
بعد سلام سنون، مراسلہ ارکان انتظامیہ ندوۃ العلما اور تحفظی آس کرم بخدمت عالیجناب
معلی القاب امیر الامرا ناصر الاسلام خان بہادر شیخ بہا الدین صاحب وزیر اعظم سی
ای۔ ای۔ دام شہتم ہو پچا، اس سال ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ بدعوت حاذق الملک
حکیم محمد اہل خاں صاحب و دیگر علماء دہلی، دہلی میں متعین ہونا اور اس میں دارالعلوم کا نمونہ
ملک و قوم کے سامنے پیش کیا جانا اور ضروری ضروری تجویز و نیز غور کی جا چکی کیفیت
معلوم ہوئی حسب الارشاد جناب ممدوح الصدر جواب تحریر ہوتا ہے کہ عالیجناب موصوف
اس بات سے بہت مسرور ہوئے کہ ہندوستان کے قدیم تحت گاہ دہلی میں
ندوۃ العلما کا جلسہ سالانہ بڑے کروفر کے ساتھ ہوگا، اور دارالعلوم کا نمونہ قوم کے
دلوں پر اچھا اثر ڈالے گا، ایسے بڑے جلسہ میں اہل علم و عمل کے سامنے تجویزیں پیش ہو کر
انکا عمدہ عطر کھل آئیگا اور آپ حضرات صدق دل سے دین مقدس اسلام کی ایسی
خدمت شائستہ کر رہے ہیں۔ خداے اکبر بجاہ بنی اہلارباب ندوہ کی مساعی جمیلہ میں
خیر و برکت و مقاصد ملحوظہ میں اپنی امداد و اعانت ارزانی فرمائے، اور جناب وزیر صاحب
بہادر دام اقبال کم کو انذار ندوہ سے دلچسپی و ہمدردی رہتی آئی ہے جو کہ آپ حضرات
پر مخفی نہ ہوگی، جناب ممدوح الشان ندوہ کا نشو و نما خداے کریم سے ہمیشہ چلتے ہیں
اور اس شجر کی بالیدگی اور ثمر آوری میں اپنی بڑی خوشی جانتے ہیں بناء علیہ تاریخی ایام
جلسہ میں روانہ ہوتا ہے۔ عالیجناب وزیر صاحب بہادر کے محل جناب امین بوصاحبہ متعقوب
موجودہ نے جنہوں نے ۶ پارچہ کو انتقال فرمایا ہے اپنی رحلت سے کچھ دنوں پیشتر ارادہ کیا تھا
کہ اُسکے مطابق بغرض امدادیتامی و اخلین دارالعلوم ندوہ مبلغ تین سو روپیہ بذریعہ

۳۶۔ پانچ سہ ماہیہ کو روانہ ہوتا ہے اسکی صرف صبح ادا بیتیاں میں یہ رقم صرف کی جائے
اور ادھر اطلاع دیجائے

الراحم محمد سعید

میرمنشی وزیر صاحب ہا در

ان خطوط کے علاوہ اور بھی متعدد رئیسوں کے خطوط تھے، جن میں ندوۃ العلماء کے مفاد و اغراض کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی گئی تھی۔ لیکن تقویٰ کے لحاظ سے ہم انکو قلم انداز کرتے ہیں۔ اسکے بعد جناب مولوی سید عبدالحی صاحب معتمد دفتر ندوۃ العلماء نے عام قاعدہ کے موافق ندوۃ العلماء کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی، جسکو تمام حاضرین نے نہایت خوشی اور اطمینان کے ساتھ سنا، چنانچہ وہ رپورٹ یہ ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حادثا و مصیبا

جن بزرگوں کو ندوۃ العلماء کی تاریخ سے واقفیت ہو انکو معلوم ہوگا کہ ندوۃ العلماء ایک ایسا زمانہ بھی گذرا جس میں باگزیر اسباب سے اس کی ترقی کی رفتار رک گئی تھی یہاں تک کہ ایک دو سال تک اُسکے سالانہ جلسے بھی نہیں ہو سکے۔

مگر اسی منزل میں ندوۃ العلماء کی کامیابی کا راز مخفی تھا ایک طرف تو ندوۃ العلماء کو مخالفین اس منسو سنا کہ حالت کو اپنی کامیابی سمجھ کر چارے سحر کی طرح خاموش ہو بیٹھے۔ دوسری طرف ارکان ندوۃ العلماء اس جدوجہد میں مصروف ہوئے کہ اس خطرناک حالت میں ندوۃ العلماء کا سہنا لینا اُس کی بہت بڑی کامیابی ہو چنانچہ انھوں نے نہایت غم و استقلال کے ساتھ ندوۃ العلماء کے اصلی خاکہ کو دست بردو زمانہ سے

محفوظ رکھا۔ جب وہ حالت خدا کے فضل و کرم سے گزر گئی تو وہ پھر اس کوشش میں مصروف ہوئے کہ ندوۃ العلماء کا خاکہ مسلمانوں کے سامنے اُسی آب و تاب سے پیش کریں چنانچہ اس غرض سے انھوں نے سلسلہ ۳۲۴ میں بنارس میں ندوۃ العلماء کا گیارھواں سالانہ اجلاس منعقد کیا اسکے بعد سلسلہ ۳۳۴ میں خود لکھنؤ میں جلسہ عطا پے منعقد کیا گیا یہ جلسہ اگرچہ ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ نہ تھا تاہم ندوۃ العلماء کا سب سے رو کا زمانہ یعنی دارالعلوم کی تعلیم و تربیت کے نتائج اسی جلسہ میں ملک و قوم کے سامنے پیش کیے گئے، جن لوگوں کو گوند دل سردی پیدا ہو گئی تھی وہ نہایت شوق و شغف کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوئے اور بہت سی امیدیں لیکر واپس گئے۔

مگر صاحبو! ندوۃ العلماء کے حقیقی کامیابی کا دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے جسے کہ اس کی طرف گورنمنٹ نے عنایت آمیز توجہ فرمائی۔ ندوۃ العلماء اپنے مقاصد کی حقانیت اور صداقت کی بنا پر اگرچہ قوم کو مسخر کر چکا تھا لیکن گورنمنٹ ابھی تک اُسکے اغراض و مقاصد سے بہرہ روی نہیں رکھتی تھی لیکن اس سال گورنمنٹ کی ہمدردی کا بھی طور ہوا اور ایسی شکل میں ہوا جو ہماری توقعات سے بالاتر تھی۔

”مرد از غیب بروں آید کاری بند“

ندوۃ العلماء کی ترقی اور وسعت میں جو چیز سب سے زیادہ سنگ راہ تھی وہ دارالعلوم کے کسی کافی عمارت کا میا نہونا تھا، ارکان ندوۃ العلماء مدت سے اس کوشش میں مصروف تھے، کہ دارالعلوم کی عمارت کے لئے کوئی خوش منظور وسیع موزوں قطع زمین انتخاب کیا جائے لیکن شہر میں یا شہر کے متصل اس قسم کی زمین کا دستیاب ہونا نہایت مشکل تھا شہر کے باہر جناب منشی احتشام علی صاحب مقدمہ صبیحہ مال ندوۃ العلماء اور جناب مسٹر شیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹریٹ لاسٹ نے اپنے اپنے موضوعوں میں وسیع قطعات عطا فرمائے تھے لیکن یہ مقامات شہر سے اس قدر

دور تھے کہ دارالعلوم کے مقاصد کے لحاظ سے وہاں اسکی عمارت کا تعمیر ہونا چنداں
 موزوں اور مناسب نہیں تھا، اسی زمانہ میں حسن اتفاق سے جناب خان بہادر
 کرنل عبدالحمید خاں فارن مسٹر ٹیپالہ لکھنؤ تشریف لائے اور دارالعلوم کے
 دیکھنے کو قدم رنجہ فرمایا، انکو جب یہ معلوم ہوا کہ دارالعلوم کے لیے ایک کوئی موزوں جگہ
 حاصل نہیں ہوئی انہوں نے پہلے جناب بلور صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ سے ملکر اس بارہ میں گفتگو
 فرمائی اسکے بعد ہم لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ ہم گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ کوئی قطعہ زمین
 کمزوں سے وہ جگہ عنایت فرمائے چنانچہ میں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں حاضر
 ہو کر یہ درخواست پیش کی اور صاحب ممدوح نے ازراہ عنایت اپنی سفارش کیساتھ
 حکمہ نزول میں بھیج دیا ہنوز کارروائی آگے نہیں بڑھی تھی کہ صاحب ممدوح ترقی کیساتھ
 حضور الہیہ کے فارن سکرٹری ہو گئے انکے قایم مقام مسٹر جابلنگ نے
 بھی ہمارے ساتھ عنایت آمیز سہمدی فرمائی اور قطعہ زمین کے انتخاب کرنے میں ہماری
 خواہش کا پورا لحاظ رکھا اور جو مقام لکھنؤ میں باعتبار اہمیت اور باعتبار موقع کے بہترین
 مقام ہو سکتا تھا اسکے لیے رپورٹ دہائی اور گورنمنٹ عالیہ نے ہماری درخواست
 کو شرف پذیرائی عطا فرما کر ۳۳ بیکہ زمین در بے گو متی کے اُس پارٹنگری روڈ پر لگا کر
 ہم کو عنایت فرمادی جسکے لیے ہم سب مسلمانوں کو عالی جناب آرنزبل سر جان پرسکاٹ بیٹ
 صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای ٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ
 کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

چونکہ گورنمنٹ کا یہ پہلا عطیہ دارالعلوم کو ملا تھا اس بنا پر اراکان وہی خواہاں تھے
 نے اسکو نہایت پذیرائی کے ساتھ قبول کیا چنانچہ اطراف ملک میں اسکی خوشی میں حاجی
 جلسے ہوئے اور جناب نواب ٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں شکر گزاری کا نام روانہ کیا گیا
 خود اراکان ندوۃ العلماء کی طرف سے عالیجناب سید اجڑ علی محمد خاں صاحب بہادر رحمت

محمود آباد کی صدارت میں ایک نہایت عظیم الشان جلسہ کیا گیا جس میں شہر کے تمام علماء و سادات
بیرٹر، دکلا، علما، موجود تھے۔

ایک زندہ زبیدہ خاتون کی عظیم الشان فاضی

صاحبو! خوش نصیبی سے جب اچھے دن آنیکو ہوتے ہیں تو ہر طرف سے خوشی کی
سامان مینا ہوتے جاتے ہیں، ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم اس بات کو ترستے تھے کہ دو بیگ
زمین کسی عمدہ موقع پر بھکو دارالعلوم کے لیے ملجائے اسکے لیے کیا کیا کوششیں نہیں
کیں مگر نہ ملتی تھی نہ ملی جب زمانہ ہمارا ہوا تو نہایت آسانی سے ۳۲ بیگہ زمین لکھنؤ کے
بہترین موقع پر بھکو ملگئی اور ہر زمین کی کارروائی جاری تھی اور غیب سے دوسرا سامان
ہو رہا تھا زمین بھی ملجاتی اور روپیہ ہمارے ہاتھ میں نہوتا تو اسکا ملنا نہ ملنا بیکار تھا۔

ہماری خوش قسمتی سے خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش صاحب بہادر
سی۔ آئی۔ امی بھاولپور اسسٹنٹ کے کونسل آف رجنسی آف پریسیڈنٹ مقرر ہوئے
جناب ممدوح کو ندۃ العلماء کے ساتھ ہمیشہ سے دلاویزی تھی انکے اس معزز عمدہ پر
مقرر ہوئے ہم سب کو مسرت کا ہونا لازمی امر تھا میں نے ارکان ندۃ العلماء کی طرف سے
انعام مسرت و مبارکباد پیش کی اور اُن سے اس بات کی اجازت چاہی کہ ندۃ العلماء کا
دکیل بھاولپور جا کر انکی مہربانی سے فائدہ اٹھائے جناب ممدوح کے حوصلہ دلانے سے
ندۃ العلماء کے سرگرم اور نہایت قابل دکیل مولوی غلام محمد صاحب شملوی کو
میں نے ہدایت کی کہ وہ بھاولپور جائیں، بھاولپور پہنچ کر مولوی صاحب ممدوح نے اپنے
قابل قدر کوششوں سے بہت جلد ہر دلعزیزی حاصل کر لی اور دارالعلوم کے لیے اُنھوں
نے کچھ کچھ جذبہ بھی فراہم کیا اسکے ساتھ ہی یہ خیال اُنکو پیدا ہوا کہ بیگمات عالیہ کی مدد
میں بھی دارالعلوم کی ضرورت کو کمپنیشن کریں ڈاکٹر محمد دین صاحب ڈیکل انسر و مشیر

نصرفیات بجا و لیور کی عنایت سے انکو ایس کامیابی ہوئی اور انکی درخواست آسانی کیساتھ تحسلسرے شاہی میں پہنچ گئی۔ یہ امید نہیں تھی کہ اس درخواست پر ہرکو کسی طرح کی غیر معمولی کامیابی ہوگی مگر خدا کی عنایت و مہربانی جب شامل حال ہوتی ہے تو ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو کسی کے وہم و خیال میں نہیں ہوتیں اسی کی ایک دشن مثال یہ ہے۔

جناب علی القاب کمن اللہ نصرت جنگ حافظ المملک مخلص اللہ ہر ہائیں
نواب حاجی صادق محمد خاں صاحب بہادر عباسی نشین خاص دام اقبال
کی

جذہ ماجدہ عالیجناب عصمت مآب دام ابطلھا

نے اپنی حبیب خاص سے مبلغ پچاس ہزار روپیہ دارالعلوم کی عمارت کے لئے عنایت فرمایا اللہ وہ ظاہر کیا واکرم محمد دین صاحب نے اس معاملہ کو فوراً کونسل تک پہنچایا اور کونسل کی خواہش سے جناب مولوی محمد الدین صاحب معصیغہ مال و آزریری ڈاکٹر سررشتہ تعلیم بجا و لیور (حال حیفینج) و ڈاکٹر محمد دین صاحب ڈیکل انسر مع ایک سپروائزر کے لکھنؤ تشریف لاکر دارالعلوم کو معائنہ فرمایا اور ان مقامات کو ملاحظہ کیا جہاں جہاں دارالعلوم کے بنائیکے ہم آرزو مند تھے انکی واپسی کے بعد پچاس ہزار روپیہ کا گرانقدر عیشیہ موصول ہو گیا جسکے لیے ہم تمام ارکان مذکورہ ہمیشہ جناب عالیہ مدوحہ کے شکر گزار رہینگے اور جب تک دارالعلوم کے درویش قائم رہینگے زبان حال سے بیگم صاحبہ مدوحہ کی فیاضی کو ظاہر کرتے رہینگے

گوشت علیہ کی مہربانی کا دوسرے نمونہ

اسی انسائید ڈاکٹر ناروین پروفیسر محمد ن کلج علیگڑہ لکھنؤ تشریف لائے اور دارالعلوم

کے کتب خانے کو دیکھنے کے ساتھ دارالعلوم کے طلبہ سے بھی ملے اور ان سے گفتگو کرنے کے بعد انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہ مدرسہ نتیجہ تعلیم کے لحاظ سے نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک اسلامیہ کے مدارس میں سب سے بہتر مدرسہ ہے اسی زمانہ میں شیخ مشیر حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا و تعلقہ دارگدیہ نے انڈین ٹیلی ٹیلیگراف لکھنؤ میں دارالعلوم متعلق ایک چٹھی شائع کرائی تھی اور اس میں ڈاکٹر ہورودتھر کے معائنہ کا حوالہ دیتے ہوئے توجہ دلائی تھی کہ ملک اور قوم اور گورنمنٹ اس کی امداد کرے اسی چٹھی کے جواب سے ڈاکٹر ٹریبلک انسٹرکشن ممالک متحدہ نے ۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء کو الہ آباد سے ایک چٹھی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ آیا انجمن کا ارادہ گورنمنٹ گرانٹ لینے کے لیے باقاعدہ درخواست دینے کا ہو یا نہیں اس چٹھی کے موصول ہونے پر جلسہ انتظامیہ کیا گیا اور موجودہ ممبران کی اسے حسبِ رتبہ ذیل تجویز منظور ہوئی کہ ممبران مذکورہ العلماء نے صاف طور پر یہ طے کر لیا ہے کہ مذہبی اور قومی ضروریات ہندوستان کا لحاظ رکھ کر مذکورہ العلماء نے جو اپنا دارالعلوم محبوبہ کر قائم کیا جس میں تعلیم اور نصاب کی نگرانی اُسکے ہاتھ میں ہے اگر گورنمنٹ نصاب و طرزِ تعلیم اور کلیۃً انتظام میں مداخلت کو لازمی نہ قرار دے گی تو گورنمنٹ سے ضرور امداد حاصل کرنی چاہیے۔ ۱۰۔ فردری ۱۹۰۹ء کو طلبہ نے یہ تجویز منظور کی اسی دن صاحب ڈاکٹر بہادر کو جواب بھیجا گیا اُس کا جواب ۲۷۔ فردری کو موصول ہوا اور آمد و خرچ کا نقشہ طلب کیا گیا اور یہ دریافت کیا گیا کہ کن دیگر مقصد کا تعلیم کیلئے مدد کی ضرورت ہے اس کا مناسب جواب دیا گیا اور ایک عرصے تک خط و کتابت جاری رہی جس میں سب سے زیادہ ضروری اور قابلِ اظہار وہ چٹھی ہے جو ۲۱ جون کو مینی مال سے ملنے لگی تھی۔ اُس میں یہ صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ محکمہ کو کوئی خواہش کسی طریقے پر تعلیم عربی میں دخل دینے کی نہیں ہے جو آپ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔

آخر کار گورنمنٹ آرڈر نمبر ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۹ء کے ذریعے سے یہ فرمودہ جانفزا

سنیادگی کے علیناب لفظٹ گورنر بہادر مسالک متحدہ نے پانچویں ماہوار دارالعلوم کے لیے مقرر فرمائے میں نقل اہلی حسب مندرجہ ذیل ہے۔

نقل گورنمنٹ آرڈر نمبر ۱۵۲۱ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء منجانب سی ایچ بی کنڈل
ای سی سی۔ اس۔ انڈر سکرٹری گورنمنٹ صوبجات متحدہ بنام ڈاکٹر سلیک
السٹرشن صوبجات متحدہ

بجواب آپ کے خط نمبر الف ۲۷ مورخہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو مجھے ہایت ہو
ہے کہ نذوقہ العلما لکھنؤ کے لیے پانچویں ماہوار گرانٹ ایڈ کی منظوری کی اطلاع دوں (بیرقم
اس غرض سے دیجاتی ہے) تاکہ مجلس انتظامیہ انگریزی اور ریاضی کے مناسبت تعلیم کا انتظام
کرے اور موجودہ عربی کے ایک لائق پروفیسر اور ایک سوزن پرنسپل کی خدمات حاصل
کرے کیسے کیسے کو سمجھا دینا چاہئے کہ یہ مدد خالصتاً دنیاوی تعلیم کے لیے دیجاتی ہے اور یہ کہ دینی
اور دنیاوی تعلیم کے درمیان ایک مدد فاصل کھینچ دینا چاہئے اور نیز یہ کہ دنیاوی تعلیم کا معیار
محکمہ کی جانب سے ہو سکیگا۔

(۲) اس گرانٹ کی رقم موجودہ مالی سال میں محکمہ کے بجٹ کی محنت سے نکالنا چاہئے
(۳) کاپی سکرٹری نذوقہ العلما کے یہاں بھیجی جائے۔

گورنمنٹ گرانٹ کے متعلق جس قدر خط و کتابت ہو چکی ہے وہ بطور نمیمہ کے اسی رپورٹ
کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کر نیکی میں عنت حاصل کرنا ہوں۔ اسی سلسلہ میں مجھ کو یہ بات
میں عرض کر دینی چاہئے کہ اس عنایت آمیز عطیہ کے حاصل ہونے میں بھی ہمارے محذوم کرم
جناب خان بہادر کرنیل عبدالجبار صاحب فارن مینسٹر شپ کی تحریک شامل ہے جناب
مدد ورج نے پنجاب سے تشریف لا کر دوبار علیناب لفظٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ سے

شرفِ ملازمت حاصل کیا اور دارالعلوم کے حالات و وضع کیے اور ویسے ایک اسپرینٹنڈنٹ کو فرمائی لہذا ہم سب کو غمان بہادر کے اس احسان کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔

دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کے نیک جلسہ

نواب غلام غنی گورنر بہادر ممالک متحدہ نے منظور فرمایا تھا کہ ۱۰۰۰ دارالعلوم کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے کیسکے یہ تقریب ۲۲ نومبر ۱۹۱۰ء کو عمل میں آئی چونکہ ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بھی انہیں تاریخوں میں ہو نیوالا تھا اسلئے دو طرفہ کشش کی وجہ سے اطراف ہند سے لوگ اسنڈ آئے یہ کوئی تعطیل کا زمانہ نہ تھا ورنہ شاید تنظیم جلسہ انتظام میمان داری میں ہمت ہار جائے۔ ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کو تین ارکان انتظامیہ ندوۃ العلماء نے ہزار کا استقبال کیا، اور صاحب مکشہر لکھنؤ نے معتد دارالعلوم کو ہزار آرز سے ملایا اور معتد دارالعلوم نے ارکان انتظامیہ کا ایک ایک کر کے ہزار آرز سے تعارف کرایا ہزار آرز سچ بانات کے خیمہ میں لیڈی صاحبہ کے ساتھ چاندی کی کرسی پر رونق افروز ہوئے اول دارالعلوم کے قاری صاحب نے قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں پھر ہزار آرز کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا جو سائن پر چھپا ہوا تھا اور زریں کا چوہی خرطیم میں رکھا ہوا تھا ہزار آرز نے خود اپنے ہاتھ میں لیکر اڈر کا ٹکٹ کے حوالہ کیا، پھر سنگ بنیاد نصب کرنے کے لیے تشریف لے گئے، اور سنگ بنیاد نصب کر کے وقت دوبارہ قاری صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی وہاں سے واپس آکر ہزار آرز نے ایڈریس کا جواب دیا ایڈریس اور جواب دونوں چمکے شعل ہو چکے ہیں جواب میں ہزار آرز جس غایت فیاضی کے ساتھ ندوۃ العلماء کی ضرورت تسلیم فرمائی ہے وہ احسانندی کے ساتھ ہمیشہ یاد رکھی

ہزار نے مذوقہ العلماء کی ضرورت کا حسبِ وجہ ذیل فقر نہیں

اعتراف کیا ہے

بیشک آپ نے جو مقاصد مذوقہ کے قائم کئے ہیں یعنی تعلیم کی ترقی اور نصابِ بی کی اصلاح اور مسلمانوں کے اخلاق کی درستی اور علماء دین کے باہمی اختلاف کا دور کیا جانا اور مسلمانوں کی عام فلاح و بہبود کی ترقی یہ نہ صرف اس قابل میں کہ پیر و ان مذہب اسلام انکی حمایت و اعانت کریں بلکہ یہ ایسے کل شخص کی حمایت و اعانت کے بھی قابل ہیں جو دوسرے مذہب کو صدق دل سے مگر غیر متعصبانہ طور پر مانتے ہیں۔ آپ پولیٹیکل یعنی سیاست ملک کے معاملات سے احتراز کرتے ہیں اور نہ وہ کے قیام کے متعلق قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ آپ پولیٹیکل معاملات سے کچھ تعلق نہ رکھیں گے بجز اس حالت کے کہ گورنمنٹ خود کسی مسئلہ کی نسبت آپ کی رائے دریافت کرے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیالات و فاشعار می کا انہماک ایسے صاف الفاظ میں کیا ہے جسکے معنی میں کچھ شک نہیں ہو سکتا ہے اور محکمہ یقین ہے کہ آپ کا مذوقہ اپنا اثر اس طرح ڈالیگا کہ حکام کی تائید ہو اور شورش و فساد و خیالات بد اندیشی کی مخالفت کی جائے۔“

”ایک سر مقام پر ہزار نے دارالعلوم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں“

”صاحب ڈاکٹر سر شمس الدین علیہ السلام نے جو کہ محکمہ نہایت مسرت ہوئی کہ مشہور عالم زبان عربی ڈاکٹر ہار وٹن صاحب کی رائے میں آپ کا مدرسہ عربی مالک متحدہ میں سب سے بہتر و اتمل ہے صرف اسی مدرسہ میں عربی بطور مروج زبان کے سکھائی جاتی ہے اور علم ادب عربی کی محض بعض تحصیل علم تعلیم دی جاتی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کل ملک ہند میں

صرف ہی ایسا مدرسہ عالی ہے جہاں مولویوں کو درس دینے کی تعلیم دی جاتی ہے آپ کا منشور یہ ہے کہ یہاں کے طلبہ کو عمدہ تربیت و تعلیم دی جائے اور ان میں امانت و تربیت اور دانشکاری کے خیالات قائم کئے جائیں۔“

”ندوة العلماء کے سالانہ جلسے“

۲۸۔ نومبر کو دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کرنے کا جلسہ ہوا۔ ۲۹ و ۳۰ نومبر ندوة العلماء کے سالانہ جلسے نہایت کامیابی سے انجام پائے چونکہ ان جلسوں کی مفصل رپورٹ علیحدہ شائع نہیں ہوئی لہذا ان جلسوں کی کیفیت کی تفصیل کے ساتھ بیان کر رہی ہیں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ جناب سن! ندوة العلماء کے بارہویں اجلاس کا کامیابی اور شان و شوکت کیساتھ آغاز ہوا تھا اور اُسی تزک اور اعتشام کے ساتھ اُسکا انجام ہوا۔ مہمانوں کے قیام و طعام اور تمام لوازم مہمانداری کا سارو سارا اُسی طرح سے کیا گیا۔ جیسا کہ اس جلسے کے لیے مخصوص ہے۔

۲۹۔ نومبر کو ۱۰ بجے سے اجلاس اول شروع ہوا سب سے پہلے ندوة العلماء کے عام قاعدہ کے موافق جناب قاری حسن افندی صاحب نے قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں۔ اُسکے بعد مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب ہشتی قادری باتفاق آرا اس جلسے کے صدر نشین منتخب ہوئے۔ اور جناب ممدوح نے تقریرِ صدارت سے حاضرین کو مستفید فرمایا اس کے بعد مولانا شبلی نعمانی نے اپنا تزکیب بند پڑھا جو چمکے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد سند رجہ ذیل تجویزیں منظور ہوئیں۔

تجویز نمبر ۱۔ ندوة العلماء کا یہ سالانہ اجلاس عام گورنمنٹ صوبجات متحدہ کی اُس فیاضانہ ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جس سے انھوں نے دارالعلوم ندوة العلماء کے لیے یہ وسیع اور خوش فضا قطعہ زمین عنایت کیا اور چہ ہزار روپیہ

سالانہ کی پیش بہاداد اور العلوم کے لیے عطا فرمائی۔

تجویز نمبر ۲۔ ندوۃ العلماء کا یہ سالانہ جلسہ عام ہر ماہ سبک صاحبہ بھادل پور دھام اقبال کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے شاہانہ فیاضی سے تقریر اور العلوم کے واسطے پچاس ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔

تجویز نمبر ۳۔ ندوۃ العلماء کا یہ سالانہ جلسہ عام گورنمنٹ عالیہ برطانیہ اور ہنر جی حضور قیصر ہند دھام اقبال کے ساتھ مسلمانوں کے مسئلہ وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے اس بجا شورش اور فساد سے جو بعض اطراف ملک میں نمودار ہوئی دلی فوجت کا اظہار کرتا ہے ان ضروری تجویز کی منظوری کے بعد نماز ٹھہر کے لیے جلسہ برخواست کیا گیا اور بعد نماز کے پھر کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے مولوی شبلی صاحب نعمانی نے مجلس کی فرمائش اور صدر انجمن صاحب کی اجازت سے اپنا ترکیب بند دوبارہ سنایا اور جوش میں آکر لوگوں نے اس کی مطبوعہ کاپیاں ایک ایک روپیہ میں خریدیں اور نواب علی حسن خاں صاحب نے ایک کاپی تیس روپیہ میں خرید فرمائی اس کے بعد طلباء دارالعلوم پیش کیے گئے۔ جناب سیٹھ محمد حسن صاحب مقدمہ رئیس بمبئی نے ایک عبارت دی جس میں زیادہ تر قانونی اور تمدنی الفاظ تھے اور یہ فرمائش کی کہ اس کا ترجمہ عربی میں اسی وقت طلبہ کر دیں چنانچہ چار طالب علموں نے اسی وقت منایت فصیح و بلیغ عربی عبارت میں اس کا ترجمہ کیا اس کے بعد ایک طالب علم نے عربی میں منایت ششہ رفتہ تقریر کی جس پر تمام حاضرین تحسین و آفرین کی اور جناب صدر انجمن صاحب اور جناب مابو نظام الدین رئیس امت سر نے دس دس روپیہ کا نوٹ بطور انعام کے عنایت فرمایا اس طالب علم نے اس نوٹ کو اس ایثار نفسی کی بنا پر جو طلباء دارالعلوم کی نصیحت میں ہر دارالعلوم کو دیدیا اس پر شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے فرمایا کہ وہ تعلیم کا منورہ تھا اور یہ تربیت کا معیار۔

اس تقریر کا حاضرین پر ایسا بڑا اثر ہوا کہ دارالعلوم کے لیے چندہ عام کی تحریک پیدا ہو گئی اور تقریباً آٹھ سو بیس روپیہ سالانہ کے وعدے لوگوں نے اُسی جلسہ میں فرمائے اور دارالعلوم میں چندہ کروں کے بنائیکا منشاء بھی لوگوں نے ظاہر کیا اُسکے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

شب کو ڈاکٹر اعجاز الدین صاحب پروفیسر محمد ن کلج سے نظام تعلیم پوسی و نظام عیسافوری پر ایک مبسوط لکچر دیا اور تمام عملی جزئیات دکھائے اُسکے بعد پروفیسر فریوز الدین صاحب نے طبیعات و برقیات کے متعلق نہایت عمدہ علمی بحث لے دکھائی جبکو عملا و طلباء و تمام حاضرین نے نہایت شوق سے دیکھا اور محفوظ ہوئے۔

دوسرے دن بھی اسی ترتیب سے جلسہ کا آغاز و انجام ہوا اس جلسہ کے صدر مخبرین خان بہادر مولوی ابوالخیر فصیحی غازی پوری قرار پائے تھے۔ اس جلسہ میں مولوی عبد الودود صاحب سکریٹری انجمن تقویۃ الایمان و ایک نثری تحریک کی کمرہ وۃ العلماء انجمن تقویۃ الایمان کو جو خالص الاسلام کی اشاعت اور آریونکے حملے کی مداخلت کے لیے قائم کی گئی تھی اپنی سرپرستی میں لے انھوں نے تفصیل کے ساتھ آریوں کے حملوں کا ذکر کیا اور اسے انجمن کی ضرورت ظاہر کی مولوی غلام محمد صاحب شملوی نے اس کی تائید کی اور یہ تجویز بال اتفاق منظور ہوئی۔

اُسکے بعد یہ تجویز منظور ہوئی کہ ہندوستان کے ہر شہر سے کم از کم ایک ایک مکرہ دارالعلوم میں تعمیر کرنی کی جس کی لاگت تخمیناً ایک لاکھ روپیہ در خواست کی جائے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے مولوی شبلی صاحب لغمانی نے دین و دنیا کے تعلقات پر نہایت بسط و تفصیل کیساتھ تقریر فرمائی مولوی حبیب الرحمن صاحب شہزادی رئیس بسکین پورہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی دیگر حضرات نے اسکی تائید کی اور بال اتفاق یہ تجویز بھی منظور ہوئی اور اسیوقت چندہ کروںکے لیے لوگوں نے وعدے بھی فرمائے اُسکے بعد متمدنہ وۃ العلماء نے رپورٹ سالانہ اور جمع خرچ پیش کیا اور وقت کو

شکی کی وجہ سے صرف مجموعہ سے مدخلِ مخرج کو بالا جمال بیان کیا مگر بعض لوگوں نے اس پر نکتہ مبینی کی اور اسی بات کے طالب ہوئے کہ انکو تفصیل سب چیزوں کی بتائی جائے لہذا انھوں نے ہر چیز کو تفصیل وار بیان کیا اور گزارش کی کہ اگر کسی صاحب کو حساب کتاب کے متعلق اطمینان درکار ہو تو دفتر میں قدم رنجہ فرما کر تمام رجسٹروں کو ملاحظہ فرما کر اور بغور و تامل دیکھ کر اطمینان فرما سکتے ہیں۔

اسکے بعد ان حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اس جلسے کے لیے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائی تھیں اور مدد دی تھی۔ خصوصاً جناب مسٹر جاپنگ صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ و جناب اجے سر علی محمد خاں صاحب لیٹریٹ اور اجہ نوشاد علی خان صاحب تعلقہ دیرا سرائے گنج و مسٹر شاہ حسین صاحب تعلقہ دارگدہ سکریٹری انجمن تعلقہ داران اودھ و منشی اعتشام علیہ صاحب رئیس کاکوری و مسٹر شیر حسین صاحب بیرسٹریٹ لا و خواجہ سید فرید الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ و خواجہ قطب الدین صاحب و دیگر عمائد و رؤسائے لکھنؤ کا جنکی خدمتیں ہر طرح سے دلی شکر گزاری کے قابل ہیں۔

منشی اعتشام علیہ صاحب نے خاص طور پر مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی خدمات کا اظہار کیا اور ان کی حسن خدمات کے صلہ میں تحریک کی کہ انکو مدوۃ العلام کی طرف سے ایک سو روپیہ کا ایک چاندی کا تمغہ عطا فرمایا جائے یہ تجویز منظور ہوئی اور منشی صاحب نے قیس روپے اس میں اپنی طرف سے عنایت کیے اور تمام حضرات یہ کسر رخصت ہوئے۔ ع۔ خواب خوشی ویدم و دیگر میسر۔

کارروائی مجلسہائے انتظامیہ

صاحبزادہ کی رو سے سال میں تین مرتبہ جلسہ انتظامیہ کا منعقد ہونا ضروری ہے

لیکن بے نہایت امنوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس سال صرف دو جلسے ہوئے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہر کہ جو جلسے ہوئے وہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے نہایت غیظ الفنا ہوئے ان دونوں جلسوں میں ۴۵ تجویزیں منظور ہوئیں جن میں سے ۱۸ تجویزیں دارالعلوم کے متعلق تھیں جن میں ترتیب لصاب عربی و انگریزی پر نظر ثانی کی گئی درجہ اعلیٰ کا افتتاح ہوا۔ اُسکا لصاب مرتب کیا گیا جسکے تفصیلی حالات دارالعلوم کی رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوں گے، اور چار تجویزیں وقف علی الاولاد کے متعلق ہوئیں جسکے تفصیلی حالات اور اتنا تک اسکے متعلق جو کچھ کارروائی ہوئی ہے عنقریب آپ کو معلوم ہوں گے اور پانچ تجویزیں اشاعت اسلام کے متعلق تھیں منجملہ انکے ایک تجویز یہ تھی کہ دارالعلوم کے فاضل التحصیل طلبہ کو وظیفہ دیکر جناب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب کے ساتھ رکھا جائے تاکہ جناب موصوف امینین و عظمیٰ تعلیم دیں لیکن انھوں نے اس تجویز پر جناب شاہ صاحب کی علالت اور تردوات اور تفکرات نے علی کارروائی کا موقع نہ دیا اسکے بعد کے جلسے میں مولوی شہل صاحب شمس العلماء کے متعلق یہ بھی بتایا گیا اور چار تجویزیں دارالعلوم کے متعلق تھیں جن میں یہ تجویز بھی تھی کہ ایک بلدنگ کمیٹی قائم کی جائے جو تعمیر کے متعلق تمام کاروبار کو انجام دے۔

دوسری تجویز یہ تھی کہ دارالعلوم کے ساتھ تعمیر دارالاقامہ اور تعمیر مسجد کا بھی کام شروع ہو اور ملک سے درخواست کی جائے کہ ہر شہر سے ایک ایک گھر بنانیکا انتظام روسائے شہر اپنے ذمہ لیں اس تجویز کو علی قالب میں لائے میں پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

عام اغراض نذرة العلماء کے متعلق تین تجویزیں منظور ہوئی تھیں جن میں سے ایک تجویز یہ تھی کہ ضلع جالندھر کے زمینداروں اور ہندوؤں نے اس بات کو منظور کیا ہے کہ رقم کو وہ بجائے فضول کا موپن صرف کو نیکی کے لیے لکھا کر کے کسی انجمنوں کی

کی آمد اور صرف کیا جائے اور ہر ایک انجن کی طرف سے ایک داعط بھیجا جائے جو دور کریں اور اس قسم کی رقم کو جمع کریں اور داعط کی تنخواہوں کا بار انجنوں کے ذمہ ہوگا۔ چنانچہ اسی تحریک کی بنا پر مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پوری کا تقرر ہوا اور مولوی صاحب وہاں نشر لے گئے دو تین ماہ تک کام کیا اور مختلف جگہوں کا دورہ فرمایا تین مہینے کے دورہ میں کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔

دوسری تجویز ترمیم دستور العمل کے متعلق تھی کہ اسکو ضروریات موجودہ کے تحت از سر نو مرتب کیا جائے اور تمام ارکانوں سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اپنے خیالات کے لحاظ سے اسکی کمی دہشتی کر کے دفتر ذمہ میں بھیج دیں اور دفتر سے تمام ریس سید ظور احمد صاحب وکیل لکھنؤ کے پاس بھیج دی جائیں وہ انکو مرتب کر کے دفتر میں بھیج دیں اسکے بعد دفتر اسکو چھپوا کر شائع کرے اور تمام اراکین وہی خواہان زندہ کے پاس بھیجا جائے کہ وہ لوگ اسپر نظر ثانی فرما کر جو کچھ کمی دہشتی ہو اسکو دور کر کے دفتر میں بھیج دیں اسکے بعد جلسہ خاص میں پیش کر کے منظوری حاصل کی جائے اس تجویز کی تعمیل دفتر نے کی اور تمام ریس بہت محنت سے مرتب کر کے سید صاحب معصوم کی خدمت میں بھیج دیں مگر سید صاحب انہوں غیر معمولی طریقے سے عید الفطرت پر ایسے بقیہ کارروائی میں غیر معمولی توقف ہوا آخر کار ۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء کے جلسہ نظامیہ میں یہ رائے قرار پائی کہ سید ظور احمد صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ ازراہ عنایت ۵ دن میں اسکو پورا کر دیں ورنہ اُسے کاغذات لیکر منشی اطر علی صاحب پی وکیل کے متعلق یہ خدمت کی جائے مگر یہ کاغذات اب تک دفتر میں واپس نہیں آئے تیسری تجویز اسی وقف کے متعلق تھی جسکو جناب نواب غنیمت علی خاں بہادر مرحوم نے کڑاں لے کیا تھا اُس جائداد نواب صاحب مرحوم کے ورثا نے قبضہ کر لیا ہے مظفر میں ایک سب کیٹی قائم ہوئی ہے جسے مقدمہ کی پیروی اپنے ذمہ لی ہے اُس کے

سکری نے ندوۃ العلماء سے بھی خرچ دینے اور مقدمہ لڑنے کی خواہش کی مگر اس کے متعلق یہ تجویز منظور ہوئی کہ مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب ریٹس بھکین پور و رکن انتظامی ندوۃ العلماء نواب وقار الملک بہادر اور سکری انجمن حمایت اسلام سے گفتگو کر کے مطلع کریں جناب موصوف نے بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ ہر دو صاحب پر دی مقدمہ کے لیے تیار ہیں اس بنا پر یہ تجویز قرار پائی کہ خاص خاص ارکان سے قرض حسنہ کے طور پر چنہ لیا جائے اور مصارف مقدمہ کے لیے روپیہ فراہم کیا جائے چنانچہ اس وقت تک مختلف اصحاب کے چنہ سے تقریباً ڈھائی سو روپیہ جمع ہوا جو بعد کو فیاض معطوں کی خدمت میں واپس کر دیا گیا۔

چوتھی تجویز یہ قرار پائی کہ ارکان انتظامیہ سے درخواست کی جائے کہ جب وہ جلسہ نظامی میں تشریف لائیں تو دارالعلوم اور دفتر کا معائنہ ضرور کریں اس کی عملی کارروائی کی گئی اور وقتاً فوقتاً جب ارکان تشریف لائے اپنے فرائض کو نہیں بھولے۔ اس محضر بیان سے آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ اراکین جسکے متعلق دارالعلوم ندوۃ العلماء کا کام سپرد کیا گیا ہے وہ اپنے اپنے فرائض منصبی کو بھولے نہیں بلکہ اپنے اوقات عزیز کا بہت بڑا حصہ صرف کیا۔

کارروائی مجلسہائے ماتحت

مجلسہائے ماتحت کی کارروائی مختصراً یہ ہے کہ اس وقت تک ۲۷ مقاموں پر معین الذودہ کے نام سے ماتحت انجمن قائم ہیں جس میں سے بعض کا عہد وجود دونوں برابر ہیں اور بعض کا وجود صرف صفحہ کاغذ پر رہ گیا ہے اور بعض نے اپنے ذمہ صرف یہ کام مفز کر لیا ہے کہ جلسہ کے اشتہارات و اعلان کو تقسیم کر دیں بعض انجمنیں ایسی بھی ہیں جنہوں نے اپنا فرض منصبی سمجھ کر ندوۃ العلماء کو مقصد مالی فائدہ پہنچایا ہے سب سے زیادہ اس وقت معین الذودہ مدد اس قابل تلاش کر چکے سکری ہمارے معین

رکن انتظامی مولانا عبد السبحان صاحب تاج و درمیں اعظم ہیں جنہوں نے اپنا عزیز وقت صرف کر کے بہت کچھ مالی فائدہ پہنچایا جو اسکے بعد معین المذودہ شملہ کا نمبر ہے قیصر المعین المذودہ کو حاث کا ہی جسے اوروں کے اعتبار سے تھوڑا بہت فائدہ مذودۃ العلماء کو پہنچایا ہے ان انجمنوں کے علاوہ اور کسی انجمن کی ایسی کوئی کارروائی نہیں ہوئی جس کا اظہار ضروری ہو۔

کارروائی جائدا و بائے موقوفہ

جب مذودۃ العلماء کا سالانہ جلسہ شام پور میں ہوا تھا اس وقت لوگوں نے مذودہ کے لیے جائدا و بائے وقف کی تھیں جن میں سے جناب عبد الواجد خاں صاحب مرحوم کی جائیداد پر ان کے انتقال کے بعد ورثانے قبضہ اور داخلہ کیا اپنے نام کرانا چاہا اور مسخیت وقف کا دعویٰ کیا

چنانچہ سال زیر بیان کے جلسہ انتظامیہ میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ تمام کاغذات متعلقہ جائیداد سید ظہور احمد صاحب وکیل و مرزا سمیع الدبیک صاحب کو دکھائے جائیں اگر انکی رائے ہو کہ مقدمہ چل سکتا ہے تو مقدمہ کی کارروائی کی جائے اور ایک سبکیٹی قائم کی جائے کہ وہ بعد حصول رائے و کلاء کے مقدمہ چلائیں گی کارروائی کرے اسکے متعلق جو کچھ کارروائی ہوئی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ مذودہ کے نام داخلہ خارج ہو گیا ہے اور مذودہ کی طرف سے ایک کارندہ مقرر کر کے قبضہ کر لیا یہ بھیج دیا گیا ہے۔ چند دسی ضلع مراد آباد میں مذودۃ العلماء کے لیے ایک دوکان وقف کی گئی تھی لیکن مدت کے بعد ہمارے معزز اور بہادر رکن مذودہ مولوی عبدالحی صاحب وکیل چند دسی کی کوششوں سے اس سال اس پر قبضہ ہو گیا اور گرایہ پر دیدی گئی خدا سے دعا ہے کہ اور حضرات بھی اسکی تقلید کریں اور مذودۃ العلماء کے لیے مستقل سرمایہ کا انتظام فرمائیں۔

دورہ و فود

سال زیر بیان میں ایسے اسباب پیش آگئے جن سے دورہ و فود کا کام اچھی طرح انجام نہ پاسکا پھر بھی ایک وفد پیشاور۔ کوہاٹ وغیرہ کا دورہ کر آیا جس کے ممبر خانبہاں شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی مفتی دارالعلوم اور جناب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواری تھے جس طرح ہاتھوں ہاتھ لوگوں نے ہمارے معزز ممبر و نکلویا اور جس جوش و خروش سے استقبال کیا وہ قابل شکر گزاری کے علاوہ وہاں کے باشندوں نے ایک معتبر رقم چنیدہ کر کے ندۃ العلماء کی امداد کی اور کوہاٹ میں ایک معین اللہ وہ قائم کی اسی کے ساتھ نئے بورڈنگ کے لیے ایک کمرہ مسلمانان کوہاٹ کی طرف سے بنوانے کی تجویز منظور کی۔

عام حالات

کارروائی مذکورہ بالا سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس سال بھی فود اور کھانا کے دورے اچھی طرح پر نہیں ہوئے لیکن جو کچھ ہوئے وہ نہایت کامیاب ہوئے مسلمانوں نے ندۃ العلماء کے ساتھ زیادہ دلچسپی اور ولایتی ظاہر کی جس کی کیفیت موصولہ اور مجاریہ ادارہ کان چنیدہ دہندگان کی تعداد سے معلوم ہو سکتی ہے سال زیر بیان میں جو خطوط باہر روانہ کیے گئے ان کی تعداد ۲۴۲۴ ہے جو خطوط باہر سے و فتر میں آئے ان کی تعداد ۱۱۲۰ ہے اور جو کتابوں کے پلندے باہر روانہ کیے گئے ان کی تعداد ہے اور کل چنیدہ دہندگان کی تعداد ۱۰۴ ہے اسکے علاوہ چند حضرات رکن اعزازی بھی ہیں جن کے نام مابقی کی رودادوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسکے ساتھ ایک حادثہ عظیم کا بھی ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا وہ حضرت مولانا شیخ حسین بن محسن الانصاری الباقی کی وفات مسرت آیت ہے۔ آپ اس آخری و درمیں فن حدیث میں اپنا مثل نہیں رکھتے

تھے جلد اسی سال زیریں میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ جناب شیخ صاحب مرحوم کو تعلیم حدیث کے لیے تکلیف دی جائے اور دارالعلوم میں جناب موصوف اس خدمت کو انجام دیں لیکن اسنوس زمانہ نے ملت ندی اور طلباء دارالعلوم کو ان سے استفادہ کا موقع نہ ملا۔

ایک دوسرا حادثہ جناب مولانا محمد رفیع صاحب چڑیا کوئی ٹکے وفات کا ہے آپ کی ذات گرامی اس زمانہ پر آشوب میں باعتبار فضل و کمال کے معنات سے تھی ایک مدت دراز تک اب دارالعلوم کے مدرس اعلیٰ رہ چکے تھے چند روز بوجہ ناگزیر دارالعلوم کی خدمت سے سبکدوش ہو کر اپنے مکان پر اقامت کی تھی سال زیریں میں جب علم ادب اور علم کلام کا درجہ اعلیٰ کھولا گیا تو جناب موصوف کا علم ادب کے پروفیسر اول کی خدمت پر تقرر ہوا لیکن اسنوس ہی کہ انکا وقت آگیا تھا، اعلیٰ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

جمع خراج

یہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ندوۃ العلما دارالعلوم کے خزانے الگ الگ ہیں ایک مدکار و پیہ دوسری مدیں صرف نہیں ہوتا ندوۃ العلما کی آمدنی چندہ کنیت اور عطیات پر شامل ہے جس میں بڑا عطیہ سرکار عالی حیدر آباد وکن کا ہے یہ روپیہ تجواہ طائر ندوۃ العلما اور ڈاک و طبع وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے۔ دارالعلوم کی آمدنی کا مداری عطیات اور وظائف پر ہے عطیات میں سب سے بڑی رقم سرکار عالیہ بھوپال کی فیاضی کا نتیجہ ہے اسکے بعد بھاول پور کا عطیہ تین سو روپیہ سالانہ ہوا اسکے بعد ہم اپنی گورنمنٹ کے عطیہ کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو ہماری دینی تعلیم کے لیے عطا ہوا ہے یہ عطیہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جسے ہم کو دنیاوی تعلیم اور کوشش سے سبکدوش کر دیا۔

یہ تمام روپیہ مدرسین و ملازمین دارالعلوم و طلبہ کی خورد و نوش میں صرف کیا جاتا ہے اسکے ساتھ ہی حتی الامکان اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایک مدکار روپیہ دوسری میں نہ صرف ہو خصوصاً زکوٰۃ وغیرہ کے روپیہ میں پوری طور پر یہ امر ملحوظ ہوتا ہے کہ اُسی کے مصارف میں صرف ہو مالی انتظام ایک ایسے شخص کے متعلق کیا گیا ہے جو نہ صرف ہمارے معتد علیہ بلکہ صیغہ مال براہ راست ایک سب کمیٹی کے متعلق ہے جسکے سرگڑری جناب فشتی احتشام علی صاحب رئیس لکھنویں۔ خزانہ الہ آباد بینک میں رہتا ہے اور روپیہ نکالنے کے لیے چاک پروڈمبران مال کے دستخط کا ہونا شرط کر دیا گیا ہے۔

تمام اراکین انتظامی سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً دارالعلوم میں تشریف لائیں تو حسابات وغیرہ کی جانچ پڑتال کر لیں کہ روپیہ میوقع اور فضول تو صرف نہیں ہوا ہے غرض یہ ہے کہ تحفظ مال کی جو صورتیں ممکن تھیں اپنر عمل درآمد ہوتا ہے اور اب بھی اسکے متعلق ہم تمام مفید تجویزوں اور مشورہ کے قبول کر نیکو تیار ہیں جو ذی سلع اور صاحب تجربہ اشخاص کی طرف سے ذقتاً فوقتاً پیش ہونگے۔

مولانا سید عبدالحی صاحب کے بعد اگرچہ پروگرام کی ترتیب کے لحاظ سے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی دارالعلوم کی رپورٹ پیش کرنے والے تھے لیکن بعض مصلح کے لحاظ سے جناب صدر انجمن صاحب نے تحریک کی کہ رپورٹ کے پیش کرنے سے پہلے جناب شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی مقاصد وۃ العلماء پر تقریر کریں۔ چنانچہ مولانا موصوف کھڑے ہوئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک حسب ذیل تقریر کی۔

شمس العلماء مولانا شبلی

کا کچھ ندوة العلماء کی ضرورت

حضرات! میں سوچتا ہوں کہ جس عنوان پر تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں وہ اس سوال کا طے کرنا ہے کہ قوم کو ندوة العلماء یعنی ایک مجمع علماء کی ضرورت ہی یا نہیں؟ اس مسئلہ کے طے کرنے کے لیے پہلے یہ طے کرنا چاہئے کہ قوم کی کچھ مذہبی ضرورتیں ہیں یا نہیں؟ مذہبی ضرورت، اور مذہبی ترقی کا لفظ، گو آجکل جدید گردہ میں چند گوش نشین نہیں ہیں، لیکن قومی ضرورت، اور ”قومی ترقی“ کے جملے، اس قدر اور اس بلند آہنگی سے بار بار دہرائے گئے ہیں کہ تمام ملک اس صدا سے گونج اٹھا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کیا ہے؟ دنیا کی تمام قوموں کی قومیت، ملک یا نسل یا خاندان کی بنا پر ہوتی ہے، مثلاً یہودی وہ قوم ہے جو بنی اسرائیل کے خاندان سے ہو، اگر اور کوئی شخص یہودیوں کے تمام معتقدات پر ایمان لائے تو وہ یہودی نہیں ہو سکتا اور اسکو یہودیوں کے مذہبی اور ملکی حقوق نہیں حاصل ہو سکتے، یورپین قوموں کی قومیت، ملک کی بنا پر ہے، کسی اور ملک کا آدمی اگر عیسائی ہو جائے تو اسکو وہ ملکی حقوق نہیں حاصل ہو سکتے، جو یورپ کو حاصل ہیں ایک یورپین پادری جب افریقہ یا ایشیا میں عیسائی کا وعظ کرتا ہے تو لوگوں سے کہتا ہے کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو گو تم اس ذلیل و ناپا میں، یورپین حقوق میں ہمسرہ بنو گے، لیکن قیامت میں تم کو اور یورپین کو ایک ہی رتبہ حاصل ہوگا، یعنی یسوع کے دائیں ہاتھوں میں جگہ ملیگی،

لیکن مسلمانوں کی قومیت، نہ ملک پر ہے، نہ خاندان پر، نہ رنگ پر، بلکہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے، وہ دفعۃً مسلمان ہو کر، تمام مذہبی اور ملکی حقوق میں، کل مسلمانوں کا

ہمسفر جاتا ہے۔ اگر ایک بھنگی یا چار، کلمہ توحید پڑھ کر، قسطنطنیہ کی جامع مسجد میں چلا جائے اور سلطان کے پہلو میں کھڑا ہو جائے تو سلطان کو اس کہنے کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ ”ہٹ جا ایک چار، شاہنشاہ ٹر کی کے پہلو میں کھڑا نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اُس سے بالاتر عدالت سے چار نے یہ حکم صادر کر لیا ہے کہ انما المؤمنون اخوة مسلمان سب بھائی بھائی ہیں،“

یہ صرف قول نہیں ہے بلکہ اسلام کی ابند اے تاریخ سے آج تک، علانیہ اسپر عمل رہا ہے۔ اسی اصول کی بنا پر دنیا سے اسلام کے سب سے بڑے تاجدار (عمر فاروق) نے ایک حبشی غلام کے مرنے کے وقت کہا تھا، الیوم مات سیدنا۔ آج ہمارا آقا مر گیا، اسی اصول نے ایک خواجہ سرا غلام (کافور) کو مصر و شام کا حکمران بنا دیا تھا اور حرمین میں اُسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، اور یہی اصول تھا جس نے عب و عجم غلام اور آقا، شریف اور ذویل، امیر اور غریب کا تقوے بالکل مٹا دیا تھا۔

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں خیرست

اس بنا پر مسلمانوں کی ”قومی ترقی“ اور قومی ضرورت، کا مسئلہ دراصل ”مذہبی ترقی“ اور مذہبی ضرورت کا مسئلہ ہے قوم کا لفظ جو منایت بلند آہنگی سے ہزاروں دفعہ دہرایا گیا اور اُسے کوئی زندگی نہیں پیدا کی اس کی وجہ یہی ہے کہ لفظ خود غلط تھا اس لفظ کو بدل کر اسلام کا لفظ اختیار کرنا چاہو، ہماری قومیت ہمارا مذہب ہی، اور ہم میں یہی لفظ اور صرف یہی لفظ زندگی پیدا کر سکتا ہے، قوم کے غلط لفظ کے استعمال سے صرف یہی نقصان نہیں ہوا کہ وہ کوئی زندگی نہیں پیدا کر سکا بلکہ سخت نقصان یہ ہوا کہ قومی ترقی، قومی تعلیم، قومی زندگی، میں مذہبی پابندی اور مذہبی شعائر کا احساس نہیں رہا ہے کہ قومی ترقی کا سب سے زیادہ عمل چاہیو اے۔ مذہب میں سب سے زیادہ بے پرواہی ہے۔

اس امر کے تسلیم کر لینے کے بعد کہ قومی ضرورت کا مسئلہ ہے، سوال یہ ہے کہ آج مسلمانوں

کی کچھ مذہبی ضروریات ہیں یا نہیں؟ اور زمانہ کی نئی حالت نے، کچھ نئی ضرورتیں پیدا کر دی ہیں یا نہیں؟

حضرات مینے تمام ہندوستان کا دورہ کیا ہے، اور (سندھ کے سوا) تمام مسلمانانہ ہندوستان کے حالات آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں مجھ کو ہر جگہ جو چیز سب سے زیادہ خطر نظر آئی وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی احساس روز بروز کم ہوتا جاتا ہے، انکو خبر نہیں ہوتی کہ کیا چیز ہاتھ سے نکلتی جاتی ہے، ہر جگہ آزادانہ بلکہ ملحدانہ خیالات پھیلے جاتے ہیں آریہ ہر طرف چھائے جاتے ہیں، رسول اللہ سلم، اور اسلام کی تاریخ کے متعلق نمایاں غلط واقعات، انگریزی لٹریچر کے ذریعہ سے پھیل رہے ہیں انگریزی تاریخوں میں اسلام کو برزور شمشیر پھیلنے والا مذہب لکھا ہے، یہ سب ہو رہا ہے لیکن قوم کو احساس تک نہیں انصاف کرو، جدید تعلیم پھیلانے کے لیے کس قدر شور و غل برپا ہے، کسطح تمام ملک میں سنگاپڑ رہا ہے، کسطح ملک کے ایک ایک کونہ میں اسکی سادھی ہو رہی ہے، سبے شبہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے بجا اور بالکل بجا ہے، اور ابھی اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان باتوں کے ساتھ ہم مذہبی حفاظت کے لیے بھی کیا کر رہے ہیں۔

اس موقع پر مجھ کو تفصیل سے بتانا چاہئے کہ اس وقت کیا کیا مذہبی خطرات دیکھ میں ہیں جسکے روک ٹھام کے لئے ہکو تیار ہونا چاہئے، اور وہی جوش و ہوی سرگرمی وہی جاں نثاری ظاہر کرنی چاہئے جو دنیوی مقاصد کے لیے ہم کر رہے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا اور سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ یورپ کے افق سے ملحدانہ خیالات کی گھٹائیں اٹھ کر ہمارے ملک کی فضا میں چھالی جاتی ہیں، ان خیالات سے نہ صرف وہ لوگ متاثر ہوتے ہیں جو انگریزی پڑھتے ہیں بلکہ واسطہ درواسطہ چپکے چپکے تمام قوم میں انکا زہر سرایت کرتا جاتا ہے، سیکڑوں ہزاروں دل ہیں جن میں مذہب کی طرف سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں، ہزاروں اشخاص کا خیال ہے کہ موجودہ مسلمی

تحقیقات نے مذہب کے بڑے بڑے مسائل باطل کر دیے، بہت سے لوگ جرات سے کام لیکر علانیہ کہنے لگے ہیں کہ مذہب اور سائنس ایک جگہ نہیں رہ سکتے تہمتوں کا خیال ہو کہ مذہب ایک اخلاقی قانون ہو اسکے لیے وحی یا الہام کی ضرورت نہیں۔

۲۔ ایک دوسرا خطہ یہ ہو کہ اسلامی احکام مثلاً تعدد و ازدواج۔ جواز غلامی۔ تعزیرات جرم و عید کی نسبت یورپ نے غلط تعبیری سے یہ خیالات پھیلادیے ہیں کہ وہ تمدن اور انصاف کے خلاف ہیں، اور چونکہ یہ احکام خود قرآن مجید میں مذکور ہیں، ایسے قرآن خدا کلام نہیں ہو سکتا،

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور خلفائے راشدین کی تاریخ حبسطح یورپ نے لکھی ہو اس سے تقدس اور پاک باطنی کا خیال نہیں پیدا ہوتا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک فحش۔ ایک جابر۔ ایک انتقام گیر، ایک دنیا طلب کی زندگی نظر آتی ہے اور چونکہ انگریزی خوانوں کا سرمایہ معلومات یہی کتابیں ہیں ایسے صرف دو صد تیس ہیں، یا وہ ان کتابوں کے دیکھنے سے باز رکھے جائیں (لیکن یہ ناممکن ہے) یا دیکھیں تو خواہ مخواہ ان خیالات سے آلودہ ہو جائیں،

۴۔ عدالتوں میں بعض فقہی مقدمات، اسوجہ سے شریعت اسنام کے خلاف فیصلہ ہو جاتے ہیں (مثلاً وقف اولاد) کہ حکام، قرآن اور حدیث سے واقف نہیں، اور مسلمان بیرسٹر اور وکلاء کا سرمایہ معلومات بھی یہی انگریزی کتابیں ہیں،

۵۔ سیکڑوں ہزاروں قضبات اور دیات کے مسلمان، مذہبی احکام سے استفادہ ناواقف ہیں کہ نماز روزہ مک نہیں جانتے بلکہ بہت سے دیات میں مسلمانوں کے نام۔ رائجش اور گچھین سنگھ ہوتے ہیں،

یہ اور اس قسم کی بہت سی مذہبی ضرورتیں ہیں جنہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ ان ضرورتوں کے انجام دینے کے لیے کسی مجمع، کسی انجمن، کسی دارالمشورہ کی

ضرورت ہے، اسی مجمع یا انجمن کا نام ندوۃ العلماء ہے۔ ندوۃ العلماء کسی خاص مدرسہ، کسی خاص تعلیم گاہ، کسی خاص فرقہ کا نام نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک مشترکہ مذہبی انجمن ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسبِ مشترکہ مذہبی ضروریات ہیں ان کے انجام کی تدبیروں پر مشورہ اور غور و فکر کیجائے، اور تمام ہندوستان کے علمائے پیشوا یا مہذب، اور عام مسلمان، ایک جگہ بیٹھ کر، ان امور کا فیصلہ کریں،

حضرات! ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی اور ہر قسم کی ضرورتوں کے لیے عام اسلامی انجمنوں کی بنیاد ڈالی ہے، ایجوکیشن کا نفرنس تمام مسلمانان ہندوستان کی تعلیمی انجمن ہے، مسلم لیگ تمام مسلمانان ہندوستان کی پولیٹیکل انجمن ہے، لیکن کیا تمام مسلمانان ہندوستان کی کوئی مذہبی انجمن بھی ہے؟ کیا مسلمانوں کی مذہبی ضرورتیں نہیں ہیں؟ کیا یہ ضرورتیں مقدم اور متمم بالشان نہیں ہیں؟ کیا یہ ضرورتیں کسی اور طریقہ سے رفع ہو سکتی ہیں؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب اثباتی ہے تو ندوۃ العلماء کی ضرورت ان سوالات کا لازمی نتیجہ ہے،

ایک نہایت ضروری امر قابلِ لحاظ کے یہ ہے کہ مسلمانوں کو جو دنیوی اور مذہبی ضرورتیں درپیش ہیں وہ اس طرح ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتیں، مثلاً دنیوی تعلیم جو آج سب سے اہم الامور ہے اسکی نسبت سب نے طے کر دیا ہے کہ اسکے ساتھ مذہبی تعلیم بھی لازمی ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ علیگڑھ کالج - حیات الاسلام کالج - بمبئی اسلامیہ اسکول - وغیرہ وغیرہ - تمام اسلامی تعلیم گاہوں میں ایک حد تک مذہبی تعلیم لازمی ہے۔ اسی طرح مذہبی تعلیم کے ساتھ انگریزی تعلیم کی ضرورت ہے، موجودہ فلسفہ کا مقابلہ، علوم جدیدہ کی واقفیت کے بغیر کیوں کر ہو سکتا ہے؟ یورپ میں اسلام کی اشاعت انگریزی دانی کے بغیر کیوں کر ہو سکتی ہے؟ آریوں اور عیسائیوں کے مذہبی حلوں کا علم انگریزی دانی کے بغیر کیوں کر ہو سکتا ہے،

اس حالت کساتھ یہ کقدر تعجب خیز اور افسوسناک بات ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک بھی ایسی اسلامی انجمن نہیں ہے جس میں دونوں قسم کے لوگ موجود ہوں۔
حضرات! آپ جو یہ دیکھ رہے ہیں کہ باوجود اس قدر جدوجہد، اس قدر شہ زور و عمل اس قدر تگ و دو، کے قوم کی تعلیمی حالت اب تک نہیں سنبھلی، اس کی یہی وجہ ہے کہ دونوں فریق الگ الگ ہیں، اور دونوں کو شیش نہ صرف، ایک دوسرے سے الگ بلکہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں، مذہبی علماء، انگریزی تعلیم سے الگ ہیں، اور اسکو سنجھاں کی نظر سے نہیں دیکھتے، اسکا نتیجہ ہے کہ جو لوگ علماء کے زیر اثر ہیں مثلاً تاجر صنعت پیشہ عام رؤساء وہ اب تک انگریزی تعلیم سے الگ ہیں، صرف نوکری پیشہ گروہ جنکو دنیاوی ضرورتوں نے مجبور کر دیا ہے، اور جو علماء کے اثر سے آزاد ہیں وہ انگریزی تعلیم میں مصروف ہیں، دوسری طرف جدید گروہ قدیم عربی تعلیم کو بیکار اور غیر مفید سمجھتا ہے، اسکا نتیجہ ہے کہ مذہبی مدارس مالی حالت کے اعتبار سے بنایت پست ہیں اور کوئی بڑا کام انجام نہیں دے سکتے،

مدوۃ العلماء نے اس ضرورت کا احساس کیا، اور اسی لیے اسنے اپنے ارکان انتظامیہ میں دونوں قسم کے ممتاز لوگ داخل کیے ایک طرف اسکے ممبر، اگر مساجد کے امام، اور ممبروں کے خطیب ہیں، تو دوسری طرف اسکے ارکان، ہائی کورٹ کنج (مولوی شرف الدین) اور بہت سے گریجویٹ اور پیریٹر ہیں۔
اگر مسلمانوں کی ترقی کے لیے قدیم اور جدید دونوں گروہ کی شرکت اور اعانت کی ضرورت ہے تو مدوۃ العلماء کی ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے۔

حضرات! تقریر مذکورہ بالا سے اس قدر بڑا ہتھ ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کو ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جس میں دونوں قسم کے لوگ شامل ہوں لیکن مجھ کو تفصیل سے بتانا چاہئے کہ مذہب نے عملی صورت میں جس کام کو سب سے پہلے شروع کیا، اور

جس پر اب تک اس کی تمام قوت صرف ہوتی رہی ہے یعنی ایک عربی مدرسہ (دارالعلوم) اس کی کیا ضرورت ہے؟

مسلمانوں کی جو ضرورتیں مینے پہلے بیان کی ہیں، ان میں سب سے پہلے خیر فلسفہ اور علوم جدیدہ کے اثر کا رد کنا ہے، اس وقت تمام ہندوستان میں جس قدر اسلامی مدارس موجود ہیں۔ دو قسم کے ہیں، انگریزی سکول اور کالج، قدیم عربی مدرسے، یہ ظاہری کہ انگریزی مدرسوں میں مذہبی تعلیم کے لیے بہت سے بہت صرف اس قدر وقت مل سکتا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ کے ضروری احکام اور ساوہ عقائد بتا دیے جائیں۔ اس قسم کے تعلیم مذہبی تحقیقات اور مذہبی مباحثہ اور مناظرہ کا کام کیونکر دے سکتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی انگریزی تعلیم یافتہ اس قسم کی مذہبی خدمات میں مصروف نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

عربی قدیم مدارس کا یہ حال ہے کہ نہ ان میں انگریزی زبان کی تعلیم ہوتی ہے نہ جدید علوم و فنون پڑھائے جاتے ہیں نہ نئے خیالات سے انکو واقف کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ خود اسلام اور مسلمانوں کی تبلیغ کی کوئی کتاب نہیں پڑھائی جاتی، یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے تعلیم یافتہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات پر کیا اثر ڈال سکتے ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں گروہ، ایک دوسرے کے خیالات سمجھ بھی نہیں سکتے،

اس سے میرا مقصد، خدا نخواستہ عربی قدیم مدارس کی تنقیص اور تحقیر نہیں ہے وہ مدارس ایک بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، عام لوگوں میں نماز روزہ کا جوہر چاہی، مساجد میں جو رونق نظر آتی ہے، دیہات اور قبضات میں جس قدر لوگ اسلام سے آشنا ہیں، سب انہیں مدارس کا فیض ہے، بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ ان قدیم مدارس نے جن کاموں کو کئے رکھا ہے، ان کے سوا اور جدید ضروریات پیدا ہو گئی ہیں اور چونکہ ایک ہی جماعت ہر کام کو انجام نہیں دے سکتی، اس لیے ایک ایسے گروہ کی

بھی ضرورت ہے جو ان نئی ضرورتوں کو انجام دے ،
 اسی بنا پر ندوہ نے قدیم نصاب تعلیم کو بدل دیا یعنی قرآن مجید - حدیث - فقہ -
 اصول فقہ کے سوا باقی تمام نصاب میں ترمیم اور اضافہ کیا

بہت سی غیر ضروری کتابیں نکال دیں ، قدیم فلسفہ کو بہت کچھ گھٹا دیا - اس سے
 اتنا وقت نکل آیا کہ جدید ضرورت کی چیزیں اضافہ کیجا سکیں ، چنانچہ علم ادب کا نصاب
 بہت بڑھا دیا گیا ، انگریزی زبان لازمی کر دی گئی علوم جدیدہ درس میں داخل کیے گئے
 علم کلام کی کتابوں میں اضافہ کیا گیا اور ایک خاص درجہ علم کلام کی تکمیل کا کھولا گیا
 جس میں مولویت کی سند حاصل کرنے کے بعد داخل کیا جاتا ہے اور جس میں قدیم اور جدید
 علم کلام اور انگریزی کی تعلیم ہوتی ہے ۔

ابھی تک پیرایہ مکمل نہیں ہے ، لیکن رفتہ رفتہ اسکی تکمیل ہوتی جاے گی اور اسی شاخ
 سے اس قسم کے علم پیدا ہونے لگے جن کی زمانہ حال کو ضرورت ہے ؛

ندوۃ العلماء کا یہ دارالعلوم درحقیقت ایک جامعہ دینیہ یعنی ایک مذہبی یونیورسٹی
 کا سنگ بنیاد ہے ، اور درحقیقت ندوہ کا سب سے بڑا نصب العین یہی کام ہے ، آج
 مسلمانوں کو سب سے زیادہ ایک ایسی مذہبی یونیورسٹی کی ضرورت ہے جس میں اسلامی علوم
 نہایت اعلیٰ درجہ تک پڑھائے جائیں ، جس میں خاص خاص علوم و فنون کے ماہر پروفیسر
 تیار ہوں ، جس سے اسلامی مصنف اور مؤلف پیدا ہو سکیں ، جس میں یورپ میں علوم و فنون
 کی تعلیم کا کافی بندہ بست کیا جائے جو جدید علم کلام پیدا کر سکے ، جسکے تعلیم یافتہ انگریزی
 زبان میں وعظ ، اور مذہبی لکچر دیسکیں ، اس قسم کی یونیورسٹی کی ضرورت اور اہمیت سے
 کون انکار کر سکتا ہے ،

ندوہ کا ایک دوسرا فرض ، اشاعت اسلام ہے ، یہ مقصد اگرچہ مدت سے
 ندوہ کے مقاصد میں شامل کیا گیا تھا ، اور اسکا ابتدائی سینور العمل مرتب ہو گیا تھا ،

لیکن نہ وہ نے قصداً اس کام کو نہیں شروع کیا، اور محکو تفصیل سے بتانا چاہئے کہ اس کا اسباب کیا تھے،

اشاعت اسلام کی ضرورت، اہل حقیقت اسوجہ سے بڑھ گئی کہ آریوں نے تمام ملک میں اپنے سینہ اور داغظ پھیلا دیے ہیں، اور انھوں نے جاہل اور نو مسلم مسلمانوں مختلف تدبیروں سے اپنا اثر پھیلانا شروع کر دیا ہے، یہ حالت نہایت اندیشناک ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ مسلمانوں کو ہر نگہ اس خطرہ کا احساس ہو گیا ہے، اور جا بجا اسکے نفع کے لیے مجلسیں قائم ہو گئی ہیں، اور ہوتی جاتی ہیں لیکن ہم کو نہایت غور و فکر سے دیکھنا چاہئے کہ جو کوششیں کی جا رہی ہیں یہ کافی ہیں یا نہیں، آریوں نے جن اسباب سے اپنی تحریک میں کامیابی حاصل کی ہے اور کرتے جاتے ہیں وہ دو چیزیں ہیں،

(۱) ایثار نفس، یعنی انکے داغظ نہایت ایثار نفسی، نہایت جان نثاری نہایت جفاکشی کے ساتھ اس کام میں مصروف ہیں، انکا داغظ جو پچھے سے اچھا تعلیم یافتہ ہوتا نہایت فقراء زندگی کیساتھ ایک ایک گائوں میں پھرتے ہیں جیسا کہ سبر کر لیتا ہے، راتوں کو درخت کے نیچے سو رہتا ہے، لوگوں کی لپٹ میں سفر کرتا ہے،

(۲) دیہات اور قصبہ میں پیہم اور لگاتار کوشش جاری رکھنا، اسکے مقابلہ میں ہمارے علماء صرف شہر و پیر اکتفا کرتے ہیں، اور دیہات میں جاتے بھی نہیں تو ایک آدھ دن سے زیادہ قیام نہیں کر سکتے، اسلئے وہ کوئی پائدار اثر نہیں قائم کر سکتے،

(۳) آریہ داغظ اکثر انگریزی تعلیم یافتہ، اور جدید علوم و فنون سے واقف ہوتے ہیں اور ہمارے داغظ اکثر ان علوم سے واقف نہیں ہوتے۔

(۴) آریوں نے اپنے مذہب کا مدار صرف وید پر رکھا ہے اور کہتے ہیں کہ وید کے معنی جو عام پنڈت بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں، بلکہ وہ صحیح ہیں جو سوامی دیانند

نے بیان کیے، اور چونکہ مسلمان (ایک آدمہ کے سوا) سنسکرت سے واقف نہیں ایسے
وید کی صحت و غلطی کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے،

اسباب مذکورہ بالا کے لحاظ سے آریونکے مقابلہ کے لیے اسباب ذیل کی ضرورت
ہے،

(۱) ایسے لوگ پیدا کیے جائیں جن میں ایشا نفسی، سادگی، جفاکشی، اور جان بخشی
کے اوصاف ہوں،

(۲) اشاعت اسلام کا مستقل صیغہ قائم کیا جائے تمام اصنلاع میں اسکی شاخیں قائم کی جائیں
مستقل و اعظم مقرر کئے جائیں جو نو مسلم دیات میں جا کر ایک ایک دودھ پینے رہ کر اسلامی
احکام اور عقائد کی تعلیم دیں،

(۳) غریبوں کو سنسکرت اور انگریزی کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم دی جائے،
اسی بنا پر ندوہ نے دارالعلوم میں انگریزی اور سنسکرت کی شاخیں کھولیں، اور
اشاعت اسلام کے مستقل صیغہ کے قائم کر نیکا انتظام کیا جسکی علی صورت چند دنوں کے
بعد نمایاں ہوگی،

ندوہ کا کام یہ ہے کہ دارالعلوم میں خاص مذہبی خدمات انجام دینے والوں کی ایک عظیم
موسوم کرے، انکو مذہبی وظائف دے، انکو وقتاً فوقتاً، ان اوصاف کے پیدا کر نیکی
ترغیب دلائے، تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد، انکو ان کاموں میں لگا دے، یہ
تدبیریں ندوہ نے پیش نظر رکھی ہیں اور انکو عمل میں لانا شروع کر دیا ہے۔ خدا اس کی
کوششوں میں کامیابی دے۔

آخر میں لیکن سب سے مقدم ضرورت ندوہ کی یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا ایک مذہبی مرکز ہو
یعنی تمام مسلمانوں کے مختلف فرقے، جن مذہبی کاموں میں اتفاق رکھتے ہوں مثلاً آریوں اور
عیسائیوں کی مدافعت، فلسفہ الحاد کا رد۔ اشاعت اسلام، وغیرہ وغیرہ سب اس مذہبی

مرکز سے مربوط ہوں اور ایک متفقہ قوت کے ساتھ اسکو انجام دیں، ہندوستان میں سیکولر مذہبی کام چھڑے ہوئے ہیں لیکن چونکہ پراگندہ فتنہ، اور ایک دوسرے سے بے لطف، ہر ایسے کوئی بڑا کام انجام نہیں پاتا، نہ عام ملک پر اسکا کوئی اثر ہوتا، ایک مذہبی مرکز کی سخت ضرورت اسوجہ سے بھی ہے کہ گورنمنٹ کو اگر تمام مسلمانوں کی مشترکہ مذہبی رائے کا اندازہ کرنا ہوتا تو اسکا کوئی ذریعہ نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہماری بہت سی ضروری مذہبی تحریکیں، بے اثر رہ جاتی ہیں، مثلاً وقف اولاد کا مسئلہ جو شیعہ سنی، مقلد غیر مقلد تمام فرقوں میں مسلم ہیں، باوجود اسکے پربوئی کونسل نے فیصلہ کر دیا کہ وقف اولاد صحیح نہیں ہے، اور شارع اسلام کا یہ منشا نہیں ہو سکتا تھا، اگر مسلمانوں کا ایک مذہبی مرکز ہوتا اور وہ گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کرنا کہ یہ ہمارا متفق علیہ مسئلہ ہے تو گورنمنٹ کو اسکے مقبول کرنے میں کیا انکار ہو سکتا تھا،

ان تمام واقعات کے بیان کرنے کے بعد، غالباً اب کوئی مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کو ندوۃ العلماء کی یا ایک ایسی انجمن کی ضرورت ہے جسکے مقاصد وہ ہوں جو ابھی ظاہر کیے گئے ہیں، اور ہم اسی کو ندوۃ العلماء کہتے ہیں۔ اس مدلل تقریر کے ختم ہونے کے بعد نماز ظہر کے لیے جلسہ درخواست کیا گیا، اور تمام حاضرین ہدایت خلوص کے ساتھ اس مذہبی فرض کے ادا کرنے کے لیے اٹھ گئے اور تھوڑی دیر کے لیے پنڈال خالی ہو گیا، اس بنا پر رپورٹ دوسرے دن کے جلسہ موقوف رکھی گئی،

اجلاس دوم

دوسرے اجلاس کی کارروائی مسئلہ وقف علی الاولاد سے شروع ہوئی، اور جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے یہ رزولوشن پیش کیا۔

”جلسہ ندوۃ العلماء کا حسین ہندوستان کے مشہور علماء اور دوسرے مسلمانوں کے سرگرم بھی کثرت سے موجود ہیں یہ تجویز کرتا ہے کہ وقف علی الابلہ کے مسئلہ کے متعلق جو مسلمانوں کا متفق علیہ مسئلہ ہو اس پر حسیبہ کے خاندان کی فلاح کا مدار ہو، گورنمنٹ سے بادب درخواست کیجائے، کردہ اس مسئلہ کے لیے خاص قانون موافق شرع محمدی بنا کر مسلمانان ہند کو شکرگذاری کا موقع عنایت کرے۔“

مسئلہ وقف علی الاولاد کی تحریک اگرچہ ایک مدت سے جاری ہے، اور اسکے متعلق بعض قانون دان اسباب نے ذاتی طور پر کوششیں بھی کی تھیں لیکن باضابطہ کارروائی کا زمانہ ندوۃ العلماء کے بارہویں سالانہ جلسہ سے جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے جلسہ سنگ بنیاد کے ساتھ ہوا تھا شروع ہوتا ہے اس جلسہ میں عام طور پر مینظوری دی گئی تھی کہ ندوۃ العلماء بحیثیت ایک مذہبی مرکز ہونے کے اس مسئلہ کے متعلق تمام ضروری کارروائیاں عمل میں لائے چنانچہ اس اثنا میں اس مسئلہ کے متعلق خلیفہ کاغذ مرتب کی شائع ہوئی

(۱) رسالہ وقف علی الاولاد بزبان اردو،

(۲) مجموعہ فتاویٰ علمائے ہندوستان،

(۳) ترجمہ رسالہ وقف علی الاولاد بزبان انگریزی،

(۴) فارم تصدیقی برائے حصول دستخط مسلمانان،

(۵) مختصر کارروائی وقف علی الاولاد،

چنانچہ تمام علماء اور مسلمانوں کی عام جماعت نے اس پر اتفاق ظاہر کیا اور فارم پر ہر مذہب کے لوگوں نے دستخط کیے، اسکے علاوہ دوسرے ذرائع سے بھی گورنمنٹ کے کان میں یہ متفقہ آواز پہنچائی گئی، مسٹر جنرل نے دایسراے کی کونسل میں اسکے متعلق سوال کیا، اور جناب نواب عماد الملک مولوی حسین صاحب بلگرامی ممبر ایڈیا کونسل

نے سکریٹری آف اسٹیٹ سے اسکے متعلق خط و کتابت کی، چنانچہ ندوۃ العلماء نے اس خط و کتابت کو ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپوایا ہے،

اخیر جنوری ۱۹۱۷ء میں مسلم لیگ کا جو جلسہ ہلی میں ہوا تھا اُس میں بھی مسئلہ پیش کیا گیا، اور یہ طے ہوا کہ چونکہ اس مسئلہ میں ملکی اور مذہبی دونوں ضللتیں جمع ہو گئی ہیں اسلئے گورنمنٹ کی خدمت میں ایک ایسا ڈیپوٹیشن روانہ کیا جائے، جو علماء اور انگریزی والے اصحاب دونوں سے مرکب ہو چنانچہ مولانا شبلی نعمانی نے اس رزلویشن کے پیش کرتے وقت اس مسئلہ کی اصل حقیقت، اور اُس کے علل و اسباب پر ایک مفصل تقریر کی، اور اُس کے ضمن میں اُن تمام کوششوں کا ذکر کیا، جو اس زمانہ میں اس مسئلہ کے متعلق ہو چکی تھیں،

جناب شیخ عبدالقادر صاحب بیرٹرایٹ لا، جناب چودہری سلطان احمد صاحب بیرٹرایٹ لا، جناب مولوی عبدالحی صاحب ماتریدی نے اسکی تائید میں تقریریں کی، اور اس مسئلہ کی کامیابی کے متعدد مفید طریقے بتائے، شیخ عبدالقادر صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ ہم کو ایک میموریل کے ذریعے سے اپنی متفقہ آواز گورنمنٹ تک پہنچانی چاہئے، اور جو لوگ اس جلسہ میں شریک ہیں، اُن کو فارم تصدیقی پر دستخط حاصل کرنی کویشن کرنی چاہئے،

میموریل لکھنے کے لیے نواب عماد الملک کو آمادہ کیا جائے، اگر وہ راضی نہوں تو لائق انگریزی والے اصحاب کی ایک کمیٹی اسکو مرتب کرے،

چودہری سلطان احمد صاحب نے، اس مسئلہ کے متعلق ایک مبسوط تقریر کی اور اُس میں گورنمنٹ تک اس آواز کے پہنچانے کے مفصلہ ذیل طریقے بتائے،

(۱) قومی اور ملکی اخباروں سے خواہش کی جائے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق مضامین

کا ایک سلسلہ جاری کریں،

- (۲) تمام صوبوں کی کونسلوں میں اس مسئلہ کے متعلق سوال کیا جائے،
 (۳) کسی ممبر کے ذریعہ سے اس مسئلہ کے متعلق پارلیمنٹ میں بھی سوال کیا جائے،
 (۴) مسئلہ وقف علی الاولاد کے متعلق کوئی مقدمہ قائم کر کے پریوی کونسل تک پہنچایا جائے،

ان تدبیروں کی نسبت انھوں نے بیان فرمایا کہ اب ان کے استعمال کر نیلے آسان ذرائع خوش قسمتی سے مہیا ہو گئے ہیں، تمام صوبوں کی کونسلوں میں مسلمان ممبروں کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے، جنہیں بڑے بڑے اہل ارادے داخل ہیں۔ خود جسٹس امیر علی صاحب پریوی کونسل کے جج مقرر ہو گئے ہیں، جو اس مسئلہ کی صحیح تفسیر کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ اگرچہ پریوی کونسل کے فیصلوں کو منسوخ نہیں کر سکتی، لیکن پریوی کونسل خود اپنے احکام کو بدل سکتی ہے، بعض ممبران پارلیمنٹ سے مجھے دوستی کا فخر حاصل ہے، میں ان کے ذریعہ سے اس سوال کو پارلیمنٹ تک پہنچا سکتا ہوں، مولوی عبدالحی صاحب مائزیدی ذیل تقریر کیا:

تقریر جناب مولوی عبدالحی صاحب مائزیدی رئیس سہارن پور

حضرات! وقف کے دو حصے ہیں ایک حصہ کا تعلق علماء سے ہے جس کے کئی مدارج طے ہو چکے ہیں عام دستخطوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ اب تک باوجود کوشش کے بجائے ایک لاکھ دستخطوں کے صرف ۱۰ ہزار ہو سکے ہیں، جہاں تک مجھ کو معلوم ہے اب تک جس قدر دستخط حاصل ہوئے ہیں دہمض شدہ وقف کے مقامی ممبروں سے حاصل ہوئے ہیں جو بھٹیک نہیں ہے بلکہ اسکے لیے یہ برتر ہو گا کہ چند ذمہ دار اشخاص کو اسی کام کے لیے ہندوستان میں بھیجا جائے تاکہ وہ ہر شہر کے آدمیوں سے فارم کی غائے پڑی کر لے سکر پڑی کے پاس بھیج دیں اس تدبیر سے امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد مقررہ تعداد پوری ہو جائیگی۔

دوسرے حصہ کا تعلق جدید تعلیم یافتہ سے ہے ان میں سے ایک معین گروہ کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وقتاً فوقتاً مسئلہ وقف کے متعلق انگریزی کے مستند اخباروں میں مضامین

شائع ہوتے ہیں جو حضرات اسکے لینے یا رہوں ہ براہ مولانی اپنا نام برج فرماویں،
اسکے بعد مختلف لوگوں نے سفدھشتیوں سے اس مسئلہ کی تائید کی، اور باتفاق
یہ رزلوشن پاس ہوا،

اور جناب خواجہ عبدالرحیم صاحب سوداگرچرم امت سر نے اس صبیغہ میں پالسنوٹ
کی جو رقم عطا فرمائی تھی مولانا شبلی صاحب لغمانی نے اسی جلسہ میں اُسکا عام اعلان کیا،
اس رزلوشن کے بعد پردگرام میں جناب مولانا احمد علی صاحب محدث
میرٹھی کے وعظ کا وقت مقرر کیا گیا تھا، لیکن اس مسئلہ کے متعلق اس کثرت سے
بحث ہوئیں، کہ تمام وقت صرف ہو گیا، ایسے آج کا جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ
ختم ہوا اور مولانا موصوف کا وعظ دوسرے دن کے لیے اٹھا رکھا گیا،

کارروائی جلسہ پانچ روز کی شنبہ

اجلاس اول

ارباب دہلی، اور دیگر شرکار کو اگرچہ ندوۃ العلما کے مقاصد و اغراض کی اہمیت، اور
غفلت کا پہلے ہی سے اعتراف تھا، لیکن ان میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے، جن کو یہ
مقاصد محض اجمالی طور پر معلوم تھے، اور عملی تجربہ تو بالکل نہ تھا لیکن پہلے دن کے جلسہ
میں صدر انجمن صاحب کی افتتاحی تقریر، اور مولانا شبلی صاحب لغمانی کے لکچر نے
ان مقاصد کی تشریح اس وضاحت اور تفصیل کیا تھی کہ وہی کمال کا حسن ظن اور بھی زیادہ
ہو گیا اس بنا پر انکے جوش اور شوق نے دوسرے دن کے جلسہ کو زیادہ بارونق،
پُرشان، اور عظمت بنا دیا، جناب عاذق الملک حکیم محمد اہمل خاں صاحب اپنے

بطی مشاغل کی وجہ سے اجلاس اول میں تشریف نہ لاسکے، اس بنا پر جناب مولوی
 سیح الزاں صاحب سابق استناد حضور نظام دکن و میس شہنشاہ پور نے اُسکے بجائے
 کرسی صدارت پر نزول اجلال فرمایا، اور کارروائی جلسہ کے شروع کر کے اجازت عطا
 فرمائی، جلسہ کی کارروائی جن تجویزوں سے شروع ہوئی، وہ اس قدر ضروری تھیں کہ انکو
 بغیر کوئی مذہبی، اور قومی کام انجام نہیں پاسکتا، ندوۃ العلماء کے مقاصد و اغراض ضرر
 قوم و مذہب تک محدود ہیں، لیکن وہ اس وقت تک ان خدمات کو انجام نہیں دیکتا
 جب تک ایمان قوم کی توجہ سے اُسکی مالی حالت، قابل اطمینان نہوجائے، اس
 بنا پر جناب ہر ہائس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہ، ہر ہائس نواب صاحب رام پور دام
 اقبالہ، ہر ہائس آغا خان دام اقبالہ کی توجہ اور فیاضی سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کی
 مالی حالت کو جو استحکام حاصل ہوا ہے، اُسکا شکریہ ادا کرنا، نہ صرف اراکین ندوۃ العلماء
 پر، بلکہ تمام قوم پر فرض تھا، اس بنا پر مولانا سید عبدالحی صاحب معتمد ندوۃ العلماء نے
 اُس ماحصہ ماہوار کی نسبت ہر ہائس بیگم بھوپال دام اقبالہ کے شکریہ کی تحریک
 کی جو انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لیے مقرر کیے ہیں، اور اس ضمن میں بیگم صاحبہ
 کی ان تمام فیاضیوں کا ذکر کیا، جو قومی اور مذہبی مدارس کے ساتھ عموماً کرتی رہی ہیں،
 مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے، پرزور الفاظ میں اس تحریک کی
 تائید کی، اور وہ باتفاق عام منظور ہوئی، اسکے بعد مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب
 شروانی رئیس ہیکین پور نے اُس حار کے عطیہ سالانہ کے شکریہ کی تحریک کی جو ہر ہائس
 نواب صاحب رام پور نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کو عطا فرمایا ہے، اور یہ تحریک
 کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر کی مولانا شبلی صاحب نعمانی نے اسکی تائید کی اور وہ
 باتفاق منظور ہوئی،

تقریر جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شہدانی میں بھکین پور

حضرات !

جناب نواب صاحب بہادر بالقاءہ والی رام پور کے شکریہ کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے، ریاست رام پور علم و فن کی سرپرستی کے لیے ہمیشہ سے مشہور ہے انکا فیض ابرکرم کی صورت میں ہر علمی گوشہ کو سیراب کر چکا ہے، شکریہ کہ ندوۃ العلماء کے حال پر جناب نواب صاحب نے توجہ مبذول فرما کر سالانہ چندہ مقرر فرمایا ہے اسکی بابت یہ جلسہ اپنا دلی سپاس پیش کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے کہ آئندہ اور زیادہ اداسے فائدہ ہر ہائس علموں نے دارالعلوم کلاہار، سالانہ کی جو رقم عطا فرمائی، اور جس توجہ اور دلچسپی سے نفیس نفیس لکھنؤ میں آکر اسکا معائنہ فرمایا اسے شکریہ کی تحریک شیخ عبدالقادر صاحب پیرسٹریٹ لاہور نے کی، اور ایک مختصر تقریر میں بیان فرمایا کہ اس سال ہر ہائس نے قومی ملی اور مذہبی ضروریات کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے، وہ قوم کے لیے ایک مبارک فال اور قابل شکر گزاری ہے، مولوی محمد عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اسکی تائید میں ایک مختصر تقریر کی اور تجویز بھی باتفاق پاس ہوئی اور شکر گزاری کے تار روانہ کیے گئے، لیکن یہ تجویزیں ایسی تھیں، جنکو صرف ندوۃ العلماء کے قیام اور بقا سے تعلق تھا، اسکے بعد ایک ایسی اہم اور ضروری تجویز پیش ہوئی، جس پر تمام ملک کا امن و انتظام موقوف ہو، یعنی اُن باغیانہ افعال سے انکار و نفرت کا زور لینا پیش ہوا جسکے آثار بجا ملک میں پائے جاتے ہیں، چنانچہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس تجویز کی تحریک کرتے وقت ایک پر مغز تقریر فرمائی، جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اسلام نے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کے متعلق کیا تعلیم دی ہے، اور اسکے متعلق ہمیشہ مسلمانوں کا کیا طرز عمل رہا۔ چنانچہ انکی تقریر کا خلاصہ یہ

تقریر

جناب شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

حضرات! یہ رزیوشن ایک پولیٹیکل حیثیت رکھتا ہے اور اس حیثیت سے وہ مذہب کے دائرہ سے الگ ہے کیونکہ مذہب کا اول اصول یہ ہے کہ وہ کسی سیاسی معاملے سے کچھ تعلق نہیں رکھتا لیکن اسکا ایک اور پہلو بھی ہے یعنی مذہبی، اور میں اسی پہلو سے اسکو آپکے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

حضرات! آپکو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ شعار رہا ہے کہ وہ اپنے فرمانروائے وقت کے گودہ کسی مذہب کا ہو، مطیع اور مخلص رہے ہیں، اور چونکہ خود انحضرتؐ کے طرز عمل سے انکی شہادت ملتی ہے، اسلئے وہ وحقیقت ایک مذہبی مسئلہ کہا جاسکتا ہے، انحضرتؐ کے ابتدائی بعثت میں جبکہ مکہ کے لوگوں نے انحضرتؐ کے پیروں کا رہنا مکہ میں مشکل کر دیا تھا، اور طرح طرح سے انکو تکلیفیں دیتے تھے انحضرتؐ نے اپنے جان نثاروں کو ہدایت فرمائی کہ وجہتہ کو چلے جائیں جہاں کا بادشاہ ایک عادل نصرانی بادشاہ تھا، اس ہدایت کے موافق صحابہ کا ایک گروہ کثیر حبشہ کو چلا گیا اور بادشاہ حبشہ نے انکو اپنے سایہ عاطفت میں رہنے کی اجازت دی، اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں حبشہ پر کسی دشمن نے چڑھائی کی اور بادشاہ کو انکے مقابلہ کے لیے فوجیں بھیجی پڑیں، صحابہ نے یہ خبر سنکر خاص اپنا ایک قاصد بھیجا اور کہا کہ ہم کو وہاں سے جا کر اطلاع دو، اگر اعانت اور مدد کی ضرورت ہو تو ہم بھی اگر بادشاہ کی طرف سے دشمنوں سے لڑینگے،

صحابہ ہر نماز کے بعد، بادشاہ حبشہ کی فتح کی بھی دعائیں مانگتے تھے،

تاتاریوں کے زمانہ میں ملک کا پڑا حصہ تاتاریوں کے قبضہ میں آ گیا، اس وقت مسلمانوں نے انکی زیرِ حکومت نہایت وفاداری ظاہر کی یہاں تک کہ پایہ تخت کے بڑے بڑے عہدے مسلمانوں ہی کو ملتے تھے چنانچہ محقق طوسی ہلاکو کے وزیر اعظم تھے اور خواجہ شمس الدین، کو تاتاریوں کے دربار میں وہ رسوخ حاصل تھا کہ سیاہ و سفید انکی کے ہاتھ میں تھا۔

سسلی کا جزیرہ جب راجہ نے فتح کر لیا تو اس وقت بھی مسلمان، اسی اصول پر قائم رہے اور اسکا یہ نتیجہ تھا کہ جب علامہ بن حیر نے سسلی کا سفر کیا تو دیکھا کہ یہ عیسائی بادشاہ سب سے زیادہ مسلمانوں ہی پر اعتماد رکھتا ہو، یہاں تک کہ اسکے کھانے کے کھنم اور میرخوان مسلمان کھتے،

ان واقعات سے آپکو معلوم ہو گا کہ بادشاہ وقت کا وفادار ہونا مسلمانوں کا ایک مذہبی شعار ہو جسپر ابتدا سے آج تک عمل ہوتا آیا ہو اسلئے میں تحریک کرتا ہوں کہ یہ زیورِ کشور منظور کیا جاوے،

اسکے بعد مولوی اسید صاحب امام جامع مسجد دہلی، مولوی خلیل الرحمان صاحب رئیس سہارنپور، مولوی سیح الزماں صاحب رئیس شاہجہانپور نے اسکی تائید میں مختصر تقریریں کیں، اور مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کو ان افعال اور خیالات سے علمدہ رہنے کی نصیحت کی، چنانچہ نہایت جوش کیساتھ باتفاق عام یہ تجویز منظور کی گئی، اور ہرگز آؤ لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں تار کے ذریعے سے اس کی اطلاع دی گئی،

گذشتہ جلسے کی کارروائی میں لکھا ہوا چکایہ کہ پہلے روز پروگرام میں رپورٹ دار العلوم کے پیش کرنے کی تجویز درج کی گئی تھی، لیکن چند مصلحتوں کے لحاظ سے اس روز شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے رپورٹ پیش کرنے کے بجائے مقاصدِ نذوۃ العلماء پر تقریر کی، اور رپورٹ کل کے لیے اُٹھا رکھی گئی، اس بنا پر مولانا نے موصوف نے

دارالعلوم کی رپورٹ آج پیش کی، رپورٹ کے پیش کرنے سے پہلے مولانا نے موضوع نے دارالعلوم کی خصوصیات پر ایک مختصر تقریر کی، لیکن چونکہ وہ تمام خصوصیات خود رپورٹ میں نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں اس بنا پر ہم اس تقریر کے بجائے اس موقع پر اس رپورٹ کو درج کرتے ہیں،

رپورٹ دارالعلوم ندوۃ العلماء

بابت

۱۳۲۵ھ و ۱۳۲۶ھ و ۱۳۲۷ھ

مطابق

۱۹۰۶ء و ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالعلوم کی ضرورت

دارالعلوم کے متعلق سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ملک میں عربی اور لکڑی دونوں قسم کی تعلیم کے سیکڑوں مدرسے موجود ہیں، انکے ہوتے ہوئے کسی جدید مدرسے کے لیے اس قدر اہتمام اور جدوجہد کی کیا ضرورت ہے،

اس سوال کے جواب کے لیے ہر قوم کی موجودہ حالت پر نظر ڈالنی چاہئے، یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں کی قومیت، نسل، یا ملک، کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ انکی قومیت صرف مذہب ہے، کوئی شخص گو وہ کسی نسل کسی خاندان کسی ملک کا ہو جب اسلام قبول کر لیتا ہے تو فوراً مسلمان بنی قوم میں شامل ہو جاتا ہے اور اسکو تمام وہ حقوق حاصل ہوجاتے ہیں جو خلیفہ اسلام یا امیر المؤمنین

حاصل میں اس بنا پر، اگر کمو مسلمانوں کی بقا کی کوشش کرنا ہی تو سب سے پہلے اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ انکا مذہب قائم رہے،

مذہبی حالت، مذہبی احکام، مذہبی تبلیغ کے قائم رکھنے کے لیے تقسیم عمل کے اصول کے موافق ابتدا ہی سے ایک گروہ مخصوص ہو گیا تھا جسکے متعلق خاص یہ خدمت تھی اور وہ علما کے نام سے موسوم تھا لیکن چونکہ اختلاف حالات کے لحاظ سے ملک اور قوم کی حالت میں تغیر ہوتا رہتا تھا، ایسے علما کے فرائض اور انکی توفیق اور رہنمائی کے طریقے بھی بدلتے رہتے تھے۔ مثلاً پہلی صدی میں علما کے لیے صرف تفسیر حدیث فقہ سے واقف ہونا ضرور تھا، لیکن دوسری صدی میں جب یونانی علوم و فنون کا ترجمہ ہوا، اوفلسفہ کے اثر سے عقائد میں تزلزل آنے لگا تو فلسفہ کا سکینا، اور اُسکے غلط مسائل کا باطل کرنا اور صحیح مسائل کا شریعت سے تطبیق دینا، یہ باتیں بھی علما کے فرائض میں داخل ہو گئیں اور اسی بنا پر متمکلیں کا گروہ پیدا ہو گیا۔

یہ ظاہر اور بدیہی ہے کہ آج ہندوستان میں موجودہ سلطنت اور موجودہ یورپین علوم و فنون کے اثر سے قوم کے خیالات میں، معلومات میں، مذاق میں، میلان طبع میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا ہے اسی حالت میں کیا وہ علما، قوم کی رہبری، اور ان پر مذہبی حکومت کر سکتے ہیں جو آج کل کے علوم، آج کل کی تحقیقات، آج کل کے حالات سے محض نا آشنا ہوں، آج تمام ہندوستان میں جو عربی مدارس قائم ہیں، کیا ان میں موجودہ حالات، اور موجودہ ضرورتوں کا ذرہ بھر بھی لحاظ رکھا گیا ہے؟ قوم وہ تیار ہو رہی ہے، جو کاجوں میں اپنی آنکھ سے پانی کو دو جزوں میں تحلیل ہوتے دیکھتی ہے، یعنی پانی کے دو جزر الگ الگ کر دیے جاتے ہیں، جو لطیف گیس بن جاتے ہیں، اور پھر دونوں کے ملا دینے سے پانی بن جاتا ہے، اور ہمارے مدرسوں میں اب تک یہی پڑھایا جاتا ہے، کہ پانی بسیط ہے اس میں کسی طرح اجزاء کی تحلیل نہیں ہو سکتی، اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ گروہ

(اور یہی گروہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور بڑھتا جائیگا) علما کا اثر بالکل جاتا رہا، اور محض نامکن ہو گیا، یہ کہ قدیم علما، ان نئے پڑھے ہوئے جنوں کو قابو میں لاسکیں،
 ان حالات کی بنا پر چند روشنفکر علما نے ایک مجلس قائم کی جس کا نام ندوہ رکھا
 اور جس کا اہلی مقصد اسی شکل کا حل کرنا تھا، رفتہ رفتہ اس مجلس نے اپنے مقاصد میں توسیع
 کی، یعنی دارالافتاء، اور اشاعت اسلام وغیرہ بھی اس میں داخل کر لیے، تین برس تک
 ندوہ کے اجلاس بڑے زور شور سے ہوتے رہے، لیکن اصل مقصد کا ایک قدم
 بھی آگے نہیں بڑھا اور نہ بڑھ سکتا تھا، اصل مسئلہ نصاب تعلیم کی اصلاح تھا، یعنی عربی
 کا جو نصاب زیر درس ہے، اس میں ضروریات حال کے لحاظ سے ترمیم اور اضافہ کیا جائے
 یہ مسئلہ جب اجلاسوں میں پیش ہوتا تھا، توجہ دہانچہ خیال علما، اس کی ضرورت پر پُر زور تقریریں
 کرتے تھے، لیکن علمی کام جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے یعنی مدارس عربیہ کے متعلمین اور مدرسین
 وہ ایک ذرہ تغیر و تبدل گوارا نہیں کرتے تھے، ندوہ کا ایک اور مقصد، رفع نزاع تھا یعنی
 مسلمانوں کے مختلف فرقوں مثلاً شیعہ سنی، متقلدین، غیر متقلدین، وغیرہ میں جو رات
 دن جنگ و جدل ہوتی ہے، اور عدالت فوجداری تک نوبت آتی ہے، اس کی اصلاح کی
 تدبیر کی جائے جس کا یہ طریقہ ہے کہ عقائد اور مسائل کے اظہار اور مناظرہ کی کتابوں میں لہجہ
 طعن، سب و شتم، تکفیر و تفسیق، سے کام نہ لیا جائے بلکہ وَجَادَ لَهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
 کا لحاظ رکھا جائے۔ لیکن اس مقصد میں بھی کامیابی نہیں ہوئی ارکان ندوہ نے جب اس پر
 غور کیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ قدیم طریقے کے موافق تعلیم پا چکے ہیں وہ کبھی جدید نصاب پر
 راضی نہیں ہو سکتے اس لیے جن لوگوں نے قدیم طریقے پر ترمیم پائی ہے، وہ مذہبی جھگڑوں
 اور نزاعوں سے باز نہیں آ سکتے، ان کے نزدیک اپنے مخالف کی تکفیر اور تفسیق کرنا، مذہبی
 حرارت اور مذہبی جوش کی ضروری شرط ہے۔

اس بنا پر ارکان ندوہ نے خیال کیا کہ جب تک ندوہ اپنا خود ایک دارالعلوم قائم

کرے جس میں اسکا مجوزہ نصاب تسلیم پڑھایا جائے اور جس میں خاص طریقہ پر تربیت دیجائے
اس وقت تک کسی مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی، اس خیال کے موافق ۱۳۹۵ھ میں مجوزہ
دارالعلوم کا ایک خاکہ (پروپوزیشن) تیار کر کے ملک میں شائع کیا گیا اور علماء و فضلا سے رائے
طلب کی گئیں، تمام علماء نے اس سے اتفاق کیا اور تجزیہ رائیں بھیجیں، چنانچہ وہ سب
رائیں ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہو چکی ہیں، اشوال ۱۳۹۵ھ میں جسکو آج چودھوا
سال ہے، یہ سب رائیں نذرۃ العلل کے سالانہ اجلاس مقام بریلی میں پیش کی گئیں، اور علماء
کی زبانی تقریروں کے بعد مولانا مفتی مولوی محمد لطف اللہ صاحب نے اس کی منظوری کا
اعلان عام دیا،

۱۳۹۶ھ میں مقام کان پور ندوہ کے اجلاس پنجم میں یہ تجویز منظور ہوئی کہ بالفعل
دارالعلوم کی ابتدائی شاخ بمقام لکھنؤ کھول دیجائے، خان بہادر منشی اہلہ علی صاحب مرحوم
اور منشی احتشام علی صاحب نے فیاض دلی سے نوہزار دو سو روپیہ پر ایک مکان خرید
کر کے اس شرط پر ندوہ کو دیا کہ دارالعلوم اس میں کھولا جائے، اور جب ندوہ یہ رقم
ادا کر دے تو مکان اسکی ملک ہو جائیگا۔ چنانچہ کئی سال کے بعد ندوہ کے سردار سے
وہ رقم ادا کر دی گئی اور اب یہ مکان ندوہ کی ملک ہے،

جلانہ نظامیہ مورخہ ۹ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۳۹۷ھ میں دارالعلوم
کا ابتدائی درجہ اس مکان میں کھولا گیا، افتتاح کی رسم پڑے سرداران سے عمل میں
آئی، ہندوستانی اکابر کے علاوہ مسٹر ہارڈی صاحب کمشنر اور مسٹر گرے صاحب
ڈپٹی کمشنر بھی شریک جلسہ تھے،

درجہ ابتدائی

درجہ ابتدائی جو پہلے پہل قائم کیا گیا، اسکی تعلیم کی مدت ۳ سال قرار دی گئی
جسکا مقصد یہ تھا کہ عربی زبان اور مذہبی مسائل سے ضروری حد تک واقفیت حاصل

ہو جائے اس بنا پر اس درجہ میں، ہر فن کی مختصر اور ضروری کتابیں رکھی گئیں،

درجہ متوسط

یہ درجہ قدیم درس نظامیہ کا قائم مقام ہے ۱۳۱۹ھ میں اسکا افتتاح ہوا، اس درجہ میں تعلیم پانے سے طالب العلم کو عالم کی سند ملتی ہے،

درجہ تکمیل

یہ درجہ فضیلت کا درجہ ہے جیسا کہ انگریزی میں ایم اے کا ہوتا ہے یعنی طالب العلم خاص ایک فن کی تمام اعلیٰ درجہ کی کتابوں کی تعلیم پاتا ہے اور اس میں مہارت حاصل کرتا ہے، اس کی مدت تعلیم دو برس ہے، یہ درجہ سال حال میں قائم کیا گیا ہے اور اس کی تفصیلی کیفیت آگے آتی ہے،

اصلاح نصاب

دارالعلوم کے قائم کرنے کا اصلی مقصد طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم میں اصلاح کرنا تھا۔ قدیم نصاب تعلیم میں جو ذرایاں ہیں انکی تفصیل یہ ہے،

(۱) جو علوم، مقصود اصلی میں انکی بہت کم کتابیں درس میں ہیں، اور جو علوم بالواسطہ مقصود ہیں ان میں کثرت سے کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، مثلاً نحو و صرف کی غرض، علم ادب اور عربیت کی تکمیل ہے لیکن جس قدر وقت، نحو و صرف پر صرف کیا جاتا ہے خود علم ادب پر نہیں کیا جاتا، اسی طرح اور فنون کا حال ہے،

(۲) منطق و فلسفہ کی کتابیں اس قدر کثرت سے درس میں ہیں کہ تفسیر حدیث فقہ - اصول فقہ - ان تمام علوم کی مجموعی کتابیں بھی ملکر، لحد اذیں انکے برابر نہیں ہو سکتیں،

(۳) اکثر کتابیں اس قسم کی ہیں جن میں غلط بحث ہے۔ مثلاً حمد اللہ - میرزا ہد - ملا سکن قاضی وغیرہ منطق کے فن میں ہیں۔ لیکن ان میں فلسفہ کے مسائل نہایت کثرت

سے بھر دیے ہیں جبکہ یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ طالب العلم اصل فن سے محروم ہوتا ہے۔ ان کتابوں کو پڑھ کر فلسفہ آجائے تو آجائے، لیکن خالص منطق نہیں سیکھتی،

(۴) فن تفسیر اس قدر عظیم الشان اور متم بالشان فن ہے لیکن اس میں صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین اور بیضاوی، جلالین کے اختصار کا یہ حال ہے کہ اسکے الفاظ کی لغت اور قرآن مجید کے الفاظ کے برابر ہے اور بیضاوی کے ۳۰ پاروں میں سے صرف ڈھائی پارہ درس میں ہیں،

(۵) علم عقائد سب سے زیادہ متم بالشان علم ہے۔ لیکن اس میں صرف شرح عقائد نسفی پڑھائی جاتی ہے جو بالکل معمولی درجہ کی کتاب ہے۔ شرح مواقف میں صرف امور عامہ کی بحث درس میں ہے جبکہ عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے،

(۶) اکثر کتابیں جو درس میں ہیں، ان میں مسائل کو اس طرح صاف اور متعین نہیں لکھا ہے کہ اصلی مسائل ذہن نشین ہو جائیں۔ رد و قبح۔ اعتراض و جواب، احتمالات و تعلیلات سے مسائل کو مغلط اور پرآگندہ کر دیا ہے، جس سے طالب العلم گویا ایک جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے،

(۷) علوم جدیدہ کی کوئی کتاب درس میں داخل نہیں،

(۸) انگریزی زبان درس میں داخل نہیں،

ان وجوہ کی بنا پر ندوہ نے ابتدا ہی سے اصلاح نصاب پر توجہ کی اور تمام علمائے ہندوستان سے مشورہ اور استصواب کیا گیا، چنانچہ ۲۱ مختلف نصاب پیش ہوئے جو چھاپ کر شائع کیے گئے، لیکن یہ تمام نصاب باہم نہایت مختلف تھے۔ جب ۱۳۲۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۰ء میں بمقام امت سر ایک جلسہ ہوا جس میں کابری علما شریک تھے، اس جلسہ میں چند اصولی مراتب طے ہوئے پر سوال ۱۳۲۱ء چوری مطابق جنوری ۱۹۰۸ء بمقام مدراس ایک جلسہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ اصول

طے شدہ کے موافق، ملا عبد القیوم، مولوی عبدالحی صاحب اور شبلی نعمانی، باہم ملکر ایک نصاب بنائیں چنانچہ وہ نصاب، رپورٹ کے آخر میں بطور ترمیمہ کے شامل ہو، اس نصاب کے خصوصیات حسب ذیل ہیں،

(۱) ادب اور فنِ بلاغت کے ساتھ زیادہ اُغتتا کیا گیا، مختصر المعانی کے علاوہ دلائل الامجاز، اعجاز القرآن باقلانی اور نقد الشعر درس میں داخل کی گئیں،
(۲) تفسیر مصیباوی کے ۵ پارے درس میں داخل کیے گئے، مصرع میں ایک نہایت مفید کتاب تالیف کی گئی ہے، جس کا نام صراطِ المستقیم ہے، اس میں قرآن مجید کی صرف وہ آیتیں جمع کر کے، انکی مختصر تفسیر لکھی ہے جو فقہ، کلام، اور اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں، اس سے خاص قرآن مجید کی منصوص، فقہ، کلام، اور اخلاق کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں، یہ کتاب بھی درس میں داخل کی گئی،

(۳) عقائد میں ابن رشد کی کشف الدولۃ اور اقتضا و امام غزالی داخل کی گئیں، لیکن اب اسکے بجائے امام رازی کے معالم فی اصول الدین درس میں ہے، جو اس سے زیادہ مفید ہے،

(۴) فلسفہ میں ہر یہ سعیدیہ، شرح حکمۃ العین، اور شرح حکمۃ الاشراق، داخل کی گئی اس اخیر کتاب میں اشراقیوں کا فلسفہ ہے جس کے متعلق درس قدیم میں کوئی کتاب داخل نہ تھی،

(۵) اسرار شریعت میں حجتہ اللہ البالغہ نصاب میں لکھی گئی،
(۶) فلسفہ جدیدہ میں دروس الاولیۃ رکھی گئی۔ یہ نہایت جامع اور مبسوط کتاب ہے، اور بیروت میں چھپی ہے۔

(۷) انگریزی زبان ضروری قرار دی گئی، چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئی ہے،
نصاب قدیم میں کسی تغیر اور اصلاح کا گوارا کرنا، لوگوں کو اس قدر شاق ہے کہ گویا

نصاب ۱۹۰۴ء میں منظور ہو چکا تھا لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا تھا، مدرسین وہی قدیم کتابیں پڑھاتے تھے، یہاں تک کہ جب سکریٹری دارالعلوم نے حیدرآباد سے آکر ندوہ میں قیام کیا، اور جبر یہ حکم دیا تب جا کر اس کی تعلیم جاری ہوئی، اس پر بھی بعض مدرسین، خارج شدہ کتابیں پڑھایا کرتے تھے، جسکو بڑی سختی سے روکا گیا،

اس سلسلہ میں یہ بات ضروری طور سے بیان کرنے کے قابل ہے کہ علوم جدیدہ کی تعلیم کا اب تک کوئی معقول بندوبست نہیں ہوا،

علوم جدیدہ کی کتابیں اگرچہ بقدر ضرورت عربی میں موجود ہیں لیکن ہمارے علماء اُن کے پڑھنے سے گویا عاجز ہیں، اور انگریزی داں، عربی نہیں جانتے، نہ علمی اصطلاحات عربی الفاظ میں ادا کر سکتے ہیں، اسکا علاج بظاہر صرف یہ نظر آتا ہے کہ مصر سے کوئی شخص بلوایا جائے یا اسوقت کا انتظار کیا جائے کہ خود ندوہ سے ایسے علمائے تیار ہو کر نکلیں جو عربی کے ساتھ انگریزی جانتے ہوں اور علوم جدیدہ کے الفاظ اور مصطلحات کو عربی میں بدل سکیں،

تعلیم انگریزی

ندوہ کا اہم المقاصد، ایسے علمائے تیار کرنا ہے جو عربی اور انگریزی دونوں باتوں کے ماہروں اس بنا پر شوال ۱۳۱۸ھ کے جلسہ انتظامیہ میں یہ رزلویشن منظور ہوا کہ انگریزی زبان بطور زبان ثانی کے، درس میں داخل کی جائے، یہ رزلویشن اگرچہ چند ارکان کی موجودگی میں منظور ہو گیا لیکن بعض معزز ارکان نے سخت مخالفت کی، یہاں تک کہ اگر انگریزی زبان جاری کی گئی تو وہ دارالعلوم کو توڑ دینگے، تاہم استقلال کے ساتھ اس مخالفت کا مقابلہ کیا گیا، اور ربیع الاول ۱۳۱۹ھ میں انگریزی زبان جاری کر دی گئی لیکن اب ایک مدت تک محض برائے نام رہی جسے ماہور کا ایک ماسٹر تھا، اس سیکڑوں لڑکوں میں سے چار پانچ، وہ بھی ذرا دیر کے لیے انگریزی

پڑھ لیتے تھے، سکرٹری دارالعلوم نے جب ندوہ میں آکر قیام کیا، تو اس طرح اس
توجہ کی، جلسہ انتظامیہ میں یہ تجویز منظور کرائی کہ انگریزی زبان، ہر لڑکے کے لیے لازمی
قرار دی جائے۔ صفر ۱۳۲۳ھ میں، مولوی ظہور احمد صاحب نے اس غرض سے
ارکان مجلس دارالعلوم میں منتخب ہوئے کہ انگریزی شاخ کی نگرانی انکے ذمہ قرار
دی جائے،

ایک بڑی بے ترتیبی یہ چلی آتی تھی کہ اکثر طلباء عربی میں متحدہ الجماعت تھے اور
انگریزی میں مختلف الجماعت ہو جاتے تھے کیونکہ اکثر لڑکے ایسے داخل ہوتے
تھے جنہوں نے عربی کی کس قدر تعلیم اور مدارس میں پہلے حاصل کر لی تھی لیکن انگریزی
میں دارالعلوم میں آکر شروع کی تھی، اسکا یہ نتیجہ تھا کہ ایک ماسٹر کو ایک ہی گھنٹہ میں
مختلف جماعتوں کو پڑانا ہوتا تھا اور اس طرح ہر جماعت کی تعلیم ادھوری رہ جاتی تھی
یہ خرابی اب سال حال میں جا کر رفع ہوئی جب گورنمنٹ ان ایڈ کے ذریعہ
سے جدید اسٹاف کا قیام ہوا، جدید ہیڈ ماسٹر صاحب نے، حسب ذیل انتظام کیا،
(۱) چونکہ ابتدائی درجوں میں اکثر لڑکے اپنے درجے کے مطابق استعداد رکھتے
تھے اور مقررہ کورس میں سب متحد تھے، اس لیے ان میں کوئی تغیر کرنا نہیں پڑا، بجز چند
لڑکوں میں جو حال میں آئے تھے، جنکا انتظام علیحدہ کر دیا گیا۔

(۲) پانچ ادپرے کے درجن کے اوقات تعلیم ایک کر دیے گئے یعنی ۱۰ بجے سے پونے
بارہ تک اور ایک ایک کتاب ایک ایک معلم کے سپرد کی گئی، جو طالب العلم جس کتاب
کی استعداد رکھتا تھا (بلحاظ ترتیب درجہ عربی) اس کتاب کے معلم کے سپرد کر دیا گیا
اس طرح تمام طلباء چند ڈیزین میں تقسیم ہو کر، متحدہ الجماعت ہو گئے۔

انگریزی اور حساب کا جو نصاب دارالعلوم میں جاری ہو رہا ہے اس کے آخر میں
شامل ہے،

گورنمنٹ کی اعانت اور جدت پر توجہ

وآرا العلوم میں چونکہ مذہبی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی داخل ہو، اسلئے خاص اس شخص کی وسعت اور ترقی کے لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ گورنمنٹ کے اس عطیہ کو قبول کیا جائے جو گورنمنٹ عموماً دنیوی تعلیم کے متعلق، اور مدارس اور کتاب کو دیتی ہے چنانچہ ۱۸۹۷ء میں اسکے متعلق افسران سرشتہ تعلیم سے خط و کتابت شروع ہوئی، اور انھوں نے مدد دینے کا ارادہ ظاہر کیا، ارکان مذہب نے مراسلات میں یہ ظاہر کر دیا کہ ہکو یہ اعانت اس شرط پر منظور ہو کہ ہماری طرز تعلیم - اور اصول اور نصاب تعلیم میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی خواہش نہ ظاہر کی جائے چنانچہ اس اصول کے موافق، ۱۸۹۷ء میں پانچواں کا عطیہ گورنمنٹ نے منظور کیا، چونکہ بعض مخالفوں نے عوام میں میسجور کرنا چاہا کہ اس اعانت کے لینے سے ہماری آزادی جاتی رہیگی، اور ہم اس طرز تعلیم کے پابند ہو جائیگے جو اور انگریزی مدارس میں جاری ہے، اسلئے ہم ڈائری صاحب تعلیمات کے مراسلہ کا ترجمہ ایچندہ اس مقام پر درج کرتے ہیں -

نقل حال گورنمنٹ نمبر ۹۷۷-۱۵ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۷ء

از طرف سی ایس بی کینڈال اسکوائر آئی۔سی۔ ایس۔ انڈر سکرٹری
گورنمنٹ ممالک متحدہ (ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ)

بنام ڈائریکٹر آف (پی بی ایل ک) انٹرکشن ممالک متحدہ الہ آباد
بجواب آپ کے مراسلہ نمبر آف (۲۴۸) ۲-۱۷ مورخہ ۲۸-۱۰ اکتوبر ۱۸۹۷ء
کے مجھکو ہدایت کی گئی ہے کہ مذکورہ العلما لکھنؤ کو بطور گرانٹ ان ایڈ کے
خاتمہ ماہوار کے دیے جانے کی اطلاع دوں۔ یہ رقم اس غرض سے دی جاتی
ہے کہ کمیٹی انتظامیہ، انگریزی اور ریاضی کی تعلیم مناسب کا انتظام کر سکے اور

جدید عربی کے لیے ایک لائٹ پروفیسر اور ایک موزوں پرنسپل کی خدمت
 حاصل کر سکے، کیٹی کو یہ امر اچھی طرح سمجھا دینا چاہئے کہ یہ مہمخص دنیاوی
 تعلیم کے لیے ویجاتی ہو اور یہ کہ مذہبی اور دنیوی تعلیم میں ایک حد فاصل
 قائم کر دینی چاہئے، اور نیز دنیاوی تعلیم کا محکمہ تعلیم کی جانب سے معاونت
 ہو سکیگا۔

اس مدد کے اخراجات مالی سال ۱۹۰۸ء کے اس بجٹ سے دیے جائیں
 جو محکمہ کر بٹ میں ہو،

دفتر انسپکٹر اسکول حلقہ لکھنؤ

نمبر ۲۹۹ - بابت ۱۹۰۸ء

لکھنؤ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۸ء

نقل سیکریٹری دارالعلوم اسکول لکھنؤ کے پاس بغرض اطلاع بھیجی گئی
 (منتظر) ہیڈ کلرک

از جانب اے اے امی - رچرڈ سن - ایم آئی

انسپکٹر اسکول حلقہ لکھنؤ

اس تحریر سے صاف ظاہر ہو کہ گورنمنٹ نے ہماری مذہبی تعلیم میں کسی قسم کی دخل
 نہیں کی ہو، اور اپنی مدد انگریزی اور ریاضی پر محدود رکھی ہو اور صاف بتا دیا ہے کہ اس عطیہ
 کے استعمال کے لیے دنیوی اور دینی تعلیم میں حد فاصل قائم کر دیا جائے،

گورنمنٹ کے اس عطیہ سے، دنیوی تعلیم کی شاخ مستحکم اور مضبوط ہو گئی، دو جدید
 انگریزی کے ماسٹر مقرر کیے گئے جن میں قاضی محمد حسین، ایم اے، اور لارڈن ایٹانک
 سوسائٹی کے ممبر ہیں اور سید آفر حسین، جو سیکرٹری ہیں ایک قابل بی اے ہیں
 ان دونوں صاحبوں کے علاوہ دو اور ماسٹر ہیں جو انٹرنس کی بیعت رکھتے ہیں۔ جس سے

انتظام سے اس بات کا اطمینان ہو گیا کہ جو لڑکے دارالعلوم میں ابتدا سے تعلیم پائیں گے وہ آٹھ برس میں درجہ مولویت کیساتھ انگریزی میں انٹرنس کی بیعت حاصل کر لیں گے، اور جب وہ درجہ تکمیل میں، دو برس تک اور صرف انگریزی پڑھیں گے تو زبان دانی میں قابل گریجویشن کی برابری کر سکیں گے، اور اسوقت انگریزی زبان میں تبلیغ اسلام کی خدمت بخوبی انجام دے سکیں گے،

درجہ تکمیل

یہ درجہ حقیقت میں، ندوہ کا حاصل زندگی ہے۔ اسوقت تک تمام ہندوستان میں طریقہ تعلیم یہ ہے کہ ایک نصاب معین جس میں تمام علوم و فنون اوسط درجہ تک پڑھائے جاتے ہیں، سب پڑھتے ہیں اور مولوی کی سند حاصل کر لیتے ہیں، لیکن اس کے بعد کوئی شخص کسی ایک خاص فن کو لیکر اسکی تحصیل اس طرح نہیں کرتا کہ اس فن کا کامل نجلے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک شخص ہی کسی ایک فن کا کامل نہیں، اتفاق سے مدت کے درس و تدریس کے بعد کوئی شخص کسی فن میں ممتاز ہو جائے، تو یہ ایک شان و وقیعہ ہے، اس بنا پر دارالعلوم ندوہ کی تجویز میں ابتدا ہی سے تکمیل کا درجہ رکھا گیا تھا لیکن آمدنی کی کمی سے اسکا انتظام نہیں ہو سکا تھا۔

جلسہ انتظامیہ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۹ء میں یہ طے پایا کہ سر دست علم کلام اور علم ادب کا درجہ تکمیل کھول دیا جائے اور ایک کمیٹی منتخب ہو، جو اس درجہ کا نصاب تعلیم مقرر کرے چنانچہ کمیٹی مذکور نے نصاب تجویز کر کے تمام ہندوستان کے علما کے پاس بھیجا۔ اکثر علما نے رائیں بھیجیں۔ مجلس دارالعلوم منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۰۹ء میں ان تمام آراء کے ایشمال اور اقتباس سے حسب ذیل نصاب مقرر کیا گیا۔

علم کلام

- شرح مقاصد علامہ تفتازانی
 کتاب الصفات امام مہدی
 متاع امام غزالی وابن رشد
 رسائل اربعہ امام غزالی
 بحث عصمت انبیاء اذ مل وغل علامہ ابن حزم
 تلخیص المقال وکشف اللادۃ ابن رشد
 حلیۃ فکر
 کتب آریہ مثلاً ستیارتھ پرکاش
 اخبار الحق
 کتاب الروح ابن الیقیم

علم ادب

- دیوان امر القیس، ونابعہ ذبیانی، وعلقمۃ الخمل وعودۃ بن الورد وفرزوق
 کتاب الصنائع ابو بلال عسکری -
 اسرار البلاغۃ بعد القامہ حریجانی
 موارنہ ابی تمام و بختری
 عقد الفرید
 مشق نظم و نثر

برائے مطالعہ

یہ درجہ اب کمول دیا گیا ہے اور اسکی تعلیم جاری ہے، علم ادب کی تعلیم کے لیے علاوہ اور

دریں کے مولوی شیخ محمد صاحب عرب مقرر کیے گئے ہیں جو اہل زبان ہیں،
 درجہ تکمیل خالص انگریزی کے لیے۔ اُس وقت کھولا جائیگا جب مذہ کے ابتدائی
 تعلیم یافتہ طلباء اس درجہ میں آجائینگے۔ ان طلباء کو انٹرنس تک تو انگریزی پہلے ہی سے
 آتی ہوگی درجہ تکمیل میں جب صرف انگریزی لینگے تو انگریزی میں اعلیٰ درجہ تک کی
 یافت حاصل کر سکیں گے،

تربیت

تعلیم سے بہت زیادہ ضرورت تربیت کی ہے، مخالفوں کو قدیم تعلیم پر کتنے حسینی اور مسات
 کا جو موقع ملتا ہے اس کی وجہ صرف تربیت کی خرابی ہے،
 تمام ہندوستان میں غلامیہ نظر آتا ہے کہ مولویوں میں ہمیشہ معمولی مسائل کے
 متعلق جو مخالفت ہوتی ہے، وہ کن ناگوار طریقوں سے ظاہر ہوتی ہے، تحریروں میں لعن
 و طعن، سب و شتم، بدذہابی، سخت گوئی، کی نوبت آتی ہے۔ دوچار عالم بھی متفق ہو کر کسی
 کام کو انجام نہیں دے سکتے، اور اگر کسی کام میں شریک ہوں تو فوراً ہم اختلاف
 پیدا ہو جاتا ہے، ہر عالم دوسرے عالم کا ذکر کرتا ہے تو اس طرح کرتا ہے کہ اپنا نقیض
 اور دوسرے کی کم مانگی ثابت ہو، معاش کا طریقہ بخیر زندگی و نیاز کے جو در حقیقت ایک
 قسم کی دیوڑھ گری ہے۔ انکے خیال میں نہیں آ سکتا۔ یہ تمام باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟
 صرف اس وجہ سے کہ تربیت کا طریقہ نہایت خراب ہے۔ طلباء کے خرد و نوش کا عموماً یہ
 انتظام ہے کہ کسی کے یہاں انکا کھانا مقرر ہو جاتا ہے، دونوں وقت طالب العلم وہاں
 جا کر غیر دہکی طرح کھانا کھاتے ہیں، بعض مدارس میں دارالافتاء کا انتظام ہے لیکن
 اس طرح کہ مدرسہ سے باہر نان یا پونکی دکائیں قائم کر دی گئیں، طلباء کھانے کے وقت
 نان بائی کی دکان پر کھانا کھاتے ہیں، جامع ازہر میں یہ طریقہ ہے کہ طلباء شکر پر درود پڑھ
 قہاریں بانہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایک شخص آکر انکو توزی روٹیاں تقسیم کر جاتا ہے

جبکہ وہ ہاتھوں سے محکم کر، عبا کی جیبوں میں رکھ لیتے ہیں، ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ اس طریقے سے طالب العلوم میں خود داری، عزت نفس، بلند خیالی، حمیت اور نحریت، کیونکہ بیدار ہو سکتی ہو،

اس بنا پر مذکورہ نے اس امر کی طرف خاص توجہ کی، دارالعلوم کے احاطہ ہی میں دارالافتاء (بورڈنگ) ہو تمام طلباء اس میں رہتے ہیں، طلباء و قسم کے میں مستطیع، اور غیر مستطیع، غیر مستطیعوں کے خورد و نوش کا تکفل دارالعلوم کے ذمہ ہے مستطیع اپنے پاس سے صرف کرتے ہیں، لیکن دونوں قسم کے طلباء ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں، اور غیر مستطیعوں کو بھی اسی قسم کا کھانا دیا جاتا ہے جو مستطیعوں کا ہوتا کھانا اساتذہ کی نگرانی میں کھلایا جاتا ہے تاکہ طلباء آداب طعام اور خوش سلیقگی کے عادی ہوں۔ ہم بجے کے بعد طلباء ورزش جسمانی فٹ بال وغیرہ میں مصروف ہوتے ہیں، اور اس وقت بھی کوئی نہ کوئی عمدہ دار مدرسہ موجود رہتا ہے تمام طلباء کو ہر بات میں خوش سلیقگی اور صفائی کی تاکید کی جاتی ہے، شب کو ایک مدرس طلباء کے کمروں میں گشت کرتا ہے کہ وہ اپنے کمروں میں موجود اور اپنے کام میں مصروف ہیں یا نہیں، پنجگانہ نماز تمام طلباء مسجد میں ادا کرتے ہیں اور مدرس اول سب کو خود ساتھ لیکر مسجد میں جاتے اور خود امامت کرتے ہیں۔ معتمد دارالعلوم اکثر اوقات طلباء کے مجمع میں خود داری، بلند خیالی، عالی چھلگی، پر خطہ (لکڑ) دیتا ہو،

اس موقع پر یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہو کہ دارالعلوم کا موجودہ مکان، ان اغراض کے لیے بالکل کافی نہیں اور اس لیے ہر کام میں سخت دقت ہوتی ہو سب سے مقدم یہ ہے کہ دارالعلوم کے لیے وسیع اور تمام ضروریات کے لیے کافی عمارت تیار ہو جائے،

انت

ایک خاص گھنٹہ، فتوے لکھنے کا مقرر ہو، اس میں مستعد طالب العلم کو فتوے لکھنا سکھایا جاتا ہے، یا ہر سے کوئی استفقتا آیا ہوا ہو، تو وہ در نہ خود سوال قائم کر کے طلباء کو دیے جاتے ہیں وہ کتب خانے میں ٹھیک کرکتا ہو انکی مر د سے فتوے لکھتے ہیں، اور اساتذہ کو اصلاح کے بلے دکھلاتے ہیں۔

مضمون نگاری

عربی خواں طلباء کی نسبت یہ عام شکایت ہو کر انکو مضمون نگاری اور انشاء پر ادرا نہیں آتی، تمام کتابوں کے پڑھ لینے کے بعد بھی عربی زبان کی دو سطریں لکھنی نہیں آتیں اس بنا پر طلبہ کو رد از عربی عبارت لکھنے کی مشق کرائی جاتی ہو، انکو اردو (زبان) کی کوئی عبارت دیدی جاتی ہو اور عربی میں ترجمہ کرایا جاتا ہے، اس طریقہ کا یہ نتیجہ ہو کہ مستعد طلباء ایسے تیار ہو گئے ہیں، جو نہایت شستہ عربی عبارت لکھ سکتے ہیں، اردو مضمون نگاری کی بھی تعلیم ہوتی ہو، اور مستعد طلباء ایسے موجود ہیں جو نہایت قابلیت کے گھٹا مضامین لکھ سکتے ہیں، چنانچہ انکے مضامین رسالہ الندوہ میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔

طلبہ کی تعداد

طلباء کی تعداد اور نوعیت، مختلف حیثیتوں سے قابل لحاظ ہو،

(۱) ہندوستان کے عربی مدارس میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں طلباء تعلیم پاتے ہیں لیکن بنگال سے کثیر تک ایک بھی ایسا مدرسہ نہیں ہو جس میں ایک طالب علم ہی ایب موجود ہو جو اپنے مصارف کا خود مشغول ہو، تمام طلباء خیراتی و فرائض یا مساجد وغیرہ کے محروم پڑ بسر کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ طلباء بھی جو درحقیقت صاحب مقدر ہیں، وہ بھی اسی عام طریقہ کے موافق بسر کرتے ہیں، بڑے بڑے مدارس میں نے بحشم خود

دیکھا کہ طلبہ گھروں سے جا کر، مٹی کے برتن میں کھانا مانگ لاتے تھے اور اپنے حجر وں میں لاکر کھاتے تھے، یہی طریقہ معاشرت تھا جسے اس گروہ میں، من حیث الالغلب، خود اداری، بندہ ممتی، ابشار نفسی کی صفیتیں معدوم کر دیں، اور اسی کا اثر یہ کہ عام مولوی، بجز خانگی زراعت اور ادنیٰ درجہ کی باتوں میں مصروف رہنے کے، کوئی بڑا کام، یا کوئی بڑا خیال نہیں پیدا کر سکتا اتفاق سے کوئی مثال اس کے خلاف نکل آئے تو وہ "النادر کا معدن" ہو۔

اس حالت سے یہ بھی بدگمانی پیدا ہوتی ہو کہ عربی تعلیم کا بیکار رہنا اس قدر مسلم ہو گیا ہے کہ بجز مفلسوں کے کوئی شخص اسکو گوارا نہیں کر سکتا اور جو لوگ تعلیم پاتے ہیں، وہ نیکو وظائف کے لالچ سے تعلیم پاتے ہیں۔

تمام ہندوستان میں صرف ندوہ کا دارالعلوم ایک ایسا مدرسہ ہے جس میں بے زیادہ ایسے لڑکے موجود ہیں اور روز بروز انکی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جو اپنے مصارف کے آپ تنگنفل ہیں، اور جو خیرات اور زکوٰۃ کی رقم کا لینا عار سمجھتے ہیں، (۲) ۱۵ طالب العلموں کے مصارف، مدرسہ کی طرف سے ادا کیے جاتے ہیں، لیکن انکی خوراک اور رہنے کے کمرے اور تمام چیزیں اس جمعیت سے مہیا کی جاتی ہیں جو جمعیت مقدسہ طلباء کے ہوتے ہیں، تاکہ ان میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز مراتب نہ پیدا ہونے پائے۔

(۳) متعدد طلباء دروازہ مقامات سے آئے ہیں، مثلاً رنگون پٹنار کو لکھنا پور کن، وغیرہ وغیرہ اور یہ سب وہ طلباء ہیں جو اپنا صرف خود برداشت کرتے ہیں، (۴) عربی خواں طلباء عموماً چالگام، اقصای بنگال، اور کابل وغیرہ کے ہوتے ہیں اور ان ممالک کے لوگ، علم سے بہت کم مناسبت رکھتے ہیں، یہی وجہ ہو کہ آج تک ان ممالک میں کوئی بڑا عالم پیدا نہیں ہوا، دارالعلوم ندوہ کی یہ خصوصیت ہو کہ اس میں ان ممالک کے طلباء مطلق نہیں ہیں بلکہ ہمارے ممالک مغربی و شمالی اور اطراف دہلی کے ہیں،

اور یہ مقامات مردم خیر ہونے میں ہمیشہ سے مشہور ہیں۔

(۵) ندوہ کے دور جدید سے طلباء کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے، ہشتاویں میں ۲۲ طالب العلم پورے یعنی مقیم مدرسہ تھے، ہشتاویں میں یہ تعداد ۶۲ تک پہنچی، اور سال ۱۹۲۰ء اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے لیکن اسوجہ سے اکثر طلباء کے لینے سے انکار کر دینا پڑتا ہے، کہ مکان موجودہ میں جگہ نہیں، خدا کرے کہ جدید عمارت جلد بنکر تیار ہو جائے تاکہ کسی کو محروم کرنا نہ پڑے، کتب خانہ قومی اور مذہبی ضروریات میں حضرت ایک قومی مدرسہ، ایک قومی کالج ایک قومی یونیورسٹی کی ضرورت ہے، اسقدر ایک قومی کتب خانہ اعظم کی بھی ضرورت ہے، اگر مسلمانوں کے مذہب مسلمانوں کے علوم، مسلمان کی قومی تاریخ کو زندہ رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ ایک ایسا کتب خانہ بنایا جائے جس میں علوم مذہبی کے متعلق نادر اور بیش بالافاضلہ موجود ہوں جس میں مسلمانوں کے خاص ایجاد کردہ علوم و فنون کا کافی سرمایہ ہو، جس میں ہر فن کے متعلق وہ تمام کتابیں موجود ہوں جو اس فن کے دور نثری کے مدارج ہیں جس میں قدما کے عہد کی نادر یادگاریں ہوں، اور ان سب باتوں کے ساتھ یہ کتب خانہ کسی کا ذاتی ہو، بلکہ وقف عام ہو، تاکہ تمام ہندوستان کے مسلمان، اور بالخصوص مصنفین اور اہل قلم اس سے فائدہ اٹھا سکیں،

یہ تجویز کہ ندوہ میں ایک دائرہ تالیف قائم کیا جائے جس کے ارکان کا کام صرف مطالعہ اور تصنیف و تالیف ہو، سطح یورپ میں اکاڈمیاں ہوتی ہیں، یہ بھی اس وقت پوری ہو سکتی ہے، جب ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کر دیا جائے۔

ندوہ کا موجودہ کتب خانہ گواہی ابتدائی حالت میں ہے، تاہم یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک عظیم الشان علمی عمارت کا خاکہ ہے، کتابوں کی مجموعی تعداد ۶۲۸۲ ہے، ہم اس کی تاریخ اور خصوصیات کو تفصیل سے لکھتے ہیں،

تاریخ کتب خانہ کی ابتدا ۱۱۱۱ھ/۱۷۹۹ء میں مولوی عبدالرافع خاں

صاحب نے اپنا کتب خانہ جس میں تین ہزار کتابیں تھیں، زندہ کے لئے عنایت فرمایا، اسکے بعد وقتاً فوقتاً اور بزرگوں نے اکثر کتابیں رحمت فرمائیں جن میں سے نواب عالمگیر خاں

نواب علی حسن خاں - مولوی سید عبدالغنی صاحب ملازم ریاست حیدر آباد، مولوی نجی حسن

مرحوم لکھنوی، سید حسن شاہ سروہنہ، مولوی شرف الدین صاحب حج بائیکورٹ کلکتہ، سید طفی

نبیرہ نواب صدیق الحسن خاں صاحب مرحوم کا نام خصوصیت کیساتھ ذکر کے قابل ہے۔

دائرة المعارف حیدر آباد نے بھی اپنی تمام مطبوعات عنایت کیں، سنہ ۱۲۸۷ھ میں نے اپنا کتب خانہ جو میری محنت اور تلاش کا سرمایہ تھا، وقف کر دیا،

جن بزرگوں نے زیادہ تعداد میں کتابیں وقف کیں، یہ عنایت فرمائیں، ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:-

۱	مولوی عبدالرافع خاں صاحب پٹی کلکتہ شاہ جہانپور
۲	مولوی محمد عظیم صاحب مرحوم پٹنہ
۳	مولوی عبدالغنی صاحب بھاری
۴	سید عبدالمد صاحب و حافظ سید خلیل الرحمن صاحب نصیر آبادی
۵	نواب احمد رضا خاں صاحب سکندر نواز گنج پٹنہ
۶	سید علی احمد صاحب زبیدی زمیں فرید آباد ضلع دہلی
۷	مولوی شرف الدین صاحب حج بائیکورٹ کلکتہ
۸	مولوی احسن الدین صاحب تائب
۹	سید رفیعی صاحب نبیرہ نواب صدیق الحسن خاں صاحب مرحوم

خصوصیات اس کتب خانہ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

(۱) اکثر علوم و فنون کے متعلق وہ تمام کتابیں موجود ہیں، جن پر اس فن کی بنیاد ہے اور جس نے اس فن کی ترقی کا الگ الگ دور قائم ہوئے، یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی چار کتابیں ہی، ان

ہزار کتابوں سے زیادہ اہم اور مفید ہیں جسے اصل فن پر کچھ اضافہ نہیں ہوتا جیسے کہ متناہجین کی تصنیفات ہیں، مثلاً منطق کی ابتدا ارسطو نے کی، بوعلی سینا نے اسکو پھیلا کر تفصیل سے لکھا، اور شرطیات کی بحث اضافہ کی، امام رازی نے بعض مسائل پر جرح اور نقض کی، ابن سلمان نے جامعیت کیساتھ اسکا اختصار کیا، شیخ الاشراق نے اس میں کچھ تصرفات کیے، محقق طوسی، اور قطب الدین رازی نے ارسطو کے مسائل کی حمایت کی اور اسکو زیادہ توضیح سے لکھا، ابن تیمیہ نے اکثر مسائل کا رد کیا، اور ایک ضخیم کتاب اسپر لکھی، متاخرین نے اصل فن پر کچھ اضافہ نہیں کیا بلکہ اس میں فلسفہ کے مسائل شامل کر دیے چنانچہ یہ تمام کتابیں ندوہ کے کتب خانہ میں موجود ہیں جنکے نام حسب ذیل ہیں،

نام کتاب	نام مصنف	قلی یا مطبوع
منطقیات شفا	بوعلی سینا	قلی
شرح حیوان الحکمتہ	امام رازی	"
بصائر النصیرۃ	ابن سلمان	مطبوعہ مصر
حکمت الاشراق مع شرح	شیخ شہاب الدین مقتول	مطبوعہ ایران نسخہ قلمی
محک النظر	امام غزالی	قلی
شرح منطقیات اشارات	محقق طوسی	
شرح مطالع مع میر	قطب الدین رازی	
رد منطق	علامہ ابن تیمیہ	

انکے سوا متاخرین کی تمام تصنیفات، جو آجکل درس تدریس میں داخل ہیں، وہ تمام ما موجود ہیں، لیکن انکے ذکر کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح فن ادب وغیرہ کی اکثر جو کتابیں مہات فن ہیں، موجود ہیں

(۲) اکثر علوم و فنون کی نا در اور کیاب کتابیں موجود ہیں، مثلاً

منطق و فلسفہ

نام کتاب	نام مصنف	فلمی یا مکتوبہ	کیفیت
رسال فارابی	ابونصر فارابی	فلمی	اس میں چار رسائل اس مجموعہ سے زائد ہیں جو یورپ میں چھپے ہیں۔
ہشت رسائل فارابی	"	مکتوبہ یورپ	
ترجمہ اثولوجیا	ارسطو	"	
نجات	یوحنا سینا	فلمی	
منطقیات شفا	"	"	قرینا پائسوفی کی کتاب ہے، جس میں فن شعر، اخلاق و جدل کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے،
شرح عیون الحکمة	امام رازی	"	
ایمانات	باقر و امام	"	
عین الحکمة	"	"	
شکل القطاع	محقق طلوسی	مکتوبہ یورپ	
ربط فلسفہ الہیہ و الاسلا	پروفیسر مکنک ذراہنی	"	یہ کتاب فرنیچ زبان میں ہے اور نہایت کیا ہے ہر مصنف نے اس میں بتایا ہے کہ پہلے مسلمانوں یہودیوں کی فلسفہ کیا، پھر یورپ میں پہلے مسلمان صغیروں کی کتاب ہے اور مرث اسی بحث پر ہے،
ادب			
خصائص	ابن جنی شاگرد متنبی	مکتوبہ	نہایت نایاب ہے، اور گویا فن و خواص کا فلسفہ ہے۔
ترجمہ بطور لقا ارسطو (یعنی فن خطابت)	ابن رشد	مکتوبہ	
کتب الایمان لبتیین	جاحظ	مکتوبہ	یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں سے ہر کتاب فن بلاغت کا ایک خاص دور ہے۔
نقد الشعر	ابن قدامہ	"	
کتاب الصنائع	ابو ہلال عسکری	"	
دلائل الاعجاز	عبد القادر الجرجانی	"	

نام کتاب	نام مصنف	تعلیمی یا مطبوع	کیفیت
اسرار البلاغۃ	عبد القاهر الجرجانی	مطبوع	یہ دو کتابیں ہیں جن میں سو ہر کتاب فن بلاغت کا ایک خاص دور ہے،
الایضاح	قرظونی صاحب المنہجین	قلمی	
مفتاح	سکالکی	مطبوع	
مثل السائر	ابن الاثیر		
دیوان بید بن بعلی	یہ صحابی تھے		
مع ترجمہ زبان عربین			
دیوان اوس بن حجر جالبی	اوس بن حجر سیر بن ابی سلیمان است و تہا۔		
دیوان حلیہ			
شرح دیوان سیر بن ابی سلیمان	علم ششمتری		
دیوان شغرائی شہ جالبی	امرا القیس و نابذ و غیرہ		
اشعار بیدین مع شرح	قبیلہ بنی ہذیل کے تمام		
	شعرا کا کلام و ابو سعید		
	سکری نے جمع کیا تھا		
مفضلیات صبی			خلیفہ منصور عباسی، ممدی کی تصانیف میں کے لئے علامہ صبی کی یہ مجموعہ اشعار مرتب کر دیتا۔
دیوان ابولواس	ابولواس		
دیوان ابن المعمر	جلد المعمر بن المعمر خلیفہ عباسی		
دیوان جریر معہ حل لغات			خوشخط اور سنایت قدیم نسخہ کی نقل ہے،
دیوان خطل			بہزاد کے عہد کا شاعر ہے۔
شرح معلمات	خطیب تبریزی شجاع		
نواور	ابو زید الفزاری المتوفی ۲۱۵ھ		

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
معربات	جوالیقی	اس نون کی سب سے پہلی تصنیف ہے
مفتاح العلوم	خوارزمی	علمائے قریبی نے اس کتاب کی نسبت جیوراثت اور انشاء کا نام دیا ہے
معربات و مولدات	پروفیسر وزی فرہانی	پروفیسر وزی نے پچاس برس کی محنت پر تین سو کتابوں پر اس
		ان مولدات کو جمع کیا اور ان کی معنی کے جوہر کی کتابوں میں لکھا
محاسن والا صدو	جا حفا	نہایت خوشنما نسخہ ہے
درة النواص	حریری	
تایخ		
طبقات ابن سعد، جلد	ابن سعد کاتب الواقدی	صحیح کے حالات میں جسد کتاب میں لکھی گئی ہے تمام اہل عرب کا
جزء تایخ بغداد	احمد بن ابی طاهر بغدادی	بغداد کی سب سے قدیم و تیسری صدی کے آغاز کی تصنیف ہے
جزء تایخ بغداد	خطیب بغدادی	
کتاب الاول	ابو بلال عسکری	نہایت نایاب کتاب ہے لیکن فوس پر بحث غلط نسخہ ہے
محاسن المساوی	بیہقی	بسیار ہی عظمت کا بیٹ ہے اسی زمانہ کے کائنات کی چندی
لغات الدولہ الباسیہ		تصویریں ہیں
کتاب فی فن الحرب	نامعلوم	فن جنگ پر ہے جو فوجی ترتیب و قواعد وغیرہ علی پوری لکھے ہیں
مدنیۃ العلوم	اریفقی	چھٹی صدی کی تصنیف ہے
تایخ الحکما	شہر زوری	کشف الظنون کا ماخذ ہے
خطوط و الآثار	مقربزی	نہایت کیا ہے
حسن التعلیم فی معرفۃ التعلیم	علامہ شبیری	چوتھی صدی میں خود منظر کے تمام مالک اسلامیہ نہایت مفصل اور
		علمی جزائیں لکھی ہیں

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
معجم مناقب الشافعی	علامہ ذہبی	امام شافعی کی سوانح نبوی و شخصیات خوشخط و
عقود الجمان	امام رازی	امام ابوحنیفہ کی سوانح غریبی
کتاب الفہرست	ابو الحسن و مشقی	
الفتح القفسی	ابن ندیم بغدادی	سلطان صلاح الدین کے حالات ہیں
تایخ سلجوقیہ	عماد کاتب	
کتاب الخراج	ابن قدامہ	

باقی مطبوعات مصر و برت و غیرہ مثلاً تایخ کامل - ابن خلدون - مسعودی معجم البلدان - ماقوت حموی - طبری - طبقات نسبی - تایخ الحکام - تعلی - حسن الحانزہ - بعینہ الوعاۃ - سیوطی - الاولاد - فتح الطیب - سیرۃ سلطان صلاح الدین - تایخ صغیر بخاری وغیرہ تمام تر موجود ہیں۔
 (۳) اکثر کتابیں نسخہ اور کتب کے لحاظ سے نادر و الوجود ہیں۔ مثلاً کشف کائنات نسخہ ۳۰
 کا کلمہ ہوا ہی، فائق زرخشتری کا منایت قدیم نسخہ ہو۔ قاموس کالنسخہ عالمگیری کتب خانہ کا ہی معتقد و
 کتابیں خط ولایت کی مطلقا اور مذہب میں، ایک برجی اصطلاح، منایت عمدہ صنعت کا ہو
 جو شاہ جہاں کی وفات کے ۷ برس بعد لاہور میں طیار کیا گیا تھا اس قسم کی اوجھڑا درخیز میں
 (۴) اکثر ضروری اور درسی کتابوں کے کئی نسخے ہیں تاکہ طلباء اور اساتذہ کے کام میں
 آسکیں۔

عمارت دارالعلوم کی کامیابیوں میں سب سے زیادہ رکاوٹ، غارت کی وجہ سے ملتی
 اور ابھی تک ہو۔ مکان موجود ایک خانگی رہنے کا مکان تھا جو ۴ ہزار روپیہ میں خرید لیا تھا لیکن
 نہ وہ دارالاقامہ (بورڈنگ) کے لیے موزوں ہو نہ درس کے لیے کافی کمرے میں نظر آ رہی
 حیثیت کے لحاظ سے مناسب ہے۔ ایسے ابتدا ہی سے ایک موزوں اور مناسب قطعہ

زمین کی تلاش تھی جس پر ایک وسیع عمارت بنائی جاسکے لیکن یا وجود سخت مستحکم اور تلاش کے کوئی سوزوں زمین نہ مل سکی۔ دوسری طرف، تعمیر کی مد میں کچھ سرمایہ نہ تھا۔ مسئلہ میں ایک پہل سرمایہ تعمیر کی غرض سے شائع کیا گیا جس میں یہ درخواست کی گئی کہ خاص مدرسہ کی عمارت کے لیے پچاس ہزار مطلوب ہیں۔ ایسے ایسے ۵۰ بزرگوں کی ضرورت ہو جو ایک ایک ہزار عنایت فرمائیں، اور عمارت کی پیشانی پر ان سب بزرگوں کا نام کندہ کیا جائے، یہ اپیل مولوی علامہ صاحب شملوی ریاست بہاولپور میں لیکر گئے، تو حاتمہ دوران یعنی رئیس خاں کی دادی جنمہ خلد ہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ۵۰ شخصوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہو، یہ پوری رقم میرے سونے کے خزانہ سے دیدیجائے۔ اس رقم کے ملنے کے بعد زمین کی تلاش ہوئی لکنئو میں سب سے بہتر اور سب سے سوزوں تر وہ قطعہ آراخی ہو جو ابھی پل کے دائیں جانب واقع ہے جہاں گورنمنٹ کی طرف سے صنعتی کلج تعمیر ہو رہا ہو، زمین کا منظر یہ ہو کہ ایک طرف منایت قریب دریا ہو۔ پشت اور پہلو میں، کیننگ کلج کے بوڑنگ اور صنعتی کلج کی پریشان عمارتیں ہیں، شمال کی طرف در تک کھلا ہوا میدان ہو، قطعہ پختہ ۲۲ بیگہ ہے چنانچہ اس زمین کے لیے گورنمنٹ میں درخواست کی گئی، اگرچہ اس حلقہ کی زمین مینو سپلٹ کے قاعدہ کی رو سے ساٹھ روپیہ بیگہ سالانہ پر ملتی ہو، اور ایسے زمین مطلوبہ کا سالانہ لگان ڈھائی ہزار کے قریب ہوتا تھا، لیکن جناب مسٹر جابلنگ صاحب ڈپٹی کمشنر اور جناب کمشنر صاحب نے مہربانی سے اس کے دیے جانے کی سفارش کی، اور جناب بزرگ زیوٹ صاحب لفٹ گورنر نے اپنی عنایت خاص سے اس کے عطا کیے جانیکا حکم دیا اور صرف دو سو روپیہ سالانہ لگان مقرر کیا۔

۲۸۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں عمارت کو سنگ بنیاورکنے کی تیاریاں قرار پائی اور جناب ہزارنہ موصوف سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ہاتھ سے عمارت کا پتہ نصب فرمائیں۔ عجیب حسن اتفاق ہو ہندوستان کا سب سے بڑا دارالعلوم لکنئو کا فرنگی محل بنا

جو درس نظامیہ کا بانی ہے، اور جسکے واسطے فیض سے مولانا بحر العلوم، ملا محمد الہ، لکھنؤ
 و خیرہ تعلیم پائے نکلے۔ یہ محلہ فرنگی محل ایسلے کلماتا تھا، کہ ایک فرنگی، اسیں آکر رہا تھا،
 اور ایسلے محلہ اسکی طرف منسوب ہو گیا تھا، اس جدید دارالعلوم کی بنیاد، ہزار لکھٹ گورنر
 نے رکھی کہ وہ ہی اہل فرنگ میں ہمارے معزز دوست میرا کر حسین صاحب نے اس
 موقع پر اس حسن اتفاق سے شاعرانہ کام لیا، چنانچہ کہتے ہیں۔
 رکھی بنے ندوہ ہزار نے آکے خود

سچ پوچھیے اگر تو فرنگی محل یہ ہے

سنگ بنیادی رسم شوکت و شان سے ادا ہوئی، تمام معزز و سادہ کام ضلع،
 اور علماء و فضلا شریک جلسہ تھے، اس موقع پر ارکان ندوہ کی طرف سے جناب ہزار
 کی خدمت میں ایک سپانہ پیش کیا گیا جسکا جواب ہزار موصوف نے انگریزی زبان
 میں دیا جسکے ساتھ اردو ترجمہ بھی شامل تھا، اصل سپانہ عربی زبان میں تھا، چنانچہ
 اصل سپانہ مع ترجمہ اور ہزار کے جواب کے درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

السَّعَادَةُ أَنْ يُزِيلَ سِرَّ جَانِ بِرْسَكَاتٍ هَيَوُتٍ فِي سَيِّئِ آيَاتٍ
نَائِبِ الْحَاكِمِ الْعَامِ فِي يَالَةِ الْمَمَالِكِ الْمُتَّحِدَةِ الْكَرَّةِ وَادَّةِ

مولاي الأكرم! نحن أعضاء عند العلماء نحبكم بحسب كونكم نائبي الحكومة فهذا إيالة
ونشكركم على جانبكم عتوا لوضع حجر أساس علوم الهندة فنشكركم على ذلك كافة المسلمين فإن الله تعالى
لسان حال الأمة لا يوجد قد شبر من الأرض وفيها نصيب للهندة ووجهاتها وقد استبان بهذا ما للندوة
من التسامح الذي لا يحد فهو من آيات الأمة لا تكليزية خاصة الذي هو ملاك الحكماء وعموما فإن الهندة
ليست الجمعية حينية - مولاي الأكرم! نحن نستند من حضرةكم أن نسمو لنا بأبدع مطا للندوة
وطورهما التمس من أحد مظاهرها الجلية دار علومنا هذه -

مولاي الأكرم! إن المسلمين منذ وجد إلى يومنا هذا لم يزل فيهم طائفة متمسكين
ببقايا عقائد الحرب لإسلامهم في مواليد الأحكام والأمة كانت تقفوا أثرهم تتبع هذا هم في كل ما يبدون
وتوالمولد نيا وكانوا فخر جالتمد الإسلام ومكارم أخلاقه ولازم لذلك استوجب هذه الطائفة هو ان
ما تقفون به منية المسلمين البسيت خصوة الأقدار لا استعجابهم ولا إيمانهم لا خير بل كل من اعتنق حيز الإسلام
يحصل له كل ما كان للمسلمين قاطبة على اختلاف جنسية وعشيرة ومذهب ولما لم يكن المسلمين حزب يختص ببلد أو دين
كانت الأمة تحتها إلى مثل هذه الطائفة لكي لا يحدوا عن قصد المحجة - وهذا الأمر دعى إلى أن نشأ طائفة
كبيرة من العلماء والمحققين عدمهم عن مغالهم في لامم الأخر ومن مزية أمة الإسلام أن العلم كان فيها يكتم

لجعل العلم فقط مع ضرر للخطر على كل موحى عنه. وما في هذا لامة من احترام العلم والخضوع له التفاضل فيه
امر لا تشاركها في امتحان الرؤس المترتبة بالنتيجان كانت تخضع لها كرامة الحق ان تأخذ لامة
ما كان له بعد ما فقدت هذه الطامز اياها فذهب كان لها من الملكات عند القوم حينئذ حرمة لامة
من قيادتها وتبدل نظامها وعند ذلك اشتغلت هذه الطائفة بحفظ الامور وبلغ الحال الى ان وقعت
الشكا الى محاكم السلطانية فقام حينئذ حزب من العلماء لخلل اقامة معالم الاصلاح كان
من اول مظاهر هذا الجمعية بالندوة انعقدت حفلتها الاولى في كنفور سنة ١٢٩٢ وفي سنة ١٢٩٩ اصاحقت
الحكومة عليها رسميا وبلغت حفلتها اثنتي عشرة حفلة اجتمعت فيها العلماء وعامة الناس
على اختلاف احوالهم واذا وقعهم -

اما مطالب الندوة فتتضمن مهماتها في أربعة امور

(١) ترقية المدارس العربية واصلاحها -

(٢) رفع المخاصات الدينية -

(٣) اصلاح امور المعاشرة والاخلاق -

(٤) نشر اسلام على ما يتعلق بالمنافع العمومية

فبعد ان نظر الترحيب لنا في جميع الامم وكثرة فتوسعت حينئذ في مطالبها وكان من ١٩٠٠ مساعدها
انما اجتمعت في فرع الخصام الحاد في احزاب لامة اصلاح الدين فازداد ذلك الى حد لا يستهان به
وكذلك سعيها في خفض نفقات عياد الفرح والتميز هاجب الجواب ثم انشأ في اثناء ذلك في كنفور
ومحلا لامة في كنفور ولكن كان هم مطالبها في التعليم فاصح ما فسد منه ليكون سببا للوجع شدة تهدد الناس
في الاموال بينية من الدين ان التعليم الصحيح هو الذي يزيل كل ادعوى لامة مجزها عن سبيل قيرما ونظر ذلك
الندوة في سنة ١٢٩٠ ومدار ستمتها بدار العلوم في ام الامور مدارة ابتداء في ثم تحولت الى كلية في سنة ١٢٩١
وصلا كانت اساسا لجامعة دينية ولما كان في التربية اعظم من التعليم استدار اقامة الطلبة ولكن كل موع

الحظان الأمتهم تقدّر مسعاة النذرة وقد فقه القدر أسعد الظن أن خال الفلسفة الجدية في نصا
 التعليم يوشو وهذا في الدين حتى القدر كتب رسائل في تفسير حزب البلد ووقوف خلائق الناشئة الجدية أيضا
 كانت عدد الخن بناقها كانت تحسب النذرة تفيد حرية الإكوار وكانوا كجزين عن فهمنا فمحيّا
 العلوم العزمية أصلا ومع از النذرة كانت لهم كل المطاقتين لم تزل الهاد لم لم تحتها واختار لنفسها
 جاد سطا فترت نصا باحد بل حرجية جاد بالعلوم الدينية مع ان العلوم لم يعض عليها حرج مازان
 التنازل مديد يقدر على رجال الخطب من غير رتبة وهذا لم يسبق لم مثل كان يعيد امرانا في بان
 الحكومات اسلامية ايضا وقد اضعفنا في نصا التعليم الفلسفة الجديدة وكانت بدت بعد كفا في المداير القديمة
 وملا زاد الطين بانا اذ خلنا في نصا بنا التعليم للسان لا تكليز لزوما فكان مشرب حزن النذرة وبعض المسائل
 لما اتيته ان بعضا منهم سترجع ارضا كان وقفا على دار العلوم ثم نال جهدا في استفادة عمال اهل العرب للثقافة
 الجديدة في علوم العربية وخراننا نحو على اكثر ما كتبه المنشرون في مثال هذه المسائل وعلى كتب غير هذه
 تصلح ان تكون زينا لكل متحف علمي مثلا لهم مزيد شغف في الاستفادة عن نداء الخزاوي وجنهم من يكذب في
 حجة النذرة مقالات علمية يستحق المتوجها وان ارجنا ان نشي لجنه يكون اعضاؤها لاهل مدد سنان
 يقفون حياهم على الفحص عن المسائل العلمية المهمة وبناء على ما توارثنا من اباؤنا نأخذ التعليم احرز وزيدا
 نوح نطاق التعليم جسمنا تعينا على ذلك المساعدا المالية ومن لهم مزاياد سنان الذي يرفعوا على اعادة
 عن المداير الدينية ولتية لاجل التعصب الدينية ولا جرم الذوق لا يحسن الا في مثل التعليم الذي اختار النذرة فانها
 جعلت تحت سيطرة التعليم الديني ونحن نرى على ان نعرض مسامعكم ان العلومنا مع قلة بضاعتها
 وقصرها ارباب مثالها من كل النوعين بنوع خاص فان تلاه ابعاد عن التقشف وبراءة الفخفة
 الفاسدة مع ان مدرستنا لا تفقد على طائفة يصلحون للتوظيف في اعمال الدولة ولكن نحن نعد على
 مدرستنا تشي جلا لا يقدر على طفاء الثورات الحالية التي تريد لها سيطر الخالق والمخلوق

معاً جبالاً يكون من شيمهم الاستكانة لا كما برزوا ساءاً للجار والنواضع للعامة فوق كل ذلك الرضا
للكوّة والخضوع لها فحدثنا في طلبها حج المساحة التي تحت أيديها لكل حروبهم وطلبنا أسانيدهم
بالمناجاة التي تحت أيديهم لفشتين العظيمين من المسلمين عملاً لجنائنا الذين يدعون الناس إلى الخير
والصلاح فوجوا من بلادهم ولداً من الفتيحة تتبع سبيلها أنها تخرج طلبية سيحون الأمة ويمكن أن تقيمهم
أخروهم بمحمد بن التثاقق ولشقيق عصا النفاق ليصحبوا لتوسعهم في المعارف الحديثة والقديمة
واسطة موصلة بين الفقه الناشئة وحزب التقيف العتيق ونحن على يقين من أن المسلمين كما يسلم
أذعانهم ككومتهم يزدون من هؤلاء العلماء الناشئين طاعة انقياداً للحكومة ولا نغفل عن جنابكم
الذي تشكركم حيث تفضلتم علينا بقطعة من الرض لنرفع عليها قواعد مدسنتنا وبعد ذلك نحن
نشكر الذين بلغنا من مساعدتهم مساعيمهم إلى هذا الحد فنخص من بينهم ولاسمو النظام أمير حيدر
الذي تستغفر من جرماته من نغوت أظفارنا وإن لو نوزق زيارته حتى لا نبعد ذلك نود محقق
الإلهام لاسمو الملكة أميرة بوفال التي تمنحنا وظيفته سنوية ونبت أيادي مارة بألقوانته فردت
أميرتها غير ما تسمح به أمارتها سنوياً فتمتسا وأى خمسين ألف ربية هيأتمنا لتستغفر بان يضع
سعادتكو محاسن كليتنا ونحس من اجتنان نذكر من غير هؤلاء الكرام الذين أخذوا بأيدينا وساعدونا
بأخوينا من الخير كرن خان بهادر عبد الحميد خان وزير خارجية أمارتنا فينال ونحن نشكر المستر ابي الساندرس
والمستر اس ايج بطرسى لى لى والمسترال امجا بلنك الذين نصرنا بتجصيل القطعية التي نعتمها
علينا وفي الختام نحن نشكر جنابكم جميعهم فقد تناحيت نصرتمونا ما شئتم علينا من عند فضلكم
ونفيد من آخر شكرنا الذي نغفل إلى جنابكم حيث قبلتم أن تضعوا أيديكم الكريمة حجر الأساس وإن
نسألكم أن تأخذوا بهذا العمل الخطير الذي يقع على كمال الدهر -

ترجمہ ایڈریس

بہ حضور جناب آنراہل سر جان پر سکاٹ ہیوٹ صاحب کے سی
ایس، آئی، سی، آئی، ای لفظ گورنر بہادر ممالک متحدہ گروہ اودہ

حضور عالی

ہم ارکان ندوۃ العلماء نہایت ادب کے ساتھ حضور کا خیر مقدم عرض کرتے ہیں۔ حضور نے
دارالعلوم ندوہ کی سنگ بنیاد کا اپنے ہاتھ سے رکھنا منظور فرما کر، مسلمانوں کو عموماً اور
ارکان ندوہ کو خصوصاً جو عزت دی ہے، اسکا شکریہ ہم لوگ تہ دل سے ادا کرتے ہیں،
حضور نے اس موقع پر جو عزت افزائی ہماری کی ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ
ہندوستان کے تمام مسلمان دل سے اس کے شکر گزار ہونگے کیونکہ ہندوستان کا کوئی
گوشہ ندوہ کے ہوا خواہوں سے خالی نہیں۔

حضور نے ایک مذہبی چیز کی سنگ بنیاد قائم کرنے سے، اس مسامحت اور
بے تعصبی کی ایک اور مثال قائم کی ہے جو انگریزی قوم کا خاصہ، اور انگریزی گورنمنٹ کا
عمود حکومت ہے،

ہم حضور سے اجازت چاہتے ہیں کہ مختصر طور پر ندوہ کی ابتدائی تاریخ، اور اس کے
حالات عرض کریں جسکا ایک بڑا ثمرہ یہ دارالعلوم ہے۔

یہ عموماً معلوم ہے کہ مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ سے آج تک ایک فرقہ چلا آتا ہے جو
علماء کے نام سے موسوم ہے، وہ درحقیقت اسلامی تہذیب اور اخلاق کا صحیح نمونہ تھا، اور
عموماً قوم اس کے نقش قدم پر چلتی تھی، مسلمانوں کی قومیت کی ایک امتیازی خصوصیت
یہ ہے کہ ان کی قومیت (اور قوموں کی طرح) ملک، یا نس۔ یا رنگ کے لحاظ سے نہیں ہے

بلکہ ہر شخص، گو وہ کسی قوم، کسی ملک، کسی نسل کا ہو، صرف اسلام قبول کرنے سے دفعۃً تمام مسلمانوں کے برابر ہو جاتا ہے، اور چونکہ مسلمانوں میں کوئی باقاعدہ مذہبی صیغہ نہیں، اس لیے ضرور تھا کہ ان میں ایک ایسا فرقہ موجود رہے جو ان کی مذہبی قیاد کا رہنما، اور ان کی قومیت کا محافظ ہو، اسی کا نتیجہ تھا کہ علما اور فضلا کی تعداد میں، اسلام دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہیں ہے، اسلام ایسے بزرگوں کی تعداد کثیر پیش کر سکتا ہے، جنہوں نے ہزاروں مصائب برداشت کر کے، علم کو صرف اس لیے حاصل کیا کہ وہ علم ہی، مسلمانوں نے ہمیشہ علم کی جو قدر اور عزت کی ہے، تمام دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، یہاں تک کہ علما کے سامنے وہ سر بھی جھک جاتے تھے، جو تاج سے مزین ہوتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی رفتار ترقی اسی دن سے رُکی جب علما کی قابیلیت علمی میں فرق آگیا۔ اور ان کا علمی اقتدار جاتا رہا۔

زمانہ حال کے علما کی تنگ خیالی کی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ فرقہ کی نظروں میں ان کی وہ وقعت نہ رہی، علما کی جہتیں اور پست ہو گئیں۔ اور اب ان کی تمام عملی زندگی صرف جزئی مذہبی جھگڑوں میں محصور ہو گئی، جس کا نتیجہ مقدمہ بازی ہوا، اور کبھی کبھی حکام مجاز کو دست اندازی کی زحمت اٹھانی پڑی، اس بنا پر چند روشن خیال علما کو اصلاح کا خیال پیدا ہوا اور ندوۃ العلماء، اسی خیال کی ایک عملی صورت تھی، اس کا سب سے پہلا اجلاس ۱۲۸۷ھ میں بمقام کانپور منعقد ہوا، ۱۲۹۱ھ میں حسب منشاء ایکٹ ۱۲۸۷ھ اس کی رجسٹری ہوئی اس کے بعد ہندوستان کے مختلف مقامات میں اس کے بارہ جلسے ہوئے جس میں نہایت کثرت سے قدیم اور جدید دونوں فرقوں کے لوگوں نے شرکت کی۔

ندوہ کے مقاصد حسب ذیل ہیں،

(۱) عربی مدرسوں کی اصلاح اور ترقی -

(۲) رفع نزاع مذہبی -

(۳) اصلاح معاشرت -

(۴) رفاه عام اور اشاعت اسلام -

ابتداء میں ندوہ کا ہر گوشہ ملک کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا اور اس بنا پر ندوہ اپنے تمام مقاصد کے انجام دینے پر توجہ کی، اس کی پہلے کوشش یہ تھی کہ اسلام کے مختلف فرقوں میں جو رات دن جھگڑے قائم رہتے ہیں، ان کو مٹا دے اور ہمیں اسکو کسی قدر کامیابی ہوئی، شادی اور غنی کے مصارف کے گھٹانے میں اس نے کوشش کی، اور بعض بعض مقامات میں کامیاب ہوا، اس نے مکھنوں میں ایک لافقا قائم کیا، اور کانپور میں ایک یتیم خانہ کھولا۔

لیکن سب کاموں کا سنگ بنیاد یہ تھا کہ وہ عربی تعلیم کی اصلاح کرے اور ایسے علمائے پیدا کرے جو زمانہ حال کی ضرورتوں سے آگاہ ہو کر قوم کی مذہبی رہنمائی کر سکیں، کیونکہ جو امراض اندر اندر قوم کو کھائے جاتے ہیں، ان کا علاج صرف ایک کامل اور اعلیٰ تعلیم ہی، اس بنا پر ندوہ نے مشعلہ میں ایک مکتب ابتدائی پیمانے پر کھولا، جو اہل عرب میں ترقی کر کے ایک دارالعلوم بن گیا، اور جو درحقیقت ایک مذہبی مدرسہ عظیم (یونیورسٹی) کا خاکہ ہی۔

لیکن چونکہ تعلیم سے بھی زیادہ مقدم چیز تربیت ہی اس لیے اس نے مدرسہ کے ساتھ ایک دارالافتاء (بورڈنگ) بھی قائم کیا۔

لیکن بد قسمتی سے قوم نے ندوہ کو اس نگاہ قدر دانی سے نہ دیکھا جس کا وہ مستحق تھا، پُرانے خیال کے علمائے یہ سمجھا کہ جدید فلسفہ اور سائنس کی تعلیم شامل کرنے سے مذہبی عقائد کے ارکان متزلزل ہو جائیں گے۔ چنانچہ کثیر التعداد لکھنؤ میں

اور سلسلے اس موضوع پر لکھے گئے کہ ندوہ میں شریک ہونے سے مسلمان ائمہ اسلام سے بھل جاتا ہے۔

اس سے زیادہ بد قسمتی یہ تھی کہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے بھی ایک گروہ نے ندوہ کی طرف سرد مہری ظاہر کی، کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ ندوہ آزاد خیالی کے لیے زنجیر پائی ہے، ان دونوں مخالف صفوں کے تراجم کے ساتھ، ندوہ، اپنی رفتار پر قائم رہا اور اُس نے ایک ایسا درمیانی رستہ پیدا کیا جو دونوں گروہ کے افراط اور تفریط سے جدا تھا، اُس نے ایک نصاب تیار کیا جس میں عربی علم ادب اور دنیاویات پر خاص زور دیا، اُس نے تھوڑی سی مدت میں ایسے طلباء پیدا کیے جو عربی زبان میں برجستہ تقریر کر سکتے ہیں اور یہ وہ خصوصیت ہے، جو نہ صرف آج، بلکہ عین اسلامی حکومت کے زمانہ میں بھی، فخر خیال کی جاسکتی تھی، نصاب تعلیم میں فلسفہ جدید بھی داخل کیا گیا، جو قدیم انجیال علمائے نزدیک قریباً کفر خیال کیا جاتا ہے، انگریزی زبان کی تعلیم بھی لازمی قرار دی گئی ہے، لیکن اس کی وجہ سے ندوہ کو دفعۃً ایک معتد بہ مہوار رقم کھودینا پڑا، ایک مسلمان بزرگ نے اپنی موقوفہ جائداد، اس لیے واپس لینی چاہی کہ ندوہ نے انگریزی زبان بھی اپنے درس میں شامل کر دی ہے،

ہم نے یورپ کے مستشرقین کی تحقیقات علمی سے استفادہ کرنے میں غبیغ نہیں کیا، چنانچہ ان مصنفوں کی اکثر شائع کردہ کتابیں، ندوہ کے کتب خانہ میں موجود ہیں، اور طلباء ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ندوہ کے کتب خانہ میں ایسی بہت سی کتابیں ہیں جو ایک عمدہ کتب خانہ کی زیب زینت ہو سکتی ہیں۔

ندوہ کا ایک خاص مہوار علمی رسالہ ہے جس میں اکثر ہمارے طلباء علمی مضامین لکھتے ہیں اور ان سے طلباء کی علمی لیاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے، یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ ایک ایسی مجلس طلباء کی قائم کی جائے جس میں صرف وہ لوگ ممبر ہوں، جنہوں نے اپنی

زندگی کو صرف علمی کوششوں پر محدود کر دیا ہو، جیسا کہ یورپ میں فیلو سسٹم کا طریقہ
قدیم اسلامی طریقہ کے موافق، ہم طلباء سے تعلیم کی کچھ فیس نہیں لیتے اور اس سے
اشاعت تعلیم میں زیادہ ترقی کی امید ہے۔

مسلمانوں میں اکثر ایسے طلباء ہوتے ہیں جو مفلسی کی وجہ سے یا والدین کے
تعصب اور تنگ خیالی کی وجہ سے سرکاری اسکولوں میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے
اس قسم کے طلباء کے لیے صرف زندہ کا دارالعلوم مرجع ہو سکتا ہے، اور ہر
ہم حضور کی خدمت میں اس بات کے عرض کرنے کی جرات کرتے ہیں کہ زندہ
اس کم عمری کے ساتھ تعلیم و تربیت میں اور عربی مدارس کی نسبت، نمایاں ہتھیار
حاصل کیا ہے، ہمارے طلباء، تعصب، تنگ خیالی اور یہودہ جوش اور خود سری سے
بری ہیں، یہ ممکن ہے کہ ہمارے طلباء، انگریزی نوکریوں کے حاصل کرنے کے قابل
نہوں، لیکن یہ یقینی ہے کہ بجا طریقہ تعلیم، ایسا گروہ پیدا کر سکے گا جو آج کل کے اُن
فتنہ زاجوش خیالات سے زیادہ بچنے کے قابل ہوں گے جو خداوندی اور انسانی
دونوں حکومتوں سے سرتابی کے لیے آمادہ ہے، یہ ایسا گروہ ہوگا جو بزرگوں کا ادب
کرنے والا، ہمسایہ کا دوست، عام لوگوں کا خیر خواہ، اور گورنمنٹ کا وفادار ہوگا۔

ہمارے مدرسہ میں بے تعصبی کا انصراف پایا جاتا ہے، حال میں لکھنؤ میں جو سخت
افسوسناک مذہبی نزاعیں برپا ہوئیں، اس کی کسی قسم کی شرکت سے ہمارے طلباء
اور مدرسین، بالکل بری سبے اور لوگوں کو صلح اور شہنشاہی کی تعلیم دیتے رہے۔

ہم کو امید ہے کہ ہمارے مدرسہ کے تعلیم یافتہ طلباء، قوم پر اپنا اثر قائم کر لیں گے
اور اس ذریعہ سے وہ مذہبی جھگڑوں کو مٹا سکیں گے، اسکے ساتھ زمانہ موجودہ کے خیالات
سے آشنا ہونے کی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ، اور قدیم گروہ کے درمیان میں رابطہ
اتحاد کا کام دینگے۔

حضور والا نے دارالعلوم کو جو زمین عطا فرمائی ہے۔ ہم اسکے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ حال ہی میں حضور والا نے پانسو روپیہ ماہوار کا جو عطیہ عنایت فرمایا ہے ہم اس کی شکر گزاری کے حق ادا کرنے سے عاجز ہیں، ضرور ہے کہ اس موقع پر اپنے اور محسنوں کا ذکر کریں جن میں سب سے پہلے ہم نظام حیدر آباد کے شکر گزار ہیں جن کی سلطنت نے ابتداء ہی سے ہمارے بغیر طلب ہم کو مالی مدد دی حالانکہ ہم کو اب تک موقع نہیں ملا کہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر باقاعدہ شکر گزاری کا اظہار کرتے۔

ہم سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ایک سالانہ رستم مقرر کی ہے۔ ریاست بھاول پور کے ہم خاص طور پر شکر گزار ہیں کہ علاوہ سالانہ رقم کے، جناب بیگم صاحبہ بھاول پور نے پچاس ہزار دارالعلوم کی عمارت کے لیے عطیہ فرمائے جس کی بدولت ہم کو اس فخر حاصل کرنے کا موقع ملا کہ حضور کے ہاتھ سے اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔

بمختلہ اور صاحبوں کے جنہوں نے ہماری مدد کی چار فرض ادین ہے کہ ہم جناب کرنل خان بہادر عبدالحمید خاں صاحب وزیر خارجہ ریاست پٹیالہ کے نام نامی کا اظہار کریں۔

ہم مسٹر ایس ال سائڈرس صاحب مسٹر اس ایچ بکسر صاحب سی آئی ای۔ اور مسٹر جاپنگ صاحب کی عنایت اور امداد کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ جو قطعہ زمین ہم کو عطا ہوا ہے، اس میں ان کی سعی کا بڑا حصہ ہے۔

ہم دوبارہ حضور کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اب ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور اپنے ہاتھ سے سنگ بنیاد نصب فرمائیں۔

ترجمہ ایتھ

جو سر جان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مالک متحدہ انگریز اودھ
بہ مقام کھنؤ ندوۃ العلم۔ ۲۸ نومبر ۱۹۰۷ء کو ارشاد فرمائی

صاحبو! میں نے آپ کے اُس ایڈریس کا ترجمہ بہت شوق سے سنا جس کا اہل
آپ نے میرے پاس اپنی شرح شریف کی زبان عربی میں پیش کیا ہی، آپ کا ندوہ
جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہی۔ ابتداً علم الہیات کے درس کی غرض سے
قائم ہوا تھا مگر جو حال اُس کے اغراض مقاصد کا آپ نے بیان کیا اُس سے معلوم
ہوتا ہی کہ آپ کے ندوہ نے بدیں غرض کہ تغیرات زمانہ کے مطابق ترقی کرے
اور زمانہ موجودہ کے حالات و ضروریات کے لیے موزوں ہو جائے نہایت عقلندی
سے یہ امر طے کیا ہی کہ اپنے فنشاد کا رروالی کو وسعت دے، سرجمیں لٹوش صاحب
بہادر نے جو مجھ سے پیشتر اس منصب لفٹنٹ گورنری پر متنازع تھے آپ کے ایک
ایڈریس کے جواب میں جو اس وقت سے چھ سال پیشتر آپ نے دیا تھا یہ فرمایا تھا
”آپ کا فنشاد مقصد تعلیم سے تعلق رکھتا ہی یعنی تعلیم دنیوی کا اوصاف مذہبی و اخلاقی
کے حصول کے ساتھ شریک کیا جانا۔ یہ مقصد نہایت اعلیٰ ہی، بیشک آپ نے جو
مقاصد ندوہ کے قائم کیے ہیں یعنی تعلیم کی ترقی اور نصاب تعلیم عربی کی اصلاح اور
مسلمانوں کے اخلاق کی درستی اور علمای دین کے باہمی اختلافات کا دور کیا جانا
اور مسلمانوں کی عام فلاح و بہبودی کی ترقی، یہ نہ صرف اس قابل میں کہ پیر و ان
مذہب اسلام ان کی حمایت و اعانت کریں بلکہ یہ ایسے کل اشخاص کی حمایت و اعانت
کے بھی قابل ہیں جو دوسرے مذہب کو صدق دل سے مگر غیر متعصبانہ طور پر مانتے
ہیں۔“

آپ پولیٹیکل یعنی سیاست ملک کے معاملات سے احتراز کرتے ہیں اور مذہب کے قیام کے متعلق قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ آپ پولیٹیکل معاملات سے کچھ تعلق نہ رکھیں گے، بجز اس حالت کے کہ گورنمنٹ خود کسی مسئلہ کی نسبت آپ کی رائے دریافت کرے، یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیالات و فاشعار ہی کا اظہار ایسے صاف الفاظ میں کیا ہے جن کے معنی میں کچھ شک نہیں ہو سکتا ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ آپ کا مذہب اپنا اثر اس طرح ڈالے گا کہ حکام کی تائید ہو اور شورش و فساد و خیالات بداندیشی کی مخالفت کی جائے۔

آپ کی جماعت کو جو بہ لحاظ اپنی سرشت ہی کے تبدیلیات و تغیرات کے خلاف حالات موجودہ کی سخت ضرورتوں کے باعث یہ تجویز اختیار کرنی پڑی ہے کہ عربی تعلیم کے نصاب قدیم میں اس طور پر ترمیم کرے کہ آپ کی مذہبی زبان کے طلباء ایک حد تک اہل یورپ کے سائنس اور علم ادب اور فنون کی بھی تعلیم پائیں جو زمانہ حال میں ملک ہند کے لیے نہایت ضروری ہو گئی ہے۔ مگر جس سے آپ کے ہم مذہب گزشتہ پشتوں میں بہت ہی کم بہرہ مند تھے۔ دس سال ہوئے ایک دارالعلوم ابتدائی مدرسہ عربی کے طور پر قائم کیا گیا تھا، یہ جلد ترقی پا کر بہ نسبت پیشتر کے زیادہ اعلیٰ درجہ کا مدرسہ ہو گیا اور آج کے دن ہم ان عمارات کا سنگ بنیاد نصب کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو آپ کے کالج یعنی اعلیٰ دارالعلوم کا مقام ہوگی صاحب ڈاکٹر گزشتہ تعلیم سے یہ معلوم ہو کر محکو نہایت مسرت ہوئی کہ مشہور عالم زبان عربی ڈاکٹر ہارون نیز صاحب کی رائے میں آپ کا مدرسہ عربی ممالک متحدہ میں سب سے بہتر اور مکمل ہے۔ صرف اسی مدرسہ میں عربی بطور مروج زبان کے سکھائی جاتی ہے اور علم ادب عربی کی محض بغرض تحصیل علم تعلیم دی جاتی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ کل ملک میں صرف یہی ایسا مدرسہ اعلیٰ ہے جہاں مولویوں کی

درس دینے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ کا منشا یہ ہے کہ یہاں کے طلبہ کو عمدہ تربیت و تعلیم دی جائے اور ان میں امانت دیانت اور وفا شعار کی خیالات قائم کیے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ آپ کی رائے میں قوم مسلمانان کی بہبود آئندہ بلحاظ تمدن و اخلاق اس اثر پر موقوف ہے جو جماعت علما عام لوگوں پر ڈال سکتی ہے اس وجہ سے آپ نے یہ دانشندانہ فیصلہ کیا ہے کہ طلبہ کو یہ موقع دیا جائے کہ مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم جدید سے بھی کچھ بہرہ یاب ہوں جن کے بغیر وہ دوسری قوموں کے تعلیم یافتہ لوگوں کی برابری نہیں کر سکتے ہیں۔ نصاب تعلیم میں علم ادب انگریزی داخل ہے مگر انگریزی کی تعلیم کم ضروری قرار دی گئی ہے اور جیسا کہ ہونا بھی چاہیے تھا، عربی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی ہے۔ آپ کی اس خواہش سے کہ ملاؤں اور و غلطوں کی تعلیم میں دنیوی علوم بھی شامل کر دیے جائیں آپ کا منشا یہ ہے کہ ان لوگوں کے لیے جواب بھی قدیم اسلامی طرز کی تعلیم زیادہ پسند کرتے ہیں کاروبار معاش کی تعلیم کا اسے بہتر سامان کر دیا جائے جیسا کہ تنہا ایسے علوم کی تحصیل میں مصروفیت سے ہو سکتا ہے جن میں محض قدامت ہی کے باعث علم سائنس جدید کی طرف سے بے پروائی بلکہ مخالفت بھی ہے۔

حال میں یورپیو سٹی الہ آباد کے جلسہ کانوڈکیشن میں جو تقریر میں نے کی اُس میں زمانہ موجودہ کے اس میلان کی نسبت کہ تعلیم کو مذہب سے بے تعلق کر دیا جائے میں نے افسوس ظاہر کیا تھا، آپ نے اپنے ایڈریس میں یہ بیان کیا کہ آپ کا سب سے اہم و ضروری کام یہ ہے کہ عموماً تعلیم عربی میں اصلاح کی جائے اور اس طرح ایسے علما زمانہ حال کی ضروریات کے موافق طیارہ کیے جائیں جو عام خلائق کی معاملات مذہبی میں ہدایت کریں۔ آپ کی یہ کوشش کہ ان لوگوں کو جو آپ کے دارالعلوم میں پڑھیں جہاں تک کہ طرز قدیم کے ساتھ ساتھ ممکن ہو ایسی تعلیم دی جائے جو بہ نسبت سابق کے بہتر اور

زیادہ وسیع خیالی پر مبنی ہو آپ کی قوم کے لیے بہت مفید کام ہی جس کی سخت ضرورت تھی اور یہ ایسا کام ہی جو صدق دل سے اعانت اور حوصلہ افزائی کے قابل ہو۔ اس تقریر میں جسکامیں نے ابھی ذکر کیا میں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ میں عموماً اس تجویز اور اس قسم کی ایسی دوسری تجویزوں سے ہمدردی و اتفاق رکھتا ہوں جنکا مقصد یہ ہے کہ علم کے ساتھ نیکہ خلقی و پاک دلی کو شریک کیا جائے اور تعلیم سے مذہب کو الگ کر دینے کے میلان کو روکا جائے۔ ملک ہند میں گورنمنٹ برٹمانیہ نے یہ عہد کر لیا ہے کہ بلحاظ مذہب کسی کی جانب داری نہ کرے گی مگر اس مہول میں اس سے خلل نہیں آتا ہے کہ آپ کی ہی جماعت متعلقہ علوم مذہبی کو اس غرض سے اعانت دی جائے کہ مذہبی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی دیا کرے، بشرطیکہ وہ امداد جو گورنمنٹ سے ملے محض دنیوی تعلیم کی اغراض کے کام میں لائی جائے اور مذہبی تعلیم اور دنیوی تعلیم میں صاف فرق کر دیا جائے اور جو درجے دنیوی تعلیم کی غرض سے ہوں ان کا ایسے عہدہ داران گورنمنٹ کو جو معائنہ کی غرض سے مقرر کیے جائیں ہر وقت معائنہ کرنے دیا جائے۔ ان خیالات کے لحاظ سے اور اس امید سے کہ آپ کے دارالعلوم سے ایسے عربی اور فارسی کے عالم دستیاب ہوں گے جو اسکولوں میں پڑھانے کے کام کے لیے مفید ہو سکتے ہیں، گورنمنٹ نے یہ تجویز کر لیا ہے کہ آپ کو وہ زمین دے جس پر اس وقت ہم سب موجود ہیں اور آپ کے دارالعلوم کے قائم رکھنے میں مدد دینے کے لیے سالانہ رقم عطیہ دے۔

ایسے دارالعلوم میں جس کا مقصد تعلیم ایسی ہو جیسی کہ زندہ دینا چاہتا ہے کچھ عجیب نہیں ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایسے استعداد کے عالموں کا فرق پیدا ہو جو دینی و الہام کی سائنس زمانہ حال کے ساتھ اور روایات کی ایجادات کے ساتھ اور پرائی کتب دین کی نئے خیالات کے ساتھ مطابقت و اتحاد ظاہر کر سکیں۔ ایسی جماعت علما کی ضرورت اس وقت بھی اس غرض سے ہے کہ وہ اختلاف پیدا نہ ہونے دیئے جائیں جو ہمیشہ درمیان ان لوگوں کے

جو سخت مہول کے پابند ہیں اور اُن کے جو تعبیر بر رعایت کرتے ہیں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

بے تحلی اور تعصب ترقی اور اصلاح میں سب سے زیادہ خلل انداز ہوتے ہیں اور اس سے نہ صرف رعایا بلکہ حاکم کو بھی بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ ایسے وسیع انجیل علمای مذہبی کی جماعت پیدا ہو جن کے اثر سے ضرور اُن اشخاص کثیر التعداد کی ترقی اور تہذیب میں مدد ملے گی جو علماء سے ہدایت چاہتے اور مشورہ کیا کرتے ہیں آپ سب صاحب اس سے واقف ہیں کہ ممالک مشرقی اور مغربی دونوں میں اختلافات مذہبی سے دنیا کی ترقی میں خلل پڑتا رہتا ہے اور ملک انگلستان کی تواریخ میں بہت جنگ و جدل اور نزاعات کا حال دکھایا جو اختلافات مذہبی سے پیدا ہوئے۔ مجھے اس کی امید معلوم ہوتی ہے کہ اب وہ زمانہ آگیا جس میں لوگوں کو دوسروں کے عقائد و رسوم کا پاس و لحاظ ہوتا جاتا ہے اور اب لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ایسا اتفاق و اتحاد جو باہمی درگزر و حلم و تحمل سے پیدا ہوتا ہے رفاه عام کے لیے بہ نسبت اس کے زیادہ مفید ہے کہ ہر فریق اور فرقہ اپنے ہر ایک عقیدہ کی تعمیل پر خواہ وہ نہایت ضروری بھی نہ ہو پورا زور دے اور اصرار کرے، گو اس سے دوسروں کو ملال پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ ابھی دو ہی روز ہوئے کہ دولت برطانیہ کے وزیر سر شہ تعلیم سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کو یہ توقع ہے کہ نئے مسودہ قانون متعلقہ تعلیم عام میں جو ابھی پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز (یعنی جماعت قائم مقامان عوام) میں پیش ہوا ہے ایسا تصفیہ باہمی داخل ہوگا جو مستقل قسم کا ہوگا کیونکہ کسی ایک فریق کو دوسرے پر غلبہ نہیں ہوگا اور اس میں سب دوسروں کے خیالات کے لحاظ سے رعایات مدنظر رکھی ہیں۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہے کہ کسٹومیں شیعہ اور سنینوں کے نزاعات کی وجہ سے جو عرصہ سے مصمم طور پر چلے آتے ہیں اضطراب و پریشانی پھیلی ہے۔ آپ نے فخر کے ساتھ جو باطل بجا

بیان کیا ہے کہ دارالعلوم کے طلبہ اور مدرس ان قابل افسوس اور حقیر جگہوں میں یک
ہونے سے محترز رہے ہیں اور نیز یہ بیان کیا ہے کہ آپ کے مذہب کے علما ہمیشہ صلح و
اتحاد کا وعظ و نصیحت کرتے رہے ہیں۔ ہر دو فرقوں کے درمیان جن معاملات کی
نسبت نزاع ہے ان کی تحقیقات اس وقت ایک منصف عدالت کر رہی ہے اور مجھے
توقع ہے کہ وہ ایسا تصفیہ کر سکے گی جن سے یہ اختلافات ہمیشہ کے لیے جاتے رہیں گے
اب ایسا زمانہ ہے کہ پیر و ان مذہب اسلام کو مناسب ہے کہ اتفاق کر کے چھوٹے چھوٹے
امور باعث اختلاف کو فراموش کر دیں اور متفق و متحد ہو کر کل قوم کی عام بہبود و فائدہ
کے لیے سعی و کوشش کریں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ کل صاحبان ذی راسخ و آج
یہاں موجود ہیں پوری کوشش جو ان کے امکان میں ہے اس غرض سے کریں گے
کہ اس کمیٹی کی سعی و محنت کا جونی الحال منعقد ہے یہ نتیجہ ضرور نکلتے کہ مستقل قسم کا تصفیہ امور
نزاعی کا ہو جائے۔

جس تپاک و گر مجبوشی سے آپ صاحبان نے میری آمد کی تعظیم کی ہے اس کا میں
مشکوریوں اور آپ کے اس اظہار شکریہ سے مجھ کو بہت مسرت ہوئی جو اس زمین
کے ملنے کی نسبت آپ نے کیا ہے جو گورنمنٹ نے آپ کو عطا کی ہے۔ تمام ملک ہند سے
آپ کے مذہب کے اور لوگوں نے بھی میرے پاس مراسلات بغرض اظہار مشکوری
بھیجے ہیں اور اس موقع پر میں ان کے موصول ہونے کا شکریہ کے ساتھ اعتراف
کرتا ہوں۔

اس امر کے معلوم ہونے سے مجھ کو خوشی ہوئی کہ آپ کے دایان ملک سے بہت
فیاضانہ مدد آپ کو ملی ہے۔ اور بالخصوص ہرٹانس بیگم صاحبہ بھادل پور سے۔ انہیں
بیگم صاحبہ کی اعلیٰ فیاضی سے ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ آج یہ رسم نصب سنگ نیا
ادا کر رہے ہیں جس کی غرض سے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ یہ معلوم ہونے سے مجھ کو

بست خوشی ہوئی کہ لکھنؤ کے حکام سول آپ کے ندوہ سے توجہ اور مہربانی کے ساتھ
سلوک کرتے رہے ہیں۔

ہمارے اس جلسہ کا افتتاح اس طرح ہوا کہ قاری صاحب نے چند آیات آپ کے
مذہبی کلام پاک میں سے پڑھیں۔ میں اب اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ چند مناسب
موقع آیات قرآن شریف کی پڑھ کر اس کام کی انجام دہی کے لیے دعای خیر و برکت
کریں اور بعد اس کے میں سنگ بنیاد نصب کروں گا اور میری خواہش دلی ہے کہ جو
دارالعلوم یہاں قائم ہو اس میں ہر طرح کامیابی حاصل ہو۔

عمارت دارالعلوم کا نقشہ۔ عمارت دارالعلوم کا نقشہ نہایت محنت اور
دیدہ ریزی سے جناب سید جعفر حسین صاحب خان بہادر چیف انجینئر جھانسی نے تیار
کیا۔ جو اس قدر خوبصورت، شان دار، اور مہول فن کے مطابق ہے کہ جلسہ انتظامیہ میں
سید صاحب موصوف کے شکریہ کا رزلوشن نہایت جوش کے ساتھ پاس کیا گیا، اسی نقشہ
کے مطابق تعمیر ہو رہی ہے، نقشہ مذکور کا فوٹو، اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے،

مالی حالت۔ ندوہ جب قائم ہوا تھا تو ابتدائی میں جناب نواب قارا لارام جو
مدار المہام حیدر آباد نے ۵۰ روپے ندوہ کے لیے اور ۵۰ مولوی محمد علی صاحب ناظم
(اور دراصل بانی ندوہ) کے لیے مقرر کر دیے تھے، لیکن مولوی صاحب موصوف نے
ایشیائے افسی کی بنا پر اپنی مابواری بھی ندوہ کو دیدی، اس وقت سے ۱۹۲۲ء مطابق ۱۳۴۲ھ
تک مستقل آمدنی پر کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ بلکہ سالانہ جلسوں اور اتفاقیہ عطیات اور چندوں
سے، دارالعلوم کے مصارف چلتے رہے، لیکن ۱۹۲۲ء سے اس کی طرف خیال
رجوع ہوا چنانچہ ۱۹۲۲ء میں سکرٹری دارالعلوم نے بھوپال جا کر جناب معنی القاب

ہر ہائس نواب سلطان جہاں سیکم صاحبہ خلد ہا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درود
کے مقاصد اور ضرورت بالمشافہ عرض کی اُس وقت جناب ممدوح نے ص
ماہوار مقرر فرمائے۔ اس کے بعد اور موقعوں پر حضور ممدوح کو اس طرف توجہ دلائی
گئی چنانچہ ۱۹۰۹ء میں ماہانہ کا اضافہ فرمایا اور اب ڈھائی سو ماہوار ریاست
بھوپال سے ملتے ہیں۔

۱۹۰۹ء میں گورنمنٹ ایڈ کے لیے ڈائریکٹر صاحب سررشتہ تعلیم سے
خط کتابت ہوئی اور پانسو ماہوار گورنمنٹ ان ایڈ عطا ہوا چنانچہ اس کی کیفیت
اوپر گزر چکی ہے۔

اس کے علاوہ مکانات وقفی کا کرایہ جس کی تعداد ۱۵۵ ماہوار ہے۔
وظائف جو طلباء کو دیے جاتے ہیں اسکے لیے تین سو سالانہ ریاست بھاوپلو
سے مقرر ہے۔

اس کے علاوہ اور بزرگان قوم کی طرف سے وظائف مقرر ہیں جنکا تفصیلی نقشہ
رپورٹ کے اخیر میں شامل ہے۔

فہرست وظائف جو بطور مستقل کے ہیں اور وصول ہوتے آئے ہیں

نمبر شمار	اسامی گرامی	سالانہ ماہوار	ابتدا
۱	از ریاست بھاول پور بابت وظائف طلبہ	۱۰۰	۱۰۰
۲	جناب وزیر صاحب بہادر ریاست جو ناگزہ بابت وظائف طلبہ	۱۰۰	۱۰۰
۳	جناب ٹی امین الدین صاحب رئیس و انمباری تاجر عظم	۱۰۰	۱۰۰
۴	گوڈون سٹریٹ مدارس	۱۰۰	۱۰۰
۵	جناب کنم باڈی عبدالقادر صاحب رئیس و انمباری	۱۰۰	۱۰۰
۶	تاجران چرم بڑی مٹ مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۷	جناب حاجی بدر الدین صاحب رئیس و انمباری تاجر چرم	۱۰۰	۱۰۰
۸	بڑی مٹ مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۹	جناب بھمان عبداللطیف صاحب چک تاجر گڈنگ گلی مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۱۰	جناب حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس و انمباری ملیا گڈنگ	۱۰۰	۱۰۰
۱۱	گلی مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۱۲	جناب محمد محمود اللہ صاحب بادشاہ گڈنگ گلی مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۱۳	نواب غلام احمد صاحب کور و منڈل گوڈ فیلڈس صوبہ میسور	۱۰۰	۱۰۰
۱۴	جناب خان بہادر الحاج محمد عبدالغفریہ بادشاہ صاحب	۱۰۰	۱۰۰
۱۵	ترکھٹری مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۱۶	جناب سید عبدالرزاق صاحب جنرل کنٹرولر کویتور مدراس	۱۰۰	۱۰۰
۱۷	جناب متحدہ دار محمد عبدالقادر صاحب تاجر گڈنگ گلی مدراس	۱۰۰	۱۰۰

نمبر شمار	اسمائی گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۱۳	مولانا عبد سبحان صاحب تاجر گوڈون سٹریٹ مدراس	۱۹۰۶ء	۱۷	مئی ۱۹۰۶ء
۱۴	جناب اہلیہ محترمہ جناب مولانا عبد سبحان صاحب گوڈون	۱۹۰۶ء	۱۷	مئی ۱۹۰۶ء
۱۵	جناب منگ حیات بادشاہ صاحب کمپنی تاجر سکندریہ	۱۹۰۶ء	۱۷	اگست ۱۹۰۶ء
۱۶	جناب یوان سید عبدالرزاق صاحب تاجر حیرمین	۱۹۰۶ء	۱۷	ستمبر ۱۹۰۶ء
۱۷	جناب حاجی محمد حنیف صاحب انجانیٹ سٹریٹ مندراس	۱۹۰۶ء	۱۷	جولائی ۱۹۰۶ء
۱۸	جناب سید عبدالقادر صاحب ڈیڑھ ٹنڈرکن ای پیٹھ مدراس	۱۹۰۶ء	۱۷	اگست ۱۹۰۶ء
۱۹	جناب فتنی عبدالکریم صاحب فاروقی انکپٹر پولیس مدراس	۱۹۰۶ء	۱۷	جولائی ۱۹۰۶ء
۲۰	جناب نواب احمد محی الدین خاں صاحب میلا پور مدراس	۱۹۰۶ء	۱۷	ستمبر ۱۹۰۶ء
۲۱	جناب چودہری محمد طہ صاحب ٹرانسپورٹ دفتر لکھنؤ	۱۹۰۶ء	۱۷	اکتوبر ۱۹۰۶ء
۲۲	جناب حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی جھکین پور علی گڑھ	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء
۲۳	جناب نواب فرمل اللہ خاں صاحب جھکین پور علی گڑھ	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء
۲۴	جناب خان بہادری شیخ غلام صادق صاحب رئیس و	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء
۲۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میونسپل کالج الہ آباد	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء
۲۶	جناب مولوی برکت اللہ صاحب نائب ریاست بلرام پور	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء
۲۷	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پورہ	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء
۲۸	ضلع انار	۱۹۰۶ء	۱۷	۱۹۰۶ء

نمبر شمار	اسامی گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۲۸	جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب سب حج۔	۲۵	×	ذیقعدہ ۱۳۲۶
۲۹	جناب مولوی قربان احمد صاحب وکیل بارہ بکی۔	۲۵	×	"
۳۰	جناب مولوی سجاد حسین صاحب وکیل بارہ بکی۔	۲۵	×	"
۳۱	جناب بابو فتح محمد صاحب سٹوکیہ چکہ کشت چھاؤنی	۲۵	×	"
	بالندھ۔	۲۵	×	"
۳۲	جناب بلید اختر مرہ نوابیہ نوالہ حسن صاحب رئیس محبوبال لکھنؤ	۲۵	×	۱۹۰۹ء

فہرست اسامی گرامی چندہ دہندگان موعودہ جو وصول نہیں ہوئے

نمبر شمار	اسامی گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۱	جناب کرنل عبد المجید خان بہادر فارن منسٹر پٹیار۔	۱۰۰	×	ذیقعدہ ۱۳۲۶
۲	جناب نواب علی حسن خان صاحب رئیس لکھنؤ	۱۰۰	×	"
۳	جناب منشی اعجاز علی صاحب رئیس کوری ستر صیغہ نادرہ	۱۰۰	×	"
۴	جناب سید محمود عالم صاحب رئیس خلیفہ فیض آباد	۱۰۰	×	جنوری ۱۹۰۹ء
۵	بابو نور محمد صاحب دار و تریزی سنٹ ڈیو اسٹر ایسٹ	۱۰۵	×	فروری ۱۹۰۹ء
	دبیریہ مسلم ٹرنڈنگ کمپنی لاہور کے اپنا حصہ منتقل کر دیا	۱۰۵	×	"
۶	جناب خان صاحب حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی	۱۰۵	×	۱۹۰۹ء
	رئیس اعظم محلہ ڈھلان۔ پشاور	۱۰۵	×	"
۷	جناب سیٹھ کریم بخش صاحب بیس باگل حسن پشاور	۱۰۵	×	"
۸	میاں سید احمد صاحب خلع میاں میر احمد صاحب	۱۰۵	×	"
	سیٹھی رئیس محلہ باقی شاہ پشاور۔	۱۰۵	×	"

نمبر شمار	اسمائی گرامی	سالانہ	ماہوار	ابتدا
۹	جناب منشی سید عالم صاحب انسپکٹر پولس پشاور۔	۲۵	x	۱۹۰۹ء
۱۰	جناب فطزین العابدین صاحب	۲۵	x	"
۱۱	سیر جمیل محمد صاحب نظر محکمہ عالیہ چیف کمنشنر صاحب پشاور	۱۷	x	"
۱۲	جناب اکثر محمد عظیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن	۲۵	x	"

فہرست جامد او موقوفہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

نمبر شمار	نام و وقف	نام موضع	تقداد و وقف	تقداد و نام	نام و وقف
۱	مولوی شاہ عبدالواجد خاں صاحب رئیس شاہجہاں پور۔	ہنرہ پور۔ محلہ پور۔ تحصیل تلمہ	۱۰ بسودہ	۱۱/۱۲	۱۱/۱۲
۲	مسماۃ بنی بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبدالواجد خاں صاحب۔ شاہ جہاں پور۔	برداس پور۔ محلہ پور۔ تحصیل پریان	۱۰ بسودہ	۱۱/۱۲	۱۱/۱۲
۳	مسماۃ بنی بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبدالواجد خاں صاحب شاہجہاں پور۔	اندلا پور۔ محلہ پور۔ تحصیل پریان	۱۵ بسودہ	۱۱/۱۲	۱۱/۱۲
۴	مسماۃ رحیم النساء بیگم صاحبہ زوجہ مولوی سراج الزماں خان صاحب شاہجہاں پور۔	ہنرہ پور۔ محلہ پور۔ تحصیل تلمہ	۱۰ بسودہ	۱۱/۱۲	۱۱/۱۲
۵	ملک محمود خاں صاحب ساکن صاحبہل شاہ جہاں پور۔	خاص محلہ بالا۔ محلہ پور۔ تحصیل تلمہ	۱۰ بسودہ	۱۱/۱۲	۱۱/۱۲
۶	احمد حسین خاں صاحب محلہ علی زئی۔ شاہجہاں پور۔	مصری پور۔ محلہ پور۔ تحصیل تلمہ	۱۰ بسودہ	۱۱/۱۲	۱۱/۱۲
۷	احمد حسین خاں صاحب	"	"	"	"

نمبر شمار	نام و قف	نام موضع	تعداد و	تعداد و	تعداد و	نام و قف	نمبر شمار
۸	شیخ عبدالغنی صاحب حسین پور شاہجہانپور۔	جنوبی تھوک سیداپور پرگنہ شاہجہانپور۔	۹ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۹ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۹ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۹ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۸
۹	شیخ نصیر اللہ و شیخ شکر اللہ چوہدری محمد زئی شاہجہانپور۔	*	۸ بیکہ و سبہ آرا جی نام معانی۔	۸ بیکہ و سبہ آرا جی نام معانی۔	۸ بیکہ و سبہ آرا جی نام معانی۔	۸ بیکہ و سبہ آرا جی نام معانی۔	۹
۱۰	سہ ماہ صغریٰ بیگم صاحبہ زوجہ اسرار صاحب تانی شاہجہانپور۔	حسین سکر دی پرگنہ کاٹھ پھیل شاہجہانپور۔	*	۸ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۸ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۸ بیکہ و سبہ ۱۲۰۲	۱۰
۱۱	حیدر حسین خاں صاحب زیر قطعہ شاہجہانپور۔	امیر محال سوم پرگنہ چوہدری شعلی شاہجہانپور۔	۶ بیکہ خام ۳۳ نمبر ۱۲۰۲	۶ بیکہ خام ۳۳ نمبر ۱۲۰۲	۶ بیکہ خام ۳۳ نمبر ۱۲۰۲	۶ بیکہ خام ۳۳ نمبر ۱۲۰۲	۱۱
۱۲	ملک سخاوت علی خاں صاحب ہمان شاہ شاہجہانپور۔	شہر خاص محلہ عبداللہ گنج۔	۲۴ بیکہ خام ۱۲۰۲	۲۴ بیکہ خام ۱۲۰۲	۲۴ بیکہ خام ۱۲۰۲	۲۴ بیکہ خام ۱۲۰۲	۱۲
۱۳	سہ ماہ ننھی زوجہ کلن خان قلم شیخ سکان چند دسی پرگنہ بلاری ضلع مراد آباد سکانات و صیتی سہ ماہ فضلہ بیگم حوسہ واقع قندھاری بازار کھنوی چار قطعہ مکان دارالعلوم واقع گولا گنج مع کوکا نا۔ و مکان ۴ قطعہ جاڈا و موقوفہ خان بہادری شیخ قادر بخش صاحب فیض آباد واقع ضلع پیرا بگڑہ ۱۲ سالانہ	چند دسی پرگنہ بلاری مراد آباد ۱۲۰۲	۱۲۰۲	۱۲۰۲	۱۲۰۲	۱۲۰۲	۱۳

فہرست ارکان استخانیہ

نمبر	اسم	پتا	نمبر	اسم	پتا
۱	مولانا سید محمد علی صاحب	مونگیر	۲۰	شیخ غلام صادق صاحب آذیری محبت	امرتسر
۲	مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب	دلی	۲۱	سید محمود عالم صاحب رئیس	فیض آباد
۳	مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب	پھلواڑی	۲۲	مولانا عبدالتجانب صاحب رئیس تاجر	دراس
۴	مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب	بھیکن پور	۲۳	نواب غلام احمد صاحب رئیس کرو منڈل کلا	میسور
۵	مولانا ابو الخیر صاحب فصیحی	غاز پور	۲۴	مولوی محمد الدین صاحب ڈاکٹر تعلیم سب	بھاد پور
۶	مولوی غلام محمد صاحب فاضل	موشیار پور	۲۵	خان بابا در مولوی حاجی رحیم بخش صاحب پٹنہ	"
۷	مولانا مسیح الزماں خاں صاحب	شاہ جہان پور	۲۶	مولوی عزیز زماں صاحب بی اے	علیگڑہ
۸	منشی اعجاز علی صاحب	کاکوری	۲۷	مولوی ابو بکر محمد شیت صاحب فاروقی	جونپور
۹	حافظ محمد اسماعیل صاحب کیل	شاہ جہان پور	۲۸	مولوی عبدالسلام صاحب انصاری بی اے	کرنال
۱۰	مرزا انظر اللہ خاں صاحب سب	سیالکوٹ	۲۹	مولوی فطامید صاحب الحق صاحب	بانکی پور
۱۱	مولوی قاضی علی محمد محمد اللہ شاہ صاحب	بدایوں	۳۰	مولوی قیام الدین صاحب آذیری محبت	جونپور
۱۲	مولوی عبدالحی صاحب کیل	چندوسی	۳۱	مولوی عبدالحی صاحب ماتریدی	سہان پور
۱۳	خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب	فیض آباد	۳۲	مولوی عبدالرحیم صاحب ریواڑی	گونا گونا
۱۴	آزیز حبیب لوی سید شرف الدین صاحب کلا	کلکتہ	۳۳	مولوی احمد علی صاحب محدث اندر کلا	سیرٹھ
۱۵	نواب ملکات درویش صاحب	اٹرہ	۳۴	مولوی منظور الدین صاحب قاضی محلہ	سہان پور
۱۶	بابو نظام الدین صاحب سو داگر چرم	امرتسر	۳۵	مولوی شاہ ایشار علی صاحب	بدایوں
۱۷	مولوی محمد الدین صاحب فیض علی بیگ کلا	الہ آباد	۳۶	مولانا شاہ نظام الدین صاحب	جمجمیری
۱۸	شیخ عبد القدوس صاحب پٹنہ	لاہور	۳۷	مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد	دلی
۱۹	خاندان محمد علی صاحب رئیس آذیری محبت	کانپور	۳۸	شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی پٹنہ	کھنڈو

نمبر شمار	اسم	پتا	نمبر شمار	اسم	پتا
۳۹	مولوی حکیم عبدالغفر صاحب	لکھنؤ	۴۴	نواب سید علی حسن خاں صاحب	لکھنؤ
۴۰	حافظ حکیم عبدالولی صاحب	"	۴۵	مولوی خلیل الرحمن صاحب نائب ناظم	"
۴۱	مولوی اظہار علی صاحب وکیل	"	۴۶	شمس العلماء الیونانی صاحب نائب ناظم دارالعلوم	"
۴۲	مولوی ملو راجہ صاحب	"	۴۷	مولوی سید عبدالحی صاحب مستند و فقیہ	"
۴۳	مولوی محمد نسیم صاحب	"	۴۸	منشی احتشام علی صاحب مستند مال ندوہ	"

اسماء مدرسین

نمبر شمار	نام	قعد و مشاہیر	تاریخ تقریری
۱	مولوی شیر علی صاحب رسالہ علمی و مستند دارالعلوم	مار	۱۳- نومبر ۱۹۰۶ء
۲	مولوی سید علی صاحب	مے	۱۱- رمضان ۱۳۲۲ء
۳	مولوی محمد طیب صاحب عرب	مار	صفر ۱۳۲۲ء
۴	مولوی شبلی صاحب جیرا چوری	سے	۱۸- ربیع الثانی ۱۳۲۲ء
۵	مولوی یوسف صاحب	مے	۱۳- رمضان ۱۳۲۳ء
۶	مولوی فضل الرحمن صاحب	مے	ذیحجہ ۱۳۲۳ء
۷	مولوی شیخ محمد صاحب عرب	سے	۱۹- جولائی ۱۹۰۹ء
۸	مولوی سید سلیمان صاحب	مے	۵- شعبان ۱۳۲۶ء

شاخ انگریزی

۹	ماسٹر تلمذ حسین صاحب ایم۔ اے	ہیڈ ماسٹر	۱۲- جولائی ۱۹۰۶ء
۱۰	ماسٹر باقر حسین صاحب	سکنڈ ماسٹر	۲۱- جون ۱۹۰۶ء
۱۱	ماسٹر وین محمد صاحب	تھرڈ ماسٹر	۴- جمادی الثانی ۱۳۲۶ء
۱۲	ماسٹر عبد الجلیل صاحب	فورٹھ ماسٹر	۲۳- محرم ۱۳۲۵ء

قواعد دارالعلوم ندوۃ العلماء

داخلہ طلبہ

- ۱۔ دارالعلوم کے ابتدائی درجہ کی اول جماعت میں وہ طلبہ لئے جائیگے جن کا سن پندرہ برس سے زیادہ نہ ہو مگر خاص حالتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔
- ۲۔ جو طلبہ دو سرے یا تیسرے یا ستو سط درجہ میں داخل ہونے کی لیاقت رکھتے ہوں گے انکی عمر کا لحاظ انکی ختم شدہ خواندگی کے لحاظ سے کیا جائیگا۔
- ۳۔ فارسی میں اتنی استعداد رکھتے ہوں کہ صرف و نحو عربی کی ابتدا الی کتابیں فارسی میں بخوبی سمجھ سکیں۔
- ۴۔ (الف) ہر ایک طالب العلم کو درخواست کے ساتھ نقشہ سند درجہ ذیل بعد خانہ پُری داخل کرنا ہوگا۔

کہ بطور خود قیام کرے یا دارالافتاء میں با وادی فیس یا بالادای میں رہنا چاہتا ہے۔

نمونہ نقشہ جسکی خانہ پُری مطلوب ہے

نام مع ولایت سکونت عمر کہاں پڑھا ہے کیا پڑھنا ہے
 کس درجہ میں پڑھنا چاہتا ہے نسبت چال ملن کے کسی معتبر کی تصدیق۔
 (ب) یہ نقشہ مہتمم دارالعلوم کے پاس پیش ہوگا اور مہتمم دارالعلوم اسکو اس
 مدرس کے پاس بھیجے گا جو امتحان داخلہ طلبہ کے واسطے مقرر ہوگا۔ مدرس
 مذکور پر فرض ہوگا کہ وہ ہر فن کی کتابوں میں جو وہ پڑھ چکا ہے امتحان لے۔ اور
 اس بات کی بھی جانچ کرے کہ وہ حساب اور تحریر میں کیسا ہے۔ اسکے بعد بفضل

کفیت تحریر کے اپنی رائے ظاہر کرے۔

(ج) ہتم بعد آنے اس کفیت کے اگر طالب العلم قابل داخل کرنے کے ہو تو اس درجہ کے مدرس کے پاس جہیں داخل ہو سکتا ہو اس حکم کے ذریعے سے بھیج دے کہ وہ کم سے کم دو ہفتہ تک جماعت کے ساتھ پڑھا کر اختتام ماہ میں کفیت ذیل تحریر کر دے۔

درجہ میں چل سکتا ہو یا نہیں! اگر چل سکتا ہو تو کس درجہ کے قابل ہو؟ محنت شوق اور طبیعت کیسی ہو؟ چال چلن کیسا ہو؟

اس کفیت کے آنے کے بعد جو طلبہ ناقابل ثابت ہونگے ان کی درخواست نامنظور کر دی جائیگی۔

قیام دارالافتاء

۵۔ دارالافتاء میں رہنے والے طلبہ وہی ہونگے جنکی عمر دس برس سے کم نہو۔

۶۔ مستطیع طلبہ سے بابت اخراجات سکونت و خورد و نوش وغیرہ کے ان کی استطاعت اور خواہش کے موافق چھ یا بارہ یا اٹھارہ روپیہ ماہوار لئے جائینگے

۷۔ اگر کوئی طالب العلم بوجہ ضرورت خاص کے یہ خواہش کر گیا کہ میں صرف ایک وقت کھانا دارالافتاء میں کھانا چاہتا ہوں تو معاوضہ نصف فیس کے اس کی یہ خواہش پوری کی جائیگی۔

۸۔ کوئی طالب العلم مستطیع اپنی خدمت کے واسطے کسی شخص کو دارالافتاء میں رکھ سکتا ہے جبکہ ہتم پندرہ روپیہ خدشہ کار کو دارالافتاء سے کھانا مل سکتا ہے بشرطیکہ تین روپیہ آٹھ آنہ ماہوار منجانب طالب العلم مستطیع ادا کیا جائے۔

۹۔ جو طلبہ دارالافتاء میں قیام کے واسطے معاوضہ ماہواری ادا کرتے ہیں ان پر لازم ہوگا کہ معاوضہ ماہواری کم سے کم تین مہینے کا پیشگی داخل کریں۔

۱۰۔ طلباء دارالاقامہ کی غذا عموماً گوشت روٹی۔ ترکاری۔ دال۔ چانول ہوگی اور باعتبار موسم کے اس میں تغیر ہوتا رہیگا۔

۱۱۔ طلباء دارالاقامہ ایک جگہ کھانا کھائیں گے اور اُن کے کھانے کے وقت ایک استاد جس کو خالص نامزد کر لی ہو جو درہنگا۔

۱۲۔ طلبہ نماز پنجگانہ بجا عت سجد میں ادا کریں گے اور تمہارا انکی ہدایت اور کوئی استاد اُن کے ساتھ رہیگا۔

۱۳۔ بعد نماز جمعہ بجے تک طلبہ احاطہ دارالعلوم میں رہ سکیں گے اور بعد نماز عصر حسب خواہش اُن کے اجازت باہر جانے کی بغرض تفریح دی جائیگی ایسی حالت میں ایک نگران ساتھ ہوگا۔

۱۴۔ طلباء دارالاقامہ کے اوقات کی تقسیم حسب ذیل ہوگی اور لمحات موسم بدلتی رہیگی۔ بعد نماز فجر تلاوت قرآن شریف نصف گھنٹہ۔ مشق قرات و تجوید نصف گھنٹہ۔ آموختہ یا د کرنا ایک گھنٹہ۔ سبق یا د کرنا ایک گھنٹہ۔ مطالعہ دیکھنا دو گھنٹہ۔ کھانا کھانا ایک گھنٹہ۔ تعلیم گھنٹہ ورزش جسمانی ایک گھنٹہ۔ نماز پنجگانہ ۴ گھنٹہ۔ بقیہ وقت خواب و تفریح

وظائف

۱۵۔ دارالعلوم میں وظائف حسب تصریح ذیل ہونگے

(۱) ”وظیفہ اعانت“۔ یہ وہ وظیفہ ہوگا جو غیر مستطیع شائق طلبہ کو مصارف دارالاقامہ کے واسطے عطا کیا جائیگا۔

(۲) ”وظیفہ لیاقت (الف)“ اُس طالب العلم کو دیا جائیگا جو سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرے۔

(ب) اُس طالب العلم کو دیا جائیگا جو تفسیر یا حدیث یا فقہ یا ادب میں سب طلبہ

سے اول رہیگا جو حضرات اس قسم کے وظائف جاری کرنا چاہیں گے وہ انھیں فنون کی تخصیص کے ساتھ ان کے نام سے مشترک ہونگے۔

۱۶۔ ہر قسم کے وظائف میں شرائط و ستور العمل دارالعلوم کی پابندی ہوگی اور حتیٰ الوسع شرائط و ضوابط و ہند گان کا لحاظ رہیگا۔

۱۷۔ ہر ایک شخص جو وظیفہ اعانت پانے کی درخواست دے لے گا اس پر لازم ہوگا کہ وہ عینی کے قابل اطمینان شہادت پیش کرے۔ اگر بعد ازاں اسے وظیفہ معلوم ہوگا کہ وہ مستطیع ہو تو اس کا وظیفہ بند کر دیا جائیگا اور مناسب طور پر اس کی تبدیلی کی جائیگی۔

تعلیم

۱۸۔ دارالعلوم کے درجہ ابتدائی کی تعلیم تین سال میں ختم ہوگی۔ اور درجہ متوسط کی پانچ سال میں۔

۱۹۔ اس ابتدائی درجہ میں علوم مندرجہ ذیل کی کتابیں پڑھائی جائیگی۔ صرف۔ نحو۔ ایضاً۔ عروض۔ منطق۔ کلام۔ فقہ۔ فرائض۔ تفسیر۔ حساب۔ ہندسہ۔ جغرافیہ۔

۲۰۔ علوم مندرجہ بالا کی تعلیم میں تہتج ترقی ہوگی اور اس ترقی کا معیار سالانہ امتحان ہوگا۔

۲۱۔ امتحان سہ ماہی اول دو دن، محرم الحرام سے (۲) امتحان ششماہی ۳ دن، ربیع الثانی

سے (۳) امتحان سہ ماہی سوم دو دن، ربیع سے (۴) امتحان سالانہ ۴ دن، ۲۵ شعبان تک

مکالمہ و مباحثہ

۲۲۔ مہینے میں دو بار خاص خاص علوم پر مدرسین بطور قدیم املاکرینگے۔

۲۳۔ ہر خشتہ کو طلبہ کی مجلس مباحثہ علمی منعقد ہوگی جس میں طلبہ کتب زبردس میں باہم گفتگو کریں گے اور کل مدرسین اس وقت موجود ہوں گے۔

۲۴۔ پہنچنے میں ایک بار مجلس مکالمہ منعقد ہوگی جس میں طلبہ اس عنوان پر تقریر کرینگے یا تحریریں سنائینگے جو پہلے سے متعین کر دیا جائیگا، اور اس وقت ہفتہم اس مجلس کا موجود ہوگا۔

متفرقات

۲۵۔ گریسوں میں یکم اپریل سے ۳ جولائی تک دارالعلوم کا وقت ۶ بجے سے اب تک اور باقی ایام میں ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک ہوگا۔

۲۶۔ جب مدرسہ ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک ہوگا تو ایک گھنٹہ کی چٹی ایک بجے سے ۵ بجے تک بغرض اداے نماز نظر دی جائیگی۔

۲۷۔ دارالعلوم میں تعطیلات حسب مندرجہ ذیل ہونگی (۱) عشرہ محرم ۲ یوم ۱۰ و ۹۔ (۲) بارہ وفات ایک یوم ۱۲ ربیع الاول (۳) شب برات ۲ یوم ۱۲ و ۱۱ (۴) رمضان نصف مع عید الفطر ۲ یوم ۶ شعبان سے ۵ شوال تک (۵) عید الفطر ۳ یوم ۹ ذی الحجہ سے ۱۲ تک (۶) بعد امتحان سہ ماہی ایک یوم (۷) بعد امتحان شش ماہی ۲ یوم بشرطیکہ جمعہ نو

لغشہ لصاب دارالعلوم ندوۃ العلماء ابتدائے سال اول

شہور	اسباق عربی			مستحق تصنیف و تعلیل	ریاضی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم				
۱	میزان			لغشہ مقدماتی و قواعد	پیرامیٹرز	ماطر و کچا	کیفیت
۲			درجہ اول		حاجۃ الاسلام	نصف عربی	کیفیت
۳	نقشب	نحو میر معانی			کافہ	نقشب عربی	کیفیت
۴						اور کما میں کما	کیفیت
۵	صرف نیر					ترقی ہوئی۔	کیفیت
۶						۲	کیفیت
۷	قاعدہ نسبت					یہ ہدایت رسال	کیفیت
۸						اول تا ختم سال	کیفیت
۹						ہفتم کمال سمجھی	کیفیت
						جھاوے۔	کیفیت
							کیفیت
							کیفیت

۱۲۔ عودۃ العلماء چھوٹے چھوٹے یہ رسالے تالیف کیا جائیں گے عربی اسماء معاد اور مختصر فقہ کے لیے ہیں ۱۲

ابتداء کے سال دوم

شہور	اسباق عربی			ریاضی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم			
۱	دروس الادب	"	میزان منطق	"	میکلن ریڈنیز	اول نصف سال
۲	"	"	"	"	تاضفیہ	انگریزی کا صرف
۳	"	"	"	"	نصف کاپی نمبر	ثانی ہوا در نصف
۴	شرح ماتر عامل	پارہ نمبر یک	"	"	۴، ۵، ۶	آخر میں دو نمبر ہفت
۵	"	"	"	"	"	پس لکائی ہی کیا
۶	"	"	علم البصیغہ	"	"	"
۷	"	کبری	"	"	"	"
۸	ہدایۃ النحو	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

ابتداء کے سال سوم

شہور	اسباق عربی			ریاضی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم			
۱	قدوری	"	شرح تنزیہ	کسو جامع جلد	میکلن ریڈنیز	اس سال میں ہر
۲	"	"	"	سوالات و کسور	تاضفیہ	ہفت میں ایک
۳	"	"	"	اعشاریہ نمک	پیشکش حصہ	پیشکش نمک لکائی
۴	"	"	"	"	تسلیہ گرام	میں ہوا کس نمک
۵	"	مفصل عشری	"	"	حصہ اول کاپی	روزہ لکائی رنگ
۶	سراجی	"	"	"	نمبر ۷ و ۸	ہر دو حصہ دو نمبر
۷	"	"	مجموع الادب	"	"	دن کا بیان کاپی
۸	اخوان الصفا	"	"	"	"	جاویں بسط حال
۹	"	"	"	"	"	چندم و چہم ہی

۱۲ تصنیف مفتی عنایت احمد صاحب صرف میں نہایت مکمل اور واضح کتاب ہر ۱۲

۱۳ یہ کتاب امام فن جارا مندر عشری کی تصنیف اور علم نحویں جامع کتاب ہر ۱۲

متوسط سال اول

کتاب	اسباق عربی	الاساطور عربی	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	اول	دوم	سوم	مکملین پیرینہ مطابق سال سوم	کیفیت
۲	ایض المساک	شرح وقایع اول	دول العرب	مغزوہ اربعہ	مکملین پیرینہ مطابق سال سوم
۳	"	"	"	"	"
۴	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"
۶	"	"	"	"	"
۷	"	"	"	"	"
۸	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"

متوسط سال دوم

کتاب	اسباق عربی	الاساطور عربی	ریاضی	انگریزی	کیفیت
۱	اول	دوم	سوم	مکملین پیرینہ مطابق سال سوم	کیفیت
۲	ایض المساک	شرح وقایع اول	دول العرب	مغزوہ اربعہ	مکملین پیرینہ مطابق سال سوم
۳	"	"	"	"	"
۴	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"
۶	"	"	"	"	"
۷	"	"	"	"	"
۸	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"

۱۔ کتاب علامہ جمال الدین بن مسکن کی تصنیف ہے۔ علامہ کے نام و سال حقیقی طرز کے لئے ہیں جاہلیت کے اشعار، اکثر ستر سال کی
 حیات لطیف اور اکثر دین سال درج ہیں۔ ۲۔ علامہ طوطی خرب مصری کی تصنیف ہے جاہلیت اور ابتدائی اسلام و نبوت کی مختصر تاریخ
 علامہ احمد زماں مصری اس کتاب کے مصنف ہیں اس میں مسائل کلامی اور اصول اشعر کے بحث سے مشابہ ہیں۔ ۳۔ امام فخر الدین
 رازی کی تصنیف اور مشہور کتاب ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی کی اصول فقہ میں ستر ستر ۱۲۔

متوسط سال سوم

نمبر	اسباق عربی			مضبوط عربی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم			
۱	الحجۃ القرآن	توضیح	کلام اللہ	نصف اول ریڈیو پڑھا صفحہ ۸	انگریزی	اس سال میں ہفتے میں ایک گھنٹہ روزانہ پڑھا جائے گا جو -
۲	"	"	"	نصف دوم گرامر حصہ سوم تمام کماؤں	"	اور ہفتے میں چار دن گرامر اور دو دن ترجمہ و حدیث میں لکھن مشق کر رہا ہو -
۳	بقراءت العبرہ	"	"	نصف اول ریڈیو پڑھا صفحہ ۱۵	"	"
۴	"	"	"	"	"	"
۵	"	حماہ	ایک شمشیر حکم میں	"	"	"
۶	"	"	"	"	"	"
۷	"	"	"	"	"	"
۸	تقریر	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

متوسط سال چہارم

نمبر	اسباق عربی			مضبوط عربی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم			
۱	سلم العلوم	دلائل الحجاز	ہدایہ ربع راج	سبعہ مطلقہ	نام ریڈیو اسکول پڑھا صفحہ ۸	حسب ہدایت سال ششم
۲	"	"	"	"	نصف اول ریڈیو پڑھا صفحہ ۱۵	"
۳	"	"	"	"	نصف دوم گرامر حصہ سوم تمام کماؤں	"
۴	کلام نصف آخر	"	"	"	نصف اول ریڈیو پڑھا صفحہ ۱۵	"
۵	"	"	"	"	نصف دوم گرامر حصہ سوم تمام کماؤں	"
۶	حجۃ البالیغۃ	درہ الاولیاء	سیدہ زینب علیہا السلام	"	نصف اول ریڈیو پڑھا صفحہ ۱۵	"
۷	"	"	"	"	نصف دوم گرامر حصہ سوم تمام کماؤں	"
۸	"	"	"	"	نصف اول ریڈیو پڑھا صفحہ ۱۵	"
۹	کشف الاولیاء	"	"	"	نصف دوم گرامر حصہ سوم تمام کماؤں	"

سلفہ ترضی امام ابو بکر باطلانی کی تصنیف کی اس جگہ اجماع قرآن سے بحث ہو عربی کے لغت کا نام ہے موقع میں مشن کر کے دیکھ لیا ہو گا قرآن کے مقابل میں اس کی حیثیت یہ جگہ اجماع کے باوجود اس کے لیے اجماع سبیل کو جدا جدا عنوان قائم کر کے دیکھا جائے گا اس خاص عنوان میں قرآن مجید کو اسے مطلب اسلوب بیان طرز ادا میں یہ تفویض ہے ۱۲ ص ۱۲ امام قاضی زادہ زین الدین قرن سلمان سادہ کی تصنیف و تفسیر میں اس کی تفسیر میں طرز بیان سبیل درج کیا ہوا ہے یہ کتاب الدین مقبول صاحب علیہ الاشراف کے یہ کتاب پڑھی اور اس کے درج میں ہے ۱۲ ص ۱۲ اس کتاب کے مصنف امام الغنی علیہ السلام ہیں یہ کتاب چھ جلدوں میں ہے یہ کتاب کے معانی و بیان کے سال مضبوط ہے اس میں اس کے تصانیف کا بھی ماضی ہے ۱۲ ص ۱۲ اس کے مصنف سید ابن کلبین ہیں جو کو عالم السعدی نے مکمل کیا ہے - جدید طبیعات اور سائنس کو عربی زبان میں لکھ لکھا ہے - آلات کی اپنے اپنے مقام میں تصویریں و علوم جدیدہ کی واقفیت کے واسطے یہ کتاب کافی ہے علامہ قداد بن جعفر کی عربی میں اہلی

متوسط سائنس

ردیف	اسباق عربی			مضمون لکھنی عربی	انگریزی	انگریزی	کیفیت
	اول	دوم	سوم				
۱	ہدایہ ربیع الثانی	تفسیر بیضاوی	بخاری شریف	"	ٹام برادون اسکول ڈیزجمن	حسب ہدایت	
۲	"	"	"	"	ٹول گراؤ مصنفہ مسٹر لسنیلہ ڈیزجمن	سال ششم	
۳	"	"	"	"	ٹول لسن گراسر از مصنفہ مسٹر ڈیزجمن		
۴	"	ترجمہ شریف	"	نقد الشعراء	پوٹری مولفہ مسٹر کونن ڈاؤن ختم		
۵	شرح طراز الشرق	"	"	"	کارڈ لسن انالیسیس پاردنگ ختم		
۶	"	"	"	"	کمپوزیشن		
۷	"	"	"	ہدایت جدیدہ			
۸	"	"	"	"			
۹	"	"	"	"			

۱۔ حکمت اشراقیہ کے شیخ اور امام شیخ مقبول سہروردی کی کتاب حکمت الاشراق کی تلامذہ شرح پر شرح علامہ قطب الدین ٹیلواری ہیں گو یہ کتاب ارسطو کے فلسفہ کے مقابل اور ردی لیکن اسوقت بھی اسکی شہرت اور مقبولیت تھی جبکہ ارسطو کا فلسفہ مقبولیت عام رکھتا تھا۔ ۱۲

لیکن رپورٹ میں دارالعلوم کی جن خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، انکا علمی تجربہ اسوقت تک نہیں ہو سکتا تھا جب تک دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تعلیم و تربیت کے چند نمونے قوم کے سامنے پیش نہ کیے جاویں۔

دارالعلوم کو دیگر مدارس عربیہ پر اگرچہ متعدد حیثیتوں سے امتیاز حاصل ہے، لیکن ان تمام خصوصیات میں اکثر ایسی ہیں، جنکا نمونہ فوری طور پر قوم کو نہیں دکھایا جاسکتا، قوم کو انکا علمی تجربہ اسوقت ہوگا جب طلباء دارالعلوم ملک کے ہر گوشے میں پہل کر قومی اور مذہبی خدمات میں مصروف ہو سکیں، لیکن بعض خصوصیات اس قسم کی ہیں، جنکو قوم اور بالخصوص علماء کے سامنے ظاہر کیا جاسکتا ہے، ادب اور عرصہ

کمال اور ملکہ تفریر و تحریر ہی اسی قسم کی خصوصیات میں ہی، عام مدارس عربیہ میں ادب اور انشا پر وادی کے ساتھ جو بے اعتنائی کی جاتی ہے، اب اگرچہ اسکا عام احساس ہو رہا ہے، لیکن دارالعلوم ندوۃ العلماء نے سب سے پہلے اسکی طرف توجہ کی اور ادب اور عربیت کو اپنے نصاب تعلیم کا لازمی اور ضروری جزو قرار دیا۔ اس بنا پر طلباء دارالعلوم کو دوسرے مدارس کے طلباء پر اس باب میں ایک بدیہی امتیاز حاصل ہے۔ اس بنا پر مولانا شبلی صاحب نے رپورٹ کے پیش کرنے کے بعد تحریک کی کہ جو طلباء اس موقع پر موجود ہیں، ادب اور انشا پر دہائی میں انکا امتحان لے لیا جائے تاکہ اس امتحان کے ذریعے سے رپورٹ کی عملی تصدیق ہو جائے چنانچہ پہلے چند طلباء کا تحریر میں امتحان ہوا، اور ایک صاحب نے مضمون دیا کہ ارباب دہلی نے ندوۃ العلماء کو بصطرح و غوث دی، اور جس وسیع پیمانے شرکاء جلسہ کی ممانداری کی یہ طلباء اسکا حال تفصیل کے ساتھ لکھیں اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں یوں تو عام طور پر فنون عربیہ کی کساد بازاری ہے، لیکن جن لوگوں کو اسکا شوق ہے، وہ بھی زیادہ تر خیالی مضامین میں اپنا زور قلم صرف کرتے ہیں، واقعتاً کی طرف توجہ نہیں کرتے، جسکا نتیجہ یہ ہے کہ باغ و بہار اور فرضی قصوں کو تو وہ نہایت خوبی کے ساتھ لکھ سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی حقیقی واقعہ دے دیا جاوے تو انکا زور قلم بالکل بیکار ہو جاتا ہے، دارالعلوم نے اس کمی کی طرف سب سے پہلے توجہ کی، اور طلباء کو واقعہ نگاری کا طریقہ بتایا، یہ مضمون جو طلباء کی مشق تحریر کے امتحان کے لیے دیا گیا تھا ایک خشک واقعہ تھا۔ اس بنا پر اس میں عام طور پر انشا پر دہائی کا زور نہیں دیکھایا جاسکتا تھا، لیکن چونکہ ان طلباء کو خاص طور پر واقعہ نگاری کی تعلیم دی گئی تھی، اسلئے انہوں نے نہایت جرسنگی اور روانی کے ساتھ مہنٹ کے عرصہ میں ان واقعات کو لکھ کر سنا دیا، چنانچہ بطور نمونہ کے اس موقع پر ہم بعض تحریر نمونہ

کرتے ہیں،

لقد شخصنا نحن معاشرا الطلبة الى هذا البلد الذي طارصيته وبعد ذكره حتى
طبق الحائقين لالنبية الفخيم وحصوله المنيفه وقصوره الشاخصة ثم لكونه معان
العلم ومطلع شمس وينوعه وانما قصدنا هذا البلد الطيب لتجمع نحن معاشرا المسلمين
علما حكمهم وحكامهم ووجوههم الذين يوصفون بسدادة الراى ومصادرة العقل
والذين قلوبهم منعمة غيرة ونشاطا وتمتد اول البحث عن شان الامة ونقصر عن
عوامل الهبوط ونصرف الانظار الى امة المسلمين واسرهم من جعل ضرب رواقه فقر
بلغ منهم مبلغه ومناذرة ومقاطعة حلت عرهم وقطعت رباطهم فخرنا وهبطنا
هذا البلد ولما وصلنا الى خبة اهله اكرمونا بما يليق بنا واخترنا كما لا نمنا والالا
لوالناجا بنهم وضعوا لنا اطعمة لذيدة وافرد والنا بنا نجما -

(عبد الواجد متعلم درجہ تکمیل)

امرنا في هذه الساعة بان نضرب انف الكتاب وعينها ونقلب ظهرها وبطنها
على ما شفقنا ما وقع في هذا الاحتفال السنوى الكائن في هذه البلدة الطيبة المذكورة
بهذه من خطب مسهبة رائقة وكلمات و ماثر موقنة لا فاضل ارتفعت اذكارهم
وطارصيتهم بساير البقاع والاهمقاع في رموزات المسلمين وشعب اصداهم
المنفقرة على مواضع شتى ومباحث مختلفة ولكنه قبل ان نثل لهذا الواجب شغوى
الى ان نتلع اعناقنا الى اهدائنا اليك تشكرات زكيات وتسليمات فانقات و
حیات مليات خلصت اعجازها وعرانيتها وصفت موارد رها لافكم
من الشرحت بهم صدر لنا وارتفعت بهم اذكارنا لزيارة هياكم الجميل
بعد تجشم شفات شامعة ومسافات نازقة كيف الا ذلك وانكم من متعلم درجہ تکمیل

من الخصائص التي اورثناها آبا ونا الاولون اكرام الضيوف ولما هم بطلاقة
الوجه، فمن راجع الى اشعار العرب وما اثرهم وادابهم وستفهم جيداً ان العرب
كانت ارحب صدر واسطيد اذ رخي عناناً في هذا الزمان لان فقيرهم وغنيهم
كلهم ليتاثر الضيوف على نفسه ويؤثرهم على ابنائه وافرأئيه ولكن لما قلب الله
ظهر المحن ولعبت بناحدثان الزمان فقد ناهذه المرتبة التي امتازت بها الامة
العربية التي وثبتت فيها ابد اننا سبنا ورحا وقرابة ولكن قام اهل دهلي في هذا
الزمان الاحياء هذا السنة العتيقة التي كانت ميتة منذ زمن قد يصحح معاش
الطبلاء والعلماء معترفون بفضلهم الجمل لانهم طلبوا من الديار الشاسعة
والبلاد النازحة فلقوا بطلاقة الوجه...

(عبد السلام متعلم درجہ تکمیل)

اسکے بعد تقریر کا امتحان ہوا یہ امتحان ایک طرف تو بہ نسبت تحریر کے بہت زیادہ
سخت تھا، دوسری طرف ہندوستان میں فنون ادیبہ کی ترقی کا بیاعنہ ان تمام دنیا
میں ہر زبان کی تعلیم حاصل کرنیکا یہ نتیجہ سمجھا جاتا ہے کہ طلبہ کو اس زبان میں تقریر و تحریر کی
قابلیت حاصل ہو، لیکن اس زمانہ میں صرف عربی تعلیم کو یہ عجیب و غریب خصوصیت
حاصل ہے کہ بڑے بڑے علماء اس میں معمولی طور پر گفتگو بھی نہیں کر سکتے، لیکن ہندوستان
دارالعلوم ندوۃ العلماء پہلا مدرسہ ہے، جس نے اس خاموشی کی مہ کو توڑا اور ایسے متعدد
طلباء تیار کیے جو عربی زبان میں بہ نسبت تقریر کر سکتے ہیں، چنانچہ عام خواہش کی بنا پر عبد الوہاب
نامی ایک طالب العلم جس کی تحریر کا نمونہ اوپر گزر چکا ہے کڑا ہوا، اور نہایت جہتگی اور
طاقت کے ساتھ فصیح و بلیغ عربی میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ضرورت اور اس کے مقاصد
پر ایک طولانی خط لکھا جو حسب ذیل ہے۔

القائم عبد الواحد في الاختقال استولذة العلماء

الحمد لله والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين وبعد
فقد وجدت مكان القول نسختاً فان وجدت لساناً نطقاً فقل

أيها السادة ! ان المائل بين ايدىكم احد المتعلمين في دار العلوم لنذرة العلماء والستين
في روضتها العلمية والراقيين في مراقبها الادبية فالعلاق بينه وبينها احصن وامن
منها بينه وبين نذرة العلماء والقرىب احق بالاعتناء بامر والقبال على شأنه فلنقف
دار علومنا العزيزة على بساط البحث ولنشتف اذا استكم الشرفية بكله وجيزة لنسرحها
أيها السادة ! الاقوة لامة الانجم الايدى والتشابك بين افرادها والايام بين
اعضاؤها كما هو مشاهد معلوم عند كل من لم ينظر في شؤون الامم العابرة والمعاصرة
ولنزيد نكم بياناً لضرب مثل مبين ظاهرة معظم باطنه -

أيها السادة ! هذا المرشاء الذي يفتخر به التجال المضعفة من الطوى البيعة الفقير
ممن من خيوط كتات كل واحد منها لا يحمل عبير الدول الا انه لما ضم بعضها الى بعض فابر
واحكم ابرامها فعمل ما حمل وما ذاك الاثرة المقنم وكفى بذات شاهداً -
الى الله في البشر الان يكون لكل سبب مسبباً لكل عمل باعثاً فلا حرم من عبث
على الوفاق والوئام وهذا الباعث هو الذي ندعوه بالرابطة والجامعة -

ولا غم اذا قيل ان قوام هذا الرابطة وعمادها الجمانه والاتحاد نسباً كان اد
حرفته ووطناً ومذهباً فرابطة القباثل مثلاً هو اتحاد الجد رابطة اهل الصل
الاتحاد نوع الحرفة والصناعة ورابطة الامة الاتحاد الوطن (هذا على الاغلب) ورا^{بطة}

ارباب العلوم واصحاب الشرائع اتحاد نوع العلوم والشرعية فانك ترى لكل واحد
من هؤلاء حزباً متماسكين متحدين في امر مختلفين في امر آخر -

ايها السادة ! مكان الالم مختلف في الواجهم وازايهم ولعاقهم وعوايدهم كذلك
تختلف في روابطهم فمن امة ترتبط برابط الوطن واخرى باتحاد الجرد وثالثه
باتحاد الديانة الى اخره الاضراب التي قد مضى تفصيلها والاهم تحافظ على رابطها
مهما صغرت في الحقيقة فانها كالنظام للعقد كلما انقطع تناثرت درسه - والرابط عند
الاهم الاورد باوية الوطن وحده وهو اغناهم اخلا - وهم اشد تحافظ عليه
حتى لا يبايون في سبيله بقطع الارحام والمروق من الملل ولعل افلاترى ان
در السلحار - المانيا وجمي وطيس الوغى بينه ما واشتغلت سيرانها وان مساب الود
بين البرطانيه والروسيا كانت منكر مرة فاصفاها الورد تشا ليس هاردنغ مع كون
جميع دول اربا معتقدين بالديانة المسيحية - ومغزى القول ان الرابطة عند اورد
الوطن وحده وان عند المسلمين فرا بطهم ملتزم البيضاء فانك ترى المسلمين مع اتحاد
لعاقهم واقترق اذ ياكلهم واختلاف صورهم وتباعد عوايدهم مساكنهم يخشون تحت
لواء واحد وياون الى كنف واحد الا وهو الاسلام الا وهو الاسلام - ثم
ان المسلمين - لا لواء لهم الا لواء الاسلام ولا كلمة لهم ماعد اكلهمته فاذا اهرق
اذ اقبل ان اسلامنا لا غير هو ملاك كوننا امة واحدة وعبدية ودينوع وانه
امتن الروابط واثق العربى وبالددين رابطة فانه كيف يجتهد الزمان بنى آدم في
ساحته واحدة تحت راية واحدة يوزون به على صلوات الرحمه واذا امر النسب
ودشاج الوطن، وعلا ثق الود وان له قدح اعلى ودين اعلى في تاليف الاشتات

والمواخاة بين الاصدقاء ونظم اخلاط الزمر في سلك خاص على ترتيب خاص - و
 لا سبيل الى تأسيس بنيان المسلمين وتشيد اركانه وتأييد قواعده بعد انقضاء
 هذه العزة ولا اخذ ام هذه الرابطة فاذا لا يحصر من لها ^{قطة} على الدين وله خطتان
 اولهما تكثر سواده وتوسيع نطاقه وباسهها حميه والذب عن بيضته وثمره الاول
 استفحال الشوكه المسلمين واستنداد سلطانهم وثمره الثانية عدم خلع المؤمنين ^{السلطان} بن
 عن اغناقتهم والارتداد عنه والحق بالكفار -

ايها السادة ! لا ينبغي ان بتوزيع العمل تخف المونة وتتعد الاعمال
 على اكل وجد واحسن حال وهو من اهم عوامل النجاح لا دروباني مساعيها الادبيه
 والعلميه فان عندهم كل عمل رجال تخوضون في غمار العمل المناط بهم ويفكرون في امره
 اناء الليل والنهار ويقومون به فيفزعون توسع في سبيله فيخي اعقابهم من ثمره
 الياغ فاذا اجرم للمحافظة على الدين من عصابة تشتر عن ساق الجدد وتحسر عن
 ذراع وتفرع للملة وينقطع اليها عناءها

بينما كان مسلموا الهند قد انقضت خد متهم وانثقت عصاهم وانخفضت
 راية علومهم اذ انقضت فيهم عصا من العلماء ذوي العقول الراجحة والافكار
 الثاقبه والهمم البعيدة قد بدروا في امرها ونفروا عن عوائل سرعنا اولهم الى
 الجمل والشقاق والذل وبعد طول البحث والتفكير تبين لهم ان سب ذلك فقار
 المسلمين قوادا اكفاء لهذا المنصب الخطير فان حملة دينهم وحكام نفوسهم
 وهداة ملتزم قد تكثر اعمالهم وصاق نطاق علمهم فسدت اخلاقهم وقلقل

حكيما العرب الاخوه الاودي هـ

لا یصلح القوم فوضی لاسرارة لهم : ولا سرارة اذا جہا لهم سادوا

اجعت علی تاسیس مدرستہ برائے فیما امرین (۱) حسن التعلیم (۲) حسن التزیہ اما الاول
فالبیبل بیہ شجب نوعین من المعلمین صامت وناطق۔ اما المعلم الصامت فقولکب القداما
الطائفہ بمسائل الفن الشریفہ وقد نظم القائمون بامر مدرستنا الغریبہ فی سلسلۃ الامحہ
التعلیم عوضاً عن الکتاب المشعوبۃ بالمباحث النافذۃ التي لا طائل تحتها الا الجدل الالمک
واما المعلم الناطق ففوجاً من فحول علما الهند و اساطینہم ومن زار مدرستنا الغریبہ
یرى ساحتها غاصد بفرسان جہادین العلماء البیبل اللغۃ فیما نشاء دار اقامۃ للتعلیم
فی المدرسہ کی یسهل علی الرقیب مراقبہ اعمالہم وخلقہم ویربہم علی تربیۃ سلا
صحیحۃ ویرشہم خیر الکفاء لعل الدین قد خرجه کلاً المشرعین من حیز العقوۃ الی عالم الفعل
و بلعاً ما بلعاً۔

ایہا السادۃ ! کلا رب فی ان مدرستنا ہذا ایا وخصائص قد بدعت بہا علی امثالہا
انہ طبق الخافقین فکرمہا و طاماشاہدت ہا الامۃ فی المحفلات و علی صحائف صحابہ
الندۃ فلا تطیل القول فی شرحہا۔

ہذا کلمات عدیدہ اختصرتہا حرصاً علی الایجاز و ہا انا طوی ما نشرہ و نختصر
الکلام بالسلام فاند مسک الختام۔

ان تقریروں اور تحریروں کا جو عام اثر ہوا اسکو ہم ایک مناسب موقع پر لکھینگے
لیکن علماء جو اس قسم کی تقریروں کے خاص طور پر مخاطب ہو سکتے تھے، ان کی یہ حالت تھی
کہ وجدیں اگر جھومتے تھے، اور انکی زبان سے بیاختہ تحقیر آمیز کلمات بلند ہوتے
تھے،

دارالعلوم ندوۃ العلماء، اگرچہ اس قسم کے امتحانوں میں ہمیشہ پورا اترتا رہا، پھر بھی غمان کی زبان بند نہیں ہوئی، جو لوگ ندوۃ العلماء کی ہر چیز کو تنقید سے گذر کر خالصانہ نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں، وہ اگرچہ طلباء کی ادبی قابلیت پر کسی قسم کا حرف نہیں کھ سکتے، تاہم اب وہ اس پردے میں اعتراض کرتے ہیں، کہ دارالعلوم میں صرف ادب اور عربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، اور علوم دینیہ کی طرف خاص طور پر توجہ نہیں کی جاتی، اس بنا پر ضرور تھا کہ طلباء کی ذہنی تعلیم و تربیت کا نمونہ بھی قوم کو دکھایا جاوے، اسکے لیے درجہ کبیل کا ایک طالب العلم علم کلام کے متعلق تقریر کرنے کے لیے تیار تھا، لیکن موجودہ حالات کے لحاظ۔ اور ایمان بھاول پور کی خواہش سے ہوشیار پور کا ایک طالب العلم سید امجد حسین نامی پیش کیا گیا، جسے سیکنڈ لیگنٹ بجائے انگریزی زبان کی سنسکرت لی ہے، چنانچہ اسے کڑے ہو کر بانشا زبان میں مذہب اسلام کے متعلق ایک تقریر کی جو حسب ذیل ہے:

تقریر سید امجد حسین طالب العلم ہوشیار پور

(شرعی کنیش آئے منہ)

پریشیت پور شو اس سہ میں آپ کے سمکھ اسلے اوسپتت ہوا ہوں کہ یہ آپ کا آئینے سہ اپنے دیا کیان و وار اگر بن کروں نیز میں آپ سے کہتن کروں کہ ہمارا مذہب اسلام کما تک ستے ہے۔ اور اینے متوں کے آپے کشا اس میں کیا اوتم تاہی یدی پی یہ شے اتی گر وہے اور اس میں آتی دور و رشتیا کی آدشیکتا ہے۔ تہا پی میں اپنی یوگیتا آدسا اس پر کچھ ہوا پ کہتن کروں لگا میں اس سہ جس ہاشا میں کہتن کر رہا ہوں۔ سب سے

پر قہم میں اُسی بھاشنکے متا نو بانیوں کے ساتھ اُنکے کئی پے نیموں کو اپنی درشتی کو چر کر کے اسلامی دہرم کے ساتھ سلنے کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اچت تمام ہو منڈل کے مسلمانوں پر یہ دوت ہر۔ کہ مسلمانوں کے دشو اس یکے تین ہی چار نیموں پر ہیں۔

اٹھات پر مات متو۔ اُسکی کپولتا۔ اوتا زتا۔ اور پرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوؤں کا نون سماج ارنات آریا سماج تقریباً اپنے سوچ و چار سے ہمارے اسلامی مسائل کی اور وہ بیان دیتا جاتا ہے۔ چنانچہ ایشور اور اسکی سن سے ایکھا کا اوہن ہو گیا ہے، پرتو پر ہی ادھیا دہی بعض مسائل میں دُرڑہ دی، دودھی ہے۔ اور سرد سن گینتا کے سٹھ ایک پرے کا مسئلہ بھی ہے۔ مسلمانوں کا یہ وچار ہے۔ بلکہ درہ دشو اش بھی ہے اور تہا تہ بھی یہی ہے کہ سمپورن سنسار میں ایک سے وہ آگامی ہے۔ کہ یہ سمپورن نروج ہو جاو لگا اور منشت وستونپہ و سترت کی جائیگی اور سرد شکیتان پر مانا کے سنگھ اُنکے کرموں کا پہل دیا جاگا پرتو ہمارے سماجی بہا تر گن اسکے اُس سیوی کاری ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ سنسار سدی

دور تماں رہیگا اور منشتونکے کرموں کا بھی پہل دیا جاو لگا۔ اس پر کار سے کے منشت اپنی سمپورن جیون میں جو اچا کرم کر لگا۔ اور دش کرموں سے ربت ہو گا پرے کے بعد اُسکا جیو منشتونکے شر میں آو لگا۔ جو سشتی ماتر میں سب اوتہم ہیں۔ لیکن اگر اپنی جیوں ماتر میں سو کرم کی آپیکشا دش کرم اکثر کہتے ہیں۔ اور اُسکو مارک دیے کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ تو شر برانت میں اُسکا جیو منشت پشویں پردیش ہو گا جو کہ سنسار میں سب سے نیچ سرشتی ہے۔ اور سو یونکے لیے اس جیون میں پڑا رہیگا۔

ماشیو جس قسم کا خیال پراور بہاؤ کیا گیا ہے دے دانت کی درشتی سے بھی اگر ٹھایا جائے کیوں ایک ساوہارن درشتی کی جاوے۔ تو پہلی بات جو آپ کی درشتی میں

آویگی وہ یہ ہوگی۔ کہ میٹھے جب دُش کرم کے کسی اسنے شر میں آتا ہی تو انکی دُش میں
 پور دُش کرم کا وٹا اس شر میں ملنے سے کیا جاتا ہی اسی واسطے کسی سے پُش
 سے اس پر کار کے کرم ہوتے ہیں جنکا سمبندہ صرف میٹھوں سے ہوتا ہی ،
 اور نیز میٹھے ہی چونکہ کئی شر میں بدلا ہوتا ہی۔ ایسلے اُس میں ہی بعض ایسی باتیں پائی جاتی
 ہیں جنکا سمبندہ و شبستلے پشوں سے ہوتا ہی اس بنا پر یہ صاف طور پر وہی رودہ
 پڑتا ہے۔ کہ میٹھے اپنے جیون میں بڑا ہی دُشٹ۔ چور۔ لمپٹ۔ پرورد باری۔ ہوتا ہی
 ابی پر لے ہی کہ سمپورن سنسار کے دُشٹ سو بہاؤ میں درت مان ہو۔ اور جب وہ
 منشی اُنکو تیاگ کر اپنے دُش کرمونکے کارن کسی اپنے پشتو کی یون میں آجائے۔ تو
 چور و کت نیجا اُنسار اُسکو یہ بات ہونی چاہئے۔ حالانکہ سنسار میں کوئی ایسا اوہ نہت پُش
 جو ان دُشٹ بہاؤ و صفات مذمومہ کے ساتھ متصف ہو نہیں پایا جاتا۔ ایسلے ابک گونہ باوجود
 بے بضاعتی اور کم علمی کے میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ نئے کرم سیتا رتھ میں
 اشدہ ہی۔ اور ایک نژاد بار و چار ہی پر تم پر تم کسی ایک میٹھے نے کسی منیا گانی پر اسکو
 سوی کا کیا تھا اور اب انکے سنتانوں نے تقلیداً باوجود اپور دُش استرا تھ اُس
 پر درتہاں ہونیکے اُسکی تین کرتے ہیں اور اُسکے پران لے کرنے میں تینا مشکتی ات
 جینت او پوت اور پران دانگ کرتے ہیں۔ پرنگ میں آتی دہونی سے کتا ہوں
 اور دُنکے کی چوٹ کتا ہوں۔ کہ یہ ایک اشدہ نئے کرم ہی اور سمپورن اشدہ ہی۔ کنتو ایک
 دن نچے تیا دُش آئیوالا ہی کہ سمپورن سنسار ایک اہرم پار دی دیوگ اور نرکار کے
 سمکھ نہت شر ہوگی۔ اور جزا اور سزائے کرمونکے سو رگ اور نرگ ہونگے ،

یہ تقریر مذہبی معلومات، اور بہاشا و سنسکرت کے الفاظ سے اس قدر معمور تھی، اور وہ طالب العلم ان الفاظ کو اس صحت و فلاح، اور دنیا کی کے ساتھ اور اگر تاہم عام طور پر یہ کتاب میں نہیں آسکتا تھا کہ کوئی مسلمان طالب العلم ہی سنسکرت و بہاشا کے الفاظ کو اس صفا اور صحت کیساتھ ادا کر سکتا ہو، اس بنا پر بعض لوگوں کے دل میں اس کی قومیت کے متعلق شبہ پیدا ہوا، اور اس شبہ کے دفع کرنے کے لیے انہوں نے خواہش کی کہ اس طالب العلم سے قرآن مجید ہی پڑھوایا جاوے، لیکن انکی اس بدگمانی نے اس کی تقریر کے اثر کو اور بھی دو بالا کر دیا، اور اسے سورہ الرحمن کا پہلا رکوع، اس خوش آہنگی کے ساتھ پڑھا کہ تمام جلسہ و جلس آگیا، اور جن صاحب نے قرآن خوانی کی تحریک کی تھی، انہوں نے متاثر ہو کر خود ایک رقم اس طالب العلم کو انعام میں عطا فرمائی، اور وعدہ فرمایا کہ جو طالب العلم قرآن خوانی میں اول آئیگا اسکو میں ہمیشہ یہ رقم سالانہ دیتا رہوں گا، چنانچہ ہم اس کی تعداد چندہ کی فہرست میں درج کرینگے،

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ابتدائی سے بطور زبان ثانی کے انگریزی تعلیم جاری ہو، اور اب گورنمنٹ کی توجہ نے اس صیغہ کو اور بھی باقاعدہ، منظم اور مستحکم کر دیا ہو، اس بنا پر چند طلباء انگریزی زبان میں بھی کچھ بولنے کے لیے تیار تھے، لیکن خارجی طور پر معلوم ہوا تھا کہ دہلی کی قدامت پسند جماعت ایک عربی مدرسے طالب علموں کی زبان سے انگریزی الفاظ سننا پسند نہ کرے گی، اس بنا پر مولانا شبلی نعمانی نے، جب یہ خیال جلیس ظاہر کیا، تو ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں، اور لوگوں نے نہایت بے تعصبی کے کھٹا بعض طلباء کو انگریزی زبان میں تقریر کرنے کی اجازت دی، چنانچہ سید محمد، اور عبدالحی نامی دو طالب علموں نے مذہب اسلام کے متعلق انگریزی میں تقریریں کیں، ان تقریروں

میں اگرچہ صحتِ نجلج، اور انشا پر دازی کے لحاظ سے بہت کچھ خامیاں نہیں، جنکو ریکارڈ کرتے وقت شیخ بعد القادر صاحب پر سطر نے ظاہر کر دیا، تاہم جب انکو معلوم ہوا کہ ریفر ایک سال کی باقاعدہ تعلیم کا نتیجہ ہے، تو انہوں نے اس تعلیم کے مستقبل کی نسبت اپنا اطمینان ظاہر فرمایا۔ ابھی تک اگرچہ کسی قسم کے چندہ کی تحریک نہیں کی گئی تھی، لیکن چونکہ طلباء کی تقریر و تحریر سے لوگ متاثر ہو چکے تھے، اس بنا پر خود بخود چندہ کی تحریک شروع ہو گئی، اور چاروں طرف سے روپے کی بارش ہونے لگی، اس موقع پر یاد رکھنا چاہئے کہ عام طور پر لوگوں نے طلباء کے انعام، و آرا لاقامہ کی تعمیر، اور اشاعت اسلام کے متعلق چندے دیئے، اور یہ تمام چیزیں صرف دارالعلوم سے تعلق رکھتی ہیں اس بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ جو کچھ چندہ ہوا، وہ تمام تر طلباء کی لیاقت اور قابلیت کا نتیجہ تھا، لوگ جس جوش اور خلوص کے ساتھ روپے دیتے تھے، اُسکی تصویر قلم کے ذریعہ سے کھینچی مشکل ہے، البتہ بعض واقعات کے ذریعے سے اسکا اندازہ کیا جاسکتا ہے، سید امجد حسین نے جس ہرنگی کیساتھ ہاشا میں تقریر کی اُسکے صلہ میں اگرچہ متعدد درفیس نقد روپیہ کی صورت میں پیش کی گئیں لیکن اُسکے علاوہ جوش کی حالت میں چند بزرگوں نے دوسرے طریقے سے بھی اس تقریر کی خوبی کا اعتراف کیا، اعیان ہاول پور میں سے متعدد اصحاب نے جیب سے نکال کر اپنی گڑیاں اُسکی جیب میں ڈال دیں، خواجہ عبدالصمد صاحب لکڑوڑیس کشمیر نے ایک توتیٰ متعہ اُسکے سینہ پر آدیزاں کیا، اور اس سلسلہ میں جو چیز اس طالب العلم کے لیے سب سے زیادہ قابلِ فخر ہو سکتی ہے، وہ مولانا شبلی نعمانی کی وہ عجاہی، جو انہوں نے اپنے بدن سے اتار کر خود اپنے ہاتھ سے اُسکو پہنایا تھا۔ لیکن اس موقع پر جو بات خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے، اور جس سے دارالعلوم کی تربیت کا اندازہ ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ طلباء کے انعام

میں جو رقم جمع ہوئی تھی اسکو طلبانے باوجود اصرار کے لیسنار گوارا نہیں کیا، اور نہایت فراخ دلی کیساتھ اسکو دارالعلوم کے صیغہ تعمیر میں جمع کرویا چنانچہ ان تمام چندوں کی فصل فرست رپورٹ کے آخر میں درج ہے۔

اسی سلسلہ میں مولوی سید احمد صاحب علوی بہاولپوری کی جانب سے ایک عجیب و غریب قرآن مجید ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کے لیے وقف کیا گیا، اس قرآن مجید پر ۱۲۶۷ھ سے ۲۵ شعبان ۱۲۷۷ھ تک ۷۰۰۰ ختم کیے گئے ہیں اور اسپر موٹن الملک علاء الدین محمد ہادی معصراں نصیری بہاولنصرت جنگ کے دستخط ثبت ہیں، چنانچہ اسکے متعلق مولانا بشلی نعمانی نے مولوی سید احمد صاحب علوی کا حسب ذیل خط پڑھ کر سنایا۔

خاکسار اس مبارک تقریب پر ۲۹ پارہ کلام مجید موٹن الملک علاء الدین محمد ہادی معصراں نصیری بہاولنصرت جنگ کے تحت خطی کہ چسپہ ۱۲۶۷ھ و ۲۵ شعبان ۱۲۷۷ھ تک مرشد آباد میں ۷۰۰۰ ختم کیے گئے ہیں اپنے والد بزرگوار جناب مولوی حاجی حکیم محمد شمس الدین صاحب موم سابق کونسلر ریاست بہاول پور کی یادگار میں دارالعلوم ندوہ کو وقف کرتا ہوں براہ مہربانی اسکی رسید بچاؤں،

چنانچہ اس مقدس یادگار کو شرم کار جلسہ نے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا، اور اس کے ذریعے سے ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کی خصوصیات میں ایک جدید خصوصیت کا اضافہ ہوا،

اسی سلسلہ میں ایک اور قابل ذکر چیز پیش کی گئی، یہ مولوی عبد القیوم صاحب ریں

بلاؤ۔ ضلع حصار صوبہ پنجاب کی دختر نیک اختر کے ہاتھ کا کڑا ہوا رومال ہے، جس پر پیل
لوٹونکے ساتھ ذیل کے اشعار بھی جس سے اُسکے مذہبی جوش کا اندازہ ہوتا ہے کڑھے ہوئے
تھے۔

بصالح و زاری کرتی ہے اُمتِ معیارِ ب	ہمارے ان بزرگوں کو سلامت رکھ ساریا رب
یہ سپر قومِ حسنت کے ہیں سایہ گلنِ دامِ	اور انکی کوششیں ہوں بار آور باریا رب
کہ وابستہ ہیں انکے دم سے اپنی ساری اُمیدیں	شکستہ کشتی اپنی کے یہی ہیں ناخدا یارب
الہی کرمد انکی طفیل احمد مرسل	کہ اس جڑے چمن کو پھر گلشنِ دینا یارب
تجلی دین احمد کی بدولت ان کی ہو ایسی	کہ جس سے جائیں پیرِ اعدا کی انکے جہنمِ ہنایا رب
کیں جلدی سے پہرِ تعلیم نسواں پر توجہ ہو	کہ انکے جہل نے سب کامنت کو دیا یارب

یہ رومال ذیل کے خط کے ساتھ پیش کیا گیا جسکو ارکانِ ندوہ نے بخوشی قبول کیا
اور وہ بطور یادگار کے دفترِ نذاتِ العلماء میں محفوظ ہے،
پروگرام کی ترتیب کی بنا پر اگرچہ طلباء کی تحریر و تقریر کے بعد مولوی شیخ محمد صاحب
مدرس دارالعلوم، امروہو مولوی مرغوب احمد صاحب اپنے اپنے عوبی فضاؤں میں اُٹھے، لیکن ان کا ردائیوں میں تمام وقت صرف ہو گیا، ایسے یہ فضاؤں کل کے جلسے
کے لیے اٹھا رکھے گئے، اور نمازِ نظر کے لیے جلسہ خاست کیا گیا،

اجلاس دوم

نمازِ نظر کے بعد دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی، پہلے اجلاس میں
اگرچہ طلباء کی تعلیم و تربیت کا امتحان ہو چکا تھا، تاہم جو حضرات اُس جلسے میں شریک نہ ہو سکے

وہ چشم خود اس منظر کو دیکھنا چاہتے تھے، اس بنا پر جناب صدر انجمن صاحب نے تحریک کی کہ اکثر اصحاب جو پہلے اجلاس میں موجود نہ تھے، طلبہ کی عربی تقریر سنے کے مشتاق ہیں، چنانچہ عبد الواجد طالب العلم کھڑا ہوا، اور عنوان متعین کرنیکی خواہش کی، جلسہ میں تجویز پر پیش ہوئی تھی کہ ندوۃ العلماء اشاعت اسلام کے کام کو مرکزی حیثیت سے انجام دے، اس مناسبت سے اُن لوگوں نے اسی عنوان پر تقریر کرنیکی اجازت دی، اور اُسے نہایت جرسنگی اور روانی کے ساتھ فی البدیہہ اشاعت اسلام پر تقریر کی، سید امداد حسین کی تقریر اور قرآن خوانی نے عام طور پر لوگوں کو گرویدہ کر لیا تھا۔ اس بنا پر عام اصرار سے اُسے بھی بھاکام میں اپنی پہلی تقریر کی، اور قرآن مجید کے ایک کوع کی تلاوت کی، چنانچہ جناب صدر انجمن صاحب نے اعلان کیا کہ جناب کرنل محمد اسماعیل صاحب سیف سابق افغانستان، طلباء کے حسن تقریر کے صلہ میں سورہ پیر غنایت فرماتے ہیں، اسکے بعد جلسہ کی اصل کارروائی شروع ہوئی، پروگرام میں یہ تجویز درج تھی کہ مجلس ندوۃ العلماء اشاعت اسلام کے کام کو مرکزی حیثیت سے شروع کرے، لیکن اشاعت اسلام کے علاوہ مسلمانوں کی سینکڑوں مذہبی ضروریات ہیں جن میں ایک اشاعت اسلام ہی ہے، اس بنا پر ضرور ہو کہ جس انجمن کو اشاعت اسلام کا مرکز قرار دیا جائے وہ ان ضرورتوں کی تمام جزئیات کو محیط ہو، اس بنا پر مولانا شبلی صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ

ندوۃ العلماء مسلمانوں کی تمام مذہبی ضرورتوں کا مرکز قرار دیا جائے اور اسکی شاخیں تمام صوبوں میں قائم کی جائیں،
اور شاہ سلیمان صاحب پہلوانی نے اسکی تائید کی، شاہ صاحب نے اس قسم کے

مرکز کی ضرورت پر تکرار کرتے ہوئے، اختلاف مطالعہ کا ذکر کیا جس پر بھی اتفاق عام نہیں ہوتا، ایسے اگر مسلمان کسی انجمن کو مرکز تسلیم کر لیں، تو اس قسم کے اختلافات نہ تو نے پائیں، یہ اگرچہ ایک مثال تھی، اور مثال پر اعتراضات نہیں ہو سکتے، لیکن مولوی شاد الدہ صاحب امرتسری نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا کہ یہ جزوی اختلافات ہیں اور اس قسم کے اختلافات میں کوئی فرقہ اپنے فہم کو دوسرے کے تابع نہیں کر سکتا۔ اس بنا پر بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد یہ فیصلہ دیا گیا کہ اس ترمیم کے ساتھ با اتفاق عام منظور ہوا،

مدۃ العمل و تمام اُن مذہبی ضرورتوں کا جن میں کسی فرقہ اسلام کو کھٹکا نہ ہو ایک مرکز قرار دیا جاوے اور اس کی شاخیں تمام صوبہ جات میں قائم کی جائیں
اس رزلوشن کے منظور ہو جانیکے بعد جناب صدر انجمن صاحب کی تحریک سے یہ رزلوشن پیش ہوا کہ

جو انجمنیں قائم ہیں وہ اگرچہ ہینگی تو ندوہ انکو اپنی شاخ قرار دیگا، اور اگر نہ چاہینگی تو ندوہ انکو جو امکانی مدد دے سکیگا، دیگا۔

یہ تجویز درحقیقت پہلی تجویز کا ایک عملی ذریعہ تھی، ہندوستان میں آج اشاعت اسلام کی غرض سے سینکڑوں انجمنیں قائم ہیں لیکن چونکہ کسی سلسلہ کے ساتھ مربوط نہیں ہیں ایسے ان کے عملی نتائج کا قیام پر کوئی مجموعی اثر نہیں پڑتا۔ ایسے مدۃ العمل کا فرض ہے کہ وہ مرکز جمیعت سے انکو اپنی شاخ قرار دے، یا کم از کم امکانی مدد سے دریغ نہ کرے، اس بنا پر یہ تجویز عام طور پر منظور ہوئی، اور جلسہ پرفاقت ہوا۔

کارروائی جلسہ ۲۸ مارچ ۱۹۱۰ء

اجلاسِ اول

ندوۃ العلماء کے جلسہ کا یہ آخری دن تھا، گذشتہ دن کے جلسوں نے اربابِ علمی اور شرکاءِ جلسہ کے دلوں میں ندوۃ العلماء کے مقاصد و اغراض کی اہمیت کا سنگہ اچھی طرح جما دیا تھا، اسلئے آج لوگ اور بھی ذوقِ شوق کے ساتھ تشریف لائے چونکہ جنابِ حاذق الملک حکیم محمد اہمل خان صاحب اپنے ضروری مشاغل کی وجہ سے پہلے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے، اس بنا پر جناب مولوی مسیح الزمان خاں صاحب باقی اوستاد حضور نظام دکن نے کرسیِ صدارت کو زینت بخشی، اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی، سب سے پہلے جناب حکیم مقصود علی صاحب مدرسہ طبیبیہ نے نہایت مؤثر لہجے میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کیں اس کے بعد خواجہ عبدالصمد صاحب لکھنؤ رئیس کشمیر، و جناب مولوی شیخ محمد صاحب عرب مدرسہ العلوم، جناب لوی مرغوب احمد صاحب جناب لوی عبدالحی صاحب پٹنوی نے اپنے اپنے قصائد سنائے جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :

قصيدة مولوي شيخ محمد صانع رب س ادب دار العلوم ندوة العلماء لکھنؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هذه قصيدة قلتماني في دهلي شالكة عند وصولي اليها مع علماء ندوة العلماء وقت بها فيهم وهي

في ندوة العلماء ولا دكان
روح وريحان على الابدان
هام السماء وذروة السعادت
قد عظيم من عظيم الشان
لما خرعت عن الحسابان
تعليمها بقصاحة وبيان
سلكوا طريق المصطفى العدائي
من بلدة فاقت على البلدان
مصافح البغاء من الاقربان
ثلاث اخاطب جملة الاخوان
ما ذا يقوه به بديع بيان
بين الكرام ورفعة للشان
تروى غليل الصادى العطشان
كانوا فبا نوا غابرا لزمان
وعلمت ان ليس البقاء لفاني
من روضة غنا الى بستان
من صد ارباب لها ومعاني

ناد حيث لنشيد دعائي
يشفي العليل من السقام كانه
لا غرو ان يمهو بهم فخر اعلى
اهل العلوم ذوو الفهم ومن لهم
بقاصد فاقمت سجدت في الورى
نشر العلوم وبنها والجد في
انعم بهم اكرمهم من فيتيه
لما حضرت بد ارد هله يالها
ورابت فيها ما يروق وقد سمعت
فطفقت من حزنني بحسن نشيدهم
واقول يا فخر العشرة فاسمعوا
العلوم نور اللانام وزينة
نعم العلوم علوم آداب ات
ان رمت تروى من شك يا لاولي
القيت في الكتب القديمة ذكرهم
اورمت تشرى الخواطر راتعا
تجد اللطائف والظلايف قد بدت

اوان ترد ما قد توعد ربنا
 فاعلف على القرآن واسمهم وخطم
 والله ربى لا يتوب منه ابه
 قد اعجز الفضلاء والبلغاء والا
 اغضوا لمنطقه الفضليه نواكسًا
 قد اعجز الثقلين حقًا قوله
 ثم انظر ن كتب الحديث فانها
 من قسمهم خرس سبحان الذى
 فاعلم بسنته وكن متمسكا
 وارواح الحشره من عناء وسلسله
 فيه تنال الرتبة العليا عند
 قد تمت فى هذا المقام وليس لي
 الا التمسك بالنبي وهديه
 قد انقلت ظهره الذ ذب سود
 يا معشر الحضار طيبوا وانعموا
 دوا والا كف الى الله تضرعا
 وسلوه يرحمنا ويخبر كسرنا
 ويعننا فضلا بواسع رحمة
 يا غافر الزلات فارحم جمعنا
 ثم الصلاة على النبي وآله
 ما سحر مزنا او ترنم صاحب

للعتدين وللغوى الجاني
 يغنيك عن قس وعن سبحان
 سفر والا يلقى له من نشان
 دباء اهل الحذق والامعان
 خروا على الجهات والا ذقان
 من ذاي عارض محكم القرآن
 قول النبي المصطفى العذاني
 يدعى الفصحى لدية كالحويان
 تحفظ بنيل مطالب واماني
 يغنيك عن زيد عن عمران
 وتفوز بالحسنه لى الدينان
 عمل به رجل يرفع شأني
 والآل والاصحاب والاخذان
 صحيفه فارجو رحمة الرحمان
 يا خيرة النجب والاعيان
 وادعوه في سر في اعلان
 ويعيدنا من نزغة الشيطان
 في يوم لا يغنيك الحميم اللاني
 وتوفنا جمعنا على الايمان
 والصحب هل لعله والعرفان
 او غنت الورق على الاغصان

ما قاله نجل الحسين محمد

سيف بارض الهند هو عياني

قصيدة مولوى مرغوب احمد صاحب دہلی

سعد الزمان وثقم نكبة النجلى	بظهور رحمة ربنا رب العلى
ادما ترى ارباعنا وديارنا	قد لاح فيها لم انوار المهدي
وتهللت صفحات ايام نقن	من المعارف كل سماء البلى
وتجددت ايات ازمان سلفن	بما سلفن من الكرامة والا لى
وتوردت جنات اسمار و آ	صال ترها معجبات اولى النى
وتبسمت ازها روض العلم والا	افضال تلند القلوب بشمها
ونكشفت ظلمات اخوان و اسراح	بافراح تلا لاه كا الضحى
برقت سرار صفة الاحيان والا	كياس من اهل الحضارة والفا
لم لا وتلك شמוש فضل و طلعت	مفرقات نورهن على الورى
ولنجلى منهن ما ادرى بنو	النيرين وكل ملتقم الضيا
يا من يرى تلك النجوم طوالعا	فوق السماء بالليل عالية السنا
وليطن ان البد رفاق تالقا	ويرى منظره اذا جن الدج
والشمس تعجبه اذا طلعت و	الحف ضوءها كل الفضاء بنورها
انى ارا ونفخت فى غير الضل	م و طلت عن سبيل الداية و
اشراق انوار جوتها ندوة العلماء	ويحك نجل ما يحتل
ولن يبعث بحسنها وبها مئا	لوجد فيك سر من اصل ما اشتد
وذهلت عن الاشياء ضوء شرفها	متغير الاحوال معدوم البقا
اكرم بها اصنام من ناد سنى	جامع بين الهداية والتقى

فبحسنها تلتذار واح الاحبة لا يحسن الغايات ولا الدنيا	وبجودها اماننا نسقي فتر
هر لا بجود الغايات وما سر	كفلت باحياء العلوم فيها لها
من مقصد كل المقاصد قد	وحوت معلومتهم بها الا
نفس العظمى وما هذا احد يقتر	وبها شفاء للنفوس من الغبا
وة ولقساوة والجهاالة والمرا	ولشيم من وضاعتها نفحات الانس مع المودة والصدقة والصفاء
ق احاطه سية باطراف المح	فوجودها في الزمان اذ الشقا
مقا يولنا الخلاص من التضرع والتبدد والعداوة والفد	تاميل ذي كرم مجيد كفه
في الجود غيثها مبرج الندى	ولنلذة العلم على ندوات غيرهم ولو خوت البهائم والمقتنة
م على النجوم ومثلها حاز المر	فاقت علوا مثل ما فاقت ذكا
فعدت مفتحة لا بواب البهائم	بركاتها انثرت حوالى امرنا
م البارع المحب للنبيل المقتد	وقوامها الشبلي ذا الجهر العلو
زهار في حسن المناظر والشذا	فبسعوية جأت كروض باسم لا
ها حيا ووجودها رى الصدى	فسعودها لا زال مزدا دا وحيا
لتوادع اكرامها وسعولها	ولقد اجاد ما تكد الدنيا هلى اذا
ون وكلهم جلب الشنا	الحاذقون الا وحدثن الا مجد
للقاء اغنياء مباركة اللقاء	قد شمر واذا يالهم وتاهبوا
البيب الماهر الطب الشفيق على الور	من بينهم ذا حاذق الملك
قب عم نائله الاحبة والعد	علامة فهمامة جسم المنا
عبد الاحد حسن الشمايل والذكا	والامع النود عى المولوى

والحنان عبد الحامد الأرب النبیه القدر ذو خلق وفضل قدما	والعالم الشهم الذكى اجد على
من قد اجاد - بسنعيه فيما آتى	والآخرون تلبسوا وتاهبوا
وتحضر وا فاتوا بامر قد علا	

قصيد جناب مولوى عبد الحى صاحب تيدى ريس سهارنپور

<p>اراعى نجومًا ما لهن مصادر وحشوا الحشا ما يكابد ضنائر وفى محجة لوع وجاشى حائر جنهم قطاة فى الجوائم طائر على كل حال تستهل البوادى يلم وما بين الجوائم طائر تزيد مشوقًا فى الهوى تواذى وما انا من طول الصدود احادى نتم وتبدى العيون السواهر اذ القلب من نأى الجيب تحائر ففى شدة اللاواء تبلى السراير ولا اثم ما اخطأ تلك اما آذر ولا انت بالداء الذى بي ماهر كظل سحاب يربطى وهو سائر على القوم حتى انكر معنى البشر واتلف ادراج الرياح الدفاتر</p>	<p>ومن لى بهم فيه بالليل ساهر وعيناي فى غرب جدى مكهن وفى كبدى نازكان بها لظى ولى خفقان فى القواد كانه ولله عين لا تزال بشوقها نبت من القلب البحر بعباد فقلت له رفقًا فان ملامه وما انا ممن يرعوى لسلامه واخفيت سرًا ما استطعت وانما فقلت لنفسى اجملى وتجلدى ولا تجرحى اذ ما جفتك الجازم ولا بلملمت فى جيك الدرس فقلت ولكن ما شعرت بعلى وما الحسن الامعة مضحكة ولكن ما اصعب بقلبي حيرة وهيئات اديكم العلوم تدرست</p>
---	---

اذا رفقت اخلاق قوم وديارهم
 ويا قوم ما قاميتو من مذلة
 اذ لم تكن تلك المذلة عبرة
 سلوا الارض عزجال الملوك التي خلعت
 وعن امرها روى الرشيد اذا علا
 وما بئس هارون العاوم جامها
 وعن امرها مومن واياها التي
 وشمر فجر الدين للدين ذيله
 وهم الغرالى بالعلوم وقد اتت
 وقامر نصر الدين حين تمالكوا
 تحلى من مصر ببيت وعند ما
 لقد من اورد باعلينا بطبعهم
 ولكن ذاك الفخر ليس بنا فخر
 نسيت علوم الدين فما شفقتهم
 لعرك ما لا سلام ينفع اهله
 هلموا الى دار العلوم الساعة
 هي الدار عمت كل هند ظلالها
 هي العروة الوثقى التي من بدليها
 هو المقتد كما ذا الزمان بظله
 وتبري مرضاكم وتحي حريمكم
 فيا علماء الهند انتم هذا قم

تنكمهم سعودهم والمفاخر
 ويا قوم ما دارت عليكم دوائر
 فمن بعد هالم تغن عنكم زواجر
 لهم فوق فرفق الفرقدين مناه
 وثبتت بنيران العلوم نواتر
 فكل باسماء العلم ليسا صبر
 بها املت خيرات والماتر
 وصنف تفسير الذي لفضل يار
 همتته للطالبين ذخائر
 على نقض امر الله والله قادر
 خزائن علم اورثنا الا كابر
 تصانيف قوم اخلقها الاعاصير
 اذ لم تكن للنظرين بصائر
 بعلم جديد ما لكم فيه عاذر
 اذ لم تمنه للعلوم بصائر
 تطهر عن رجس الضنون خواطر
 هي الدار منها العلم في الهند سائر
 تمسك لا تخن عليه الدوائر
 هو الرحمة المهداة للقوم ناظر
 بانوارها في الدهر ضائعا تر
 فيهدكم بكم قوم عن الحق ناخر

فقوموا الى بنيان قوم وقوموا
 وهيبات في الاقطار قل اذكركم
 اقمنا انتم وانتم هدايتنا
 واحوانها اعيان قوم تبجلوا
 باراهم ساد والورى ونجرهم
 قد بذلوا جهد المطيق بنصرها
 وقد لاح لي ان اذكر البعض منهم
 نعمي مولانا الخليل بفضل
 نقاب الاشياء الامور منجن
 فجوا اليه واستمد وابراه
 وسيدنا شبلي عين اوانه
 اخو الفضل شمس العلم ان له
 فته عيش في اصلاح قوم وحلا
 ومولا في عبدالحى لا شك انه
 والله در الاحتمام فانه
 وذه الفضل مولانا سليمان شيخنا
 صميم زمان يشكر الله سعيه
 فاني فيهم محسن الظن دائما
 عليكم سلام الله تبارك وتعالى

فاذ ادين غا قريب وهاتوا
 وساربه دكاهها والحاضرا
 فان تقضوا غنا لا تخف الا كابر
 لهم شيمه غراو العلم وافر
 وعرفا نهم طور الرمان عبا قرا
 سواء عليهم فيه باد وحاضر
 فقيس عليه البعض اذ عد حاضر
 واخلاقه قد زينته المفاخر
 فتبدل له قبل البوادي الاواخر
 له نظره وجهه الحق غا ترا
 وخير ذكي ناصح القوم ناصر
 اخو الفضل شمس العلم ان له
 له العيش فيما شائهم والذخائر
 طبيب لعلات الهواجن ماهر
 امين لقوم لم تخنه السرار
 اذا قل قولا امنته المنابر
 عبد الشيب لبعي سعي اذبادر
 والبعض قوما عنهم متنافر
 تواتر ملاح النجوم الزواهر

اسکے بعد مولوی محمد دین صاحب جج چیف کورٹ ریاست بہاولپور نے پتوئیش کی
 ”اُن مسلمان طالب علموں کے واسطے جو پبلک مدارس میں تعلیم پاتے ہیں،
 مذوقہ العلماء ایک مذہبی کورس تیار کرے“

انگریزی مدارس کی خشک مادی تعلیم نے طلباء کے اخلاق و عادات اور مذہبی خیالات پر
 جو اثر ڈالا ہے، اور جو روز بروز پسینا جاتا ہے، اسکی شکایت اب عام ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ اب خود
 گورنمنٹ اس تعلیمی کو محسوس کر رہی ہے، اسلئے اس قسم کے کورس کی ضرورت سے کسی کو انکار
 نہیں ہو سکتا، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اہم کام کس سطح انجام پائے، مولوی محمد الدین صاحب ریاست
 بہاول پور کے ڈائریکٹر سر شمسہ علیہم رہ چکے ہیں، اور اب ہی انکا تعلق اس سر شمسہ کے ساتھ
 ہے، اس بنا پر اپنے وسیع تجربات کی بنا پر انہوں نے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کیا ہے، اور وہ
 اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ یہ کام صرف مذہبی جماعت کا ہے، جو اس کی شرکت کے بغیر انجام
 نہیں پاسکتا، مذوقہ العلماء تمام ہندوستان کے علماء کا مجمع، اور مرکز ہے، اس بنا پر مذوقہ
 کے سالانہ جلسہ سے بہتر اس مسئلہ کے حل کرنیکا کوئی موقع نہیں مل سکتا تھا، اس بنا پر انہوں نے
 تمام علماء کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا اور ایک بسیط تقریر میں اسکی ضرورت اور اسکے
 تمام جوئیات پر بحث کی، چنانچہ وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

تقریر جناب مولوی محمد دین صاحبی۔ جج چیف کورٹ ڈائریکٹر سر شمسہ علیہم ریاست

بھاولپور

باجاس سالانہ مذوقہ العلماء تمام دہلی بتاریخ ۲۰ پانچ سالہ
 مضمون فقہیہ۔ (مسلمان بچے جو انگریزی مدارس میں تعلیم پا رہے ہیں انکے واسطے اردو زبان میں ایک
 دینی کورس کے مرتب ہوگی ضرورت)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صاحبان !

جس مضمون پر میں اس وقت کچھ عرض کر نیکیے لے کڑا ہوا ہوں ، اُسکا عنوان پچھ پر گرام میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ، اس سے پہلے کہ میں اس مضمون کی تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کروں ، میں ایک اور ضروری معاملہ کے متعلق کچھ الفاظ کنا چاہتا ہوں ۔

کل کے اجلاس میں مولانا شبیلے کی تحریک پر ایک نہایت ہی ضروری رزلوشن پاس ہوا ہی میرا اشارہ اس رزلوشن کی طرف ہوا جو اشاعت اسلام کے متعلق نہایت جوش کے ساتھ طے ہوا ہی علامہ موصوف نے بیان فرمایا تھا کہ ہندوستان کے مختلف حصوں کے جہالت میں کثیر التعداد لوگ ایسے موجود ہیں جو اگرچہ نام کے مسلمان ہیں ۔ مگر اسلامی عقائد اور عمل سے بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہیں ۔ ان لوگوں کا ایسی جہالت میں رہنا بجا خود ہی قابل افسوس تھا ۔ مگر فی زمانہ انکی اس جہالت کا ایک نہایت ہی مضرت رسا نتیجہ پیدا ہو رہا ہے اگر یہ لوگ ان لوگوں کی لاعلمی سے فائدہ اٹھانے کے لیے مختلف قسم کی گوسہ سے انکو وائرہ اسلام سے نکال کر اپنے زمرہ میں لارہے ہیں اس سے نہ صرف ان لوگوں کی عاقبت پر بُرا اثر پڑتا ہے ، بلکہ عام مسلمانوں کے خیالات بھی منتشر ہوتے ہیں ، اور دین اسلام کے متعلق یہ ایک وہم پیدا ہوتا ہے کہ اسکے اصول ایسے ہیں کہ بعض لوگ انکو چھوڑنے پر آمادہ ہو سکے تھیں ۔ اس نقصان کے رفع کر نیکیے واسطے جو تجویز کل کے اجلاس میں مئی ۱۱ء جو وہ نہایت ہی مفید اور نہایت ہی ضروری ہے ۔ یہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کو جہاں اپنے تئیں دنیوی لحاظ سے مقابلہ اقوام میں پورا کرنا ضروری ہے ، اسی طرح دینی لحاظ سے ہی ایسی کوشش لازم ہے کہ انکا مذہب جسکی نسبت خداوند تعالیٰ نے فرمایا ۔ الدین عند اللہ الاسلام تمام لوگوں کے سامنے اپنی حقانیت اور برتری کو قائم رکھے اس سے میری مراد یہ نہیں کہ ہماری

کوششیں تقانیت اسلام پر کچھ اضافہ کر سکتی ہیں کیونکہ یہ تو وہ مذہب ہے کہ جسکی تصدیق ان الفاظ میں ہو چکی ہو الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ ہم اصول اسلام کے سمجھنے اور اپنار عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ایسا نہ کہ ہماری سستی اعمال سے لوگوں کو تقانیت اسلام کے متعلق ہی شبہات پیدا ہوں۔ یہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کو جزوی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یکدل۔ یک زبان۔ یک جان ہو کر اعلان دین میں کوشش کرنی چاہئے، یہ کوشش ایک طبقہ کا کام نہیں کہ یہ کہا جائے کہ صرف علماء اسلام ہی اسکے ذمہ ہیں بلکہ مسلمانوں کے ہر ایک نسل و قوم اور ہر ایک گروہ پر لازم ہے کہ اپنی اپنی زندگی کے احاطہ میں اپنے قول اور فعل سے یہ ظاہر کریں کہ انکے اندر ایک ایسی روح ہے کہ جس کا مبداء وہ سچا دین ہے جو کافۃ الناس کی طرف حضرت سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچی ہے،

ندۃ العلماء نے اس رزلوشن کے پاس کرنے میں اس فرض کو اپنے سامنے منسوب کر لیا ہے، جو فی الواقع اسکے حصہ میں تھا، ہم یقین دلا لیا گیا ہے۔ کہ اس کام کو فوراً شروع کیا جاوے گا۔ وغنیمین کی خدمات حاصل کی جائیں گی اور انکو مختلف جوائب و اطراف میں اس مبارک کام کے واسطے روانہ کیا جائیگا۔ ہم سب کی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نیک ارادے میں پوری کامیابی عطا فرمائے۔ اور اس زمانہ کے مسلمانوں کو فردا و جماعت اپنی درگاہ میں اور بارگاہ محمدی میں سرخود کرے۔ اسی ضمن میں ہمیں یہ مرثوہ بھی سنایا گیا ہے کہ اس نیک کام کے واسطے علاوہ ان وغنیمین کے جبکہ اسوقت حاصل کیا جائیگا دارالعلوم ندوہ کے طالب علموں میں سے بھی چند ہی سالوں میں ایسے نوجوان نکلیں گے جو اسلام کی خدمت اپنی زندگی کا مقصد اول بنائیں گے، اس مرثوہ کی تصدیق میں طالب علموں دارالعلوم کی قابلیت تقریر و تحریر کے جو نمونے کل ہمارے پیش ہوئے

تھے وہ فی الواقع ایسے ہیں کہ انکی نسبت نہایت وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگ جو نہ وہ کی گود میں پل رہے ہیں۔ درحقیقت اسلامی ضروریات کے پورا کرنے کے لیے نہایت موزوں اور مفید ہونگے۔

ان طالب علموں نے نہ صرف عربی، انگریزی، اور ہاشا میں تقریریں ہی کیں۔ بلکہ انہوں نے یہ ثبوت بھی دیا ہے کہ زمانہ نانی کے علاوہ ہند خیالی ہی انکے ذہن میں موجود ہے اور یہی ایک چیز ہے۔ جو اسلام جیسی عظیم الشان مذہب کی اشاعت کے واسطے ایک ضروری قابلیت ہے۔ اگرچہ محکو طالب علمان داسرا علوہ کی قابلیت پر پورا اعتبار ہے لیکن میں ایک نہایت ہی ضروری بات کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اور وہ ایسے نہیں کہ مجھے ان طالب علموں کی نسبت اس پہلو پر کچھ شکوک ہیں۔ بلکہ ایسے کہ میں نہایت ہی تاکید کے ساتھ اس امر کی نسبت انکی یاد کو تازہ کرنا چاہتا ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ جہاں یہ ہونا طالب علم فضیلت کے نونے ہیں وہاں حسن عمل کے بھی یہ پتے نظر آئیں انکی تقریر و تحریر میں جہاں ادب و فلسفہ کے نکات لہریں راتے ہوں انکی پیشانیوں پر وسیعہم فی وجوہہم من اثا البھود کی مہر جھلک رہی ہو۔ وہ نہ صرف علم کے پہلو پر قوی ہوں بلکہ انکا عمل ایسی طاقت رکھتا ہو کہ دلوں کی تسخیر میں سحر کا کام کرے ہمارے علمائے سلف کی فتوحات جہاں کہ ایک طرف علمی طاقت سے تھیں اُس سے دس گنی عمل صالح اور اخلاق سے تھیں۔ بلکہ یہ کہنا بالکل مبالغہ نہ ہوگا کہ انکا علم ہی عمل کے تابع تھا۔ وہ اس حدیث پاک کے معنوں کو خوب سمجھتے تھے کہ اے اللہ مجھے اس علم سے باز رکھ جو نفع نہ دے، اور سچ تو یہ ہے کہ علم بغیر عمل کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا

علم چند لکھ پیشتر خوانی، چوں عمل در تو نیست ناوانی
نہ محقق بود نہ دانشمند، چار پائے برو کتابے چند

اگر یہ کہا جائے کہ ان اشعار میں علم بے عمل کے مبالغہ آمیز مذمت ہے۔ تو کم سے کم اتنا تو ضرور کہہ سکتے ہیں۔

کہ ”عالم بے عمل چوں کو مشعلہ دارست“ سعدی
ندوة العلماء کے ساتھ جب سے کہ یہ قائم ہوا مجھے دلی تعلق ہے۔ اور دو تین سال سے اصطلاحی لحاظ سے ہی مجھے تعلق ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ دارالعلوم ندوۃ خاص بنونہ کے طالب علم تیار کر رہا ہے اور چونکہ اب وہ وقت قریب ہے کہ یہ نوجوان علم کے ہتھیار لگا کر میدان زندگی میں آویں۔ ایسے مینے یہ ضروری سمجھا کہ ان پر یہ واضح کر دوں کہ ہمیشہ عالم دین ہونے کے انکا سب سے بڑا ہتھیار عمل ہوگا۔

ہمدی سب سے بڑی خواہش یہ ہوئی۔ کہ ندوۃ کے پیدا کئے ہوئے علمائیں ہم اسلام اور بانی اسلام علیہ الخیر والسلام کا عشق و محبتیں۔ اشاعت اسلام کے کام کو وہ اپنی شہرت اور اخبار لیاقت کے لیے نہ کریں۔ بلکہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ارادے سے اس خدمت کو بجا لائیں۔ انکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو کہ اُس ذات مقدس کی محبت کے خیال کے بغیر انہیں چین نہ ہو اور وہ جو کچھ بھی کریں اُسی دائرہ الفت و نیاز کے اندر کریں صاحبان! ندوہ کے اس رزلوشن نے ہمیں اُن مسلمانوں کی حالت کے متعلق کس قدر اطمینان دلایا ہے جو عرف عام میں کم علم یا جاہل ہیں۔ اس موقع پر میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اُس طبقہ کی دینی حالت کی نسبت جبکو تعلیم یافتہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ چونکہ اشاعت اسلام کا رزلوشن پاس کر کے وقت اس طبقہ کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ کیا اُس سے ہم یہ نتیجہ نکالیں کہ اگر بڑی تعلیم یافتہ طبقہ کی دینی حالت قابل المیہان ہے۔ اگر صحیح ہے تو ہم نے آج علماء اسلام کی ایک مستند جماعت سے اپنے پاس ہونیکا سرٹیفیکٹ حاصل کر لیا۔ اور اگر یہ نہیں۔ اور باوجود ایسا نہ ہونے کے ہمارے

علماء نے اس طبقہ کی حالت کو قابلِ توجہ نہیں سمجھا تو ہماری سخت بے بسی ہی تعلیم یافتہ گروہ وہ گروہ ہی کہ جسکے یا اثر ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا اس کی تعداد اس وقت ہی مقبول ہے اور بن بن بڑھ رہی ہے۔ دنیوی وقعت اور رسوخ کے لحاظ سے یہ طبقہ باقی سب طبقوں سے بڑھتا نظر آتا ہے مگر جہانگیر کہ ہم پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس طبقہ کی دینی حالت پر نہ صرف علماء اسلام کو ہی بلکہ عام مسلمانوں کو بھی شکایت ہے۔ اور یہ شکایت جہانگیر میرا اپنا تجربہ ہے بہت حد تک صحیح ہے جو صورت ہے۔ تو کیا علماء اسلام اس طبقہ کے واسطے کوئی تجویز مناسب کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ کیا ہمارے علماء ان لوگوں سے خائف ہیں اور انکو انکی حالت پر چوڑا نا پسند کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اصلاحِ عائد و عمل کے لحاظ سے جو طبقہ قابلِ امداد ہے۔ وہ سب سے پہلے ہی طبقہ تعلیم یافتگان ہیں اور لایہ کو کہ ہمارے علماء اس طبقہ کے واسطے خاص تجاویز دیں جسکے ذریعہ یہ لوگ نہ صرف سچے مسلمان ہی بن سکیں بلکہ آئندہ کی اسلامی نسلوں کو درست طریق پر چلانے کے قابل ہو جائیں۔ یہ کہنا جاتا ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ اشخاص اپنے خیالات میں اس درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ وہ دینی امور میں کسی کی نہیں سمجھتے۔ اور نہ کوئی انکو سنانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ وہ لوگ جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ جاہل محض ہیں انکو تو اس قابل سمجھا جائے کہ وہ تلقینِ اسلام پاکر مسلمان بن جائینگے۔ مگر ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے سالہا سال تعلیم کے کاخانہ میں اپنے ذہن کو باجماعی یہ بے گمانی کجا ہے کہ وہ دینی باتوں کو نہ سمجھیں گے۔ بات یہ ہے کہ دین کی باتیں جس طریق پر کہ تعلیم یافتہ گروہ کو بالعموم پہنچائی جاتی ہیں وہ انکی حالت کے موزوں نہیں ہے۔ یہ لوگ اس طرزِ خیال کو بھول نہیں سکتے۔ جو سالہا سال کی خاص تربیت سے انکے ذہنوں میں پیدا ہو چکا ہے۔ ہمارے علماء انکی خصوصیت کو مطالعہ کے بغیر اپنے طریقِ خیال کو اپر ڈالنا چاہتے ہیں۔ جسکو کہ وہ نظرِ معارف سے دیکھتے ہیں اس طرح محض اختلافِ رسمی کی وجہ سے تعلیم یافتہ گروہ ایک نعمتِ غلطی سے محروم ہو رہا ہے

ہمارے علماء میں ایک ایسے گروہ کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ جو انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کی خصوصیات ذہنی کا مطالعہ کرے۔ اور انکو تسخیر کر نیک طریقہ اختیار کرے اسوقت آپ آپ دیکھینگے کہ یہی لوگ جو اسوقت دینی لحاظ سے ناقص نظر آتے ہیں ایسی صورت اختیار کرینگے اور وہ اخلاص انکے قول و فعل میں نظر آئیگا جو قابل رشک ہوگا۔

اسوقت میں اپنے اُن بھائیوں سے جنہوں نے میری طرح اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ انگریزی تعلیم کے حاصل کر نہیں صرف کیا ہی خاص طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ طبقہ علماء کی طرف سے اسحکام دین کے متعلق انکو بہت کم اہم اور بوجہی۔ مگر خود انہوں نے بھی حقانیت اسلام کے مطالعہ میں بہت توجہ کی کوشش کی جو مسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نہ صرف وہ خود اعمال میں مست ہو گئے ہیں بلکہ انکے رویے سے غیر اقوام نے یہ نتیجہ نکال لایا۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اسکو تعلیم یافتہ اور مذہب اشخاص مستبول نہیں کر سکتے۔ تعلیم یافتہ گروہ پر یہ ایک ایسا دھمبہ ہے۔ جو انکے چہرہ کو سخت بے نما کر رہا ہے۔ میں اسوقت اُن سب تعلیم یافتہ صاحبان کی خدمت میں جو بیاں موجود ہیں یا ملک کے مختلف مقامات میں ہیں نہایت درد کے ساتھ یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ دنیا میں ایک مذہب قوم کہلا کر کا دعویٰ رکھتے ہیں اور آخرت میں سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو انکا پلما فرض یہ ہے کہ وہ اس دافع کو مٹائیں اور دنیا پر یہ ثابت کریں۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اُسکے اصول کی پابندی سے حسنۃ دینیا اور حسنۃ اخرۃ نصیب ہوتی ہے۔ ایسا کرنے سے وہ یہ ظاہر کرینگے کہ اسلام کی خدمت کے لیے وہ علماء کرام کے ساتھ دست بستہ اچھلنے کے لیے تیار ہیں۔ اور جب ان دونوں فرقوں نے آپس میں یہ اتفاق کر لیا۔ تو اسلامی عظمت غیر اقوام کے لیے ایسی ز کے ساتھ جلوہ گر ہوگی کہ انکو سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔

میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ خدمت اسلامی کا صرف یہی طریقہ نہیں ہے کہ ہم سب کے سب

و غط کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوں بلکہ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم میں سے جو جس درجہ زندگی میں ہے۔ اُسی میں اپنے قول و فعل کے ذریعہ اطاعت اسلام کا ثبوت دے۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو علمائے کرام اپنی جگہ خادم اسلام ہونگے اور ہم اپنی جگہ خواہ ہمارا درجہ اُن سے کم ہو مگر ہمیں یہ کہنے کا حق ضرور حاصل ہوگا۔

من و تو ہر دو خواجہ تاشائیم

بندہ بارگاہِ سلطائیم

اس اتحاد خیال کے واسطے یہ ضرور ہے کہ تعلیم یافتہ گروہ اپنے وقت اور ہمت کا کچھ حصہ اس خاص طرف بھی استعمال کرے اور سب سے پہلے اُن اشخاص کو اس میں قدم رکھنا چاہئے جو خدا کے فضل سے علوم دنیوی کے علاوہ علوم دینی سے بھی واقف ہوں ایسے لوگ اگرچہ تعداد میں بہت زیادہ نہیں ہیں مگر موجود ضرور ہیں۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ مینے اپنی تعلیم کے عرصہ میں علوم دینی کا حصہ حاصل نہ کیا۔ پرہی میں اپنی طرف سے اس وقت یہ جرات کر سکتا ہوں کہ اگر علمائے کرام میں سے کوئی صاحب میری اُس قلیل واقفیت زبان انگریزی کو کسی دینی رسالہ یا کتاب کے ترجمہ کرنے کے لیے استعمال کر نیکی خواہشمند ہوں تو میں اس خدمت کے لیے تاحد مقدور اپنا وقت دینے کو تیار ہوں۔ اور یہی وعدہ کر سکتا ہوں کہ کسی ایسی مفید کتاب یا رسالہ کے انگریزی ترجمہ کو طبع کرائے کے اخراجات میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ حصہ لو لگا۔ مجھے امید ہے کہ میرے تعلیم یافتہ بھائی بھی میرے اس خیال کے ساتھ موافقت کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ چند سالوں ہی میں ہم ایک ایسا ذخیرہ معلومات دنیا کو دے سکیں جو اُنکے دلوں پر اسلام کی سچائی کو منقوش کرے۔

صاحبان! تعلیم یافتہ لوگوں کے اُس حصہ کے ذکر کر نیکی بعد جو سہاٹی کا جزو مقتدر بن چکا ہے میں اب اُس حصہ کا ذکر کرتا ہوں جو ابھی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پراہا ہے

اور میری آج کی اس تقریر کا موضوع یہی فرقہ ہے، اگرچہ میں نے ایک دو اور امور پر گفتگو کرنی ہے
آپ کا بہت سا وقت لیلیا ہے،

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے دینی تعلیم سے بے بہرہ ہیں یہ بالکل سچ
ہو لیکن آج تک اس مسئلہ پر اس پہلو سے غور نہیں ہوئی کہ ان بچوں کو جو مدرسوں میں پڑھتے
ہیں اور انکی دینی تعلیم کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے کس طریق پر اس تعلیم سے مستفید کیا
جاوے۔ مریض کو دیکھو صرف یہ کہہنا کہ مرض سخت ہے اسکو تسلی نہیں دیتا اور نہ ہمدردی
کا یہ تقاضا ہونا چاہئے۔ مریض کیساتھ بھلائی کی سب سے بہتر صورت یہ ہوتی ہے
کہ یا تو اسکا علاج کیا جاوے، یا علاج کا انتظام کر دیا جاوے۔ طبیب کا فرض یہی
کہ وہ اسکا علاج تندہی سے کرے۔ اور اس کے اقربا یا رفقا کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کے
علاج کا انتظام کر دیں۔

بچے قدرتنا اور طبعا سب کو عزیز ہیں ہم ان کے واسطے طرح طرح کی دلچسپ چیزیں ہم
پہونچاتے ہیں انکو اچھے کمانے کھلاتے ہیں اچھے کپڑے پہناتے ہیں، سواری میں
کرتے ہیں۔ اچھے مکان ان کے لئے تیار کرتے ہیں۔ غرض کہ جس چیز کو ہم اچھا سمجھتے
ہیں ان کے واسطے حاصل کرنے کی شب و روز کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم دینی تعلیم
کو بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھی ہے تو ہر کیا وجہ ہے کہ ہم اس بات پر نہیں سوچتے کہ وہ ہمارے
بچوں کو میسر آنی چاہئے۔

بچے کی عمر ابھی پانچ سال کی ہوتی ہے کہ باپ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکو مدرسہ بھیجاتا ہے
وہاں پر جس تعلیم کا کہ انتظام موجود ہے وہ تعلیم بچے کو لگاتی ہے۔ گورنمنٹ کے مدارس میں بچہ
اس کے کہ وہ ہر مذہب کے بچوں کے لئے قائم کیے گئے ہیں نہ ہی تعلیم کا انتظام موجود
نہیں ہے ایسے مسلمانوں کے بچے ایسی آب و ہوا میں پرورش پاتے ہیں کہ میں انکی اپنی دینی
واقفیت حاصل کرنے کا کوئی سامان موجود نہیں ہوتا۔ سکول اور کالج کی تعلیم میں ایم

کا امتحان پاس کرتے تک بالادوسط چودہ سال صرف ہوتے ہیں اور اس چودہ سال کے عرصہ میں وہ محنت شاقہ برداشت کرنی پڑتی ہے کہ طالب علم کو بہت کم وقت ملتا ہے کہ وہ دوسرے امور کی طرف متوجہ ہو سکے۔ ایسے حالات میں جبکہ مسلمان بچوں کو زندگی کا ایک معقول حصہ صرف کرنا پڑے اور اس عرصہ میں انکو کوئی مذہبی تعلیم حاصل کرنیکا موقع نہ ملا ہو تو پورا گردہ دین سے بالکل ناواقف بلکہ اُس سے گریزاں نظر آئیں تو انکا کیا تصور ہو۔

ایک زمانہ بتا کہ دینی تعلیم کا کورس ختم کر نیسے اسوقت کے نوجوانوں پر معاش کے سارے راستے ہی کھل جاتے تھے جس طالب علم نے دستار فضیلت باندھی ہوتی تھی۔ وہ شاہی درباروں میں اعلیٰ سے اعلیٰ منصب کے لائق سمجھا جاتا تھا اسوقت حصول معاش کے واسطے کسی اور تعلیم کا حاصل کرنا غیر ضروری تھا۔ زمانہ حال میں معاملہ بالکل دیگر گوں ہے۔ تعلیم کا وہ کورس جسکو دینی تعلیم کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، وہ بالکل الگ ہے۔ اور تعلیم معاش بالکل الگ۔ ایک جیٹ مغربی علوم و فنون میں دسترس نہو اسوقت تک نہ صرف گورنمنٹ کی ملازمت ہی نہیں مل سکتی۔ بلکہ تجارت وغیرہ پیشے بھی ناممکن الحصول رہتے ہیں اسیوجہ سے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مدارس دینی کے تعلیم شدہ نوجوان شاد و نادر ہی ملازمت میں یا تجارت میں داخل ہوتے ہیں اسی طرح مغربی تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بہت کم ایسے لوگ نظر آتے ہیں جسکو علم دین کی واقفیت ہو۔ اور انکو دین کے قول و فعل پر پورے پابند ہوں۔ ذرا عور سے دیکھیں تو اس مغائرت کے قوی وجوہات موجود ہیں علم دین کا جو کورس کہ زمانہ دراز سے مقرر چلا آتا ہے وہ اپنی تکمیل کے لیے عمر کا وہ حصہ پورے لیتا ہے۔ جو بالعموم تحصیل علم میں صرف کیا جاتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ پہلے علم دین حاصل کر کے پھر علم حاش کو بھی پورا حاصل کرنیکا موقع یا وقت اسے علیٰ ہذا مغربی تعلیم کا کورس ہی استقدر طویل اور وقت لینے والا ہے کہ بہت تھوڑے

طالب علم ایسے ہونگے جو ۲۰-۲۱ سال کی عمر تک اُسکو پورا کر سکیں اور پھر اسقدر عرصہ کی محنت کے بعد یہ ناممکن نظر آتا ہے کہ اُن نوجوانوں کے مانع حصول دین کی محنت کو بھی برداشت کر سکیں، خاص کر جبکہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد ابھی دو تین سال حصول ملازمت کی کوشش میں بسر کرنے لازم ہوں، غرض کہ سوال یہ ہوتا ہے کہ یا تو علم دین حاصل کیا جائے یا علم معاش اور چونکہ بہت تھوڑی طبیعتیں ایسی ہیں جو ظاہری اقتدار کو نظر انداز کر کے فلاح آخرت کو مد نظر رکھیں ایسے پر نتیجہ یہ ہے کہ جہاں ہزاروں مسلمان بچے مدارس انگریزی میں نظر آتے ہیں اُنکے مقابلہ میں مدارس دینی میں دہائیوں کی تعداد ہی مثال کے طور پر دیکھیے کہ مدرسہ دیوبند میں ڈھائی سو تین سو سے زیادہ طالب علم نہیں ہوتے اور مدرسہ سہارنپور میں ڈیڑھ سو دو سو تک کی تعداد ہوتی ہے۔ اور دائر العلوم ندوۃ میں بھی اس وقت دو سو سے کم تعداد ہے اُنکے علاوہ جو چھوٹے چھوٹے مدارس مختلف شہروں میں ہیں اُنکی تعداد نسبتاً اس سے بھی کم ہے۔ بمقابلہ اسکے اسلامی اور سرکاری مدارس انگریزی میں ہر ایک سکول میں مسلمان بچوں کی بہت بڑی تعداد ہر ایک شہر میں زیر تعلیم ہے، علوم مغربی کی طرف اس ایک طرف کا سب سے بڑا نقصان جو قوم کو پہنچ رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسل اسلامی تعلیم سے بالکل بے بہرہ رہی جاتی ہے وہ اس طرح اُنکے قلب غیر محفوظ حالت میں رہ کر دیگر مذاہب کے لوگوں کے دام تزویر میں پھنسنے کے لیے ایک نہایت ہتھان شکار بن جاتے ہیں۔ یہ حالت عرصہ دراز سے چلی آتی ہے۔ اور افسوس ہے کہ اس وقت تک نہ تو عام مسلمانوں نے اور نہ ہمارے علمائے اسپرٹوئرسکی ہی اگرچہ یہ دوا پلا بزند ہے کہ مسلمان نوجوان جو سکول اور کالجوں میں پڑھتے ہیں وہ بالعموم بے دینی کے مرض میں گرفتار ہیں، ایک مولوی صاحب کی خدمت میں کچھ عرصہ ہوا مجھے اس معاملہ کے ذکر کرنا موقع ملا، میں نے یہ کہا، کہ بے دینی کو اگر مرض سمجھا جاوے۔ تو علما اُس مرض کے طبیب کہے جاسکتے ہیں۔

حبیط طیب کو امراض کے ازالہ میں کوشش کرنی لازمی ہے۔ اس حبیط ہمارے علماء کو اس بیدینی کی اصلاح کی تجویز سوچنی ضروری ہے، مولوی صاحب نے فرمایا کہ مریض پر لازم ہے کہ وہ طیب کے پاس آوے نہ کہ طیب مریض کے پاس جائے، میں نے عرض کی کہ عام حالتوں میں تو یہی ہوتا ہے لیکن جب کبھی کوئی متعدی مرض ملک کو آگیرے تو اس وقت قاعدہ یہی ہے کہ ڈاکٹر لوگ خود مریضوں کے پاس پہنچ کر انکا علاج کرتے ہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ مریض اپنی غفلت میں انکی طرف رجوع نہ کرے اور مرض متعدی ہونے کی وجہ سے پہلے کہ اور لوگوں کی جانیں بھی ضائع کرے۔ بے دینی کا مرض ایک متعدی مرض ہے، ایسے جب علماء دیکھ رہے ہیں کہ یہ مرض ایک سے دوسرے کو چھٹ رہا ہے۔ تو انکا فرض ہے کہ وہ خود ان لوگوں کو جو اس مرض میں گرفتار ہو چکے ہیں اپنے علاج سے بچائیں اور ان لوگوں کے لیے جو ابھی اس سے متاثر نہیں ہوئے حقیقتاً نقد مکی تباہ سوچیں۔ میری اس دلیل کو مولوی صاحب نے تسلیم کیا۔ مگر یہ کہہ کر کہ دولتمند انگریزی خواں غریب علماء کی کب سنتے ہیں، معاملہ کو ٹال گئے۔

قوم کے نبض شناس سی سید احمد خاں مرحوم نے اس ضرورت کو بہت حد تک محسوس کیا۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ انگریزی تعلیم یا نہ نوجوان مسلمانوں کو اعتقاد بوجہ اصول دین کی لاعلمی کے متزلزل ہوئے جلتے ہیں تو انہوں نے اپنے خیال کے مطابق اسلامی اصول کو نئے پیرایہ میں بذریعہ مضامین متفرق و تفسیر قرآن مجید پیش کیا۔ انکی اس کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان نوجوانوں نے جسکے دماغ مذہب کی تقلید سے آزاد ہونا چاہتے تھے اور وہ دیکھتے تھے کہ مذہب عیسوی میں اس قسم کی آزادی موجود ہے، یہ دیکھا کہ مذہب اسلام میں اگر اسکے اصول کو اس پہلو سے دیکھا جائے جو سید مرحوم نے اختیار کیا۔ اُسی قسم کی آزادی حاصل ہو سکتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا آزادی تکمیل روحانی کے لحاظ سے مسلمان نوجوانوں کے لیے

میں بھی یا مضر سید جوم کے خیالات پر نکتہ چینی کرنا ایک بڑا نازک کام ہو لیکن میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ مسلمان نوجوان کو مذہب عیسوی یا لاندہبی کے اثر سے بچانے کے لیے جو معیار تحقیق مذہب کا انہوں نے اختیار کیا وہ اسلامی روحانیت کے لحاظ سے بالکل ادنیٰ بلکہ غیر صحیح تھا۔ انہوں نے یہ کوشش کی کہ اسلامی اصول میں سے صرف انہیں اصول کو وقت دیجے جو موجودہ سائنس کے نتائج کیسے تھے مغارت نہ رکھتے ہوں۔ ایسے معجزہ وحی - حشر - نشر - وغیرہ مسلمات کے متعلق سرسید نے بہت ہی کمزور خیالات ظاہر کیے اگر ذرا غور سے دیکھیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سائنس اپنے انتہائی دور میں بھی ذہن انسانی کا نتیجہ ہے اور اسکی معلومات ہمیشہ بدلے رہتے ہیں جن ذریعوں سے کہ سائنس کے نتائج پیدا کیے جاتے ہیں وہ ذریعے خود بہت کم حیثیت اور مغالطہ انگیز ہیں۔ مثلاً قوت لہر مشاہدہ سائنس میں سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے۔ اسکی حقیقت پر اگر ذرا غور کریں تو ہمیں اسکی بے بساعتی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً ایک حد سے دو نظر کام نہیں کرتی پر اس حد کے اندر بھی اسکے مشاہدات اکثر اوقات غلط ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک کاغذ کے صفحہ پر ایک لکیر کینچیں جو طول میں بالکل سہل لکیر کے برابر ہو۔ تو اگرچہ ہمایش میں وہ دونوں لکیریں برابر ہیں لیکن نظر میں عمودی لکیر لمبی معلوم ہوگی۔ اسبطح اور بہت سی صورتیں بیان کی جاسکتی ہیں کہ جسے ثابت ہوتا ہے کہ جو اس جو معلومات سائنس کا بہت بڑا ذریعہ ہیں ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص نتائج پیدا کرتے ہیں۔

کچھ مدت ہوئی کہ مغربی سائنس والے پانی کو عنصرا تھے لیکن زمانہ حال میں اسکو مرکب تسلیم کیا گیا ہے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ چند سال بعد کون کون سی خصوصیات اور معلوم ہونگی۔

ایک زمانہ تھا کہ اہل مغرب زمین کو ساکن تسلیم کرتے تھے چنانچہ جسوقت گیلیلیو نے زمین کو متحرک بیان کیا تو بادشاہ وقت نے اس جدید خیال کی پاداش میں اسکو قید خانہ میں ڈال دیا

غرض کہ سائنس اور اسکے اصول کی نسبت اس سے زیادہ گناہ گزشتہ سب نہیں کہ سائنس اُن معلومات کا مجموعہ ہے جو انسان نے اپنے مشاہدہ اور قیاس سے پیدا کردی کے متعلق جمع کیے ہیں۔ کینا کہ حقیقت الامر ایسی ہی سائنس کو وہ درجہ دینا ہے جکا وہ ہرگز مستحق نہیں۔

سر سید مرحوم نے ایسے سائنس کے مروج ہوئے کہ انہوں نے اُن معلومات کو جو بذریعہ وحی انسان تک پہنچی تھیں معلومات سائنس کیساتھ مقابلہ کرنا شروع کیا اور جہاں حقیقت نہ دیکھی۔ وہاں معلومات وحی کو روایت یا قصہ یا کوئی اور کمزور نام دیکر نظر انداز کر دیا حالانکہ اُن معلومات وحی کو معیار اعلیٰ قرار دیکر یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ سائنس کے وہ نتائج جو تعلیم وحی کے ساتھ مطابقت ہیں وہ تو صحیح ہیں۔ لیکن جو جو باتیں معلومات وحی کے مطابق نہیں ہیں انکی نسبت یہ سمجھنا چاہئے کہ انسانی دماغ حقیقت الامر تک ایسی نہیں پہنچا۔ اور ممکن ہے کہ اپنی آرزو کو شش سے کبھی بھی نہ پہنچے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید انسان کی اخلاقی حالت کو مکمل کرنے کے لیے نازل ہوا ہے اس کی قطبی تعلیم اور اس کا تعلق روح کیساتھ ہے، روایات کا علم حاصل کرنے کے لیے انسان نے انسان کو جو اس عطا فرمائے ہیں جنکو وہ کام میں لاکر خواص الاشیا معلوم کرتا ہے کیفیات روحانی کے محسوس اور معلوم کرنے کے لیے اور انسان کو بحیثیت ایک ذی روح حیوان کے درجہ اعلیٰ پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت قائم کیا اور انبیاء علیہم السلام نے اُس وحی کے ذریعے جو اپنے پہنچی گئی۔ اُن حالات اور کیفیات کا علم انسانوں تک ہم پہنچایا جس کی نسبت سائنس کبھی بھی کچھ علم ہم نہیں پہنچا سکتا۔ مثلاً مائیکے متعلق سائنس کوئی یقینی بات بتانے کے قابل نہیں ہے کیونکہ سائنس کے ایجنٹ انسانی جو اس میں اور انسانی جو اس میں صرف روایات پر عمل کرتے ہیں ایسے سائنس سے یہ کبھی توقع نہیں کرنی چاہئے کہ عالم ارواح کی نسبت کوئی معلومات اُس سے پیدا ہوں۔

یہ کہنا کہ عالم ارواح کی باتیں چونکہ معلومات سائنس میں موجود نہیں ہیں ایسے وہ غیر قابل یقین ہیں صاف الفاظ میں یہاں اصل بات یہ ہے کہ حکمت روحانی بالکل ایک الگ چیز ہے

اور حرکت طبعی میں اُسکے عنوانات کی تلاش کرنا بے معنی بات ہے جو مذکورہ سید مرحوم نے جو کوشش
 کی اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ مسلمان نوجوان مذہب عیسوی کی طرف میلان کر نیسے مگر گئے لیکن
 مذہب اسلام کے متعلق بھی اُنکے اعتقادات ایسے طریق پر قائم ہوئے کہ وہ یہ سمجھنے لگے
 کہ تعلیم اسلام کا بہت بڑا حصہ ایسا ہی جبکہ تعلیم یافتہ گروہ کو قبول کرنے میں تامل ہونا چاہئے
 یہ خیال اس حد تک پہنچا کہ بعض لوگ یہ سمجھنے لگے کہ تعلیم اسلام کے متعلق پوری تسلیم اور تعمیل
 ظاہر کرنے سے وہ مذہب اور تعلیم یافتہ نہ کلا سکیں گے۔ اس لحاظ سے یہ کتنا غلطانہوگا کہ سید
 مرحوم کی کوشش بجائے نفع کے نقصان پیدا کر دیوالی ثابت ہوئی اور اسکی وجہ یہی تھی کہ گوارہ
 الکانیک تنازعہ جو واقعہ اُنہوں نے اختیار کیا وہ بہت ضعیف تھا۔ اسکے بعد کوئی خاص کوشش
 تعلیم یافتہ نوجوانوں تک دینی اصول کے پہنچانے کی نہیں کی گئی ہر ایک شخص جاننا ہی کہ خیالات
 کے پیدا کرنے اور قائم کرنا وقت و کمزوری سے آغاز شباب تک ہی۔ اس عمر میں جو خیالات
 قائم ہو جائیں، وہ بالعموم اخیر عمر تک رہتے ہیں۔ ہمارے علمائے اس مسئلہ پر کبھی غور نہیں
 کی کہ اُن نوجوانوں کے واسطے جو مدارس انگریزی میں پڑھتے ہیں دینی تعلیم کے پہنچانے کی کوئی تجویز ہو
 یا نہ اپنی جگہ وہ مطمئن ہیں کہ بہت کم ہیں ایسی موجود ہیں جنہیں اصول دین کو سلاست سے
 بیان کیا گیا ہے لیکن وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ آیا وہ کتابیں اس طریق پر لکھی ہوئی
 ہیں کہ بچوں کی دماغی حالت کے وہ موافق ہوں اور آیا وہ ایسی ہیں کہ اُنکے پڑھنے سے مسلمان
 بچہ کو اصول دین کیساتھ دلچسپی پیدا ہو سکتی ہو جانتا کہ میں نے ان کتابوں کو دیکھا ہے۔ میں یہی
 پایا کہ اُنکی عبارت اور اُنکی ترتیب اس قسم کی نہیں ہے کہ وہ بچے جنکو دوسرے مضامین میں
 سے اس خاص مضمون کے لیے بہت تھوڑا وقت لے لیں سکتا ہے عزت سے پڑھ سکیں۔
 یہ بالکل صحیح ہے کہ علم آخرت کو علم دنیا پر ترجیح دینی چاہئے۔ لیکن حالات ایسے ہیں کہ ہم موجودہ
 زحار زمانہ کو روک نہیں سکتے۔ ہمارا فرض اسوقت یہ ہے کہ ایسی تدابیر کریں کہ جس سے
 مسلمان بچے اگر علم دین کے عالم نہ بن سکیں۔ تاہم اس سے جاہل نہ رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ

اُنکے دل محبت اسلام سے متراہک اسلامی نعمتوں سے محروم ہو جائیں۔
 میں اوپر کہہ آیا ہوں۔ کہ مسلمان بچہ ہرگز ہرگز کچھ قصور نہیں۔ قصور اگر تو اُن کے
 والدین کا جو انکو سیدھا درس میں بھی دیتے ہیں اور اس بات کی فکر نہیں کرتے کہ انہیں
 علم دین نصیب ہوا ہی یا ہوگا، یا پہلے ادبی معارف علما رکھا ہی۔ جو دیکھ رہے ہیں کہ قوم
 میں ایسے لوگوں کی افزائش ہوتی جاتی ہے جو علم دین سے بے برہ ہیں لیکن وہ اسکی کوئی تہیہ
 نہیں کرتے۔ ان مسلمان بچوں تک علم دین پہنچانکی اگر کوئی تہیہ ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے
 کہ ایک ایسا کورس اردو زبان میں مرتب کیا جائے جسکے مختلف حصے مختلف جماعتوں کے
 طالب علموں کی حیثیت علمی کے موافق ہوں۔ عبارت سلیس ہو و واقعات کو دلچسپ پیرائیں
 بیان کیا گیا ہو۔ اور ہر ایک مضمون کو طالب علموں کے مدراج ذہنی کے لحاظ سے ترتیب
 دیا گیا ہو۔

مثلاً اگر نماز کی تعلیم دینی مقصود ہو تو دوسری جماعت کے طالب علموں کے
 واسطے نماز کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاوے وہ اُنکی ذہنی حالت کے موافق ہو۔
 تیسری جماعت کے واسطے اس سے کچھ زیادہ علیٰ ہذا القیاس۔ پہلی دوسری مدل تک
 کی جماعت کو نماز کی پوری حقیقت سے آگاہ کیا جاوے تاکہ طالب علم صرف یہی سمجھیں
 کہ نماز صرف ایک فرض ہے کہ جسکو پورا کرنا ہے۔ بلکہ اُس کی حقیقت اور خوبی سے آگاہ
 ہو کر اسپر گرویدہ ہوں کہ اُنکے متغیر موہن کا کہی اندیشہ نہ رہے۔

علیٰ ہذا جتنے اصول دین ہیں اُن سب کو ایک دلچسپ اور مفید پیرایہ میں بیان کیا جائے
 اور اس طرح چند کتابیں ایسی مرتب ہو جائیں کہ انکو انگریزی مدارس کے مسلمان بچوں
 کی تعلیم میں خواہ سرکاری طور یا پرائیویٹ طور پر داخل کیا جاسکے۔

بعض صاحبان اسوقت یہ خیال کریں گے کہ ان بچوں کو ان کتابوں کے پڑھنے کا وقت
 کہاں سے ملیگا۔ یہ درست ہے کہ مدرسہ کے ٹائم ٹیبل میں اس تعلیم کے واسطے وقت کا ٹکنا

دستوار ہوگا لیکن ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے بچے اوقات فراغت میں اخبار پڑھتے ہیں قصے کہانیاں پڑھتے ہیں ناول دیکھتے ہیں۔ غرض کہ بہت سا وقت وہ بیہودہ اور فضول طور پر صرف کرتے ہیں یہ ہمارا فرض ہوگا کہ ان کتابوں کو ہم ان کے ہاتھ میں دیکھنا تو تاکیدی کریں کہ وہ انہیں پڑھیں۔ اور اگر ہم ان کو پڑھنا نہیں چاہتے تو اپنے سامنے بٹلا کر ان کے پڑھنے پر انہیں مجبور کرینگے۔ وقتاً فوقتاً ان کا امتحان لینگے۔ اور اچھی اقصیت ظاہر کرنے پر انہیں انعام دینگے۔ غرض کہ ہم کوشش کریں گے کہ جس طرح سے ہوسکے ان کو یہ کتابیں پڑھائیں۔ اور ہماری عین راحت یہ ہوگی کہ وہ بچے چھوٹے رہ کر اور بڑے ہو کر حضرت خاتہ المرسلین رحمۃ اللہ علیہن کے پیچھے خادم بنیں۔

ان کی پوری زندگی دگریاں ہماری نظر میں کوئی وقعت نہ کہیں گی اگر ہم یہ دیکھیں گے کہ ان کے ذہن خفاست اسلام سے بالکل خالی ہیں۔ اگر ہم خود اس کے فضل سے اپنی اولاد کو متعلق یہ اصلاح اور ترقی کر سکیں گے تو اس وقت ہم نہایت خوشی اور نیا ترغاب کیساتھ رگاہ ایزدی میں یہ عالم نگاہ کریں گے ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریا تافواۃ اغین۔ جعلنا للمقین اماما ۛ

ممکن ہے کہ بعض صحابہ ان ایسے دینی کورس کے کوشش کو بغیر ضروری خیال فرمائیں لیکن اس تجربہ سے جو مجھے موجودہ زمانہ کے طالب علموں کا حاصل ہی میں لفظی طور پر یہ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی ایسا کورس متب نہ کیا گیا مسلمان بچوں کا قیدم اسلام سے آگاہ ہونا بالکل ناممکن ہے۔ عیسائی شہری اس ضرورت کو پورے آگاہ ہیں اور انہوں نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کتابیں ایسی تصنیف کی ہیں۔ جن کو نو ہندوستانی بچے بڑی رغبت سے پڑھتے ہیں انہیں کتابوں میں مختلف پیرایہ سے وہ مذہب عیسوی کی تلقین بھی کر رہے ہیں۔ اور نیچے بغیر اس بات کے سمجھنے کے کہ وہ کسی اثر کے نیچے آ رہے ہیں ان کے دوسروں سے ایسا نقش دیکر نکلتے ہیں کہ ساری عظیم رہتا ہے۔

ان کتابوں میں نہ صرف دلچسپ مضامین جمع کیے گئے ہیں۔ بلکہ عبارت ایسی سلیس اختیار کی گئی ہے کہ ہر کتاب پڑھنے کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری نہایت آسانی سے پڑھنے میں آتی ہے بہت سی کتابیں ایسی ہیں کہ جو ساری کی ساری ایک سلیس کے الفاظ میں لکھی گئی ہیں۔ غرض کہ جس بہت

میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔

ہمارے ہاں دو تین سلسلے ایسے ابتدائی تعلیم کے موجود ہیں مثلاً سلسلہ دینیات النجمن حوالہ لاهور۔ سلسلہ دینیات علی گڑھ کالج۔ سلسلہ کتب اسلامیہ مٹھنہ مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم۔ یتیموں کے سلسلے بجائے خود مفید ہیں لیکن سوائے اسکے کہ انہیں ایک مجموعہ معلومات ہو وہ بڑا موجود نہیں کہ جسے بچہ نہیں دین کا شوق اور محبت پیدا ہو نیز انکی ترتیب بچہ کی ذہنی حالت کے موافق نہیں ہر اس وقت مجھے ایک کہانی یاد آئی ہے جس سے میرے مقصد کی تشریح ہوتی ہے۔

امریکہ کے ایک سکول کے ایک ماسٹر چوڑے بچہ کی جماعت کو ایک تعطیل کے دن جنگل میں سیر کرائی وہ اسطے بیگنے دن نہایت خوشگوار رہا بچے خوشی خوشی جنگل میں بہت دور تک چلے گئے تو مکمل گئے وہاں جا کر انہوں نے کچھ کمایا پیا۔ پھول توڑے۔ اور تیریاں پکڑنے میں بچہ کو خاصی دل لگی رہی۔ غرض کہ سورج غروب ہو گیا ہوا۔ اس وقت ماسٹر صاحب نے بچہ کو بلا کر کہا کہ اب اس چلیں۔ ایک تو تعطیل کے دن کا ختم ہو جانا۔ دوسرا ایسے شغل سے الگ ہونا بچہ کو ناگوار تھا۔ تب سے اتنے وقت کی ہانگ دوڑ سے سارے بچے تک گئے تھے تب اپسی کا نام سنا۔ تو سب نے یک زبان کہا کہ ہم سے تو اب چلا نہیں جاتا۔ ماسٹر صاحب حیران ہیں کہ جنگل کا موقع ہر منٹ ہی مات آیا چاہتی ہے کوئی گاؤں پاس نہیں۔ کہنے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں۔ کریں تو کیا کریں کہی خیال آیا کہ ایک دو کو اٹھا لیچوں مگر ایک بڑی تعداد کو سطح نشی دے سکتے۔ اس پریشانی میں تھے کہ کیا ایک ایک خیال آیا۔ ایک طرف جا کر کچھ پٹنیاں درخت کی توڑیں اور ہر ایک لڑکے کو ایک ایک چٹری تقسیم کی اور ایک بڑی چٹری اپنے واسطے ہی رکھ لی سب بچہ کو سانسے لڑا کر کے یہ کہا کہ کھو شام ہو گیا ہے گھر مارا دو۔ ہم تنگے ہوئے ہیں اب سوائے اسکے اور کسی چ ہم گھر نہیں پہنچ سکتے کہ گھوڑہ پڑ چڑھ لیں اور جلد پہنچ جائیں یہ کہہ کر وہ اس چٹری پر چڑھ بیٹھا۔ انکو دیکھ کر سب لڑکے اپنی اپنی چٹری پر سوار ہو گئے اور بجائے کہ آہستہ جاکر گھر پہنچے سب کے سب دوڑتے ہوئے گھر تک آ گئے۔ ماسٹر صاحب اس علم نے جو انکو بچہ کے ذہن کے متعلق حاصل

تھا۔ انکو ایک ایسی شکل سے نکال لیا کہ جسکا کوئی حل ممکن نہیں تھا۔

غرضکہ چونکہ کسی چیز پر تباہ و کربانیکے لیے سب سے بڑا ذریعہ یہی ہوتا ہے کہ اُس چیز کو اُنکے لیے عجیب بنا دیا اور اسکے خلاف کوشش کرنا گویا منشا قدرت کے خلاف کرنا ہے۔

دو تین سال ہوئے جنہیں لغویہ لاہور کے جلسے میں میں نے اسی سوال کو پیش کیا تھا مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے اس ضروری سوال کو بہت بے توجہی سے ٹال لایا گیا بعض صاحبان نے یہاں تک ہی کہا کہ کتاب میں مثیلاً موجود ہیں جنکو غرض ہوا نہیں پڑیں باوجود اُن میں امید کرتا ہوں کہ میں نے اس مسئلہ جلسہ میں اب جو اس درخواست کو دہرایا ہے تو اُس پر نظر کر کے اس سے دیکھا جاوے گا اور مجھے یالوس نہ کیا جاوے گا۔

میں نے اپنی طرف سے قوم کی ایک نہایت بڑی ضرورت کو پیش کر دیا ہے اور یہی ظاہر کر دیا ہے کہ اس ضرورت کا علاج کرنا علماء امت کا فرض ہے ہم لوگ خواہ اس بارہ میں کوئی کوشش ہی کریں تاہم وہ حقیقت نہیں کہتے کہ ہمارا لکھا ہوا یا کیا ہوا قوم کے لیے سنا ہے۔

یہ کام فی الحقیقت علماء ہی کا ہے کہ وہ مرض کی حقیقت کو سن کر اسکے موافق نسخہ تجویز کریں۔ میں مثلاً طور پر کہتا ہوں کہ اگر علماء وقت نے توجہ نہ فرمائی اور مسلمانوں کے بچے دین سے بدلہ رو رہے تو قیامت کے دن جب ہم سے پرسش ہوگی تو ہم شفیع المذنبین کے سامنے نہایت درد کے ساتھ یہ پس کرینگے کہ

سردارِ عالم! ہم عام لوگ جو حضور کی امت میں سے صغیر و بزرگ تھے جنکی رہنمائی اُن لوگوں کے ذمہ تھی جنکو حضور نے علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا عالیشان خطاب عطا فرمایا تھا۔ ہمکو اُن عالیشان علماء کی طرف سے کوئی امداد کوئی تسلی نہیں ملی۔ انکو یا ہی مجاہد و مناظرہ سے فرصت نہ ملی کہ وہ عام مسلمانوں کی حالت پر یہی کسی وقت نظر کرتے۔

کیونکہ امتیں بالآخر کامسئلہ کے پیش رہا۔ یہی ضاد اور ضاد کے جھگڑے سے بے بحث رہے۔ غرضکہ اپنی علمیت کے انہماک سے انہیں کوئی وقت بھی ایسا میسر نہ آیا کہ وہ امت کو ناواقف لوگوں کی ضروریات دین کو محسوس کر کے کوئی تجویز کرتے۔ بڑی ذات رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں علمائے ہکوفراموش کیا ایسا نہ کہ اب اس وقت حضور کی نظروں سے بھی ہم گریں اور کسی کے ذہن میں امید کرتا ہوں کہ ہماری یہ دردناک اپیل ضرور سنی جائیگی اور شفاعت کا سایہ جو گنہگاروں امت کیلئے وعدہ ہو چکا ہے۔ ہمارے سرور پیرانشاء اللہ تعالیٰ جہانگیر کیا۔ لیکن یہ سوال ہے کہ علماء امت کس وقت کیا جواب دیں گے۔

صاحبانِ اہل بیت ساقی! آپ کا کیا اور مشکور ہوں کہ آپ نے میرے پرانے خیالات کو نسبتِ توبہ سے سنا۔ اب میں اپنی اس تقریر کو ایک بات کے واضح کرنے پر ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ فی الواقع یہ سمجھایا جاتا ہے کہ تہذیب اور ترقی کے واسطے ہمہ تن امور دنیوی میں منہمک رہنا نہایت ضروری ہے۔ تہذیب اور ترقی کے الفاظ سے ہمارے کان بھی مانوس ہیں۔ اور مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں سے اس میدان میں پیچھے نہ رہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں دنیوی وجاہت کے لحاظ سے مسلمانوں کو ذلیل نہ رہنا چاہیے لیکن ساتھ ہی اسکے اس بات کی توجہ کرنی ضروری ہے کہ تہذیب و ترقی کی کوئی صورت مناسب ہے۔ آیا وہ ترقی قابلِ حصول ہے۔ کہ جس میں آخرت کا نقصان ہو یا وہ کہ جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح ممکن ہو اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ ایسی زندگی گذاری جائے جس میں سنتِ دنیا اور سنتِ آخرت دونوں پیدا ہوں۔ کوئی مسلمان دنیا اور آخرت کے تعلق کو اپنے ذہن سے الگ نہیں کر سکتا۔ ایسے مسلمانوں کا طریق زندگی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ جس سے دین و دنیا دونوں کی بہبودی پیدا ہو سکے کیا یہ اچھا ہو گا کہ ہم دنیا میں دیگر اقوام کے سلسلے تو نیکیاں زندہ کی بسر کریں لیکن آخرت میں حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کے سامنے نام نہاد ہوں اور اس دربارِ فیضِ امارت سے بد کیے جائیں۔ یا یہ اچھا ہو گا کہ دنیا کی زندگی میں ہم میانہ روی اور اعتدال پسندی سے کام لیں۔ اپنے اوقات کو فرائضِ الہی۔ فرائضِ بنی نوع۔ اور فرائضِ نفس کے سرانجام میں بسر کر کے رضی اللہ عنہم و رضوانہ کی ڈگری حاصل کریں اور فروے قیامت لواءِ محمدی کے نیچے جگہ حاصل کریں۔

خدا کے کہ کوئی مسلمان ایسا نہ کہ جس کا دل اس نعمتِ عظمیٰ کو حاصل کر نیکی کو خواہش نہ رکھتا ہو اور ہم

دروزیوں یہ ہوئے خلاص فقط اذان لف تا بارمباد کہ استگان کند تو رستگار اند (حافظ)
 یہ حالت اور یہ کیفیت ہکو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے باہمی تفرقات اور مغالطات کو اس
 جان جاناں کیلئے ہول جائیں اور سبک سب شع الوار محمدی کے پروانے بن کر زندگی بسر کریں۔
 اگر ہم اس دنیا میں یہ اتحاد اور یہ شوق حاصل کر لیں تو دیگر اقوام کی زینت کو دیکھ کر
 ہمارے دل کبھی ہی نہ ڈگمگائیں گے اور ہم ان ظاہر پرست لوگوں کو صاف الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ
 ما اگر ہیشیاد گرد دیوانہ ایم پست آن سانفی و آں پیمانہ ایم
 جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب نے مختصر الفاظ میں اس تقریر کی تائید کی اور ندوۃ العلماء
 کی طرف سے وعدہ کیا کہ اس قسم کا ایک کورس تیار کر دیا جائیگا۔

اسکے بعد مولوی سلیمان صاحب سسٹنٹ پروفیسر اور بے العلوم نے ندوۃ العلماء
 میں ایک عظیم الشان کتب خانہ کی ضرورت پر ایک بسیط مضمون پڑھا۔ ایک عظیم الشان
 کتب خانہ کی ضرورت تو ہر مدرسہ ہر اسکول ہر کالج کو ہے لیکن ندوۃ العلماء کے لیے اس قسم کا
 کتب خانہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ندوۃ العلماء کے جو مقاصد غرضات و انتہا بنائے گئے ہیں ان کی توثیق
 متخیلہ میں موجود ہیں ان میں ایک اہم مقصد اراصفین کا قیام کرنا ہے اور یہ ایک ایسا مقصد
 ہے جس کا تمام مدارس اور ایک عظیم الشان کتب خانہ پر ہے اس بنا پر ندوۃ العلماء نے ابتداء ہی سے
 اس کی طرف کوشش کی اور اس کوشش میں بہت کچھ کامیاب ہوا لیکن اب جبکہ ندوۃ العلماء
 ترقی کرتا جاتا ہے جبکہ ملک میں علمی آثار پیدا ہوتے جاتے ہیں جبکہ قوم کی نگاہ ندوۃ العلماء
 کے کارناموں پر شوق و اضطراب کیساتھ پڑ رہی ہے اس لیے یہ ضرورت زیادہ اہم ہوتی جاتی ہے
 نوٹ۔ جب میں جبوقت میں تقریر کی تھی تو اس کا کوئی تحریر کردہ نوٹ میرے پاس نہ تھا۔ اب ڈیڑھ ماہ کے
 بعد میں اس وقت کے خیالات کو محیط تحریر میں لائینی کوشش کی ہے اس لیے بالکل ممکن ہے کہ الفاظ میں تغیر ہو جائے
 اور مضمون میں بھی کمی بیشی ہو گئی ہو۔ ابستہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سا حصہ مضمون کا وہی ہے۔

محمد دین

اس بنا پر ندوۃ العلماء کی سب سے بڑی علمی کوشش یہ ہے کہ وہ ایک ایسا عظیم الشان کتب خانہ قائم کرے جو علماء و طلباء اور قابل ترین مفسرین کا مرجع عام ہو سکے، مولوی سید سلیمان نے اپنی تقریر میں کتنا وضاحت کے ساتھ انہیں مقاصد اور انہیں ضرورتوں کی تشریح کی تھی، چنانچہ ہم اس تقریر کو اس موقع پر درج کرتے ہیں۔

تقریر مولوی سید سلیمان صاحب مدرس ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء

صاحبو! ندوۃ العلماء کے لیے ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کر نیکی تجویز نہایت اہم اور ضروری تجویز ہے اور درحقیقت اس زر و لیونش پر اسلامی علوم کی بقا موقوف ہے، آج تمام قومی مجلسوں میں انجمنوں، انسٹیٹیوشنوں میں یہ فریاد ہے، ماتم ہی، کلام ہی، کہ افسوس قرطبہ کا عالیشان علمی خزانہ برباد ہو گیا، غرناطہ، اشبیلہ، بلنسیہ، کے علمی زرو جو اب وقت ستیزہ زمانہ ہو گئے، دمشق و بغداد کا علمی و فرائق پریشان ہو گیا، دہلی مرحوم کی علمی بہارستان میں خزاں لگی، وہ زمانہ یاد ہے۔

یاد آں روزے کہ دراز ماجرا ہے جہاں ماجراے باہکا رنگتہ دانے داشتیم
یاد آں روزے کہ دست افشاں گشتہ از حرم از غور آں کہ من ہم استانے داشتیم
افسوس نہ اب وہ نگارنگتہ دان ہونہ وہ استانہ غور ہے، وہ نگارنگتہ دان کیا تاجس کی زبان کا ایک ایک نکتہ و فقر معنی تھا اور وہ استانہ غور کیا تاجس کے نشے سے ہمارے علماء اسلام کو مایوس کی دنیا میں زندہ ہیں اب تک چو میں وہ اسلام کی زاور نقیضیفات ہیں وہ اسلام کے عظیم الشان کتب خانے ہیں وہ اسلام کے علمی جد و جہد کے نتائج ہیں، جو صحنہ عالم سے مٹ گئے، محو ہو گئے، بے نشان ہو گئے، مامون کا بیت الحکمت کہاں سے آئے حکم کا دار الحکمت اب کہو نہ پیدا ہو گا عضد الدولہ کا کتب خانہ اب کون زندہ کرے گا لیکن رونے والو ذرا اتم جاؤ، ماتم کرنے والو ذرا رک جاؤ، ماضی کو چوڑو حال کی خبر لو

ورنہ مستقبل میں اس حال کا رونا ہوگا، اسوقت کتنے قدیم خاندان ٹٹتے جاتے ہیں۔
 ہر قدیم خاندان کی کہنہ و بوسیدہ عمارت میں ایسی کتابوں کے صندوق موجود ہیں جو
 اسلاف کی علم دوستی کی شاہد ہیں لیکن اسوقت وہ کیڑوں کی غذا ہو رہے
 ہیں۔ اکثر گمرانوں کے مالک اب انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان ہو گئے ہیں جنکو
 قدیم کتابوں سے کوئی دلچسپی نہیں ایسے وہ نذر غفلت ہو رہے ہیں، ہمارے صوبے
 بہار میں ایک قدیم خاندان میں چند صندوق بیش قیمت کتابوں کے تھے برسات کی
 بارش سے انکی حفاظت نہ کی جاسکی اور وہ مٹ کر گلہوا ہو گئیں، اکثر خاندانوں کے
 جانشین اب جاہل ہیں جنکو نزدیک ان کتابوں کی مطلق قدر نہیں اب وہ انہیں
 ردی کے مول بازاروں میں نسخے باندھنے کے لیے بیچتے ہیں یا وہ کتب فروشوں
 کے ہاتھ نہایت ناقدری سے بک جاتے ہیں اور یہ کہ ان نواور زمانہ کی کوئی قدر
 نہیں ہوتی، یہ کتب فروش اکثر ان یورپین ایجنٹوں کے ہاتھ جو تقریباً ہر شہر میں ان کی
 جستجو میں موجود رہتے ہیں فروخت کر ڈالتے ہیں اور اسطرح ہمارے کتبخانے اجڑا رہا
 کر یورپ کے کتبخانے آباد ہو رہے ہیں۔ تیموری کتب خانوں کی فراہمی کتب کا
 اس سے اندازہ ہوگا کہ حکومت مٹ گئی، فتنہ و شورش میں کتب خانے کا ایک ایک ورق
 منتشر ہو گیا، ہزاروں کتابیں یورپ چلی گئیں، سیکڑوں کتابیں پرائیویٹ کتب خانوں میں
 داخل ہو گئیں مگر یہی ابی بیشمار کتابیں تیموری مہروں کی بازاروں میں مل سکتی ہیں
 حضرات! جس بے دردی اور غفلت کے ساتھ یہ کتابیں ضائع ہو رہی
 ہیں انکے مثال و نمونہ کے لیے کہنوں کے قدیم خاندان اور بازار پیش ہیں انقلاب
 حکومت کے زمانہ سے اب تک یہ سلسلہ جاری ہے اور باوجود اسکے کہ بہت سے
 کتب خانے غارت ہو گئے۔ بہت سے قدیم خاندان کے ساتھ ان کے کتب خانے
 ہی مٹ گئے، بہت سی نادرت کتابیں صندوقوں میں گر گئیں، برسات میں گل گئیں

کیڑوں سے بیکار ہو گئیں، لیکن حیرت ہے کہ اب بھی لانا تھا کتابیں قوم کے ملک میں باقی ہیں جس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف کو کتاب اور کتاب خانوں کے ساتھ کس قدر عشق تھا کہ ہزاروں کتب خانے مٹ گئے اور باسٹراٹھ ٹٹے جاتے ہیں لیکن اب بھی ہزاروں باقی ہیں اور دوسری طرف ہماری چھلٹ بے پردائی، غفلت کا ثبوت ملتا ہے، اگر ندوۃ العلماء کی آواز پر اب بھی قوم لبیک کہے تو اس کا بہت سا علمی خزانہ اب بھی محفوظ رہ جائے۔

جانتے ہیں راستہ گو کمو چکا ہے کاررواں

کاررواں سالار کی چشم غنایہ سچا

ندوۃ العلماء نے اس کے متعلق ابتداء ہی سے علمی کوشش شروع کی، ہر اس کے مقاصد کا ایک جز کتب خانہ اعظم کا قیام ہی، شاہجہانپور کے اجلاس سالانہ سے اس کی بنیاد پڑی شاہجہانپور کے ایک عالی ہمت نے تین ہزار کتابیں، بیٹن کے اجلاس میں اسپر اصناف ہوا اس کے سوا دیگر اہل ہم نے اس کی امداد کی جنکی تفصیلی حالت دارالعلوم کی روداد حال میں آپ پڑھیں گے، بہت سی کتابیں خود ندوہ نے خریدیں، قدیم تصنیفات کے سوا مصر کی عربی موجودہ تصنیفات بھی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ یورپ، مصر، بیروت، مستططنیہ، کی اکثر مطبوعات کتب خانہ کے لیے باعثِ زینت ہیں۔ نادرقمی کتابیں بھی موجود ہیں اس وقت کتب خانہ ندوہ کی کتابوں کی مجموعی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہے جن میں برفن کی کتابیں موجود ہیں خصوصاً علم تفسیر، علم ادب، علم تاریخ، اور ہمدید تصنیفات و مطبوعات کے لحاظ سے ندوہ کے کتب خانہ کا ہندوستان کے عربی مدارس کا کوئی کتب خانہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔

شاید انکو یہ خیال ہو کہ ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں جب اس تعداد و حیثیت کی کتابیں موجود ہیں تو اب کیا چاہئے اسلئے ہم آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ندوہ کے موجودہ کتب خانہ کو حقیقی کتب خانوں سے ابھی کس قدر بعد ہے۔

فہرست کتب خانہائے یورپ

(۱) دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہلک لائبریری بیرس (فرانس) ہے جس کو سٹ ہ فرانسوا اول بادشاہ فرانس نے قائم کیا ہے جس میں تمام دنیا سے کتابیں جمع کی گئی ہیں، بعض خرید کر بعض نقل کر کے، کل اہل مطابع پر فرض ہے کہ کتاب مطبوعہ کا ایک نسخہ ہمیشہ لائبریری میں بھیجیں، اس کتب خانہ کی پارلیمانوں میں چار تقسیمیں ہیں اول میں کتب مطبوعہ، جغرافیائی نقشے دوم قلمی نسخے سوم قدیم سکے اور یادگار آثار قدیمہ چہارم اسٹامپ اور ٹکٹ، اس لائبریری کی صرف اول قسم میں کتب مطبوعہ تیس لاکھ جلدیں ہیں، بعض لوگوں نے یہ حساب لگایا ہے کہ اگر کتب خانہ کی کتابوں کی الماریاں اوپر نیچے کر کے ترتیب سے ڈھیر لگائی جائیں تو ایک ستر ہزار دو سو پچاس گز کی دیوار بلند ہو جائے، تمام کتابیں عمدہ ادیشن کی ہیں اور نہایت خوبصورت ان کی جلدیں ہیں، روزانہ سیکڑوں کتابوں کا کتب خانہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اسی لئے یہاں کی موجودہ کتابوں کی فہرست کبھی مکمل نہیں رہتی،

اسٹامپ کی عمارت میں ۲۵ لاکھ اسٹامپ ہیں جو ایک لاکھ پینتالیس ہزار کتابوں کی صورت میں محفوظ ہیں، سکھات کی عمارت میں چار لاکھ قدیم سکے ہیں، قلمی کتب خانہ میں ایک لاکھ کتابیں ہیں، کتب خانہ کے سامنے دو نہایت وسیع بلند ایوان ہیں ایک عام مطالعہ کنڈلگان کے لئے دوسرا صرف اُن اشخاص کے لئے جو ارباب قلم اور مصنفین ہیں یہ عمارت ۱۸۶۸ء میں تعمیر ہوئی ہے، اس عمارت کی وسعت ایک ہزار تین سو اکتھ گز ہے، صدر عمارت میں لائبریری اور کلرک بیٹھے ہیں جن کے سامنے منبروں پر کتب خانہ کی فہرستیں ہیں، مصنفین کے لئے

۳۳۳ ششستیں ہیں ووات قلم کا غذا اور سامان کتابت ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں اور نہایت خاموشی کے ساتھ وہ مطالعہ میں مصروف ہیں۔

(۲) برٹش میوزیم لندن، اس میوزیم کا اصلی بانی ڈاکٹر سن سیلون ہے، اس میوزیم کے سات حصے ہیں جن میں سے ایک مطبوعہ کتابوں اور دوسرا قلمی کتابوں کا حصہ ہے، مطبوعہ کتب خانہ میں پندرہ لاکھ کتابیں ہیں اور ہر سال تقریباً تیس ہزار کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے، مطالعہ کا کمرہ نہایت وسیع اور شاندار ہے خصوصاً وہ عظیم الشان عمارت جو مصنفین اور اہل قلم کیلئے بنائی گئی ہے اور ۳۹۰ امتحان کی نشست ہے، چار سو جلدوں میں صرف کتب خانہ کی فہرست ہے۔ لکھتے ہیں اس کتب خانہ کے مستفیدین کی تعداد ایک لاکھ چھتر ہزار سات سو تیرانوے تھی۔

(۳) برلین (جرمنی) کا شاہی کتب خانہ جو ۱۷۵۸ء سے شروع ہو کر ۱۸۵۸ء میں تیار ہوا ہے، اس میں ۱۸ لاکھ کتابوں پر مشتمل ہے جس میں پندرہ ہزار ناد قلمی کتابیں ہیں۔

(۴) وائٹا۔ جرمنی) کی رائٹ لائبریری جو نہایت آراستہ اور مرتب ہے اور جس میں چار لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں جس میں ہزار عجیب و غریب قلمی نسخے ہیں، اس کتب خانہ کی مشرقی کتابوں کا حصہ نہایت بیش قیمت ہے جسکو برون متونی نے ۱۸۵۸ء میں قائم کیا تھا۔

(۵) وائٹا یونیورسٹی (جرمنی) کا کتب خانہ جس میں ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ناد ویش قیمت کتابیں ہیں۔

(۶) لیڈن یونیورسٹی (ہولینڈ) جو ۱۷۵۸ء میں قائم ہوئی ہے اس کا کتب خانہ بھی نہایت مشہور ہے اور بولٹید کے تمام کتب خانوں سے زیادہ قدیم ہے جس میں ۳ لاکھ مطبوعہ اور پانچ ہزار چھ سو قلمی کتابیں ہیں جن میں عربی کی اکثر ناد الوجود کتابیں شامل ہیں۔

(۷) اپ (لا سویڈن) کا کتب خانہ جو سویڈن کا مشہور کتب خانہ ہے جس میں دو لاکھ تیس ہزار کتابیں ہیں جن میں سات ہزار قلمی ہیں۔

(۸) اسٹاک ہوم (ناروے) کی پبلک لائبریری جو ۱۷۵۸ء سے شروع ہو کر ۱۸۵۸ء میں تمام ہوئی ہے جس میں دو لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں جن میں آٹھ ہزار قلمی ہیں۔

(۹) میلانو (اٹلی) کا عظیم الشان کتب خانہ جس میں ایک لاکھ چالیس ہزار کتابیں ہیں جن میں ۲۰ ہزار قلمی ہیں،

(۱۰) دامنا (جرمنی) کی البرٹ لائبریری جس میں پچاس ہزار کتابیں اور تقریباً چوبیس ہزار جزائی نقشے اور ایک لاکھ ۷۰ ہزار تصویریں ہیں۔

صاحبو

ان کتب خانوں کی کثرت، نادر اور قیمتی کتابوں کا احاطہ، سامان علمی کی وسعت، عمارات کی بلندی و شوکت، انتظام و ترتیب کی درستگی کو دیکھ کر نہ صرف ندوۃ العلماء کے موجودہ کتب خانہ کی کوئی وقعت نہیں معلوم ہوتی بلکہ ہندوستان کے وہ تمام کتب خانے جو پائوٹ طور سے موجود ہیں مذکورہ بالا کتب خانوں کی نسبت سے ہیچ ہیں، مذکورہ بالا کتب خانوں میں جن کتابوں کی ہمارے اور جن سے ان کا رنگ و بواہل دماغ کو مسرور کر رہا ہے، وہ حقیقتہً وہ ہمارے ہی خزانہ سیدہ باغوں کے پھول ہیں اور ہمارے ہی چمنستان کے پودے ہیں جو ہماری غفلت سے خشک اور مردہ حالت میں تھے، غیر ملک کے باغبان آئے اور انھیں اٹھا کر اپنے ملک کے باغوں میں لگایا وہاں کی آب و ہوا انھیں ایسی راس آئی کہ پھلے اور پھولے اور تمام دنیا میں ان کی بو پھیل گئی اور اب ہم خود اس عطر مرثم کے مشتاق ہیں لیکن نہیں پاتے اور نہیں پاسکتے تاؤدقتیکہ ان پودوں میں فلیں نہ لگائی جائیں اور وہاں سے ان کو لاکر پھر ہم اپنے اصلی باغ میں منگائیں، ہمارے اصلی باغ ہمارے اسلامی مدارس ہیں، مشرق سے جو کتابیں مغرب کو پہنچ گئی ہیں ان کا بعینہ واپس لانا تو اب تقریباً محال ہے اس لئے وہاں کی قلمیں منگائی جائیں اور یہاں لگائی جائیں یعنی وہاں سے نقلیں منگوائی جائیں وہاں کی مطبوعات خریدی جائیں، ندوۃ العلماء اور اس کا دارالعلوم اسلامی مدارس کا سفیر ہے قائم مقام ہے، اس لئے سب سے پہلے وہ قلمیں یہاں لگائی جائیں اور یہاں تمام مدارس میں پھیلائی جائیں

حضرات: گودار العلوم اپنی موجودہ حالت میں زیادہ سے زیادہ ایک انگریزی کالج کے برابر ہے،
 نیکس جو خیال اس کے متعلق، بائیان وارکان دارالعلوم رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ دارالعلوم آئندہ
 چلکر ایک مذہبی یونیورسٹی ہو جہاں کے طلباء بزرگان سلف کے کارناموں سے واقف ہوں، اُن
 کے تمام علمی جدوجہد سے اُن کو اطلاع ہو لیکن اس خیال کا خارجی وجود بھی ایک عظیم الشان کتب خانہ
 کے وجود پر موقوف ہے۔

اسلامی دور حکومت کی سب سے بڑی درس گاہ یا مدرسہ اعظم مدرسہ نظامیہ بغداد ہے جو نظام
 الملک طوسی کے نام کو قیامت تک زندہ رکھے گا۔ یہ مدرسہ اعظم اسلامی مدارس کی صف میں اُم
 المدارس کا حکم رکھتا ہے اُس وقت تک کامل نہیں ہو جب تک بغداد کے علم دوست خلیفہ
 ناصر الدین الدے شاہی کتب خانہ کا نا اچھٹہ نظامیہ میں نہیں منتقل کر دیا۔ آج بھی بڑی بڑی
 یونیورسٹیوں کے کتب خانے شاہی کتب خانوں کے مقابلہ میں ہیں یونین یونیورسٹی میں
 ۳ لاکھ مطبوعہ اور پانچ ہزار چھ سو قلمی کتابیں ہیں جن میں عربی کی نادر الوجود کتابیں بھی شامل ہیں
 داتا یونیورسٹی کے کتب خانہ میں ۳ لاکھ بیس ہزار کتابیں ہیں، اوسفورڈ کا مشہور کتب خانہ بھی
 مشہور ہے، جہاں عربی کتابوں کا بھی ایک بہترین ذخیرہ ہے لیکن ہندوستان نہ صرف
 ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اسلامی مدارس اور بڑے بڑے مدارس پر نگاہ ڈالو، جامع ازہر مصر
 اور جامع زیتون مراکش سے بڑا اور عظیم الشان عربی کتب خانہ کوئی مدرسہ اعظم نہیں جامع ازہر کی عمر
 اوسفورڈ اور کمبریج اور تمام یورپ کی یونیورسٹیوں سے بڑی ہے لیکن باوجود اسکے ان مدارس
 میں کوئی بیش قیمت عظیم المربعہ کتب خانہ نہیں ہے صرف ۳۰۰ سے ایک کتب خانہ ہے جس میں
 بیس ہزار کتابیں ہیں، غالباً موجودہ طلباء نے عربیت کی کمی معلومات کی ایک بڑی وجہ یہ
 بھی ہو، یہ ضرور ہے کہ بعض عربی مدارس میں کچھ کتب خانے موجود ہیں، مگر اُن کی وسعت صرف
 زیر دس کتابوں تک محدود ہے،

مدارس کا ذکر چھوڑ دندوۃ العلماء مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تحریک ہے ندوۃ العلماء کے سوا

اور بھی ہندوستان میں قومی اور علمی مجالس ہیں مگر کہیں کسی اسلامی غیر معمولی کتب خانہ کا وجود نہیں، لیکن تمام یورپ کے دائرہ کو محدود کر کے صرف انگلستان کی انجمنوں کی لائبریریوں کو دیکھو توجہ دیت ہوگی، (۱) انگلڈ ہال لائبریری میں ۸۰ ہزار کتابیں ہیں جن میں تین سو قلمی ہیں، (۲) لندن لائبریری میں ۹۰ ہزار (۳) ایسی ایٹیم لائبریری میں ۴۸ ہزار (۴) ریخارم کلب میں ۳۰ ہزار (۵) جیوگرافیکل سوسائٹی میں ۲۰ ہزار (۶) یونائیٹڈ سروسس ٹیوٹ میں ۲۰ ہزار، حضرات! ان معمولی اور پبلک انجمنوں کی کوششوں کو ہندوستان کی ہر ورآبادی کی کوشش سے مقابلہ کرو اور افسوس کرو، ہندوستان کے سوا دیگر ممالک اسلام میں بے شبہ بڑے بڑے کتب خانے قائم ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور مصر کا کتب خانہ خدیویہ جو ۱۳۵۵ء میں قائم ہوا اور پندرہ ہزار کے قریب کتابیں اُس میں ہیں اس تعداد کا یورپ کے ادنیٰ کتب خانوں سے مقابلہ کرو، بغداد کا کتب خانہ دمشق میں قہر ملک ظاہر کا کتب خانہ ٹونس، میں کتب خانہ صادقہ، قسطنطنیہ کے متعدد کتب خانے ہیں جنکی تعداد ۴۵ ہے، جن میں چودہ کتب خانوں کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں ان میں کتب خانہ خدیویہ کے سوا اور تمام کتب خانوں کی جو حالت ہے اُس کا نمونہ احمد زکی بک جو اینٹ سکرٹری مجلس وزراء مصر کی اُس رپورٹ سے ظاہر ہے جو اُس نے قسطنطنیہ کے کتب خانوں کے متعلق صدر اعظم سے کی ہے، اُس رپورٹ کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے واحد دار الخلافہ میں جب عربی کتب خانوں کی یہ حالت ہے تو دیگر شہروں کے کتب خانوں کا کیا حال ہوگا، احمد زکی بک نے لکھا ہے کہ تمام کتب خانے منتشر ہیں ایک کتاب کی ایک جلد کسی کتب خانہ میں ہے دوسری جلد کہیں ہے، تمام کتابیں غیر مرتب، غیر منظم پریشان ہیں، کتابیں اس طور سے ڈھونڈنا کہ کبھی گئی ہیں کہ اوراق چپک چپک گئے ہیں، اگر دو غبار اس کثرت سے کتابوں پر رہتا ہے کہ کتاب میں سرتاپا گرد آلودہ ہو جاتا ہے، کتابوں کی کوئی فہرست نہیں ہے جس سے کوئی کتاب آسانی سے مل سکے نہ اُن پر نمبر ہیں جو وہ باقاعدہ منظم ہو سکیں اُن کے کھولنے کا

وقت اس قدر مختصر ہے کہ لوگ اُس سے مستفید نہیں ہو سکتے، بیٹھنے کا اور کتاب دیکھنے کا سامان نہیں، کتاب خانوں میں ہوا اور روشنی جو لازمہ زندگانی ہیں اُن کا بہت کم گزرجو سامان کتابت کا وہاں مطلق وجود نہیں، لائبریریز کی تنخواہ اس قدر کم ہوتی ہے کہ وہ اس تنخواہ میں گزر نہیں کر سکتے اس لئے لامحالہ اُن کو اپنے فرائض چھوڑ کر دوسرے کام کرنے پڑتے ہیں، تمام کتب خانوں کا قاعدہ ہے کہ لائبریرین اپنی کتابوں سے دوسروں کے اعتبار سے زیادہ واقف ہوتا ہے لیکن یہاں بالکل برعکس حال ہے۔

ان حالات کو سنکر آپ خود فیصدہ کر سکتے ہیں کہ جب ایک اسلامی دار الحکومت کا کتب خانوں کے ساتھ یہ طرز عمل ہے تو آپ دوسرے شخصی کتب خانوں کی نسبت کیا رائے قائم کر سکتے ہیں اس سے پہلے آپ یورپ کے پایہ تخت کے کتب خانوں کا حال سن چکے ہیں اُن سے ہمارے احساس علمی کا مقابلہ کیجئے، رفتہ رفتہ اگر موجودہ احساس میں بھی کمی ہوتی گئی جیسا کہ رفتار زمانہ بتا رہی ہے تو مسلمانوں کے علم و فن کی تاریخ اُسی طرح دنیا سے معدوم ہو جائیگی، جس طرح غرب قدیم ایران قدیم، ہندوستان قدیم، اور فنیس۔ ایشوری، اکلدانی قوموں کی علمی تاریخیں دنیا سے مٹ گئی ہیں اور اب جو کچھ اُن کے متعلق باقی ہے وہ اوابہ خیالات، مطلقاً نہیں مسلمان اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اُس کی صورت ایک کتب خانہ اعظم کی بنیاد ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہم کو اس ضرورت کا احساس نہیں پیدا ہوتا اور افسوس ہے کہ نہیں پیدا ہوتا ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد اور نیز عربی جاننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن اس وسیع آبادی میں مسلمانوں کی کوشش کی کوئی پبلک لائبریری نہیں ہے، بانکی پور کی وینٹیل لائبریری اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے لیکن افسوس ہے کہ اُس کا دار مدار محض قلمی کتابوں پر ہے لکھنؤ فرنگی محل کا کتب خانہ نیز لکھنؤ میں مولوی ناصر حسین صاحب محمد کا کتب خانہ نہایت نادر ہے ہندوستان کی اسلامی ریاستوں میں حیدرآباد، رام پور، ٹونک کے کتب خانے بھی نہایت ممتاز ہیں لیکن افسوس ہے کہ

پبلک نہیں اور عام مستفیدین علم کی دست رسائی وہاں تک ممکن نہیں لیکن ممالک عربیت سے دور اقوام اسلامی سے دور مغربی ممالک میں عربی زبان کے نہایت نادر کتب خانہ موجود ہیں جن کی اکثر کتابیں ہماری غفلت سے مشرق سے مغرب پہنچ گئی ہیں پیرس کی پبلک لائبریری میں قسطنطنیہ کے کتب خانوں سے کتابیں نکل نکل کر جاتی ہیں، اس اسوقت تقریباً یورپ کے ہر دارالحکومت میں عربی کتب خانے موجود ہیں، جن میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔

- | | |
|-------------------------------|--|
| (۱) برلین پایہ تخت جرمنی | (۲) قصر اسکویل واقع شہر مسیڈریڈ پایہ تخت اسپین |
| (۳) فلورنزا واقع اطالی | (۴) چوسہ واقع وسط جرمنی |
| (۵) کونہائیگن پایہ تخت ڈنمارک | (۶) پینرگ |
| (۷) لیڈن واقع (ہولینڈ) | (۸) لندن کے دو کتب خانے برٹش میوزیم اور بٹیک |
| (۹) لوند واقع جنوبی سویڈن | (۱۰) اوب لا واقع (سویڈن) |
| (۱۱) اؤسگورڈ واقع (انگلینڈ) | (۱۲) پیرس پایہ تخت (فرانس) |
| (۱۳) رومہ پایہ تخت اطالی | (۱۴) پٹرسبرگ پایہ تخت (روس) |
| (۱۵) وائنا پایہ تخت (اسٹریا) | |

ان کے علاوہ تو دہندوستان میں انگریز علما کی کوشش سے

- | | |
|------------------------------------|------------------------------------|
| (۱) ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ لائبریری | (۲) ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی لائبریری |
| (۳) پبلک لائبریری الآباد | (۴) گورنمنٹ لائبریری کلکتہ قائم ہے |
- حضرات اس فہرست کے پیش کرنے سے صرف یہ مقصد نہیں ہے کہ اسلامی ہندوستان کی ممالک یورپ کے مقابلہ میں توہیں ہو رہی ہے اور اُس کی غفلت کو داغ لگتا ہے بلکہ درحقیقت اس رزولیکشن پر ہماری ترقی وقف ہے۔

صیغہ تالیف و تصنیف

ندوۃ العلماء جس قسم کے علما اپنے مدرسہ میں تیار کرنا چاہتا ہے وہ اس اسکیم سے ظاہر ہے کہ یہاں کے طلبہ درجہ عالیت یا درجہ تکمیل کے بعد تالیف و تصنیف میں مشغول ہوں اور ایک بڑے پیمانہ پر صیغہ تالیف و تصنیف قائم کیا جائے جس سے علوم و تاریخ اسلام کا احیا ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ کام اُسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب ندوۃ العلماء کے احاطہ میں ایک عظیم الشان کتب خانہ ہو جس میں تمام نادر تصنیفات موجود ہوں، اردو زبان کی بہترین مذہبی و رشتہ الفاروق ہے لیکن حضرات آپ کو معلوم ہے کہ یہ پانچ سو صفحوں کی کتاب ہندوستان مصر، قسطنطنیہ کے تمام کتب خانوں کو کنگال کر لکھی گئی ہے، لیکن یہ امر ہر شخص کو ہر مصنف کو یہ ذریت و وسعت نہیں مل سکتی ہے کہ وہ ایک ایک تصنیف کی خاطر تمام روئے زمین کا کاسفر کرے یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں عمدہ تصنیفات شاؤنداد و نادر شائع ہوتی ہیں اگر قوم ندوۃ العلماء کے اقتدار میں ایک ایسا کتب خانہ طیار کر دے جو تمام ضروری اسلامی تالیفات کو محیط ہو تو یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ مفید تالیفات کا ذخیرہ اردو زبان میں نہایت آسانی سے جمع ہو جائے، اور خصوصاً اس اسکیم کی قوت سے فعل میں آنے کی صورت پیدا ہوگی کہ ممتاز طلبائے دارالعلوم کا ایک حصہ صیغہ تالیف و تصنیف کے لئے وقف کیا جائے جس کی قوم کو اس وقت نہایت ضرورت ہے۔

ہندوستانی مطبوعات کی سالانہ فہرست پڑھو اور غور سے ایک ایک کتاب کا نام لیکن اُس میں اخلاقی، تمدن، تاریخ، مذہب کی کوئی مفید کتاب نپاؤ گے ہاں فہرستوں میں جھوٹے افسانوں، مفسد اخلاق ناولوں، گندہ و ناپاک لٹریچر کا ایک ڈھیر نظر آئے گا جس سے صرف یہی افسوس نہیں ہوتا کہ چھاپنے والوں نے اپنا سرمایہ اور کپینے والوں نے اپنی محنت برباد کی بلکہ قوم نے اکثر افراد کے مال، وقت، اخلاق کے ضائع ہونے کا افسوس ہوتا ہے،

جس کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جاسکتا، اگر ندوۃ العلماء کی رائے کے مطابق ایک ایسا کتب خانہ قائم ہو جائے تو ان موجودہ حالات میں بہت جلد تغیر پیدا ہو جائے گا، ہماری زبان کا علمی دامن وسیع ہو جائے گا، مصنفین کی دماغی محنت و جانکاهی کا مالی معاوضہ حاصل ہوگا، اہل مطابع کی مالی ثروت ترقی کرے گی اور سب سے بڑی بات یہ ہوگی کہ قوم کے علمی، اخلاقی، اور مذہبی مذاق میں نہایت رفعت حاصل ہوگی جو قوم کی ترقی کی ضامن ہے، امید ہے کہ ہر اہل اس سے اتفاق کرے کو طیار ہوگا۔

لیکن اب سوال یہ ہے کہ اب جب تمام علمی دفتر پریشان و منتشر ہو چکا ہے، تمام علمی سرمایہ بکھر چکا ہے کیونکر کثمت سکتا ہے، اور ایک کتب خانہ اعظم کی کیونکر بنیاد پڑ سکتی ہے، اس سوال کا جواب نہایت آسان ہے، گزشتہ زمانہ میں مسلمانوں کے پاس کتابوں کی فراہمی اور کتب خانوں کی کثرت بے اندازہ تھی تو موجودہ زمانہ میں جب سامان سفر اور سامان کتابت نہایت سہل اور آسان ہو گیا، کتابوں کی فراہمی کچھ مشکل نہیں ہاں سہم کا ایک جلوہ کافی فیض روح القدس ارباز مدد فرماید * دیگر اہل ہم بکند انچہ سیجای کرد

تادرتا میں دو قسم کی ہیں،

(۱) ایک وہ جو چھپکر عام ہو چکی ہیں یہ کتابیں زیادہ تر یورپ اور مصر و بیروت کی مطبوعات ہیں، یورپ کو چونکہ اسلام سے مذہبی تعلق نہیں اس لئے مطبوعات یورپ میں زیادہ تر تاریخی ادبی کتابیں مباحث میں سے حسب ذیل کتابوں کا مجوزہ کتب خانہ کے لئے ہونا ضروری ہے، یہ وہ کتابیں ہیں جن سے افسوس ہے کہ ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کا دامن خالی ہے۔

فرن ادب میں، دیوان حارث بن عباد بکری جاہلی مطبوعہ بون، فہرست اغانی للاصفہانی مطبوعہ لیڈن، دیوان شعرائے ہدیین مطبوعہ لندن، تتمہ دیوان شعرائے ہدیین مطبوعہ برلین دیوان ہادرہ بن سعد بن ذبیان مطبوعہ لیڈن دیوان تابلطشر مطبوعہ سویڈن، دیوان

اوس مطبوعہ داتا۔ دیوان اعشی مطبوعہ لیرک۔

معجم الادبا۔ یا قوت مطبوعہ لندن تاریخ عامہ مینی مطبوعہ لندن تاریخ ابن واضح کاتب عباسی
مطبوعہ لیڈن، طبقات بن سعد، ازرقی مطبوعہ لیرک، تجارب الامم ابن مسکویہ مطبوعہ لیڈن
تاریخ ابن ابی ذرع مطبوعہ سویڈن، تاریخ دولت الموحدين للحرکشی مطبوعہ لیڈن، العبر والنجر
مطبوعہ اوکسفورڈ، سیرۃ الفهر بن مطبوعہ لیڈن، تہذیب الاسماء واللغات مطبوعہ گوننگن،
اخبار الطوال دینوری، کتاب التنبیہ والاشراف سعودی، انساب الاشراف بلاذری،
المشتبہ للذہبی، اعلام باعلام بیت النہ الحرام، استبصار فی عجائب الامصار، الآثار الباقیہ
بیرونی، الامام مقرئری، کتاب الاعتبار لابن منقذ، زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب، زبدۃ
النفاۃ فی اخبار الورداء، السجوقیہ، کتاب الصلاۃ لابن بشکوال، بغیۃ الملتبس فی تاریخ رجال
الاندلس، طبقات المفسرین سیوطی، فتوح ازوی۔

فرن جغرافیہ میں، کتاب المسالک والممالک ابن خردواذہ مطبوعہ لیڈن، جغرافیہ عرب
سہدانی مطبوعہ لیڈن مسالک الممالک ابن حوقل مطبوعہ لیڈن، جغرافیہ روس ابن فضلان
مطبوعہ پیرسبرگ، کتاب البلدان ابن واضح مطبوعہ لیڈن، کتاب الجبال والامکنہ والمیاء
زحشری مطبوعہ لیڈن جغرافیہ افریقہ واسپین ادربیسی مطبوعہ لیڈن، جغرافیہ اٹلی مطبوعہ روسیہ
اٹلی، کتاب تقویم البلدان ابوالفدا مطبوعہ پیرس، جغرافیہ روس للبکری مطبوعہ پیرسبرگ،
معجم ما استعجم للبکری مطبوعہ گوننگن، عجائب الهند ینزدک بن شہر یار مطبوعہ لیڈن۔

مطبوعات مصر کی اکثر کتابیں موجود ہیں جن میں بالفعل کتب خانہ کو تفسیر و نشر سیوطی۔
فقہ میں مدونہ امام مالک، کتاب الامام شافعی، شہج جامع صغیر سیوطی، جمع النہایۃ
ابن ابی حمزہ۔ شرح جامع امام محمد للرحضی۔

اصول میں کتاب اللع ابواسحاق شیرازی کتاب المواقفات شاطبی وغیرہ نہایت ضروری
ہیں، قلمی کتابوں کا شمار ہمارے باہر ہے، اسلامی تصنیفات جس کثرت سے وجود

آئیں اُن سے کون واقف نہیں ان تمام کتابوں کا کسی کتب خانہ میں جمع ہونا اُس کی خوش قسمتی کی اخیر حد ہے، تاہم کوشش و فحش سے اکثر کتب خانوں میں بعض نادور اور نایاب علمی نسخے موجود ہیں، اُن کو جہاں تک ممکن یکم ہو چکانا چاہئے، خصوصاً تفسیر حدیث و شروح حدیث، فلسفہ، ریاضی، طب، الکتر فزوں میں علمی کتابیں اسی موجود ہیں کہ اگر وہ کسی کتب خانہ میں جمع ہو جائیں تو اسلامی علوم و فنون دفعۃً تاریکی سے روشنی میں آجائیں، اس تفصیل کے بعد اس سوال کا جواب کہ ایک پبلک کتب خانہ اعظم جو دیکھ کر ہو یہ کہ اسکی (۱) مطبوعات یورپ اور مطبوعات مصر و بیروت کے خریدنے کا سامان کیا جائے، (۲) قلمی نادور نسخے تاجران کتب علمی سے خریدے جائیں، (۳) نیز قلمی نادور الوجود کتابیں جو مصر و ہندوستان کے کتب خانوں میں موجود ہیں اُن کی نقلیں لی جائیں،

(۴) قدیم خانہ انوں میں جو کتابیں ضائع ہو رہی ہیں وہ اس کتب خانہ میں منتقل کر دی جائیں، اور اس طرح تمام ملک کا علمی ذخیرہ ایک جگہ جمع ہو جائے، (۵) چھوٹے چھوٹے پرائیوٹ کتب خانے بہت سے ملک میں باقی ہیں جن میں بعض بعض نادور کتابیں ہیں لیکن وہ اس گم شدگی اور جبر کی حالت میں ہیں کہ اہل علم کو انکی مطلق خبر نہیں اس لئے اُن کا وجود اور عدم برابر ہے، نیز یہ چھوٹے چھوٹے کتب خانے انفرادی حالت میں وہ عظمت اور شان نہیں قائم کرتے جو ایک اجتماعی حالت میں قائم کر سکتے ہیں اس لئے اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔

(۶) دارالعلوم کی جدید عمارت میں اُس کتب خانہ اعظم کے مناسب شان ایک بلند عمارت اختیار کی جائے جس میں کتب خانہ کے سوا ایک وسیع کمرہ در باب قلم و مصنفین کے لئے بنایا جائے، جس میں قوم کی ایک جماعت تالیف و تصنیف میں مشغول ہو، مادری زبان کو جس کا گوارہ طفولیت ہی دہلی ہے ان تصنیفات کے ذریعہ سے ترقی دی جائے،

میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے ارباب قلم و مصنفین جن کی تعداد ہندوستان میں ایک مناسب حد تک ہے اس کے مصارف بطور یادگار اپنی جیب سے پورے کریں اور اس عمارت کا نام دارالمصنفین ہو بظاہر یہ تجویزیں خیال کا اختراع معلوم ہوتی ہیں لیکن قوم کی امداد سے آج جہاں بہت سے مشکل اور بظاہر محال کام انجام پا رہے ہیں، اس کتب خانہ اعظم کا قائم ہو جانا بھی بعید نہیں جس کے لئے غالباً متوسط حیثیت میں پچاس ہزار کا سرمایہ کافی ہوگا۔

اس رقم کے مہیا کرنے کے لئے کتابوں کے بہم پہنچانے کے لئے، مطبوعات کی خریداری کے لئے، قلمی نسخوں کے نقل و نسخ کے انتظام کے لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ندوۃ العلماء کی نگرانی میں اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی قائم کی جائے، نیز ہماری یہ بھی تحریک ہے کہ اب اردو زبان نے بھی جو گو عام ہندوستان کی زبان ہے، لیکن اسلام کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ اس کو تعلق ہے بہت وسعت حاصل کر لی ہے، مذہبی - تاریخی - ادبی - علمی، ہر قسم کا ذخیرہ موجود ہو گیا ہے اس کے اس کتب خانہ اعظم کے ساتھ ایک اردو لائبریری بھی قائم کی جائے جس میں اردو کی تمام مفید مطبوعات جمع ہوں، کیونکہ یہ بھی ایک خالص قومی خدمت ہے، اس کے لئے ہم کو اہل مطابع سے امید عنایت ہے،

موجودہ حالت میں کسی رقم یا چندہ کی تحریک میں نہیں کرتا لیکن اس امر کی طرف ضرور توجہ دلاتا ہوں کہ دہلی ہندوستان کا اسلامی پایہ تخت اور نہ صرف حکومت کا پایہ تخت بلکہ علم کا فن کا مذہب کا، شیخ عبدالحق محدث، شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر علماء عظام اسی خاک سے پیدا ہوئے تھے، دہلی مٹ گئی۔ مگر اب بھی اس میں بڑے گھرانے موجود ہیں جنکی ملکیت میں نادر کتابیں ہوں گی۔ اگر یہ تمام ذخیرہ جو ہر طرف ملک میں پھیلا ہوا ہے اور عام بی خبری اور غفلت کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔

شخصی ملکیت سے نکل کر قومی اور پبلک صورت میں آجائے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کی کھوئی ہوئی علی وقعت کا سما پھر آنکھوں میں پھر جائے اور ہم شوق و وجد کی حالت میں کہیں۔

پیک فرخندہ قدم ترہدہ سرامی آید کز سفر یار سفر کردہ مامی آید
رفت از شہر دہاں ساں کہ ہماراں زمین آمد آں گونہ کہ در باغ صبا می آید
گوئیایوسف گمشدہ بہ کنگاں آمد یا نگار یمنی سو سے سبا سے آید

دہلی سے جس طرح اسلامی علوم و فنون کی ہندوستان میں بنیاد پڑی ہے کیا اچھا ہو اگر اسلامی کتب خانہ اعظم کی بنیاد بھی یہیں سے شروع ہو۔

اس کے بعد اشاعت اسلام کے چندہ کی تحریک کی گئی، چونکہ کل کے جلسہ میں مذکور العلماء کو مذہبی ضروریات کے مرکز بنانے کا جو رز و لیوشن پیش ہوا تھا، اُس نے اس مسئلہ کو بالکل صاف اور واضح کر دیا تھا اور کسی کو اشاعت اسلام کی ضرورت سے انکار نہ تھا۔ اس بنا پر فیاض طبع طبیعتیں نہایت بھینپنے کے ساتھ اس تحریک کی منظر تھیں، پروگرام میں میلانا ابوالکلام آزاد دہلوی کا نام محرکین میں درج تھا، اس لئے لوگ اُن کی مسلمہ فصاحت آمیز تقریر کی بنا پر اور بھی اس تحریک کے شائق تھے، لیکن وہ اتفاقی علالت کی وجہ سے اس اہم فرض کو نہ ادا کر سکے، اس بنا پر شاہ سلیمان صاحب نے یہ تحریک پیش کی، اور خواجہ عبد الصمد صاحب لکڑو نے۔ اپنی نظم سے لوگوں کے جوش کو اور بھی بڑھا دیا، اس بنا پر لوگوں نے جوش تاثر کی حالت میں نہایت فراخ دلی کے ساتھ چندے دئے، بشر کا جلسہ کے جو شش کی جو حالت تھی، اُس کی پوری تصویر قلم کے ذریعہ سے نہیں کچھ سکتی، اُس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو ٹریک جلسہ تھے۔ لیکن اس موقع پر ہم محمد قدرت اللہ صاحب زمیندار ساکن قصبہ سیو بارہ ضلع جینور کا ایک خط درج کرتے ہیں، جو اُس جلسہ میں سنایا گیا تھا۔ اُس سے اشت

اسلام کی ضرورت اس تحریک کے اثر کا عام اندازہ ہوگا، چنانچہ وہ خط یہ ہے۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۰ء

دہلی

جناب صدر انجمن صاحب۔ کل یکشنبہ کی کارروائی طلبہ
ندوہ مختصر طور سے میں نے اپنے گھر میں ذکر کیا۔ سنے بعد میری زوجہ نے
نہایت مسرت کے ساتھ سات سو روپیہ اپنے نام پر واسطہ تیاری ایک گھر
دارالعلوم ندوۃ العلماء دینا کہا جس پر اس کا نام کندہ ہو۔

پچاس روپیہ اشاعت الاسلام کے واسطہ نقد پیش کرتا ہوں اور آئندہ برابر
یہی رقم سالیانہ دیتا رہوں گا اگر ممکن ہو ایک داعط جو قدیم اور جدید معلومات
سے خبردار ہوسال میں کم از کم تین ماہ کا دورہ واسطہ اشاعت اسلام کشنری
بریلی میں فرمایا کریں۔

صنف روپیہ وقف علی الاولاد کے صرف کو نقد پیش کرتا ہوں اور تاکامیابی
برابر سالیانہ یہ رقم دیتا رہوں گا۔

۹۷۹۰ کلکتہ

نمبر نوٹ کیس اے

خادم قوم

محمد قدرت اللہ زمیندار ساکن قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور کشنری بریلی
وسوداگر کوہ الموڑہ۔

اسی سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ شیخ عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔
ایل۔ ایل۔ بی۔ آنریری سکریٹری انجمن خادم المسلمین دہلی نے یہ اعلان فرمایا کہ وہ
انجمن مذکور کو ندوۃ العلماء کے صیغہ اشاعت اسلام کے ماتحت کرتے ہیں۔ جس کو ارکان

ندوہ نے نہایت خوشی سے قبول کیا۔
ان تمام ضروری کارروائیوں کے بعد نماز ظہر کے لئے جلسہ برخواست کیا گیا اور تمام
حاضرین مسجد میں تشییف لے گئے

کارروائی اجلاس دوم

نماز ظہر کے بعد جلسہ شروع ہوا، اور جناب حاذق الملک حکیم محمد اجل خاں صاحب نے
کرسی صدارت کو زینت بخشی، اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور پرگز چکا ہے کہ
پہلے دن کے جلسہ میں مولوی احمد علی صاحب محدث میرٹھی تزکیہ نفس پر تقریر کرنے والے
تھے، لیکن دوسری ضروری کارروائیوں میں تمام وقت صرف ہو گیا، اور مولوی صاحب
موصوف کو تقریر کرنے کا موقع نہ مل سکا، سو اتفاق سے دوسرے روز بھی یہی حالت
پیش آئی۔ اس بنا پر آج مولوی صاحب موصوف کا وعظ ہوا، جسکو حاضرین جلسہ نے
نہایت جوش عقیدت اور تانت آمیز سکوت و اطمینان کے ساتھ سنا۔

مولانا موصوف کے وعظ کے بعد اگرچہ ریلیوشن کی حیثیت سے کوئی تجویز پروگرام
میں درج نہ تھی۔ لیکن ندوۃ العلماء کے مرکز بنانے کی تجویز، اور اشاعت اسلام اور
مذہبی کورس کی ضرورت کی بنا پر دو تجویزیں اور بھی پیش ہوئیں، جو گویا ان کے لمحات
میں سے تھیں ان میں پہلی تجویز یہ تھی۔

”یہ جلسہ تجویز کرنا ہے کہ قرآن شریف کا صحیح اور فصیح انگریزی ترجمہ نہایت خوبی کے
ساتھ ندوۃ العلماء کرائے۔“

ملک میں اشاعت اسلام کا ایک مدت سے چرچا ہے، اور اب تو اس کے متعلق مذہبی
دنیا میں ایک زلزلہ سا اُگیا ہے، بہت سے لوگ یورپ، د امریکہ میں بھی اشاعت اسلام
کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ سرگرمی یہ کسی کو خیال نہیں آیا کہ

قرآن مجید جو اسلام کا ماخذ اور منبع ہے، اُس کا انگریزی زبان میں صحیح ترجمہ تمام دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، انگریزوں، اور علیانیوں نے قرآن مجید کے متعدد ترجمے کئے ہیں۔ جو ستر یا غلطیوں سے مملو ہیں، مسلمان ایک مدت سے ان غلطیوں کو محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن ان غلطیوں کے دور کرنے کے صحیح ذریعہ کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ لیکن ندوۃ العلماء کے جلسہ میں اشاعت اسلام کی تجویز کے ساتھ یہ اہم اور ضروری تجویز بھی پیش ہوئی۔ اور شیخ عبدالقادر صاحب بیسٹرائٹ لاکھنؤ کی تحریک اور مولوی محمد الدین صاحب کی تائید سے منظور ہوئی۔ اس کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جارج سیل صاحب کے مشہور انگریزی ترجمہ کی چند غلطیاں بیان کیں، جس سے ایک صحیح ترجمہ کی ضرورت اور بھی موکد ہو گئی۔

اس تجویز کے منظور ہو جانے کے بعد مصارف ترجمہ کے لئے مالی امداد کی ضرورت تھی لیکن ایک فیاض طبع بزرگ نے بغیر کسی قسم کی تحریک کے خود بخود اس مشکل کو حل کر دیا، چنانچہ جناب صدر انجمن صاحب نے اعلان فرمایا کہ جناب کرنل محمد اسماعیل خان صاحب سابق سفیر افغانستان مصارف ترجمہ کے لئے پانچ ہزار روپیہ کا وعدہ فرماتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو وہ اُس کو بھی ادا کرینگے، کرنل صاحب نے کل کے جلسہ میں عوبک اسکول دہلی کی مسجد کی مرمت کے لئے بھی ایک ہزار روپیہ عطا فرمائے تھے، اور اُن کی آج کی فیاضی نے تو ایک بڑی مذہبی ضرورت کو پورا کر دیا تھا، اس بنا پر تمام شہر کا جلسہ اور بالخصوص علماء کے گروہ نے کرنل صاحب موصوف کی اس فیاضی کو نہایت وقعت اور شکر گزاری کے ساتھ دیکھا چنانچہ خواجہ عبدالصمد صاحب لکھنؤ نے تمام قوم کی طرف سے نظم میں فی البدیہہ ہر کا شکر یہ ادا کیا۔

دوسرے روز دیوشن جو مولانا شبلی صاحب نعمانی کی تحریک اور مولوی عبدالوہاب صاحب

بہاری کی تائید کسے پیش ہوا، اُس کے الفاظ یہ ہیں۔
 یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ تاریخی کتب مردہ مدارس انگریزی میں جو غلطیاں پائی
 جاتی ہیں، اور جن کا تعلق اسلام کے ساتھ ہے ان کی اصلاح کا کام مناسب ذرائع
 کے ساتھ ندوۃ العلماء انجام دے،

انگریزی خواں طلبہ کو اسلام اور تاریخ اسلام کے ساتھ جو بے پروائی۔ بے اعتنائی
 اور بدگمانی پیدا ہوتی جاتی ہے، اُس کا سب سے بڑا سبب یہی تعصب آمیزکتا ہیں جن
 جن میں نہایت بے برومی کے ساتھ فرمانروایان اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ اور
 تمدن پر حملے کئے گئے ہیں، اس بنا پر مدت سے ان کتبوں کے اصلاح کی ضرورت
 محسوس ہو رہی تھی، اس بنا پر یہ تجویز باتفاق نام منظور ہوئی، اور مولوی سید سلیمان صاحب
 اسسٹنٹ پرنسپل ادب دارالعلوم جن کو تاریخ و ادب کے ساتھ خاص مناسبت ہے،
 اس صیغہ کے سرگرمی منتخب ہوئے۔

اس کے بعد سب سے آخری کارروائی شروع ہوئی اور تمام جلسہ کی طرف سے اُن حضرات
 کا شکریہ ادا کیا گیا، جنہوں نے جلسہ کے کامیات بنانے کے لئے ہر قسم کی مدد دی تھی،
 چنانچہ سب سے پہلے عام طور پر اہل دہلی کا شکریہ ادا کیا گیا، جنہوں نے نہایت خلوص کے
 ساتھ دعوت دی اور آخر تک اس جوش و خلوص کو قائم رکھا۔ لیکن ان تمام لوگوں میں
 جناب مولوی عبدالسلام صاحب، جناب نواب فیض احمد خاں صاحب، جناب خان بہاد
 عبدالحمید صاحب، جناب مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی، جناب حاجی
 عبدالغفار صاحب، جناب حافظ نور الدین صاحب، جناب مرزا محمد داؤد بیگ صاحب
 جناب نواب سید سلطان مرزا صاحب، جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبیٰ
 جناب شیخ محمد یوسف صاحب، جناب حاجی عبدالرزاق صاحب، جناب حکیم امجد علی
 صاحب، جناب مولوی عبدالقدیر صاحب، جناب سید محمد میاں صاحب، جناب

حاجی احمد حسین صاحب کا نام خاص طور پر لیا گیا، جنہوں نے ابتدائی دعوت سے جلسہ کی کامیابی کو اپنی زندگی کا ایک ضروری فرض سمجھا تھا۔ اور جلسہ کی زبانہ میں تو انہیں نیک خوش، خلوص، محنت و جانفشانی کی مجسم تسمیر تھے، اس کے بعد مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی نے حکام کا شکریہ ادا کیا، جن کی توجہ و عنایت سے عربک اسکول کی عمارت حاصل ہوئی تھی، جس نے انعقاد جلسہ کے تمام مشکلات کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد جناب صدر انجمن صاحب نے اپنی آخری تقریر کی جس میں جلسہ کی کامیابی چند دن کی تعداد، اور اس کے اثر کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا چنانچہ وہ تقریر حسیل ہوا،

تقریر جناب ذوق الملک حکیم حافظ محمد اجل خاں صاحب دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایہا السادة

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے واجب الاحترام مقتداؤں اور پیشواؤں کی مساعی جمیدہ کے نیک نتائج پیدا ہونے لگے۔ اور آج کا تیرہواں اجلاس ندوۃ العلماء کا ہر ایک لحاظ سے کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اس اجلاس کی چند خصوصیتیں ہیں جن کا تذکرہ کرنا غالباً پنا سب نہ ہو گا۔ سب سے پہلے بات جو اس اجلاس کے ساتھ مختص ہے وہ بعض اہم اور ضروری تجاویز کا پیش ہو کر پاس ہونا ہے۔ ندوۃ العلماء کا اس جلسہ کی طرف سے جو ہندوستان کے ہر ایک اسلامی گروہ کا قائم مقام صحیح طور پر سمجھا جاسکتا ہے، اور جس میں صوفی - عالم تعلیم یافتہ - اور عام اشخاص کثرت سے شریک ہیں اسلام کی عام دینی ضرورتوں کے لئے مرکز تسلیم کیا جانا ایسی بات ہے جو ایک طرف ہم مسلمانوں کے دلوں میں علما کو وقار کو مستحکم کرنے والی ہے اور دوسری طرف اُن کی دینی ضرورتوں کو انتظامی

سلسلہ کے ساتھ پور کرنے کے لئے کافی ضمانت ہے، خدا کرے کہ ہم اس نیک تجویز کی قدر کریں اور نفاق سے احتراز کر کے عملی طور پر اس کی تکمیل کے لئے دستِ بدست آمادہ ہو جائیں۔

اس تجویز کے علاوہ دوسری وہ تجویز ہے جس کا ذکر میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں بھی کیا تھا اور جو ہم مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض ہے۔ یہ وہ تجویز ہے جو حفاظت و اشاعت اسلام کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اگر ندوہ جیسی معزز جماعت اس اہم کام کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتی تو میں اس کی کامیابی کی طرف سے مایوس تھا مگر اب مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جن ہاتھوں میں انہوں نے یہ کام دیا ہے وہ ثابت کر دیں گے کہ ان پر غلط اعماد نہیں کیا گیا۔ یہ کام جیسا خوش نما تجویز کی صورت میں معلوم ہوتا ہے ویسا ہی دشوار ہے اس میں ایک طرف تو علمائے ندوہ کی خاص کوشش کی ضرورت ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کی امداد کی۔ مجھے یقین ہے کہ اس ضروری اور مفید تجویز کو عمل میں لانے کے لئے جس قدر زحمت کی ضرورت ہوگی اُسے ہندوستان کی اسلامی آبادی پورا کرنے کے لئے آمادہ ہوگی۔

ان دو ضروری تجاویز کے ساتھ ایک تیسری تجویز بھی ہے جس پر آج کے جلسہ سے بہت پہلے غور کرنا چاہئے تھا مگر ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ دہلی کا اجلاس اس بات پر صحیح فہم کرنے کا حق رکھتا ہے کہ قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کی تجویز جس کی اسلامی دنیا کو سخت ضرورت تھی اسی دہلی میں پیش ہو کر پاس ہوئی اور صرف یہی نہیں ہوا کہ اس تجویز کو تحریک اور تائید کے ساتھ پاس کر لیا گیا بلکہ جناب کرنل محمد اسماعیل خان صاحب سابق سفیر دولت افغانستان نے اس کے لئے پانچ ہزار کارگراں قدرِ عظیم بھی ندوہ کی خدمت میں اُسے عمل میں لانے کی غرض سے پیش کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں اور غلط نہیں سمجھتا کہ اس پاک مقصد کے لئے جس امداد کے کرنل صاحب موصوفی

دینے کا اظہار ابھی آپ صاحبوں کے سامنے کیا ہے اُس کے لئے تمام ہندوستان کے مسلمان اور اُن کی آئندہ نسلیں کرنل صاحب کی ہمیشہ شکر گزار رہیں گی۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہ عمل صالح اُن کی ابدی نجات کا باعث ہو جس کے لئے میں مقدس علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بارگاہ الہی میں خلوص کے ساتھ دعا بھی کریں۔ اس اجلاس میں جو علمائے ہندوستان کی شرکت کا صحیح فخر کر سکتا ہے گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری اور بعض پولیٹیکل مجرموں کی ناشائستہ حرکات کے بیزاری کا رزلویشن بھی ایک نہایت اہم رزلویشن ہے جسے اس اجلاس میں جوش کے ساتھ پاس کیا گیا ہے۔ درحقیقت مذکورہ العلما نے درست سمجھا ہے کہ ہندوستان کی اسلامی آبادی کا وقار گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ ہی قائم رہ سکتا ہے اور ان کا مذہب بتاتا ہے کہ انھیں گورنمنٹ کی دل سے عزت اور ضرورت کے وقت اس کی امداد کرنی چاہئے۔

ان ضروری تجاویز کے علاوہ گو اور بھی ضروری تجاویز اس اجلاس میں اتفاق کے ساتھ پاس ہوئی ہیں لیکن اہمیت کے لحاظ سے میں ضرورت نہیں دیکھتا کہ ان کا ذکر فرداً فرداً آپ صاحبوں کے سامنے کروں۔

دہلی کے اس اجلاس میں خدا کا شکر ہے کہ یہ تمام تجاویز اسلامی گروہوں نے بالاتفاق پاس کی ہیں یہ وہ نیک علامات ہیں جن سے ہماری آئندہ ملکی امیدیں بہت خوش گوار معلوم ہوتی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے امراض اب دور ہونے کا وقت آگیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ دہلی کا اجلاس اس لحاظ سے بھی اکثر گزشتہ اجلاسوں سے کامیاب رہا کہ اُس میں چندہ کی کافی مقدار فرست چنڈہ پر دکھائی دیتی ہے جس محبوبی تعداد اعمال روپیہ ہے۔

حضرات میں علامہ شبلی کو تمام جلسہ کی طرف سے مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کی کوششوں کو خدا تعالیٰ نے مقبول کیا اور ان کے ساعی شکور ہوئے اور خدا کرے گا تو روز بروز شکور ہوتے جائیں گے۔

ایہا العلماء انی احب ان اخاطبکم فی مسئلة یتعلق بذوالکم
الکرام وھی ان الفرق الاسلامیة کلہا مع تنوعها مندرجات تحت جنس
الاسلام لاننا تقر بالوحدانیة والرسالة فیج علیکم ترک ما لکنہ علیہ من
فرقة وتضعیف اخری بل انبی من بعدک ان یکون نضال عینکم تعضید الاسلام
ایا لله للاسلام قوموا فان الدھر قد خان العھودا
وابکو الناس للاسلام الی ان تقر العین الجمودا

حضرات۔ اب میں اس مجلس کی کارروائیوں کو ختم کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ندوۃ العلماء کو روز بروز ترقی عطا فرمائے اور اس کے معزز رکنوں کی ہمتوں میں برکت اور استقلال ارزانی فرمائے۔ آمین۔

صدر انجمن صاحب کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد مولانا شبلی صاحب نعمانی نے تمام ارکان ندوۃ العلماء اور شہکار جلسہ کی طرف سے صدر انجمن صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جن کے اثر سے جلسہ نے نہایت کامیابی اور اطمینان کے ساتھ اپنے تمام مراحل طے کئے۔ اس کے بعد مولانا ابوالوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب نے نہایت خلوص اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعا حسن خاتمہ کی اور اسی پر جلسہ برخواست ہوا۔

حضرات چندہ دہندگان کی خدمت میں التماس

چونکہ ندوۃ العلماء کی روئداد چند سال سے بہ ترتیب شائع نہیں ہوئی۔ اس لئے حضرات چندہ دہندگان کے عطیات کی فہرست بھی سال بہ سال شائع نہ ہو سکی۔ اب ہم طلبہ سالانہ دہلی کی روئداد کے سلسلہ میں گزشتہ سالوں کی فہرستیں بھی شائع کرتے ہیں، اور آئندہ کے لئے یقین دلاتے ہیں کہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء سے ماہوار چندہ النداء میں شائع کرتے رہیں گے، اس طور پر ہمیشہ کے لئے ایک سلسلہ قائم ہو جائیگا، لہذا امید ہے کہ قوم کے کریم النفس اصحاب نے جس فیاضی کے ساتھ چندہ عطا فرمائے ہیں، اُسی فراخ دلی کے ساتھ اس تاخیر اشاعت کو بھی معاف فرمائیں گے۔

الملة
سید عبدالحی معتز صیغہ مراسلات ندوۃ العلماء

فہرست آمدنی خیرہ مذکورہ اعلیٰ ترین تبدیلی شوال ۱۳۲۵ تا ۱۳۲۶ رمضان ۱۳۲۶

۱	سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد و مکن خلد اللہ ملکہ۔	۵۳
	(خزانہ محمدیہ)	
۲	جناب محمد نعیم اللہ خاں صاحب پنجیز ڈاکٹر گونہ علاقہ گوالیار۔	۴۲
	(فروخت کتب)	
۳	فروخت کتب کتب خانہ۔	۳۶
۴	فروخت رویداد ندوۃ العلماء۔	۱۳
نمبر ختم	(چندہ کنیت) (متفرق)	تقدیر
۱	جناب میرعلی حسین خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ فرید آباد دہلی۔	۵۴
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
۲	جناب شیخ اکرم اللہ صاحب۔ کتاب پانی پست کرناں۔	۵۵

نمبر شمار	نام	تعداد
۳	جناب نواز فیروز الدین صاحب محمد اسلم صاحب گرد اور قانون گوئی پانی پتال	۶
۴	جناب شمس العلماء مولانا الطاف حسین صاحب عالی - پانی پت کزنال	۶
۵	جناب شیخ فیاض حسین صاحب معتمد معین اللہ وہ -	۶
۶	جناب نواب ناصر احمد خان صاحب ذیلدار و رئیس -	۶
۷	جناب نواب فاخر احمد خان صاحب رئیس -	۶
۸	جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب نمبر دار و مینو نیل کمشنر -	۶
۹	جناب نواب رستم علی خاں صاحب رئیس اعظم -	۶
(معرفت منشی محمد نعیم اللہ خان صاحب بنخیر ڈاکٹر علاقہ گوالیار)		
۱۰	جناب منشی محمد نعیم اللہ خاں صاحب بنخیر ڈاکٹر علاقہ گوالیار -	۶
۱۱	جناب حاجی دولت اللہ صاحب انسپکٹر کاغذات دیہی علاقہ گوالیار	۶
(معرفت احمد جان صاحب ٹنری دفعہ دار دوم پشاور)		
۱۲	جناب حشمت علی خان صاحب کوٹ دفعہ دار پشاور -	۶
۱۳	جناب چودھری علی محمد صاحب وٹنری اسٹنٹ پشاور -	۶
۱۴	جناب احمد جان صاحب -	۶
۱۵	جناب بابو عبد اللہ صاحب -	۶
۱۶	جناب محمد حسن صاحب کوٹ دفعہ دار پشاور -	۶
(معرفت مولوی محمد سلیم اللہ خان صاحب ورسیہ بلی)		

نمبر شمار	نام	تعداد ورق
۱۷	جناب مولوی محمد سید احمد شاہ صاحب اور سیر بریلی۔	عار
۱۸	جناب بابو محمد احسان اللہ خان صاحب۔ بریلی۔	عار
۱۹	جناب بابو علی احمد شاہ صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریزیڈنٹ انجنیر روہیلکھنڈ لکھنؤ ریلوے بریلی۔	عار
۲۰	جناب بابو نبی احمد شاہ صاحب بریلی۔	عار
۲۱	جناب منشی محمد بشیر الدین شاہ صاحب۔	عار
۲۲	جناب مولوی محمد رضی الدین خان صاحب تحصیلدار پٹی پھیت۔	عار
۲۳	جناب منشی صدر الدین صاحب پشتر تحصیلدار۔	عار
(متفرق)		
۲۴	جناب فیض الحق صاحب نائب تحصیلدار ہنگو ضلع کوہاٹ۔	عار
۲۵	جناب مولوی محمود علی صاحب ڈپٹی سیکریٹری کالج کپور تھلہ۔	صہ
۲۶	معرفت مولوی سیّد عبدالحی صاحب متعدد قترندۃ العلماء۔	لور
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل شیار پوری)		
۲۷	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب پریمر نوا شہر ضلع جالندھر۔	صہ
۲۸	جناب چودھری محمد اصغر صاحب وکیل " " " " " "	صہ
۲۹	جناب مولوی عبد الرحمن صاحب مخار " " " " " "	عار
۳۰	جناب مولوی عبد الرحمن صاحب منصف " " " " " "	عار

نمبر شمار	نام	رتبه
۳۱	جناب چودھری اُسی علی خان صاحب ذیلدار و سب رجسٹرار موضع بکریام تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	عام
۳۲	جناب چودھری محمد یار خاں صاحب تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	عام
۳۳	جناب محمد غلام مٹی الدین صاحب نمبر دار محالوں تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	عام
۳۴	جناب خان محمد حق نواز خاں صاحب تحصیلدار	صدر
۳۵	جناب چودھری نوشہرہ نیسہ سردار	صدر
۳۶	جناب مراد بخش صاحب جمعدار ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ	صدر
۳۷	جناب منشی محمد عالم خاں صاحب مسکنو ان منصفی	صدر
۳۸	جناب سید اصغر علی شاہ صاحب اہلہ	صدر
۳۹	جناب چودھری غلام غوث صاحب نائب شرف عدالت منصفی	صدر
۴۰	جناب چودھری نظام الدین صاحب مددگار	صدر
۴۱	جناب خلیفہ شاہ محمد صاحب یاہیہ نویس تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	صدر
۴۲	جناب منشی نظام الدین صاحب محکمہ کیٹی	صدر
۴۳	نستامہ اسم غیر معلوم	صدر
۴۴	جناب الادنا چوکیہ دار	صدر
۴۵	جناب میاں محمد حسین صاحب مدرس کرتانہ	صدر
۴۶	از بانسب و وسامہ معرفت چودھری فتح خاں صاحب راجپوت منصف بکریام تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	صدر
۴۷	جناب چودھری غلام محمد صاحب نمبر دار بکریام تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	صدر
۴۸	جناب چودھری غلام محمد صاحب منور خاں صاحب راجپوت بکریام	صدر

نمبر شمار	نام	رقم
۴۹	جناب خیر الہی صاحب رنگریز کوہ پام تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر۔	۴۹
۵۰	جناب چودھری عنایت خاں صاحب	۵۰
۵۱	جناب حکیم غلام مصطفیٰ صاحب	۵۱
۵۲	جناب رائے اقبال الہی صاحب	۵۲
۵۳	جناب چودھری غلام غوث صاحب	۵۳
۵۴	جناب الہی خانہ چودھری یار محمد خان صاحب	۵۴
۵۵	جناب ملا الہ بخش صاحب	۵۵
۵۶	جناب چودھری امام الدین خان صاحب زار	۵۶
۵۷	جناب چودھری حسین بخش صاحب ولد چودھری غلام غوث صاحب	۵۷
راجپوت نوا شہر ضلع جالندھر۔		
۵۸	جناب نتھو صاحب ولد سنور صاحب گوہر نوا شہر ضلع جالندھر۔	۵۸
۵۹	جناب نظام الدین صاحب ولد پیر بخش صاحب رئیس۔	۵۹
۶۰	جناب چودھری جھنڈو خان صاحب ولد گلاب خان صاحب	۶۰
۶۱	جناب جگمگ چودھری نتھو خان صاحب لدیہ و خان صاحب	۶۱
۶۲	جناب نہال رائے صاحب مونیج جیو وال	۶۲
۶۳	متصرف رقم موضع محالون۔	۶۳
۶۴	جناب چودھری عبدالرحمن صاحب مختار عدالت	۶۴
۶۵	جناب بابو نبی بخش صاحب اسٹنٹ اسٹوکیپر محکمہ کسٹمرٹ	۶۵
۶۶	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ڈل اسکول پیرلہ	۶۶
۶۷	جناب چودھری عبداللہ خان صاحب ولد فتح خان صاحب راجپوت برنالہ کلاں	۶۷

نمبر شمار	نام	رستم
۶۸	جناب عبدالغفریہ ولد سلطان بخش صاحب تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	عمر
۶۹	جناب عنایت اللہ صاحب ولد عمر بخش صاحب پٹواری	عمر
۷۰	جناب منشی خالص صاحب ولد خسر و خاں نمبر دار	عمر
۷۱	جناب غنی خان صاحب ولد جھنڈے خان صاحب	عمر
۷۲	جناب وسو ندی خاں صاحب ولد سیر ناں صاحب اجپوت	۸
۷۳	جناب غلام محی الدین صاحب ولد حسین صاحب برنالہ تحصیل	۸
۷۴	جناب کاکا کی شاہ صاحب ولد تیاگو جڑ تحصیل نوا شہر	۴
۷۵	جناب ولی محمد صاحب ولد علی بخش صاحب	۴
۷۶	جناب حاکم ولد جھنڈے خان صاحب راجپوت موضع محالون	۱۸
۷۷	جناب مولوی حسام الدین صاحب بھلور	عمر
۷۸	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب پیر و فیسہ مندر و کلج ریاست پٹیالہ	۱۴
متفرق		
۷۹	جناب منشی عبدالحمید صاحب سب دریسٹر سٹریٹ بورڈ بارہ بنکی	عمر
۸۰	جناب منشی سخاوت علی صاحب رئیس کاکوری و سکرٹری فلوئر مل لکھنؤ	عمر
۸۱	جناب محمد زمان صاحب جنگ جاگیر دار و ویدار قبیلہ کورہ ضلع پشاور	عمر
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۸۲	جناب بابو غلام محمد صاحب سفید پوش موضع بڑا تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	عمر

نمبر شمار	نام	رتبہ
۸۳	جناب مولوی غلام محی الدین صاحب پریسیڈنٹ پڑو تحصیل نواسہ ضلع جالندھر	عہدہ
۸۴	جناب منشی صاحب خزانچی بنک ریڈ وا۔	عہدہ
۸۵	جناب محمد بخش صاحب پیشتر حوالہ دار پڑوا۔	عہدہ
۸۶	جناب حاجی سیانچی عبداللہ صاحب امام مسجد	عہدہ
۸۷	جناب خداجش صاحب ولد محمد بخش صاحب رائیں	عہدہ
۸۸	جناب محمد گل خان صاحب ممبر بنک	عہدہ
۸۹	جناب منشی محمد بخش صاحب سکریٹری	عہدہ
۹۰	جناب نیا ولد بہادر رائیں صاحب	عہدہ
۹۱	متفرق موضع بڑوا۔	عہدہ
۹۲	جناب ڈاکٹر نعمت اللہ خان صاحب پریزیڈنٹ انجمن امداد بھگوڑا	عہدہ
۹۳	جناب اکرم خان صاحب ولد وراپ خان صاحب	عہدہ
۹۴	جناب صوبہ خاں ولد الیاس خان صاحب	عہدہ
۹۵	جناب رحمت خاں صاحب ولد کندو خاں صاحب	عہدہ
۹۶	جناب محمد خاں ولد رحمت خاں صاحب	عہدہ
۹۷	جناب کریم بخش صاحب ولد پیر بخش صاحب	عہدہ
۹۸	جناب لدو خان صاحب ولد کریم بخش صاحب	عہدہ
۹۹	جناب عبداللہ خاں صاحب ولد عبدالغفور خان صاحب	عہدہ
۱۰۰	جناب نعمت خاں ولد سوندھی خاں صاحب	عہدہ
۱۰۱	جناب علی محمد صاحب ولد کریم بخش صاحب	عہدہ
۱۰۲	جناب منصفہ ار خاں صاحب سب انسپکٹر	عہدہ

نمبر شمار	نام	قسم
۱۰۳	جناب فیض بخش ولد تھینو خان صاحب بھگور تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر	عہدہ
۱۰۴	مستغرق چندہ بھگور	عہدہ
۱۰۵	جناب ڈاکٹر سید سیف الرحمن صاحب کتبہ مہم	عہدہ
۱۰۶	مستغرق چندہ	۲
۱۰۷	جناب خدست علی ولد گلزار شاہ صاحب ام مسجد چوٹاں	عہدہ
۱۰۸	جناب نتھو شاہ صاحب حوالہ دار	عہدہ
۱۰۹	جناب چوہڑ شاہ صاحب	۴
۱۱۰	جناب علان بخش ولد جمال الدین صاحب	۲
۱۱۱	جناب چودھری سوئے خاں صاحب نمبر دار راجپوت	عہدہ
۱۱۲	جناب سوئے خاں ولد مین خاں صاحب	۴
۱۱۳	جناب سندی نمبر دار رائیں صاحب	عہدہ
۱۱۴	جناب کرم الدین صاحب نمبر دار	عہدہ
۱۱۵	جناب چودھری چھتو خاں نمبر دار	عہدہ
۱۱۶	جناب نتھو خاں صاحب	۴
۱۱۷	جناب الائن بخش ولد نتھو خاں صاحب	۴
۱۱۸	جناب منجانب عمری بندہ	۸
۱۱۹	جناب گھسیٹا صاحب	۴
۱۲۰	جناب چودھری عمر بخش صاحب انوکھ وال ٹاکنانہ پھرالہ	عہدہ
۱۲۱	جناب چودھری کریم بخش صاحب	عہدہ
۱۲۲	جناب چودھری اکبر دین ولد عبد الکریم صاحب	عہدہ

نمبر شمار	نام	رتبہ
۱۳۳۳	جناب چو وصری ابرہیم صاحب ولد فضل دین صاحب انوکڑا ل تحصیل فاضل صاحب	عمر
۱۳۳۴	جناب امام الدین صاحب ولد غلام قادر صاحب	۸
۱۳۳۵	جناب نور محمد صاحب ولد پیر بخش صاحب	۸
۱۳۳۶	جناب سیال قاسم علی صاحب ولد سمیع شاہ صاحب	عمر
۱۳۳۷	جناب چو وصری امام الدین صاحب ولد قطبہ صاحب	عمر
۱۳۳۸	جناب چو وصری غلام غوث صاحب	عمر
۱۳۳۹	جناب دیدار علی فقیر گلاب شاہ صاحب	عمر
۱۳۴۰	جناب چو وصری محمد عزیز صاحب	۸
۱۳۴۱	جناب چو وصری بوٹا صاحب ولد محکم صاحب	عمر
۱۳۴۲	جناب چو وصری خیر الدین صاحب ولد محمد بخش صاحب	۸
۱۳۴۳	جناب چو وصری عمر الدین صاحب ولد نظام الدین صاحب	عمر
۱۳۴۴	جناب عبداللہ صاحب ولد کریم بخش صاحب	عمر
۱۳۴۵	جناب عمر الدین صاحب جٹ پور	عمر
۱۳۴۶	جناب چو وصری عبداللہ صاحب ولد قطبہ صاحب	عمر
۱۳۴۷	جناب کریم بخش صاحب ولد غلام حسن صاحب	عمر
۱۳۴۸	جناب عبداللہ کریم ولد کریم بخش صاحب	۱۰
۱۳۴۹	جناب نور الدین صاحب ولد شہاب الدین صاحب	عمر
۱۳۵۰	جناب محمد بخش ولد پیر بخش صاحب	عمر
۱۳۵۱	جناب اسماعیل صاحب ولد روڈا صاحب	عمر
۱۳۵۲	جناب نسیم الدین صاحب ولد پیر بخش صاحب	عمر

نمبر شمار	نام	رتبہ
۱۴۳	جناب گلاب صاحب ولد گو جرتیلی انوکھ وال ضلع جالندھر	۴
۱۴۴	جناب شہاب الدین صاحب ولد حسن صاحب	۴
۱۴۵	جناب نور محمد ولد بوٹہ صاحب	۸
۱۴۶	جناب شرف الدین صاحب ولد ر وڈا صاحب	عمر
۱۴۷	چندہ متفرق	۸
۱۴۸	جناب امیر الدین صاحب ولد نھانا صاحب	عمر
۱۴۹	جناب عبد اللہ صاحب ولد بانی صاحب	۸
۱۵۰	جناب غلام علی ولد ہاکو صاحب	۴
۱۵۱	جناب قاسم علی صاحب ولد عبد الکریم صاحب	۸
۱۵۲	جناب امام الدین صاحب ولد بنی بخش صاحب	۴

(متفرق)

۱۵۳	جناب سید فقیر اللہ صاحب ابن آف کسٹم پینری ریاست نظام حیدر آباد	عمر
-----	--	-----

(زکوٰۃ)

متفرق

۱	جناب حافظ محمد حلیم صاحب ٹیس و آنریری مجسٹریٹ کراچی	۱۱
۲	جناب بابو بلال الدین صاحب گماشتہ کسٹریٹ لکھنؤ (۲ عدد کھال)	عمر

نمبر شمار	نام	رتبہ
۳	جناب بابو بشیر الدین احمد صاحب ملازم وارڈ و کس لکھنؤ (۳۳ عدد کھال)	۶۱۲
۴	جناب مولوی عبدالسلام صاحب پیش امام مسجد بساطی بازار نادان محل لکھنؤ (کھال)	۶۱۳
۵	نامعلوم الاسم (یک عدد کھال)	۶۱۹
۶	جناب شاہ محمد خاں صاحب ایجنٹ لکھنؤ (۴۴ عدد کھال)	۶۱۴
۷	جناب سید فخر الحسن صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ چورور یا ست بیکانیر	۶۱۵
۸	مسماۃ چونکی ملازم شفا خانہ چورور یا ست بیکانیر	۶۱۶
۹	جناب منشی نثار الرحمن صاحب رئیس بڑاگانوں بارہ بنکی	۶۱۷
۱۰	جناب منشی سبین الدین و محمد امین الدین صاحب لوہیانا	۶۱۸
۱۱	جناب خان بہادر میر مبارک علی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گلبرگ ریاست نظام حیدر آباد دکن	۶۱۹
۱۲	جناب مرزا محمد ظفر اللہ خاں صاحب سب رج جالندھر	۶۲۰
۱۳	جناب حاجی عبد الرحیم صاحب سوداگرچرم - معرفت بابو نظام الدین صاحب سوداگرچرم امرتسر	۶۲۱
۱۴	جناب سید حسین صاحب بن سید محمد مشائخ پٹن ضلع اورنگ آباد دکن	۶۲۲
	(معرفت مولوی محمد سلیم اللہ خاں صاحب اور سیر بریلی)	
۱۵	جناب مولوی محمد سلیم اللہ خاں صاحب اور سیر بریلی - قیمت چرم قرآنی فی سبیل اللہ	۶۲۳
۱۶	جناب بابو محمد احسان اللہ خاں صاحب	۶۲۴
۱۷	جناب ڈاکٹر محمد نعیم اللہ خاں صاحب	۶۲۵

نمبر شمار	نام	رسم
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
۱۸	جناب مولوی علی احمد صاحب مختار قانونی تحصیل نکو در ضلع بالندھ	عہدہ
۱۹	جناب مولوی حکیم محمد حنیف صاحب امام جامع مسجد	عہدہ
	متفرق	
۲۰	جناب منشی علی گوہر صاحب باڈر ملٹری پولس کوہاٹ۔	کار
۲۱	جناب اے۔ ایم۔ سراج الدین صاحب کٹلہنڈی حیدر آباد دکن۔	رہبر
۲۲	جناب ہمشیرہ محمد حلیم طالب العلم والعلوم ندوہ لکھنؤ ساکن دکن پوسٹ استھایان ضلع پٹنہ۔	لکھنؤ
۲۳	جناب شیر علی خان صاحب محضر آبادی تحصیل سمندری ضلع لائل پور۔	مہم
۲۴	جناب بابو عبداللہ صاحب وٹنری اسٹنٹ کور نمبر (۱۶) پشاور۔	سے
۲۵	جناب شیخ شہاب الدین احمد صاحب رائے بریلی۔	علیہ
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
۲۶	جناب اکبر بن صاحب ولد عبدلکریم صاحب انوکھڑال تحصیل نواشر ضلع جالندھر	سے
۲۷	جناب چودھری صدر الدین صاحب ولد غلام غوث صاحب	عہدہ
۲۸	جناب مستامہ مکا بر زوجہ مانو۔	کار
۲۹	جناب فتح الدین صاحب ولد خیر الدین صاحب	عہدہ
۳۰	متفرق چند موضع بہرام۔	۱۰

نمبر شمار	نام	رقم
	<u>متفترق</u>	
۳۱	مولوی عبدالغفر صاحب مدرس۔ ٹول ضلع میرٹھ۔	ص ۱
۳۲	جناب غلام حیدر صاحب ہیڈ کلرک دفتر نمرالہ گوجرانوالہ	ص ۲
۳۳	جناب ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب ٹیکل افسر ریاست نابلہ پنجاب۔	ص ۳
۳۴	جناب محمد نیاز بیگ صاحب مدرس مڈل اسکول دسودہ ضلع ہوشیار پور۔	ص ۴
۳۵	جناب محمد مسعود حسین صاحب۔ اور سیریری درکس یونٹ عدن۔	ص ۵

فہرست چندہ دارالعلوم منابتہ اچکم شوال ۱۳۲۲ھ لغایت ۱۳۲۳ھ رمضان ۱۳۲۳ھ

	(عطیہ ماہوار)	
۱	حضور سرکار عالیہ ہرماننس بیگم صاحبہ بہادر جے۔ سی۔ آئی۔ اے۔	لما ۱۳۲۲ھ (۱۶)
	والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا۔	
	(عطیہ سالانہ)	
۲	جناب نواب صاحب۔ بہادر والی ریاست بھاو پور خلد اللہ ملکہا	ص ۱
	(عطیہ تعمیر درسگاہ دارالعلوم)	
۳	جناب عالیہ جدہ ماجیدہ ہرماننس نواب صاحبہ۔ بہادر ریاست بھاو پور خلد اللہ ملکہا	ص ۲
	معرفت جناب جی رحیم بخش صاحب۔ بہادر سی۔ آئی۔ اے۔ پریزیڈنٹ کونسل بھاو پور	ص ۳

نمبر شمار	نام	رسم
۴	کرایہ سکانات و عیلتی متعلقہ دارالعلوم	مال الیم
(چند تعمیر دارالاقامہ)		
۵	منجانب اہلیہ مرحومہ جناب مولوی حکیم محمد ولی صاحب کسندوی سپر نڈنٹ سنٹرل جیل گلبرگہ حیدر آباد دکن	سار
۶	جناب حاجی سید محمد صاحب اسٹوڈنٹ کیمپ چھاونی جانندہ صربا بر تعمیر کردہ دارالاقامہ بیا دگار اہلیہ مرحومہ خود	حاج
۷	جناب بابو سخاوت علی صاحب لکھنؤ اضلاع جمیلہ حضرت جناب احمد بخش صاحب انسپکٹر محکمہ نمک	نما
(متفرق)		
۱	جناب مفتی عبدالوہاب صاحب کمیشن ایجنٹ حافظ محمد علیم صاحب سو و اگر کانپور حضرت بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امر تسر	۵
۲	جناب حبیب اللہ خان صاحب سو و اگر گل سیدانیان دہلی	۷
۳	جناب عبدالعزیز خان صاحب گھوڑا بارغ فرس آباد	۷
۴	جناب سید محمد شاہ جیلانی صاحب جان ملیہ مصر	۷
(۵) احمد جان صاحب و ٹرنری و فعه دار پشاور		
۵	جناب مفتی بخش صاحب مشری پشاور	۱۵

نمبر شمار	نام	رتبہ
۶	جناب نیاز علی صاحب کوٹ دفعہ دار پشاور	عہدہ
۷	جناب شمس الدین صاحب	عہدہ
۸	جناب عبد الکریم صاحب	عہدہ
۹	جناب قائم خان صاحب	عہدہ
۱۰	جناب عطاء اللہ خان صاحب نانک	عہدہ
۱۱	جناب قائم دین صاحب نعلبند	عہدہ
۱۲	جناب عبد اللہ شاہ صاحب نعلبند	عہدہ
۱۳	جناب فضل دین صاحب نعلبند	عہدہ
۱۴	جناب نواب شاہ صاحب نعلبند	عہدہ
۱۵	جناب میاں سلطان محمد صاحب ٹیلر	عہدہ
۱۶	جناب ممتاز محمد صاحب نعلبند	عہدہ
۱۷	جناب نادر خاں صاحب کوٹ دفعہ دار	عہدہ
۱۸	جناب نواز ش علی صاحب نانک	عہدہ
۱۹	جناب دیوان چند صاحب کوٹ دفعہ دار	عہدہ
۲۰	جناب شاہ نواز صاحب نانک تدک نمبر ۶	۶/۲
(متفرق)		
۲۱	جناب منشی اجر الحق صاحب رئیس بختیار پور پوسٹ منشی ضلع منوگیر	۲۵
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		

نمبر	نام	رقم
۲۳	جناب شیخ محمد امین صاحب ٹیکہ دار چاونی جالندہر	۷۱
۲۴	جناب حاجی فتح محمد صاحب اسٹوکیڈر لیس اینڈ ٹی جالندہر	۷۲
۲۵	جناب میاں محمد ابراہیم صاحب و نظیر محمد خاں صاحب ٹیکہ دار چاونی جالندہر	۷۳
۲۶	جناب بابو سیٹھ ظہیر الدین صاحب ایجنٹ سنگ کمپنی چاونی جالندہر	۷۴
۲۷	جناب حاجی شیخ برخوردار صاحب ٹال والہ چاونی جالندہر	۷۵
۲۸	جناب مستی علی محمد خاں صاحب سب الیکٹرک لوس	۷۶
۲۹	جناب بابو محمد گلزار صاحب اڈر سیر ملٹری و گس چاونی جالندہر	۷۷
۳۰	جناب میاں حبیب الدین خاں صاحب صدر بازار محلہ نمبر ۹ چاونی جالندہر	۷۸
۳۱	جناب ڈاکٹر ہاشم علی صاحب	۷۹
۳۲	جناب بابو شیخ عطا می الدین صاحب گلاشٹہ باک ماسٹری	
۳۳	جناب شیخ وریش ضلع جالندہر	۸۰
۳۴	جناب شیخ غلام نبی صاحب	۸۱
۳۵	جناب چودہری عبدالعنان صاحب ٹال والہ محرم نمبر ۴ صدر بازار تھر جالندہر	۸۲
۳۶	جناب شیخ قانچش صاحب صدر بازار چاونی جالندہر	۸۳
۳۷	جناب شیخ رحیم بخش صاحب گٹری ساز صدر بازار چاونی جالندہر	۸۴
۳۸	جناب میاں دلا صاحب جوئے والا	۸۵
۳۹	جناب مستری ریافت حسین صاحب ملازم ملٹری و گس چاونی جالندہر	۸۶

نمبر	نام	رقم
	متفرق	
۳۹	جناب شیخ محمد حسین صاحب رئیس موضع گویا ضلع بارہ ٹنکی بہ تقریب بسم اللہ	ع
	فرزند خود	ع
۴۰	جناب قاضی رضی علیہا صاحب کوری معرفت مولوی یعقوب الزماں	ع
	خال صاحب	ع
	معرفت مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پورہ	
	ضلع اناؤ	
۴۱	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پورہ	ع
۴۲	جناب قاضی مقبول احمد صاحب سب رجسٹرار	لکھ
۴۳	جناب منشی مراد حسین صاحب نائب رجسٹرار قلعہ گوی	ع
۴۴	جناب منشی ہاشم علیہ صاحب اگدا و قانون گوی	ع
۴۵	جناب منشی ناظر حسین صاحب سرشتہ دار دیوانی	ع
۴۶	جناب منشی احمد علی صاحب محرر پونڈ	ع
۴۷	جناب منشی روح الدخاں صاحب لقلنوئیس	ع
	متفرق	
۴۸	جناب مخدوم شاد اللہ صاحب بی لے۔ پرمیشیز تحصیلدار قاضی پورہ گویا پورہ	ع

نمبر	نام	رقم
	معرفت مولوی عبدالحی صاحب قانگوے روڈ پور ضلع گورکھپور	
۴۹	جناب قاضی عظیم الحق صاحب سربراہ کارو روڈ پور ضلع گورکھپور	۵
۵۰	جناب منشی لطافت حسین خاں صاحب سزا دل	۱۵۰
۵۱	جناب مولوی عبدالحی صاحب قانگوے روڈ پور	۱۵۰
متفرق		
۵۲	عظیمہ جناب راجہ شیخ اعجاز رسول خاں صاحب رئیس جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی بخشی خطاب جناب راجہ سرتقدق رسول خاں صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ راجہ جہانگیر آباد	سار
	معرفت مولوی عبدالحی صاحب قانگوے روڈ پور ضلع گورکھپور	
۵۳	جناب منشی محمد یوسف صاحب افسر خراج السیکڑ روڈ پور ضلع گورکھپور	۱۵۰
۵۴	جناب منشی ابوسعید صاحب افسر دوم سب السیکڑ روڈ پور	۱۵۰
متفرق		
۵۵	جناب امیر الدین احمد صاحب جگر ناتھ گھاٹ معرفت عبد الکریم صاحب	۱۵۰
۵۶	جناب احمد جان صاحب دائری سٹاٹ لویس پور کوہاٹ پشاور	۱۵۰
۵۷	جناب پیارے صاحب کوٹلی جناب نواب علی حسن خاں صاحب گٹنہ	
	بہ تقریب صحت یابی فرزند خود	۱۵۰

نمبر	نام	رقم
۵۸	جناب نواب شمس الحسن صاحب خلع الرشید نواب سید علی حسن خان پٹواری	
	لال باغ لکنؤ	ع
معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری		
۱	جناب ساجد علی الدخاں صاحب النیکٹر ہوشیار پور	ص
۲	جناب مولوی برکت علی صاحب ایم اے منصف تحصیل نکو درج جانڈ	م
۳	جناب سید احمد سراج الدین صاحب فرید آباد	ع
۴	جناب سید یاشم صاحب	ع
۵	جناب مظفر علی صاحب	ع
۶	جناب ہندو خاں صاحب پٹواری	ع
۷	جناب شیخ من صاحب پو پاری	ع
۸	جناب میاں شادی صاحب پو پاری فرید آباد	ع
۹	جناب سید محمد تقیوب صاحب پٹنڈہ چنگی	ع
۱۰	جناب سید محمد مجید صاحب	ع
۱۱	جناب میاں عبدالشکور صاحب	ع
۱۲	جناب سید اصغر علی صاحب مہر پور	ع
۱۳	جناب منشی احمد سعید صاحب مہر پور ڈیشیل	ع
۱۴	جناب حکیم نذیر الدین صاحب	ع
۱۵	جناب شیخ غلام احمد صاحب	ع
۱۶	جناب فقیر محمد صاحب	ع

نمبر	نام	رقم
۱۷	جناب سید محمد صدیق صاحب فرید آباد	۲
۱۸	جناب حاجی سید محمد حسن صاحب	۸
۱۹	جناب سید سعادت علی صاحب	۸
۲۰	جناب منشی سید الطاف حسین صاحب	۴
۲۱	جناب امام سید عبد المجید صاحب	۴
۲۲	جناب سید فرزند علی صاحب	۸
۲۳	جناب قاضی رزق الدین صاحب نمبر وارٹ صرف مخدوم صاحب پانی پت	۷
۲۴	جناب حبیب احمد صاحب	۷
۲۵	جناب عبد الرحمن صاحب عرف مانا۔ پانی پت	۸
۲۶	جناب قادر بخش صاحب	۴
۲۷	جناب عبد العزیز صاحب	۸
۲۸	مستغرق چندہ پانی پت	۷
۲۹	جناب بخش صاحب	۲
۳۰	جناب سلا صاحب	۴
۳۱	جناب کالا صاحب	۲
۳۲	جناب حافظ فیروز الدین صاحب و محمد اسلم صاحب گرد اور تانہ لگوے	
	محکمہ دبست پانی پت	۸
۳۳	جناب احمد حسین صاحب عطار پانی پت	۸
۳۴	جناب سراج احمد صاحب عرف نعیم خاں پانی پت	۲
۳۵	جناب حفیظ الدین صاحب پانی پت	۸

نمبر	نام	رقم
۳۶	جناب پیر علی حسن صاحب خاوم درگاہ قلندر پانی پت	۲
۳۷	جناب عبدالرحمن صاحب پانی پت	۴
۳۸	متفرق چندہ	۵/۶
۳۹	جناب نواب فاخر احمد خاں صاحب مخدوم زادگان پانی پت	۱۱
۴۰	جناب نواب ناصر احمد خاں صاحب ذیلدار و رئیس	۱۲
۴۱	جناب میر غیاث الدین صاحب	۱۸
۴۲	جناب سید مقرب حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر	۱۷
۴۳	جناب قاضی عبدالکریم صاحب پانی پت	۱۹
۴۴	جناب محمد نیر موی معرفت مولوی خلیل اللہ صاحب مدرس	۱۷
۴۵	متفرق از موحیان انبالہ حال دارو	۱۷
۴۶	چندہ بیوپاری چرم	۱۸
۴۷	جناب حافظ سنیا و وکندار چرم	۱۹
۴۸	جناب قاضی غلام احمد صاحب نمبردار طرف مخدوم زادگان	۱۷
۴۹	خودوران بیچ ولیٹ صاحب	۱۷
۵۰	جناب حکیم امین اللہ صاحب برادر مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم پانی پت	۱۷
۵۱	جناب سید افتاب حسین صاحب سب انسپکٹر پانی پت	۱۷
۵۲	جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب خلف مولوی سلامت اللہ صاحب	۱۷
۵۳	جناب چودہری وزیر علی خاں صاحب نمبردار پٹی راجپوتان پنجاب	۱۷
۵۴	جناب منشی محمد علیصاحب جج نیشنل رئیس خان پور صنعت ہوشیار پور	۱۷
۵۴	جناب عبدالرحمن صاحب سوداگر چرم قلندر پانی پت	۱۷

نمبر	نام	رقم
۵۴	جناب مرزا محمد اسماعیل صاحب پٹواری موضع سیرہ ضلع پانی پت	۵۴
۵۵	جناب خواجہ غلام اکھنن صاحب سکر ٹری ڈسٹرکٹ بوڈہ	۵۵
۵۶	معرفت سید قاسم حسین صاحب سب انسپکٹر پانی پت	۵۶
۵۷	جناب نواب محمد رستم علیخان صاحب رئیس اعظم کرناں	۵۷
۵۸	جناب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدرسہ پانی پت	۵۸
۵۹	جناب مرزا محمد خلیل الدین صاحب جمعدار رسالہ نمبر ۱ چاؤنی جالندھر	۵۹
۶۰	جناب خدا بخش صاحب حیدرہ سوو اگر شہر جالندھر	۶۰
۶۱	جناب حکیم مولوی فضل محمد صاحب شہر جالندھر ملازم راجہ صاحب	۶۱
۶۲	جناب مرزا سلطان احمد صاحب رئیس افسر مال جالندھر	۶۲
۶۳	جناب پیر جی انوار الحق صاحب تحصیلدار جالندھر	۶۳
۶۴	جناب سید احمد شاہ صاحب جمہوریت حکمہ دفتر کسریٹ جالندھر	۶۴
۶۵	جناب اظفر الدین صاحب سب جج جالندھر	۶۵
۶۶	جناب سید نیاز قطب شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ واک خانہ جات شہر جالندھر	۶۶
۶۷	جناب سردار خاں صاحب سب انسپکٹر کوٹوالی لاہور	۶۷
۶۸	جناب میاں جوا صاحب موضع ڈاکخانہ چک غلانی ضلع جالندھر	۶۸
۶۹	جناب میر محمد صاحب ولدہ بانو صاحب	۶۹
۷۰	جناب میاں خیر الدین صاحب	۷۰
۷۱	جناب میاں خوشی محمد صاحب	۷۱
۷۲	جناب میاں نبی بخش صاحب	۷۲
۷۳	جناب میاں گمانی صاحب	۷۳

نمبر	نام	رقم
۷۴	جناب میاں چوہڑ صاحب لدراد صاحب ڈاکٹر چک مغلائی ضلع جالندھر	۴۴
۷۵	جناب پیرو تیلی صاحب	۴۲
۷۶	جناب میاں نبی بخش صاحب ولد مراد بخش صاحب	۴۳
۷۷	جناب میاں فقور اکیں صاحب	۴۴
۷۸	جناب میاں ولایتی صاحب ولد متاب صاحب	۴۵
۷۹	جناب میاں چاندن صاحب ولد سندی صاحب	۴۶
۸۰	جناب میاں علی بخش صاحب	۴۷
۸۱	جناب میاں بہلا صاحب ولد جویا صاحب	۴۸
۸۲	جناب میاں کریم بخش صاحب لدینا لا صاحب	۴۹
۸۳	جناب میاں مولانا بخش صاحب لدجاجی صاحب	۵۰
۸۴	جناب میاں نبی صاحب	۵۱
۸۵	جناب میاں میر و شاہ صاحب	۵۲
۸۶	جناب میاں سکندر علیہ صاحب	۵۳
۸۷	جناب میاں سندی صاحب کلاں	۵۴
۸۸	جناب میاں فضل دین صاحب	۵۵
۸۹	جناب میاں متاب صاحب	۵۶
۹۰	جناب میاں محمد بخش صاحب	۵۷
۹۱	جناب میاں دولا شاہ صاحب	۵۸
۹۲	جناب میاں نور نبی صاحب	۵۹

نمبر شمار	نام	رقم
۹۴	جناب میاں لوبار صاحب ڈاکٹرانہ چک مغلانی جالندھر	۱۷
۹۵	جناب میاں گلاب صاحب	۱۲
۹۶	جناب میاں عبدالغنی صاحب	۱۷
۹۷	جناب میاں کریم بخش صاحب	۱۷
۹۸	جناب منشی صاحب	۱۸
۹۹	جناب میاں غوث صاحب	۱۸
۱۰۰	جناب میاں لالو صاحب	۱۷
۱۰۱	جناب میاں بگا صاحب	۱۷
۱۰۲	جناب میاں جید بخش صاحب	۱۲
۱۰۳	جناب خلیفہ غلام صاحب	۱۷
۱۰۴	جناب میاں نور محمد صاحب	۱۲
۱۰۵	جناب منشی برکت علی صاحب منصف قصبہ نکودر ضلع جالندھر	۱۷
۱۰۶	جناب سید محمود علی صاحب تحصیلدار	۱۷
۱۰۷	جناب چودھری محمد عبدالمجید خاں صاحب	۱۷
۱۰۸	فتح خاں صاحب رئیس	۱۷
۱۰۹	جناب محمد چوہدری محمد بخش صاحبان ای ڈاکٹر چک مغلانی	۱۷
۱۱۰	جناب غلام نبی صاحب	۱۷

نمبر شمار	نام	رقم
	تعلیم عربی	
	جناب خان بہادری شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آذیری مجتبیٰ پائسر	۷۷
	چندہ معرفت معین الہ و شملہ بابت ۱۹۰۷ء	
	وظائف	
۱	جناب بابو خضر محمد خاں صاحب ولد حبیب شیخ	۱۷۱
۲	جناب منشی سوندا صاحب سودا اگر مرحوم	۱۷۲
۳	جناب صیب اللہ صاحب	۱۷۳
۴	جناب بنی بخش صاحب بیوہ فروش	۱۷۴
۵	جناب محبت خاں صاحب	۱۷۵
۶	جناب بابو نور الدین صاحب	۱۷۶
۷	جناب حاجی محمد بخش خاں صاحب	۱۷۷
۸	جناب ولایتی صاحب	۱۷۸
۹	جناب گامو صاحب بھنیہ فروش	۱۷۹
۱۰	جناب برکت علی صاحب	۱۸۰
۱۱	جناب کریم اللہ صاحب	۱۸۱
۱۲	جناب جمال الدین صاحب سودا اگر مرحوم	۱۸۲
۱۳	جناب محمد شفیق صاحب سودا اگر مرحوم	۱۸۳

نمبر شمار	نام	رقم
۱۴	جناب عبدالغریز صاحب سو و اگر چرم شمله	۴۴
۱۵	جناب عبدالمجید صاحب	۴۴
۱۶	جناب رکن الدین صاحب	۴۸
۱۷	جناب محمد بخش صاحب	۴۴
۱۸	جناب سخاوت علی صاحب قصاب	۴۲
۱۹	جناب حبیب الدین صاحب	۴۴
۲۰	جناب کریم بخش صاحب	۴۴
۲۱	جناب الی بخش صاحب	۷۷
۲۲	جناب پهلوان چیا	۴۲
۲۳	جناب رمضان صاحب	۴۸
۲۴	جناب محمد ابراهیم صاحب له محمد اسماعیل صاحب قصاب	۷۷
۲۵	جناب بانو علایم محمد صاحب	۴۸
۲۶	جناب عبدالستار صاحب	۷۷
۲۷	جناب الی بخش صاحب	۴۴
۲۸	جناب خواجہ عبدالکبیر صاحب	۷۷
۲۹	جناب شیخ عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار نو مسلم	۷۷
۳۰	جناب عبدالصمد صاحب دوکاندار	۴۸
۳۱	جناب خواجہ عزیز جان صاحب	۷۷
۳۲	جناب خواجہ محمد صابر صاحب	۷۷
۳۳	جناب حافظ محمد الدین صاحب	۴۲

تیمبر شمار	نام	رقم
۳۴	جناب بابو عبد العزیز صاحب	۱۷۱
۳۵	جناب غلام محمد صاحب	۱۷۲
۳۶	جناب بابو محمد جیاگیر صاحب	۱۷۳
۳۷	جناب بابو خضر محمد صاحب	۱۷۴
۳۸	جناب عبد الرحمن صاحب رنگرین	۱۷۵
۳۹	جناب خواجہ حفیظ الد صاحب گہری ساز	۱۷۶
۴۰	جناب خواجہ عبد الاحد صاحب	۱۷۷
۴۱	جناب بابو عبد القادر صاحب	۱۷۸
۴۲	جناب میاں خاں صاحب روئی گو دام	۱۷۹
۴۳	جناب مستری میاں نظام الدین صاحب	۱۸۰
۴۴	جناب عبد الرحمن صاحب قصاب	۱۸۱
۴۵	جناب بابو محمد سیف الد صاحب	۱۸۲
۴۶	جناب خواجہ عبد الغنی صاحب قصاب	۱۸۳
۴۷	جناب حاجی امام الدین و علی بخش صاحبان چرم فروش	۱۸۴
۴۸	جناب بابو محمد اسمعیل صاحب مہاجر	۱۸۵
۴۹	جناب بابو حبیب الد صاحب کلرک بنک	۱۸۶
۵۰	جناب میر ثناء علی صاحب ٹین ساز	۱۸۷
۵۱	جناب اسد الد خاں صاحب	۱۸۸
۵۲	جناب رحمان بیگ صاحب	۱۸۹
۵۳	جناب کریم بخش صاحب قصاب	۱۹۰

نمبر شمار	نام	رقم
۵۴	جناب عبدالشکور صاحب سبزی فروش	۲
۵۵	جناب مستری نصیر الدین صاحب روٹی گودام	۱۷
۵۶	جناب خواجہ آسن شاہ صاحب لور پوری	۱۸
۵۷	مسترفات " " " "	۱۸
۵۸	معرفت پری حبیب الد صاحب	۱۷
۵۹	جناب منشی شاہ محمد صاحب کمپوزیٹر	۱۷
۶۰	جناب منشی احمد حسین خاں صاحب فرخ آبادی کمپوزیٹر	۱۳
	مونو ٹائپ پریس " " " "	
۶۱	جناب ڈاکٹر حفیظ محمد خاں صاحب ٹریکل انفریاست نابہ پنجاب	۱۷
۶۲	جناب بابو حبیب الد صاحب میونسپل کمیٹی	۱۷
۶۳	جناب ڈاکٹر معراج الدین صاحب	۱۷
۶۴	جناب مستری وزیر خاں صاحب روٹی گودام	۱۷
۶۵	جناب بابو عبدالقادر صاحب سکرٹری معین الذوہ	۱۷
۶۶	جناب مستری میاں خاں صاحب روٹی گودام	۱۷
۶۷	جناب میاں غلام محمد صاحب امرتسری	۱۷
۶۸	میاں عمر جو صاحب امرتسری شال مرچنٹ	۱۷
۶۹	جناب عبدالسیمان صاحب	۱۷
۷۰	جناب حکیمہ جو صاحب	۱۷
۷۱	جناب میاں کبیر بخش صاحب میوہ فروش	۱۷
۷۲	جناب حاجی محمد بخش صاحب	۱۷

نمبر شمار	نام	رقم
۶۳	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بیضہ فروش	۱۵
۶۴	جناب نانہو صاحب	۱۴
۶۵	جناب کما صاحب	۱۳
۶۶	جناب کریم بخش صاحب	۱۲
۶۷	جناب عیدہ و صاحب	۱۱
۶۸	جناب عبداللہ صاحب مایہی فروش	۱۰
۶۹	جناب نبی بخش صاحب بیضہ فروش	۹
۷۰	جناب حاجی گمسو صاحب	۸
۷۱	جناب چندو صاحب	۷
۷۲	جناب حاجی دراز صاحب روتی گودام	۶
۷۳	جناب محمد حسین صاحب جام فروش	۵
۷۴	جناب محمد بخش صاحب بیضہ فروش	۴
۷۵	جناب صاحب	۳
۷۶	جناب منشی منظور محمد صاحب کپری	۲
۷۷	جناب مرزا ہدایت بیگ صاحب	۱
۷۸	جناب مرزا غلام حسین صاحب کپری	۱۴
۷۹	جناب منشی عبداللطیف صاحب	۱۳
۸۰	جناب منشی کریم بخش صاحب	۱۲
۹۱	جناب منشی غلام احمد صاحب ریلوے بورڈر	۱۱
۹۲	جناب عبدالرحیم صاحب	۱۰

نمبر شمار	نام	رقم
۹۳	جناب بابو عبدالرشید صاحب ریلوے پورٹ	۸
۹۴	جناب سردار تنہا سنگھ صاحب	۱۰
۹۵	جناب عبدالرحمن خاں صاحب پبلک ورکس	۱۲
۹۶	جناب ماسٹر سید برکت علی صاحب دفتر آب و کھیا	۱۴
۹۷	جناب بابو شہاب الدین صاحب	۱۶
۹۸	جناب بابو محمد یوسف صاحب	۱۸
۹۹	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب منڈاس	۱۷
۱۰۰	جناب بابو شمس الحق صاحب	۱۸
۱۰۱	جناب بابو جان محمد صاحب	۱۸
۱۰۲	جناب بابو اکرام علی صاحب	۱۸
۱۰۳	جناب بابو عبدالعزیز صاحب	۱۸
۱۰۴	جناب بابو علی محمد صاحب	۱۸
۱۰۵	جناب بابو مولانا بخش صاحب	۱۸
۱۰۶	جناب ابویا صاحب میوہ فروشی	۱۴
۱۰۷	جناب محمد امیر صاحب گٹھی سائز	۱۸
۱۰۸	جناب خواجہ عید الغفار صاحب رئیس	۱۴
۱۰۹	جناب عبدالصمد	۱۸
۱۱۰	جناب محمد جو صاحب	۱۸
۱۱۱	جناب بابو محمد عمر صاحب مالک ٹیکل ہال	۱۴
۱۱۲	جناب جان محمد صاحب گٹھی سائز	۱۸

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۳	جناب شیخ علی محمد صاحب جام فروش	۴۰
۱۱۴	جناب میاں سوند صاحب تاجر چرم	۴۱
۱۱۵	جناب منشی رحیم الدین صاحب کپا زیر	۴۲
۱۱۶	جناب منشی امیر احمد صاحب گورنمنٹ پریس	۴۳
۱۱۷	جناب سکند خاں صاحب کپا زیر	۴۴
۱۱۸	جناب میر ہاشم علی صاحب	۴۵
۱۱۹	جناب منشی عبدالاحد صاحب	۴۶
۱۲۰	جناب منشی وزیر خاں صاحب	۴۷
۱۲۱	جناب منشی نظر محمد صاحب	۴۸
۱۲۲	جناب منشی عبدالکریم خاں صاحب	۴۹
۱۲۳	جناب سید ولایت شاہ صاحب	۵۰
۱۲۴	جناب محبوب بخش صاحب بیضہ فروش	۵۱
۱۲۵	جناب محمد زکریا صاحب گڑی ساز	۵۲
۱۲۶	جناب عبدالعتی صاحب قصاب	۵۳
<hr/>		
چندہ دار العلوم		
۱	جناب عبدالغفور خاں صاحب کپا زیر گورنمنٹ پریس	۵۴
۲	جناب منشی عبدالرحیم صاحب	۵۵

نمبر شمار	نام	رقم
۳	جناب سید محمد حسین صاحب کیا زیٹ گورنمنٹ پریس شملہ	۱۸
۴	جناب منشی محمد بشیر الدین صاحب	۱۲
۵	جناب منشی محمد خلیل صاحب	۱۸
۶	جناب منشی چراغ دین صاحب	۱۸
۷	جناب منشی غلام مصطفیٰ صاحب	۱۲
۸	جناب منشی عبدالرحیم صاحب	۱۸
۹	جناب منشی نور احمد صاحب	۲
۱۰	جناب نبی بخش صاحب	۱۸
۱۱	جناب منشی کرم الہی صاحب	۱۲
۱۲	جناب منشی عبدالرحمن صاحب	۱۲
۱۳	جناب منشی نبی بخش صاحب	۱۸
۱۴	جناب منشی عبدالرزاق صاحب	۱۲
۱۵	جناب منشی محمد عثمان صاحب	۱۸
۱۶	جناب منشی میر احسان علی صاحب	۱۲
۱۷	جناب سید مبارک شاہ صاحب	۱۲
۱۸	جناب منشی غلام رسول صاحب	۱۲
۱۹	جناب منشی محمد بخش صاحب	۱۲
۲۰	جناب منشی پیر بخش صاحب	۱۲
۲۱	جناب میاں ہجو صاحب	۱۲
۲۲	جناب منشی نظام الدین صاحب	۱

نمبر شمار	نام	رقم
۲۳	جناب مولوی و احد علی صاحب	۸
۲۴	جناب قاضی قطب علی صاحب	۴
۲۵	جناب منشی عمرو بن صاحب	۱۵
۲۶	جناب منشی عبدالحمید صاحب	۱
۲۷	جناب منشی الہی بخش صاحب منصب	۲
۲۸	جناب منشی محمد حنیف صاحب	۱۳
۲۹	جناب منشی میراں بخش صاحب	۴
۳۰	جناب بابو عبدالخالق صاحب فتر اکڑا فیر ملٹری و رکس	۸
۳۱	جناب بابو فضل کریم صاحب	۴
۳۲	جناب بابو محمد بخش صاحب	۴
۳۳	جناب بابو نور محمد صاحب	۴
۳۴	جناب بابو عبدالحمید صاحب سردیر	۴
۳۵	جناب بابو محمد حسین صاحب	۴
۳۶	جناب بابو محمد جالگیر صاحب	۱۵
۳۷	جناب منشی محمد حبیب اللہ صاحب نمبر ۲ کپا ز طیر	۴
۳۸	جناب منشی عطاء محمد صاحب	۸
۳۹	جناب منشی محمد علی صاحب	۴
۴۰	جناب منشی محمد شیخ صاحب	۴
۴۱	جناب منشی قدرت اللہ صاحب	۴
۴۲	جناب میر عباس علی صاحب	۴

نمبر شمار	نام	رقم
اهدائی		
۱	چندہ عیدین شملہ	۱۳۳
۲	معلوم الاسم	۱۳۴
۳	جناب خواجہ محمد صابرحو صاحب شملہ	۱۳۵
چندہ کنیت		
۱	جناب مولوی منعم الدین صاحب مونوٹائپ پریس شملہ	۱۳۶
۲	جناب عبد الرب صاحب	۱۳۷
۳	جناب عبدالرافق صاحب	۱۳۸
۴	جناب محمد احمد صاحب	۱۳۹
۵	جناب منشی عبدالصمد صاحب عدالت	۱۴۰
۶	جناب بابو محمد شعبان صاحب	۱۴۱
۷	جناب منشی محمد بخش صاحب	۱۴۲
۸	جناب بابو نور الدین صاحب ریونیو ڈیپارٹمنٹ	۱۴۳
۹	جناب میر عبدالستار صاحب شال مرچنٹ	۱۴۴
۱۰	جناب مرزا شیر محمد صاحب ریلوے بورڈ	۱۴۵
۱۱	جناب میر جمال الدین صاحب	۱۴۶

نمبر شمار	نام	رقم
۱۲	جناب بابو نور بخش صاحب ریلوے بورڈ آفس سمنڈہ	۷۱
۱۳	جناب بابو تلج الدین صاحب کامرس اینڈ سٹری ٹویا ریمٹن صنعت و تجارت	۷۱
۱۴	جناب بابو برکت علی صاحب ریلوے بورڈ آفس سمنڈہ	۷۱
۱۵	جناب بابو بشیر حسین صاحب	۷۱
۱۶	جناب بابو محمد اسماعیل صاحب	۷۱
۱۷	جناب منشی احمدین خاں صاحب مولو ٹاپ آفس	۷۱
۱۸	جناب بابو دین محمد صاحب بی اے۔	۷۱
۱۹	جناب سید ولایت علی شاہ صاحب	۷۱
۲۰	جناب ملک تاج الدین صاحب بی اے۔ دفتر اکرا میٹر لٹری و کٹر سمنڈہ	۷۱
<p>وظائف مستقل مہوار معرفت مولانا عبد السبحان صاحب</p> <p>تاجر گڈنگ کلی مدراس</p>		
۱	جناب ایم اے حیات بادشاہ صاحب تاجر سکند لائن بیچ مدراس	۷۱
۲	ازاگت ۱۹۰۸ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء بحساب ۷۱ مہوار	۷۱
	جناب خان بہادر الحاج محمد عبدالعزیز بادشاہ صاحب سفیر روم ترک لٹری	۷۱
	مدراس از ستمبر ۱۹۰۸ء تا ستمبر ۱۹۰۸ء	۷۱

نمبر شمار	نام	رقم
۳	جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر گدنگ گلی مدراس از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء	۵
۴	جناب المیہ صاحبہ مولانا عبد السبحان صاحب از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء	۵
۵	جناب محمد محمود الدہ بادشاہ صاحب رئیس مدراس از ستمبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء	۵
۶	جناب فی امین الدین صاحب رئیس اعظم و انبساطی مدرس از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء	۵
۷	جناب حلیم کار عبد المطین صاحب رئیس و انبساطی و تاجر گدنگ گلی مدراس از ستمبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء	۵
۸	جناب طیبی عبد الرحمن صاحب دیالہ رئیس و انبساطی تاجر گدنگ گلی مدراس از ستمبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء بحساب المہوار	۵
۹	جناب تنہا و ار عبد القادر صاحب تاجر گدنگ گلی مدراس از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء بحساب المہوار	لکھ
۱۰	جناب سید محمد عبد القادر صاحب اڈیٹر مخدوم مدرس از جولائی ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء بحساب یک روپیہ مہوار	۵
۱۱	جناب کنہم باؤی عبد القادر صاحب رئیس و انبساطی تاجر بری مٹ مدرس از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۷ء	۵
۱۲	جناب دیوان سید عبد الرزاق صاحب چرین اڈیٹر مٹ و سٹریٹ کوئٹور مدرس از ستمبر ۱۹۰۶ء تا دسمبر ۱۹۰۶ء	۵

نمبر	نام	رقم
۱۳	جناب نواب غلام احمد صاحب کلامی رئیس کولار گولہ فیڈس کرد منڈل صوبہ میسور از جنوری ۱۹۰۶ء تا دسمبر ۱۹۰۶ء -	۵
۱۴	جناب حاجی بدالدین صاحب تاجر مدراس از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۶ء	۵
۱۵	جناب مولوی عبد الکریم صاحب فاروقی از جولائی ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۶ء	۵
متفرق		
۱۵	جناب حاجی محمد حنیف صاحب تاجر انگاپاتانک سٹریٹ مدراس از اکتوبر ۱۹۰۶ء تا ستمبر ۱۹۰۶ء -	۵
۱۶	جناب چودھری محمد طہ صاحب دفتر لٹنی الہ آباد -	۵
۱۷	جناب امیر الامام ناصر الاسلام شیخ بناؤ الدین صاحب	۵
۱۸	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آئیری مجسٹریٹ امرتسر	۵
۱۹	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری -	۵
۲۰	جناب منشی محمد یعقوب علی صاحب منیر ریاست و دہاری علاقہ منشی محمد احتشام علی	۵
	صاحب رئیس کاکوری -	۵
۲۱	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر بی بیوہ کلج الہ آباد از جون ۱۹۰۶ء	۵
	ناجوالی ۱۹۰۶ء	۵

نمبر شمار	نام	رقم
	چندہ ندوۃ العلماء من ابتداء یکم شوال ۱۳۲۶ھ لغایتہ بیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق تا ۳۱ - مارچ ۱۹۰۹ء	
۱	عظیمہ سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد وکن خلد اندہ ملکہ بحساب تنورو پیہ	۱۳۱
	ماہانہ سکۃ بحالی - - - - -	
	معرفت مولوی غلام صاحب فاضل ہوشیار پوری	
۱	جناب شیخ رحیم بخش صاحب ایم۔ لے۔ افسر مال گوجرانوالہ	۱۳۱
۲	جناب شیخ فضل الہی صاحب بی۔ لے۔ افسر خزانہ	۱۳۲
۳	جناب سید قلندر حسین صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر	۱۳۳
۴	جناب مرزا معراج الدین صاحب سب انسپکٹر	۱۳۴
۵	جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب پلیڈر	۱۳۵
۶	جناب بابو مشتاق احمد صاحب نائب تحصیلدار	۱۳۶
۷	جناب شیخ محمد یعقوب صاحب محافظہ قریچہ متفرق	۱۳۷
۸	متفرق چندہ از جامع مسجد بندہ لوی مولوی محمد فائق صاحب شاگرد مولوی محمد علا الدین	۱۳۸
	صاحب گوجرانوالہ - - - - -	
	نذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملوی	
۹	جناب اہلیہ شیخ عبدالسلام صاحب وکیل سلطانپور	۱۳۹

نمبر شمار	نام	رقم
۱۰	جناب ہادی میاں صاحب مدرسہ شیخ عبدالسلام صاحب وکیل سلطانپور	۱۰
۱۱	جناب منشی محمد علی خاں صاحب نائب تحصیلدار سلطانپور	۱۱
۱۲	جناب منشی مرتضیٰ میاں صاحب سب انسپکٹر پولیس	۱۲
۱۳	جناب منشی احکام الدین صاحب کلرک عدالت	۱۳
۱۴	جناب ضمیر الدین صاحب بی اے - وکیل	۱۴
متفرق		
۱۵	جناب مولوی محمد بخش صاحب وکیل محلہ نظام پورہ گورکھپور	۱۵
۱۵	جناب منشی راحت حسین صاحب نمبردار کمرہ بان	۱۵
۱۶	جناب عبدغفر صاحب ملیج آباد ضلع لکھنؤ	۱۶
۱۶	جناب منشی اکبر علی صاحب خلیفہ محمد مستقیم صاحب صدر بازار لکھنؤ	۱۶
۱۶	جناب منشی محمد مستقیم صاحب صدر بازار لکھنؤ	۱۶
۱۶	جناب منشی سفدر حسین صاحب	۱۶
۱۸	جناب بنی احمد صاحب ملیج آباد	۱۸
۱۹	جناب شیخ نبی بخش صاحب نیالگنج	۱۹
۲۰	جناب شیخ حمید احمد صاحب محلہ کڑا جھانسی	۲۰
۲۱	جناب شیخ خدا بخش صاحب نیالگنج	۲۱
۲۲	جناب محمد نظام حسین صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	۲۲
۲۳	جناب مرتضیٰ حسین صاحب لکھا بازار بستی	۲۳
۲۴	جناب حافظ عبدالرحمن صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	۲۴

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵	جناب مولوی مجاز احمد صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	۱۷۱
۲۶	جناب حافظ مولوی حیدر علی صاحب پیٹنہ	۱۷۲
۲۷	جناب مولوی نظام الدین صاحب نظامی اوڈیٹروالقرنین بدایون	۱۷۳
۲۸	جناب امیرن صاحب سب انسپکٹر پولیس فتح پور	۱۷۴
۲۹	جناب خواجہ غلام السبطین صاحب بی لے - لکھنؤ	۱۷۵
۳۰	جناب جواد علی صاحب لال کرتی بازار	۱۷۶
۳۱	جناب منور خاں صاحب	۱۷۷
۳۲	جناب خواجہ امیر علی صاحب پرائیوٹ سکریٹری راجہ نوشا وعلی صاحب لکھنؤ	۱۷۸
۳۳	جناب حکیم منظر حسین صاحب محرم خاں	۱۷۹
۳۴	جناب محمد ایوب صاحب طالب علم کنیا کالج لکھنؤ	۱۸۰
۳۵	جناب حافظ عبدالحکیم صاحب محمود نگر لکھنؤ	۱۸۱
۳۶	جناب ڈاکٹر فیسال الدین احمد صاحب مدرسۃ العلوم علی گڑھ	۱۸۲
۳۷	جناب عزیز الدین صاحب	۱۸۳
۳۸	جناب افضل الدین صاحب لال باغ لکھنؤ	۱۸۴
۳۹	جناب دھارے صاحب	۱۸۵
۴۰	جناب سجاد حیدر صاحب	۱۸۶
۴۱	جناب شہزاد احمد صاحب خلف جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب	۱۸۷
۴۲	علی گڑھ	۱۸۸
۴۳	جناب عبدالرزاق صاحب چیلر ضلع سارن	۱۸۹
۴۴	جناب احمد حسن صاحب جگور ضلع لکھنؤ	۱۹۰

نمبر شمار	نام	رقم
۴۴	جناب سید خلیل الدین صاحب رئیس دوازیری محیٹ ریٹ رائے بریلی	۴۴
۴۵	جناب سید عبدالمد صاحب رائے بریلی	۴۵
۴۶	جناب ملک غلام نواز الدین صاحب تاجر چرم امرستہ	۴۶
۴۷	جناب سعید الدین صاحب بدایوں	۴۷
۴۸	جناب منشی ولی محمد صاحب لکھنؤ	۴۸
۴۹	جناب منشی فرید الدین صاحب لکھنؤ	۴۹
۵۰	جناب سراج الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر سہارنپور	۵۰
۵۱	جناب منشی محمد علی صاحب امین آباد لکھنؤ	۵۱
۵۲	جناب سید محبوب حسین صاحب فیض آباد	۵۲
۵۳	جناب مرزا حسام الدین صاحب	۵۳
۵۴	جناب مقصود علی صاحب قیصر باغ لکھنؤ	۵۴
۵۵	جناب نھرو احمد صاحب	۵۵
۵۶	جناب الم بخش صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڑھ	۵۶
۵۷	جناب محمد امین صاحب بہوپال	۵۷
۵۸	جناب سید نور الرحمن صاحب مغلیہ پٹنہ	۵۸
۵۹	جناب عابد علی بیگ صاحب ملیج آباد لکھنؤ	۵۹
۶۰	جناب مولوی عبدالمجید صاحب قیصر باغ لکھنؤ	۶۰
۶۱	جناب مولوی عبدالمجید صاحب	۶۱
۶۲	جناب بابو پیارے لال صاحب	۶۲
۶۳	جناب عبد الرزاق صاحب	۶۳

نمبر	نام	رقم
۶۴	جناب فیاض احمد صاحب درست العلوم علیگڑہ	۴۵
۶۵	جناب وحید الیقین صاحب کرسی ضلع بارہ بکی	۴۶
۶۶	جناب محمد مقبول احمد صاحب میر منشی چاؤنی و لکشا لکھنؤ	۴۷
۶۷	جناب قاضی عماد الدین صاحب حجر ضلع رشتک	۴۸
۶۸	جناب ہمدان صاحب علیگڑہ	۴۹
۶۹	جناب محمد حفیظ صاحب بی اے - کلاس کرہ نمبر ۲ بورڈنگ بادشاہ باغ لکھنؤ	۵۰
معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری		
۷۰	چودھری سلطان علیہ صاحب محافظہ قمر شہر سیالکوٹ	۵۱
۷۱	جناب منشی علم دین صاحب محرر صدر شہر سیالکوٹ	۵۲
۷۲	جناب چودھری محمد حیات صاحب	۵۳
۷۳	منشی حاکم دین صاحب	۵۴
۷۴	جناب نقیونیس صاحبان	۵۵
۷۵	جناب قاضی گمانی بخش صاحب اہلہ	۵۶
۷۶	جناب لالہ ٹاکر صاحب محرر ضلع	۵۷
۷۷	جناب میاں متناہ الدین صاحب محرر	۵۸
۷۸	جناب میاں لال بیگ صاحب	۵۹
۷۹	چراغ دین صاحب	۶۰
۸۰	جناب سید جمی شاہ صاحب	۶۱
۸۱	جناب میاں بڑت علیہ صاحب	۶۲

نمبر شمار	نام	رقم
۸۲	جناب میاں محمد علی صاحب محرم شہر سیالکوٹ	۴۴
۸۳	جناب میاں وزیر علی صاحب	۴۵
۸۴	جناب میاں فتح علی صاحب	۴۶
۸۵	جناب میاں عزیز دین صاحب	۴۷
۸۶	جناب میاں حامد جان صاحب	۴۸
۸۷	جناب چودھری عبد المجید صاحب رئیس نکو و ضلع جالندھر	۴۹
۸۸	جناب حکیم غلام نبی صاحب چوئے منڈی لاہور	۵۰
۸۹	جناب نواب محمد رستم علی خان صاحب بہادر نواب محمد عمر و راز علی خان صاحب رئیس اعظم کرناٹ	۵۱
۹۰	جناب مرزا امیر الدخاں صاحب متعفف لودیانہ	۵۲
۹۱	جناب خان احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ	۵۳
۹۲	جناب مولوی کریم بخش صاحب	۵۴
۹۳	جناب خواجہ احمد شاہ صاحب مینو نیل کشنور رئیس اعظم لودیانہ	۵۵
۹۴	جناب میر رستم علی صاحب اہل عدالت ضلع لودیانہ	۵۶
۹۵	جناب خواجہ غلام محی الدین صاحب اینڈ سنر	۵۷
معرفت جناب مولوی نور محمد صاحب ٹٹری سٹنٹ پشاور		
۹۶	جناب تہ تعلیم صاحب دارونہ جیل پشاور	۵۸
۹۷	جناب عبد الرحیم شاہ صاحب	۵۹
۹۸	جناب نور احمد صاحب	۶۰

نمبر شمار	نام	رقم
۹۹	جناب عباس علیشاہ صاحب پشاور	۱۴
۱۰۰	جناب یزید حسین صاحب	۱۴
۱۰۱	جناب شیریں جان صاحب	۱۴
۱۰۲	جناب فقیر دین صاحب	۱۴
۱۰۳	جناب محمد جان صاحب	۱۴
۱۰۴	جناب واگد خاں صاحب	۱۴
۱۰۵	جناب کرم الہی صاحب	۱۴
۱۰۶	جناب مہربان علی صاحب	۱۴
۱۰۷	جناب سردار خاں صاحب	۱۴
۱۰۸	جناب الہد رکما صاحب	۱۴
۱۰۹	جناب فضل الدین صاحب	۱۴
۱۱۰	جناب بہرام خاں صاحب	۱۴
۱۱۱	جناب لال خاں صاحب	۱۴
۱۱۲	جناب حمیدین صاحب	۱۴
۱۱۳	جناب یار خاں صاحب	۱۴
۱۱۴	جناب شکر خاں صاحب	۱۴
۱۱۵	جناب ذاکر عباس علیشاہ صاحب	۱۴
۱۱۶	جناب ماسٹر فضل خاں صاحب اسٹنٹ دارو نمہ پشاور	۱۴
۱۱۷	جناب محمد شاہ صاحب پشاور	۱۴
۱۱۸	جناب محمود خاں صاحب	۱۴

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۹	جناب لال ٹال صاحب پشاور	۲
۱۲۰	جناب نیک محمد صاحب	۲
۱۲۱	جناب غلام محمد صاحب	۲
۱۲۲	جناب مشرف دین صاحب	۲
۱۲۳	جناب ابوسعید صاحب	۲
۱۲۴	جناب فتح شاہ صاحب	۴
۱۲۵	جناب سلطان علی صاحب	۴
۱۲۶	جناب بابو گنگارام صاحب	۷
۱۲۷	جناب جمعدار الہ دیا صاحب	۴
۱۲۸	جناب حافظ صاحب	۷
۱۲۹	جناب شیخ حسین محمد و عبدالغنی صاحب بی اے نائب ایجنٹ پشاور	۷
۱۳۰	جناب کرامت الدہ صاحب پشاور	۷
۱۳۱	جناب الکبیر صاحب	۴
۱۳۲	جناب بابو فضل الہی صاحب	۴
۱۳۳	جناب بابو کریم الدہ صاحب	۴
۱۳۴	جناب مولوی وزیر الدین صاحب محکمہ ہمار پشاور	۷
۱۳۵	جناب شریف حسین صاحب سوداگر	۷
۱۳۶	جناب حافظ نصیر الدین سوداگر	۷
۱۳۷	جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ پشاور	۷
۱۳۸	جناب علی محمد صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ	۷

نمبر شمار	نام	رقم
۱۳۹	جناب احمد خاں صاحب وٹرنری اسٹنٹ پشاور	۱۷۱
۱۴۰	جناب سوار حشمت علیہ صاحب	۱۷۱
۱۴۱	جناب تہائم الدین صاحب کوٹ وفعدار	۱۷۱
۱۴۲	جناب فقیر محمد صاحب	۱۷۱
۱۴۳	جناب نیاز علیہ صاحب کوٹ وفعدار	۱۷۱
۱۴۴	جناب فتح دین صاحب	۱۷۱
۱۴۵	جناب بہان محمد صاحب مستری	۱۷۱
۱۴۶	جناب شیخ احمد بخش صاحب گٹری ساز	۱۷۱
۱۴۷	جناب عبداللہ صاحب نعلبند	۱۷۱
۱۴۸	جناب بالوچرانع دین صاحب ملازم ڈاکخانہ	۱۷۱
۱۴۹	جناب مولوی عنایت اللہ صاحب	۱۷۱
۱۵۰	جناب جاں محمد صاحب	۱۷۱
۱۵۱	جناب لال محمد صاحب	۱۷۱
۱۵۲	جناب صاحب دین صاحب	۱۷۱
۱۵۳	جناب بنی بخش صاحب	۱۷۱
۱۵۴	جناب عبدالرحمن صاحب	۱۷۱
۱۵۵	جناب قاضی زین العابدین صاحب ہیڈ اسٹرواں اسکول پشاور	۱۷۱
۱۵۶	جناب سکین صاحب پشاور	۱۷۱
۱۵۷	جناب نعمت خاں صاحب وٹرنری اسٹنٹ پشاور	۱۷۱
۱۵۸	بقایا چنہ کور نمبر ۱	۱۷۱

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵۹	جناب محبوب بخش صاحب پشاور	۸
۱۶۰	جناب نذر خان صاحب	۸
معرفت جناب سید عبد الرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر		
اسلامیہ ہائی اسکول پشاور		
۱۶۱	جناب عبد الرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۸
۱۶۲	جناب مولوی تاج محمد صاحب	۸
۱۶۳	جناب ماسٹر محمد قاسم صاحب	۸
۱۶۴	جناب سید گل باب شاہ صاحب	۸
۱۶۵	جناب ماسٹر عطا محمد صاحب	۸
۱۶۶	جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب	۸
۱۶۷	جناب محمد عنایت الدین صاحب	۸
۱۶۸	جناب شیخ عبد الرحمن صاحب	۳
۱۶۹	جناب ماسٹر محمد حسین صاحب	۳
۱۷۰	جناب غلام محمد صاحب	۸
۱۷۱	جناب کرم الہی صاحب	۸
۱۷۲	جناب عبد الجبار صاحب	۵
۱۷۳	جناب محمد طاہر صاحب	۵
۱۷۴	جناب محمد الدین صاحب	۵
۱۷۵	جناب محمد شاہ صاحب	۵

نمبر شمار	نام	رقم
۱۷۶	جناب عیور احمد صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۷۷
۱۷۷	جناب عبدالستار صاحب	۱۲
۱۷۸	جناب علی بہادر صاحب	۲
۱۷۹	جناب عبداللہ خان صاحب	۸
۱۸۰	جناب مقبول شاہ صاحب	۷۷
۱۸۱	جناب غلام احمد صاحب	۴
۱۸۲	جناب محمد قاسم صاحب	۳۲
۱۸۳	جناب محمد اسلم صاحب	۱۷
۱۸۴	جناب فضل محمود صاحب	۸
۱۸۵	جناب فقیر خان صاحب	۴
۱۸۶	جناب الہ بخش صاحب	۴
۱۸۷	جناب محمد حسین صاحب	۴
۱۸۸	جناب گل محمد صاحب	۴
۱۸۹	جناب وین محمد صاحب	۴
۱۹۰	جناب زین العابدین صاحب	۲
۱۹۱	جناب محمد شفیق صاحب	۲
۱۹۲	جناب محمد اعظم صاحب	۶
۱۹۳	جناب محمد صاحب	۱
۱۹۴	جناب محمد میاں صاحب	۴
۱۹۵	جناب فدا محمد صاحب	۴

نمبر شمار	نام	رقم
۱۹۶	جناب شیر محمد صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۴
۱۹۷	جناب غلام حسین صاحب	۲
۱۹۸	جناب سردار خان صاحب	۲
۱۹۹	جناب مبارک شاہ صاحب	۲
۲۰۰	جناب اورنگ شاہ صاحب	۱
۲۰۱	جناب محمد اکبر صاحب	۴
۲۰۲	جناب خالد خان صاحب	۸
۲۰۳	جناب وارث شاہ صاحب	۲
۲۰۴	جناب محمد اسلم صاحب	۷
۲۰۵	جناب عبدالغفر صاحب	۲
۲۰۶	جناب عبداللہ خان صاحب	۸
۲۰۷	جناب قاضی عبداللہ صاحب	۸
۲۰۸	جناب گل شیر صاحب	۲
۲۰۹	جناب پیر محمد صاحب	۲
۲۱۰	جناب غلام حسین صاحب	۲
۲۱۱	جناب مختار احمد صاحب	۴
۲۱۲	جناب محمد طہاس صاحب	۸
۲۱۳	جناب غلام سرور صاحب	۸
۲۱۴	جناب محمد شعیب صاحب	۸
۲۱۵	جناب محمد ہارون صاحب	۸

نمبر	نام	رقم
۲۱۷	جناب غلام محمد صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۸
۲۱۸	جناب مشتاق احمد صاحب	۸
۲۱۹	جناب احمد گل صاحب	۸
۲۲۰	جناب صفدر صاحب	۸
۲۲۱	جناب اسماعیل صاحب	۳۴
۲۲۲	جناب ظہور الدین صاحب	۳۴
۲۲۳	جناب یعقوب صاحب	۳۴
۲۲۴	جناب عبدالعلی صاحب	۸
۲۲۵	جناب اسلم صاحب	۸
۲۲۶	جناب عبداللہ خان صاحب	۸
۲۲۷	جناب غلام احمد صاحب	۳۴
۲۲۸	جناب وسیم خاں صاحب	۳۴
۲۲۹	جناب کریم بخش صاحب	۴
۲۳۰	جناب نظام الدین صاحب	۱۲
۲۳۱	جناب محمد خان صاحب	۱۲
۲۳۲	جناب اعظم خاں صاحب	۳۴
۲۳۳	جناب محمد علی صاحب	۳۴
۲۳۴	جناب ثانی	۳۴
۲۳۵	جماعت سوم پرائمری معرفت شیخ عبدالرحمن صاحب	۱۲
۲۳۶	جناب شیر خاں صاحب مدرسہ اسلامیہ	۱

نمبر شمار	نام	رقم
۲۳۶	جناب غلام حسین صاحب مدرسہ اسلامیہ پشاور	۱
۲۳۷	جناب عبد الرحمن صاحب	۲
۲۳۸	جناب عبد الغفور صاحب	۲
۲۳۹	جناب محمد یعقوب صاحب	۲
۲۴۰	جناب کریم بخش صاحب	۲
۲۴۱	جناب لیران و قاسم صاحب	۱
۲۴۲	جناب زید شاہ صاحب	۲
۲۴۳	جناب شمس الدین صاحب	۲
۲۴۴	جناب مستان شاہ صاحب	۱
۲۴۵	جناب غلام حسین صاحب	۱
۲۴۶	جناب خادم علی شاہ صاحب	۱
۲۴۷	جناب عثمان صاحب	۱
۲۴۸	جناب عبدالہ خان صاحب	۱
۲۴۹	جناب گل محمد صاحب	۱
۲۵۰	جناب محمد صادق صاحب	۱
۲۵۱	جناب فضل الرحمن صاحب	۱
۲۵۲	جناب محمد بخش صاحب	۱
۲۵۳	جناب غلام حسین صاحب	۱
۲۵۴	جناب فضل قادر صاحب	۲
۲۵۵	جناب نذیر احمد صاحب	۵

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵۶	جناب عباس مرزا صاحب اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۱۴
۲۵۷	جناب نور الہی صاحب	۱۵
۲۵۸	جناب سید احمد صاحب	۱۶
۲۵۹	جناب غلام فرید صاحب	۱۷
۲۶۰	جناب عبدالرحمن صاحب	۱۸
۲۶۱	جناب غلام حبیب صاحب	۱۹
۲۶۲	جناب امیر الدین صاحب	۲۰
۲۶۳	جناب خان بہادر	۲۱
۲۶۴	جناب عمر بخش صاحب	۲۲
۲۶۵	جناب حسین خاں صاحب	۲۳
۲۶۶	جناب محمد اسلم صاحب	۲۴
۲۶۷	جناب تاج محمد صاحب	۲۵
۲۶۸	جناب غلام حسین صاحب	۲۶
۲۶۹	جناب عبدالحق صاحب	۲۷
۲۷۰	جناب نواب علی صاحب	۲۸
۲۷۱	جناب عبدالغفار صاحب	۲۹
۲۷۲	جناب محمد انور صاحب	۳۰
۲۷۳	جناب عنایت علی شاہ صاحب	۳۱
۲۷۴	جناب نگاہ حسین صاحب	۳۲
۲۷۵	جناب جان محمد صاحب	۳۳

نمبر شمار	نام	رقم
۲۷۶	جناب سید امیر صاحب مدرسہ اسلامیہ پشاور	۱
۲۷۷	جناب عبدالرشید صاحب	۸
۲۷۸	جناب میاں محمد صاحب	۲
۲۷۹	جماعت دوم فریق اول معرفت مولوی محمد حسین صاحب	۱۷
متفق		
۲۸۰	جناب حافظ نظیر حسین صاحب مرحوم فروغ آبادی مدرسہ جناب احمد حسین صاحب	۷
۲۸۱	جناب محمد ابوالفضل صاحب پیشکار محکمہ ولایتی ضلع ہزارچ	۱۷
۲۸۲	جناب محمد نعیم الدین صاحب منصرم محکمہ ولایت	۱۷
۲۸۳	جناب محمد غریب الحسن صاحب	۱۷
۲۸۴	جناب مولوی عبدالغفار صاحب کیسل عدالت سستی	۷
بتوسط مولوی علام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری		
۲۸۵	جناب حکیم رحمت علی صاحب فقوری دروازہ نر فیروز پور	۷
۲۸۶	جناب میاں کریم بخش صاحب خیاط	۷
۲۸۷	جناب منشی محمد عبدالرحمن خاں صاحب کلرک عدالت شش ج فیروز پور	۷
۲۸۸	جناب منشی امجد علی صاحب نقل نویس فیروز پور	۳
۲۸۹	جناب سید عیسیٰ خاں صاحب ماسٹر گورنمنٹ اسکول فیروز پور	۲
۲۹۰	جناب منشی عظیم الدین خاں صاحب سابق مشن خواں	۸

نمبر شمار	نام	رقم
۲۹۱	جناب مفتی غلام صفدر صاحب دکیل فیروز پور	۴۴
۲۹۲	جناب مولوی محمد حسن صاحب بی اسے دکیل فیروز پور	۴۴
۲۹۳	جناب منشی سیف الدین صاحب ہیڈ کلرک شفا خانہ	۴۴
۲۹۴	جناب منشی چوانغ الدین صاحب جلد ساز	۴۴
۲۹۵	جناب مولوی عزیز الدین صاحب ماسٹر گورنمنٹ سکول فیروز پور	۴۴
۲۹۶	جناب منشی خیر الدین صاحب جلد ساز	۴۴
۲۹۷	جناب حکیم محمد حیات صاحب قہوری دروازہ فیروز پور	۴۴
۲۹۸	جناب شیخ میر محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس	۴۴
۲۹۹	جناب میان منشی محمد نواز خاں صاحب خلیفہ منشی حق نواز خاں صاحب	۴۴
۳۰۰	تخصیصہ ارفیروز پور	۴۴
۳۰۱	جناب حاجی محمد حیات صاحب پیشتر انسپکٹر و کچانہ جات بستی رحمان ٹنڈیا	۴۴
۳۰۲	فیروز پور	۴۴
۳۰۳	جناب چودھری علاء الدین صاحب مینسٹریل کسٹمر فیروز پور	۴۴
۳۰۴	جناب منشی بخش الدین صاحب اہلہ منصفی موگا ضلع فیروز پور	۴۴
۳۰۵	جناب منشی فضل الدین صاحب	۴۴
۳۰۶	جناب منشی علی احمد صاحب صلیب اتی نو لیس حقیل	۴۴
۳۰۷	جناب منشی غضنفر علی صاحب حرر لوکل بورڈ	۴۴
۳۰۸	جناب منشی مرزا صاحب کورٹ انسپکٹر	۴۴
۳۰۹	جناب منشی محمد عبدالعزیز صاحب ہیڈ کانسٹبل	۴۴
۳۱۰	جناب سائیکل لا صاحب فرزند بڑا صاحب موچی سکندر لڈا	۴۴

نمبر شمار	نام	رقم
۳۰۹	جناب منشی محمد امین خاں صاحب مسخوٰاں آمزیری عجمیٹ موگا ضلع	۱۷
۳۱۰	جناب شیخ محبوب علیہ صاحب فرزند شیخ صاحب موگا ضلع فیروز پور	۱۷
۳۱۱	جناب شیخ عبداللہ صاحب عارضہ نویس	۱۷
۳۱۲	جناب منشی نجیب اللہ صاحب تارق منصفی	۱۸
۳۱۳	جناب شیخ عبد الرحیم صاحب ٹیکہ دار روڈ ان	۱۷
۳۱۴	جناب میاں جیون صاحب فرزند کالو صاحب جی	۱۷
۳۱۵	جناب میاں بہو اکھٹیک صاحب	۱۷
۳۱۶	جناب میاں نظام الدین صاحب	۱۷
۳۱۷	جناب میاں نندا وپتا صاحبان	۱۷
۳۱۸	جناب منشی نمناسنگہ صاحب عارضہ نویس	۱۷
۳۱۹	جناب سردار مرہ نام سنگہ ویدہ صاحبان	۱۷
۳۲۰	جناب حاجی محمد عبد الحمید صاحب	۱۷
<p style="text-align: center;">فروخت کتب و ادوا</p>		
۱	فروخت روڈ ادوا	۱۷

نمبر شمار	نام	رقم
	چندہ رکینیت متفرق	
۱	جناب منشی فضل الدین صاحب بی لے وکیل گوجرانوالہ	ع ۱
۲	جناب حافظ حسین صاحب معرفت محمد آتھی صاحب پروفیسر ہنڈرو کالج ریاست پٹیالہ	ع ۲
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل بیورو پوری	
۳	جناب مولوی جان محمد صاحب تحصیلدار دوسویہ ضلع ہوشیار پور	ع ۳
۴	جناب شیخ رحمت علی صاحب سوداگری پائوش ہوشیار پور	ع ۴
۵	جناب منشی نبی بخش صاحب سب انسپکٹر پولیس	ع ۵
۶	جناب بابو محمد خیل الد صاحب ٹیلیگراف ماسٹر لاہور	ع ۶
۷	جناب بابو محمد سعید صاحب سب اور سیرنرنگلہ جانیو لالہ پور	ع ۷
۸	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم اے پلڈر ہوشیار پور	ع ۸
۹	جناب مولوی الہی بخش صاحب وکیل	ع ۹
۱۰	جناب حکیم مولوی علی محمد خاں صاحب خاں پور ضلع ہوشیار پور	ع ۱۰
۱۱	جناب میاں امام الدین خاں صاحب تاجر و رئیس	ع ۱۱
۱۲	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم ہوشیار پور	ع ۱۲
۱۳	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب رئیس غانپور ضلع ہوشیار پور	ع ۱۳

نمبر	نام	رقم
۱۴	جناب میاں حسن محمد خاں صاحب رئیس و تاجر خانہ وضع ہوشیار پور	۱۷۱
۱۵	جناب شیخ حاجی غلام محی الدین صاحب	۱۷۱
۱۶	جناب منشی محمد علیہ صاحب بہادر نیشنل ڈسٹرکٹ جج و رئیس	۱۷۱
۱۷	جناب میاں یار محمد خاں صاحب و لیڈار رئیس	۱۷۱
۱۸	جناب میاں عبدالعزیز صاحب پریسٹریٹ لا	۱۷۱
۱۹	جناب میاں محکم الدین صاحب نیشنل سب انسپکٹر	۱۷۱
۲۰	جناب میاں عمر بخش صاحب بمنہ دار قصبہ بھڑا	۱۷۱
۲۱	جناب میاں ڈاکٹر امام بخش صاحب کمالو شرفی ملک افریقہ رئیس بھڑا	
۲۲	ہوشیار پور	۱۷۱
۲۳	جناب میاں فتح محمد خاں صاحب رئیس جامعہ خلیاں ہوشیار پور	۱۷۱
۲۴	جناب شیخ متاب الدین صاحب رئیس شہر جالندھر	۱۷۱
۲۵	جناب حاجی خالغ مند صاحب رئیس موضع بسم الد پور ضلع ہوشیار پور	۱۷۱
۲۶	جناب قاضی احمد بخش صاحب جنت فروش ہوشیار پور	۱۷۱
۲۷	جناب شیخ محمد بخش صاحب مسکن و ان نیشنل	۱۷۱
۲۸	جناب عبد المجید صاحب تاجر پاپوش	۱۷۱
۲۹	جناب حکیم مولوی عبدالہ صاحب رئیس	۱۷۱
۳۰	جناب مسٹر احسان الحق صاحب پریسٹریٹ لا شہر جالندھر	۱۷۱
۳۱	جناب سپیناز قطب شاہ صاحب سپینڈنٹ ڈاکٹر نجات شہر جالندھر	۱۷۱
۳۲	جناب محمد الیاس خاں صاحب پلیڈر شہر جالندھر	۱۷۱
۳۳	جناب مولوی محمد بخش صاحب وکیل	۱۷۱

نمبر شمار	نام	رقم
۳۳	جناب ماسٹر غلام محی الدین خاں صاحب پلیڈر شہر جالندہر	۱۷۱
۳۴	جناب قاضی محبوب عالم صاحب رئیس اعظم	۱۷۲
۳۵	جناب مولوی عبدالحق صاحب وکیل	۱۷۳
۳۶	جناب چودہری غلام محمد صاحب گورنر انسپکٹر	۱۷۴
۳۷	جناب مولوی مرزا ظفر الدین خاں صاحب سب جج	۱۷۵
۳۸	جناب مرزا اکرم الدین خاں صاحب خلف الرشید مولوی مرزا ظفر الدین خاں صاحب	
	شہر جالندہر	۱۷۶
۳۹	جناب مرزا فیض محمد خاں صاحب	۱۷۷
۴۰	جناب شیخ محبوب بخش صاحب رئیس	۱۷۸
۴۱	جناب حکیم فضل محمد صاحب حکیم آرمین پیل سردار پرتاب سنگھ صاحب بہار جالندہر	۱۷۹
۴۲	جناب میراجی انوار الحق صاحب تفتیلدار شہر جالندہر	۱۸۰
۴۳	جناب میاں چچو صاحب سکنہ چک غبرا موضع بہار انوار ضلع لاہور	۱۸۱
۴۴	جناب مرزا سلطان احمد خاں صاحب افسر مال شہر جالندہر	۱۸۲
۴۵	جناب قاضی عبد الغنی صاحب رئیس	۱۸۳
۴۶	جناب نصر الدین خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس	۱۸۴
۴۷	جناب نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر	۱۸۵
متفرق		
۴۸	جناب نواب علیصاحب پروفیسر قصبہ نیوتنی ضلع اوناؤ	۱۸۶
۴۹	جناب سید محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ	۱۸۷

نمبر شمار	نام	رقم
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری	
۵۰	جناب بابو غلام محمد صاحب ٹیپیش بائیس شہر جالندہر	۷۱
۵۱	جناب منشی شیخ تاج الدین صاحب مسلخاں محلہ مفتیان شہر جالندہر	۷۲
۵۲	جناب شیخ رحیم بخش صاحب ایم سہ - افسر مال گوجرانوالہ	۷۳
۵۳	جناب شیخ فضل الہی صاحب بی اے - افسر خزانہ	۷۴
۵۴	جناب سید قندرز حسین ڈسٹرکٹ انجینئر	۷۵
۵۵	جناب مولوی عبدالحق صاحب پلیڈر	۷۶
۵۶	جناب بابو عطاء محمد صاحب وکیل	۷۷
۵۷	جناب مولوی محمد عبدالغنی صاحب وکیل	۷۸
۵۸	جناب شیخ فتح حسین صاحب	۷۹
۵۹	جناب شیخ عنایت الدین صاحب مسلخاں افسر خوانہ	۸۰
۶۰	جناب مستری محمد عبدالہ صاحب و مولابخش صاحب آہنی صندوق ساز	۸۱
	شہر گوجرانوالہ	
	بائیں مولوی غلام محمد صاحب شمسلموی	
۶۱	جناب شیخ عبدالسلام صاحب وکیل سلطانپور	۸۲
۶۲	جناب ڈاکٹر شرف علی صاحب اسپتال مہرجن سلطانپور	۸۳
۶۳	جناب مولوی سید محمد صاحب کورٹ انسپکٹر	۸۴
۶۴	جناب منشی محی الاسلام صاحب بی اے انسپکٹر آبکاری سلطانپور	

نمبر شمار	نام	رقم
	متفرق	
۶۵	مولوی عبدالغفار صاحب وکیل منصفی بستی	۱۷۱
۶۶	جناب مولوی محمد حفیظ الد صاحب نائب تحصیلدار بوردا ضلع اناؤ	۱۷۲
۶۷	جناب مولوی نذیر احمد صاحب قذوائی وکیل اکبر پور منہن آباد	۱۷۳
۶۸	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب واعظ جامع مسجد ریوٹری	۱۷۴
۶۹	جناب مولوی عبدالقادر صاحب منشی وڈی کلکٹر ستیاپور	۱۷۵
	معرفت مولوی عبدالغفار صاحب وکیل بستی	
۷۰	جناب مولوی عبدالغفار صاحب وکیل بستی	۱۷۶
۷۱	جناب مولوی ظہور الحسن صاحب وکیل بستی۔۔	۱۷۷
۷۲	جناب منشی عبدالرشید صاحب پیشکار بٹوارہ بستی	۱۷۸
۷۳	جناب منشی زکی الدین صاحب امین بٹوارہ	۱۷۹
۷۴	جناب منشی محمد اسحق صاحب	۱۸۰
۷۵	جناب منشی فدا حسین صاحب اہلہ	۱۸۱
۷۶	جناب منشی عبدالسمیع صاحب طالب علم	۱۸۲
	معرفت حافظ عبدالرحمن صاحب سوداگر فیض آباد	
	لسعی مولوی غلام محمد صاحب شملوی	
۷۷	جناب چودھری نعمت اللہ صاحب وکیل فیض آباد	۱۸۳

نمبر شمار	نام	رقم
۷۸	جناب منشی محمد سمیع صاحب وکیل فیض آباد	۷۸
۷۹	جناب قاضی غفار حسین صاحب	۷۹
۸۰	جناب مولوی محمد فائق صاحب	۸۰
	معرفت مولوی فیض الحق صاحب بی اے کیننگ کالج لکھنؤ	
۸۱	جناب مولوی فیض الحق صاحب بی اے کلاس کیننگ کالج لکھنؤ	۸۱
۸۲	جناب سید باقر حسین صاحب	۸۲
۸۳	جناب سلطان احمد صاحب	۸۳
۸۴	جناب بنو اکسن صاحب	۸۴
	مشفق	
۸۵	جناب حافظ محمد سمیع صاحب وکیل شاہجہانپور	۸۵
۸۶	جناب مولوی عبدالغنی صاحب وکیل چندوسی	۸۶
۸۷	جناب منشی حسن صاحب آئیریری جیٹرٹ دیس وچیرین میو پل شاہجہانپور	۸۷
۸۸	جناب مولوی محمد حسین صاحب وکیل مراد آباد	۸۸
۸۹	جناب یعقوب صاحب وکیل جی شاہجہانپور	۸۹
۹۰	جناب منشی محمد مرتضیٰ صاحب	۹۰
۹۱	جناب منشی نبال احمد صاحب مولوی اوپیرالا حسان کٹر ضلع الہ آباد	۹۱
۹۲	جناب حافظ فضل اکرم صاحب وکیل ممبر وٹسٹرکٹ بورڈ ہاپون	۹۲

نمبر شمار	نام	رقم
۹۳	جناب قاضی عنایت رضا صاحب وکیل شاہجہا پور	۷۱
۹۴	جناب مولانا غلام محمد صاحب ٹٹوی وکیل ندوہ لکھنؤ	۷۱
۹۵	جناب ڈپٹی محمد خلیل صاحب رئیس گورکھپور	۷۱
۹۶	جناب حافظ عبدالرحیم صاحب وکیل عدالت حجتی علیگڑھ	۷۱
۹۷	جناب حکیم جواہر حسین صاحب رئیس گورکھپور	۷۱
۹۸	جناب منشی ابوالحسن صاحب محافظہ فقر عدالت حجتی گورکھپور	۷۱
۹۹	جناب مولوی محمد محسن صاحب وکیل	۷۱
۱۰۰	جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب	۷۱
۱۰۱	جناب حکیم برہم صاحب اڈیشہ اخبار مشرق	۷۱
۱۰۲	جناب جیم دادخاں صاحب	۷۱
۱۰۳	جناب مقبول عینی صاحب نواسہ مولوی عبدالحی صاحب وکیل چندوسی	۷۱
۱۰۴	جناب منشی شیخ الدخاں صاحب طالب علم کچی سراسے چندوسی	۷۱
۱۰۵	جناب منشی حمید الدخاں صاحب مختار	۷۱
۱۰۶	جناب علی دادخاں صاحب زیدار جٹیہ تھانہ	۷۱
۱۰۷	جناب منشی احسان احمد صاحب طالب علم بستی	۷۱
۱۰۸	جناب منشی مخدوم عالم صاحب سب اور سیر	۷۱
۱۰۹	جناب منشی عبدالسلام صاحب طالب علم بستی	۷۱
۱۱۰	جناب حکیم کمال الدین صاحب لکھنؤ	۷۱
۱۱۱	جناب مولوی وصی الزماں خاں صاحب تعلقہ دارو آفریری مظفر ٹیٹ	۷۱
	اسیون ضلع اناؤ	۷۱

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۲	جناب فیض بخش صاحب تاجر چکن لکھنؤ۔	ع
۱۱۳	جناب محمد کمال صاحب پارچہ والی گلی۔	ع
۱۱۴	جناب نشی شمس الدین صاحب جنرل سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔	ع
۱۱۵	جناب محمد یوسف صاحب اسسٹنٹ محافظ دفتر عدالت جی گورکھپور۔	ع
۱۱۶	جناب وزیر حسین صاحب عرف بک بکھوگر پور شہر گورکھپور۔	ع
۱۱۷	جناب محمود عثمان صاحب زمیندار و فنانشل سکریٹری انجمن اسلامیہ بستی نمدان ضلع جالندھر۔	ع
۱۱۸	جناب حکیم عبدالرشید صاحب لکھنؤ۔	ع
۱۱۹	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر مولیٰ کالج الہ آباد۔	ع
۱۲۰	جناب مولوی محمد عمر صاحب محافظ دفتر عدالت دیوانی اعظم گڑھ۔	ع
۱۲۱	جناب شیخ محمد صاحب نائب تحصیلدار بانسگاؤں ضلع گورکھپور۔	ع
۱۲۲	جناب ویشاد خان صاحب وکیل مدرسہ اسلامیہ امر وہہ۔	ع
۱۲۳	جناب سید طفیل احمد صاحب مختار عدالت ضلع فتحپور۔	ع
۱۲۴	جناب نشی محمد عطاء اللہ خاں صاحب بی۔ اے۔ وکیل عدالت بستی۔	ع
۱۲۵	جناب شیخ نظیر حسن صاحب تعلقہ دار گدیہ ضلع بارہ بنکی۔	ع
۱۲۶	جناب اشتیاق علی صاحب رئیس جگور۔	ع
۱۲۷	جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب امین آباد لکھنؤ۔	ع
۱۲۸	جناب میر سخاوت علی صاحب ابوسر اسے فیض آباد۔	ع
۱۲۹	جناب مولوی محمود عالم صاحب رئیس غلیپورہ فیض آباد۔	ع
۱۳۰	جناب مولوی رضی الدین صاحب ٹیکہ دار و سکریٹری تقویۃ الاسلام ریڈنگ بھرتور۔	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۱۳۱	جناب منشی قربان احمد صاحب کویل عدالت بارہ بنکی۔	عام
۱۳۲	جناب ہمایوں مرزا صاحب کویل لکھنؤ۔	عام
۱۳۳	جناب مولوی احمد زمان خاں صاحب رئیس شاہجہانپور۔	عام
۱۳۴	جناب مولوی محمد بنید صاحب بی۔ اے۔ وکیل اعظم گڑھ۔	عام
۱۳۵	جناب مولانا محمد مسیح الزماں خاں صاحب رئیس و استاد جنوینی کام۔ شاہجہانپور۔	عام
۱۳۶	جناب مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب رئیس سہارنپور۔	عام
۱۳۷	جناب مولوی محمد اظہار صاحب پور ضلع گورکھپور۔	عام
۱۳۸	جناب مولوی مکرم الحق صاحب چیمبر ضلع سارن۔	عام
۱۳۹	جناب شیخ نصر اللہ صاحب منوآئمہ ضلع الہ آباد۔	عام
۱۴۰	جناب شیخ فیض اللہ صاحب " "	عام
۱۴۱	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ امرتسر۔	عام
۱۴۲	جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس و تاجر چرم " "	عام
۱۴۳	جناب حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و تاجر و آنریری مجسٹریٹ کانپور۔	عام
۱۴۴	جناب بابو عمر دراز علی صاحب شیر پور ضلع بجنور۔	عام
۱۴۵	جناب مولوی محمد حسن مقبہ صاحب رئیس بھائی کلاہ بھی۔	عام
۱۴۶	جناب مرزا امجد بیگ صاحب ایڈیٹر حبیب الاخبار " "	عام
۱۴۷	جناب راجہ نوشا و علی صاحب تعلقہ دارہاگیر آباد ضلع بارہ بنکی۔	عام
۱۴۸	جناب محمد حسین صاحب مالک کٹا رخاؤ احمد حسین ولد ار حسین صاحب چوک لکھنؤ۔	عام
۱۴۹	جناب میر عثمان علی صاحب مختار عام خیالی گنج لکھنؤ۔	عام
۱۵۰	جناب سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے۔ وکیل " "	عام

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵۱	جناب مولوی شبیر حسین صاحب برسر اسٹ لاو تعلقہ دارگدیہ	ع
۱۵۲	جناب خٹ قطب الدین صاحب مالک مطبع نامی لکھنؤ۔	ع
۱۵۳	جناب شیخ شمس الحسن صاحب صاحبزادہ نواب محمد علی حسن صاحب بہادر۔ لکھنؤ۔	ع
۱۵۴	جناب نواب علی حسن خان صاحب بہادر۔ لکھنؤ۔	ع
۱۵۵	جناب قاضی محمد یعقوب صاحب مدارالہمام ریاست کرنال۔	ع
۱۵۶	جناب خواجہ سید فرید الدین حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ۔	ع
۱۵۷	جناب منشی سعادت علی صاحب سکریٹری فلوریل لکھنؤ۔	ع
۱۵۸	جناب نواب سید مرتضیٰ خان صاحب گولا گنج۔ لکھنؤ۔	ع
۱۵۹	جناب شیخ سلطان محمد صاحب رئیس ہوشیار پور۔	ع
۱۶۰	جناب محمد خلیل صاحب انصاری انسپکٹر ہزارہ راکے بریلی۔	ع
۱۶۱	جناب بابو محمد یوسف صاحب سہارنپور۔	ع
۱۶۲	جناب مولوی عبدالحی صاحب ماتریدی محلہ قاضی سہارنپور۔	ع
۱۶۳	جناب منشی طفیل احمد صاحب سب جیٹر لکھنؤ۔	ع
۱۶۴	جناب مولوی نواب علی صاحب پروفیسر بڑودہ کالج۔	ع
۱۶۵	جناب مولوی منظور آلی صاحب رئیس سہارنپور۔	ع
۱۶۶	جناب مولوی محمد حسین خان صاحب کوٹہ کیرت پور ضلع بنجور۔	ع
۱۶۷	جناب شیخ نثار علیہ صاحب رئیس پھل ضلع بارہ بنگی۔	ع
۱۶۸	جناب شیخ انوار الرحمن صاحب بڑاگانوں۔	ع
۱۶۹	جناب منشی فرید الدین احمد صاحب رودلی۔	ع
۱۷۰	جناب نواب امیر حسن خاں صاحب لکھنؤ۔	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۱۷۱	جناب نواب سید محمد مجتبیٰ خاں صاحب لکھنؤ۔	۷۱
۱۷۲	جناب عقیل الرحمن صاحب خلیفہ لکھنؤ خلیل الرحمن صاحب یس سہارنپور۔	۷۲
۱۷۳	جناب حاجی رحمت اللہ صاحب دلی اللہ لین نمبر ۱۲ کلکتہ۔	۷۳
۱۷۴	جناب شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹریٹ لادہلی۔	۷۴
۱۷۵	جناب ماسٹر محمد واعظ صاحب حسین آباد لکھنؤ۔	۷۵
۱۷۶	جناب مولوی عبد المجید صاحب بی۔ اے۔ ایکسٹرنل سپیکٹر بلیور ضلع کانپور۔	۷۶
۱۷۷	جناب مولوی عطاء الحق صاحب محلہ قاضی سہارنپور۔	۷۷
۱۷۸	جناب سید غلام حسین صاحب ایف۔ اے۔ کلاس کرہ نمبر ۱۰۔	۷۸
۱۷۹	جناب شیخ بادشاہ حسن صاحب طالب علم بی۔ اے۔ کرہ نمبر ۵۰۔ الینگ گج لکھنؤ۔	۷۹
۱۸۰	جناب عباس حسین صاحب ایف۔ اے۔ " " ۱۰۴۔	۸۰
۱۸۱	جناب محمد احمد صاحب " " ۱۰۳۔	۸۱
۱۸۲	جناب اے منصف علی صاحب لیڈا پور ضلع سلطانپور۔	۸۲
۱۸۳	جناب محمد عزت اللہ صاحب وال منڈی بنارس۔	۸۳
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری)		
۱۸۴	جناب مرزا امین اللہ خاں صاحب اکٹر آپ سنٹ کشتہ ہوشیارپور۔	۸۴
۱۸۵	جناب آغا محمد باقر صاحب یس آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ۔	۸۵
۱۸۶	جناب شیخ فضل کریم صاحب افسر ٹل شہر۔	۸۶
۱۸۷	جناب مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب ناظم فلاح دارین گٹی بازار لاہور۔	۸۷

نمبر شمار	نام	رقم
۱۸۸	جناب شمس الامین ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی صاحب مصنف مخزنِ مکتب گئی بازار لاہور	ع
۱۸۹	جناب شیخ محمد بخش صاحب بی۔ ای۔ پیڈ ریفر بھارت بلڈنگ شہر لاہور۔	ع
۱۹۰	جناب مولوی غلام مصطفیٰ صاحب زبدۃ الحکماء ایم۔ ایل۔ اکبری دروازہ شہر لاہور۔	ع
۱۹۱	جناب سیال شمس الدین صاحب مینو نیپل کشتور رئیس شہر لاہور	ع
۱۹۲	جناب حکیم سید الدین صاحب دہلوی گئی بازار	ع
۱۹۳	جناب سیال حسام الدین صاحب بیرسٹریٹ لا	ع
۱۹۴	جناب میاں بدر الدین صاحب کلرک ڈی۔ ٹی۔ آئی۔ ایس نارنگہ ویسٹرن۔ یو۔ سی۔ لاہور۔	ع
۱۹۵	جناب مولوی انشاء اللہ خاں صاحب اوڈیٹر وطن لاہور۔	ع
۱۹۶	جناب منشی محبوب علی صاحب اوڈیٹر پیسہ اخبار	ع
۱۹۷	جناب حافظ عبد الرحمن صاحب سیاح	ع
۱۹۸	جناب سید محمد شریف صاحب کلرک پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور۔	ع
۱۹۹	جناب شیخ احمد بخش صاحب رئیس جالندھر	ع
۲۰۰	جناب شیخ محمد رمضان صاحب مینو نیپل کشتور سیالکوٹ۔	ع
۲۰۱	جناب شیخ محمد بخش صاحب سو۔ او۔ اگر چرم شہر سیالکوٹ۔	ع
۲۰۲	جناب غلام علی صاحب ٹھیکہ دار سیالکوٹ۔	ع
۲۰۳	جناب چودھری محمد بخش صاحب مینو نیپل کشتور رئیس شہر سیالکوٹ	ع
۲۰۴	جناب ماسٹر حسن محمد صاحب مالک سوڈا و اٹریکٹری	ع
۲۰۵	جناب ماسٹر بدر الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگلی	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۲۰۶	جناب مرزا فتح اللہ خاں صاحب: نائب تحصیلدار کچھو در ضلع جالندھر۔	عار
۲۰۷	جناب مولوی محمد بکرت علی صاحب: ایم۔ اے نصف۔	عار
۲۰۸	جناب منشی بدرالدین صاحب: محرر جوڈیشل تحصیل۔	عار
۲۰۹	جناب شیخ رحمت علی صاحب: دفتر قانونگو یاں۔	عار
۲۱۰	جناب منشی غلام حسین صاحب: سیما بہ نویس۔	عار
۲۱۱	جناب منشی محمد بخش صاحب: محرر جیٹری۔	عار
۲۱۲	جناب منشی عمر الدین صاحب: گرداور قانونگو۔	عار
۲۱۳	جناب چوہدری فتح خاں صاحب: رئیس۔	عار
۲۱۴	جناب مولوی عبدالقادر صاحب: کلین چیف کورٹ قصور ضلع لاہور۔	اللہ
متفرق		
۲۱۵	جناب شہید عزیز حسین صاحب: زمیندار خسر و پور ضلع پٹنہ۔	عار
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب: قبائل ہوشیار پوری)		
۲۱۶	جناب مولوی مشتاق احمد صاحب: ڈپٹی کلکٹر مظفرنگر۔	عار
۲۱۷	جناب منشی سید ذاکر علی صاحب: انسپکٹر ڈاکو انجمنات ضلع مظفرنگر۔	عار
۲۱۸	جناب حاجی نور محمد صاحب: سوڈا ریانہ ارنواب گنج۔	عار
۲۱۹	جناب بابو تصدق حسین صاحب: گودس کلکٹر اسٹیشن۔	عار
۲۲۰	جناب سید علی احمد صاحب: انسپکٹر پولیس کراہل۔	عار

نمبر شمار	نام	رقم
متفرق		
۲۲۱	جناب محمد ابرہیم خان صاحب نیگر بازار پوسٹ سوہن گنج مہین سنگد	ص
۲۲۲	جناب حافظ محمد نفی صاحب سو داگر چاول پورون گنج علیگڑھ۔	ع
۲۲۳	جناب حافظ عبد الغفور صاحب سو داگر قفل سبزی منڈی ۔	ع
۲۲۴	جناب حاجی علی بخش صاحب سو داگر حرم دہلی دروازہ ۔	ع
۲۲۵	جناب منشی علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک باور ملٹری پولس کواہٹ	ص
۲۲۶	جناب محمد نعیم اللہ خان صاحب پینشنر ڈاکٹر اگر ضلع گوالیار۔	ع
۲۲۷	جناب حکیم خوشی محمد صاحب چک سطلانی ضلع جالندھر۔	ع
(معرفت مولوی حبیب اللہ صاحب رئیس بنارس)		
۲۲۸	جناب حاجی مولوی شیخ حبیب احمد صاحب رئیس بنارس۔	ع
۲۲۹	جناب مولوی مقبول عالم صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کویل بنارس	ع
۲۳۰	جناب مولوی نادر علی صاحب مختار عدالت	ع
۲۳۱	جناب مولوی عبد الکبیر صاحب چیف ریڈر	ع
۲۳۲	جناب منشی عبد القدیر صاحب محرر چنگی۔	ع
۲۳۳	جناب منشی عبد الغفور صاحب۔	ع
۲۳۴	جناب منشی پیر بخش صاحب	ع
۲۳۵	جناب مولوی محمد ظلیل صاحب بی۔ اے۔ مینوشیل کشر	ع
۲۳۶	جناب مولوی عبدالقادر صاحب کویل ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۲۳۷	جناب شیخ محمد عمر صاحب رئیس و آئزیری مجسٹریٹ بنارس	عار
۲۳۸	جناب محمد غایت خاں صاحب -	عار
۲۳۹	جناب ڈاکٹر رحمۃ اللہ صاحب -	عار
۲۴۰	جناب شیخ محمد حسین صاحب مختار عدالت	عار
۲۴۱	جناب محمد عثمان صاحب -	عار
۲۴۲	جناب شیخ شہرانی و شیخ نوز و صاحبان سبزی فروش	عار
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۲۴۳	جناب مولوی محمد آفاق صاحب موعظ و مولیوال پوسٹ دہم	عار
	کوٹ ضلع فیروز -	
۲۴۴	جناب قاری رشید احمد صاحب بی۔ اے۔ مختار محلہ سیدان لودیانہ	عار
۲۴۵	جناب خان صاحب مولوی محمد حسین صاحب و انس پریسیڈنٹ	
	و آئزیری مجسٹریٹ لودیانہ -	مہر
۲۴۶	جناب حاجی چو و حری سلطان محمد صاحب بیرٹریٹ لاشترسیا لکوٹ	عار
۲۴۷	جناب جہ محمد اکرام اللہ خان صاحب رئیس اعظم و آئزیری مجسٹریٹ وزیر آباد	مہر
۲۴۸	جناب مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری وکیل ندوہ	عار
(معرفت مولوی حبیب احمد صاحب رئیس بنارس)		
۲۴۹	جناب شیخ محمد علی صاحب تاجر غلہ و آرتھ بنارس -	مہر
۲۵۰	جناب فاضل شیخ چراغ علی و فاضل شیخ مراد علیخان صاحب تاجران بنارس -	عار

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵۱	جناب منشی رضی الدین صاحب رئیس بنارس	۱۵۱
۲۵۲	جناب مولوی محمد عمر صاحب وکیل و مینو نسل کشتن بنارس	۱۵۲
۲۵۳	جناب منشی عزیز الدین صاحب گرداؤر کنگی	۱۵۳
۲۵۴	جناب حافظ محمد حسین و محمد نصر الدین صاحب تاجر پارچه بنارس	۱۵۴
۲۵۵	جناب شیخ حسن صاحب تاجر کوکند بنارس	۱۵۵
نذر بیع مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری		
۲۵۶	جناب شیخ نجم الدین صاحب اکبر اسٹڈنٹ کشتن نر فیروز پور	۱۵۶
۲۵۷	جناب مستری جواع الدین صاحب ملازم قلعہ فیروز پور	۱۵۷
۲۵۸	جناب منشی خزانہ علیہ صاحب ہیڈ کلرک قلعہ	۱۵۸
۲۵۹	جناب مولوی عتیق علی صاحب وکیل ریاست بہاول پور فیروز پور	۱۵۹
۲۶۰	جناب حاجی نور محمد صاحب زر گر ملتان دروازہ شہر	۱۶۰
۲۶۱	جناب منشی محمد عمر صاحب نقل نویس ضلع	۱۶۱
۲۶۲	جناب شیخ عبداللہ صاحب اہلکداس بٹسٹنٹ فیروز پور	۱۶۲
۲۶۳	جناب عزیز اناصر علی صاحب دیکل نر فیروز پور	۱۶۳
۲۶۴	جناب مستری کریم بخش صاحب	۱۶۴
۲۶۵	جناب میان محمد بخش صاحب مسبری منڈی	۱۶۵
۲۶۶	جناب شیخ رکن الدین صاحب ایم اسے سبج	۱۶۶
۲۶۷	جناب شہزادہ محمد یوسف خان صاحب اکبر اسٹڈنٹ کشتن فیروز پور	۱۶۷
۲۶۸	جناب منشی محمد شریف صاحب مسلخاں منصفی موگا	۱۶۸

نمبر شمار	نام	رقم
۲۶۹	جناب منشی جمال الدین صاحب سلاوتری شفا خانہ حیوانات دکن ضلع فیروز پور	۱۷
۲۷۰	جناب بابو عبد المجید صاحب اڈر سیٹھ ٹکڑ بورڈ فیروز پور	۱۸
۲۷۱	جناب مولانا حکیم قاضی عبد الوحید صاحب	۱۹
۲۷۲	جناب میاں نظام الدین صاحب زرگر	۲۰
۲۷۳	جناب شیخ شفاق علی صاحب انسپکٹر موگا	۲۱

چندہ جلسہ سنگ بنیاد

متفرق

۱	جناب حاجی سلیم عبد الواحد صاحب لیٹ بکس روڈ بالی کھہ لدہ بمبئی	۱۷
۲	جناب نواب غلام احمد صاحب کی۔ جی۔ الین کارو منڈل صوبہ بیہار	۱۸
۳	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب رئیس ہیکم پور ضلع علیگڑھ	۱۹
۴	جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے دیوبند کنگنؤ	۲۰
۵	جناب مولوی حکیم عبد الوالی صاحب جوالی ٹولہ	۲۱
۶	جناب مولوی بدر الحسن صاحب منصف	۲۲
۷	جناب منشی شیخ محمد صادق بیل صاحب مختار نواب نور الحسن خاں صاحب کنگنؤ	۲۳
۸	جناب نواب سید محمد علی حسن خاں صاحب بیس کنگنؤ	۲۴

نمبر شمار	نام	رقم
۹	جناب آنر بیل مولوی محمد نسیم صاحب بی اسے وکیل لکھنؤ	مار
۱۰	جناب خان بہادر حاجی شیخ قاور بخش صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ فیض آباد	مار
	معرفت حافظ عبد الرحمن صاحب سوداگر بسعی مولوی شملوی	
۱۱	جناب مولوی محمود عالم صاحب رئیس فیض آباد	ص
۱۲	جناب حافظ عبد الرحیم و جناب حافظ عبد الرحمن صاحبان سوداگران فیض آباد	ص
۱۳	جناب منشی ایتناز علی صاحب وکیل فیض آباد	ص
۱۴	جناب چودہری نعمت اللہ صاحب وکیل فیض آباد	ص
۱۵	جناب منشی محمد اسماعیل صاحب وکیل	ص
۱۶	جناب سلطان علی خان صاحب رسالہ دایمجر	ص
۱۷	جناب سردار محمد جان صاحب	ص
۱۸	جناب شیخ قاور بخش صاحب کوتوال شہر فیض آباد و دیگر صاحبان	ص
۱۹	جناب چودہری عوض علی صاحب و بی بخش صاحب سبزی فروشان فیض آباد	ص
۲۰	معرفت جناب عبد الرحمن صاحب و مولا بخش	ص
۲۱	جناب حافظ اکرم بخش صاحب بایکدہ فروش فیض آباد	ص
۲۲	جناب چودہری عبد الغفار صاحب سوداگر	ص
۲۳	جناب محمد اشرف صاحب	ص
۲۴	جناب چودہری مولا بخش صاحب	ص
۲۵	جناب چودہری حسین بخش صاحب	ص
۲۶	جناب چودہری عبد الرحمن صاحب	ص

نمبر شمار	نام	رقم
۲۷	جناب چودھری بہادر خاں صاحب سوہاگر فیض آباد	۱۷
۲۸	جناب شیخ محمد علیہ صاحب زیندار بارہ بنگی	۱۷
۲۹	جناب بہادر حسین صاحب	۱۸
۳۰	جناب نواب علی خاں صاحب	۱۸
۳۱	جناب مولابخش صاحب سوہاگر روغن	۱۷
۳۲	جناب سید علیہ صاحب	۱۸
۳۳	جناب حافظ ممتاز علیہ صاحب	۱۸
۳۴	جناب رحیم بخش صاحب آتشہاڑ	۱۸
۳۵	جناب فتنی محبوب علیہ صاحب و متفرق چندہ بکھڑا	۱۷
۳۶	جناب فقیر بشارت علیہ صاحب	۱۷
۳۷	جناب چودھری نبی بخش صاحب	۱۷
۳۸	جناب شیخ حسین خاں صاحب	۱۷
۳۹	جناب ابوالنحیر صاحب	۱۷
۴۰	جناب واحد علیہ صاحب	۱۷
۴۱	جناب شیخ رجب علیہ صاحب	۱۸
۴۲	جناب حافظ یوسف علیہ صاحب	۱۷
۴۳	جناب غلام مصطفیٰ صاحب سوہاگر	۱۷
۴۴	جناب حسن خاں صاحب و نفع دار	۱۷
۴۵	جناب حاجی ولایت علیہ صاحب	۱۷
۴۶	ارمبہ شاہ ٹاٹا فیض آباد چندہ متفرق	۱۷

نمبر شمار	نام	رقم
۴۷	جناب محمد حامد علی خاں صاحب پریٹریٹ لافینض آباد	۷۷
	متفرق	
۴۸	جناب حافظ محمد اسماعیل صاحب دکیل عدالت جج شہانچہ پور	۷۸
۴۹	جناب مولوی مرزا ظفر الدین خاں صاحب سبب جج منیتر جالندہر	۷۹
۵۰	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر مہر کلج الہ آباد	۸۰
۵۱	جناب نواب خواجہ رشید الدین صاحب گھنٹو	۸۱
۵۲	جناب نواب سید نور الحسن صاحب رئیس ہوپال	۸۲
۵۳	جناب مولوی مرزا سمیع الدین صاحب بی ایس وکیل گھنٹو	۸۳
۵۴	معرفت مولوی منظور النبی صاحب، سہارنپوری بلا تفصیل	۸۴
۵۵	جناب مولوی عبدالحی صاحب دکیل خندوسی مراد آباد	۸۵
<hr/>		
	چندہ اشاعت الاسلام	
	معرفت جناب علی محمد صبا وٹنری اسٹنٹ جناب	
	علی صاحب جمعہ ارطال پور کوٹ نمبر پشاور	
۱	جناب حشمت علی صاحب جمعہ ارٹوٹل پور کوٹ نمبر پشاور	۸۷

نمبر شمار	نام	رقم
۲	جناب علی محمد صاحب طرزی اسپنٹ ٹرنسپورٹ کور نمبر ۱۷۱۰	۱۷۱۰
۳	جناب بابو احمد جال صاحب	۱۷۱۱
۴	جناب بابو فقیر محمد صاحب	۱۷۱۲
۵	جناب صوبہ دار پیر داد خاں صاحب	۱۷۱۳
۶	جناب حیات الدین صاحب پلٹن نمبر ۵	۱۷۱۴
۷	جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب ہاسپٹل اسپنٹ	۱۷۱۵
۸	صاحبان تپ نمبر ۱	۱۷۱۶
۹	نمبر ۲	۱۷۱۷
۱۰	نمبر ۳	۱۷۱۸
۱۱	نمبر ۴	۱۷۱۹
۱۲	نمبر ۵	۱۷۲۰
۱۳	نمبر ۶	۱۷۲۱
۱۴	نمبر ۷	۱۷۲۲
۱۵	نمبر ۸	۱۷۲۳
۱۶	نمبر ۹	۱۷۲۴
۱۷	نمبر ۱۰	۱۷۲۵
۱۸	صاحبان مستری خانہ	۱۷۲۶
۱۹	اسپتال	۱۷۲۷
۲۰	جناب فتح محمد صاحب	۱۷۲۸
۲۱	جناب بابو نصرت خاں صاحب و طرزی اسپنٹ	۱۷۲۹
۲۲	مسترق چنہ پشاور	۱۷۳۰

نمبر	نام	رقم
	یتیم خانہ اسلامیہ کانپور بہ سرپرستی ندوۃ العلماء	
۱	عظیمہ ہر بانس مہاراجہ تلوچی راؤ ہلکربادراؤف اندور دام ملکہ	۱۰
	چندہ زکوۃ و قیمت چرم قربانی	
۱	جناب شیخہ عزیز حسین صاحب زیندارنیر و پور ضلع پٹنہ	۱۰
	معرفت مولوی علامہ صاحب فاضل ہوشیار پوری	
۲	جناب سید شمس الدین صاحب منصف پنڈواخان ضلع جہلم	۱۰
	متفرق	
۳	جناب میر عثمان علی صاحب مختار ریاست اجودہ ہیا کٹنہ	۱۰
۴	جناب ماسٹر عبد الحکیم صاحب کٹنہ قیمت ایک کمال کبڑ	۱۰
۵	جناب شاہ محمد خاں صاحب کمیشن ایجنٹ کٹنہ قیمت چرم گاؤ ایک	۱۰
۶	جناب منشی فیض الحسن صاحب کٹنہ قیمت چرم بکرہ	۱۰

ترتیب	نام	رقم
۷	نامعلوم سوتی محل لکنؤ کمال پٹیر	۱۴
۸	جناب محمد علی صاحب داروغہ امین آباد لکنؤ چرم پٹیر	۱۵
۹	جناب تحفید الرحمن صاحب ریاست محمد آباد	۱۶
۱۰	نامعلوم الاسم ایک کمال پٹیر	۱۷
۱۱	جناب حفیظ الحق صاحب رئیس تحسین پور ضلع مونگیر قنیت چرم قربانی	۱۸
۱۲	جناب شیخ ثار الرحمن صاحب رئیس بڑا گاؤں ضلع بارہ بنکی	۱۹
۱۳	جناب محمد رفیق محمدان صاحب ریاست نابہ	۲۰
	معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری	
۱۴	جناب سیدی میر بخش صاحب پٹواری موضع جہانچیلان ضلع ہوشیار پور	۲۱
۱۵	جناب ڈاکٹر محمد بخش صاحب آی ڈاکٹر چک مغلائی ضلع جالندھر	۲۲
<p>چندہ امداد بتائی</p> <p>متفق</p>		
۱۶	جناب سید محمد ابراہیم منتم نرود کہ محمد حسن رجوم و سیفادق علیہما رحمۃ اللہ	۲۳
	سیدین ضلع فرخ آباد	۲۴

نمبر شمار	نام	رقم
۱	چندہ دارالعلوم ندوۃ العلماء من ابتدا اے یکم شوال ۱۳۲۲ لغایہ بیع الاول ۱۳۲۴ مطابقت تا ۳۱ مارچ ۱۹۰۹ء عظیہ باہور سرکار عالیہ الیہ ریاست ہوپال خلد اللہ ملکہا	ص
چندہ دارالعلوم		
۱	جناب سید محمد انظر صاحب دارالکچ الہ آباد	ع
۲	جناب منشی محمد عادل خاں صاحب ایجنٹ محکمہ رسدات کوہ لیبا نگ ضلع واجیلنگ	م
۳	جناب مولوی محمد امانت اللہ صاحب پستار ضلع لیبا	م
۴	جناب اہلیہ محترمہ جناب نواب سید نور الحسن خاں صاحب رکنو	ع
چندہ تعمیر دارالعلوم		
۱	جناب منشی فضل الدین صاحب بی لے وکیل گوجرانوالہ	ع
۲	جناب خاتون محترمہ صاحبہ ہزار لیمہ منشی محمود خاں صاحب لشکر پونہ	ع

نمبر شمار	نام	رقم
	چندہ مستقل سالانہ	
۱	جناب مولوی حاجی قربان احمد صاحب کیل بارہ بنگی	۵۵
۲	جناب مفتی سجاد حسین صاحب " "	۵۶
	تعلیم سنسکرت	
۱	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم و جوائنٹ مجسٹریٹ عدالت دیوانی اورنگ آباد " " " "	۵۷
	تعلیم دینیات	
۱	جناب محمد محمود خاں صاحب بہادر مہاجر نور باغ او بیار مدراس	۵۸
۲	جناب مرزا محمد امین الدہ خاں صاحب براور زراوہ مرزا ظفر الدہ خاں صاحب سب حج سیالکوٹ " " " "	۵۹
۳	جناب سید محمود علی صاحب تحقیق دار کدور ضلع بالندہر	۶۰

نمبر شمار	نام	رقم
	وظائف مستقل	
۱	جناب شیخ امراؤ علیہ صاحب معرفت مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء	۱۷
	وظائف مستقل برائے طلباء دارالعلوم	
۱	جناب ایم لے حیات پاچا صاحب مدراس	۱۷
۲	جناب خان بہادر الحاج محمد عبدالغزیز پادشاہ صاحب مدراس	۱۷
۳	جناب مولانا عبدالسبحان صاحب مدراس	۱۷
۴	جناب اہلیہ محترمہ مولانا عبدالسبحان صاحب مدراس	۱۷
۵	جناب محمد محمود اللہ پادشاہ صاحب	۱۷
۶	جناب حاجی بدر الدین صاحب	۱۷
۷	جناب لی امین الدین صاحب	۱۷
۸	جناب چلم کار عبداللطیف صاحب	۱۷
۹	جناب حاجی عبدالرحمن صاحب بلالہ	۱۷
۱۰	جناب کتم باڈی عبدالقادر صاحب	۱۷
۱۱	جناب مٹھادار عبدالقادر صاحب	۱۷

نمبر شمار	نام	رقم
۱۲	جناب محمد عبدالکریم صاحب فاروقی مدرس	۱۷
۱۳	جناب سید محمد عبدالقادر صاحب اڈیٹر مخبر وکن	۱۸
۱۴	جناب محمد حنیف صاحب	۱۹
۱۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب پرنسپل سرمد کالج الہ آباد	۲۰
۱۶	جناب مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس ہیکم پور ضلع علیگڑھ	۲۱
		۲۲
		۲۳
		۲۴
		۲۵
		۲۶
		۲۷
		۲۸
		۲۹
		۳۰
		۳۱
		۳۲
		۳۳
		۳۴
		۳۵
		۳۶
		۳۷
		۳۸
		۳۹
		۴۰
		۴۱
		۴۲
		۴۳
		۴۴
		۴۵
		۴۶
		۴۷
		۴۸
		۴۹
		۵۰
		۵۱
		۵۲
		۵۳
		۵۴
		۵۵
		۵۶
		۵۷
		۵۸
		۵۹
		۶۰
		۶۱
		۶۲
		۶۳
		۶۴
		۶۵
		۶۶
		۶۷
		۶۸
		۶۹
		۷۰
		۷۱
		۷۲
		۷۳
		۷۴
		۷۵
		۷۶
		۷۷
		۷۸
		۷۹
		۸۰
		۸۱
		۸۲
		۸۳
		۸۴
		۸۵
		۸۶
		۸۷
		۸۸
		۸۹
		۹۰
		۹۱
		۹۲
		۹۳
		۹۴
		۹۵
		۹۶
		۹۷
		۹۸
		۹۹
		۱۰۰

کرایہ مکانات متعلقہ دارالعلوم

کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکنؤ

کرایہ دو مکانات متعلقہ مکان دارالعلوم

فہرست چندہ ندوۃ العلماء من ابتدای یکم اپریل ۱۳۱۹ء لغایت اسم پانچ ختمہ

۱ عطیہ مامور حضور سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد دکن
خلد اللہ ملکہ۔

کنیت و عطیات ندوۃ العلماء

(بہ سعی مولوی غلام محمد صاحب شلموی وکیل ندوۃ العلماء)

- | | | |
|----|--|----|
| ۱ | بذریعہ وعظور کلب مفتی صاحب چندہ متفرق پشاور | ۱۵ |
| ۲ | جناب میاں غلام رسول صاحب ٹھیکہ دار پشاور | ۱۶ |
| ۳ | جناب خواجہ سجاد حسین صاحب انسپکٹر جنرل مدارس صوبہ سرحدی پشاور | ۱۷ |
| ۴ | جناب بابو محمد بخش صاحب پوسٹ ماسٹر صدر پشاور | ۱۸ |
| ۵ | جناب میاں کریم بخش صاحب خواجہ سیٹھی فرزند میاں احمد بخش صاحب سیٹھی مرحوم پشاور | ۱۹ |
| ۶ | جناب مولوی کلیم محمد عبداللہ صاحب رئیس پشاور | ۲۰ |
| ۷ | جناب سید لعل پادشاہ صاحب فرزند سید میر پادشاہ صاحب پشاور | ۲۱ |
| ۸ | جناب سید اکبر شاہ صاحب منشی مفتی قدا احمد صاحب پشاور | ۲۲ |
| ۹ | جناب مرزا سید اکبر صاحب محرر دفتر ڈوشیل نج بہادر | ۲۳ |
| ۱۰ | جناب منشی سید احمد صاحب محرر بابو سندر سنگھ صاحب وکیل | ۲۴ |
| ۱۱ | جناب میاں کریم بخش صاحب سیٹھی فرزند میاں حاجی میر احمد صاحب مرحوم | ۲۵ |

نمبر شمار	نام	رتبہ
۱۲	جناب حاجی شیر محمد صاحب نیوئی پشاور۔	۵۵
۱۳	جناب میاں عبد المجید صاحب سیٹھی پشاور۔	۵۶
۱۴	جناب میاں حسنین و تنیر الدین صاحبان سوداگران پشاور۔	۵۷
۱۵	جناب محمد اللہ خان صاحب تحکیم پولیس ہلدوانی تینی تال۔	۵۸
۱۶	جناب اجہ محمد ولی اللہ خان صاحب انسپکٹر پولیس ہوشیار پور۔	۵۹
۱۷	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار حسن گنج ضلع انانواؤ	۶۰
(بسجی مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۱۸	جناب مولوی حکیم فضل محمد صاحب ملازم اجہ صاحب جالندھر۔	۶۱
۱۹	جناب منشی محمد عثمان خاں صاحب کمپیوٹ ڈائریکٹی غزنی ضلع۔	۶۲
۲۰	جناب خان صاحب غلام نیاز خاں صاحب رئیس وکیل شہر جالندھر	۶۳
(بعض ایصال ثواب مرحومہ)		
(نذر ریحہ سکرٹری صاحب معین اللہ وہ شملہ)		
۲۱	جناب مولوی منعم الدین صاحب اکڑا میٹروپولیٹن پریس کوہ شملہ	۶۴
۲۲	جناب عبدالرب صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب۔	۶۵
۲۳	جناب عبدالرزاق صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب۔	۶۶
۲۴	جناب بابو نور الدین صاحب کلرک ریونیو ڈیپارٹمنٹ کوہ شملہ۔	۶۷
۲۵	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب منٹاس کلرک دفتر آب و ہوا کوہ شملہ	۶۸
۲۶	جناب بابو دین محمد صاحب بی۔ اے۔ کوہ شملہ۔	۶۹

نمبر شمار	نام	رقم
۴۵	جناب سید ولایت شاہ صاحب محرم حکمہ ڈویژنل جج بہادر پشاور	۵
۴۶	جناب مولوی بلغ دین صاحب معلم پور ڈیسکول پشاور	۶
۴۷	جناب مولوی غلام رسول صاحب	۷
۴۸	جناب ماسٹر ولایت شاہ صاحب	۸
۴۹	جناب ماسٹر کریم داس صاحب	۸
۵۰	جناب مولوی محمد دین صاحب	۸
۵۱	جناب ناسعلوم الاسم صاحب	۲
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)		
۵۲	جناب بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک محکمہ ہائیکورٹ - سری نگر شملہ	۷
۵۳	جناب خواجہ محمد شاہ صاحب نقشبندی خلد خان ہار	۷
۵۴	جناب منشی شیخ محمد حسن صاحب رزیدنسی	۷
۵۵	جناب ڈاکٹر محمد الدین صاحب کوٹھی نسر و انجی سوداگر	۷
۵۶	جناب منشی شیخ غلام نقشبند صاحب چیف سنٹر آفس	۷
۵۷	جناب مولوی محمد موسیٰ خان صاحب مدرس مارل اسکول	۷
۵۸	جناب مولوی عبداللہ خان صاحب بی۔ اے۔ مدرسہ فی اسکول سٹیٹ	۷
۵۹	جناب منشی حفیظ علیہ صاحب منیجر پنجاب پریس سیال کوٹ	۷
۶۰	جناب سردار محمد اکبر خان صاحب امیر مکمل - سری نگر شملہ	۷
۶۱	جناب شیخ محمد بخش صاحب	۷
۶۲	جناب میان غلام رسول صاحب کوٹھی دانہ	۷

نمبر شمار	نام	رستم
۶۳	جناب حاجی عزیز جو صاحب ٹھیکہ دار۔ سری نگر کشمیر	صدر
۶۴	جناب غلام رسول صاحب۔	صدر
۶۵	جناب علی بخش صاحب ایجنٹ گاریان	صدر
۶۶	جناب ولی میر صاحب سوداگر	صدر
۶۷	جناب غفار جوائینڈ سنس۔	صدر
۶۸	جناب شیخ خدا بخش صاحب۔	صدر
۶۹	جناب شیخ صبیح اللہ صاحب سوداگر	صدر
۷۰	جناب شیخ محمد حسین صاحب اکوٹنٹ	صدر
۷۱	جناب خلیفہ امام الدین صاحب درزی	صدر
۷۲	جناب وحید جو صاحب سوداگر	صدر
۷۳	جناب سیال محمد صاحب سوداگر	صدر
۷۴	جناب سحجان جو صاحب سوداگر پارچہ	صدر
۷۵	جناب محمد جو گنامی کوٹھی دار	صدر
۷۶	جناب محمد بخش صاحب	صدر
۷۷	جناب بابو عبد اللہ صاحب ملازم نیو پٹی	صدر
۷۸	جناب قصاب امیر یکدل	صدر
۷۹	جناب قادر صاحب نان والی	صدر
۸۰	جناب بیٹھ اسماعیل جی صاحب مرغیٹ	صدر
۸۱	جناب پٹھان فوٹو گرافر صاحب	صدر
۸۲	جناب محمد سلطان صاحب مال مرغیٹ	صدر

نمبر شمار	نام	رقم
۸۳	جناب درزی تقی رجب جو سوداگر سری نگر کشمیر	۸۳
۸۴	نامعلوم الاسم	۸۴
۸۵	جناب خواجہ سعاد الدین صاحب شال خٹ	۸۵
۸۶	معرفت جناب حبیب جو چوہدری صاحب امیر کدیل	۸۶
۸۷	جناب خواجہ سلام شاہ صاحب نقشبندی	۸۷
۸۸	جناب بابو معراج الدین صاحب	۸۸
۸۹	معرفت جناب علی بخش صاحب گاڑی والا	۸۹
۹۰	جناب ڈاکٹر سید نبیاد علی صاحب	۹۰
۹۱	جناب ڈاکٹر رمضان علی صاحب بذریعہ مولوی صاحب	۹۱
۹۲	جناب مرزا غلام مصطفیٰ صاحب اسٹنٹ گورنر	۹۲
۹۳	جناب خواجہ عزیز الدین صاحب تحصیلدار معرفت مرزا صاحب	۹۳
۹۴	جناب پیرزادہ محمد حسن صاحب بیج بالی کورٹ سری نگر کشمیر	۹۴
۹۵	جناب مولوی نذیر احمد صاحب سب بیج	۹۵
۹۶	جناب خواجہ جمال الدین صاحب انسپیکٹر	۹۶
۹۷	جناب خواجہ حبیب شاہ صاحب نقشبندی	۹۷
۹۸	جناب خواجہ حسن شاہ صاحب نقشبندی	۹۸
۹۹	جناب خواجہ میر حسن شاہ صاحب نقشبندی	۹۹
۱۰۰	جناب محمد شاہ صاحب لال پشینہ	۱۰۰
۱۰۱	جناب خواجہ عبدالنسی صاحب پچھ	۱۰۱
۱۰۲	جناب حبیب جو اینڈ سنز مرچنٹ	۱۰۲

شماره	نام	رقم
۱۰۳	جناب خواجہ سیف الدین صاحب گانی سری نگر کشمیر	۷
۱۰۴	جناب خواجہ غلام محمد صاحب	۷
۱۰۵	جناب غلام مصطفیٰ صاحب پچھ	۷
۱۰۶	جناب خواجہ اکبر شاہ صاحب غشاروی	۷
۱۰۷	جناب سرفراز خان صاحب انسپکٹر پولیس	۶
۱۰۸	جناب خواجہ غفار جو صاحب سندر	۷
۱۰۹	جمع کردہ چندہ از جامع مسجد بالتفصیل	۷
۱۱۰	جناب عزیز مہر صاحب سوداگر فکھدل	۷
۱۱۱	جناب خواجہ غریب الدین صاحب کاوسہ	۷
۱۱۲	جناب علی خان صاحب مرنپٹ	۷
۱۱۳	جناب جنرل قربان علی خاں صاحب	۷
۱۱۴	جناب محمد اکبر خان صاحب معرفت جنرل قربان علی خاں صاحب	۷
۱۱۵	جناب کرنل رنگ خان صاحب	۷
۱۱۶	جناب بیچالہ خاں صاحب	۷
۱۱۷	جناب صوبہ دار لال خاں صاحب	۷
۱۱۸	جناب عطاء محمد صاحب جمعدار	۷
۱۱۹	جناب شیر خاں صاحب	۷
۱۲۰	جناب فقیر شاہ صاحب	۷
۱۲۱	جناب صوبہ دار اکبر خاں صاحب	۷
۱۲۲	جناب مرزا یوسف بیگ صاحب	۷

شماره	نام	رتبه
۱۲۳۳	جناب سونو خاں صاحب -	سری نگل کشمیر
۱۲۳۴	جناب سنج شیر صاحب -	"
۱۲۳۵	جناب سکندر خاں صاحب -	"
۱۲۳۶	جناب منشی حیدر صاحب	"
۱۲۳۷	جناب محمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ مصطلب	"
۱۲۳۸	جناب صاحب دوا خاں صاحب -	"
۱۲۳۹	جناب کریم خاں صاحب -	"
۱۲۴۰	جناب کلیم خاں صاحب -	"
۱۲۴۱	جناب خضر جو صاحب ورزی -	"
۱۲۴۲	جناب جمعدار شیر علی خاں صاحب -	"
۱۲۴۳	جناب ولایت خاں صاحب -	"
۱۲۴۴	جناب حبیب اللہ خاں صاحب	"
۱۲۴۵	جناب غایت اللہ خاں صاحب	"
۱۲۴۶	جناب راج محمد خاں صاحب -	"
۱۲۴۷	جناب حسن محمد صاحب -	"
۱۲۴۸	جناب عبدالرحمن صاحب مفت خیرل قربان علی صاحب	"
۱۲۴۹	جناب حاجی صدوق صاحب کلکڑور رئیس -	بارہ سولہ کشمیر
۱۲۵۰	جناب ڈاکٹر عطر حسین صاحب	"
۱۲۵۱	جناب منشی عزیز الدین صاحب رزیدنسی	"
۱۲۵۲	جناب شیخ محمد ضیف صاحب	"

نمبر شمار	نام	رقم
۱۴۳	جناب مولوی محمد باقر خان صاحب ڈپٹی کلکٹر۔	پرتاب گڑھ
۱۴۴	جناب مولوی رفیع الدین احمد صاحب بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر۔	"
۱۴۵	جناب عیسیٰ شیخ محمد کفایت اللہ صاحب ٹیٹن آئری مجسٹریٹ۔	"
۱۴۶	جناب معین الدین صاحب محکمہ افیون۔	"
۱۴۷	جناب مولوی سعید الدین صاحب وکیل۔	"
۱۴۸	جناب مولوی اقبال الدین صاحب بی۔ اے وکیل۔	"
۱۴۹	جناب شیخ سعید الدین حیدر صاحب سرکل انسپکٹر۔	"
۱۵۰	جناب عبدالرزاق خان صاحب۔	"
۱۵۱	جناب محمد سیطین صاحب بی۔ اے وکیل۔	"
۱۵۲	جناب خورشید حسن صاحب۔	"
(متنبرقی)		
۱۵۳	جناب مولوی غلام غلامی سید باجوت علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر۔	نیشنل سید باجوت علی شاہ علی پور۔ سید اعلیٰ علی پور۔
۱۵۴	جناب نسی سید محمد جمال صاحب تحصیلدار فاضلکام فیروز پور۔	"
۱۵۵	جناب محمد عطائی صاحب نائب ضلع دار سوراؤن ضلع الہ آباد۔	"
۱۵۶	جناب سید شاہ عزیز حسن صاحب بستر شمس پور بائگی پور ٹپنسہ۔	"
۱۵۷	جناب لوی امیر الدین احمد صاحب تربیتی بازار نمبر (۲۵۶) کلکتہ۔	"
۱۵۸	جناب بی بی منیر صاحبہ پورٹ نامری گنج ضلع آروہ موضع ہریر گنج۔	"
۱۵۹	جناب صاحب حمیدہ داران صاحبان انجمن تعلقات داران ہند۔	"
لکھنؤ۔ سرفراز جناب مولوی وصی احمد صاحب		

نمبر شمار	نام	رقم
۱۶۰	جناب سیدالنبی صاحب معرفت مولوی علی احمد خاں صاحب دکیل و سکرٹری انجمن ہدایت اسلام اگرہ۔ (معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	ص ۱
۱۶۱	جناب ماسٹر غلام صاحب و غلام نبی صاحب لال کرتی چھاو فی انبالہ	ص ۱
۱۶۲	جناب محمد صدیقی خاں صاحب شال حرنیٹ۔	ص ۱
۱۶۳	جناب عبدالعزیز خاں صاحب شال حرنیٹ	ص ۱
۱۶۴	جناب عبدالرشید صاحب شال حرنیٹ	ص ۱
۱۶۵	جناب غیاث الدین صاحب شال حرنیٹ	ص ۱
۱۶۶	جناب عزیز پنڈت صاحب۔	ص ۱
۱۶۷	جناب حبیب ڈار صاحب۔	ص ۱
۱۶۸	جناب محمد شفیع صاحب	ص ۱
۱۶۹	جناب محمد اسحاق صاحب شال حرنیٹ	ص ۱
۱۷۰	جناب محمد روشن خاں صاحب لک نیوڈان بنگلہ	ص ۱
۱۷۱	جناب سید غلام بھیک صاحب بی سہ وکیل۔	ص ۱
۱۷۲	جناب مرزا اعجاز حسین صاحب بی اے وکیل	ص ۱
۱۷۳	جناب بابونڈ محمد صاحب بی اے۔ وکیل	ص ۱
۱۷۴	جناب بابو احمد جان صاحب	ص ۱
۱۷۵	جناب میر فضل علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	ص ۱
۱۷۶	جناب منشی امام الدین صاحب محافظہ دفتر	ص ۱

نمبر شمار	نام	رقم
۱۷۷	جناب حاجی حافظ ابو علی صاحب -	شہر انبالہ -
۱۷۸	جناب منشی عبداللہ صاحب ممبر کمیٹی	" "
۱۷۹	جناب منشی بخش اللہ صاحب ممبر کمیٹی	" "
۱۸۰	جناب دار و فہم محمد خضر صاحب	" "
(متفرق)		
۱۸۱	جناب مولوی ابوبکر محمد شیدت صاحب فاروقی ٹاٹولہ جوہنپور -	لکھنؤ
(معرفت مولوی عبدالرحیم صاحب ریواڑی)		
۱۸۲	جناب شیخ کمال الدین صاحب تاجر جوہنہ محلہ قاضی دارہ ریواڑی -	لکھنؤ
(معرفت مولوی اسماعیل صاحب کسٹل شاہجہانپور)		
۱۸۳	جناب قاضی محمد شہزاد حسن صاحب رئیس میونسپل کمشنر مراد آباد -	لکھنؤ
۱۸۴	جناب مولوی سید حسین صاحب کسٹل مراد آباد	لکھنؤ
۱۸۵	جناب منشی محمد شاکر علی صاحب مختار رئیس غلام علی پورہ مراد آباد -	لکھنؤ
۱۸۶	جناب مولوی محمد یعقوب علی خان صاحب رئیس میونسپل کمشنر و اتریری مجسٹریٹ مراد آباد -	لکھنؤ
۱۸۷	جناب حافظ محمد اسماعیل صاحب کسٹل شاہجہانپور -	لکھنؤ
(متفرق)		

نمبر شمار	نام	رستم
۱۸۸	جناب ڈاکٹر فیض محمد خاں صاحب ریاست نابہ۔	عمر
۱۸۹	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ٹیچر عکب ہائی اسکول ریوڑی۔	عمر
۱۹۰	جناب محمد حاج عبدالغزیز پادشاہ صاحب سفر روم مدراس۔	صبر
	(معرفت مرزا ظفر اللہ خاں صاحب بیج سیالکوٹ)	
۱۹۱	جناب مرزا ظفر اللہ خاں صاحب سب بیج ورجہ اول سیالکوٹ	صبر
۱۹۲	جناب اجہ محمد اکرام اللہ خاں صاحب سول بیج و رئیس وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	صبر
۱۹۳	جناب مرزا رئیس اللہ خاں صاحب اکسرا اسٹنٹ کسٹمر شاہ پور۔	صبر
۱۹۴	جناب مرزا عظمت اللہ خاں صاحب رئیس وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	صبر
۱۹۵	جناب مرزا عصمت اللہ خاں صاحب نصف خیر پور ریاست بھاو پور۔	صبر
۱۹۶	جناب سید محمود علی شاہ صاحب تحصیلدار نکودر ضلع جالندھر۔	صبر
۱۹۷	جناب چودھری حاجی سلطان محمد صاحب بیرسٹر سیالکوٹ۔	صبر
۱۹۸	جناب چودھری نصر اللہ خاں صاحب کیل۔	صبر
۱۹۹	جناب شیخ علی بخش صاحب مختار قانونی۔	صبر
۲۰۰	جناب چودھری محمد امین صاحب بی۔ اے۔ کیل۔	صبر
۲۰۱	جناب محمد اکبر خاں صاحب رئیس و سفید پوش ہمت پور ضلع جالندھر۔	صبر
۲۰۲	جناب میاں حسن الدین صاحب بی۔ اے۔ کیل سیالکوٹ۔	صبر
۲۰۳	جناب منشی خورشید عالم صاحب کلک سٹیشن آفس۔	صبر
۲۰۴	جناب بابو علی گوہر صاحب سوداگر حیرم۔	صبر

نمبر شمار	نام	رتبہ
۲۰۵	جناب سیال غفور بخش صاحب سوداگر چرم سیال کوٹ	صدر
۲۰۶	جناب سیال عبدالکریم صاحب " " "	عار
۲۰۷	جناب مولوی جلال الدین صاحب " " "	عار
۲۰۸	جناب شیخ کرم الدین صاحب سوداگر چرم " " "	عار
۲۰۹	جناب سیال اللہ رکھا صاحب " " "	عار
متفرق		
۲۱۰	جناب مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری -	صدر
(معرفیت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۲۱۱	جناب شاہ ولایت صاحب سکند مونیع لوٹ شاہ ولایت تحصیل سندھ ضلع لائل پور -	صدر
۲۱۲	جناب چودھری عطاء محمد خاں صاحب ذیلدار و ممبر کمیٹی و نمبردار راہون تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر -	صدر
۲۱۳	جناب چودھری جنگ باز خاں صاحب نمبردار و رئیس راہون تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر -	صدر
۲۱۴	جناب ستیری امام بخش صاحب ستیری لوکل بورڈ تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر -	صدر
۲۱۵	جناب چودھری غلام جیلانی صاحب نمبردار راہون تحصیل نوا شہر ضلع جالندھر -	صدر
۲۱۶	جناب چودھری بنی بخش صاحب سکریٹری پبل " " "	عار

نمبر شمار	نام	رقم
۲۱۷	جناب چودھری امین خان صاحب سفید پوش و بمبئی ایجوکیشنل فو اشتر ضلع	ع
۲۱۸	جناب شاہ اکبر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر پشتر رئیس	ع
۲۱۹	جناب چودھری فیروز خان صاحب نبرار	ع
۲۲۰	جناب شیخ مولابخش صاحب قصاب	ع
۲۲۱	جناب محمد بخش صاحب ولد ستیری امام بخش صاحب	ع
۲۲۲	جناب منشی رحمت اللہ صاحب	ع
۲۲۳	جناب شیخ چودھری غلام غوث صاحب ولد مولوی صاحب کھیو دا	ع
۲۲۴	جناب چودھری محمد خان صاحب ولد امیر خان صاحب سربراہ پشتر	ع
۲۲۵	جناب چودھری غلام غوث صاحب کھیو دار	ع
۲۲۶	جناب شیخ چودھری برکت خان صاحب کھیو دار	ع
۲۲۷	جناب چودھری بدیع خان صاحب کھیو دار	ع
۲۲۸	جناب چودھری وزیر خان صاحب	ع
۲۲۹	چندہ سہاراں مفت فتح الدین صاحب سہارا	ع
۲۳۰	جناب شیخ چودھری غلام جیلانی صاحب محمد بخش صاحب کھیو دا	ع
۲۳۱	جناب محمد عبدالعزیز صاحب پوسٹ ماسٹر بلکھا	ع
۲۳۲	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب وکیل	ع
۲۳۳	جناب بابو غوث علی صاحب نائب تحصیلدار قصبہ بیاتار یاست بھرت پور	ع
۲۳۴	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب مختار قانونی تحصیل نوا اشتر ضلع جالندھر	ع
۲۳۵	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب منصف	ع
۲۳۶	جناب چودھری رحمت خان صاحب کھیو دار راہون	ع

نمبر	نام	رتبہ
۲۳۷	جناب سرکار غلام محی الدین خان صاحب رئیس سفید پوش موضع محالون تحصیل نواشر ضلع جالندھر	۶۸
۲۳۸	جناب میان حسین بخش صاحب موضع محالون تحصیل نواشر ضلع جالندھر	۶۸
۲۳۹	جناب سرکار غلام محمد خاں صاحب " " " "	۶۸
۲۴۰	جناب مولوی محمد صدیق صاحب نام سجاد اسے غلام محی الدین خاں	۶۸
۲۴۱	جناب احمد شاہ صاحب اینہہ دوز سکنہ کرایم ضلع جالندھر	۶۸
۲۴۲	جناب ملا الان بخش صاحب سکنہ کرایم تحصیل نواشر ضلع جالندھر	۶۸
۲۴۳	جناب میان اللہ دیا صاحب " " " "	۶۲
۲۴۴	جناب چوہدری محمد یار خان صاحب ٹیس " " " "	۶۸
۲۴۵	جناب چوہدری سرکار اقبال آئی صاحب " " " "	۶۸
۲۴۶	جناب سید غلام مصطفیٰ صاحب " " " "	۶۸
۲۴۷	جناب وزیر اکھار صاحب " " " "	۶۸
۲۴۸	جناب چوہدری ستار محمد خان صاحب ذیلدار معرفت چوہدری سید علی خان صاحب سکنہ کرایم تحصیل نواشر ضلع جالندھر	۶۸
۲۴۹	جناب میان جی سید علی محمد صاحب امام مسجد چوہدری سید علی صاحب مرحوم - کرایم تحصیل نواشر ضلع جالندھر	۶۸
۲۵۰	جناب میان نور محمد خان صاحب " " " "	۶۸
۲۵۱	جناب منشی کیلہ خاں صاحب خالص نویس تحصیل نواشر ضلع جالندھر	۶۸
۲۵۲	جناب شیخ انیز و بخش صاحب نائب تحصیلدار " " " "	۶۸
۲۵۳	جناب خیراتی صاحب رنگریز کرایم " " " "	۶۲

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵۴	جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مہتمم مدرسہ سفیر الاسلام محلہ لوہارن نارنول۔	ص
(معرفت مولوی عبدالرحیم صاحب اڑی)		
۲۵۵	جناب دین محمد صاحب خزانچی مدرسہ سفیر الاسلام محلہ جمعداران نارنول۔	ص
۲۵۶	جناب شیخ عبدالرحیم صاحب محلہ پیر الٹی۔	ص
۲۵۷	جناب مرزا قاسم بیگ صاحب	ع
۲۵۸	جناب چودھری الانجش صاحب	ع
۲۵۹	جناب دلی محمد صاحب پٹواری	ع
۲۶۰	جناب محمد ابراہیم صاحب پلہ دار	ع
۲۶۱	جناب عبدالمجید صاحب سوداگر چرم	ع
۲۶۲	جناب شیخ بدر الدین صاحب۔	ع
۲۶۳	جناب ملا حیدر صاحب	ع
(متفرق)		
۲۶۴	جناب سید فخر الحسن صاحب ہاسپٹل سٹنٹ چورویاست بیکانیر	ع
۲۶۵	جناب حکیم محمد جواد حسین صاحب سوداگری محلہ گورکھپور۔	ص

نمبر شمار	نام	رقم
	(چند ہدیائے معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۲۶۶	جناب ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم خان صاحب ایم۔ ایس۔ پیالہ۔	۵۵
۲۶۷	جناب بابو ہدایت یار خان صاحب	۵۶
۲۶۸	جناب خلیفہ سید محمد ہاشم صاحب۔	۵۷
۲۶۹	جناب بابو عبدالحمد صاحب۔	۵۸
۲۷۰	جناب بابو نور الدین صاحب ٹیلیگراف ماسٹر	۵۹
۲۷۱	جناب منشی محمد عبدالحق صاحب ناظم۔	۶۰
۲۷۲	جناب شیخ محمد شفیع صاحب۔	۶۱
۲۷۳	جناب بابو محمد اسماعیل صاحب سب اوسیرنر۔	۶۲
۲۷۴	جناب حافظ محمد یوسف صاحب امام مسجد تکیہ شوق الہی۔	۶۳
۲۷۵	جناب شیخ کریم بخش صاحب ٹھیکہ دار۔	۶۴
۲۷۶	جناب بابو میان محمد صاحب ہیڈ ڈرافٹ من	۶۵
۲۷۷	جناب منشی سراج الحق صاحب پکٹر حفظانِ صحت	۶۶
۲۷۸	جناب میر تاج حسین صاحب سب اوسیرنر۔	۶۷
۲۷۹	جناب امراضی خان صاحب معرفت کریم بخش صاحب ٹھیکہ دار	۶۸
۲۸۰	جناب شیخ عنایت حسین صاحب کورٹ انسپکٹر	۶۹
۲۸۱	جناب شیخ عنایت اللہ صاحب ضلعدار	۷۰
۲۸۲	جناب شیخ عطاء محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس	۷۱
۲۸۳	جناب سید محمد شاہ صاحب اوسیرنر کٹناہ	۷۲

نمبر شمار	نام	رقم
۲۸۴	جناب قاضی عبدالرحمن صاحب وکیل نروانه -	۶۱
۲۸۵	معرفت جناب سائیں جمال شاہ صاحب	۶۲
۲۸۶	جناب بابو سعد اللہ صاحب -	۶۳
۲۸۷	جناب ستیری اللہ دیا صاحب متصل مسجد ندو گراں -	۶۴
۲۸۸	جناب شیخ ہدایت اللہ صاحب -	۶۵
۲۸۹	جناب سید علی محمد صاحب مکان عزیز الدین صاحب محلہ میراٹیاں -	۶۶
۲۹۰	جناب شیخ عبدالغنی صاحب -	۶۷
۲۹۱	جناب مولوی قائم الدین صاحب مسجد مولوی محمود شاہ صاحب -	۶۸
۲۹۲	جناب رحمت اللہ صاحب جمعدار -	۶۹
۲۹۳	جناب قاضی عبدالغفر صاحب خلیفہ قاضی محمد سلیمان صاحب -	۷۰
۲۹۴	جناب حافظ عبداللہ صاحب -	۷۱
۲۹۵	جناب شیخ عمر بخش صاحب ابن ضلعدار -	۷۲
۲۹۶	جناب الانجش صاحب جمعدار -	۷۳
۲۹۷	جناب چوہدری علی شاہ صاحب -	۷۴
۲۹۸	جناب نسیم بخش صاحب -	۷۵
۲۹۹	جناب جھنڈا حیات صاحب -	۷۶
۳۰۰	جناب عبداللہ دارا ابن صاحب -	۷۷
۳۰۱	جناب تری کالو صاحب -	۷۸
۳۰۲	جناب بابو سکندر خان صاحب -	۷۹
۳۰۳	ستفرق چندہ -	۸۰

نمبر شمار	نام	رقم
۳۰۴	جناب شیخ عبدالحمید صاحب پیکر چنگی ریاست ناجھ۔	عہدہ
۳۰۵	جناب شیخ ظفر محمد صاحب داروغہ چنگی	عہدہ
۳۰۶	جناب ڈاکٹر نصیر الدین صاحب	عہدہ
۳۰۷	جناب شیخ محمد سلیم صاحب۔	عہدہ
۳۰۸	جناب غلام حیدر صاحب۔	کار
۳۰۹	جناب سید محمد شاہ صاحب۔	عہدہ
۳۱۰	جناب خانصاحب محمد شریف خانصاحب۔	عہدہ
۳۱۱	نام معلوم الاسم معرفت شیخ فضل الرحمن صاحب	عہدہ
۳۱۲	جناب طیف سید حامد حسین صاحب بی۔ اے۔ دیوان ریاست۔	ص
۳۱۳	جناب کرنل محمد رمضان خاں صاحب۔	مید
۳۱۴	جناب خانصاحب برکت علی خاں صاحب ایڈوکیٹ پولیس۔	کار
۳۱۵	جناب قاضی محمد حسین صاحب سوواگر گوٹہ۔	ص
۳۱۶	جناب مولانا بخش صاحب کبیل۔	عہدہ
۳۱۷	جناب بابو ہادی یار خاں صاحب سب انجنیر۔	ص
۳۱۸	جناب خانصاحب غلام محمد خانصاحب۔	ص
۳۱۹	جناب ڈاکٹر شیخ ظہور الاسلام صاحب	ص
۳۲۰	جناب ڈاکٹر کریم الدین صاحب۔	عہدہ
۳۲۱	جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب۔	کار
۳۲۲	جناب قاضی محمد سلیمان صاحب جیٹریٹ مسکرات۔	ص
۳۲۳	جناب قاضی محمد غوث صاحب	عہدہ

نمبر شمار	نام	رقم
۳۶۴	جناب میجر رستم خان صاحب توپ خانہ	۷۰
۳۶۵	متفرق چندہ جامع مسجد۔	۷۱
۳۶۶	جناب شیخ عبداللطیف صاحب۔	۷۲
۳۶۷	جناب بابو کریم بخش صاحب سر رشته دار محکمہ حفظان تخت۔	۷۳
۳۶۸	جناب غلام محمد صاحب کمپوٹر۔	۷۴
۳۶۹	جناب الانجمن صاحب۔	۷۵
۳۷۰	جناب میر علی محمد صاحب۔	۷۶
۳۷۱	متفرق چندہ۔	۷۷
۳۷۲	جناب غلام صابر صاحب انجمنٹاگر گیری کمیٹی۔	۷۸
۳۷۳	سعر فت جناب قاضی تم الدین صاحب کمارک ڈاک خانہ۔	۷۹
۳۷۴	جناب مولوی مختار ممدی صاحب	۸۰
۳۷۵	جناب شیخ سلطان محمود صاحب ساجنٹ پولیس درجہ اول۔	۸۱
۳۷۶	جناب شیخ فتح محمد صاحب ورزی۔	۸۲
۳۷۷	جناب منشی فضل علیم خان صاحب	۸۳
۳۷۸	جناب مولوی نیاز احمد صاحب	۸۴
۳۷۹	جناب ن بہادر کرنل عبدالجید خان صاحب فارن منسٹر ریاست۔	۸۵
	(چندہ امرت سسر حضرت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۳۸۰	جناب ن بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس د آئیری مجسٹریٹ۔	۸۶
۳۸۱	جناب میر حبیب اللہ صاحب رئیس آئیری مجسٹریٹ۔	۸۷

نمبر شمار	نام	رقم
۳۴۲	جناب فیروز الدین صاحب آفریری مجسٹریٹ۔	۵۵
۳۴۳	جناب محمد جمیل صاحب رئیس و آفریری مجسٹریٹ۔	۵۵
۳۴۴	جناب منشی عبدالرحیم صاحب و بابو نظام الدین صاحبان تاجرانِ حرم۔	۵۵
۳۴۵	جناب میان غلام نبی صاحب حبیب اللہ صاحبان سوداگران۔	۵۵
۳۴۶	جناب بابو میراں بخش صاحب مختار عدالت و سونپل کشنر۔	۵۵
۳۴۷	جناب میر اسد اللہ صاحب اجمینٹ انسپکٹر ٹکیٹی۔	۵۵
۳۴۸	جناب شیخ شمس الدین صاحب سوداگر حرم۔	۵۵
۳۴۹	جناب شیخ دوست محمد صاحب سوداگر۔	۵۵
۳۵۰	جناب نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار۔	۵۵
۳۵۱	جناب شیخ علی محمد صاحب سوداگر۔	۵۵
۳۵۲	جناب میان غلام حسین صاحب پشتر تحصیلدار۔	۵۵
۳۵۳	جناب ابو سکندر خاں صاحب نائب تحصیلدار۔	۵۵
۳۵۴	جناب مولوی محمد ملکات اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی۔	۵۵
۳۵۵	جناب شیخ نورا احمد صاحب سوداگر۔	۵۵
۳۵۶	جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب اسپسٹنٹ سرجن۔	۵۵
۳۵۷	جناب میان بڈاے شاہ صاحب سوداگر۔	۵۵
۳۵۸	جناب میان کریم بخش صاحب وکیل۔	۵۵
۳۵۹	جناب بابو محمد الدین صاحب ریڈر و سٹریٹ جج۔	۵۵
۳۶۰	جناب شیخ علی بخش صاحب۔	۵۵
۳۶۱	جناب ڈاکٹر قمر الدین صاحب وٹرنری اسپسٹنٹ۔	۵۵

نمبر شمار	نام	رقم
۳۶۲	جناب سید عبد الواحد صاحب سوداگر	عار
۳۶۳	جناب سید ناظر حسین صاحب تاجر	عار
۳۶۴	نامعلوم الاسم صاحب	عار
۳۶۵	میاں فضل الدین صاحب سپروانزر ریلوے	صہر
۳۶۶	جناب جہ محمد زان نصاب اور تحصیل کو ہٹہ ضلع راولپنڈی	عار
۳۶۷	جناب حاجی پیر محمد و احمد الدین صاحبان	صہر
۳۶۸	جناب فظیف روز الدین صاحب انسپکٹر پولیس	صہر
۳۶۹	جناب میاں اللہ ونا صاحب سوداگر چرم	عار
۳۷۰	جناب میاں محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم	عار
۳۷۱	جناب مولوی غلام محمد صاحب مختار عدالت مالک پاد وکیل	صہر
۳۷۲	جناب سید محمد عبدالرحمن صاحب سوداگر کھروہ میاں سنگہ	عار
۳۷۳	جناب صدر الدین صاحب سوداگر پشمینہ	صہر
۳۷۴	جناب ملک احمد اللہ صاحب اگر پشمینہ	عار
۳۷۵	جناب میاں اللہ جدایا صاحب سوداگر چرم	عار
۳۷۶	جناب میاں غلام قادر صاحب آنریری بجیسٹر ٹیٹ	صہر
(چندہ ریاست نا بھ معرفت مولوی شکوہی صاحب)		
۳۷۷	جناب ڈاکٹر فیض محمد خاں صاحب	صہر
۳۷۸	جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب	صہر
۳۷۹	جناب خان نصاب منور علی خان نصاب	صہر

نمبر شمار	نام	رقم
۳۸۰	جناب حکیم محمد رمضان صاحب -	۷۰
۳۸۱	جناب مولانا بخش صاحب -	۸۰
۳۸۲	جناب مرزا ارستم بیگ صاحب -	۷۰
۳۸۳	جناب حکیم عبد الرزاق صاحب -	۷۰
۳۸۴	جناب حکیم عبد الکریم صاحب -	۷۰
۳۸۵	جناب بابو نظیر حسن صاحب -	۷۰
۳۸۶	جناب منشی عبد الحکیم حکیم عبد الرشید صاحب -	۷۰
۳۸۷	جناب پلیدار عبد الحکیم صاحب -	۷۰
۳۸۸	جناب میاں بی نادر علی صاحب -	۷۰
۳۸۹	جناب بابو وزیر بیگ صاحب -	۷۰
۳۹۰	جناب حافظا محمد عمر صاحب -	۷۰
۳۹۱	جناب سید نظیر علی صاحب -	۷۰
۳۹۲	جناب فیض محمد صاحب غلدار -	۷۰
۳۹۳	جناب ظہور احمد صاحب انسپکٹر چیف -	۷۰
۳۹۴	جناب مرزا اعنایت بیگ صاحب -	۸۰
۳۹۵	جناب بابو دلیر حسن صاحب -	۷۰
۳۹۶	جناب منشی ممتاز علی صاحب -	۸۰
۳۹۷	جناب غلام حسین صاحب -	۷۰
۳۹۸	جناب اللہ دیا صاحب کشک -	۷۰
۳۹۹	جناب منشی عبد الغفری صاحب -	۷۰

نمبر شمار	نام	رقم
۴۰۰	جناب شیخ پینچہ نیاگر۔	۱۴
۴۰۱	جناب منشی امیر بابا صاحب سر رشته دار۔	۱۸
۴۰۲	جناب میاں جی نعمت اللہ صاحب۔	۴
۴۰۳	جناب رحیم بخش صاحب۔	۴
۴۰۴	جناب حسن محمد صاحب۔	۴
۴۰۵	جناب قادر صاحب۔	۴
۴۰۶	جناب کاکا صاحب۔	۴
۴۰۷	جناب منشی ولی محمد صاحب۔	۷
۴۰۸	جناب رحیم بخش صاحب۔	۲
۴۰۹	جناب شیخ محمد صاحب۔	۶۲
۴۱۰	جناب نثار صاحب سقمہ۔	۲
۴۱۱	متفرق چندہ	۶
۴۱۲	جناب محمد رمضان صاحب پٹواری۔	۸
۴۱۳	جناب عطاء محمد صاحب قصاب۔	۲
۴۱۴	جناب حکیم محمد حسن صاحب۔	۷
۴۱۵	جناب شیخ غلام قادر صاحب۔	۷
۴۱۶	جناب فیض بخش صاحب۔	۷
۴۱۷	جناب شیخ غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار۔	۸
۴۱۸	جناب حافظ محمد دین صاحب۔	۷
۴۱۹	جناب منشی عبد الغفور صاحب۔	۴

نمبر شمار	نام	رقم
۴۲۰	جناب شیخ بند و خاں صاحب۔	۷۵
۴۲۱	جناب منشی غلام حسین صاحب۔	۷۸
۴۲۲	جناب ہرکت و غلام نبی صاحبان۔	۷۴
۴۲۳	جناب ملا صاحب خٹاٹ۔	۷۴
(معرفت منشی محمد سمیع صاحب محافظ دفتر عدالت جی جونپور)		
۴۲۴	جناب مولوی محمد عثمان صاحب کیل جونپور۔	۷۵
۴۲۵	جناب منشی مولوی غلامیت اللہ صاحب منہم۔	۷۵
۴۲۶	جناب مولوی عبدالستار صاحب کیل۔	۷۵
۴۲۷	جناب منشی عبدالغفور صاحب سب اور سیر۔	۷۵
۴۲۸	جناب مولوی محمد سمیع صاحب محافظ دفتر۔	۷۵
(متفق)		
۴۲۹	جناب مولوی ظفر نواب صاحب رئیس ظفر منزل گیا۔	۷۵
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۴۳۰	جناب شیخ جان محمد صاحب مینوسپل کشن در رئیس ہوشیار پور۔	۷۵
۴۳۱	جناب شیخ سلطان محمد صاحب خلع شیخ محمد علی صاحب رئیس۔	۷۵
۴۳۲	جناب شیخ محمد عبد الحمید صاحب۔	۷۵
۴۳۳	جناب خان احمد حسن خان صاحب اکثر اسٹنٹ۔	۷۵

نمبر شمار	نام	رقم
۴۳۴	جناب خان بہادرنشی محمد علی صاحب پشتر ڈسٹرکٹ جج خان پور ہوسٹ یار پور	۴۳۴
۴۳۵	جناب شیخ احمد بخش صاحب پشتر ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ قصبہ چوراسی ضلع ہوشیار پور	۴۳۵
۴۳۶	جناب مولوی الہی بخش صاحب کسپل	۴۳۶
۴۳۷	جناب مولوی برکت علی صاحب منصف	۴۳۷
۴۳۸	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم۔ اے۔ پلیڈر	۴۳۸
۴۳۹	جناب خاں صاحب بار محمد خاں صاحب رئیس جان خیوان	۴۳۹
۴۴۰	جناب نشی محکم الدین صاحب پشتر ڈسٹرکٹ سپیکٹر پولیس	۴۴۰
۴۴۱	جناب حکیم بار محمد خاں صاحب خانبور	۴۴۱
۴۴۲	جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب رئیس خان پور	۴۴۲
۴۴۳	جناب حسن محمد خاں صاحب	۴۴۳
۴۴۴	جناب خاں صاحب مام الدین صاحب	۴۴۴
۴۴۵	جناب مولوی حکیم علی محمد خاں صاحب نقل نویس	۴۴۵
۴۴۶	جناب حاجی شیخ غلام محی الدین صاحب	۴۴۶
۴۴۷	جناب حکیم محمد اعظم خاں صاحب خف غلام نبی خاں صاحب	۴۴۷
۴۴۸	جناب شیخ مبارک مند خاں صاحب سلطان	۴۴۸
۴۴۹	جناب علی گوہر خاں صاحب برکت علی خاں صاحب تاجران پارچہ خانبور	۴۴۹
۴۵۰	جناب داروغہ امیر خاں صاحب پریسپل کشنر	۴۵۰
۴۵۱	جناب سترعی غلام محی الدین صاحب سب اور سیر سٹیپل پورڈ	۴۵۱
۴۵۲	جناب فتح محمد خاں صاحب رئیس جان خیوان	۴۵۲
۴۵۳	جناب بابا امیر علی شاہ صاحب ملک ڈاکٹر خاں قصبہ بنگلہ ضلع جالندھر	۴۵۳

نمبر شمار	نام	رقم
۲۵۴	جناب چودھری شہاب الدین خان صاحب رئیس تھانہ ناٹہ ضلع ہوشیار پور۔ (بستی مولوی غلام محمد صاحب شملوے)	۶۸
۲۵۵	جناب یحییٰ کریم بخش صاحب ممبر سٹریٹ بورڈ محلہ بساگل حسن ایشاور۔	۵۵
۲۵۶	جناب یحییٰ شیر احمد جان صاحب محلہ باقر شاہ۔	۵۵
۲۵۷	جناب آغا سید اعلیٰ بادشاہ صاحب محلہ۔	۵۵
۲۵۸	جناب مرزا غلام ہمدانی صاحب دفتر یونیو۔	۵۸
۲۵۹	جناب سردار میر عالم خان صاحب فٹل محلہ طاہرہ حق صاحب۔	۵۹
۲۶۰	جناب میاں عبدالعزیز صاحب ایم۔ اے۔ پرنسپل اسٹریٹ یونیو کشتہ۔	۵۹
۲۶۱	جناب خان بہادر عبدالکریم خان صاحب۔ اے۔ اے۔ سی۔	۵۹
۲۶۲	جناب فیصل محمود خان صاحب مترجم ڈیپارٹمنٹ کورٹ۔	۵۹
۲۶۳	جناب خان احمد خان صاحب ایکٹر پولیس محکمہ انسپکٹر جنرل پولیس۔	۵۹
۲۶۴	جناب مفتی عبدالودود صاحب ریڈیو جوائنٹل کشتہ۔	۵۹
۲۶۵	جناب مفتی نذیر احمد خان صاحب بیرسٹریٹ لا اسلامیہ کتب۔	۵۹
۲۶۶	جناب مولوی حکیم عبداللہ صاحب بازار قصبہ دوالی۔	۵۹
۲۶۷	جناب سید فضل علی شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ۔	۵۹
۲۶۸	جناب بابو بدر الدین صاحب کلرک ریڈیو کشتہ۔	۵۹
۲۶۹	جناب آغا سید نور بادشاہ صاحب محلہ بساگل حسن۔	۶۸
۲۷۰	جناب سید فضل حق صاحب کاکا خیل موضع ترکی پوسٹ لونڈنہ مروان۔	۵۹
۲۷۱	جناب ڈاکٹر عبدالرحمن خان صاحب اسپتال اسٹنٹ اینج نمبر (۲)۔	۵۹

نمبر شمار	نام	رقم
۴۷۲	جناب شیخ عطار اللہ صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول پشاور	۴۷۲
۴۷۳	جناب سید بہادر شاہ صاحب عراقی نویں محلہ خوشیگی۔	۴۷۳
۴۷۴	جناب حافظ زین العابدین صاحب انسپکٹر پولیس۔	۴۷۴
۴۷۵	جناب جمیل احمد صاحب ناظر محکمہ چیف کمشنر بہادر۔	۴۷۵
۴۷۶	جناب سیان شریف حسن صاحب سوڈا اگر بازار قصبہ خھانی	۴۷۶
۴۷۷	جناب محمد اکرم خان صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر پٹی کمشنر آفس ٹیچر ایسٹینٹ خان	۴۷۷
۴۷۸	جناب سیان وسیع الدین صاحب کاکا خیل محکمہ آرکیالوجی۔	۴۷۸
۴۷۹	جناب فیصل الرحمن و عبد الجنان خان حنان نجران منڈی منڈی میٹروپولیٹن	۴۷۹
۴۸۰	جناب سیان صفدر علی صاحب سوڈا اگر لنگی وغیرہ بازار دودہ فروشان	۴۸۰
۴۸۱	جناب ناطق محمد خان صاحب بی۔ اے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	۴۸۱
۴۸۲	جناب بابو محمد بخش صاحب انسپکٹر ٹیلی گراف صدر بازار	۴۸۲
۴۸۳	جناب ناتاج الدین صاحب انسپکٹر پولیس۔	۴۸۳
۴۸۴	جناب حاجی صفدر علی صاحب سوڈا اگر بازار قصبہ خوالی۔	۴۸۴
۴۸۵	جناب فاحسین علی صاحب سول وٹرنری اسٹنٹ۔	۴۸۵
۴۸۶	جناب بابو یار محمد صاحب کلرک محکمہ ٹرانسپورٹ ڈپولائن۔	۴۸۶
۴۸۷	جناب نجات صاحب محمد موسیٰ خان صاحب تحصیلدار۔	۴۸۷
۴۸۸	جناب ابراہیم سعید اکبر صاحب محافظ و فٹرڈ ویزل کوریٹ۔	۴۸۸
۴۸۹	جناب سٹر بلغ الدین صاحب ایم۔ بی۔ ہائی اسکول۔	۴۸۹
۴۹۰	جناب ارباب محمد بغیر خاں صاحب موضع کرنامی	۴۹۰
۴۹۱	جناب سرور حشمت علی صاحب و بابو علی محمد صاحب ٹرانسپورٹ کور نمبر (۱)	۴۹۱

نمبر شمار	نام	رقم
۴۹۲	جناب منشی فضل الہی صاحب کلرک فتر انسپکٹر جنرل پولیس۔ پشاور	عار
۴۹۳	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسٹنٹ سرجن شفا خانہ۔	ص
۴۹۴	جناب شیخ محمد عظیم صاحب۔	ع
۴۹۵	جناب عبد اللہ صاحب۔	عار
۴۹۶	جناب منشی احمد جان صاحب کلرک فتر بابو نور محمد صاحب ڈٹرنری۔	ص
۴۹۷	جناب بابو فقیر محمد صاحب ڈٹرنری اسٹنٹ ٹرانسپورٹ کونریبر (۱)۔	عار
۴۹۸	جناب خان غلام قاسم صاحب انسپکٹر پولیس۔	ص
۴۹۹	جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب مدرس نارمل اسکول۔	ع
۵۰۰	جناب ماسٹر فقیر محمد صاحب مدرس ایم بی۔	۸
۵۰۱	جناب سید عہد از شاہ صاحب تحصیلدار مردان ضلع۔	ع
۵۰۲	جناب مولوی محمد سعید صاحب اسٹنٹ انجینئر۔	ص
۵۰۳	جناب سیال محمد صاحب ٹیچی محلہ خوشگی۔	ص
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۵۰۴	جناب شیخ رحمت علی صاحب سوداگر محفت۔	ص
۵۰۵	جناب ماسٹر محمد اشرف صاحب سکند ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول۔	ص
۵۰۶	جناب جہ غلام حسین صاحب بی۔ اے علیگڑہ ہیڈ ماسٹر استاد۔	عار
۵۰۷	جناب چودھری رحیم بخش صاحب سبزی فروش۔	عار
۵۰۸	جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب نیویل کشر خلف مولوی محمد عبد اللہ صاحب۔	عار
۵۰۹	جناب قاضی فضل محمد صاحب سوداگر بوٹ و شوز۔	عار

نمبر شمار	نام	رقم
	(معرفت قاضی فضیل رحمن صاحب وکیل ندوہ)	
۵۱۰	جناب سولوی الف دین صاحب وکیل کامل پور ضلع اٹک	عار
۵۱۱	جناب چودھری محمد اصغر صاحب وکیل	عار
۵۱۲	جناب منشی محمد الہ یار خاں صاحب	عار
۵۱۳	جناب منشی محمد اسحاق خان صاحب بی۔ اے میڈیٹر ہائی اسکول	عار
۵۱۴	جناب مرزا فیروز الدین صاحب پینشنر مسلخاں کامل پور ضلع	عار
۵۱۵	جناب میان محمد صاحب چوب فروش چوب منڈی - پشاور	عار
۵۱۶	جناب میان محمد زمان خان صاحب موضع اکوڑہ ضلع دوار	عار
۵۱۷	جناب مرزا دلاور خان صاحب عرضی نویس شہر علی گنج پشاور المعروف مرزا بیدل شاہ	عار
۵۱۸	جناب مرزا غلام حیدر خان صاحب نسوار فروش قاضی خیلان پشاور	عار
۵۱۹	جناب مرزا محمد یوسف خان صاحب قاضی خیلان بخانہ احمد خاں صاحب	عار
۵۲۰	جناب میان فضیل ازق صاحب نائب تحصیلدار ڈیرہ اسماعیل خاں	عار
۵۲۱	جناب محمد اکبر خان صاحب موضع کوچیان ڈاکخانہ تھرا ضلع	عار
	(متفقہ)	
۵۲۲	جناب سولوی نذیر احمد صاحب سبب پنج کتب خانہ	عار
۵۲۳	جناب ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب ڈیکل افسر ریاست ناہ	عار
	(معرفت جناب نواب غلام احمد صاحب رئیس)	
	(کارو منڈل کو لارگو لڈ فیصلہ صوبہ میسرور)	

نمبر شمار	نام	رقم
۵۲۴	جناب عبدالجسین صاحب ساکن کوچے بے سید ویلہ ضلع شمالی ارکاٹ صوبہ مدراس	۵۲۴
۵۲۵	جناب عبدالحمید حسن صاحب بی۔ ۳۔ ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ۔	۵۲۵
۵۲۶	جناب یعقوب حسن سیٹھ صاحب سکریٹری مسلم لیگ۔	۵۲۶
۵۲۷	جناب محی الدین صاحب پادشاہ تاجر کلانی ملیا بار ضلع	۵۲۷
۵۲۸	جناب نواب غلام احمد صاحب رئیس کل روٹنڈل کولار گولڈ فیلڈ صوبہ بیسور۔	۵۲۸
(بذریعہ مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس ہائی اسکول ریواڑی)		
۵۲۹	جناب عبدالحمید و رحمت اللہ صاحبان وکانداران ریواڑی۔	۵۲۹
۵۳۰	جناب شیخ کریم الہی صاحب نارنول محلہ جعداران	۵۳۰
۵۳۱	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس ہائی اسکول	۵۳۱
تمت		
۵۳۲	جناب مولوی محمد امین اللہ صاحب وکیل عدالت غازیپور۔	۵۳۲
۵۳۳	جناب مولوی محمد عالم صاحب وکیل عدالت منصفی قنوج ضلع قنوج آباد۔	۵۳۳
۵۳۴	جناب مسٹر محمد اسحاق صاحب بی۔ ۳۔ ایل ایل بی۔ وکیل ہائیکورٹ الہ آباد۔	۵۳۴
۵۳۵	جناب محی حمید الدین صاحب بی۔ ۳۔ پروفیسر میوزیکل کالج الہ آباد۔	۵۳۵
(معرفت مولوی محمد اشرف صاحب کلیل ہاٹ بسجی مولوی شملوی صاحب)		
۵۳۶	جناب بسجی مولوی محمد اشرف صاحب وکیل۔	۵۳۶
۵۳۷	جناب سید محمد اسلم صاحب خلیفہ سید محمد اشرف صاحب وکیل	۵۳۷

نمبر شمار	نام	رقم
۵۳۸	جناب محمد مومن صاحب ٹھیکہ دار براہوئیہ محمد اشرف صاحب وکیل۔ کوہاٹ	۵۳۸
۵۳۹	جناب سید الف شاہ صاحب بی۔ بی۔ سیکنڈ ماسٹر ایم۔ بی ہائی اسکول۔ ”	۵۳۹
۵۴۰	جناب منشی فتح محمد صاحب سٹب سٹ ماسٹر ڈاکخانہ کچہری۔ ”	۵۴۰
۵۴۱	جناب سید نذر الباق صاحب گماشتہ کسریٹ۔ ”	۵۴۱
۵۴۲	جناب خان بہادر سید سکندر شاہ صاحب رئیس آنریری جنرل سکریٹری انجمن سہلابیہ۔ ”	۵۴۲
۵۴۳	جناب صاحب جنرل سید شمس علی صاحب خلف سید سکندر شاہ صاحب۔ ”	۵۴۳
۵۴۴	جناب صاحب شیخ محمد اکبر صاحب پرنسپل اسٹنٹ چیف کسٹمر بہادر صوبہ سرحدی پشاور۔ ”	۵۴۴
۵۴۵	جناب شیخ علی گوہر صاحب ڈائریکٹر ڈپٹی کسٹمر آفس۔ کوہاٹ	۵۴۵
۵۴۶	جناب بابور روشن دین صاحب ہیڈ کلرک خزانہ۔ ”	۵۴۶
۵۴۷	جناب میاں محمد ذکریا خان صاحب پراچہ مرچنٹ۔ ”	۵۴۷
۵۴۸	جناب ڈاکٹر عبدالقادر خان صاحب اسٹنٹ سرجن۔ ”	۵۴۸
۵۴۹	جناب شیخ محمد مظفر الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ”	۵۴۹
۵۵۰	جناب مہدی غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدراس۔ ”	۵۵۰
۵۵۱	جناب راجہ بہادر خان صاحب گرو اور قانون گوئی تحصیل۔ ”	۵۵۱
۵۵۲	جناب بابو احمد خان صاحب سکاٹ کلرک۔ ”	۵۵۲
۵۵۳	جناب منشی عبدالغفار صاحب نقشہ نویس ریلوے آفس۔ ”	۵۵۳
۵۵۴	جناب مولوی فضل داور صاحب پٹواری شیخان تحصیل۔ ”	۵۵۴
۵۵۵	جناب میاں زمان علی سران صاحب دوکاندار۔ ”	۵۵۵
۵۵۶	جناب مولوی تاج الدین صاحب ساکن گھٹ۔ ”	۵۵۶
۵۵۷	جناب مولوی رکن عالم صاحب عرضی نویس۔ ”	۵۵۷

نمبر شمار	نام	رقم
۵۵۸	جناب سید احمد شاہ صاحب محرز جوڈیشل -	کوہاٹ
۵۵۹	جناب شیخ غلام قادر صاحب پراجا	"
۵۶۰	جناب مولوی غلام محمد صاحب پٹواری -	"
۵۶۱	جناب سید جمال گل جیلانی صاحب داروغہ آبکاری -	"
۵۶۲	جناب سردار محمد حیات خان صاحب پیکٹر پولیس -	"
۵۶۳	جناب سید چاند پادشاہ صاحب ڈسٹرکٹ ناظر -	"
۵۶۴	نامعلوم الاسم صاحب سحرقت مولوی محمد اشرف صاحب وکیل -	"
(متفرق)		
۵۶۵	جناب فخر محمد عبداللہ صاحب کارخانہ قفل برنجی بالاے قلعہ علی گڑھ -	"
(بذریعہ مولوی عبدالحی صاحب وکیل عدالت چنڈی)		
۵۶۶	جناب مولوی عبدالحی صاحب وکیل بدایونی - چنڈوسی -	"
۵۶۷	جناب مولوی محمد مقبول الدینی صاحب - نواسہ مولوی عبدالحی صاحب وکیل چنڈوسی -	"
۵۶۸	جناب مولوی سید کفایت احمد صاحب بدایونی سپرنٹنڈنٹ دیگر گڑھ سبکداریا -	"
۵۶۹	جناب حاجی مبارک شاہ خان صاحب رئیس چنڈوسی -	"
(معرفت جناب ابو نظام الدین صاحب موری گنج امرتسر جرنیل)		
۵۷۰	جناب آریل خان درخواجہ یوسف شاہ صاحب آریری مجسٹریٹ امرتسر -	"
۵۷۱	جناب میاں حفظ اللہ صاحب وکیل امرتسر -	"

نمبر شمار	نام	رقم
	(متفہم سرق)	
۵۷۲	جناب لوی محمد محی الدین حسن صاحب ہئیڈ ماسٹر مدرسہ لطیفہ دیلور مدراس۔	عار
	(نذریعہ جناب فتح محمد صاحب اسٹور کیپر محکمہ سٹریٹ جالندھر)	
۵۷۳	جناب حبیب اللہ خان صاحب جالندھر۔	ص
۵۷۴	جناب غلام محمد مصطفیٰ صاحب	ص
۵۷۵	جناب فتح محمد صاحب اسٹور کیپر محکمہ سٹریٹ	ص
	(متفہم سرق)	
۵۷۶	جناب محمد اسحاق صاحب سوتھ مونگ ٹولی اسٹریٹ رنگون۔	ص
۵۷۷	جناب چودھری محمد حمید اللہ خان صاحب سماور ضلع ایٹہ۔	ص
	(نذریعہ مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
۵۷۸	جناب غلام محی الدین صاحب سینئر ٹنڈنٹ پولیس ریاست بھاو پور۔	ص
۵۷۹	جناب منشی فتح الدین صاحب رئیس لائل پور سفید پوش موضع ۲۲۴ رکھ برج۔	ص
۵۸۰	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب منصف پیشتر۔	ص
۵۸۱	جناب حکیم امین الدین صاحب وکیل سرکاری۔	ص
۵۸۲	جناب مولوی عبد الحمید صاحب وکیل۔	ص
۵۸۳	جناب لوی غلام باری صاحب بی۔ بی۔ ایل۔ بی۔ کیل حیف کوٹ پٹا۔	ص

نمبر شمار	نام	رقم
۵۸۴	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب بیرسٹریٹ لا۔	مر
۵۸۵	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی کلکٹر۔	مر
۵۸۶	جناب بابو رمضان علی صاحب منڈمنت ڈاکخانجات ڈوئین	مر
۵۸۷	جناب اجہ محمد خاں صاحب آرییری مجسٹریٹ جہلم۔	عار
۵۸۸	جناب شیخ محمد شاہ صاحب سفیر آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل علی گڑھ۔	عار
۵۸۹	جناب خورشید صاحب چک نمبر (۴۲۶) چنگ برانچ ضلع	عار
۵۹۰	جناب منشی عبدالحمید و بشیر احمد جان صاحبان سوداگر ٹیکو بازار	عار
۵۹۱	جناب بابو غلام حسن صاحب کلرک محکمہ آبادی۔	عار
۵۹۲	جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب نمبردار میونسپل کمشنر۔	عار
۵۹۳	جناب منشی سرور شاہ صاحب اسٹنٹ انسپکٹر مدارس۔	عار
۵۹۴	جناب شیخ برکت علی صاحب ہیڈ کلرک محکمہ ڈاکٹر زراعت۔	عار
۵۹۵	جناب حمزہ نوری نظام الدین صاحب نمبردار موضع علی ال نمبردار خانہ و چلوٹ	عار
۵۹۶	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔کے سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ اسکول۔	عار
۵۹۷	جناب ملک سلطان محمود صاحب ڈانامنت مولوی غلام جیلانی صاحب منصف پیشو	عار
۵۹۸	جناب مولوی عبداللہ صاحب عربی مدرس گورنمنٹ اسکول۔	عار
۵۹۹	جناب محمد ابو صاحب بی۔کے ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول۔	عار
۶۰۰	جناب شیخ کریم بخش صاحب پلیڈر۔	عار
۶۰۱	جناب شیخ امیر الدین صاحب دوست محمد صاحب آؤتھی غلامندی۔	عار
۶۰۲	جناب خان محمد صاحب پیرای محمد بخش صاحب مرحوم ہوشیار پور حال اردو	عار
۶۰۳	جناب میان حیم بخش صاحب چپراسی محکمہ ڈاکٹر۔	عار

نمبر شمار	نام	رقم
۶۰۴	جناب شیخ عطاء محمد صاحب محبت ر لوکل بوروٹ۔	۷۰
۶۰۵	جناب شیخ محمد الدین صاحب بوٹ فروش پیر بخش ریکو بازار۔	۷۱
۶۰۶	جناب شیخ مولانا بخش صاحب سوداگر کچری بازار۔	۷۲
۶۰۷	جناب چودھری محمد شفیع صاحب لٹوان ڈپٹی کمشنر بہادر۔	۷۳
۶۰۸	جناب منشی شریف احمد صاحب محکمہ زراعت۔	۷۴
۶۰۹	جناب شیخ غلام محی الدین صاحب وکسینیٹر۔	۷۵
۶۱۰	جناب حکیم نور الدین صاحب۔	۷۶
۶۱۱	جناب منشی عبد الرحمن صاحب تانوانگوی۔	۷۷
۶۱۲	جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب منشی محلہ۔	۷۸
۶۱۳	جناب شیخ محمد داؤد صاحب عراض نویس۔	۷۹
۶۱۴	جناب منشی محمد حسین صاحب محرمولوی غلام باری صاحب گیل۔	۸۰
۶۱۵	جناب شیخ فضل میران صاحب تانوانگوی تحصیل۔	۸۱
(معرفت حکیم مولوی قیام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ ٹاٹوالہ جوہنپور)		
۶۱۶	جناب مولوی عبد الجلیل صاحب رئیس دبیر سٹریٹ جوہنپور۔	۸۲
۶۱۷	جناب مرزا حیدر بیگ صاحب وکیل۔	۸۳
(معرفت جناب لٹا سنج الزماں خاں خٹا رئیس شاہجہانپور)		
۶۱۸	جناب حاجی محمد سعید خاں صاحب سوداگر شاہ جہاں پور۔	۸۴
۶۱۹	جناب محمد عبد الرزاق خاں صاحب رئیس نگین چوپال شاہجہانپور۔	۸۵

نمبر شمار	نام	رقم
۶۲۰	جناب مولوی محمد رضی الدین خاں صاحب وکیل شاہ جہاں پور	ص
۶۲۱	جناب محمد اقتدار اللہ خاں صاحب، قدن خیل جلال نگر۔	ص
۶۲۲	جناب محبوب علی میاں صاحب کلکڑا کلاں۔	ص
۶۲۳	جناب سید لکھنؤ مسیح الزماں خاں صاحب اُستاد حضور نظام و رئیس	ص
(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)		
۶۲۴	جناب خان بہادر مولوی انعام علی صاحب شش نج۔	جیل
۶۲۵	جناب میاں فیروز الدین صاحب افسر مال۔	ص
۶۲۶	جناب راجہ محمد اکبر خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔	ص
۶۲۷	جناب اجے پانڈے خاں صاحب رئیس موضع دارا پور ضلع۔	ص
۶۲۸	جناب شیخ فضل الہی صاحب سب نج۔	ص
۶۲۹	جناب منشی نذر محمد خاں صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار چھاونی جالندھر۔	ص
۶۳۰	جناب خاں صاحب نیاز محمد خاں صاحب رئیس وکیل۔	ص
۶۳۱	جناب خاں صاحب فخر الدین احمد خاں صاحب رئیس موضع دھوگری ضلع۔	ص
۶۳۲	جناب قاضی عبدالغنی صاحب رئیس محلہ قاضیان۔	ع
۶۳۳	جناب مولوی فتح الدین صاحب وکیل متصل آونکوور۔	ع
۶۳۴	جناب سید امداد علی صاحب وکیل محلہ سیدان۔	ع
۶۳۵	جناب قاضی محبوب عالم صاحب رئیس اعظم محلہ قاضیان۔	ع
۶۳۶	جناب ماسٹر غلام محی الدین صاحب پلیڈر۔	ع
۶۳۷	جناب سید امیر شاہ صاحب گردآور جیل۔	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۶۳۸	جناب میاں کرم الدین صاحب ممبر کمیٹی جلیلم	۷۷
۶۳۹	جناب مولوی عبد اللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس جالندھر	۷۸
	(معرفت مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ)	
۶۴۰	جناب بابو محمد الہی بخش صاحب انسپکٹر پبلک رئیسان	۷۹
	ضلع کوہاٹ خود و دیگر احباب۔	
	(معرفت بابو عبدالقادر صاحب سیکرٹری معین اللہ شملہ بابت)	
۶۴۱	جناب بابو عبدالقادر صاحب سیکرٹری معین اللہ شملہ۔	۸۰
۶۴۲	جناب بابو عبدالعزیز صاحب سب و سیر منو نیل۔	۸۱
۶۴۳	جناب بابو عبداللہ صاحب منہاس کلرک مٹرو لا جیکلی۔	۸۲
۶۴۴	جناب بابو محمد عمر صاحب کلرک دفتر۔	۸۳
	(معرفت مولوی حکیم عبدالحی صاحب ماتریدی سہارنپوری)	
۶۴۵	جناب بابو فضل الرحمن صاحب رئیس محلہ چوک۔	۸۴
۶۴۶	جناب سید محمد صادق صاحب رئیس محلہ سرائے شاد جی۔	۸۵
۶۴۷	جناب ڈپٹی کمشنر صاحب پنشنر و رئیس محلہ مفتیاں۔	۸۶
۶۴۸	جناب بابو جعفر صاحب وکیل محلہ شاہ ولایت۔	۸۷
۶۴۹	جناب عنایت اللہ خان صاحب رئیس کھالا پار۔	۸۸
۶۵۰	جناب شیخ سلطان احمد صاحب رئیس محلہ شیر علی مرحوم۔	۸۹

نمبر شمار	نام	رقم
۶۵۱	جناب مولوی محمد یوسف صاحب رئیس محلہ منڈوی۔	ص ۱
۶۵۲	جناب قاضی طفر محمد خاں صاحب قاضی۔	ص ۱
۶۵۳	جناب میر حسن خاں صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر۔	ص ۱
۶۵۴	جناب مولوی شہاب الدین صاحب دکیل سرکار۔	ص ۱
۶۵۵	جناب بابو محمد یوسف صاحب ہیڈ کلرک دفتر ساکن محلہ شاہ بہلول۔	ص ۱
۶۵۶	جناب شیخ محمد فیاض الحق صاحب رئیس راجو پور ضلع مظفرنگر۔	ص ۱
۶۵۷	جناب سید محمد امداد اللہ صاحب مترجم ججی۔	ص ۱
۶۵۸	جناب شیخ اللہ دیا صاحب محلہ شیخ صاحبان۔	ع ۱
۶۵۹	جناب مولوی مشتاق احمد صاحب رئیس۔	ع ۱
۶۶۰	جناب قاضی صدیق صاحب۔	ع ۱
۶۶۱	جناب منشی اللہ رکھا صاحب مختار قاضی محلہ۔	ع ۱
۶۶۲	جناب محمد علی خاں صاحب۔	ع ۱
۶۶۳	جناب شمس الدین صاحب صابون گر محلہ شاہ بہلول۔	ع ۱
۶۶۴	جناب سید منظور علی صاحب محلہ کٹھالہ۔	ع ۱
۶۶۵	جناب شیخ سران احمد صاحب رئیس محلہ مور گنج۔	ع ۱
(ستفراق)		
۶۶۶	جناب سید لعل عیوب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس بھیگن پور ضلع علی گڑھ۔	ص ۱
۶۶۷	جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔	ص ۱
۶۶۸	جناب فطیمہ عبدالغفور صاحب کارخانہ دار قفل برہنہ۔ سبزی منڈی علی گڑھ۔	ص ۱

نمبر شمار	نام	رقم
۶۶۹	جناب حافظ محمد نقی صاحب کارخانہ دار قفل برنجی بدرون گنج علی گڑھ۔	ص
۶۷۰	جناب محمد صدیق صاحب رئیس محلہ قاضی سہارنپور۔	ص
۶۷۱	جناب عبد الغفور صاحب معرفت مولوی عبد الرحیم صاحب مدرس مدرسہ ریوازی خیمہ گرجا نواب	ع
۶۷۲	جناب قاضی باقی شاہ صاحب وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔	ص
۶۷۳	جناب صفی اللہ حسام الملک نواب محمد علی حسن خاں صاحب رئیس بھوپال مقیم لکھنؤ۔	ص
۶۷۴	جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب۔	ص
۶۷۵	جناب نواب محمد رفیع خاں صاحب۔	ص
۶۷۶	جناب نواب سید اسیر حسن خاں صاحب۔	ص
۶۷۷	جناب نواب محمد مقتدی صاحب۔	ص
۶۷۸	جناب مولوی محمد ابو نفیر صاحب مترجم ہائیکورٹ کلکتہ۔	ص
۶۷۹	جناب مولوی رضا علی خاں صاحب وشت کلکتہ۔	ص
۶۸۰	جناب سید عبداللہ صاحب تحصیلدار مردان ریاست بھوپال۔	ص
۶۸۱	جناب منشی محمد صادق علی صاحب محلہ مبارک پور قنوج۔	ع
۶۸۲	جناب منشی محمد حسن صاحب رئیس ملا ٹولہ قنوج۔	ع
۶۸۳	جناب محمد احمد صاحب مبارک پور قنوج۔	ع
۶۸۴	جناب لالہ رام چرن صاحب ساکن موضع معلم پوسٹ کسوم پور ضلع قنوج۔	ع
۶۸۵	جناب منشی غلام جیلانی صاحب گرو آو قانگولی غا پور ضلع ہوشیار پور۔	ع
۶۸۶	جناب حافظ صبیح احمد صاحب پانی پت۔	ع
۶۸۷	جناب مولوی نجم الدین صاحب مراد آباد۔	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۶۸۸	جناب سٹرابار حسن صاحب مراد آباد۔	۶۸۸
۶۸۹	جناب حاجی عبدالخالق صاحب پانی پت۔	۶۸۹
۶۹۰	جناب منشی امیر الدین صاحب " "	۶۹۰
۶۹۱	جناب مولوی عبدالحمید صاحب پانی پت ضلع کرناٹ۔	۶۹۱
۶۹۲	جناب سرنگ الرحمن صاحب سب پکٹر پولیس جمیر۔	۶۹۲
۶۹۳	جناب بھگوان دین صاحب موضع گھنا ضلع فرخ آباد۔	۶۹۳
۶۹۴	جناب نواب فاخر احمد خان صاحب رئیس پانی پت ضلع کرناٹ۔	۶۹۴
۶۹۵	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب ولد مولوی سلا اللہ صاحب انصاری پانی پت ضلع کرناٹ۔	۶۹۵
(بذریعہ مولوی محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ بھاولپور)		
۶۹۶	عالی جناب مولوی رحیم بخش صاحب بہادر سی۔ آئی۔ اے۔ پریسڈنٹ کونسل ریاست بھاولپور۔	۶۹۶
۶۹۷	جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ بی۔ جج چیف کورٹ ممبہا و لہور۔	۶۹۷
۶۹۸	جناب ملک محمد دین صاحب افسر انوار ریاست " "	۶۹۸
۶۹۹	جناب میر واحد علی صاحب منصف و مجسٹریٹ پٹنجا آباد ریاست " "	۶۹۹
۷۰۰	جناب سید غلام علی شاہ صاحب منصف و مجسٹریٹ احمد پور سیٹ " "	۷۰۰
۷۰۱	جناب سید غلام مرتضیٰ صاحب قلعہ دار و بہادر " "	۷۰۱
۷۰۲	جناب بابہ محمد عبدالحمید صاحب بی۔ اے۔ پرنسپل کالج ریاست " "	۷۰۲
۷۰۳	جناب شیخ غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار الہ آباد۔	۷۰۳

نمبر شمار	نام	رقم
۷۰۴	جناب منشی محمد یار خان صاحب تحصیلدار بھاول نگر ریاست بھبالپور	ص
۷۰۵	جناب منشی بن خان صاحب پیکٹر پولیس منجن آباد ریاست	ص
۷۰۶	جناب سردار محمد عبد اللہ خان صاحب ایجنٹن فوج	ص
۷۰۷	جناب شیخ الانجمن صاحب سپرنٹنڈنٹ بند و سبب خیر پور	ص
۷۰۸	جناب محمد کمال خان صاحب ضلع دارنہر پختوہ اوج شریف ریاست	ص
۷۰۹	جناب بی محمد علی صاحب ضلع دارنہر صادقہ غوبہ جیم یا زخان	ص
۷۱۰	جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر ضلع دارگوٹہ جیپی	ص
۷۱۱	جناب مولوی نور الدین صاحب افسر مدرس عربیہ	ص
۷۱۲	جناب شیخ نور احمد خان صاحب سب پیکٹر پولیس گونچر اضلع لاہور	ص
۷۱۳	جناب منشی غلام رسول صاحب سرپرست بھوڑا ریاست	ص
۷۱۴	جناب عبد الغفریہ خان صاحب رشتہ دار تری مہر کونسل آف بکنی	ص
۷۱۵	جناب کٹر محمد زین صاحب ڈیکل افسر و افسر تعلقات ریاست	ص
(معرفت جناب بنو نظام الدین صاحب تاجر چرم امت سر)		
۷۱۶	جناب میاں حسام الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر	ص
(بذریعہ سیکرٹری صاحب بن اندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)		
۷۱۷	جناب مولوی منعم الدین صاحب اگر امیر گورنمنٹ مونو ٹاپ پریس شملہ	ع
۷۱۸	جناب مولوی عبدالرب صاحب خاں مولوی منعم الدین صاحب کوہر	ع
۷۱۹	جناب عبدالرزاق صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب	ع

نمبر شمار	نام	رقم
۷۲۰	جناب محمد احمد صاحب خلف مولوی منعم الدین صاحب - شملہ	۷۱
۷۲۱	جناب محمد امام محی الدین صاحب گھنٹو خیدہ جامع مسجد گھنٹو بلا تفصیل	۷۲
	(اشاعت اسلام)	
نمبر شمار	نام	رقم
۱	جناب مفتی محمد صاحب اسٹوکیہ چھاونی جالندھر (تاجی مولنا شاہ سلیمان صاحب)	۷۳
۲	جناب احمد دین صاحب سردا کالی وزیرستان	۷۴
۳	جناب احمد دین صاحب پولیکیل تحصیلدار وانا ساوتھ وزیرستان	۷۵
۴	جناب عثمان غنی صاحب تارگھر نیو پنجاب	۷۶
	(در اجلاس دہلی ۱۹۱۰ء)	
	صاحب	
۵	جناب حافظ عبد الغفور صاحب کارخانہ دار فضل برنجی سنڈی علی گڑھ	۷۷
۶	جناب حافظ عبد الغفور صاحب نظام محمد نقی صاحب پدرون گنج	۷۸
۷	جناب ارشاد الدین صاحب	۷۹
۸	جناب ملک محمد الدین صاحب بھاد پور	۸۰
۹	جناب عبد اللہ خان صاحب غانی پوری	۸۱
۱۰	جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب شیدی پورہ دلی	۸۲

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱	جناب محمد یعقوب صاحب شیدی پورہ دلی -	۵
۱۲	جناب منور حسن صاحب	۵۸
۱۳	جناب مولوی عبداللطیف صاحب خلف مولوی عبدالاحد صاحب الگ مطبع مجتبیائی دہلی -	۵
۱۴	جناب ملک الدین صاحب بھاو پور -	۵۷
۱۵	جناب مولوی محمد عالم صاحب کپیل قنوج -	۵۸
۱۶	جناب خورشید عالم صاحب کلرک ڈوینرل کورٹ سیالکوٹ -	۵۹
۱۷	جناب کمال الدین صاحب ریواڑی -	۵۸
۱۸	جناب عبدالکبیر صاحب دہلی -	۵
۱۹	جناب عاشق حسین صاحب انجیر دلی -	۵۸
۲۰	جناب سید رشید احمد صاحب خلف امام صاحب جامع مسجد دلی -	۵۸
۲۱	جناب فخر احمد صاحب پانی پت ضلع کرنل -	۵۸
۲۲	جناب حبیب اللہ صاحب ٹھیکہ دار چھاوئی جالندھر -	۵۹
۲۳	جناب شفیع الحسن صاحب ہلی -	۵۸
۲۴	جناب وزیر حسن صاحب بریلی -	۵۸
۲۵	جناب میر محمد صاحب ملازم حافظ عبدالکریم صاحب میرٹھ -	۵۸
۲۶	جناب محمد رشید صاحب کلرک سپرنٹنڈنٹ پوسٹ آفس دلی -	۵۸
۲۷	جناب مولوی عبدالشکور صاحب آنریری مجسٹریٹ فرید آباد دلی -	۵۸
۲۸	جناب معلوم علی صاحب دلی -	۵۸
۲۹	جناب حکیم جواد حسن صاحب گورکھ پور تگی سالانہ شکر -	۵
۳۰	جناب عبدالرحمن صاحب نوا شہر ضلع جالندھر -	۵۸

نمبر شمار	نام	رقم
۳۱	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب فیروز پور۔	عہ
۳۲	جناب کیم محمد احمد صاحب موگا ضلع فیروز پور۔	عہ
۳۳	جناب اشفاق احمد صاحب پھانک جٹش خاں دلی۔	عہ
۳۴	جناب محمد اشرف صاحب ہوشیار پور۔	صہ
۳۵	جناب ناشق حسین صاحب انجنیر مالیر کوٹلہ۔	صہ
۳۶	جناب مولوی محمد امیر صاحب سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ ریاست بھاو پور۔	۵۶
۳۷	جناب محمد قدرت اللہ صاحب زیندار ساکن قصبہ سیدو بارہ ضلع بجنور۔	۵۷
۳۸	جناب سوداگر صاحب کوہ الموڑہ مظفرنگر۔	عہ
۳۹	جناب شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آزریری محبٹرٹ امرتسر۔	۵۸
۴۰	جناب آزیل مولوی محمد نسیم صاحب بی۔ اے وکیل ہائیکورٹ لکھنؤ۔	۵۹
۴۱	جناب مولوی قاضی شیخ محمود صاحب خلع مولانا شیخ محمد صاحب تھانہ بھون ضلع مظفرنگر۔	۶۰
۴۲	جناب بیوہ خان بہادر مولوی عبدالحی صاحب بق کٹر اسٹنٹ لکشنر سیٹل منٹ افسر پنجاب کن فرید آباد ضلع دہلی۔	۶۱

نمبر شمار	نام	رقم
	زکوٰۃ ندوۃ العلماء	
۱	جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار جسٹس گنج ضلع اونا۔	۱۵
۲	جناب شاہ محمد فاضل صاحب جرنل حرنیٹ و کمیشن ایجنٹ لکھنؤ۔ (معرفت احمد رسول فاضل صاحب) (قیمت چرم قربانی دو کھال)۔	۱۴
	(بذریعہ سکرٹری صاحب معین الہند و شملہ بابت ۱۹۰۸ء قیمت	
	چرم شربانی	
۳	جناب میاں عبد الغفور صاحب گانور شملہ۔ (۲ عدد و کھال)	۱۳
۴	جناب منشی قادر بخش صاحب ریلوے بورڈ شملہ (۱ عدد و کھال)	۱۲
۵	جناب بابو عبد العزیز صاحب ورسیہ منیو جیل بورڈ شملہ (۱ عدد و کھال)۔	۱۱
۶	جناب بابو عبد القادر صاحب شملہ۔	۱۰
۷	چند عید الضحیٰ شملہ (۲ عدد و کھال)	۹
	(معرفت جناب حکیم مولوی عبد اللہ صاحب پشاور)	
۸	جناب ماسٹر سید احمد صاحب پشاور۔	۸
۹	جناب مولوی امام الدین صاحب ”	۷
	(متفرد)	
۱۰	جناب الہ دین صاحب وٹرنری سسٹنٹ قرآنی ریٹاؤ واپارٹنٹ سیرنوپورہ	۶

نمبر شمار	نام	رقم
	پوسٹ ایسٹ آباد ضلع ہزارہ۔	
۱۱	جناب منشی سلطان علی صاحب گرد اور قانونگوی میا قی ضلع ہوشیار پور	ص
۱۲	جناب غلام حیدر صاحب ہیڈ کلرک دفتر نرا پر چناب گوجرانوالہ	ل
۱۳	جناب مولوی بدیع الدین صاحب مدرس لور اسکول پشاور۔	ص
۱۴	جناب محمد مرزا صاحب تعلقہ دار اورنگ آباد پوسٹ مسرکہ ضلع	ص
	سیتا پور معرفت جناب سہیل خان صاحب دیوان یاست بابت ہدیہ قرآن مجید	
۱۵	جناب مولوی عبدالحمید صاحب وکیل راس بریلی۔	ص
۱۶	جناب غلام جیلانی صاحب پشتر منصف مقیم لائل پور۔	ص
۱۷	جناب سید محمد صاحب سٹوکیپر محکمہ کسٹس چھاونی جالندھر۔	ص
۱۸	جناب کیم مولوی فضل محمد صاحب رئیس محلہ نوا شہر	ع
۱۹	جناب محمود خان صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ نالون ڈاکٹ نہ ٹنگ ٹنگ	ص
	ضلع چھامون اپر برہما۔	
۲۰	جناب شیخ نثار الرحمن صاحب زمیندار بڑا گانوں ضلع بارہ بکی۔	ص
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۲۱	جناب حاجی منشی عبدالرحیم صاحب تاجر چرم۔	ص
۲۲	جناب ڈاکٹر حکیم شیخ ظہور الاسلام صاحب ریاست پٹیالہ	ص
	(متفرد)	
۲۳	جناب محمد شرافت اللہ صاحب دفتر جبرار گورکھ پور۔	ص

نمبر شمار	نام	رقم
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
۲۴	جناب خالص صاحب یا محمد خالص صاحب رئیس حجان خیلان ضلع ہوشیار پور	۵
۲۵	جناب منشی میران بخش صاحب پٹواری	۵
	(معرفت قاضی فضل الرحمن صاحب وکیل ندوہ)	
۲۶	جناب عبدالحمید صاحب چوب فروش چوب سنڈی پشاور	۵
۲۷	جناب محمد رفیع خان صاحب	۵
۲۸	جناب قاضی عبدالرحمن صاحب قاضی خیلان	۵
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری)	
۲۹	جناب اہلیہ محترمہ خان بہادر ڈاکٹر جان محمد صاحب مرحوم نور محل	۵
	جalandھر محلہ سبزی فروشان	
۳۰	جناب حاجی محمد اسماعیل صاحب سوداگر نمبر کپٹو منٹ کپٹا دنی جاندھر	۵
	(نذریہ سکرٹری محین الندوہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)	
۳۱	جناب معلوم الاسم صاحب معرفت منشی احمد حسن خالص صاحب شملہ	۵
۳۲	جناب اہلیہ محترمہ جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ	۵

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ تیسیم خانہ)	
۱	جناب چودہری محمد ابراہیم صاحب نیجر ریاست بختیار پور پست کھنیا بازار ضلع موئگیر۔	۵
	(فروخت روئداو)	
۱	فروخت روئداو یک جلد۔	۸
	(وقف علی الاولاد)	
۱	جناب محمد قدرت اللہ صاحب زمیندار سیو بارہ ضلع بجنور۔ سوداگر کوہ المورہ۔	۵
	فہرست چندہ دارالعلوم من ابتدای یکم اپریل ۱۹۰۹ء لغایت ۳۱ مارچ ۱۹۱۰ء	
۱	عطیہ ماہوار گوئرنمنٹ (گرائنڈ ان ایڈ) من ابتدا ۱ جولائی ۱۹۰۹ء لغایت جنوری ۱۹۱۰ء۔	۱۹۰۹ ۳۱

نمبر شمار	نام	رتبہ
(۲)	عطیہ مانو اور حضور ہر ہائش بگ صاحبہ بہادر جی - سی - آئی - اسٹ	ایف
	والیہ ریاست بھوپال - خلدائے ملکہ	
(۳)	عطیہ سالانہ جناب نواب صاحب بہادر بالقابہ ریاست بھادلوپور	سار
	(عطیہ تعمیر ورسگاہ دارالعلوم)	
(۴)	علی جناب جدہ ماجدہ ہر ہائش نواب صاحب بہادر والی ریاست بھادلوپور	۳۱۰۰۰
(۵)	عطیہ سالانہ ہر ہائش آغا خان بہادر بابت ۱۹۱۰ء	صا
	(آمدنی جائداد و وقفہ)	
(۶)	جناب مولوی محمد خدایار خان صاحب متولی اوقاف موضع بھرتناپور ضلع بریلی	س
(۷)	آمدنی اوقاف موضع حمزہ پور تحصیل تلہر ضلع شاہ جہانپور مرسلہ تحصیل	۹۱۴
	صاحب تلہر بذریعہ منی آرڈر	
(۸)	اگر ایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکھنؤ	سابعہ
		۸

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ دار العلوم)	
۱	جناب مبارک الدخان صاحب دیوبند نواب عظیم الدین خان صاحب بہاؤ تعلقہ دار و منصب دار سرکار آصفیہ حیدر آباد دکن۔	۳۴
۲	جناب شیخ کریم اللہ صاحب ڈاکٹر ریاست پٹیالہ	۳۵
۳	جناب محمد صدیق صاحب پوسٹ ہریال پوچی - آئی۔ پی۔ ریکو اسٹیشن	۳۶
۴	جناب محمد اکبر خاں صاحب بیس نقبہ ہمت پور تحصیل نکو در ضلع جالندہ بہ تقریب شادی فرزند جناب اسد اللہ خان صاحب	۳۷
۵	عطیہ مولوی محمود علی صاحب پروفیسر زندھیر کالج ریاست کپورتھلہ پنجاب	۳۸
	(بذریعہ سکرٹری صاحب معین اللہ وہ شملہ بابت ۱۹۰۸ء)	
۶	جناب غلام کبریا خان صاحب جحدار و فتری گورنمنٹ پریس شملہ	۳۹
۷	جناب عبدالحق صاحب و فتری	۴۰
۸	جناب کریم بخش صاحب نمبر (۱)	۴۱
۹	جناب علی بخش صاحب	۴۲
۱۰	جناب علی اشرف صاحب	۴۳
۱۱	جناب عبد الرحمن صاحب نمبر (۲)	۴۴
۱۲	جناب رحمت اللہ صاحب و فتری مانو ٹاپ پریس	۴۵
۱۳	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ -	۴۶
۱۴	جناب منشی عصمت اللہ صاحب فٹاٹس ڈیپارٹمنٹ	۴۷

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵	جناب میاں عبدالقادر صاحب ٹھیکہ وارساکن کالکا	۷۷
۱۶	جناب بابو غلام محی الدین صاحب شملہ	۷۸
۱۷	جناب علی بخش صاحب چوکیدار شملہ	۷۹
۱۸	جناب ہاکو صاحب " "	۸۰
۱۹	جناب بابو عمر دین صاحب کپاڑیٹر گورنمنٹ پریس کوہ شملہ	۸۱
۲۰	جناب بابو شہاب الدین صاحب کلک رک دفتر آب و ہوا	۸۲
۲۱	جناب سٹر جان محمد صاحب " "	۸۳
۲۲	جناب بابو برکت علی صاحب " "	۸۴
۲۳	جناب بابو محمد بخش صاحب " "	۸۵
۲۴	جناب میاں عبدالغنی صاحب ہٹ " "	۸۶
۲۵	جناب سٹر محمد اکرام صاحب " "	۸۷
۲۶	جناب میاں عبدالغفری صاحب " "	۸۸
۲۷	جناب بابو مولانا بخش صاحب " "	۸۹
۲۸	جناب میاں محمد علی صاحب جمعدار " "	۹۰
۲۹	جناب بابو شمس الحق صاحب " "	۹۱
۳۰	جناب بابو بدر الدین صاحب کلک رک الاؤنس بینک کوہ شملہ	۹۲
۳۱	چندہ عید الفطر کوہ شملہ	۹۳
۳۲	جناب بابو عبداللطیف صاحب شملہ بروز عید الفطر	۹۴
۳۳	جناب نامعلوم الاسم صاحب معرفت عبدالستار صاحب کوہ شملہ	۹۵
۳۴	جناب پڑپراٹر صاحب بمبئی ہاؤس	۹۶

نمبر شمار	نام	رقم
۳۵	جناب حکیم غلام نبی صاحب معرفت سیر عبدالستار صاحب کوہ شملہ	۴۱
۳۶	جناب لالہ گنگارام صاحب	۴۲
۳۷	جناب سید جواد شاہ صاحب ٹھیکہ دار	۴۳
۳۸	جناب پرویز پرائیٹر صاحب کابل ہاؤس	۴۴
۳۹	جناب امیر بخش صاحب گھڑی ساز	۴۵
۴۰	جناب محمد جو صاحب بساطی	۴۶
۴۱	جناب شکور علی صاحب ٹھیکہ دار	۴۷
۴۲	جناب عبدالخالق صاحب ہلال مرچنٹ	۴۸
۴۳	جناب علی محمد صاحب	۴۹
۴۴	جناب لکھن ڈار صاحب	۵۰
۴۵	جناب غلام محمد جو صاحب امرتسری	۵۱
۴۶	جناب حاجی عبدالقہار صاحب کشمیری	۵۲
۴۷	جناب خواجہ کبیر جو صاحب	۵۳
۴۸	جناب شیخ علی محمد صاحب جام فروش	۵۴
۴۹	جناب نظام الدین صاحب مصری فروش	۵۵
۵۰	جناب بابو غلام مصطفیٰ صاحب سگریٹ مرچنٹ	۵۶
۵۱	جناب محمد زکریا صاحب گھڑی ساز	۵۷
۵۲	جناب محمد اکبر خاں صاحب کابل کپنی	۵۸
۵۳	جناب غلام شیخ صاحب	۵۹
۵۴	جناب اسد اللہ صاحب ہلال مرچنٹ	۶۰

نمبر شمار	نام	رقم
۵۵	جناب حاجی لس جو صاحب	۴۴ شملہ
۵۶	جناب محمد شعبان جو احمد صاحبان	۴۴ "
۵۷	جناب عیون صاحب زغال فروش	۴۲ "
۵۸	جناب غلام محمد صاحب مال خرپٹ	۴۴ "
۵۹	جناب حبیب اللہ صاحب مال خرپٹ	۴۲ "
۶۰	جناب غلام نبی صاحب ٹیلر ماسٹر	۴۴ "
۶۱	جناب خاکسار صاحب	۴۹ "
۶۲	جناب غلام رسول صاحب خیاط	۴۱ "
۶۳	جناب ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر	۴۴ "
۶۴	جناب نظام الدین صاحب	۴۲ "
۶۵	جناب میر نادر حسین صاحب دہلوی	۴۴ "
۶۶	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب مالک ٹیکسٹائل مال	۴۳ "
۶۷	جناب خیر الدین صاحب ٹیلر ماسٹر	۴۴ "
۶۸	جناب ماموں صاحب ٹھیکہ دار	۴۴ عمار
۶۹	جناب شیخ محبوب الہی صاحب	۴۴ عمار
۷۰	جناب عبد القدوس صاحب قلعی گر	۴۱ "
۷۱	جناب عبد الغنی صاحب جنت فروش	۴۴ "
۷۲	جناب قدرت اللہ صاحب بباطی	۴۴ "
۷۳	جناب شیخ شرف و عبد الغنی صاحبان تنباکو فروش	۴۴ عمار
۷۴	جناب چودھری مولانجش صاحب	۴۴ "

نمبر شمار	نام	رقم
۷۵	جناب کبیر جو صاحب زرگر۔	۴۴
۷۶	جناب ماسٹر عبد الغریز صاحب	۲
۷۷	جناب حکیم شفیق الرحمن صاحب	۲
۷۸	جناب وزیر الدین صاحب زرگر۔	۸۸
۷۹	جناب امیر خاں صاحب و ملاجی تبا کو فروش۔	۴۴
۸۰	جناب ابرہیم صاحب سبزی فروش۔	۲
۸۱	جناب میر نثار علی صاحب ٹین ساز۔	۷۷
۸۲	جناب عبد اللہ صاحب خیاط۔	۴۴
۸۳	جناب عزیز ڈار صاحب۔	۸
۸۴	جناب منشی فضل احمد صاحب عطار	۲
۸۵	جناب ستری کفایت اللہ صاحب۔	۱
۸۶	جناب منشی اکبر صاحب مونو ٹائپ پریس	۷۷
۸۷	جناب مرزا محمد بیگ صاحب ونداں ساز۔	۷۷
۸۸	جناب مرزا احلم بیگ صاحب۔	۸
۸۹	جناب سردار نتھ سنگھ صاحب یلوے بورڈ	۸۸
۹۰	جناب منعم الدین صاحب اکرا سینر مونو ٹائپ پریس	۷۷
۹۱	الندرون خان جناب منشی قادر بخش صاحب ریلوے بورڈ	۷۷
۹۲	جناب منشی الہ بخش صاحب کیشن ہولڈر مونو ٹائپ پریس	۷۷
۹۳	جناب شیخ ولایت علی صاحب ٹائپ	۴۴
۹۴	جناب منشی سراج الدین صاحب کمپازٹر	۴۴

نمبر شمار	نام	رقم
۹۵	جناب منشی احمد حسن صاحب مونوٹائپ پریس کی بورڈ۔	شملہ
۹۶	جناب منشی اللہ دیا صاحب کاپی ہولڈر مونوٹائپ پریس۔	"
۹۷	جناب لالہ منو حلال صاحب ریو آنر۔	"
۹۸	جناب منشی خورشید محمد صاحب کمپاز میٹر۔	"
۹۹	جناب بابو بشیر احمد صاحب	"
۱۰۰	جناب بابو روشن علی صاحب	"
۱۰۱	جناب بابو عبدالرشید خان صاحب	"
۱۰۲	جناب بابو فقیر خند داں صاحب	"
۱۰۳	جناب منشی سید احمد صاحب	"
۱۰۴	جناب منشی محمد احسن صاحب	"
۱۰۵	جناب منشی نور محمد صاحب	"
۱۰۶	جناب منشی ولی محمد صاحب	"
۱۰۷	جناب منشی محمد عثمان صاحب	"
۱۰۸	جناب منشی محمد خلیل صاحب	"
۱۰۹	نامعلوم الاسم۔	"
۱۱۰	جناب منشی نبی بخش صاحب ہیڈ ڈسٹری بیوٹر	"
۱۱۱	جناب منشی عبدالکریم صاحب	"
۱۱۲	جناب منشی الحاج بخش صاحب	"
۱۱۳	جناب نامعلوم الاسم۔	"
۱۱۴	جناب منشی عبدالحمید صاحب	"

نمبر شمار	نام	رقم
	(متفرق)	
۱۱۵	جناب موسیٰ حاجی اسماعیل سیٹھ صاحب الہی	۵۵
۱۱۶	جناب احمد شاہ صاحب برادر احمد شاہ صاحب مرحوم۔ معرفت	۵۶
	جناب شیخ عبدالصمد صاحب لکڑ و رئیس بارہ مولا کشمیر	
۱۱۷	جناب منشی محمد یعقوب علی صاحب منیجر ریاست جناب منشی احمد شاہ علی	۵۷
	صاحب رئیس کاکوری۔	
	(بذریعہ مرزا غلام مصطفیٰ صاحب سسٹنٹ کورٹ انسپکٹر کشمیر)	
۱۱۸	جناب مرزا جلال الدین صاحب تحصیلدار۔	۵۸
۱۱۹	معرفت مرزا جلال الدین صاحب	۵۹
۱۲۰	جناب خواجہ غفار جو صاحب لکڑ و رئیس بارہ مولا	۶۰
۱۲۱	جناب محمد جان صاحب سو و اگر پشینہ۔	۶۱
۱۲۲	جناب عزیز جان صاحب نقاش	۶۲
۱۲۳	جناب قاضی مختار شاہ صاحب دوکاندار۔	۶۳
۱۲۴	جناب حکیم سید حسن صاحب سسٹنٹ گورنر کلرک۔	۶۴
	(متفرق)	
۱۲۵	جناب شیخ سالار مسعود صاحب عادل آباد ریاست	۶۵
	حیدر آباد و کن۔	

نمبر شمار	نام	رقم
	(معرفت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۱۲۶	جناب شیخ عبد المجید صاحب سوداگر صدر بازار چھاوئی انبالہ۔	عار
۱۲۷	جناب حاجی سچ اللہ صاحب رئیس " " " "	عار
	(معرفت مولوی حبیب احمد صاحب رئیس بنارس)	
۱۲۸	جناب محمد علی صاحب غلہ فروش۔	بنارس۔
۱۲۹	جناب منشی رضی الدین احمد صاحب۔	عار
۱۳۰	جناب مولوی حبیب احمد صاحب رئیس۔	عار
۱۳۱	جناب محمد ماہ یار خاں صاحب اسٹیشن ماسٹر۔	عار
۱۳۲	جناب حاجی حکیم ممدی حسن صاحب۔	عار
	(بذریعہ سکرٹری معین اللہ وہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)	
۱۳۳	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بیضہ فروش مارکیٹ کوہ شملہ۔	بیہ
	(معرفت جناب لنا حبیب الرحمن صاحب شروانی رئیس)	
	بھیکن پور ضلع علی گڑھ،	
۱۳۴	علیہ عالی جناب وزیر صاحب بہادر بالقابہ ریاست جونا گڑھ	۳۰۰ سار
	(کاٹھیا واڑ)	

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ تعمیر مسجد)	
۱	جناب حاجی علی جان صاحب رئیس و تاجر دہلی۔ بذریعہ جناب نواب محمد سعید خان صاحب رئیس دہلی۔	۱۰۰ مار
	(چندہ تعمیر بورڈنگ)	
۱	جناب محمد اکرم خاں صاحب بنی۔ اسے نائب تحصیلدار چارسدہ پشاور (منجملہ موعودہ سور و سپیکہ)	۵۰
۲	جناب منشی دوست محمد خاں صاحب و اصلباقی نویس رئیس عظم گڑھ۔	۵۰
۳	جناب اہلیہ محترمہ منشی احمد حسن خان صاحب قریح آبادی کپوڑ ٹیر مولو نائب پریس کوہ شملہ	۵۰
	(بسمعی مولوی غلام محمد صاحب ملومی وکیل ندوۃ العلماء) صالحہ	
۴	جناب میر احمد صاحب سیٹی رئیس۔	۵۰ پشاور
۵	جناب سیال محمد عالم صاحب لنگی فروش بازار اندر شہر۔	۱۰ مار
۶	جناب خانصاحب غلام سرور خان صاحب ٹھیکہ دار کابلی دروازہ۔	۱۰ مار
۷	جناب سیال غلام صدیقی صاحب ٹھیکہ دار محلہ شاہ غازی نسیم۔	۱۰ مار
۸	جناب حکیم محمد امین صاحب مفت حکیم عبداللہ صاحب بازار قصہ خوانی۔	۵۰

نمبر شمار	نام	رقم
۹	جناب خواجہ سجاد حسین صاحب بی۔ ایک انسپکٹر جنرل سررشتہ تعلیم و سرحدی پٹنہ	۵۵
۱۰	چندہ معرفت ڈاکٹر محمد عظیم خان صاحب اسٹنٹ سرجن پشاور۔	۵۶
۱۱	چندہ جناب مرزا محمد یعقوب صاحب معرفت مکیم محمد امین صاحب۔	۵۷
۱۲	جناب میر جیل احمد صاحب ناظر عدالت چیف کشنری۔	۵۸
۱۳	جناب سیال محمد تقسیم صاحب ٹھیکہ دار۔	۵۹
(متفرق -)		
۱۴	جناب بیگم صاحبہ بہادر اہلیہ ہیرا نئس نواب صاحب جنجوعہ مردوہ بمبئی (معرفت کمونسٹ نیشنلی صاحب نعمانی)	۶۰
۱۵	جناب سیال عنوان الدین صاحب کا کاخیل جاگیر دار سرحدی مردان ضلع پشاور (مذریعہ فروخت زیورات اہلیہ مرحومہ خود برای ایصال ثواب)	۶۱
(از سحرز خوانین مدراس معرفت مولانا عبد السبحان صاحب)		
تاجرو رئیس گوڈاؤن اسٹریٹ مدراس)		
الطاف		
۱۶	جناب اہلیہ محترمہ بی امین الدین صاحب مدراس۔	۶۲
۱۷	جناب اہلیہ محترمہ مولانا عبد السبحان صاحب رئیس گوڈاؤن اسٹریٹ مدراس۔	۶۳
۱۸	جناب والدہ محترمہ نواب غلام احمد صاحب رئیس کل رو منڈل کولار صوبہ میسور۔	۶۴
۱۹	جناب اہلیہ محترمہ جناب محمد صفدر حسین صاحب بی۔ مدراس۔	۶۵

نمبر شمار	نام	رقم
۲۰	جناب الدہ محترمہ جناب اسماعیل سید صاحب مغموم۔	مدراس
۲۱	جناب اہلیہ محترمہ ملیا لم ابراہیم صاحب۔	"
۲۲	جناب اہلیہ محترمہ جناب دادا غنی محمد ابراہیم صاحب	"
۲۳	جناب اہلیہ محترمہ جناب مولوی حاجی ضیاء الدین محمد صاحب	"
۲۴	جناب اہلیہ محترمہ جناب عبد الحمید حسن سید صاحب	"
۲۵	جناب اہلیہ محترمہ بی۔ ایم غایت اللہ صاحب	"
۲۶	جناب اہلیہ محترمہ جناب سانگڑی عبد اللطیف صاحب	"
۲۷	جناب اہلیہ محترمہ جناب ملنگ عبد الرحمن صاحب	"
۲۸	جناب اہلیہ محترمہ جناب سی عبد الحکیم صاحب	"
۲۹	جناب والدہ صاحبہ	"
۳۰	جناب اہلیہ محترمہ جناب خان بہادر الحان محمد عبد الغزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصلی۔	"
۳۱	جناب اہلیہ محترمہ جناب بہوکار حاجی محمد پادشاہ صاحب	"
۳۲	جناب ساہوکار محمد نجمہ واللہ پادشاہ صاحب	"
۳۳	محل جناب نواب رؤف احمد خان صاحب بہادر پرتو	"
۳۴	محل جناب محمد انور صاحب مرحوم ہشیرہ جناب نواب رؤف احمد خان صاحب بہادر پرتو	"
۳۵	جناب اہلیہ جناب شیخ احمد صاحب تاجر ویلوری۔	مدراس
۳۶	جناب اہلیہ عبد القادر صاحب ویلوری۔	مدراس
۳۷	جناب اہلیہ عبد الرحمن صاحب ویلوری۔	مدراس

نمبر شمار	نام	رقم
۳۸	خواتین کوچہ حکیمان محلہ محفوظ خان باغ۔	۳۸
۳۹	جناب والدہ محترمہ جناب یعقوب حسن سیٹھ صاحب۔	۳۹
۴۰	جناب ہوکا محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب	۴۰
۴۱	محل جناب خان بہادر غلام محمود صاحب مہاجر۔	۴۱
۴۲	محل جناب غوث محی الدین صاحب مہاجر۔	۴۲
۴۳	محل جناب محمد حسین صاحب۔	۴۳
۴۴	محل جناب غلام علی صاحب۔	۴۴
۴۵	محل جناب قادر محی الدین صاحب۔	۴۵
۴۶	محل جناب محمد حبیب اللہ صاحب مرحوم۔	۴۶
۴۷	محل جناب احمد اللہ صاحب مرحوم۔	۴۷
۴۸	محل جناب محمد عبدالقادر صاحب جدی۔	۴۸
۴۹	محل جناب سلطان محی الدین صاحب جدی۔	۴۹
۵۰	محل جناب محمد معین الدین صاحب	۵۰
۵۱	محل جناب محمد محی الدین احمد صاحب مہاجر۔	۵۱
۵۲	محل جناب محمد زندہ صاحب	۵۲
۵۳	محل جناب غلام غفلت اللہ صاحب قرشی۔	۵۳
۵۴	محل جناب سید نجم الدین علی صاحب رضوی۔	۵۴
۵۵	محل جناب حاجی قادر حسین صاحب	۵۵
۵۶	محل جناب محمد غوث صاحب چیدہ۔	۵۶
۵۷	محل جناب دستگیر صاحب مرحوم۔	۵۷

نمبر شمار	نام	رقم
۷۱	جناب راجہ صاحب بہادر ملک طالب ممدی خان صاحب بہادر ریونیو ممبر کونسل آف ریجنی ریاست۔ بھاولپور	۷۱
۷۲	جناب مولوی محمد الدین صاحب بہادر چیف کورٹ ریاست	۷۲
۷۳	جناب مولوی محمد عبدالملک صاحب بہادر افسر مال ریاست۔	۷۳
۷۴	جناب ملک محمد دین صاحب بہادر افسر انہار۔	۷۴
۷۵	جناب صاحبزادہ محمد حاجی خان صاحب بہادر عباسی۔	۷۵
۷۶	جناب شیخ حسین بخش صاحب ناظم ضلع۔	۷۶
۷۷	جناب بابو محمد عبدالحمید صاحب بی۔ ایچ۔ پرنسپل کالج ریاست۔	۷۷
۷۸	جناب شیخ محمد حسن صاحب بی۔ ایچ۔ منصف ریاست۔	۷۸
۷۹	جناب بابو جان محمد صاحب انسپکٹر مدریس ریاست۔	۷۹
۸۰	جناب مولوی محمد صلح صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر کالج۔	۸۰
۸۱	جناب خان غلام حسین خان صاحب ڈاکٹر پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ۔	۸۱
۸۲	جناب شیخ عبدالواحد صاحب سررشتہ دار محکمہ عالیہ پریسیڈنٹ صاحب۔	۸۲
۸۳	جناب چودھری نجیب خان صاحب ڈسٹرکٹ جج ریاست۔	۸۳
۸۴	جناب شیخ عبدالغنی صاحب اڈیٹر حیات ریاست۔	۸۴
۸۵	جناب ماسٹر فتح محمد خاں صاحب بی۔ اے۔	۸۵
۸۶	جناب بریاں امیر علی صاحب ناظر دربار ریاست۔	۸۶
۸۷	جناب حاجی مستح محمد خاں صاحب ریاست۔	۸۷
۸۸	جناب عبدالغزیز خان صاحب سررشتہ دار فوج۔	۸۸
۸۹	جناب منشی غلام رسول صاحب سرپرست۔	۸۹

نمبر شمار	نام	رقم
۹۰	جناب مولوی غزنہ الرحمن صاحب	بھاولپور
۹۱	جناب شیخ محمد حنیف صاحب سر رشته دار انار ریست	عار
۹۲	جناب ماسٹر نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول	عار
۹۳	جناب قاضی غلام رسول صاحب کلرک فوج ریاست	عار
۹۴	جناب منشی غلام محمد صاحب محاسب دربار	عار
۹۵	جناب غلام محی الدین صاحب کلرک	عار
۹۶	جناب شیخ منشی غلام رسول صاحب الہد	عار
۹۷	جناب منشی غلام حیدر صاحب الہد انار	عار
۹۸	جناب منشی محمد عبد الرحمن صاحب	عار
۹۹	جناب شیر محمد صاحب الہد	عار
۱۰۰	جناب منشی فیض بخش صاحب کلرک دربار	عار
۱۰۱	جناب امیر علی شاہ صاحب الہد	عار
۱۰۲	جناب زین العابدین شاہ صاحب	عار
۱۰۳	جناب مولوی احمد بخش صاحب سر رشته دار فوج ریست	عار
۱۰۴	جناب منشی کریم بخش صاحب اہلکار پولیس	عار
۱۰۵	جناب شرف الدین خان صاحب لین انسر	عار
۱۰۶	جناب حکیم محمد اکرم صاحب محرر اول منصف	عار
۱۰۷	جناب حافظ محمد حنیف صاحب محافظ دفتر عدالت	عار
۱۰۸	جناب شیخ حامد علی صاحب الہد عدالت	عار
۱۰۹	جناب منشی ظہور احمد صاحب کلرک کلب	عار

نمبر شمار	نام	رقم
۱۱۰	جناب منشی فیض محمد صاحب اہلکار ڈسٹرکٹ کورٹ بھبھولپور	۸
۱۱۱	جناب الہ بخش صاحب اہلکار خزانہ۔	۸
۱۱۲	جناب منشی بڑے خان صاحب اہلکار انار	۴
۱۱۳	جناب منشی نور محمد صاحب اہلکار دربار ریاست۔	۴
۱۱۴	جناب محمد افضل صاحب اہلکار۔	۴
۱۱۵	جناب منشی احمد بخش صاحب۔	۴
۱۱۶	جناب عجاوب علی شاہ صاحب۔	۴
۱۱۷	جناب مولوی محمد افضل صاحب ناظر منصفی۔	۴
۱۱۸	جناب نور محمد صاحب اہلکار منصفی۔	۴
۱۱۹	جناب شیخ پیر بخش صاحب اہلکار صدر عدالت۔	۴
۱۲۰	جناب شیخ عبد الکریم صاحب اہلکار عدالت۔	۳
۱۲۱	جناب منشی شمس الدین صاحب اہلکار عدالت انار	۴
۱۲۲	جناب عبد الغفور صاحب ناظر۔	۴
۱۲۳	جناب محمد ناصر صاحب اہلکار انار۔	۲
۱۲۴	جناب فیض احمد صاحب۔	۲
۱۲۵	جناب عبد الرحمن صاحب انتھروکلرک	۲
۱۲۶	جناب عبد الرحیم صاحب۔	۲
۱۲۷	جناب عزیز محمد صاحب۔	۲
۱۲۸	جناب منشی قمر الدین صاحب۔	۲
۱۲۹	جناب عطا محمد صاحب۔	۲

نمبر شمار	نام	رقم
۱۳۰	جناب منشی غلام محمد صاحب سر رشته دار نظامت - بجا و پو	۱۲
۱۳۱	جناب منشی علی محمد صاحب -	۱۲
۱۳۲	جناب محمد حسن صاحب ابله دوشه خانه -	۱۲
۱۳۳	جناب محمد ابراهیم صاحب محرر تر وید -	۱۲
۱۳۴	جناب منشی الهی بخش صاحب ابله خزانه -	۱۲
۱۳۵	جناب غلام حیدر صاحب ابله کار خزانه -	۱
۱۳۶	جناب علیم الدین صاحب -	۱
۱۳۷	جناب الوداد محرر تر وید عدالت -	(۹)
۱۳۸	جناب لال شاه صاحب کانسٹبل -	(۶)
۱۳۹	جناب فوج رحمت نظام -	۱۵ (۳)
۱۴۰	عکله سطح -	عمر
۱۴۱	عکله سر رشته تعلیم -	عمر
۱۴۲	مستغرق چندہ -	عمر
۱۴۳	جناب مولوی سعید احمد صاحب محافظ و فتر محکمہ مال ریاست -	عمر
۱۴۴	جناب منشی غلام محمد صاحب -	عمر
۱۴۵	جناب صاحبزادہ دین محمد خاں صاحب -	عمر
۱۴۶	جناب منشی اللہ دیا صاحب -	عمر
۱۴۷	جناب منشی محمد اشرف صاحب -	عمر
۱۴۸	جناب حافظ محمد دوم بخش صاحب -	عمر
۱۴۹	جناب سید رحم علی شاه صاحب -	عمر

نمبر شمار	نام	رقم
۱۵۰	جناب حافظ عبدالرشید صاحب محکمہ مال	۸
۱۵۱	جناب منشی محمد عظیم صاحب	۴
۱۵۲	جناب منشی عطاء محمد صاحب	۲
۱۵۳	جناب منشی عبدالرزاق صاحب	۲
۱۵۴	جناب منشی غلام حبیلانی صاحب	۲
۱۵۵	جناب میر عبداللہ صاحب	۴
۱۵۶	جناب میر سراج الدین صاحب بہادر جج چیف کورٹ ریاست	۵
(متفرق)		
۱۵۷	جناب فاضل محمد اسماعیل صاحب کسٹس شہر ہما پور دار اعلیٰ دہلی	۵
۱۵۸	جناب سید مصطفیٰ حسن صاحب رئیس فرید آباد ضلع دہلی	۴
۱۵۹	جناب مولوی عبدالشکور صاحب زیری مجسٹریٹ فرید آباد ضلع دہلی	۴
۱۶۰	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بی۔ ۲۔ ایل۔ ایل بی کسٹس ٹانک پور الہ آباد	۴
۱۶۱	جناب حافظ نور الدین صاحب کوچہ میر عاشق علی دہلی	۵

نمبر شمار	نام	رقم
	(چندہ برای دعوت مولانا شبلی نعمانی و مولوی شملوی صاحب)	
۱	جناب حاجی کریم بخش صاحب بیٹھی رئیس پشاور۔	۱۷۵
۲	جناب خواجہ سجاد حسین صاحب بی۔ اسے افسر تعلیمات پشاور۔	۱۷۵
۳	جناب شیخ عبدالرشید صاحب محلہ ڈوھلان	۱۷۵
(مد وظائف)		
۱	جناب حاجی محمد حنیف صاحب الگاپاناٹک سٹریٹ مدراس۔	۱۷۵
۲	جناب محمد قادر حسین صاحب ملفرنزل حیدر آباد دکن۔	۱۷۵
۳	جناب مولوی بکرت اللہ صاحب نائب ریاست بلرام پور ضلع گونڈہ (سن ابتداء ای محرم ۱۳۲۷ھ سالانہ۔)	۱۷۵
۴	جناب خان بہادر نواب فزل اللہ خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ بھیکن پور ضلع علی گڑھ۔	۱۷۵
	(بذریعہ سکرٹری معین اللہ وہ شملہ بابت ۱۹۰۸ء)	
۵	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بیضہ فروش کوہ شملہ	۱۷۵
(متفرق)		
	جناب اہلیہ محترمہ نواب سید محمد نور الحسن خان صاحب رئیس لکھنؤ۔	۱۷۵

نمبر شمار	نام	رقم
۶	جناب ارشاد حسین صاحب موضع سمون ضلع فرخ آباد۔	۵
۷	جناب بیٹہ کریم بخش صاحب غلٹ میرا احمد صاحب مرحوم آزریری مجتبیٰ بساطا گل حسن پشاور۔	۵
۸	جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر سوریہ کالج الہ آباد۔ (بذریعہ مولوی غلام محمد صاحب شملو سی۔)	۵
۹	جناب شیہ حکیم محمد علی صاحب موجد روح جیون پوٹی مالک فیاضی شفا خانہ جموں (عہدہ ہوار از حبیب آباد)	۵
۱۰	جناب منشی شیر علی خان صاحب محرر آبادی تحصیل سمندری ضلع لائل پور	لور
۱۱	جناب مولوی محمد محمود عالم صاحب رئیس فیض آباد۔	۵
۱۲	جناب شیخ شہاب الدین صاحب وکیل رائے بریلی۔	۵
۱۳	جناب امیر الامران ناصر الاسلام شیخ بہار الدین صاحب وزیر سابق جونا گڑھ۔	۵
۱۴	جناب منشی عبد العزیز خان صاحب تیس مدرسہ رٹول ضلع میرٹھ۔	۵
۱۵	جناب محمد اسماعیل خاں صاحب اگرہ۔	۵
۱۶	جناب حافظ محمد عبد الغفور و حافظ محمد نفی صاحبان اینڈ کو علی گڑھ۔	۵
۱۷	جناب سید شاہ عزیز حسن صاحب مسرت خسرو پور بانکی پور پٹنہ۔	۵
۱۸	جناب حافظ محمد حسن صاحب معرفت مولوی اسحاق صاحب پروفیسر سمندریہ کالج پٹیالہ۔	۵
۱۹	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسٹنٹ سرجن پشاور۔	۵

نمبر شمار	نام	رقم
۲۰	جناب نواب محمد مرزا علی اللہ خان صاحب آذیری مجسٹریٹ ورئیس بھیکن پور ضلع علی گڑھ (از مد زکوٰۃ)	۵
۲۱	جناب مولوی برکت علی خاں صاحب ایم۔ اے۔ منصف لوہان ضلع جالندھر۔	۱۳
۲۲	جناب سید محمد شمس الدین صاحب منصف پنڈ وادن خان ضلع جیلیم	۵
۲۳	جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری۔	۵
۲۴	منجانب عمدہ داران انجمن تعلقداران ہند لکھنؤ معرفت منشی انتقام علی صاحب معتمد مال۔	۵
۲۵	جناب سید محمد اطہر صاحب نائب تحصیلدار سوراؤن ضلع الہ آباد۔	۵
۲۶	جناب منشی علی احمد صاحب پٹواری مال نمبر (۲۰۹۶) حلقہ سکھتالو تھبیل کشر ضلع فیروز پور۔ (معرفت اوٹیر صاحب وطن لاہور)	۱۵
۲۷	جناب نواب علی حسن خان صاحب بہادر بہ تقریب زہ کشانی و خروخو	۵
۲۸	جناب مسٹر شاہ حسین صاحب بیرسٹریٹ لاساکن گدیہ ضلع بارہ بنکی۔	۶
۲۹	جناب سید مقبول احمد صاحب کلکٹریٹ فنگلہ ضلع فرخ آباد۔	۶
۳۰	جناب حاجی امیر محمد خان صاحب کارخانہ اصغر علی و محمد علی خاں تاجر چوک لکھنؤ۔	۶
۳۱	جناب سید کریم بخش صاحب خواجہ سخی ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ورئیس پشاور	۷
۳۲	جناب امیر خان صاحب نائب پکٹر پولیس تھانہ دپوسٹ یکا ضلع پلاہ	۶
۳۳	جناب شیخ محمد نصیب صاحب بیرسٹریٹ لا حصار۔	۵
۳۴	جناب مرزا ظفر اللہ خان صاحب سبج سیکلٹ باہت شاہ	۷

نمبر شمار	نام	رقم
	(بذریعہ سکرٹری معین الذودہ شملہ بابت ۱۹۰۴ء)	
۳۵	جناب ابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین الذودہ شملہ	۵
۳۶	جناب ابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین الذودہ	۵
۳۷	جناب منشی قادر بخش صاحب کلرک ریلوے بورڈ	۵
۳۸	جناب حافظ قادر بخش صاحب	۵
۳۹	جناب عبد القادر صاحب ٹھیکہ دار	۵
۴۰	جناب محب حسین صاحب کاپی ہولڈر گورنمنٹ پریس کم	۵
۴۱	جناب منشی ممتاز حسین صاحب	۵
۴۲	جناب ابو عبد الغفر صاحب اور سیر نیپل	۵
۴۳	جناب قومی گدا صاحب جھجر ضلع ریتنگ	۵
(چندہ وظائف مستقل مدراس معرفت مولانا عبد الشہان صاحب)		
	رئیس گڈنگ لگی مدراس	
۴۴	جناب ایم۔ اے۔ حیات پاچا صاحب	۵
۴۵	جناب خان بہادر الحان محمد عبد الغفری پادشاہ صاحب	۵
۴۶	جناب مولانا عبد الشہان صاحب	۵
۴۷	جناب اہلیہ محترمہ مولانا عبد الشہان صاحب	۵
۴۸	جناب محمد محمود اللہ پادشاہ صاحب	۵
۴۹	جناب حاجی بدر الدین صاحب	۵

نمبر شمار	نام	رقم
۵۰	جناب فی امین الدین صاحب۔	۵۰
۵۱	جناب چلم کار عبد اللطیف صاحب	۵۱
۵۲	جناب حاجی عبد الرحمن صاحب لمیالم۔	۵۲
۵۳	جناب کنم پاڈی عبد القادر صاحب	۵۳
۵۴	جناب عبد الکریم صاحب فاروقی	۵۴
<p>چند مستقل سالانہ</p> <p>(بذریعہ جناب بیٹر کریم بخش صاحب نجی اجمعی رئیس پشاور)</p> <p>بسی مولوی غلام محمد صاحب شملوی)</p>		
۱	جناب شیر احمد صاحب خواجہ اجمعی رئیس پشاور	۵۵
۲	جناب نصاب حافظ زین العابدین صاحب انپکٹر	۵۶
۳	جناب کرم محمد عظیم صاحب اسٹنٹ سرجن ہسپتال	۵۷
۴	جناب تید لعل پاڈشاہ صاحب	۵۸
(متفرق)		
۵	جناب مولوی محمد حسن صاحب مقیہ رئیس بیجائی کلا۔	۵۹

نمبر شمار	نام	رقم
	(انعام طلبہ واقع جلسہ دہلی)	
۱	جناب نواب علی حسن خان صاحب رئیس مجو پال مقیم لکنؤ۔	۵
۲	جناب چودھری کمال الدین صاحب تحصیلدار سون پت ضلع دہلی۔	۵
۳	جناب پیر گل شاہ صاحب تحصیلدار بندوبست دہلی۔	۵
۴	جناب ایس ابن علی صاحب اڈیٹر نیر اعظم مراد آباد۔	۵
۵	نامعلوم الاسم بذریعہ نوٹ۔	۵
۶	نامعلوم الاسم بذریعہ لکھی۔	۵
	(امداد و یتیمی و ازلہ العلوم)	
	(بذریعہ سکریٹری صاحب معین الذمہ شملہ بابت ۱۹۰۹ء)	
۱	از خانہ بابو عبدالقادر صاحب کرٹری معین الذمہ شملہ ۲ عدد کھال	۱۵
۲	جناب منشی عبد اکرم صاحب " ۱ عدد کھال	۱۵
۳	جناب عبد الغفور صاحب گاڈر۔ " ۲ عدد کھال	۱۵
۴	جناب منشی تاج بخش صاحب ملک ریکو بورڈ " ۱ عدد کھال	۱۵
۵	چندہ عید الضحیٰ ۲۶ ۱۵۔	۱۵
۶	چندہ ہر روز عید الفطر ۲۶ ۱۵۔	۱۵
۷	چندہ عید الضحیٰ ۲۶ ۱۵۔	۱۵
۸	والدہ غفلت اللہ خان صاحب معرفت میر عبدالستار صاحب کوہ شملہ	۱۵

نمبر شمار	نام	رقم
	(تعلیم فنسکرت)	
۱	(مذریعہ سکرٹری صاحب معین اللہ دہ شملہ بابت ۱۹۰۸ء) جناب منشی محمد حسن صاحب اسٹنٹ فانس ڈیپارٹمنٹ کو شملہ۔	ص
	(متفرق)	
۲	جناب مولوی نواب علی صاحب پروفیسر محلہ ناگرواٹہ بڑودہ	ص
۳	جناب مولوی محمد منظر صاحب رئیس پوسٹ ندون ضلع پیٹنہ۔	ص
۴	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم عدالت دیوانی و جرائنٹ مجسٹریٹ اورنگ آباد کن۔	ص
	(سرمایہ مستقل دارالعلوم)	
	(حضرت مولوی غلام محمد صاحب شملوی)	
۱	جناب میر جمیل احمد صاحب ناظم محکمہ چیف کمشنر بہادر پشاور۔	ص
۲	جناب ڈاکٹر محمد عظیم خان صاحب اسٹنٹ سرجن۔	ص
	(متفرق)	
۳	جناب احمد حسن صاحب ڈاکٹر ترمہٹ ضلع گجرات۔	ص
۴	جناب مولوی سید فخر الحسن صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ چیمبر ریاست بیکانیر	ص

فہرست چندہ میسرانی جاسہ ندوۃ العلماء منعقدہ پانچ سہ ۱۹۰۹ء مقام دہلی

نمبر	اسماء گرامی عطا کنندگان	تعداد رقم عطا
۱	حافظ ملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم - دہلی	۵۰
۲	نواب فیض احمد خان صاحب رئیس - محلہ چوڑی والاں -	۵۰
۳	پیر جی سید مظفر علی صاحب صاحب سجادہ درگاہ حضرت باقی باللہ صاحب -	۵۰
۴	حافظ محمد زکریا صاحب جفت فروش چاوڑی بازار -	۵۰
۵	مولوی عبد الاحد صاحب مالک مہتمم مطبع مجتہبی -	۴۰
۶	حافظ محمد یعقوب و محمد یوسف صاحب سو داگر حویلی حسام الدین -	۵۰
۷	شیخ ذکار الرحمن صاحب سو داگر مالک دکان احمد جان - قوارہ چاندنی چوک -	۵۰
۸	شیخ غلام احمد صاحب ولایت والے - فراشناہ -	۵۰
۹	شیخ فضل آلی ولد شیخ محمد اسماعیل صاحب سو داگر - حویلی حسام الدین -	۵۰
۱۰	شیخ فضل الرحمن و ممتاز احمد صاحب گھڑی والے - چاندنی چوک -	۵۰
۱۱	شیخ عطاء اللہ صاحب بی - اے - وکیل -	۵۰
۱۲	شیخ احسان علی صاحب سو داگر متصل کو توالی -	۵۰
۱۳	حاجی محمد عبد الغفار صاحب مالک کوٹھی حاجی علیجا صاحب - چاندنی چوک -	۵۰
۱۴	شیخ فضل عظیم صاحب چھترہ و بار و والے -	۵۰
۱۵	منشی محمد دین صاحب خلیقی سو داگر دری -	۵۰
۱۶	حافظ نور الدین صاحب - کوچہ سیر عاشق -	۵۰
۱۷	سید محمد سلطان ضیا صاحب سکرٹری انجمن بہبود مسلمانان -	۶۰

تعداد ورق	اسماء گرامی عطا کنندگان	صفحہ
۱۸	عبدالرشید خاں صاحب سوداگر گوٹہ۔ چاندنی چوک۔ دہلی	۱۸
۱۹	شیخ حافظ محمد حسن صاحب سوداگر لکھنؤ۔ محلہ کشن گنج۔	۱۹
۲۰	حافظ حبیب اللہ صاحب۔ گلی سیدانیاں۔	۲۰
۲۱	حافظ عبداللہ صاحب سوداگر چاندنی چوک۔	۲۱
۲۲	شیخ نجم الدین صاحب بیگ والے۔	۲۲
۲۳	حاجی محمد ابراہیم صاحب کاکواں۔ فتحپوری بازار۔	۲۳
۲۴	شیخ غیاث الدین و محمد امین صاحب سوداگر چاندنی چوک۔	۲۴
۲۵	شیخ عبداللہ صاحب سوداگر میرٹھ۔ تحصیل مشن اسکول۔	۲۵
۲۶	شیخ شہاب الدین صاحب ناٹ والے چاندنی چوک۔	۲۶
۲۷	شیخ محمد یعقوب صاحب کپڑے والے۔	۲۷
۲۸	چوہدری مولا بخش صاحب آئینے والے فتحپوری بازار۔	۲۸
۲۹	شیخ بخش الہی و محبوب الہی صاحب۔	۲۹
۳۰	حاجی شمس الہی صاحب سوداگر چاندنی چوک۔	۳۰
۳۱	شیخ عبدالقادر صاحب۔	۳۱
۳۲	شیخ محمد الطیف صاحب۔	۳۲
۳۳	شیخ حاجی فضل الہی صاحب انڈٹ ریٹر فتحپوری بازار۔	۳۳
۳۴	منشی عبدالعزیز صاحب انڈٹ ریٹر بازار بلیمار ان۔	۳۴
۳۵	احسان احسان کمپنی صاحب سوداگر۔	۳۵
۳۶	شیخ عبدالغنی و عزیز الدین صاحب۔	۳۶
۳۷	شیخ اسلام الدین و عزیز الدین صاحب۔	۳۷

نمبر شمار	اسماء گرامی عطا کنندگان	تعداد رقم
۳۸	شیخ شہاب الدین وحید الدین صاحب - چاندنی چوک -	دہلی
۳۹	شیخ فصیح الدین و سعید الدین صاحب -	"
۴۰	شیخ محمد ابراہیم صاحب چھتری والے	"
۴۱	شیخ فخر الدین و محمد عمر صاحب سوداگر	"
۴۲	حافظ محمد یوسف و محمد ابراہیم صاحب سوداگر جفت بلیا راں	"
۴۳	اومی خاں و محمد صدیق صاحب	"
۴۴	حافظ محمد صدیق صاحب جڑاں -	"
۴۵	شیخ محمد اسماعیل و محمد امین صاحب سوداگر	"
۴۶	شیخ نور الدین و فریح الدین صاحب سوداگر	"
۴۷	شیخ عبدالعلیم و شفیق احمد صاحب -	"
۴۸	شیخ شمس الحق صاحب -	"
۴۹	شیخ عبدالغفور صاحب علواستون والے چاندنی چوک	"
۵۰	شیخ لطیف بخش و محمود بخش صاحب اگر پارچہ	"
۵۱	شیخ سعید الدین و نیاز الدین صاحب -	"
۵۲	امین الدین و انصاحب سوداگر پارچہ	"
۵۳	شیخ عبدالغفور صاحب کلاہ فروش	"
۵۴	حاجی محمد اسماعیل صاحب ٹوپی دان	"
۵۵	حاجی ضمیر الحق و عبدالحق صاحب	"
۵۶	محمد عثمان و ابو بکر صاحب	"
۵۷	شیخ عبدالحمید صاحب -	مشن سکول

نمبر شمار	اسمای گرامی عطا کنندگان	تعداد رقم
۵۸	سید محفوظ علی صاحب - چاندنی چوک -	دہلی ۱۸
۵۹	جناب محمد حسن خان صاحب -	۱۹
۶۰	جناب سید نواب حسن و سید محبوب بن صاحب جوہری جوہری بازار -	۲۰
۶۱	شیخ ضیاء الحق صاحب کپڑے واسے - چاندنی چوک -	۲۱
۶۲	خان بہادر ڈیٹی عبدالحامد صاحب -	۲۲
۶۳	شیخ رحیم الدین و سراج الدین و نصیر الدین صاحب سوداگر پارچہ چاندنی چوک -	۲۳
۶۴	حافظ محمد صدیق صاحب سکرٹری پنجابی اسکول صدر بازار -	۲۴
۶۵	جناب سید احمد صاحب امام جامع مسجد -	۲۵
۶۶	حاجی محمد یامین و حافظ امام الدین صاحب سوداگر حفت چاندنی چوک -	۲۶
۶۷	سیر شریف حسین و ناو حسین صاحب سوداگر شملہ کوچہ راٹمان -	۲۷
۶۸	حکیم قاسم علی صاحب - بازار سوتارام -	۲۸
۶۹	حاجی محمد اسماعیل صاحب جوہری - کھانہ مسجد -	۲۹
۷۰	خلیفہ عبد الرحیم صاحب -	۳۰
۷۱	حاجی صبغة اللہ صاحب نیلام سوک - حویلی مسام الدین حیدر -	۳۱
۷۲	حافظ عبد الرحمن صاحب -	۳۲
۷۳	شیخ ثناء اللہ صاحب سوداگر -	۳۳
۷۴	مولوی محمد حسین صاحب کپڑی اشاعت الاسلام - کمرہ زینت نخل -	۳۴
۷۵	سید زمان شاہ صاحب - بازار لال چاہ -	۳۵
۷۶	نواب نصیر الدین خان صاحب - خراش خانہ -	۳۶
۷۷	سید محمد میر صاحب - کارخانہ چوڑی -	۳۷

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعداد
۷۸	سردار مرزا اصحاب مختار چشمه - فرانس خانہ -	دہلی
۷۹	مولوی سید نصرت علی صاحب	عمر
۸۰	خلیفہ امیر بیگ صاحب -	غار
۸۱	شیخ عبد الکریم صاحب انجمن	عمر
۸۲	شیخ ممتاز احمد صاحب -	عمر
۸۳	عزیز الدین صاحب -	عمر
۸۴	شیخ عبد المجید صاحب -	عمر
۸۵	نواب سردار جہاں بیگ صاحب -	عمر
۸۶	حاجی غلام محمد صاحب	غار
۸۷	مولوی حفیظ الدین صاحب -	عمر
۸۸	خلیفہ وحید الدین صاحب -	غار
۸۹	خان بہادر ناصر علی صاحب -	غار
۹۰	سید اعجاز حسین صاحب	غار
۹۱	حاجی احمد حسین صاحب مالک کوٹھی حافظ الطاف حسین صاحب	ص
	مروم - کھاری باولی -	"
۹۲	حافظ حمید الدین و شیخ رضی الدین و حاجی سمیع الدین صاحب	ص
	مالکان کوٹھی دواخانہ یونانی - بازار پلباران -	"
۹۳	حافظ شمس العارفین سوداگر ادویات -	عمر
۹۴	شیخ محمد اسحاق صاحب سوداگر ادویات انگیزی -	ص
	منجوری بازار -	"

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعداد رقم
۹۵	عاجی محمد یوسف صاحب سابق انفرمال ریاست لوئیک، حویلی اعظم خان۔ دہلی	۵۰
۹۶	مرزا عبد الغفار بیگ صاحب مالک افضل الانبار۔	۵۰
۹۷	شیخ شمس الدین صاحب۔ رنگھار۔	۵۰
۹۸	سراج الدین صاحب جڑاں۔ پھانگ حبش خاں۔	۵۰
۹۹	سیر مصطفیٰ حسین صاحب رئیس فرید آباد۔ ضلع دہلی۔	۵۰
۱۰۰	نواب احمد سعید خاں صاحب رئیس۔ گلی قاسم بان۔	۵۰
۱۰۱	محمد یوسف صاحب پان والے۔ بازار لال چاہ	۵۰
۱۰۲	ڈاکٹر محمد عطا اللہ خاں صاحب	۵۰
۱۰۳	شیخ محمد شفیق صاحب خلیفہ شیخ حفیظ اللہ صاحب سو اگر چرم	۵۰
۱۰۴	پھانگ حبش خاں	۵۰
۱۰۵	شیخ محمد شفیق حسین صاحب پان بازار لال چاہ	۵۰
۱۰۶	حافظ محمد عبد اللہ صاحب عطار۔	۵۰
۱۰۷	قمر الدین صاحب شمس آباد	۵۰
۱۰۸	شیخ محمد عثمان صاحب سو اگر آروکو چ پٹہ	۵۰
۱۰۹	محمد شہا خاں صاحب	۵۰
۱۱۰	سراج الدین صاحب نان بائی	۵۰
۱۱۱	حافظ محمد یوسف صاحب پنساری	۵۰
۱۱۲	چودھری امین الدین صاحب	۵۰
۱۱۳	محمد حفیظ خاں صاحب	۵۰
۱۱۴	الہ نور خاں صاحب کارخانہ دار۔	۵۰

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعداد
۱۱۴	عبد اللہ خاں صاحب - کوچہ پنڈت	۴
۱۱۵	ہمشیرہ لطیف بخش صاحب	۲
۱۱۶	مولوی سید احمد صاحب مولف فرہنگ آفتاب	۴
۱۱۷	محمد صدیق صاحب کارخانہ دار	۴
۱۱۸	حاجی محمد ضیا حسن صاحب سوداگر چوب	۴
۱۱۹	محمد مرزا صاحب	۴
۱۲۰	محبوب الہی صاحب	۴
۱۲۱	شیخ سران الدین صاحب پیرہ واسے	۴
۱۲۲	مرزا ایاز جان صاحب چاؤڑی بازار	۴
۱۲۳	سیّد داؤد بجائی صاحب منجر ہندوستانی دواخانہ	۴
۱۲۴	منشی محمود علی صاحب	۴
۱۲۵	محمد ضیاء الحق صاحب	۴
۱۲۶	محمد شفیع صاحب طالب علم مدرسہ طبیبہ	۴
۱۲۷	مشتاق احمد صاحب پٹناری	۴
۱۲۸	ڈاکٹر برکت اللہ صاحب	۴
۱۲۹	گلن صاحب کارخانہ دار	۴
۱۳۰	سحر فخر محمد صہری امین الدین صاحب	۲
۱۳۱	گلن صاحب نانپز	۸
۱۳۲	مولوی حبیب اللہ خاں صاحب	۸
۱۳۳	حکیم محبوب حسین صاحب	۴

نمبر شمار	اسمائی گرامی عطا کنندگان	تعداد و رقم
۱۳۴	مولوی عبدالسلام صاحب -	۸
۱۳۵	شیخ محمد بلال صاحب سوداگر -	۷
۱۳۶	پیر ضیاء الحسن صاحب -	۴
۱۳۷	منشی نواب حسین صاحب -	۷
۱۳۸	محمود صاحب پنساری -	۱
۱۳۹	حافظ سردار مرزا صاحب -	۴
۱۴۰	قاضی عبدالرؤف صاحب طبائی ایجنٹ - کوچہ پنڈت	۷
۱۴۱	شیخ محمد اسلم و محمد حسن صاحب - اسلم اینڈ کو چاندنی چوک -	۷
۱۴۲	منشی محمد عمر خاں صاحب -	۷
۱۴۳	حاجی خواجہ محمد و کرم الہی صاحب -	۵
۱۴۴	محمد سعید صاحب -	۴
۱۴۵	محمد ابراہیم صاحب -	۲
۱۴۶	محمد اسماعیل صاحب رنگساز - بازار بلیماران -	۷
۱۴۷	محمد اسماعیل صاحب -	۴
۱۴۸	منشی محمد یوسف صاحب -	۴
۱۴۹	مولوی عبدالقدیر صاحب -	۷
۱۵۰	منشی عطاء اللہ صاحب -	۸
۱۵۱	سعید محمد حسین صاحب -	۴
۱۵۲	عبدالنفور صاحب برت و اسٹل -	۸
۱۵۳	بلال یرف والا -	۴

نمبر شمار	اسمائی گرامی عطا کنندگان	تعداد اور
۱۵۴	عبد الرحمن بٹہ	دہلی ۲
۱۵۵	محمد حسین صاحب جہان	۳
۱۵۶	شیخ زین العابدین صاحب عطار۔ کھاری باؤلی	۴
۱۵۷	حافظ شہاب الدین صاحب و شفیع الدین	۵
۱۵۸	محمد اسحاق و محمد ایوب صاحب عطار۔	۶
۱۵۹	حافظ علیم الدین رحیم الدین صاحب عطار۔	۷
۱۶۰	سولانجش و غریب بخش صاحب عطار۔	۸
۱۶۱	محمد اسماعیل و امتیاز الدین صاحب عطار۔	۹
۱۶۲	محمد اسماعیل و عبد الرزاق صاحب عطار۔	۱۰
۱۶۳	حاجی لطیف بخش و حافظ عبد الکریم صاحب عطار۔ بھانگ جیش خاں	۱۱
۱۶۴	یوسف علی و غلام حسین صاحب عطار۔	۱۲
۱۶۵	ذاجد علی کوچین۔	۱۳
۱۶۶	عبد الحی صاحب سوداگر۔	۱۴
۱۶۷	شیخ محمد تقی صاحب سوداگر تیزاب۔	۱۵
۱۶۸	مرزا محمد یونس صاحب بارہ بنکی والے۔	۱۶
۱۶۹	محمد اسلام اللہ خاں صاحب۔ سرکی والاں۔	۱۷
۱۷۰	سحرف نواب سراج الدین احمد خاں صاحب	۱۸
۱۷۱	میر ابو محمد صاحب سوداگر۔ کوچہ پنڈت۔	۱۹
۱۷۲	مرزا فیاض علی صاحب محافظ دفتر کینٹی۔ حویلی اعظم خاں۔	۲۰
۱۷۳	محمد افضل صاحب۔	۲۱

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعلیم
۱۷۴	شہاب الدین ولد امین الدین صاحب وہ کار۔ پہاڑ گنج۔	دہلی
۱۷۵	کلو پوٹے والے۔	"
۱۷۶	امیر الدین صاحب سوڈا واٹر والے۔	"
۱۷۷	عبد القمہ ولد نور بخش صاحب وہ کار۔	"
۱۷۸	فخر الدین ولد عافظ فیاض الدین صاحب وہ کار۔	"
۱۷۹	غلام احمد ولد عبد الغنی صاحب وہ کار۔	"
۱۸۰	محمد احمد ولد امین الدین صاحب وہ کار۔	"
۱۸۱	حکیم محمد شفیع صاحب۔	"
۱۸۲	علاء الدین صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۳	حاجی کلن صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۴	بشیر الدین صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۵	حافظ حبیب الدین صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۶	شیخ نختو صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۷	علیم الدین صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۸	شیخ وزیر صاحب چوئے والے۔	"
۱۸۹	محمد صدیق صاحب چوئے والے۔	"
۱۹۰	حیدر بیگ صاحب چوئے والے۔	"
۱۹۱	سردار خاں صاحب سفیدی والے۔	"
۱۹۲	پدلا چوئے والے۔	"
۱۹۳	نور امتی والے۔	"

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعداد
۱۹۴	گلخواں چوئے واسے - پھاڑ کچ -	۷
۱۹۵	سید محمود علی سفیدی واسے -	۷
۱۹۶	چودھری نھو چوئے واسے -	۷
۱۹۷	قمر الدین صاحب چوئے واسے -	۷
۱۹۸	محبوب بخش سفیدی واسے	۷
۱۹۹	نھو ہر رو واسے -	۷
۲۰۰	مولوی مشتاق احمد صاحب کنڈا سٹر	۷
۲۰۱	چودھری نظام الدین صاحب	۷
۲۰۲	سعید الدین صاحب ساوہ کار -	۷
۲۰۳	رکن الدین صاحب ساوہ کار -	۷
۲۰۴	نجم الدین صاحب ساوہ کار -	۷
۲۰۵	سخر الدین صاحب ساوہ کار -	۷
۲۰۶	منشی سرفراز خاں صاحب - کلاں مسجد -	۷
۲۰۷	موسیٰ عبداللہ سیٹھ صاحب	۷
۲۰۸	حاجی یار محمد ایوب صاحب سیٹھ	۷
۲۰۹	محمد حسین صاحب چوئے واسے -	۷
۲۱۰	مولا بخش صاحب چوئے واسے -	۷
۲۱۱	انعام الرحمن صاحب زرکوب -	۷
۲۱۲	سیٹھ فاسم حسین صاحب -	۷
۲۱۳	سیٹھ علی حاجی ولی محمد صاحب -	۷

نمبر شمار	اسمائی گرامی عطا کنندگان	تعداد
۲۱۴	سید محمد عبدالکریم حاجی عبدالشکور صاحب -	دہلی
۲۱۵	عزیز بخش صاحب عطار	عمر
۲۱۶	میر نظیر حسین صاحب	عمر
۲۱۷	عبدالمجید صاحب عطار -	عمر
۲۱۸	حافظ محمد عبدالقادر صاحب (خیر اندیش) کٹرہ بڑیاں -	عمر
۲۱۹	سید انوار احمد صاحب - گلی ٹاسم جان	عمر
۲۲۰	سید نظام حسین صاحب - کوچہ راکاں -	عمر
۲۲۱	جہیل صاحب گنگوی -	عمر
۲۲۲	ایم۔ اے۔ فضل اللہ صاحب -	عمر
۲۲۳	محمد عبد اللطیف صاحب -	عمر
۲۲۴	شیخ عبد الغزیز صاحب نوشلم - فراشخانہ -	عمر
۲۲۵	حکیم سراج الدین خاں صاحب -	عمر
۲۲۶	سیاں جان صاحب پان والے -	عمر
۲۲۷	مرزا احمد علی بیگ صاحب ممبر کونسل ریاست ٹونک - فراشخانہ -	عمر
۲۲۸	خلیفہ احمد صاحب ٹھیکہ دار -	عمر
۲۲۹	سید سلطان مرزا صاحب آنریری مجسٹریٹ ویو نیپل کشتہ - کشمیری بازار -	عمر
۲۳۰	محمد سعید اللہ صاحب ڈبل روٹی والے -	عمر
۲۳۱	محمد ابراہیم صاحب ٹین والے -	عمر
۲۳۲	سید رضا علی صاحب کرسی والے کشمیری بازار -	عمر

نمبر شمار	اسمائی گرامی عطا کنندگان	تعداد و قسم
۲۳۳	حافظ نور الہی صاحب روٹی والے۔ کشتیری بازار۔	دہلی۔ عمر
۲۳۴	قدرت اللہ صاحب ٹاٹ والے۔	" عمر
۲۳۵	میر فیض الحسن صاحب عطار۔ بلیماراں	" عمر
۲۳۶	قاضی فضل عظیم صاحب۔	" عمر
۲۳۷	محمد ابو الحسن خان صاحب منصف گرگانوہ۔ ٹیامحل۔	صبر
۲۳۸	قاری سرفراز حسین صاحب بیلج جاپان۔	صبر
۲۳۹	شیخ محمد تقی صاحب سوداگر بوٹ۔ گوڑیا پل۔	صبر
۲۴۰	شیخ محمد صدیق صاحب سوداگر بوٹ۔	" عمر
۲۴۱	ایچ۔ ایچ۔ مرزا صاحب فوٹو گرافر۔ متصل فوارہ۔	عطار
۲۴۲	محمد عمر خان صاحب خلف الف خان صاحب مرحوم۔	عطار
۲۴۳	چودھری محمد امین صاحب افسر مال بند و بست۔	" عمر
۲۴۴	پیر گلشنیہ صاحب تحصیلدار بند و بست	" عمر
۲۴۵	سردار محمد مقبوعاں صاحب نائب تحصیلدار بند و بست	صبر
۲۴۶	راجہ خان عالم خاں صاحب نائب تحصیلدار بند و بست۔	عطار
۲۴۷	شیخ عبداللہ شام صاحب گرد اور قانونگوے۔	" عمر
۲۴۸	الہی بخش صاحب۔	صبر
۲۴۹	منشی عالم علی صاحب قانونگوے۔	عطار
۲۵۰	منشی محمود علی صاحب۔	عطار
۲۵۱	منشی سلطان احمد خاں صاحب سررشتہ دار۔	عطار
۲۵۲	سید احمد صاحب۔	صبر

نمبر شمار	اسمائی گرامی عطا کنندگان	تعداد ورق
۲۵۳	بشیر ناظر علی صاحب	دہلی
۲۵۴	سید فضل رسول صاحب	"
۲۵۵	محمد عظیم خان صاحب	"
۲۵۶	ظہور الدین صاحب	"
۲۵۷	حاجی عنایت اللہ و احسان اللہ صاحب سوداگر	"
۲۵۸	شیخ عبدالحق صاحب سوداگر - پھانک حبش خان	"
۲۵۹	شیخ محمد صدیق صاحب و عبد الغنی صاحب سوداگر ان کلکتہ	"
۲۶۰	شیخ عبد الرزاق صاحب سوداگر کلکتہ	"
۲۶۱	شیخ فضل الہی صاحب سوداگر - پھانک حبش خان	"
۲۶۲	مرزا احمد صاحب - ترکمان دروازہ	"
۲۶۳	نثار احمد صاحب منصف - کوچہ پنڈت	"
۲۶۴	محمد صدیق صاحب آٹے والے	"
۲۶۵	فتی عبد الرحمن صاحب	"
۲۶۶	حافظ عطاء الرحمن صاحب - کٹرہ بڑیاں	"
۲۶۷	ماسٹر شہاب الدین صاحب - کوچہ پنڈت	"
۲۶۸	شاہ محمد صاحب و عاصی الدین صاحب	"
۲۶۹	نواب سراج الدین خان صاحب - سائل - فراشتخانہ	"
۲۷۰	حاجی حکیم امجد علی صاحب سکرٹری معین التعداد	"
۲۷۱	مرزا محمد داؤد بیگ صاحب اس پرنٹنگ معین التعداد	"
۲۷۲	منشی بشیر الدین صاحب کپاز ٹیکٹینی	"

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعداد
۲۷۳	میر منور خاں صاحب - کوٹھی نواب صاحب پاٹودی -	دہلی
۲۷۴	خلیفہ مرزا برکت بیگ صاحب تاجر شمال فیض بازار -	"
۲۷۵	خلیفہ انعام اللہ بیگ صاحب تاجر شمال -	"
۲۷۶	تجمل حسین خاں صاحب کارخانہ دار -	"
۲۷۷	محمد علی صاحب ٹھیکہ دار - قدم شریف	"
۲۷۸	شیخ نور الہی صاحب سوداگر جفت -	"
۲۷۹	منشی مشتاق علی صاحب -	"
۲۸۰	میر لکن صاحب کارخانہ دار - محلہ سوزن گران -	"
۲۸۱	حاجی محمد عمر خان صاحب کارخانہ دار -	"
۲۸۲	محمد عمر خاں صاحب کارخانہ دار -	"
۲۸۳	حاجی محمد صدیق محمد امین صاحب سوداگر -	"
	پھانگ حبش خاں -	"
۲۸۴	محمد ابراہیم صاحب بیٹہ -	"
۲۸۵	ڈاکٹر نور الحسن و فضل حق صاحب -	"
۲۸۶	حکیم محمد احمد خاں صاحب خلف حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خاں صاحب مرعوم -	"
۲۸۷	سردار میرزا صاحب رئیس میرٹھ -	"
۲۸۸	صاحبزادہ نواب فاروق علی خاں صاحب خلف الصدق -	"
	نواب صاحب بہادر ریاست ٹونک - دہلی	"
۲۸۹	نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب رئیس گنچپورہ - دہلی -	"

نمبر شمار	اسامی گرامی عطا کنندگان	تعداد
۲۹۰	بذریعہ فروخت ٹکٹ -	سالانہ
۲۹۱	محمد عمر صاحب مکینہ دار -	۸
	میزان کل -	۸

تفصیل حسب

مصارف طعام - تیاری سنڈوا اور کرایہ کرسی و فرش وغیرہ -	مصارف سواری اخراجات متفرقہ
معامیہ	معامیہ
۱۸	۶/۶

بمقدار و نقد عربی اسکول - نقد و تحویل خزانہ معین الندوہ - حسہ طلبہ سکریٹری معین الندوہ		
۱۸	۱۵	۶
۱۸	۱۰	۶

۱۸

الندوة

یعنے

مجلس ندوة العلماء کا ماہوار علمی مذہبی رسالہ

یہ سالہ آٹھ سال سے مجلس ندوة العلماء کی طرف سے زیر ایڈٹری شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی و مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی جاری ہو جس کا مقصد تطبیق معقول و مقبول اور علوم قدیمہ و جدیدہ کا موازنہ ہے۔ اس پرچہ میں آج تک علمی مذہبی۔ اخلاقی اور تاریخی مضامین شائع ہوئے ہیں ملک کے تمام مشہور اہل قلم نے ان کی داد دی ہے، چنانچہ اس کے متعلق جانشین العلماء مولانا الطاف حسین صاحب حالی، اور شمس العلماء مولانا ندیر احمد صاحب دہلوی وغیرہ کی تحریریں ایک اشتہار کے ضمن میں شائع ہو چکی ہیں، اس کے ساتھ اس رسالہ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں طلباء و اراکین العلوم کے مضامین عموماً شائع ہوتے ہیں جن سے اس مدرسہ کی تعلیم و تربیت کا اندازہ ہوتا ہے، ندوة العلماء کے دلچسپ حالات بھی اس سالہ کے ذریعہ سے اطلاع دی جاتی ہے قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے ہے اور یہ قیمت کسی خاص شخص کی ملک نہیں۔ بلکہ اسی رسالہ پر صرف کر دی جاتی ہے۔ اگر اس سے پہلے پس انداز ہو تو وہ ندوة العلماء کے خزانہ میں داخل ہو جائیگا۔

مینبر الندوة لکھنؤ

مقاصد ندوۃ العلماء

ندوۃ العلماء کے پانچ مقصد ہیں (۱) ترقی تعلیم (۲) طریقہ تعلیم کی اصلاح ضروری (۳) دینی اخلاق - (۴) رفع موانع باہمی (۵) اہل اسلام کی بہبودی۔ اور یہ طوطہ امر ہے کہ اسکو سیاست من سے تعلق نہ ہوگا ہر ایک مقصد کے مناسب تجویزیں ضروری گئی ہیں جن کا اجرا مسلمانوں کی حالت موجودہ کے لیے نہایت ضروری اور ان کے دینی اور دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اگر فضل ایزدی ان کے جاری کرنے اور قائم رکھنے میں موئد ہو تو قوم کو اس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوں گے جن کا اجمالی اندازہ حسبِ رتبہ ذیل ہے (۱) ترقی اسلام (۲) دہریت الحاد کی بچ گئی۔ (۳) علمات باکمال کا موجود ہونا۔ (۴) احکام شرعیہ کی پابندی (۵) خلاف شرع رسوم اور اسراف سے بچنا (۶) صنعت و تجارت کی ترقی (۷) حسبِ ضرورت زمانہ مفید مسائل اور اختراعات جدیدہ کی تحقیق (۸) برابادکن نزاعوں اور جھگڑوں کا موقوف ہو جانا اور مسلمانوں کا معاش اور معاد کی اصلاح میں مشغول ہونا۔

وظائف درجہ تکمیل دارالعلوم ندوۃ العلماء

دارالعلوم ندوۃ العلماء کا جو مسودہ شائع کیا گیا تھا اُس میں باکمال علماء کے پیدا کرنے کی ایک تدبیر یہ بتائی گئی تھی کہ خصوصی علماء پیدا کیے جائیں یعنی جو طالب العلم دارالعلوم سے فارغ ہوں وہ ایک مدت میعنہ تک کسی ایک خاص فن کی تکمیل کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیں خدا کا شکر ہے کہ اس درجہ کا افتتاح ہو گیا ہے اور تکمیل ادب و تکمیل علم کلام کی مشائخ مکمل گئی ہیں جس کا وظیفہ دس و پینہ ہوا ہے وظیفہ کی ترقی اور اُس کے جاری رکھنے کے لیے اہل استطاعت کی توجہ ضروری ہے امید ہے کہ قوم کے علم دوست بزرگ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(روداد)

جشن روزگار

(منعقد)

۱۳۰۶-۱۹۰۱ هجری الشانی ۱۳۳۵ مطابق ۶-۷-۸۰ میلادی ۱۹۱۲

روز شنبه یکشنبه و دوشنبه بمقام جشن

حسابات

مجلس نظامیه و دوله



طبع و نشر در تهران



تعمید

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مذوقہ العلماء کے روز افزون اثر کے محاط سے اگرچہ اب کسی مقام پر سالانہ جلسہ کی
حاصل کرنی ایک حد تک دشوار نہیں رہی مگر کبھی کبھی زندہ اپنی خصوصیات و ضروریات
کی وجہ سے جلسہ کے لیے کوئی مناسب مقام جو ہر طرح سے تسکے لیے موزون ہو خود ہی
انتخاب کر لینا پسند کرتا ہوں۔

اس مرتبہ چونکہ قوم کے باجمیت اور غیر اصحاب کی نگاہ و تقاضات دارالعلوم کی موجودہ
مکمل عمارت کی طرف مائل کرنے کی ضرورت تھی جسکی تعمیر زبیدہ جیدہ و مسترسہ بنائیں

تو اب صاحب بہادر بھاولپور دام اقبالہ کی بے نظیر فیاضی سے شروع کی گئی تھی اور فائنٹ سے زائد تیار بھی ہو گئی تھی اور بعض وجوہ سے جبکا ذکر آپ خان بہادر سر جعفر حسین صاحب انجیر کی تقریر میں پائین گے زمانہ نے اسکی اجازت ندی کہ تکمیل تک پہنچائی جائے نیز دارالافتاء کے لیے ابھی تک کافی سرمایہ فراہم نہیں ہوا تھا اس لیے ضرورت تھی کہ اسکی طرفت رکات م کی توجہ مبذول کی جائے جسکے بغیر نہ تو درس کے لیے کوئی جگہ نکالی جاسکتی ہے نہ طلباء کے لیے ماندوبود کا انتظام ہو سکتا ہے اس لیے ضرورت تھی کہ امسال لکھنؤ میں ندوۃ العلما کا اجلاس سالانہ منعقد ہو اور ناکمل عمارت میں ہوتا کہ لوگوں کو اسکی اہمیت کا صحیح اندازہ ہو سکے ارکان ندوۃ العلما کو اسکی بھی شکایت تھی کہ بزرگان اودھ کی نظر انتفات ندوہ اور دارالعلوم کی جانب نہیں ہوا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہی تھا خواہ اسکا یہ سبب ہو کہ معنی کبھی اپنی ضرورت ان کے سامنے ظاہر نہیں کی، نہ جس طریقہ سے کرنا چاہیے تھا انکی توجہ اپنی جانب مائل کی یا انکے کثرت مشاغل نے اسکی اجازت نہیں دی کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوں، بہر حال ارکان ندوۃ العلما نے مناسب خیال کیا کہ ندوہ کا اجلاس امسال لکھنؤ میں ہونا چاہیے۔

علاوہ اس کے لکھنؤ کو باعتبار علم و تمدن کے ہندوستان کا دوسرا نمنا شہر بن گیا جو درجہ حاصل تھا وہ بھی اس بات کا مقتضی تھا کہ ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس کبھی کبھی اس شہر میں ہوتے رہیں۔

ان تمام باتوں پر غور کر کے ندوۃ العلما کے جلسہ انتظامیہ میں جو دارالعلوم کے قدیم عمارت میں اسی غرض سے منعقد کیا گیا تھا یہ تجویز نہایت مسرت کے ساتھ منظور کی گئی اور ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۱۷ء کی تاریخ میں جنرل ایسٹر کے ایام تعطیل بھی پڑتے ہیں مبارک

جلسہ کے لیے انتخاب کی گئیں اور اس تجویز کے عمل میں لانے کے لیے جسکے درمندان
 قوم و حامیان اسلام بے چینی کے ساتھ مدت سے مشتاق تھے حسب دستور سابق ایک
 کمیٹی منتظرہ قرار دی گئی جسکے سرگرمی لکھنؤ بار کے سربراہ اور دہسبر جناب مسٹر ممتاز حسین
 صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا۔ اور اس کمیٹی کے پریسڈینٹ اودھ کے
 نامور اور بہادر قوم رئیس عالیجناب آنر بیل سر راجہ تصدق رسول خان بہادر
 کے سی۔ ایس۔ آئی۔ تعلقہ راجا گگیر آباد قرار پاؤں اور ہم نہایت خوشی سے اس بات کا
 اعتراف کرتے ہیں کہ جس بہرہ ردی، استقلال، اور مستعدی کے ساتھ ہتھکالی کمیٹی کے
 ممبروں نے عموماً اور مسٹر ممتاز حسین صاحب نے خصوصاً جلسہ کا انتظام کیا اور ہمارا
 ہاتھ بٹایا وہ قابل شکر گزاری ہے۔ زیادہ سرت اس بات کی ہو کہ شکریہ ادا کرنے میں ہم تنہا
 نہیں ہیں بلکہ بہت سے معزز افراد قوم جو اس قسم کے علمی و ادبی جلسوں میں شرکت کے
 عادی ہیں اور انھیں اس قسم کے کاموں کا تجربہ ہے ہمارے شریک ہیں جو دل سے
 ممبران کمیٹی کے حسن انتظام کی داد دیتے ہیں اور ان کے کاموں کی قدر کرتے ہیں نیز اس
 روداد کے پڑھنے سے انکے کاموں کا خاکہ کچھ نہ کچھ آپ کے ذہن میں بھی آجائے گا اگرچہ
 اس کا کافی علم خود شریک ہونے پر منحصر تھا۔

بہر حال دو مہینے پہلے جو جلسہ کا انتظام نہایت مستعدی و سرگرمی سے شروع کر دیا گیا
 اور استقبالی کمیٹی کے جلسے ہر اتوار کو انتظامات پر غور کرنے اور فروگزاشتوں کی اصلاح
 کے لیے منعقد ہونے لگے، جن میں ممبران کمیٹی، باوجود ذاتی مشاغل کے شریک ہوتے
 اور تمام مباحث میں جوش و خلوص کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔

جسوقت خیال آتا تھا کہ اس اجلاس کی اہم تجاویز پر غور کرنے اور اپنی رایوں سے

مستفید کرنے کے لیے بزرگان قوم دور دراز مقامات سے کثیر تعداد میں تشریف لاکر اسکی اہمیت میں اضافہ کریں گے تو ممبران کمیٹی کی سرگرمی و مستعدی ترقی کر جاتی تھی اور امید افزا حوصلے پیدا ہوتے تھے۔

اسی لحاظ سے اخباروں کے ذریعے سے عام اعلان تمام ملک میں کر دیا گیا تھا، اور آخر ضروری سے طلباء کے وفود اکثر مقامات پر روانہ کیے گئے تھے جنہوں نے باونگی فیض آباد، ردولی، دریا باد، کانپور، اوناؤ، رائے بریلی، پرتابگڑھ، سلطانپور، رامپور، مراد آباد، بستی، خیر آباد، گورکھپور، علیگڑھ، اگرہ، گیا اور ٹپتہ تک دورے کیے اور بزرگان قوم کو ندوہ کے مقاصد اور دارالعلوم کی تعلیم و تربیت پر عیاں و اوقات ہونی کا موقع دیا، نیز شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی اور مولانا سید عبدالحی صاحب نے بنفس نفیس بعض مقامات پر جا کر ندوۃ العلماء کے مقاصد و اغراض کو لوگوں کے ذہن نشین کیے اور ندوۃ العلماء کے سرگرم و کلام مولوی غلام محمد صاحب شملوی اور مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری نے بجد تنہی اور جانفشانی کے ساتھ ملک میں دورے کیے اور سرکاری جلسہ ہونے کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔

ہم اُن بزرگوں کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے طلباء سے نہایت ہمدردی بڑاؤ کیا اور نہایت فیاضی سے ندوہ کی مالی اعانت بھی کی اور نہ خود کی بلکہ دوسرے صحابہ کو بھی اعانت پر آمادہ کیا۔

اس جلسہ کی اہمیت نہ صرف اسکی اہم تجاویز کی بنا پر تھی بلکہ ایک بڑا حصہ اُن بعض تجاویز کو عملی صورت میں دکھانے کا تھا جو اجلاس دہلی میں پاس ہوئی تھیں اور جو قومی ضروریات کے لحاظ سے ایک امتیازی حالت رکھتی تھیں۔

جلسہ دہلی میں ایک نہایت ضروری تجویز ایسے عربی لغت یا ڈکشنری تیار کرنیکی
بابت پاس ہوئی تھی جو ان معرب اور ذخیل الفاظ کو شامل ہو جو زمانہ حال کے تمدن اور
اُسکے ساتھ نفاذ کیجات و علمی و تجارتی اصطلاحات کی وجہ سے عربی زبان میں دخل
ہو گئے ہیں، اگرچہ صرف معرب و ذخیل الفاظ کا لغت تیار کرنا کوئی بات نہیں ہے،
اب سے صدیوں پیشتر مسلمانوں کی ہمہ گیر توجہ اس جانب منتقل ہو چکی ہو لیکن یہ کوئی
ایسا کام نہیں جس کا ایک مرتبہ پورا کر لینا آئندہ نسلوں کو بھی کافی ہو سکے، جس طرح زمانہ کو
ایک حالت پر قرار نہیں اُسی طرح زبان کا بھی کوئی خاص معیار نہیں، خود اپنے تمدن
کے آثار چڑھاؤ اور دوسری ہمسایہ قوموں کے تغیر و تبدل کا اثر جتنا جلد زبان پر نمایاں ہوتا
ہوا اتنا کسی چیز پر نہیں ہوتا،

انھیں وجہ سے مذکورہ علمائے اس تجویز کو ضروری خیال کر کے دہلی کے اجلاس میں
پاس کیا اور مولوی سید سلیمان صاحب نائب دیب دارالعلوم نے جنکے
متعلق یہ کام کیا گیا تھا نہایت کوشش سے دو سال کے اندر ایسی عربی ڈکشنری تیار
کر لی جو چار ہزار معرب و ذخیل الفاظ کی جامع ہے، وہ ڈکشنری چھپوادی گئی اور پہلی اجلاس
میں پیش کی گئی جیسا کہ رداد سے معلوم ہوگا۔

دوسری تجویز جو جلسہ دہلی میں پاس ہوئی تھی وہ زبان انگریزی میں ایک مستند
وضیح ترجمہ قرآن کی ضرورت تھی چونکہ نواب عماد الملک بہادر مولوی حسین
صاحب بگرامی سے بڑھکر اس کام کا ہندوستان میں کوئی اہل نہ تھا اور وہ خود
ترجمہ کا کام شروع کر چکے تھے اس لیے اُن سے خواہش کی گئی کہ وہ ازراہ عنایت ہماری
اس خواہش کو قبول فرمائیں، جس قدر ترجمہ ہوتا جائے وہ نہ وہ میں بھیجتے جائیں تاکہ اُن

اعلا کو انگریزی و عربی زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں دکھایا جائے اور ان سے مشوہ میل
کیا جائے تو اب صاحب مدح نے اپنے خلوص و نیک نیتی سے یہ خواہش خوشی
سے منظور کی اور نہایت محنت سے ترجمہ شروع کیا چنانچہ اب تک نو بار دن کا ترجمہ ہو چکا
ہے اور اس کے اجزاء اس اجلاس میں پیش بھی کیے گئے۔

تیسری تجویز غلامہ تاریخی کو کورس سے خارج کرانے کی بابت تھی اس شعبہ کی رپورٹ
پڑھ کر آپ کو اس کی کامیابی کا بھی اندازہ ہوگا،

چوتھی تجویز وقت علی الاولاد کے بابت تھی اسکے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ سب طرح
طے ہو چکے ہیں صرف ضابطہ کی کارروائی باقی رہ گئی ہے۔

ان سب تجاویز کو عملی صورت میں پیش کرنیکی وجہ سے جو اہمیت و فوقیت اس اجلاس
کو ہونیوالی تھی اس سے یہ خیال پیدا ہونا ضروری تھا کہ نہایت کثرت سے بزرگان قوم شرکت
کریں گے اس لیے نہایت مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام کیا جا رہا تھا اور فی الواقع
یہ خیال صحیح ثابت ہوا اور باوجودیکہ انھیں قیطیون میں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن انجمن
حمایت اسلام، موثر الانصار، افتتاح دارالحدیث مدرسہ اسلامیہ بکند کے جلسے ہوئے اور
تھے تمام اطراف ملک سے ندوۃ العلماء کے بھی خواہان اسلام کو کھینچ لائی، سب سے
زیادہ قابل فخر و مبارکات ممالک اسلامی کے عظیم الشان مصلح اور مفتی محمد عبد مروج کے تلمیذ
رشید غلام سید رشید رضا میٹر المنار کی شرکت تھی جو باوجود انتہائی موانع کے باوجود
اسکے کہ ان کے بھائی قریب تر زمانہ میں شہید کر دیے گئے تھے اور مقدمہ کی کارروائی
جاری تھی باوجود اس کے کہ مدرسۃ الدعوة والارشاد کا کام جسکو غلامہ مدح نے دودھ
ہی کے انداز پر قائم کیا، وابتدائی حالت میں تھا اکیس دن کی بحری مسافت طے کر کے

اور شہداء سفر اور اخراجات کا بار برداشت کر کے صرف ندوہ کی شرکت کی غرض سے
ہندوستان تشریف لائے۔

اُن کو جس چیز نے ہندوستان کے دور دراز سفر پر مجبور کیا، وہ ایک دعوت نامہ
تھا جو جلسہ سالانہ کے موقع پر انھیں بھیجا گیا تھا، اس زمانہ میں انجمنوں کے جلسے اور اُن کے
دعوت نامے ایک سہی چیز ہو گئے تھے اس لیے اُن میں اس قدر کشش نہیں ہو سکتی کہ
سے ایک ایسے کثیر الاشغال بزرگ کو کھینچ لائے، اُنکو جو چیز ہندوستان لائی وہ ندوۃ العلماء
کے مقاصد کی عظمت تھی جسکو خود انھوں نے اپنے مدرسہ ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد
قرار دیا ہے، ان مقاصد نے اُن کو مجبور کیا اور وہ ہندوستان کے سفر کے لیے
آمادہ ہوئے۔

۲۲ مارچ کو ممبئی تشریف لائے اور وہاں کے بڑے بڑے معززین رؤسا اور
اہل عرب نے آپ کا خیر مقدم کیا چند روز کے قیام کے بعد وہ ممبئی سے دہلی کو روانہ ہوئے
دہلی سے لاہور تشریف لے گئے اور ۴ اپریل کو ندوۃ العلماء کی شرکت کے لیے لکھنؤ
کو سفر فرمایا، اسٹیشن پر خاص طور سے استقبال کے لیے تیاریاں کی گئی تھیں، تمام
شہر میں اُن کے استقبال کے لیے جلی حروف میں اشتہارات چسپان کیے گئے تھے،
معززین و اکابرین کی خدمت میں خطوط روانہ کیے گئے تھے، اس بنا پر اسٹیشن پر
کثرت سے لوگ جمع ہو گئے تھے اور علما، طلباء، رؤسا، غرض ہر طبقے کے اصحاب استقبال
کے لیے تشریف لائے تھے جن میں سے بعض اصحاب باہر سے صرف اسی غرض سے
آئے تھے، آنریبل سر راجہ محمد علی محمد خان صاحب بہادر والی محمد آباد نے انکی سواری
کے لیے خاص طور پر اپنی گاڑی بھیجی تھی۔

اسٹیشن پراٹھ بجے سے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے، علامہ رشید رضا
 ۹ بجے پنجاب میل سے مع مولوی عبدالحی صاحب جی ہندادی کے تشریف لائے سید صاحب
 مدوح کے گاڈی سے اترتے ہی معافہ و مصافحہ کے لیے پر جوش مسلمانوں کا وہ ہجوم ہوا
 کہ مشکل لوگ اُن تک پہنچ سکتے تھے، درمیان سے گزرتے ہوئے وہ باہر تشریف
 لائے اور راجہ صاحب موصوف کی پرنکلف فٹن مین بیٹھ گئے، گاڈی نصف راہ تک
 آہستہ آہستہ چلی، پیچھے پیچھے رو سا کی گاڈیاں تھیں، ساتھ ساتھ دارالعلوم کے طلباء اور
 پرجوش مسلمانوں کی ایک جماعت تھی یہ سب ٹھہر ٹھہر کر ”اہلاً وسلاً و مرجا“ کے نعرے بلند
 کرتے تھے، اور سید صاحب کا متانت آمیز بسم اسکا جواب دیتا تھا، لیکن نصف راہ سے
 مسلمانوں نے جوش مسرت سے گاڈی کے گھوڑے کھول دیے اور مسٹر ممتاز حسین صاحب
 بیرسٹر کے مکان تک جہاں آپ فروکش ہوئے تھے) عود گاڈی کھینچ لائے۔

راستے میں عام لوگ اور وکانڈا مسلمانوں کے اس تہذیبی جوش و ولولہ اور اخوت اسلامی
 کی اس زندہ تصویر کو دیکھنے کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے، راستے میں ہر جگہ
 غیر اسلامی افراد اس اسلامی منظر کو تعجب و حیرت کی ساتھ دیکھتے تھے، مسلمان ہر جگہ جوش
 کے ساتھ سلام کے لیے ہاتھ اٹھاتے جاتے تھے اور سید صاحب اُسی متانت آمیز
 بسم کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر اسلامی بھائیوں کے سلام کا جواب دیتے جاتے تھے۔

طلباء کا جوش و خلوص کے ساتھ گاڈی کھینچنا، راستہ بھر، اہلاً وسلاً و مرجا کے
 نعرے بلند کرنا اور جناب مدوح کا متانت آمیز بسم کے ساتھ جواب دینا اسلامی شوکت کا
 زمانہ گذشتہ یاد دلانے اور اسلامی شان کے دوبالا کرنے کے علاوہ ایسا منظر تھا جو کبھی چشم
 دل سے اوجھل نہیں ہو سکتا اور آنکھوں ہی کے ذریعے سے اس منظر کا لطف اٹھایا جا سکتا

تھا، کافون کی راہ سے اُسکا ادھر اساخاک بھی ذہن میں نہیں آسکتا۔

رپورٹ کمیٹی استقبالی

جناب مسٹر ممتاز حسین صاحب کرٹری استقبالی کمیٹی نے جس فیاضی و ایثار کے ساتھ اپنا عزیز و پر از مشاغل وقت نہ وہ العلماء کے جلسہ میں صرف کیا اُسی سے باوجود بار بار شکریہ ادا کرنے کے ہم عمدہ برآئین ہو سکتے اسپر استقبالی کمیٹی کی رپورٹ لکھنے کی اُن سے درخواست کرنا نہایت بے موقع تھا اس لیے ہم غفل رپورٹ پیش کرنے سے معذوریں، اُس علم کی بنا پر جو ہمیں انتظامات اور کارکنوں کے کام کو دیکھا حاصل ہوا ہم انتظامات کی تفصیل اور تنظیم کی تقسیم اور گوشوارہ جمع خرچ درج کرتے ہیں۔

فہرست ممبران استقبالی کمیٹی

- ۱۔ عالیجناب راجہ سر تصدق رسول خان بہادر کے۔ سی۔ ایس آئی راجہ جہانگیر آباد۔
- ۲۔ جناب مسٹر ممتاز حسین صاحب۔ بی۔ اے۔ بیرسٹریٹ لا
- ۳۔ جناب آرمیل مسٹر محمد نسیم صاحب ایڈووکیٹ۔
- ۴۔ جناب ڈاکٹر ناظر الدین صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی بیرسٹریٹ لا۔
- ۵۔ جناب مسٹر واج الدین صاحب بیرسٹریٹ لا۔
- ۶۔ جناب مولوی عبدالقادر صاحب منشی ڈپٹی کلکٹر۔
- ۷۔ جناب مولوی بدر الحسن صاحب منصف۔
- ۸۔ جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل۔

- ۹- جناب سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ہائیکورٹ۔
- ۱۰- جناب منشی اظہر علی صاحب بی۔ اے۔ وکیل
- ۱۱- جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ
- ۱۲- جناب منشی سخاوت علی صاحب مینوسپل کمشنر لکھنؤ۔
- ۱۳- جناب صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خاں صاحب بہادر۔
- ۱۴- جناب نواب سید مرتضیٰ حسن خاں صاحب۔
- ۱۵- جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس فینانشل سیکرٹری ندوۃ العلماء۔
- ۱۶- جناب شمس العلماء للہا بشی لغانی معتمد دارالعلوم ندوۃ العلماء۔
- ۱۷- جناب مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب نائب ناظم ندوۃ العلماء۔
- ۱۸- جناب لوی عزیز مرزا صاحب جمہوری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ۔
- ۱۹- جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب۔
- ۲۰- جناب حکیم عبد الرشید صاحب۔
- ۲۱- جناب حکیم عبد القوی صاحب۔
- ۲۲- جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب۔
- ۲۳- جناب حکیم کمال الدین صاحب۔
- ۲۴- جناب حکیم عبد الحسیب صاحب دریا باڈی۔
- ۲۵- جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب۔
- ۲۶- جناب شیخ سخاوت حسین صاحب تاجر عطر وچک۔
- ۲۷- جناب فضل ایوبی صاحب۔

- ۲۸ جناب اروغہ عابد علی صاحب عطار امین آباد۔
- ۲۹ جناب بابو منصور علی خان صاحب گوڈس انسپٹر اوڈھروہلیکھنڈریلوے۔
- ۳۰ جناب عبد الرزاق صاحب سوداگر امین آباد یارک۔
- ۳۱ جناب حافظ قطب الدین صاحب تاجر کتب چوک۔
- ۳۲ جناب حافظ عبدالستار صاحب تاجر کتب چوک۔
- ۳۳ جناب منشی محمود علی صاحب تاجر امین آباد یارک۔
- ۳۴ جناب قاضی نظیر احمد صاحب۔
- ۳۵ جناب منشی دلاور علی صاحب تاجر خشت۔
- ۳۶ جناب میر احمد حسین صاحب تاجر تنباکوئے خور ونی چوک۔
- ۳۷ جناب بلند خان صاحب کو تو ال صدر بازار۔
- ۳۸ جناب ممتاز علی خان صاحب صدر بازار۔
- ۳۹ جناب خلیل احمد صاحب آزریری سکرٹری ایک آئٹھ لکھنؤ۔
- ۴۰ جناب سید میر جان صاحب مالک مسلم گڑھ لکھنؤ۔
- ۴۱ جناب محمود شاہ صاحب۔
- ۴۲ جناب حبیب الرحمن صاحب۔
- انکے علاوہ اور بھی پرچوش و ہمدرد اصحاب تھے جنہوں نے نہایت سرگرمی سے اپنے فرائض انجام دیے، انکے نام آپ انکی خدمات کے سلسلہ میں پائیے گئے۔
- استقبالی کمیٹی نے تقسیم عمل کے طور پر خاص خاص انتظامات کیلئے خاص خاص جماعتوں کو یا اصحاب کو نامزد کر دیا تھا جس سے انتظامات میں نہایت سہولت و

آسانی ہوئی۔ اور ہر جماعت کے ساتھ طلبائے دارالعلوم کے وائسٹرون کی جماعت امداد و اعانت کیلئے موجود تھی، اوں انتظامات اور کارکنوں کی تفصیل یہ ہے۔

انتظام استقبال مہمان

جناب منصور علی خان صاحب گوڈس انسپکٹر ادھر روہیلکھنڈ ریلوے۔ جناب محمد شاہ صاحب جناب ڈاکٹر کریم حسین صاحب۔ جناب منشی محمود علی صاحب تاجر امین آباد پارک۔ جناب سید میر خان صاحب سکرٹری مسلم کلب مالک مسلم گزٹ۔ جناب حبیب الرحمن صاحب جناب ڈاکٹر ناظر الدین صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بی۔ ٹرائٹ لا۔

انتظام قیام و اسایش مہمانان

جناب مولوی عبدالقادر صاحب نیشنل ڈیپٹی کلکٹر۔ جناب میر احمد حسین صاحب تاجر تنباکو۔ جناب منشی دلاور علی صاحب تاجر پشت۔ جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب جناب داروغہ عابد علی صاحب عطار نظیر آباد۔ جناب فضل ایوبی صاحب جناب منشی سخاوت علی صاحب۔ جناب قاضی نظیر احمد صاحب۔ جناب حکیم کمال الدین صاحب جناب شیخ نظیر محمد خان صاحب مالک ہوٹل۔ جناب حکیم عبدالقوی صاحب جناب منشی محمد حسن صاحب تحصیلدار کلکتہ۔

انتظام طعام برائے مہمانان

جناب حکیم حافظ عبدالولی صاحب۔ جناب میر احمد حسین صاحب تنباکو جناب علی غنی صاحب صدر بازار جناب حافظ قطب الدین صاحب۔ جناب سید حسن شاہ صاحب

انتظام دکان طعام برافزیران

جناب منشی والاد علی صاحب تاجر خشت۔

انتظام آرائش مقام جلسہ

جناب سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائیکوٹ۔

جناب خواجہ سید اصغر حسین صاحب عرف پیائے صاحب۔

جناب خواجہ سید رشید الدین صاحب عرف اچھے صاحب۔

جناب سید یوسف علی صاحب منیجر ہیوٹ ڈرائنگ اسکول لکھنؤ۔

جناب منشی ظہیر علی صاحب بی۔ اے وکیل۔ جناب منشی صدیق احمد صاحب۔ جناب جانعلی خان صاحب۔

انتظام دفتر واقفیت عامہ

جناب حکیم عبدالحسین صاحب دریا بادی۔

انتظام تقسیم ملک شریعت جلسہ

جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ۔

انتظام حفظ صحت و دوا خانہ

جناب حکیم عبدالرشید صاحب و جناب حکیم عبدالعزیز صاحب۔

انتظام دار التفک

طلباے دارالعلوم کی انجمن المصلین نے دارالتفک کا انتظام کیا تھا اس دکان
میں ہر طرح کا سامان تفک موجود تھا جس سے معزز معانون کو نہایت آسائش ہوئی۔

گوشتوارہ جمع خرچ اجلاس سیزدہم ہمدق العلماء

(کتاب کے آخر میں ملاحظہ ہو)



کارروائی جلسہ ۶ اپریل ۱۹۱۲ء

اجلاس اول

۶ اپریل کی صبح سے دارالعلوم کے زیر تعمیر مکان میں قومی چل چل اور زندہ دلی کے آواز نظر آنے لگے معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ اگرچہ ۴ اپریل ہی سے شروع ہو چکا تھا اور برابر اتنا جاری تھا، دارالعلوم کے کمرے جو مہمانوں کے ٹھہرنے کے لیے مخصوص کر دیے گئے تھے، علاوہ شہر کے بعض معزز اصحاب کی کوٹھیوں کے تین مہمان ٹھہرائے گئے تھے، بالکل پُر ہو چکے تھے، اجلاس کا وقت ۱۲ بجے سے تھا لیکن دُور شوق کی یہ حالت تھی کہ آٹھ بجے ہی سے ہال اور اس کے دونوں جانبی صحنجیان بھر گئی تھیں اور شوق و انتظار کی بچینی حاضرین کے چہروں سے عیاں تھی، آٹھ بجے علامہ سید شید رضا موٹر پر شریف لائے اور تمام لوگ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور جوش کے ساتھ اہلاد سہلا و مرجا کی آواز بلند ہوئی، ٹھیک ۱۲ بجے جلسہ کا افتتاح ہوا جیسا کہ ندوۃ العلماء کے اجلاسوں کا عام قاعدہ ہے پہلے مولوی عبدالحق صاحب حتی بغدادی اسٹنٹ پروفیسر محمد نالچ علیگر ٹھہنے نہایت

خوش امانی کے ساتھ عربی لہجہ میں چند آیتیں قرآن مجید کی تلاوت کیں جبکہ تمام مجمع نے نہایت
 خشوع و خضوع کے ساتھ سنا اس تلاوت نے ایک ایسی کیفیت قلوب پر طاری کر دی تھی
 جو بیان نہیں کیا جاسکتی، اسکے بعد جلسہ کی اصلی کارروائی شروع ہوئی، جناب کیرل
 سر راجہ تصدق رسول خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ پریسیڈنٹ
 استقبالی کمیٹی۔ بعض وجوہ سے تشریف نہ لاسکے تھے اس لیے بجائے اُنکے سٹر
 ممتاز حسین صاحب بریٹراہٹ لاسکرٹری استقبالی کمیٹی نے راجہ صاحب
 کی جانب سے مہمانوں کا خیر مقدم ادا کرتے ہوئے ایک پُر جوش تقریر کی جس میں مدوۃ العلماء
 کے انعزض مقاصد پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی مگر افسوس ہے کہ یہ تقریر زبانی بیان
 کیلئے تھی اور جلسہ کے بعد جناب مقرر کو اس بات کا موقع نہیں ملا کہ وہ اسکو اپنی یادداشت
 سے قلمبند فرماتے۔

اس تقریر کے بعد مدوۃ العلماء کے اجلاس سیزم کے لیے صدرین کا انتخاب کیا گیا،
 صدارت کے لیے جن بزرگوں پر نظر پڑتی ہے اُنکے لیے صرف یہی ضروری نہیں
 ہے کہ ملک میں عام اثر رکھتے ہوں، ذمی و جاہت ہوں، روشن خیال ہوں، بلکہ
 اُس کے ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ وہ اسلام علوم اسلام کے بہت بڑے حامی ہوں
 کسی معزز و قدیم خاندان سے تعلق رکھتے ہوں، جلسے میں اگرچہ ان صفات کے بزرگ و فضلاء
 اور بھی تھے لیکن ان اوصاف و حیثیتوں میں جو درجہ علامہ سید رشید رضا ایدہ اللہ تعالیٰ
 کا تھا وہ بالاتر تھا اس لیے مدوۃ العلماء کی صدارت کے لیے آپ سے بڑھ کر کوئی نہ ہون
 نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے آپکو تعارف کراتے ہوئے
 آپکی صدارت کی تحریک کی اور اُسکے ساتھ ایک مختصر تقریر کی جس میں آپ نے افسوس کے

کہا کہ اگرچہ علامہ مدوح ہندوستان میں ناواقفیت کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں لیکن انکی عام وجاہت و ہرول عزیزی معلوم کرنی ہو تو آپ انھیں عرب، شام، مصر، قسطنطنیہ، طرابلس الغرب، یونیس الجزائر، روس اور ممالک یورپ میں پونچھ لیجیے روشن خیالی کی نسبت اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ نے مفتی محمد عبدہ جیسے عظیم الشان مصلح کے شاگرد بنید ہونے کے علاوہ خود بھی باوجود انتہائی صعوبتوں کے عرصے سے اصلاح کا کام نہایت سرگرمی و ایثار کے ساتھ جاری کر رکھا ہے اور اسی غرض سے چودہ سال سے المنار نہایت آب و تاب و آزادی کے ساتھ نکال رہے ہیں جسکے پاکیزہ مضامین کی اسلامی ملکوں میں دھوم ہے، اسلام و علوم اسلام کی حمایت کا شغف اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ آپ نے مصائب سفر برداشت کیے تمام ترکی کا سفر کیا اور مصر میں ایک کالج دینی تعلیم کے لیے جسکا نام مدرسہ دعوت والا رشا ہے قائم کر لیا ہے جسکے لیے ایک لاکھ پونے کا گرانقدر عطیہ شیخ الاسلام کی جانب سے ملتا تھا مگر آپ نے صرف اس بنا پر لینے سے انکار کر دیا کہ آزادی میں خلل آئے گا لیکن جو صفت ندوہ میں اور آپ میں مشترک ہے وہ یہ ہے کہ آپ بھی پالینکس سے علیحدہ رہتے ہیں، آپ نے مصر والوں کو اس بات پر متوجہ کیا ہے کہ اگر کمین ترقی کرنا ہے تو پالینکس سے علیحدہ رہو۔

اس کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کا گورنمنے تائید کی اور آپ بالاتفاق رئیس مجلس منتخب ہوئے اور کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک مبسوط و پرفز تقریر فرمائی جو فی الحقیقت شوق عکاظ کے خطبوں کو یاد دلاتی تھی اور عرب کی قادر الکلامی، زور کلام گرمی بیان اور قوت تاثیر زندہ شہادت تھی اگرچہ آپ نے تقریر عربی زبان میں کی اس وجہ سے اس تقریر کو جلسہ کا

ایک نہایت مختصر گروہ سمجھ سکتا تھا لیکن سید صاحب کے لب و لہجہ، جوش، حرکات و سکنات، روانی بیان، اور جابجا قرآن مجید کی آیتوں کا اقتباس اور اُن سے استدلال یہ تمام چیزیں ایسی تھیں جنہوں نے ہر شخص کو محو حیرت بنادیا تھا اور اسلام کی پاک نبی زبان کی عظمت درودِ یوار سے نمایان ہو رہی تھی،

خلاصہ تقریر افتتاحی جناب علامہ سید رشید رضا آفندی حسینی

صدر انجمن جلسہ ندوۃ العلماء

حضرات علمائے اسلام و مسلمانان ہند! میں ندوۃ العلماء کا نہایت ممنون ہوں کہ جبکہ اُسکے سالانہ اجلاس میں شریک ہونے کی دعوت دیکھی جب یہ دعوت میرے پاس پہنچی تو میں مدرسہ دعوت و ارشاد کی بنیاد رکھنے اور اُسکے لیے مدرسوں اور پروفیسروں کا انتخاب کرنے اور تمام ضروری سامان مہیا کرنے میں مشغول تھا، میرے دل میں مدت سے آرزو تھی کہ ہندوستان کی مین سیرکروں اور میان کی اُن کوششوں کا مطالعہ کروں جو مذہبی تربیت اور تعلیم کے باب میں مسلمان کر رہے ہیں۔ باوجود سخت مشغول ہونے کے یہ آرزو غالب آئی اور میں نے مدرسہ دعوت و ارشاد اور المنار کے کاموں کو چھوڑ کر ندوہ کی دعوت کو قبول کر لیا کہ موقع اس بات کا تھا کہ میں ایسی مشغولیت کے وقت مصر میں ایک قدم باہر نہ جاؤں، انجمن دعوت و ارشاد کے ممبروں نے بھی مجھے صلاح دی کہ میں ندوہ کی دعوت کو قبول کروں اور انجمن کی طرف سے ایک نمائندہ بکر اجلاس ندوہ میں شریک ہوں، چنانچہ میں آپ کے سامنے موجود ہوں، اسوقت مسلمانوں کی شان کو بلند کرنے

اور اُن میں تعلیم و تربیت پھیلانے کے متعلق جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ اپنی طرف سے بھی بیان کرونگا اور آپ کے مصری بھائیوں کی طرف سے بھی شک کے دلوں میں یہی فیئنگ معجز زن ہے جو آپ کے دلوں میں ہے۔

اے میرے معزز اور محترم بھائیو! مجھے امید ہے کہ آپ میرے خیالات کو اس لحاظ سے نہیں سنیں گے کہ وہ ایک بڑے ماہر فن کے خیالات ہیں بلکہ اس لحاظ سے سنیں گے کہ وہ ایک خالص ہمدرد اسلام کے دل سے نکلے ہیں اگر اُن میں کوئی بات ایسی ہو کہ قبول کرنے کے لائق ہو تو وہ قبول کر لی جائے اور اگر اُس میں کوئی غلطی ہو تو وہ معاف کر دیا جائے۔ میں پندرہ برس سے مصر میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے مسئلہ پر برابر غور کرتا اور بحث کرتا رہا ہوں مصر ایک ایسا ملک ہے جہاں مسلمانوں کی تعلیم اور ترقی کی باتوں کا جاننا اور پہچانا بہ نسبت دوسرے ملکوں کے نہایت آسان ہے ایک دانائے فرنگ کا قول ہے کہ مصر دنیا نے اسلام کا سوچنے اور سمجھنے والا دماغ ہے۔

اے برادران محترم! آپ پرادر ملک کے تمام مسلمانوں پر اسلام کا یہ حق کہ آپ اُس کے علوم اور اخلاق کو زندہ کریں ویسا ہی ہے جیسا کہ ملک مصر کے مسلمانوں پر مین سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مصر اور ہندوستان میں جو عقیدہ تعلیم و تربیت اور رائے کی آزادی اور دولت کی بہتات ہو ایسی کسی ملک میں نہیں ہو ہم پر لازم ہے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کریں اور اُس سے فائدہ اٹھانے پر کمر بستہ ہوں۔

تاہم جہین روسیوں کی عکدار ہے اس میں مسلمانوں نے تعلیمی ترقی پر اپنی توجہ مبذول کی ہو مگر حکومت کی طرف سے اپنی سختی کی جاتی ہے وہاں کے مسلمان مدرس مسلمانوں کو تعلیم دینے کے قصور میں جیلخانے بھیجے جاتے ہیں اور جلاوطن کیے جاتے

ہیں، روس کا ایک زبردست عالم جو عالم جان کے نام سے مشہور ہے تین سال سے مصر میں اس لیے ٹھہرا ہوا ہے کہ اُسکو اپنے وطن میں واپس جانے کی اجازت نہیں ہو، اسکا تصور یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو شہر کار زن کے نامور اسلامی کالج میں تعلیم دیتا اور اُن کے دلوں میں بیداری پیدا کرتا تھا، اسکا ایک بھائی اور ایک نائب مدرس بھی اسی تصور میں جلاوطن کر دیا گیا ہے، روسی مسلمانوں میں سے دو بھائیوں عبداللہ اور عبید اللہ نے قرۃ بونی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی تھی اور وہ اُسکو ترقی دینے میں مشغول تھے کہ گزشتہ سال کے موسم سرما میں روسی حکومت نے اُن کو جیل خانے بھیج دیا، امید تھی کہ بہت جلد کازان کے محکمہ فوجداری میں ان پر مقدمہ دائر ہوگا، مگر ایک سال گزرنے پر بھی وہ عدالت میں اتنا پیش نہیں کر سکا کہ روس کے ایک اسلامی اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب اپریل میں اُنکا مقدمہ پیش ہوگا، روس کے نیم سرکاری اخبار "نوی امییا" نے گورنمنٹ روس کو تحریک کی ہے کہ وہ مسلمانانِ ترکستان کو تعلیم میں ترقی کرنے سے روکے کیونکہ اس سے اُن میں پولیٹیکل بیداری پیدا ہوگی، یہ حال اُن مسلمانوں کا ہے جو آپکے قریب ہی ایک یوہین سلطنت کے زیر سایہ آباد ہیں، شمال افریقہ کے مسلمانوں کا حال اُن سے برتر ہے۔ تاتار کے مسلمان باوجود حکومت کی سختیوں کے تعلیم و تربیت کی دھن میں لگے ہوئے ہیں، وہ مصر، شام، اور حجاز میں اپنی قوم کے طلباء بھیجتے رہتے ہیں تاکہ وہ عربی زبان سیکھیں اور اپنے ملک میں واپس جا کر علم کا کام انجام دیں، اُن کے بعض طلباء طرابلس، ایک بھی پونچے ہیں تاکہ علوم جدید کی تحصیل کریں مگر ٹیونس اور الجزائر کے مسلمان جو فرانس کے زیر حکومت ہیں یہ کام بھی نہیں کر سکتے، فرانس نہایت سختی کے ساتھ انکی نگرانی کرتا ہے بعض انصاف پسند فرانسیسی افسر اس بات کے قائل ہیں کہ ان ملکوں کے مسلمانوں پر

بے حد دباؤ ڈالا جاتا ہے، فرانسیسی مدبروں میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ دباؤ جاری رکھنا چاہیے یہاں تک کہ افریقہ کے ان ملکوں سے عربی زبان اور اسلام مٹ جائے مگر بعض مدبر مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کی رائے دیتے ہیں جادوہ اور ملائیکہ کے مسلمانوں کی حالت تمام مسلمانوں سے بدتر ہے، ہالند کی حکومت نے ان کے گرد جہالت کی چادر پھیر لی کھینچدی ہے جس سے باہر وہ نہیں نکل سکتے اگر آپ ان مسلمانوں کی دردناک حالت معلوم کرنا چاہیں تو میں ایک انگریزی کتاب پیش کروں گا جس میں ان کے مفصل حالات درج ہیں آپ اسکا ترجمہ کرائیں اور اخباروں میں شائع کریں آپ کو خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ آپ کے سروں پر ایسی حکومت نہیں ہے، انگریزی حکومت کی بنیاد آزادی پر ہے اس حکومت کے سایہ میں رعایا اپنے تئیں ترقی کے بلند مراتب پر پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ وہ عقل و درایت سے کام لے یہ بات کسی اور یورپین حکومت میں کہیں نہیں ہو جو لوگ تعلیم کے کام میں مشغول ہوں ان کو ظاہر و باطن میں سیاست سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے، شیخ محمد عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ جس کام میں سیاست کا دخل ہو وہ بالکل خراب ہو جاتا ہے جو لوگ تعلیم کے کاموں میں سیاست کو شامل کرتے ہیں اگر آپ حکومت کی طرف سے سختی کجاتی ہے تو کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ علم تمدن کی بنیاد تانچ پر جو بتاتا ہے کہ حکومتیں ان کو دشمن کو معافی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتیں جو ان کے اقتدار کے برخلاف کیجائیں اور ان کے سوا وہ ہر بات کو معاف کر سکتی ہیں، غور کرو کہ ہمارے مذہب میں بھی خدا نے شرک کے سوا ہر گناہ کو معاف کرنے کا وعدہ کیا ہو مگر شرک کی بخشش اسکی جناب میں بھی نہیں ہو سکتی۔ ایسی ترقی یافتہ حکومتیں موجود ہیں جو قانونی اور انتظامی معاملات میں رحم اور انصاف سے کام لیتی ہیں۔ مگر ایسی کوئی حکومت دنیا میں

نہیں ہر سیاسی معاملات میں رحم یا انصاف کا برتاؤ کرے، قرن اول کی اسلامی حکومتوں سے ہر حکمرانی حکومت منصف اور مہربان نہیں تھی یہاں تک کہ فتوحات اور فوجی حکومت کے وقت بھی رحم و انصاف کا جلوہ ان کے کاموں میں نظر آتا تھا اور اس کا اقرار یورپ کے انصاف پسند مورخوں نے علی الاعلان کیا ہے چنانچہ فرانس کا نامور مورخ موسیو لیسان لکھتا ہے ”عربوں سے زیادہ رحمدل انصاف پسند فاتحان کا سرخ تاریخ میں نہیں مل سکتا۔ اگر ہم اس موقع پر خلفائے راشدین کی حکومت سے قطع نظر کریں، کیونکہ وہ پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جانشین تھے اور ان پر ہم دیگر حکومتوں کو قیاس نہیں کر سکتے تو کم سے کم نبی امیہ اور عباسیوں کی حکومتوں کو توبیخ نظر لا سکتے ہیں، بلاشبہ یہ دونوں حکومتیں دنیا کی قدیم اور جدید حکومتوں میں قانون و انتظام کے لحاظ سے رعایا پر سب سے زیادہ مہربان اور فیاض تھیں، مگر دیکھو کہ انھوں نے ان اشخاص کو ساتھ کیسا جابرانہ برتاؤ کیا جو ان کے اقتدار کے مخالف تھے یہاں تک کہ انھوں نے آل رسول (علیہم السلام) کو فوج کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا، وہ آل نبی میں سے جسکو جہان پاتے تھے اس وہم سے کہ مبادا وہ انکی حکومت میں خلل انداز ہوئے تکلف قتل کر دیتے تھے بلکہ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ حکومت کی طمع کے سبب باپ نے بیٹے کو بیٹے نے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو،“

اے میرے معزز بھائیو! موجودہ حکومت آپکو اجازت دیتی ہے کہ آپ اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کی روشنی سے منور کریں۔ انکو اپنے مذہبی اصول و عقائد سکھائیں، انکو اسلامی فضائل کے زیور سے آراستہ کریں اور انکو دنیا و دین کی بہتری کے لیے جو چاہیں سکھائیں اور پڑھائیں، ان تمام معاملات میں آپ ازاد ہیں بشرطیکہ انکی مذہبی اور علمی شخصیتیں اس حکومت کی واجبی عزت کریں اور اس کے اقتدار کے برخلاف کوئی حرکت نہ کرنے پائیں، اس حالت میں اگر آپ اپنی پوری طاقت اپنی قوم میں تعلیم پھیلانے میں صرف نہ کریں

تو یہ آپ کا قصور ہے حالانکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ حکومت آپ کو دینی اور دنیوی تعلیم پر آمادہ کرتی جو میں اس بات کو منکر حیرت میں ہوں کہ انگریزی حکومت ہندوستان کے مسلمانوں کو ہر پہلو سے تعلیم کی طرف رغبت دلاتی ہو، وہ علی گڑھ کالج وغیرہ پرائیویٹ تعلیم گاہوں کو مالی مدد دیتی ہو۔ مددۃ العہد ایک مذہبی جماعت ہو اور اس کا مقصد اشاعت اسلام جو تاہم گورنمنٹ نے ایک بیش قطعہ زمین اُسکو بھی عطا کیا ہو اور وہ چھ ہزار روپیہ سالانہ بھی اُس کو دیتی رہتی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو امدادیں آپ کو مل رہی ہیں اور جو ترغیبن اُسکی طرف سے دی جا رہی ہیں اُسے قطع نظر کر کے آپ کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ حکومتیں قوموں کو ترقی نہیں دیکھتیں جب تک کہ وہ خود اپنی ترقی کے لیے سرگرمی سے کوشش نہ کریں۔ اس بنا پر واجب ہو کہ آپ اپنی ذاتی سرگرمیوں اور کوششوں پر بھروسہ کریں کیونکہ قرآن مجید بآواز بلند کہتا ہو کہ ہر انسان اپنی ہی کوششوں کا پھل پائے گا۔ ہمارے گورنمنٹ سے ایک دفعہ مصر کے ایک ممتاز شخص نے کہا کہ آپ نے مصر کی مالی حالت کو درست کیا اور جو خدمت آپ نے مصر میں انجام دی وہ حکومت کے لیے انجام دی مگر آپ نے اب تک کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے یہاں کے مسلمان ترقی کر سکیں۔ لارڈ کرمر نے کہا جو لوگ آپ ترقی کرنا نہیں چاہتے انکو کوئی شخص ترقی کے درجے پر نہیں پہنچا سکتا، مصریوں کا فرض ہو کہ وہ اپنی ترقی اور بہبودی کے لیے خود کام کریں اور جب یہ کام شروع کریں گے اور مجھ سے امداد کے طالب ہوں گے تو میں انکو خوشی سے مدد دوں گا۔

اے میرے معزز ہم مذہبوا! ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی تعلیم کے طریقوں کی اصلاح کریں یہ ضرورت یہی ہے اور اس سے ہر شخص متفق ہے، جامع ازہر، سنیاء، مصر اور تھانہ کے علماء اور تھانہ کے علماء سب اس ضرورت کو محسوس کر چکے ہیں، قرآن کے

دو سالوں میں انھوں نے حکام کے ساتھ ملکر کیٹیان کی ہین اور اس ضرورت پر غور کیا ہو، انھوں نے تعلیم کے جدید پروگرام تیار کیے ہین، ان کتابوں کو تعلیم کے لیے انتخاب کیا ہو جو پہلے تعلیم میں داخل نہ تھیں اور ان کتابوں کو نصاب تعلیم سے خارج کیا ہو جو پہلے عام طور سے پڑھائی جاتی تھیں، انھوں نے علوم جدید کی ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہو اور نصاب تعلیم میں انکو شامل کیا ہو آپ نے بھی ہندوستان میں اس ضرورت پر غور کر کے اپنے قدیم نصاب تعلیم میں ترمیم کی ہے، یونیس کے علمائے بھی دو سال گزشتہ میں اپنے نظام تعلیم میں بہت سے تغیرات کیے ہین اگرچہ بہت سے لوگ ان ملکوں میں ایسے موجود ہین جو تعلیم قدیم سے ایک انچ آگے بڑھنا نہیں چاہتے اور اُسکو منہ تھامے کمال خیال کرتے ہین مگر تمام سوچنے والوں اور غور کرنے والوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہو کہ القاہرہ اور قسطنطنیہ میں جو نصاب تعلیم اب جاری ہو اُس میں گو نہ اصلاح ہوئی ہو مگر وہ اصلاح ابھی کمال کے درجہ پر نہیں پہنچی، قانون قدرت یہ ہو کہ سب لوگ ایک بات پر متفق نہ ہوں، قانون قدرت یہ ہے کہ کسی قوم کے بہت سے آدمی کسی تمدنی اصلاح پر فوراً رضی نہوں بلکہ ایک مدت دراز گزرنے کے بعد وہ اس اصلاح کو تسلیم کریں، یہ بھی قانون قدرت ہو کہ اگر کسی نظام میں فوری تغیر کیا جائے تو وہ نظام بالکل برباد ہو جائے اس بنا پر طالبان اصلاح کو اس بات سے غلگین ہونا نہیں چاہیے کہ ان کے گرد و پیش بہت سے آدمی قدیم نظام سے یسوس ہین اور انھی اصلاح پر راضی نہیں ہین، ان کا فرض یہ ہو کہ جو اصلاح انکو مطلوب ہو اُسکو سرگرمی سے شروع کریں اور استقلال کے ساتھ اُس اصلاح کی حمایت کریں اُسکا نتیجہ ہو گا کہ رفتہ رفتہ قوم میں بیداری پیدا ہوگی اور انجام کار طالبان اصلاح کو فتح ہوگی، خدا فرماتا ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت کو

آپ نبیؐ ہم مسلمان اپنی تاریخ اور اپنے بزرگوں کے کارناموں سے آگاہ ہیں، ایک زمانہ تھا کہ ہماری قوم میں بڑے بڑے مذہبی پیشوا انصاف پرست حکمران، عامل علم، فیاض دولت مند، کامل صنایع، ہنرمند کاشتکار، اور نامور تاجر تھے بلکہ ہم ہر ایک علم و عمل میں دنیا کی تمام قوموں پر سبقت لے گئے تھے یہاں تک کہ ہم جس ملک میں قدم رکھتے تھے اُس ملک کے باشندے ہماری طرف کھینچتے تھے اور غریبوں کی مدد اور اخلاق میں ہماری پیروی کرنا چاہتے تھے مگر کیا آج بھی ہم ایسے ہی ہیں؟ کیا ہم عزت اور عظمت کے آسمان سے نہیں گر گئے ہیں؟ کیا ہم ترقی کی دوڑ میں دنیا کی قوموں سے کوسوں پیچھے نہیں رہ گئے ہیں؟ کیا ہمارا اپنی گزشتہ اور موجودہ حالت پر غور کرنا اور عزت حاصل کرنا نہیں چاہیے؟ ہم سے ہر قوم آگے بڑھ گئی ہے یہاں تک کہ بت پرست لوگ بھی جو اس ملک میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے پہلے پتھروں، جانوروں، دریاؤں اور آگ کے شعلوں کی پرستش کرتے تھے اور دختوں کے پتے کھاتے اور ننگے بدن رہتے تھے، بلاشبہ ہماری حالت میں یہ تغیر خدا نے نہیں کیا ہے جب تک کہ ہمارے اپنی حالت کو بذات خود نہیں بگاڑا یا درکھو کہ یہ خدا کا اہل قانون ہو اور اُس کے قانون میں کوئی ہمیر بھی نہیں ہو سکتا، قرآن مجید میں مسلمانوں سے کہا گیا ہو کہ تم دنیا کی بہترین قوم ہو جو دنیا کے باشندوں کو اچھی باتوں کی ہدایت کرنے اور بری باتوں سے بچانے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

کلام آسمی میں جو صفات مسلمانوں کے بیان کیے گئے ہیں وہ سب ہم میں موجود تھے، ہم قومی معاملات میں نہایت آزادی سے رائے دیتے تھے ہماری علمی پیمائشیں بھی سمجھنے پہنچتی تھیں، ہمارے اخلاق پاکیزہ اور شائستہ تھے، ہم خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے

ہوئے تھے، ہم نیک کاموں کے کرنے پر ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے، ہم آپس میں
 بڑا دوا دہ سلوک کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت سے پیش
 آتے تھے، ہم قوم کے فائدوں کو اپنے ذاتی فائدوں پر ترجیح دیتے تھے، جب ہم نے
 ان تمام صفات کو مٹا دیا اور اپنے اندر سے نکال پھیکا تو خدا نے وہ نعمتیں اور برکتیں ہم سے
 چھین لیں جو ہم پر اسلاف پر نازل ہوئی تھیں، آج ہماری حالت یہ ہو کہ ہم کمزور ہیں
 فلاکت زدہ ہیں، غیروں کی نگاہوں میں ذلیل ہیں، ایک دوسرے سے حسد کرتے
 ہیں، اور خود غرضیوں اور جاہ پسندیوں میں مبتلا ہیں، تعلیم سے بے پروا ہیں، ایک
 دوسرے کی مخالفت بدکمر بستہ ہیں، جب تک ہم اپنی برائیوں کو خود دور نہ کریں گے اور اپنے
 نفسوں کی آپ اصلاح نہ کریں گے یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا ہمو زمانہ سلف کی کھوئی ہوئی عظمت
 پھر عطا کرے، ہم اپنی اصلاح اور ترقی کے لیے اُسی ہدایت پر چلنا چاہیے جس پر ہم
 نامور اسلاف چلتے تھے، امام مالک فرماتے ہیں کہ اُمت محمدی کے متاخرین کی اصلاح
 انھیں باتوں سے ہوگی جن سے اس امت کے متقدمین کی اصلاح ہوئی، بھلا شہم
 ہمو اپنی اصلاح کے لیے تعلیم و تربیت پر متوجہ ہونا چاہیے، اصلاح سے مراد یہ ہو کہ ہمارے
 اعمال ترقی کر جائیں اور اُن کا رخ بہتری اور بہبودی کی طرف پھر جائے مگر اعمال علوم
 اور اخلاق کا نتیجہ ہیں۔

جب ہم تعلیم پا کر حق و باطل اور مفید و غیر مفید میں امتیاز کرنے لگیں گے اور ہمارے
 اخلاق شائستہ ہوں گے تو ہمارے اعمال بھی ایسے ہو جائیں گے کہ ہم ترقی کو بندی یر لجاؤں
 اور دینی اور دنیوی کمال کی منزلت تک پہنچائیں اس بنا پر ضروری ہو کہ ہم تربیت کے
 طریقے اور تعلیم کے طریقے کی اصلاح ایک ساتھ کریں جو طریقہ تعلیم چند صدیوں سے ہماری

قوم میں جاری ہو اگر اُس سے ایسے علماتیار ہو سکتے جو قوم کی ترقی کی طرف لے جاتے اور اُس منزل اور ادبار سے نکال سکتے جس میں مسلمان مبتلا ہیں تو آج ہماری فیلیل حالت نہ ہوتی اور ہماری قومیت کے اعضا فاج زدہ نہ ہوتے۔

بچوں کی تربیت کا حال یہ ہو کہ وہ گویا ہمارے نزدیک لائق بحث اور قابل توجہ نہیں ہے، اکثر مسلمان بچوں کی طرف سے بے پرواہی اور وہ اس باب میں خاندانی دستور کے پابند ہیں مگر بڑے بڑے شہروں میں بعض نئی روشنی کے مسلمان البتہ بچوں کی تربیت پر متوجہ ہیں، مگر انھوں نے اپنے بچوں کو تربیت کے لیے یورپین لیڈیوں کے سپرد کر رکھا ہے، وہ ان بچوں کو اپنی زبان سکھاتی ہیں اور اپنی قوم کی عادتیں ان میں پیدا کرتی ہیں یہ حال تو چھوٹے بچوں کی تربیت کا ہو۔ بڑوں کی تربیت جو وعظ و نصیحت سے ہو سکتی ہے ایسے لوگوں کے حوالے کی گئی ہے جو ظاہر میں بزرگ اور نیک نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں جاہل مفسدین، مذہبی تعلیم کا یہ حال ہے کہ موجودہ طریق تعلیم بالکل بے ثمر ہے اور اُسکی اصلاح میں راہیوں کا اختلاف ہے۔

تعلیم بذات خود ایک فن ہے جو دیگر فنون کی طرح تمدن کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا ہے جیسا کہ ابن خلدون نے لکھا ہے، ہمارے اسلاف عقل و تجربہ کی بنا پر اپنے بیوزمانہ کو حالات کے بموجب طریقہ تعلیم پر توجہ کرتے رہے، سب سے پہلا طریقہ تعلیم روایت اور املا تھا۔ یعنی اُستاد زبان سے کچھ بیان کرتا تھا اور شاگرد اُس کو سن کر یاد کر لیتے تھے، کاغذ پر لکھ لیتے تھے، اسکے بعد یہ طریقہ نکلا کہ جو باتیں یاد ہوتی تھیں یا کاغذ پر لکھی ہوتی تھیں، ان سے نتائج نکالے جاتے تھے اور دلائل کے ساتھ ایک رائے کا مقابلہ دوسری رائے سے کیا جاتا تھا اور ایک خاص رائے کو ترجیح دی جاتی تھی اور اُسکی پوری کجائی

تھی پھر رفتہ رفتہ مختلف علوم و فنون میں کتابیں لکھی گئیں، ان کتابوں میں جو اول اول لکھی گئیں سب سے بڑی خوبی یہ کہ ان کی عبارت آسان ہو اور ان میں دلیلیں اور مثالیں کثرت سے درج کی گئی ہیں ان کے بعد جو مصنف آئے انھوں نے پہلے مصنفوں کے ایسے بیانات کی تشریح کی جو سمجھ میں نہ آتی تھی اور ان کے محل مضامین کو تفصیل سے بیان کیا اور ان کی غلطیوں کو ملال طریقے سے بیان کیا پھر ہتھین پست ہو گئیں اور تحقیقات کا شوق دھیمّا ہو گیا اس کا نتیجہ ہوا کہ پہلی کتابوں کے خلاصے لکھے جانے لگے جس میں مختلف علوم کے ضروری قواعد و مسائل مختصر عبارت میں بیان کیے جاتے تھے اور ان کے ساتھ مثالیں اور دلیلیں درج نہیں کجاتی تھیں، پھر اختصار کے لئے یہاں تک برہمی کہ ایک مصنف کسی علمی مسئلہ کو ایک وقت جس مختصر عبارت میں لکھتا تھا دوسرے وقت خود اسکو سمجھ نہ سکتا تھا، اس کے بعد وہ زمانہ آیا جس میں ان خلاصوں کی شرحیں اور شرحوں کی شرحیں لکھی جانے لگیں اور رفتہ رفتہ ان شرحوں پر بھی حاشیے چڑھنے لگے، اس زمانہ میں طریقہ تعلیم یہ نکلا کہ کسی فن کی کتاب استاد کے ہاتھ میں ہے اور شاگرد اس کے روبرو اول اس کتاب کا متن پڑھتے ہیں پھر اس کی شرح، پھر اس کا حاشیہ، اسکے بعد استاد تقریر کرتا ہو، ان تمام کوششوں کا نتیجہ اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ایک مختصر کتاب کی عبارت سمجھ میں آجائے اور اس عبارت کے حل کرنے کے لیے اور دن نے جو کچھ لکھا ہو وہ بھی سمجھ لیا جائے اس بیان سے مختصر طور پر ظاہر ہے کہ طریقہ تعلیم و طریقہ تصنیف نامہ گزشتہ میں آہستہ آہستہ کس طرح بدلتا رہا ہے، یہ تبدیلیاں ایک دم نہیں ہوئیں کیونکہ زمانہ حال کی مہذب لفظوں کی طرح کوئی ایسا محکمہ تعلیم نہ تھا جس کی طرف سے تعلیم کا انصاب اور اسکے قواعد کیساں طور پر تمام مدارس کے لیے شائع کیے جاتے، عباسیوں کے زمانے میں تعلیم کا ایک خاص نظام البتہ وجود تھا جس کی پیروی مدرّسہ نظام

بغداد میں اور ان بڑے بڑے مدارس میں کجانی تھی جو مدرسہ نظامیہ کے طریقے پر چلائے جاتے
 تھے مگر نہ اس نظام تعلیم کی عام اشاعت ہوئی نہ اسکو ترقی دی گئی اسکا سبب یہ تھا کہ قوم
 برزوال آنا شروع ہو گیا تھا اور اسکے جسم میں تمدنی بیماریوں کے جراثیم اپنا اثر کرنے لگے
 تھے یہ سچ ہو کہ امام غزالی اور ان کے شاگرد ابو بکر عربی ابن خلدون، اور شیخ زکریا انصاری نے
 طریقہ تعلیم اور اسکے قواعد پر اپنی اپنی تصنیفات میں بحث کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا لازم
 یہ تھا کہ فن تعلیم ایک مستقل فن قرار دیا جاتا اور اس کے مسائل کی تحقیقات پر خاص کتابیں لکھی
 جاتیں اور پادشاہوں کے حکم سے مدارس عالیہ اس طریقہ تعلیم پر عمل درآمد کرتے ہو انکی
 نظریں صحیح اور مفید طریقہ نظر آنا پھر کچھ مدت کے بعد اگر اس طریقہ میں کچھ نقص نظر آتے تو انکی
 اصلاح کی جاتی جیسا کہ آجکل مذہب سلطنتوں میں کیا جاتا ہو مگر انوس ہو کہ ایسا نہیں کیا گیا
 کیونکہ ہماری قوم نہایت تیزی کے ساتھ زوال و نزول کشید کی طرف جا رہی تھی یہ کیونکر ممکن
 تھا کہ اسوقت ہم ترقی کی باتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اس امر کو اسرار البلاغہ کے
 دیباچہ میں بیان کیا ہے یہ کتاب امام بلاغت شیخ عبدالقادر جانی کی تصنیف ہو اور علم بیان
 کے مسائل اس میں بیان کیے گئے ہیں۔ دلائل الاعجاز بھی ایک ایسی ہی کتاب علم معانی میں
 ہو ان دونوں کتابوں کو دیکھ کر اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہو کہ طریقہ تصنیف اور طریقہ تعلیم کو زمانہ
 مابعد میں کس قدر نزل ہوا ہے، پہلی کتابیں جہن میں فن بلاغت متغل طور پر مدون کیا گیا
 ہے اور اس میں کلیہ قاعدے بیان کیے گئے ہیں اور ان کے تمام مضامین عمدہ ترتیب
 کے ساتھ بابوں اور فصلوں میں تقسیم کیے گئے ہیں یہ کتابیں آج ان کتابوں سے کمین زیادہ
 افضل اور مفید ہیں جو ان کے بعد اور انہیں کی مدد سے لکھی گئیں اور درس میں جاری ہیں
 مثلاً متحاج کاکی مطول مختصر علامہ بصارانی، ان کے بعد کی کتابوں کا اثر یہ ہوا ہے کہ مالک

اسلامیہ کے مدارس میں عربی زبان کی بلاغت مردہ ہو گئی ہے، میں نے اور شیخ محمد عبد مروح
 بنے حجاز، عراق اور قسطنطنیہ میں اسرار البلاغہ اور دلائل الاعجاز کی تلاش کرائی اور جب
 ان کتابوں کے نسخے مل گئے تو انکی تصحیح کی اور انکو چھپوایا، شیخ مروح نے ان کتابوں کا
 درس جامع ازہر میں دیا اور بہت سوں طلبہ انکے حلقہ درس سے مستفید ہوئے، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
 ازہر میں عربی زبان کی فصاحت و بلاغت از سر نو زندہ ہو گئی، حالانکہ اس سے پہلے وہ
 سرچکی تھی، مصر کے محکمہ تعلیم نے ان کتابوں کو اُس کلج کے فضاہ میں داخل کر دیا ہے
 جس سے عربی زبان کے مدرس تعلیم پا کر نکلتے ہیں، اور اب سوڈان کے گارڈن کلج میں بھی
 ان کتابوں کا درس جاری ہے، میں علوم اسلامیہ میں سے ہر علم کے طریقہ تعلیم اور طریقہ تصنیف
 کے تنزل کی مثالیں بیان کر سکتا ہوں مگر وقت کی تنگی کے سبب سے مجبور ہوں تصنیف و
 تعلیم کے طریقوں کا یہ تنزل تمام ممالک اسلامیہ میں عام طور پر ہوا اور اس میں کوئی تعجب نہیں
 ہو کیونکہ دنیا بھر کے مسلمان ایک قوم ہیں، انکی علمی اور عملی ترقیوں کی بنیاد مذہبی ہدایت تھی
 جب وہ مذہب کے صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے تو انکی ہر چیز پر زوال آگیا۔

بلادِ عجم میں عربی زبان کے تنزل کی ایک اور بڑی وجہ پیش آئی اور وہ یہ تھی کہ علماء عربی
 کتابوں کے مضامین اپنے شاگردوں کو ترجمے کے ذریعے سمجھانے لگے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
 ایک طلبہ علم پر سون کی تعلیم کے بعد عربی زبان کے چند عام قاعدے سیکھ جاتا ہے مگر اسے
 اسکی طبیعت میں ایسا لگتا پیدا نہیں ہوتا کہ وہ بے کھٹ عربی بول سکے اور لکھ سکے اور کسی مدنی
 عربی کلام سے بغیر سمجھن اور وقت کے اُسی طرح اثر پذیر ہو سکے جس طرح کہ عربی زبان بولنے والے
 اثر پذیر ہوتے ہیں، تاریخ اسلام کی پہلی صدیوں میں عجم کے علما ان عربوں کے ساتھ خود بلادِ عجم
 میں رہتے تھے اور جو شام، مصر، افریقہ، انڈس میں جا کر آباد ہوئے تھے تصنیف و تالیف

انشاپردازی اور شاعری میں برابر کے شریک تھے اور اسلام کی وحدت اور ہمہ گیری کا یہ نہایت
 وافر قریب نظارہ تھا اس زمانے میں عجم کے مسلمان عربی زبان علمی طریقہ سے سیکھتے تھے
 اور اُس کے بولنے اور لکھنے کا ایسا ہی ملکہ حاصل کر لیتے تھے جیسا کہ خود عربوں کو حاصل تھا
 جب متین پست ہو گئیں اور عربی کتابیں ترجمہ کے ذریعے سے پڑھائی جانے لگیں تو مسلمانوں کی
 گزشتہ فضیلت جاتی رہی اور مذہبی اور دینی علوم پر زوال آ گیا اور دنیا کے مسلمانوں میں
 اسلامی وحدت و ہمہ گیری کا تعلق باقی نہ رہا، آج یہ حالت ہو کہ بلاد عجم میں ایسے انشاپرداز
 شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں جن کی عربی انشا سے عجمیت کی بونہ آتی ہو نامور فارمید جمال الدین
 افغانی پہلا شخص تھا جس نے ادبی علمی روح مصریوں کے قالبوں میں پھونکی اُس نے جامعہ مصر
 میں اپنے شاگردوں کو عربی زبان میں تقریر اور تحریر پڑا دیا اور انکو تقریر و تحریر کے صحیح قاعدے
 بتائے سید جمال الدین بذات خود فصیح البیان انشاپرداز اور خطیب تھا وہ عربی زبان میں
 گھنٹوں تک بغیر کثرت نہایت روانی اور فصاحت کے ساتھ تقریر کرتا تھا مگر باوجود ان
 تمام باتوں کے آخر عمر میں وہ ایسے بعض ناموں پر لام تعریف داخل کرتا تھا جن پر
 لام تعریف نہیں آسکتا اور بولنے کا لہجہ بھی ایسا تھا جس سے عجمیت پائی جاتی تھی اسکی
 وجہ یہ تھی کہ سید جمال الدین نے عربی زبان اول کتابی طریقہ سے حاصل کی تھی پھر اپنی عقل
 سے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے عربیت کا ملکہ پیدا ہو جائے اور اُس طریقہ کی تعلیم مصری
 شاگردوں کو دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس طریقہ کی تعلیم پا کر جو مصری نوجوان اُنھیں اُنکے بیان میں
 روانی اور سلاست استاد کے بیان سے زیادہ پائی جاتی جو۔

اے علمے کرام! آپ جانتے ہیں کہ تمام علوم کے کلیہ قاعدے جزئیات سے
 لیے گئے ہیں اس لیے جزئیات کا علم کلیات کے علم سے مقدم ہے مثلاً الگ الگ

جانوروں اور درختوں کا علم انسان کو پہلے پہل ہوا پھر ان میں شاہت اور اختلافات کا اندازہ کیا گیا اور انکی علمی تقسیم کی گئی اور انکی نوعین قرار دی گئیں اگر تعلیم میں جزئیات کا علم شاگردوں کو پہلے سکھایا جائے پھر کلیہ قاعدے بتائے جائیں تو تعلیم کا وہ طریقہ ہو جو قابل قدرت کے مطابق ہے اور اس طریقے کی مخالفت گویا قدرت کی مخالفت ہو عام لوگ جب کسی زبان کو قدرتی اصول سے سیکھنا چاہتے ہیں تو اول اس زبان کے مفرد الفاظ سیکھتے ہیں! پھر ان کو استعمال کرنے میں اہل زبان کی تقلید کرتے ہیں شروع میں زبان کے کلیہ قاعدے جو علمائے صرف و نحو نے مرتب کیے ہیں سمجھ میں نہیں آتے البتہ اس وقت سمجھ میں آتے ہیں جب ان زبان کے سیکڑوں ہزاروں الفاظ کو فراہم ہو جائیں جن لوگوں نے زبان کے کلیہ قاعدے تیار کیے ہیں وہ بہت بڑے عالم اور محقق تھے مگر ہم چھوٹے بچوں کو زبان کی تعلیم شروع کرنے کے وقت ان کے رد برو مفرد الفاظ کی جگہ صرف و نحو کے کلیہ قاعدے پیش کریں تو اسکے معنی یہ ہیں کہ ہم اس سے پہلے کہ وہ جوان ہوں انکو عالم اور محقق بنانا چاہتے ہیں! علمائے متقدمین نے عربی زبان کی تعلیم کے طریقے کو آسان بنانے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ انکو عربیت کا ملکہ حاصل تھا علاوہ اسکے انکی تعلیمی کتابیں مثلاً الکتاب سمیویہ بہ نسبت ہماری کتابوں کے قدرتی طریقہ تعلیم سے زیادہ قریب تھیں کیونکہ ان میں قواعد کلیہ کو وضع کرنے کے لیے مثالیں کثرت سے درج کی گئی تھیں، قرآن مجید اور اسکی تفسیر کی تعلیم کا حال یہ ہو کہ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ قرآن مجید کے سمجھنے کی ضرورت صرف مجتہدوں کو ہے جو اسکی آیتوں سے عبادات اور معاملات کے متعلق فقہ کے احکام نکالتے ہیں، یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کو قرآن فہمی سے باور رکھتے ہیں وہ مذہب اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں، اگر میں بیان کروں کہ قرآن مجید کی تعلیم کیونکر ہونی چاہیے

جس سے یقینی طور پر مسلمان ہدایت پاسبین تو یہ لوگ مجھ پر زبان طعن و ملامت دراز کر چکے۔
 اسے برا در ان محترم! خداوند عالم نے قرآن مجید تمام مسلمانوں کی ہدایت کے
 لیے نازل کیا ہے، وہ اُن علما کی ہدایت کے لیے مخصوص نہیں ہو جو اسکی آیتوں سے
 فقہ کے احکام نکالتے ہیں اور اجتہاد کا فرض انجام دیتے ہیں، کیونکہ وہ آیتیں جنہیں
 احکام درج ہیں خدا میں بہ نسبت اُن آیتوں کے کم ہیں جو انسانوں کی روحوں
 اور عقول کو ہدایت کرتی ہیں اور اُن کو ترفی کے بلند مدارج پر پہنچاتی ہیں، زمانہ
 قدیم کے عام مسلمان جو ابتدائے اسلام میں موجود تھے قرآن مجید کی عام نصیحت آمیز
 آیتوں سے ہدایت حاصل کرتے تھے اور اُس روحانی زندگی میں محور رہتے تھے
 جو قرآن مجید پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے، حالانکہ اُن مسلمانوں میں سب ایسے
 نہیں تھے جو مجتہد کہلاتے ہوں اور جو قرآن مجید کی آیتوں سے فقہ کے احکام
 نکالتے ہوں، اگر وہ قرآن مجید کی ہدایت پر نہ چلتے اور اُس روحانی تعلیم کو پیش نظر
 نہ رکھتے تو مسلمانوں کی قوم ایک نامور قوم نہ بنتی اور مذہب اسلام دنیا میں اس عسرت
 کے ساتھ نہ پھیلتا، قرآن مجید نے اُنکی روحوں کو پاکیزہ اور اُنکی عقول کو شائستہ کر دیا
 تھا، وہ جس ملک میں داخل ہوتے تھے وہاں کے باشندے خود بخود اُنکی طرف
 کھینچتے تھے اور اُنکی پیروی کو اپنی خوش نصیبی خیال کرتے تھے وہ اپنی خوشی سے
 مذہب اسلام قبول کر لیتے تھے کیونکہ وہ اخلاق اور اعمال کے بہتر سے بہتر اور
 اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے آنکھوں کے سامنے دیکھتے تھے یعنی اُن مسلمانوں کے
 اخلاق اور اعمال کو دیکھ کر وہ دنگ رہ جاتے تھے اور اُن کے دلوں میں خود بخود
 یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ ایسی ہی اخلاقی اور روحانی پاکیزگی اُن کو بھی حاصل ہو،

عرب سے نکل کر جو مسلمان غیر ملکوں میں پہنچتے تھے وہ اُن ملکوں کی زبانوں سے وقت
 نہیں ہوتے تھے نہ وہ اُن ملکوں کے باشندوں کے لیے مدرسے جاری کرتے
 تھے اور نہ وہ اُن بچوں کو اپنی زبان اور اپنا مذہب سکھاتے تھے پھر یہ کیونکر ہوا
 کہ مذہب اسلام نہایت تیزی کے ساتھ چین اور ہندوستان کے کناروں سے
 افریقہ اور یورپ کے ملکوں تک نہایت قلیل عرصہ میں پھیل گیا، نادان کہتے
 ہیں کہ مذہب اسلام بزرگ شمشیر پھیلا یا گیا مگر یہ نہایت عجیب بات ہو، کیا دنیا
 کو معلوم نہیں کہ یہ مذہب ایک شخص واحد سے شروع ہوا اور وہ ہمارے پیغمبر
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، انکی قوم عمر بھر اُن سے لڑتی رہی اور تلواروں سے براہِ مقابلہ
 کرتی رہی، انکو اپنی قوم کے مقابلہ میں وفات سے کچھ ہی دن پہلے کا سیابی ہوئی یعنی
 مکہ فتح ہو جانے پر، اس کے بعد اُن کے اصحاب حجاز کے مشرق اور مغرب میں
 پھیلے، کیا ممکن تھا کہ وہ مشرق اور مغرب کے باشندوں کو اسلام قبول کرنے پر
 مجبور کرتے؟ حالانکہ جب وہ کسی قوم پر حاکم ہوتے تھے تو اُن سے خیف سا جذبہ
 قبول کر لیتے تھے اور اُس کے معاوضہ میں وہ اُن کے ساتھ انصاف سے پیش
 آتے تھے اور اُن کو اجازت دیتے تھے کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں اور جو جھگڑا
 اُن کے درمیان ہو اُس کا فیصلہ وہ اپنے ہم مذہبوں کی پنجاہت سے کرالیں، انھوں
 نے کسی شخص کو بزرگ شمشیر اس بات پر مجبور نہیں کیا کہ وہ مذہب اسلام قبول
 کرے بلکہ اسکا باعث یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو انصاف پرست اور رحم دل دیکھتے
 تھے اور اخلاق و عادات میں اُن کو اپنے سے افضل پاتے تھے، یہ دیکھ کر اُن کے
 دل خود بخود مسلمانوں کی طرف کھینچتے تھے اور وہ اُن کے نقش قدم پر چلتا چاہتے

تھے اور اس بات کی خواہش اُنکے دلوں میں پیدا ہوتی تھی کہ وہ اُنھیں جیسے ہو جائیں
اس بنا پر وہ بے تکلف مذہب اسلام کے حلقے میں داخل ہوتے تھے اور عربی زبان
سیکھنے پر آمادہ ہو جاتے تھے تاکہ وہ قرآن مجید کو بذات خود مطالعہ کر سکیں اور اُس کی
اُن ہدایتوں سے مستفید ہو سکیں جنکے سبب مفلسوں اور غریبوں کا ایک عظیم الشان
گروہ تمام دنیا کا پیشوا بن گیا یہی سبب تھا کہ عربی زبان نہایت سرعت کے ساتھ
مذہب اسلام کے ساتھ پھیلی گئی حالانکہ اُس کی تعلیم کے لیے نہ کوئی مدرسہ قائم کیا گیا تھا
اور نہ کوئی ایسی کتاب بنائی گئی تھی جس سے غیر ملکوں کے باشندے عربی زبان سیکھ سکیں
جو شخص عربی زبان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہو وہ قرآن مجید کی ہدایتوں اور نصیحتوں سے چھٹی
طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے گو کہ اُس نے فقہ کی کوئی کتاب نہ پڑھی ہو کیونکہ قرآن مجید اُن
لوگوں کے دلوں پر عجیب تاثیر کرتا ہے جو اُس کو سمجھ سکتے ہیں چنانچہ مصر کے عربی ہن
عیسائی قرآن مجید کی تاثیر کا اقرار کرتے ہیں، میں نے اُن کی زبان سے اکثر اُسوقت
سنا کہ وہ کسی اسلامی مجلس میں شریک ہوتے ہیں اور اُن کو قرآن مجید سننے کا اتفاق
ہوتا ہے بار بار یہ بات سنی ہے کہ قرآن کے پڑھنے کا دلوں پر نہایت گہرا اثر ہوتا ہے
یہ حالت اُن لوگوں کی ہے جو قرآن مجید پر ایمان نہیں لائے، اس سے ہم قیاس کرتے
ہیں کہ جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اگر وہ کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہوں تو اُن کے دلوں
اُس کا کیا اثر ہوگا! اُنکی حالت یقیناً وہی ہوگی جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے کہ
خدا کے اُس ہیبت انگیز پیغام کو سننے سے اُنکے بدن پر دو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں
جنکے دلوں میں خدا کا خوف ہے، سچے مسلمان وہ ہیں جو خدا اور اُس کے رسول پر
ایمان لائے ہیں اور اُنکے دلوں میں کوئی شک نہیں رہا اور وہ جان و مال سے خدا

کے رستے میں قربانی کرتے ہیں کیا ممکن ہو کہ جو لوگ عربی زبان نہ سمجھتے ہوں وہ قرآن مجید سے ایسی ہدایت پالیں اور ایسے ہی سچے مسلمان بن سکیں؟ حاشا وکلا، خدا فرماتا ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خدا کے خوف سے پشکر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا،

جو شخص عربی زبان کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہو وہ قرآن مجید کو سن کر یقین کرے گا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس کتاب کے پڑھنے اور سننے کی تاکید اسی لیے فرمائی ہے کہ ہم اس کی ہدایتوں پر عمل کر کے اعلیٰ درجے کی روحانی زندگی حاصل کریں اور دنیا کی ایک اعلیٰ ترین قوم بن جائیں، اس روحانی زندگی کے متعلق جو آیتیں قرآن مجید میں ہیں وہ ان آیتوں سے زیادہ غور و طلب میں جنہیں معاملات کے متعلق خاص خاص احکام بتائے گئے ہیں، خدا نے وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہے کہ اُس وحی کے ذریعے سے ہدایت پانے والوں کے قابضوں میں ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے، یہی وہ زندگی تھی جس نے ہمارے اسلاف کو دنیا کا پیشوا بنا دیا تھا۔ آج ہم اُس زندگی کی تلاش میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری روح میں وہی جنبش پیدا ہو جس نے زمانہ سلف کے مسلمانوں کو آگے بڑھا دیا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ آج کی تقریر میں اسی زندگی پر بحث کروں مگر مولانا شبلی نے مجھ سے خواہش کی کہ میں تعلیم کے متعلق اپنی رائے ظاہر کروں میں نے اپنی رائے کے بموجب اپنی تقریر کو اس آیت سے شروع کیا تھا: الحمد للہ الذی احیانا بعد ما ہوتا نا والہم النشور۔ یعنی اُس خدا کی تعریف میں جس نے مر جانے کے بعد ہم کو دوبارہ زندگی بخشی اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر ہم کو پھر خدا کی طرف جمع کرنا ہوا، اس آیت میں اُسی روحانی زندگی

کی طرف اشارہ ہے جو ہم کو حاصل کرنی چاہیے، یہ آیت سوکڑا ٹھننے کے بعد پڑھی جاتی ہو، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو قوم یہ روحانی زندگی حاصل کرے وہ گویا ایک طویل خواب غفلت سے بیدار ہوتی ہے، قوموں کی موت خواب سے مشابہت رکھتی ہے اور انکی زندگی بیداری سے، مسلمانوں کی قوم صدیوں سے گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اُس کے گرد و پیش جو قومیں پیدا ہو چکی ہیں وہ کیا کر رہی ہیں مگر دش زمانہ کی ٹھوکرفن سے اب اس قوم کے کچھ افراد جاگ رہے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اسلحہ کے طالب ہیں اور جنھوں نے اپنے اپنے ملک میں قوم کی جو جو حالت کے برخلاف آواز بلند کی ہے۔

اے میرے عزیز بھائیو! ہم یائین اور ہماری و اقراں مجید میں بنائی گئی ہے جسکی نسبت دعویٰ کیا گیا ہو کہ وہ مسلمانوں کے لیے عین رحمت اور سراسر شفا ہے جو شخص دو اکو نہیں جانتا اُسکے تندرست ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے؛ صاف ظاہر ہے کہ اس دو اکا جانتا عربی زبان جاننے پر وقوف ہے اگر اول عربی زبان حاصل کیجا پھر قرآن مجید کا مطالعہ غور و فکر سے کیا جائے تو بلاشبہ ہماری بیماری کا علاج ہو سکتا ہے، عرب اور مصر کے مسلمان اس لیے تنزل کی حالت میں ہیں کہ انھوں نے قرآن مجید میں غور و فکر کرنا چھوڑ دیا، بویگر ملکوں کے مسلمان اس لیے پست حالت میں ہیں کہ نہ وہ عربی زبان سے اچھی طرح آگاہ ہیں نہ قرآن مجید کا مطالعہ غور و فکر سے کرتے ہیں اگر مغرب کے مسلمان غور و فکر کی عادت ڈال لیں اور مشرق کے مسلمان عربی زبان سیکھ کر غور و فکر کرنے لگیں تو ہماری قوم پھر از سر نو زندہ اور بیدار ہو سکتی ہے، ہم نے حام عربوں کو قرآن مجید پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور اسکا نہایت عمدہ نتیجہ

پیدا ہوا ہے اگر اس ملک میں بھی عربی زبان حاصل کرنے پھر قرآن مجید کو غور و فکر سے مطالعہ کرنے کی ترغیب دلائی جائے تو اس کا نتیجہ بھی نہایت عمدہ ہوگا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ عربی زبان کا سیکھنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے تاکید کی ہے کہ مسلمان قرآن مجید کا مطالعہ غور و فکر سے کریں اور اس سے عبرت اور نصیحت حاصل کریں اور اس کا مدار بلاشبہ عربی زبان کے سیکھنے پر ہے۔

بعض علمائے سلف نے جنہیں امام شافعی بھی داخل ہیں اسے دی ہو اور قرن اول کے مسلمانوں کا عمل بھی اسی پر تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو مذہب اسلام کے ساتھ ساتھ عربی زبان شام، عراق، مصر، شمالی افریقہ اور اندلس میں نہ پھیلتی اور یہ وہ ملک ہیں جنکو صحابہ اور تابعین نے فتح کیا تھا اگر عجم کے بعض زیدی قومیست اور جنسیت کی تحریک کھڑی نہ کرتے تو آج تمام دنیائے اسلام ایک زبان بولتی ہوتی اور جب اس کی ترقی کے لیے کوئی صدا بلند کی جاتی تو اس کے جواب میں ایک ساتھ لبیک کی صدا سنائی دیتی۔

قرآن مجید میں ایسی آیتیں کثرت سے ہیں جنہیں تاکید کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کا مطالعہ غور و فکر سے کرنا چاہیے اور اس کی ہدایتوں اور نصیحتوں کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے اور صاف ظاہر ہے کہ جب تک مسلمان عربی زبان کو اچھی طرح حاصل نہ کر لیں قرآن مجید کی وہ عجیب تاثیر ان کے دلوں میں نہیں ہو سکتی جس نے زمانہ سلف کے مسلمانوں کی کایا پلٹ کر دی تھی اور ان کو ترقی اور ناموری کے بلند تراب پر پہنچا دیا تھا۔

میرے اس تمام بیان کا خلاصہ یہ ہو کہ جو کتاب ربانی کے کسی چیز سے نہ ہم
 شفا حاصل کر سکتے ہیں نہ جدید زندگی پا سکتے ہیں اور اس شفا اور زندگی کا حاصل کرنا
 عربی زبان کے سیکھنے پر منحصر ہے کیونکہ قرآن مجید کا ترجمہ قرآن مجید نہیں ہو سکتا اور نہ
 اس کی وہ تاثیر ہو سکتی ہے جو اصل قرآن کے مطالعہ سے ہو سکتی ہے، پھر عربی
 زبان کا سہولت کے ساتھ حاصل کرنا اس بات پر موقوف ہو کہ ہم قدیم طرز تعلیم کو
 بدل ڈالیں اور اس میں کامل اصلاح کریں اسے برادران اسلام! آپ کا فرض ہے
 کہ آپ طالبان اصلاح کی امداد اور حمایت کریں، وقت تنگ ہو ورنہ زمین بیان کرتا کہ
 اسلامی علوم کے طریقہ تعلیم میں کیا اصلاح کرنی چاہیے اور کن دینی علوم کی حاجت
 ہماری قوم کو ہو، مصر کے مدرسہ دعوت و ارشاد کا جو نظام شائع کیا گیا ہے اس کے
 آخرین ایک فصل اسی مضمون پر ہے اگر آپ چاہیں تو اس فصل کا مطالعہ کر سکتے ہیں،

چونکہ علامہ مدنی کی یہ پرغز معنی خیز تقریر جو اسلامی دینی تہی اقتصاد اہم ترین مباحث پر مشتمل
 روحانی گھنٹہ بیگ جاری رہی اس لیے پروگرام کی اور کارروائی کا وقت مقرر اور دوسرے
 اجلاس پر پانچار کھی گئیں اور نماز ظہر کے لیے جلسہ برخواست کیا گیا۔

اجلاس دوم

ناظر کے بعد ٹھیک تین بجے ہال پُر ہو گیا اور صدر انجمن کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے چونکہ اجلاس اول کی بعض ضروری کارروائیاں قلت وقت کیوجہ سے رہ گئی تھیں اس لیے انھیں سے ابتدا کی گئی سب سے پہلے جناب مولانا مشعلی صاحب لغمانی شمس العلماء نے افتتاحی تقریر کا ترجمہ سنایا جس کا خلاصہ ادھر نقل کیا جا چکا ہوگا اس کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب نے وہ خطوط و ناز پڑھ کر سنانے جو دالیان ملک و اعیان قوم کی طرف سے عدم شرکت کی معذرت میں آئے تھے اُن تمام خطوط اور تار و ن سے اس امر کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے کہ روکھا واکا بر کو تودہ کو ساتھ کیسی ہمدردی ہے اس لیے ہم انھیں اس موقع پر درج کرتے ہیں۔

نقل خط چیف سکریٹری ہز ہائینس نو اے باریب والی ایسٹو بنام مولانا شبلی نعمانی

جناب من! قبل ازین آپ نے تحریک فرمائی تھی کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام اقبالہ

آغاز ماہ اپریل میں بمقام گھنٹو مجلس ندوۃ العلما کی صدر نشینی قبول ہن ہنزا لنس باقہ جو عموماً
تام علی مذہبی تحریکوں اور خصوصاً ندوۃ العلما سے سید ہمدردی ہے اور حضور پر نور نہایت مشر
کے ساتھ آپ کی یہ خواہش منظور فرماتے مگر ۶۔ ۷۔ ۸۔ اپریل کو یہاں چند ضروری کام ایسے
درپیش ہیں کہ ہر مائنس کو ان تاریخوں میں فرصت نہیں ہو سکتی اس لیے افسوس ہے کہ
حضور محترم اجلاس ندوۃ میں بنفس نفیس شریک نہیں ہو سکتے۔ تاہم حضور پر نور نے یہ وعدہ
فرمایا ہے کہ ایک افتتاحی تقریر وہ مرحمت فرمائیں گے کہ اجلاس میں پڑھی جائے حضور
پر نور دام ملکم کی دلی خواہش ہے کہ ندوۃ العلما کا علی مرکز سلطنت برطانیہ اور ملک اور قوم
کے لیے بابرکت ثابت ہو۔

دستخط

(چیف سکریٹری)

نقل خط آنر بیل نواب سر خواجہ محمد سلیم اللہ خان صاحب بہادر بالقابہ (ڈھاکہ)

مولانا علامہ اداکم اللہ بفضل والکر امامہ، السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم۔ نواز شاہ
مرفومہ ۱۲ مایچ ورود ہو کر باعث کمال منت کا ہوا، آپ نے جو سالانہ جلسہ ندوۃ العلما میں خود
مع ارکان میری شرکت کی خواہش ظاہر فرمائی ہے میں آپ کا اور نیرار اکین ندوۃ کی
اس خاص یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ فی الحال مجھ کو مقامی
ضرورتیں اجازت نہیں دیتی ہیں کہ میں کہیں نقل و حرکت کر سکوں اور ہر کام تہم بالشان
ہو رہا ہے، مثلاً لاٹ صاحب کی تشریف آوری، اس سلسلہ میں ابھی سے مصروف
ہو جانا پڑا ہے، اگر میں اس وقت اپنی جگہ چھوڑتا ہوں تو ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو یہاں کے

ہر انتظامی امور کا اہلیت کے ساتھ ذمہ دار ہو سکے، اس لیے میں نہایت حسرت کے ساتھ مددہ سے عدم شرکت پر معافی چاہتا ہوں۔ والہ عز و جل کرام الناس مقبول۔

ترجمہ تارا آنریبل سید مرضی صاحب ممبر مجسٹریٹ کو نسل اس

سکرٹری صاحب ندوۃ العلماء لکھنؤ، میں علامہ محترم کی شرکت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور کامیابی کا دل سے متمنی ہوں۔

ترجمہ تارا مولوی حاجی محمد نیشن خان صاحب رئیس دتاؤلی ضلع علیگڑھ

بنام مولانا عبدالحی صاحب نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
افسوس ہے کہ میں اپنی والدہ کی علالت کی وجہ سے جلسہ کی شرکت کے لیے نہیں آسکتا

ان خطوط کے سوا اور بھی رئیسوں کے خطوط تھے جس میں ندوۃ العلماء کے مقاصد و اغراض کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی گئی تھی لیکن تطویل کے خیال سے ہم ان کو قلم انداز کرتے ہیں۔

خطوط اور تار کے پڑے جانے کے بعد وہ ضروری ضروری تجویزین جو اجلاس اول میں تنگی وقت کیوجہ سے ہمیشہ نہ سکی تھیں پیش کی گئیں جنہیں ہم یہاں دلج کرتے ہیں۔

تجویز اول

”مجلس ندوۃ العلماء علیحضرت ملک منظم قیصر ہند کی خدمت میں ہندوستان کے کامیاب دورہ شہنشاہی پر کمال عقیدت اور وفاداری کے ساتھ“
مبارکباد پیش کرتی ہوں۔“

اس تجویز کا پیش کرنا بحیثیت وفادار رعایا ہونے کے اور نیز اس لحاظ سے کہ گورنمنٹ عالیہ نہایت فیاضی اور فراخ دلی کے ساتھ ہم پر احسانات کرنے کی عادی رہی ہے ندوۃ العلماء کے لیے نہایت ضروری اور اہم تھا اس وجہ سے سب سے پہلے یہی تجویز پیش کی گئی۔ مولانا سید ظہور الاسلام صاحب فتحپوری نے نہایت جوش مسرت کے ساتھ اس تجویز کی تحریک کی، اپنی مختصر جامع تقریر میں بڑے گوشہ نشین کے برکات و فوائد بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے ممتاز و غیر منفک قومی وصف و وفاداری کی جانب توجہ دلائی اور مولوی سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ کی سرگرم تائید کے بعد ووٹ لینے پر نہایت جوش عقیدت و کمال غوشی کے ساتھ مندرجہ بالا الفاظ میں نعرے مسرت کے ساتھ بالاتفاق پاس کی گئی۔

تجویز دوم

”گورنمنٹ اٹلی کے منبوع وجہہ کے محاصرہ کی نسبت و سیراے“
”ہمارے جو کارہوائی فرمائی اور جسکی بنا پر اٹلی اس ارادے سے باز رہی“

اسکے متعلق مجلس ندوۃ العلماء نہایت خلوص کے ساتھ حضور و میراے
 ”اور فارین سکرٹری کا شکریہ ادا کرتی ہے اور امید کرتی ہے کہ کامراں“
 ”اسکے متعلق بھی حضور و میراے اسی طرح مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ“
 فرمائیں گے۔

اس سال کا ایک نہایت اہم اور ظالمانہ واقعہ ہے کہ اٹلی نے بلاوجہ
 مگر کی پرحکمہ کر کے تاریخ عصر تہذیب میں ایک سیاہ تاریک اور خونین صفحہ کا اضافہ
 کیا اس سے نہ صرف تمام اسلامی دنیا کو اپنی پستی کا احساس ہے بلکہ اخوت اسلامی کی
 بنا پر ان کے دلوں پر ایک ناقابل اندمال زخم پہونچا اور ان میں لازمی طور پر ٹرکی
 کی ہمدردی اور حملاہ اور طاقت سے نفرت پیدا ہو گئی، لیکن جسوقت اٹلی نے
 اس بات کا اعلان کیا کہ جنگی کارروائیاں بحرا حمزہ تک وسیع کر دی جائیں گی اور
 یہ مینوع وجہہ کا محاصرہ کر لیا جائیگا تو بلحاظ اس مذہبی عظمت کے جو تمام مسلمانوں
 کے دلوں میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی ممکن ہے اور بوجہ اس کے کہ جدہ و
 مینوع ان مقدس مقاموں کے خاص نبادین تمام مسلمانوں میں ایک نئی قسم کا
 خاص اضطراب پیدا ہو گیا جو پہلے احساس سے مغائر اور بدرجہا زیادہ تھا۔

چونکہ برٹش گورنمنٹ اس ذمہ داری سے واقف ہے جو ہسکودنیا کی ایک
 بری اسلامی تعداد پر حکمرانی اور برٹش گورنمنٹ پر ان کے اعتماد سے عائد ہوتی ہے لہذا
 اس نے اپنی سات کروڑ عایاکو دلوں کے ایک جذبہ اور ان کے ایک احساس و
 خیال کی بنا پر ایسی کارروائیاں کیں جنکی وجہ سے اٹلی کو اپنے اس ناجائز، خلاف
 انسانیت اور دل آزار ارادے سے باز رہنا پڑا۔ ندوۃ العلماء پر بلحاظ اس کے ذ

مسلمانان ہند کی مذہبی جماعت اور دینی قائم مقام ہے یہ ضروری تھا کہ ایک ایسی تجویز پیش کر کے برٹش گورنمنٹ کی اس کارروائی پر جو اس فیاضہ احساس پر مبنی ہے جو اس کو اپنی وفادار مسلمان رعایا کے ساتھ ہے حضور و سیر اسے اور فارین سکرٹری کا شکریہ ادا کیا جائے اور تمام مسلمانوں کے اس اقتناع کا ظاہر ہونے کا موقع دیا جائے جو گورنمنٹ عالیہ کی کارروائی سے ان کے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔

نیز اٹلی کو اس جدید ارادہ سے باز رکھنے کے لیے برٹش گورنمنٹ سے استدعا کی جائے جو کامران کے محاصرہ کی بابت اس نے کیا ہے۔
لہذا مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے ایل ایل بی کیل ہائیکورٹ لکھنؤ نے ایک مختصر اور جامع تقریر کے ساتھ اس تجویز کی تحریک کی اور مولانا خلیل الرحمان صاحب سہارنپوری کی پر جوش تائید کے بعد ووٹ لیے گئے اور بالاتفاق جوش و متانت کے ساتھ پاس کی گئی۔

تجویز سوم

”اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن کی ناگہانی وفات پر جو گزشتہ سال کا“
”بہت غم انگیز واقعہ ہے ندوۃ العلماء تمام مسلمانان ہند کو مستحق تعزیت“
”سمجھتا ہے اور اس مجمع سے درخواست کرتا ہے کہ اس کے“
”حق میں دعائے مغفرت کی جائے۔“

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفیہ سادس ہزاریئیس میر محبوب علی خان

مغفرت مکان نظام سابق کی علمی فیاضیان بھی علاوہ اُن تمام فیاضیوں کے جسکی نظیر صفات روزگار پر شکل ہی مسکتی ہے اور جسکا تمام ہندوستان میں چرچا رہیگا اور جنہوں نے اعلیٰ حضرت غفران مآب کو محبوب القلب بنا دیا ہو ایسی نہیں ہیں کہ فراموش کی جاسکیں اور خاصکر ندوۃ العلماء پر اعلیٰ حضرت کے جو احسانات ہیں وہ ہرگز ایسے نہیں کہ شکریہ سے ادا ہو سکیں اور سچ پوچھیے تو ندوۃ العلماء کی ابتداء درمکی ہی سے دربار آصفیہ کی فیاضی نے اُس کو نشوونما میں مدد دی اور اگر علمائے کرام علمی حیثیت سے اسکے بانی تھے تو حضور آصفیہ سادوس مالی حیثیت سے حقیقتاً اُس کے بانی کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی ناگہانی وفات سے جو گزشتہ سال کا ایک نہایت الم انگیز واقعہ تھا تمام مسلمانان ہند اور علمی مرکزوں کو ایک ناقابل تلافی نقصان اور ناقابل برداشت صدمہ پہنچا جس سے ندوۃ العلماء بھی غیر متاثر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لیے ندوۃ العلماء نے بوجہ اُن احسانات عظیم کے جو دربار آصفیہ نے اُس پر کیے تھے ضروری خیال کیا کہ تمام مسلمانان ہند کی تعزیت ادا کی جائے اور اعلیٰ حضرت عرش اشیانی کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی رقت انگیز تحریک اور منشی محمد احتشام علی صاحب کی تائید کے بعد بالاتفاق مندرجہ بالا تجویز انھیں الفاظ کے ساتھ نہایت بیچ و غم کی حالت میں پاس کی گئی اور نہایت خشوع و خضوع و حضور قلب کے ساتھ دعائے مغفرت کی گئی۔

تجویز چہارم

”ندوۃ العلماء حضور نظام حال کی خدمت میں اہلی تخت نشینی پر“
اپنی مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔

اس تجویز کی ضرورت میں بھی کلام نہیں ہو سکتا تھا۔ مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے نہایت مسرت کے ساتھ اسکی تحریک کی اور مولانا سید عبدالحی صاحب نے نہایت جوش کے ساتھ تائید کی اور دوث لینے پر بالاتفاق پاس ہوئی۔

تجویز پنجم

”عالی جناب ہر ہائینس بگیم صاحبہ بھوپال کو گزشتہ دربار دہلی پر ہوائی“
”خطاب عطا ہوا ہے بلحاظ اس نظر توبہ و شفقت کہ جو ہر ہائینس“
”ایک عرصہ سے ندوۃ العلماء اور تمام اسلامی کاموں پر رکھتی ہیں۔“
”ندوۃ العلماء اپنی مخلصانہ تبریک پیش کرتا ہوں“

عالی جناب ہر ہائینس نواب سلطان جہان بگیم صاحبہ جی سی۔
آئی ایسی۔ فرمان روائے بھوپال کے علمی احسانات بھی کسی پر مخفی نہیں ہیں خاص کر
ایک علمی شرف اور عام اسلامی کاموں کی طرف عموماً اور ندوۃ العلماء کی طرف

خصوصاً آپکی توجہ التفات جسکی نظیر رؤسائین کم ملتی ہے کسی طرح قابل فراموشی نہیں اس
 بنا پر آپ کو گزشتہ دربار شاہنشاہی کے موقع پر جو اعلیٰ خطاب کراؤن آف انڈیا
 کا عطا ہوا ہے اُس پر ندوۃ العلما نے ضروری خیال کیا کہ ہر انٹنس کی خدمت میں
 وہ اپنی مخلصانہ تبریک پیش کرے۔ منشی محمد احتشام علی صاحب نے اس زولیوشن
 کی تحریک کی اور صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خان صاحب کی تائید کے
 بعد ووٹ لیے گئے اور بالاتفاق پاس کی گئی۔

تجویز ششم

” ندوۃ العلما کا یہ مجمع اس واقعہ پر اپنی نہایت مسرت و شادمانی “
 ” ظاہر کرتا ہے کہ عالی جناب نواب صاحب رامپور کو گزشتہ دربار “
 ” کے موقع پر ایک اعلیٰ خطاب مرحمت ہوا ہے۔ “

اس عالی شان دربار میں ہر انٹنس نواب حامد علی خان جی سی آئی ای۔ والی
 رامپور کو بھی ایک اعلیٰ خطاب جی سی دی او کا مرحمت ہوا تھا، مہر انٹنس
 بالاتفاق کو بھی علی دنیا کے ساتھ وہی تعلق حاصل ہے جو ایک روشن ضمیر کو اپنی قوم و ملک
 کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ارکان ندوۃ العلما کا جناب مدج کے اس اعزاز پر
 اظہار مسرت کرنا ایک حد تک واجب تھا، مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پوری نے
 نہایت گرم جوشی سے زولیوشن مندرجہ بالا کی تحریک کی اور جناب قاضی محمد خلیل صاحب
 رئیس بریلی کی تائید کے بعد ووٹ لیے گئے اور زولیوشن بالاتفاق پاس ہوا۔

تجوید ہفتم

”عالی جناب ہزبانئس سرآغا خان بالقابہ کو گزشتہ دربار دہلی کے موقع پر“

”جو اعلیٰ خطاب عطا ہوا ہے ندوۃ العلماء بلحاظ اُس دیکھیں کہ جو جناب“

”مدوح کو مسلمانوں کی تعلیم سے ہے اپنی مبارکباد پیش کرتا ہے۔“

عالی جناب ہزبانئس سلطان محمد شاہ آغا خان بالفتاہ جس
تبع ہی کے ساتھ مسلمانوں کی تعلیم میں حصہ لیتے ہیں اور جس سرگرمی کے ساتھ اس میں
کوشش کرتے ہیں اور جس اُلوالعزمی کے ساتھ اپنے ذاتی عیش و آرام پر اُن شہائد
کو ترجیح دیتے ہیں جو تعلیم کے راستہ میں حائل ہیں وہ اس بات کے مقتضی تھے کہ
مجلس ندوۃ العلماء اپنی مسرت ظاہر کرتی اس لیے کہ جناب مدوح کو اسی دربار میں
جی سی سائیس آئی کا اعلیٰ خطاب عطا ہوا ہے۔

جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری نے تحریک کی اور مولوی
غلام محمد صاحب ہوشیارپوری کی تائید کے بعد ووٹ لینے پر نہایت مسرت کے ساتھ
بالاتفاق پاس ہوا۔

تجوید ہشتم

”مجلس ندوۃ العلماء گورنمنٹ کی خدمت میں یہ درخواست کرتی ہو کہ“

”تمام دفاتر سرکاری میں نماز جمعہ کے لیے بارہ بجے سے دو بجے“
 ”بیک کے لیے تعطیل قرار دی جائے جبکہ نہ ہونے سے تمام مسلمان“
 ”ایک بہت بڑے مذہبی فرض کی بجا آوری سے محروم رہ جائے ہیں“

یہ آخری تجویز سب سے زیادہ ضروری اور اہم تھی جسے مذہبی لحاظ سے ایک ممتاز درجہ اور بلند مرتبہ حاصل تھا، مولانا شبلی نعمانی شمس العلماء نے ایک مختصر اور پر دلائل تقریر کے ساتھ اسکی تحریک کی جس میں آپ نے بیان کیا کہ اہلک تعطیل نہ ہونے کے معنی نہیں کہ گورنمنٹ کا یہ منشا نہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی کرے بلکہ اصل بات یہ تھی کہ جو وقت تعطیلین معین کی گئی تھیں اسوقت خود گورنمنٹ نے مسلمانوں اور ہندوؤں سے انکے انکے مذہبی دن دریافت کیے تھے، ہندو و ورائیش تھے انھوں نے پہلے ہی سے تمام تیوہار بتا دیے اور پوری تعطیلین حاصل کر لیں، مسلمانوں نے بجا قناعت سے کام لیکر معلوم نہیں کیوں عید وغیرہ تو بتا دیے لیکن ان سے زیادہ موکد فرض جمعہ چھوڑ گئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک بہت بڑے فرض کی بجا آوری سے جس سے زیادہ موکد کوئی فرض نہیں محروم ہیں، اول تو نمازی تمام فرائض میں سب سے زیادہ موکد ہے اور پھر نمازوں میں سب سے زیادہ جمعہ کی تاکید ہے لیکن گورنمنٹ اب بھی تیار ہے کہ ان تمام غلطیوں کو جو لاعلمی سے پیدا ہو گئی ہیں مٹا دے اس لیے جو تھانہ ہم اس کے سامنے ظاہر کریں گے وہ قطعاً پورا کیا جائے گا۔ جناب مرزا اسماعیل صاحب بی اے ایل ایل بی نے اسکی نہایت پرچوش تائید کی اور جناب مرزا محمود احمد صاحب قادیانی کی تائید مزید کے بعد ووٹ لیگے

اور تجویز مندرجہ بالا انھیں الفاظ کے ساتھ نہایت جوش کی حالت میں بالاتفاق پاس کی گئی۔

صیغہ ترجمہ القرآن

ان تجاویز کے پاس ہونے کے بعد سب سے زیادہ ضروری اور اہم بات جو باقی رہ گئی تھی وہ یہ تھی کہ صیغہ ترجمہ القرآن کی کارروائی قوم کے سامنے پیش کی جائے اور اس نے گزشتہ سال سے اس وقت تک جو کچھ کیا ہے وہ پبلک کے سامنے ظاہر کیا جائے اور جہاں تک ترجمہ ہو چکا ہے وہ اسٹیج پر دکھایا جائے تاکہ قوم کو اس کا صحیح اندازہ ہو سکے اور معلوم ہو سکے کہ مجموعی طور پر یا تک کیا کام ہوا؟ کیونکر ہوا؟ کیسا ہوا؟ اس بنا پر مولانا شبلی صاحب لغمانی شمس العلماء نے اس کی رپورٹ پیش کی ہم اُسے یہاں درج کرتے ہیں۔

رپورٹ صیغہ ترجمہ القرآن

رپورٹ

ترجمہ قرآن مجید بہ زبان انگریزی

ولی کے اجلاس سالانہ مذہب میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ مذہب کے اہتمام سے قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کرایا جائے، اس کے مصارف کے لیے جناب حکیم اجل خان صاحب کی کوشش سے کرنل اسماعیل خان صاحب منیر افغانستان نے پانچ ہزار کی رقم دینی منظور کی تھی،

جلسہ کے بعد میں نے متعدد حضرات سے اس بارہ میں خط کتابت کی اسی
سلسلہ میں نواب عہد الملک بلگرامی کو بھی خط لکھا انھوں نے جواب لکھا کہ میں نے
قرآن مجید کا ترجمہ شروع کر دیا ہوا اور دو برس میں پورا کر دوں گا،

تمام ہندوستان میں نواب صاحب موصوف کے سوا اس وقت
کوئی ایسا مسلمان موجود نہیں جو عربی دان بھی ہو اور ایسی اعلیٰ درجہ کی انگریزی لکھ سکتا
ہو کہ اہل زبان اُس کا اعتراف کریں، اس بنا پر لوگوں نے اس خبر کو بڑی مسرت سے
سنا اور میں نواب صاحب موصوف سے برابر اس کے متعلق خط کتابت کرتا رہا،
لیکن چونکہ مقصود یہ تھا کہ ترجمہ شخصی حیثیت سے نہ ہو، بلکہ قابل اور زبان دان اشخاص
کی ایک کمیٹی قائم کی جائے اور وہ لوگ ترجمہ کو غور اور فکر سے پڑھ کر تنقید کریں،
اور یہ تنقیدات نواب صاحب کے پاس بھیج دی جائیں، اس غرض سے
میں نے ایک کمیٹی قائم کی جس میں مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے
مولوی محمد صالح صاحب ایم۔ اے بھی شامل تھے، مولوی

حمید الدین کی عربی زبان دان کی اہل مصر نے بھی تسلیم کیا ہے، اور اُن کی تفسیر
عربی کے جسد راجز اشاعت ہو چکے ہیں وہ خود اُن کے کمال ادب کے شاہد ہیں،
نواب صاحب موصوف نہایت انصاف پرست اور متواضع شخص
ہیں، وہ اس کے لیے آمادہ ہیں کہ جو رائیں پیش کی جائیں گی اُن پر وہ کافی ملاحظہ کریں گے،
چنانچہ جب سورہ فاتحہ کے ترجمہ کے متعلق مولوی حمید الدین صاحب
کی مفصل تنقیدی یادداشت اُن کے پاس پہنچی تو انھوں نے مجھ کو یہ الفاظ لکھے،

”مولوی حمید الدین صاحب کا نوٹ سورہ الحمد پر ”میں ان کے محاکات کی جہانک علیہ کا ہندی کر دیتا“

فقرات سے ہوگا، جو کہ میں اُن کے خطوط سے اقتباس کرتا ہوں،

”میں اس وقت سورہ بقرہ و سورہ آل عمران کے ترجمے پر نظر ثانی کر رہا ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ بار بار نظر ڈالنے کی ضرورت ہو، نظر ثانی نہیں بلکہ نظر حاشیہ بھی ہو تو بعض مقامات پر اطمینان نہیں ہوتا، دو مقام کا جو بظاہر نہایت آسان معلوم ہوتے ہیں بطور نمونہ ذکر کرتا ہوں، سورہ فاتحہ میں غیر المنضوب علیہم ولا الضالین کا ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے، علیٰ ہذا سورہ بقرہ کی اول آیت کا ترجمہ دو طرح سے ہو سکتا ہے، لہٰذا کو مبتدٰ اور الکتاب کو خبرائین تو ایک طور سے ترجمہ ہوگا اور اگر لہٰذا الکتاب کو مبتدٰ خیال کریں تو ترجمہ بدل جائیگا“

”اس قسم کے شکوک پیدا ہوتے ہیں، اکثر تو ان میں سے ایسے ہیں جن میں خود مفسرین میں اختلاف ہو، ایسی صورتوں میں کسکی ہدایت کی متابعت کی جائے“

”حتی الامکان ترجمہ لفظ بلفظ کیا گیا ہے اور نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ چھاپنے کی قیوت صفحہ کے پائین کچھ حاشی لکھنا پڑیگا“

”میری محنت اور میری مشکلات کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں، ایک ایک سورہ کے ترجمے اور نظر ثانی ثالث و رابع میں مبینون صرف ہو جاتے ہیں، تفاسیر و لغات وغیرہ کی طرف رجوع کرنا سب میرے ہی ذمہ ہے، اس پر بھی مجھے خود پوری تشفی نہیں ہوتی ہے، میں نہ فقہ ہوں نہ محدث نہ پیراز بانان، اس پر بھی جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں اُس میں کوتاہی نہیں کرتا ہوں، بعض مقامات ایسے پیش آتے ہیں کہ اُن میں صلح و مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے، مشتے نمونہ از خروارے مثلاً کانوا یفعلون کی ترکیب پر جہاں جہاں قرآن شریف میں کلمات آئے ہیں مثنیٰ

معنی اصرار لینا چاہیے یا نہیں؟

کسب اور اکتساب کا کیا ترجمہ ہونا چاہیے۔

لیسو ایما انہم میں لیس کے لفظی معنی کا لحاظ رکھنا چاہیے یا نہیں؟

اس قسم کے بہت مقام ہیں کماشک لکھوں

اخیر اطلاعی خط جو ناب صاحب کا آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دس

پاروں کا ترجمہ ہو چکا، لیکن اسی اثنا میں وہ وزارت حیدر آباد کے مددگار مقرر

ہو گئے، جب سے اُن کا کوئی خط نہیں آیا، لیکن جھگو معلوم ہوا ہے کہ حضور نظام نے

متعد دوسری دان اور انگریزی دان اشخاص، اُن کی مدد کے لیے مقرر کر دیے

ہیں، اس لیے امید ہے کہ وہ کام کو جاری رکھ سکیں۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ سفیر صاحب

افغانستان نے مصارف ترجمہ کے لیے جو پانچ ہزار دینے منظور کیے تھے۔

اس میں سے صرف پانچ سو وصول ہوئے، باقی کیلئے میں نے بار بار تحریک کی لیکن

بظاہر کوئی امید نہیں معلوم ہوتی،

اثنائے تقریر میں شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے فرمایا کہ اب تک

جس قدر ترجمہ ہو چکا ہے وہ ملک کے قابل اور ذی علم انگریزی دانوں میں تقسیم

کر دیا ہے تاکہ اس بات کا صحیح اندازہ ہو سکے کہ ترجمہ کہاں تک قابل طبعان

حالت میں ہے

رپورٹ پیش کرنے کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

جلسہ عام

بعد نماز مغرب وعظ کے لیے جلسہ عام منعقد ہوا اس میں کثرت سے لوگ جمع ہوئے، اور مولانا میر عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم نے اپنے وعظ سے حاضرین کو مستفید فرمایا، مولانا کا وعظ مذہبی اثر اور ضروریات زمانہ کے احساس پر مشتمل تھا جسے سنا کر لوگ بہت محظوظ ہوئے اور باوجودیکہ وعظ بہت دیر تک جاری رہا لیکن حاضرین کے شوق میں کمی نہیں آئی تا آخر وعظ ختم کر کے جلسہ برخواست کیا گیا، ہم میان پر مولانا ممدوح کا وعظ بجنسہ درج کرتے ہیں۔

وعظ جناب مولانا میر عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم مدظلہ العالی

اللہم صل علی سیدنا محمد و آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراہیم علی آل سیدنا ابراہیم
انک حمید مجید اللہم بارک علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما بارکت علی آل سیدنا
ابراہیم و علی آل سیدنا ابراہیم انک حمید مجید۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین آمنوا تلائکم امواکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفل ذلک فاولئک
ہم النجاسون ؟ وانفقوا مما رزقکم من قبل ان یتکم احدکم الموت فیقول رب لولا
اخرتنی الی اہل قریب فاصدق و اکن من الصالحین ولن یؤخر اللہ نفساً اذا جاء اجلها
واللہ غیر بما تعملون۔

حضرات کرام! ایمین نے آپ کو سورہ منافقین کی وہ آیتیں سنائی ہیں جن میں خاص مسلمانوں سے مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تم لوگ منافقوں کی طرح جنگاؤ گرا اس سورہ میں ہے، خدا کی یاد (نماز پنجگانہ) سے ہرگز غفلت نہ کرو۔

قبل اسکے کہ میں آپ کو ان آیتوں کا ترجمہ سناؤں اور شان نزول عرض کروں یہ مناسب سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کو انسان کی اصل فطرت اور اس کی غرض خلق کی طرف متوجہ کروں جس سے اس آیت کریمہ کے سوائے تو ضیح و تفسیر کے علاوہ یہ بات بھی نہایت وضاحت سے معلوم ہو جائیگی کہ ذکر خدا سے غافل رہنے والے ان آیات کریمہ میں اس قدر سختی سے کیوں مخاطب کیے گئے ہیں،

حضرات! اس سے آپ کو انکار نہیں ہو سکتا کہ دنیا کی تمام مخلوق تمام چیزیں جو ہوائی پیش نظر ہیں انسان کی محکوم ہیں اور انسان ان سب پر حاکم ہیں، لیکن انہیں سے بعض چیزیں یا تو خود انسان کی آبدار ہیں جیسے گھوڑا وغیرہ یا انسان کی اس خدا داد قوت کی تابع ہیں جو ضرورت کے وقت انھیں مسخر کر لیتی ہے جیسے شیر و چن وغیرہ، باقی وہ امور جو عامہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی خاص انسان کے قبضہ اقتدار میں رہنے سے نظام عالم میں خلل و نقصان کا احتمال رکھتے تھے باری تعالیٰ نے خود اپنی تسخیر میں رکھ کر ان کے تمام منافع کو انسان کی طرف رجوع فرما کر تکمیل انعام فرمایا ہے، بہر صورت تمام یہ سب چیزیں انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں،

حضرات! اب غور طلب یہ امر ہے کہ یہ تمام چیزیں جنگا مالک انسان ہے اور جو انسان کی ملک سمجھی جاتی ہیں ان کو خود انسان ہی نے بنائی ہیں یا اسکے علاوہ کوئی اور ہے جسکی بنائی ہوئی ہیں،

دنیا کے تمام عقلا اس بات کے قائل ہیں کہ تمام چیزیں جبکہ مالک انسان ہو یا یوں کہیے کہ جو انسان کی ملوک ہیں وہ حقیقت نہ تو انکی ملوک ہیں اور نہ انکی مخلوق، یہ تو ظاہر ہی ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں مخلوق ضرور ہیں اور ہر مخلوق کے لیے خالق کا ہونا ضروری ہے اس بنا پر انسان جب اسکا خالق نہیں ٹھہرا تو اس سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو گئی کہ انسان کے علاوہ کوئی اور ہے جو اسکا خالق ہو اور حقیقت وہی اسکا مالک حقیقی بھی ہے تو ایسی حالت میں انسان ان چیزوں کا اس طرح مالک ہو جائے کہ اصل مالک پر غالب آجائے غیر ممکن اور محال ہو، اسلئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ ہو گا کہ یہ تسلیم کر لیا جائے بلکہ مان لیتا پڑیگا کہ مالک حقیقی خداوند تعالیٰ نے انسان کو تمام چیزوں کا مالک بنا دیا ہے۔

حضرات!! یہاں تک تو آپ کو انسان کے وہ حالات معلوم ہوئے ہیں جو انکی ذات سے خارج ہیں اگر انکی اندرونی فطرت پر بقیہ نظر کی جائے اور علاوہ اسکے کہ ہم قرآن کا مطالعہ کریں خود عقل و تجربہ اس بات کو بتلاتا ہے کہ انسان ایک عجیب الخلق مخلوق ہے جو آپ اپنی نظیر ہے، آپ اپنی مثال ہو،

صاحبو! کیا ہمارے پُرانے اور جدید مشاہدات انسان کی کمال فطرت کے گواہ نہیں؟ دیکھو ایک بچہ لوہے کی نوکدار سلاح ہاتھی جیسے عظیم الجثہ حیوان کو چھوٹا ہے مگر سوائے اسکے کہ وہ اس بچہ کی اطاعت کرے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ شیروں کو باوجود اسکی صولت و شجاعت کے اُسکو ہم مسخر کرتے ہیں اور ایک معمولی آدمی پھروں میں مقید رکھتے ہیں، اور ان کا تمام زور، تمام شجاعت، تمام مدافعت جو حقیقت انہیں ہوتی ہیں اور مسلم ہیں، باقی نہیں رہتیں۔

کیا ہم انسانوں نے خدا و اقوتوں سے رصدین بنا کر باوجود کروڑوں میل کی مسافت کے آسمانوں کے حالات دریافت نہیں کئے؟ کیا ہم میں ایسے لوگ موجود نہیں ہیں؟ جو مریخ کی آبادی والوں سے تھوڑے زمانے میں خط و کتابت کی کامیابی کی امید کرتے ہیں، کیا ہم نے بارود، توپ، ریل، تار برقیان، جہازات تیار نہیں کئے؟

انھیں وجہ سے خدا کی ہر زبان ہو کر کلام مجید قسم کھا کر چیخ اٹھا، لہذا خلقنا انسان فی احسن تقویم اور مخبر حقیقی نے یہ خبر دی کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ، خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے اوصاف سے موصوف کیا اسی واسطے خداوند تعالیٰ نے فرمایا، فی انفسکم افلا تبصرون، اپنے آپ کو کیوں نہیں تمتق نظر سے دیکھتے ہو کہ تمہیں اپنی عجیب الخلقت ہونے کا یقین ہوتا اور اسکی وجہ سے اپنے خالق اور اُسکے احسانات کا قطعی علم اور یقین ہر ذی وجہ ہے کہ بزرگان دین اسکے کہنے اور قائل ہو جانے پر مجبور ہوئے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه، جو اپنی حقیقت پہچانتا ہے وہ خداوند تعالیٰ کو بھی پہچانتا ہے،

حضرات! مجھے یاد ہے کہ مجھ کو بچپن میں ایک مضرع قصہ پڑایا گیا تھا جس کو سنکر آپ معلوم کریں گے کہ واقعی انسان ایک عجیب الخلقت مخلوق ہے اس لیے اُسکا ذکر کرنا بیان پر بے موقع نہوگا۔

(قصہ) کہتے ہیں کہ جب شیر جوان ہوا تو اپنی جوانی کی جوش سیڑھی کسی کی ہیبت اُسکے دل میں نہ تھی اور نہ کیسکو آنکھوں میں لانا تھا، تو اُسکی مان نے اُس سے کہا اگر تم کسی سے نہیں ڈرتے تو موت ڈرو لیکن انسان سے ہمیشہ ڈرتے رہو، شیر نے جب اپنی اسی

یہ نصیحت سنی تو وہ اسکے بعد اپنی مان سے رخصت ہو کر ایک عام راستہ پر قیام پزیر
 ہوا، عام راستہ تو تھا ہی، جو اُس راستہ سے گزرتا تھا سب سے یہ پوچھتا جاتا تھا کہ
 تو کون، تو کون ہے؟ جو اپنے آپ کو بتلا دیتا تھا کہ میں فلان ہوں، میں فلان ہوں
 اُس کو وہ چھوڑ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ چلے جاؤ، یہاں تک کہ اُس راستے سے ایک اٹھی
 گزرا اُس کے عظیم الجثہ ہونے کی وجہ سے شیر کو یہ گمان ہوا کہ کہیں یہی تو انسان نہیں
 ہو؟ اس لیے شیر نے اُس سے بار بار پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہیں تو انسان تو نہیں
 ہو؟ اُس نے اسی طرح انسان ہونے سے بار بار انکار کیا، اس سوال و جواب کے
 بعد درحقیقت ایک آدمی اپنے کندھے پر ایک کلماٹوی رکھے ہوئے نظر سے گزرا اسکے
 حسب معمول سوال کرنے کے بعد اُس کو معلوم ہوا کہ حضرت انسان ہی ہیں تو شیر نے
 اُس سے بڑی جرات و صولت سے پوچھا کہ آخر تم میں کونسی بات ہے؟ کونسی
 قوت ہے؟ کونسا کمال ہے؟ کہ جسکی وجہ سے میری مان نے تم سے ڈرنے اور جان
 بچانے کی تعلیم دی ہے اور ہدایت کی ہے، میرے خیال میں یہ عورتوں کی کم عقلی
 ہے جسکی وجہ سے میری مان نے مجھ کو ڈرنے اور جان بچانے کی تعلیم دی ہے
 اور ہدایت کی ہے، انسان نے شیر کی یہ سب باتیں سن کر اُسکے خیال کی طرح
 تصدیق اور تائید کی اور اُس کو اُس کے اس خیال کا اعتماد اور پورا وثوق و
 یقین دلایا، جب انسان نے یہ سمجھ لیا کہ شیر کو اپنے اس خیال اعتماد و راسخ اور
 یقین ہو گیا تو ایک روز انسان نے شیر سے یہ کہا کہ مجھ سے آپ کی مان نے اس
 بات کی خواہش کی ہے کہ میں جنگلی لکڑی کا ایک عمدہ طوق اپنی مان کے لیے
 بنا دوں لیکن چونکہ مجھ کو آپ کی ان کے گھٹے کا انداز معلوم نہیں ہے اس لیے اسکے

بنانے سے میں مجبور ہوں، مگر جہان تک میرا خیال ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی ان کا کلا آپ کے گلے کے برابر ہو گا اگر جنگل آپ میرے ساتھ چلتے تو بہتر اور مناسب ہوتا، شیر نے خوشی سے اس بات کو منظور کیا اور دونوں جنگل کو روانہ ہوئے جب دونوں جنگل میں پہنچے تو ایک پہاڑی لکڑی میں سوراخ کر کے شیر کا سر اُس کے اندر کر دیا اور اُس کے اوپر سے ایک دوسری لکڑی کی بیخ ٹھوک دی، اُس کے بعد شیر کو اُسکی مان کی نصیحت اور ہدایت یاد دلائی، شیر نے انسان کی یہ دور اندیشی اور دانائی معلوم کر کے اُس کے اپنا سر جھکا دیا، اور اُس کو اپنی مان کی نصیحت یاد آئی، اور اُس کو اس مصیبت میں گرفتار ہونے کے بعد اس بات کا یقین ہو گیا کہ درحقیقت انسان کی چالوں سے ہمیشہ بچنا چاہیے،

حضرات! یہ تو ایک موضوع قصہ تھا اب یہ چاہتا ہوں کہ اسی سلسلہ میں آپ کو ایک منقول قصہ سنائیں تاکہ آپ کو اس بات کا زیادہ علم و ثوق ہو کہ انسان ایک عجیب المخلقت مخلوق ہے، اور ایک عجیب بلا کا پتلا ہے،

منقول ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانے میں جہان اور بہت سی عجیب باتیں ظہور پذیر ہوئیں انہیں عجیب باتوں میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ جب سلیمان کی عدالت میں لوگ زیادہ جھوٹ بولنے لگے اور جھوٹے پے لوگ مشتبہ ہو گئے اور اس بات کی تیز باقی نہیں رہی کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے تو حضرت سلیمان نے خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ کوئی ایسی صورت اور تدبیر بتلوی جاوے جس سے صادق و کاذب میں تمیز ہو جائے، حضرت کی دعا قبول ہوئی اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے بیت المقدس کی مسجد میں ایک بزرگ آدمی

اور بتلادیا گیا کہ جب جھوٹے سچے، مشتبہ ہوں تو انکی چھان بین اس زنجیر سے کی جائے
 سچے کا ہاتھ تو اس زنجیر تک پہنچ جائے گا لیکن جھوٹا اس سے قاصر رہیگا اور
 اُس کا ہاتھ اس زنجیر تک کسی طرح نہ پہنچ سکیگا، ایک زمانہ دراز تک اس سے
 کام چلتا رہا اور جھوٹے اور سچے کی شناخت ہوتی رہی، آخر شش، ایک مرتبہ کسی
 شخص نے کسی شخص کے پاس سوا شرفیان امانت رکھین، جب اُس نے اُس سے
 اپنی اشرفیان مانگین تو وہ مکر گیا، حضرت سلیمان علیہ السلام سے استغاثہ کیا گیا آپ نے
 حسب معمول دونوں کو زنجیر کے پاس جانے کا حکم دیا، مدعا علیہ نے حضرت سلیمان
 علیہ السلام سے ایک روز کی مہلت لی، اسی اثنا میں اُس نے یہ حیلہ اور فریب کیا
 کہ وہ سات سوا شرفیان کسی بانس میں سو رانج بنا کر اُسکے اندر بھر دین اور اُس بانس پر
 قبضہ لگو کر اُسکا منہ بند کر دیا اور پھر اُنکو ہاتھ میں لیکر حاضر ہوا، زنجیر چھوٹنے کے لیے
 جب جانے لگا تو لکڑی اصل مالک کو یہ کہہ کر کہ آپ ذرا میری لکڑی تھامے رہیں
 دیدی اور زنجیر چھوٹنے سے خداوند تعالیٰ سے دعا کی کہ البتہ تو دانائے راز ہے
 اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تمام مال صاحب مال کے ہاتھ میں دیدیا ہے اور میرے
 پاس اُس میں سے کچھ بھی نہیں ہے تو تو میرا ہاتھ اُس زنجیر تک پہنچا دے، چونکہ
 وہ اس حیلہ کے لحاظ سے سچا تھا اس لیے زنجیر تک اُسکا ہاتھ پہنچ گیا اور وہ
 اپنی مخصوص لاکھی مدعی سے لیکر خوشی خوشی گھر چلا گیا، مدعی اس واقعہ در دنگیز سے
 ششدر ہو گیا، اور اس واقعہ کی کاپی ایلٹ سے اس خدائی زنجیر کی وقعت لوگوں
 کے دلوں سے اُٹھ گئی،

اسکے بعد خداوند تعالیٰ نے اس کے اصل راز کو وحی کے ذریعہ سے حضرت

سیمان پر ظاہر کر دیا اور وہ نہ خیر اٹھالی گئی،

علاوہ اسکے کہ ان حکایات اور قصص سے آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان ایک عجیب الخلق مخلوق ہے یہ بات بھی واضح طور سے سمجھی جاسکتی ہے کہ انسان کے واقعات ضبط تحریر و تقریر سے باہر ہیں، اب میں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کی تمام چیزیں انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں جیسا کہ کلام مجید کی یہ آیتیں، خلق کلم مافی الارض جمیعا، سخر کلم من الشمس، اور اس کے علاوہ اور انھیں قسم کی دوسری آیتیں اس بات کی تصریح کرتی ہیں کہ دنیا کی تمام چیزیں انسان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں، سورج کو انسان کے فائدہ کے لیے مسخر کیا، آسمان انسان ہی کے لیے بنا، زمین انسان ہی کے لیے بنی، الغرض یہ

ابر بادہ وغوریدہ فلک دکاراند

تا تو نانے بکف آری و بخت نخی ری

حضرات؟ یہ غور کرنے کی بات ہے کہ جب دنیا کی تمام چیزیں خداوند تعالیٰ نے انسان ہی کے لیے بنائیں تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود انسان بھی کسی چیز کے لیے پیدا کیا گیا ہے یا نہیں اس بات کا تو کوئی بھی قائل نہیں بلکہ یہ بالکل غیر ممکن اور محال ہے کہ انسان کسی کام کے لیے نہیں پیدا کیا گیا اور اس کے خلق کرنے کی کوئی غرض نہیں،

حضرات جب انسان نکماٹھرا اور اس کی خلقت محض لغو و بیکار ٹھہری تو آپ کو

یہ بھی مان لینا پڑیگا کہ ساری کائنات کی خلقت لغو اور بیکار ہے اور علاوہ اسکے

غضب تو ہوگا کہ جب تمام چیزیں انسان ہی کے لیے بنائی گئیں اور انسان بکاٹھرا

تو خود بادشہ لازم آئے گا کہ باری تعالیٰ کے عمل کا کام کرے والا ہو اور اس کا قول ٹھوہو۔
 اس بزدل کو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا اور اسکے خلاف عقل ہونے کے علاوہ
 حکم ربانی بھی اسکی تردید کرتی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے، انہیں ہم انہما
 خلقناکم عباداً وانکم الینا لاترجعون، تعالیٰ اللہ الملک الحق، کیا تم ایسا گمان بھی کر سکتے ہو
 کہ تم کو کسی کام کے واسطے نہیں بنایا، اور کیا تم ہر پھر کر میرے پاس نہ آؤ گے،
 خداوند تعالیٰ بیکار کام کرنے سے پاک ہے،

اسی مفہوم کو پھر خداوند تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں فرمایا ہے، ذلک
 ظن الدین لایعقلون، انسان کو عبث اور بیکار محض خیال کرنا بے عقلوں کا کام
 ہے، جب ان دلائل سے صاف صاف لفظوں سے یہ بات معلوم ہو گئی ہو،
 اسکو عقل سلیم بھی تسلیم کرتی ہو کہ بیشک انسان کسی نہ کسی کام کے لیے پیدا کیا گیا
 تو اب عقلاً اور نقلاً یہ معلوم کرنا کہ کس کام کے لیے بنایا گیا ہے ایک امر آسان اور
 سہل ہے نہ تو اس میں کوئی دشواری ہے اور نہ دقت، عقل تسلیم کرتی ہے کہ جب
 انسان دنیا کی تمام چیزوں کا مخدوم ہے تو یہ اس کا خادم ہو سکتا ہو جس سے بھی اسے
 اور اسے ہو اور اس کا خالق اور مالک ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ انسان ایک ایسی عجیب
 چیز اس کے علاوہ کسی اور دوسرے کی کسی طرح خادم نہیں ہو سکتی جو اس سے
 ناقص اور ادنیٰ ہے، نقلیوں ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن
 والانس الا ليعبدون، ہم نے انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے،
 حضرات! میں آپ سے اس موقع پر یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں
 کہ آدمی خوشی خوشی عبادت اور اطاعت چاہی ہی کر سکتا ہے جب اس کو اس

کام کے فوائد معلوم ہونے کے علاوہ اُسکے طرق و آداب سے بھی واقفیت ہو، فوائد کا معلوم ہونا اس لیے ضروری ہے کہ جب تک کسی کو کسی کام کے متعلق اس بات کا یقین نہ دلایا جائے کہ اس کا نتیجہ عمدہ ہو اور یہ تمہارے لیے مفید ہو اُسوقت تک اُس کو اُس کام کے کرنے میں عذر اور تاہل ہوتا ہے، نہ وہ اس کے لیے آمادہ ہو سکتا ہے اور نہ اُس کا دل قبول کرے گا کہ ہم اس کام کو کریں لیکن طرق عبادت کی واقفیت اس بنا پر ضروری اور مناسب ہے کہ ہر شخص کی اطاعت اگر اس کے منشا اور خواہش کے موافق ہوتی ہے تو اُس کو اس سے خوشی ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ خلاف منشا اور خلاف خواہش ہونے سے بجائے اس کے کہ اُس کو اس سے خوشی ہو بیچ ہوتا ہے۔

حضرات! جہاں تک میں سمجھتا ہوں میرا یہ خیال ہے کہ اسی واسطے خداوند تعالیٰ نے اپنی رحمت کا طے انھی دو اجروں کی تفصیل و توضیح و تشریح و تعلیم کے لیے ایک نبیؐ و وہ نبیؐ بلکہ ہزاروں انبیاء علیہم السلام کو باعتبار ضرورت زمانہ کے وفاقاً و قایہ تعلیم دلائی کہ جس کام کے لیے تم کو خداوند تعالیٰ نے بنایا ہے اگر تم اُس کام کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے تو صرف وہی نبیؐ جو کہ تم نے اپنے محسن، اپنے خالق کا تکمیل انعام کے صلے میں شکر ادا کیا بلکہ اس کا نتیجہ، اس کا ثمرہ، اس کا نعم البدل یہ بھی ہے کہ تم کو خداوند تعالیٰ اس عالم فانی سے قفا ہونے کے بعد ہمیشہ کے لیے اُس عالم جاودانی اور نورانی میں جگہ دے گا جہاں تم ہمیشہ شہ و راحت سے جاودانی زندگی بسر کرو گے اور جتنی تمہاری خواہشیں ہوں گی اوس سے کہیں زیادہ خداوند تعالیٰ تم کو عطا فرمائے گا جیسا کہ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم یا خلائق لدنیا مزیو مسلمانو! تم یہ بھی یاد رکھو کہ وہاں ایسی نعمتیں ہیں جو تمہارے نقطہ خیال سے بھی باہر ہیں جیسا کہ قرآن و حدیث سے اس کی تصریح ہوئی ہے لا تعظم نفس ما انقضیٰ لہم من قواہمین جزا بما کانو

یہ لوگ (ترجمہ قرآن) کسی شخص کو تفصیل معلوم نہیں ہے کہ اُس کے اعمال صالحہ کے صلہ میں ایک ہیروز یا جنگی جس سے اُنکی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی، وقال النبی صلی علیہ وسلم يقول اللہ احدہ دت العباد می الصالحین بالاعین رأیت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فی رواۃ المسلم علی قلب بشر حضرت (ترجمہ حدیث) آنحضرت فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں مہیا کی ہیں کہ جسکو نہ کسی آنکھوں نے دیکھا ہے اور نہ کسی کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں بھی اسکا خیال گذرا ہو ہے،

آپ کو ان آیتوں اور حدیثوں سے تو کام کے فوائد معلوم ہو گئے باقی طرق عبادت تو خود انبیا علیہم السلام نے بتا دیے ہیں اور اسکے خود بھی پابند رہے ہیں،
مسلمانو! نہایت ہی افسوس اور شرمناک بات ہوگی اور اس سے بڑھکر بے غیرتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اگر ہم لوگ ایسے اطمینان اور ایسے اعلیٰ نعم البدل کے صلے میں بھی خداوند تعالیٰ کی اطاعت نہ کریں اور اسکی عبادت کی طرف مشغول نہ ہوں،

حضرات! اول اول جو آیتیں میں ذکر کر چکا ہوں سنائی ہیں ان میں خداوند تعالیٰ نے تین طرح کی عبادتوں کا ذکر فرمایا ہے، شروع میں نماز بیچگانہ، آخر میں حج ذکوۃ اور اسوقت انھیں تینوں عبادتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں،

آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے اُنکے ترجمہ کا بھی آپ سے وعدہ کر چکا ہوں لہذا اسکا ترجمہ حسب ذیل ہے،

ترجمہ

ایسا نہ ہو کہ تم اپنے مال و متاع اور اپنی اولاد کے سبب سے خدا کی یاد (نماز بیچگانہ)

سے غفلت کرو اور یاد رکھو کہ جو شخص ایسا کر گیا وہ ضرور خسارہ اور نقصان اٹھانے والا بن میں سے ہے، اور مرنے سے پہلے اپنے مال کا ایک حصہ (زکوٰۃ) دیا کرو ایسا نہ ہو کہ مرنے دم کھنڈے لگو کہ خدا تھوڑی مہلت اور دسے کہ میں صدقہ و دن اور صالحین کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں، (یعنی حج کروں) تم یاد رکھو کہ خدا آتی ہوئی موت کو نہ ٹالے گا، اس لیے اس وقت تمہاری یہ آرزو بے سود ہوگی، یہ بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تمہارے تمام اعمال و افعال کا دانا اور پتلا ہو، حضرات؟ اگرچہ اس آیت میں لفظ ذکر اللہ کا ہے جو عام ذکر خدا کو شامل ہے، لیکن مفسرین نے لکھا ہے کہ چونکہ آگے اس آیت کے وعید شدید کا ذکر ہے لہذا ذکر سے مراد سوائے صلوٰۃ مفروضہ کے اور کسی نقل عبادت پر امکان عمل نہیں ہو کہ خداوند تعالیٰ عل شناس ہے اور سب سے زیادہ ترک عادت کا سبب اولاد کی رکھ رکھاؤ اور تحصیل مال کی محبت ہے اور اکثر حالات میں درحقیقت یہی عدم عبادت کے سبب واقع ہوتی رہتی ہیں، لہذا یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز کے سبب قریب کا مراد لینا مقتضائے کمال بلاغت ہے، خصوصاً صلوٰۃ زکوٰۃ، حج، کہ جنہیں وقت صرف ہونے کے علاوہ مال کا بھی صرف کثیر ہے، اور اسکی وجہ سے اولاد کی نگرانی اور مال کے حصول میں وقوع نقصان کا احتمال رہتا ہے اس لیے باری تعالیٰ نے ان دونوں کو تصریح سے بیان فرمایا۔

حضرات! چونکہ اس قدر وقت نہیں ہے کہ میں تینوں عبادتوں کو کسی قدر تفصیل سے بھی عرض کر سکوں لہذا ان میں سے جو سب سے اہم اور ضروری ہے میں اس کو کسی قدر اجمالی تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا۔

مسلمانو! آپ کو معلوم ہے کہ نماز پنجگاہ ایک نہایت ضروری اسلامی فرض ہے اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے خداوند تعالیٰ کی تعظیم اور بندہ کی بندگی معلوم ہوتی

ہو، اسی سے عابد و معبود میں معبودیت اور محبت اور ادات کا سلسلہ مضبوط ہوتا ہے، اسی سے محسن کی احسان زندگی ظاہر ہوتی ہے، اسی سے آدمی ادنیٰ سے اعلیٰ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسکے ترک کی کسی وقت میں اجازت نہیں دی گئی، اور اسکے ترک کو کفر یعنی قطع رابطہ عبدیت اور معبودیت سے تعبیر کیا گیا ہے، مگر افسوس ہے اُن مسلمانوں کے حال پر جو باوجود اسکے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ فرض ہے اور اسکا ترک کرنا کسی حال میں درست نہیں مگر پھر بھی اس سے غافل ہیں اور اس فرض کے ادا کرنے میں خصوصاً زیادہ مست اور غافل ہیں، اور اپنے کو برائے نام مسلمان کہتے ہیں، کیا مسلمانی اسی کا نام ہے، علاوہ اس کے جو لوگ اس فرض کے ادا بھی کرتے ہیں انھوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اور جس ہیئت و حالت سے ادا کرتے ہیں وہ نہایت ہی قابل افسوس ہے،

حضرات! جسے کبھی قرآن کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے ناز کی بار بار جابجا تاکید فرمائی ہے اور اسکی تمام سورتوں کی توضیح کر دی ہے، مجھ کو ایک دفعہ خیال ہوا کہ نماز کے متعلق جس قدر آیتیں ہیں اُن سب کو منتخب کر دوں چنانچہ قرآن پاک میں نے اول سے آخر تک ایک سو ستاسی آیتیں اس قسم کی پائین جو تصریح نماز کی تاکید کرتی ہیں،

مفسر حقیقی آنحضرت صلم نے بھی اسکی علی اور قولی ایسی تاکید کی ہے کہ جسکی نظیر اور احکام شرع میں نہیں ملتی،

صحابہ کرام، فقہاء اور محدثین نے اسکے متعلق جو کچھ بھی فرمایا اور خدا اور رسول کے کلام کا مطلب جو کچھ بھی سمجھایا وہ بجا نے خود قابل یقین اور قابل عبرت ہے،

حضرات ! علاوہ ان آیات و احادیث و اقوال فقہاء محدثین کے اگر ہم خود اس بات پر غور کریں کہ اگر ایک شہنشاہ ہین ایک قرآن بھیجے اور کسی خاص کام کی ایک سو ستاسی مرتبہ تائید کرے، اور اُس کے ہر پہلو کو مختلف طریقوں سے سمجھا دے اور تباہے اور بھر بھی ہم اُسکی تغیل نہ کریں تو کیا وہ شہنشاہ ہم سے خوش ہو سکتا ہے؟

افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو دنیا دار محض تھیں تو اس درجہ تک خدمت کرتے ہیں کہ اُنکی ضد اور ہٹ بھی بغیر پوری کیے ہوئے اُنھیں آرام اور چین نہیں ملتا مگر حیف حیف کہ اپنے منعم و محسن حقیقی خداوند تعالیٰ کی عبادت کا اُن کے دل میں کبھی خیال بھی نہیں تھتا۔
حضرات ! اُن تمام آیتوں کا شروع قرآن سے آخر تک ہین نے منتخب کی ہین اور میری نظر سے گزری ہین اس وقت ذکر نا اگر محال نہیں ہے تو مشکل ضرور ہے، لہذا ہین سے چند آیتیں عرض کرتا ہوں جس سے آپ معلوم کر لینگے کہ ناز کس قدر مود فرض ہے، حج و زکوٰۃ کس قدر ضروری ہین،

آیات

الم۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ۝ ۱ یقیمون الصلوٰۃ و ما رزقنہم یتقون (آگے چلکر اُنھیں لوگوں کے متعلق یہ کہا گیا ہے)

اولئک علیٰ ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون، اُن پر ہرگز گاروں کے لیے ہدایت ہے جو ایمان لاتے ہین اور التزام سے نازا داکرتے ہین، زکوٰۃ دیتے ہین، اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پر ہین اور نجات ابدی پانے والے ہین،

اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و اراکم مع الراکعین، ناز پڑھو، زکوٰۃ دو، اور جامعے ناز پڑھو،

وَأَنَّا لَكَسْرَةُ اللَّعْلَةِ الْخَافِضِينَ الَّذِينَ لَطَفْنَا نِعْمَ مَا تَوَرَّعُوا نِعْمَ إِلَهِهِ رَاجِعُونَ۔ نماز اُن لوگوں کے لیے جنکے دل میں نہ تو خدا کا خوف ہے اور نہ خدا کے وصال کا اعتقاد ہے نہایت تکلیف دہ اور شاق ہے مگر اُن لوگوں کے لیے نہایت آسان اور سہل ہے جو اپنے آپ کے حضور میں عاجزی کرتے ہیں، جنکو یہ اعتقاد راسخ ہے کہ وہ اپنے آپ سے ملاقات کریں گے اور ہمیشہ وہاں رہیں گے،

وَاذْأَخَذْنَا مِيثَاقًا مِّنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ۔ اس کے بعد پھر یہ فرمایا وَاقْبُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ، ایتنے بنی اسرائیل سے نماز اور زکوٰۃ کے متعلق خاص عہد لیا تھا۔
ایسا تو لوگوں کو تم وجہ اللہ، خوف اور قبلہ نہ معلوم ہونے کے وقت جس طرف ہو کر نماز پڑھو گے نماز مقبول ہوگی۔

حضرات! اس آیت کے متعلق کسی قدر تفصیل کے ساتھ کچھ بیان کر دینا میں مناسب سمجھتا ہوں اور جو احکام اس آیت سے سمجھے جاتے ہیں اُنکی بھی کسی قدر تفصیل کی حاجت ہے،

صورت یہ ہے کہ اگر کوئی لڑائی میں ہو اور دشمن اُسکے مقابل جانب میں ہو تو اس وقت میں ادا سے نماز کی صورت دوسری جگہ یوں معلوم ہوتی ہے کہ نصف لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھیں اور نصف لوگ اُنکی حفاظت کریں اور اگر یہ صورت بھی ممکن نہ ہو سکے تو پھر جس طرف ہو کر نماز پڑھو نماز مقبول ہوگی، جیسا کہ اوپر کی آیت سے سمجھا جاتا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے ایسی حالت کے اعتبار سے نماز کی ہیئت کس قدر آسان کر دی اور قبلہ و قیام و قعود کے شرائط بھی معاف کر دیں بیماری کی حالت میں ادا سے نماز

کی صورت بدل دی اور شارع علیہ السلام نے یہاں تک فرمادیا کہ، وان لم تستطع مستلقا یعنی اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھو، (کتب فقہین تمام ائمہ اور محدثین کا اجماعی مسئلہ ہو کہ اگر عورت بچہ جنتی ہو اور نماز کا وقت گزر رہا ہو تو اُس پر فرض ہے کہ بچہ کا سر کسی چیز میں رکھ کر نماز ادا کرے

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ، واذا کنتم فیہم واقمت لہم الصلوۃ واذا اطاسمواقیو الصلوۃ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین لبائنا موقوتا۔ ان سب سہولتوں کے بعد خداوند تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ جب تم اطمینان کی حالت میں ہو تو نماز کو بہستور معمول ادا کر جیسا کہ اس آخر آیت سے معلوم ہوتا ہے،

حافظ علی الصلوات والصلوۃ الوسطی، تمام نمازوں خصوصاً صلوۃ وسطی یعنی نماز عصر کی زیادہ حفاظت کرو۔

یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلو وجہکم وایمکم الی المرفق النحر نماز کے لیے وضو کر لیا کرو اگر گلابانی نہ ملے تو تیمم کرو۔

واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی، ولایاتون الصلوۃ الا وہم کسالی۔ منافقین جب نماز کیلئے اٹھنا چاہتے ہیں تو سستی کرتے ہیں، قائمہ ان دونوں آیتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سستی سے نماز پڑھنے والا خدا کے نزدیک منافق ہو،

قال اللہ تعالیٰ انی معکم لان اقیم الصلوۃ وآتیتم الزکوۃ، خداوند تعالیٰ نے نبی اسرائیل سے وعدہ کیا کہ اگر تم نماز پڑھتے رہے اور زکوۃ دیتے رہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں، واذا نادیتیم الی الصلوۃ اتخذوا ہزوا ولعابا ذلک بانہم قوم لایعقلون، جب تم نماز کی اذان دیتے ہو تو کفار مذاق سمجھتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ انکو سمجھتے نہیں،

ان الذین یقیمون الصلوٰۃ وما رزقتم ینفقون اولئک ہم المؤمنین حاتم درجات عند ربهم
 مغفرة و رزق کریم ، جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ، زکوٰۃ دیتے ہیں ، یہی مسلمان ہیں ، خدا کے
 نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے ، اور گناہوں سے مغفرت ہے اور عمدہ رزق ہو ،
 اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا ،
 ظہر سے عشاء تک کی نمازیں پڑھو ، صبح کی نماز پڑھو اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں ،
 ان الذین ان سکنائهم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ ، ہم مسلمان کو اگر بادشاہ بنا لیجئے
 تو وہ نماز پڑھنے کی زکوٰۃ دینگے ، قائدہ جو لوگ فلاح روزی ترقی چاہتے ہیں انھیں اس
 اہیت کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیے ،

قد اطلع المؤمنون الذین ہم فی صلواتهم خاشعون ، والذین ہم علی صلواتهم حافظون ، اولئک
 ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون ، جو لوگ خشوع و خضوع سے نماز
 پڑھتے ہیں اور تمام نازوں کی محافظت کرتے ہیں انھیں کو نجات ملیگی اور یہی جنت الفردوس
 کے مالک ہیں جہاں ہمیشہ رہیں گے ،

ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والنکر والبغی ، نماز درستگی اخلاق کا سبب ہے اور سبب وہ
 باتوں کی مانع ہے ،

حضرات ! ان تمام آیتوں سے آپ کو بخوبی واقفیت ہو گئی ہو گی کہ نماز کی فضیلت
 نماز کا نتیجہ ، نماز کی برکت کس قدر ہے اور خداوند تعالیٰ نے ہر موقع ہر حالت کے اعتبار
 سے اس میں کس قدر آسانی پیدا کر دی ہے ، اگر اس پر بھی مسلمان اس سے غفلت کریں
 تو ان سے بڑھ کر بے نصیب دنیا میں کون ہو گا ، جیسا کہ تارک الصلوٰۃ اور بے وقت نماز پڑھنے والوں
 کے لیے جو عید شدید خداوند تعالیٰ نے کی ہے آپ ذیل کی آیتوں سے معلوم کر سکیں گے ،

ویل للمصلین الذین ہم عن صلواتہم ما ہوں۔ سخت عذاب اُن نماز پڑھنے والوں کے لیے ہے جو پابندی سے نماز نہیں پڑھتے۔

ما مسلک من سقر قال لم تک من المصلین ولم تک لطم المسکین، جب دوزخیوں سے پوچھا جائیگا کہ کس وجہ سے تم جہنم میں آئے تو وہ کہیں گے کہ نہ تو ہم نماز پڑھتے تھے اور نہ ہم زکوٰۃ دیتے تھے، لا صدق ولا صلی وکن کذب وتو لے، نہ تو رسول کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ رسول کی تکذیب کی اور نماز سے انکار کیا،

اقیموا الصلوٰۃ ولا تکلوا من الشرکین، نماز پڑھو کا فرمت بنو!

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان آیات کی اُن حدیثوں کا بھی ذکر کروں جن سے نماز کی فضیلت اور تاکید سمجھی جاتی ہے،

ترجمہ حدیث

لیلۃ المعراج میں پچاس وقت کی نمازین خداوند تعالیٰ نے فرض کر دی تھیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے اور مشورہ سے آنحضرت صلم نے بار بار خداوند تعالیٰ سے التجا کر کے کم کرائیں یہاں تک کہ پانچ وقت کی نمازین رگیلین، بخاری شریف میں جس لفظ سے اس کے متعلق روایت ہے وہ یہ ہے کہ، یا محمد التاخن وغن لا تبدل القول لذی حقت عن عبادی وامنضت فریضتی، اسے محمد یہ نمازین تو پانچ وقت کی ہیں لیکن اس میں ثواب پچاس وقت کا ہے، میں نے اپنے بندوں کے لیے اس میں تخفیف کر دی اور فرض بدستور رکھا، میری بات میں تغیر نہیں ہو، من ترک الصلوٰۃ بعد وقت کفر، جسے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا،

اس حدیث کا مطلب امام احمد اور حسن البصری اسکے ظاہر معنی پر لیتے ہیں، لیکن اور ائمہ نے اسکی تاویل کی ہے، امام ترمذی نے بھی اسی تاویل پر صاف حدیث نقل کی ہو کہ الفرق بین العبد و الکفر ترک الصلوٰۃ،

بشر المشائین فی الظلم اے المساجد بالنور التام الی یوم القیامہ، اُن لوگوں کو قیامت میں نور تام کی خوشخبری دو دو امامدہییری راتوں میں نماز کے لیے مسجدوں میں جاتے ہیں، ترمذی شریف کی صحیح روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس طرح دن بھرنے کوئی پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے اور پاک صاف ہو جاتا ہے اسی طرح پنجگانہ نماز ادا کرنے والا تمام گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے،

ترمذی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کسی فعل خیر کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے مگر ترک صلوٰۃ کو کفر سمجھتے تھے کتب فقہ میں بھی ائمہ نے تصریح کر دی ہے کہ اگر محلے والے محلے کی مسجدوں میں نمازین پڑھنا چھوڑ دیں تو غلیفہ وقت پر واجب ہے کہ اگر وہ توبہ سے انکار کریں تو اس کو قتل کر ڈالیں،

حضرات! نمازی کے لیے خداوند تعالیٰ نے کعبہ اور مقدس کعبت اللہ کا لقب یاد رکھا ہے جو کہ خداوند تعالیٰ کو مکان کی کیا حاجت ہو اور جن لوگوں نے اس بیت اللہ کی توبین کرنی چاہی اس کو خداوند تعالیٰ نے ابابیل کی ایک گرائی ہوئی کٹکری سے ہلاک و برباد کر دیا جس کا کہ آپکو صحابہ فیل کی کھجور سے معلوم ہو۔ انبیاء علیہم السلام نے نماز کیلئے ہریشہ مسجدیں اور جامع مسجدیں اور اہل سے اعلیٰ انتظام اور التزام فرمایا جسکے آثار آپ کو کئی مسلمانوں نے جانائیں بلکہ ہزاروں مجاہدین باوجود ان تمام باتوں کے کہ کوئی نہ سمجھا اور عاقبت کا بغور و فکر نہ اسکو اپنے ذمہ رہنے سے عاجز رہے جو ہیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت دے اور انھیں اس بات کی توفیق دے کہ خداوند تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کریں۔

اجلاسِ سوم

دفعہ شوق نے بزرگانِ قوم کو آٹھ ہی بجے سے ہال میں پہنچا دیا اور تمام اصحاب نہایت بے چینی کے ساتھ قتلح کا انتظار کرنے لگے ٹھیک ساٹھ گھنٹے بعد صدر انجمن علامہ سید رشید رضا آفندی تشریف لائے اور قتلح فرمایا۔

سب سے پہلے دارالعلوم کے ایک کنسٹیبل محمد حسن نے قرآن کریم کی چند آیتیں اس ورد کے لیے میں پڑھیں کہ تمام ہال درود ان کی تصویر بن گیا اس کے بعد اصلی کارروائی کا آغاز ہوا۔

جلسہ دہلی میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ ایک صفیہ اُن اغلاط تاریخی کی تصحیح کیلئے بنایا جائے جو یونیورسٹیوں کے کورسز میں اسلامی اور بزرگان و شاہانِ اسلامی کے متعلق غلط فہمی پیدا کرتی ہیں اور اُن کے کیرکٹر پر بدنام دھبہ لاتی ہیں یہ صفیہ یونیورسٹی کے سامنے اُن اغلاط کو پیش کر کے درخواست کرے گا کہ وہ کورس سے خارج کیے جائیں۔

اس وقت تک اس صفیہ نے جو کچھ کام کیا ہوا اور یونیورسٹی کو توجہ دلا کر جان تک صلاح کی ہے قوم کے سامنے اسکا پیش کرنا ضروری تھا اسلئے مولوی سید سلیمان صاحب نائب دیب دارالعلوم نے اس صفیہ کی رپورٹ پیش کی جسکے متعلق اسکا کام کیا گیا تھا مولانا نے موصوفتے

انشائے تقریریں انگریزی کورس کے جن قابل افسوس اور غلط فہم کا حوالہ دیا جو اسلام رسول اکرم صلیم اور صحابہ کرام سے متعلق تھے تو ان کو ٹکڑا کر تباہ کر دیا جائے۔

رپورٹ صلیبیہ اصلاحات تاریخی

جناب پریذیڈنٹ دیگر حاضرین! آج ہندوستان میں اسلامی کانفرنسیں اور اسلامی انجمنیں قائم ہیں، قبرس کی تحریکین جا بجا کی جا رہی ہیں، ہر موضوع پر مضامین لکھے جاتے ہیں، تقریریں کی جاتی ہیں، لیکن ان تمام تدابیر سے مسلمانوں میں جو عام افسردگی اور سکون پھیلا ہوا، اسکے بجائے کسی قسم کی حرارت، جوش نہیں پیدا ہوگا، انہیں کسی قسم کی بندھن صلیبی بلند ارادگی، علوئے ہمت اور اثبات نہیں پیدا ہو سکتا جو قومی ترقی کے اجزا اور روح ہیں اور جس قوم کے قالب میں جان آتی ہو، اسی بنا پر سب سے پہلا فرض یہ ہو کہ ہم اس ملک قومی مرض کے اسباب و علل کی جستجو کریں۔

حضرات! اقوام عالم کی گزشتہ تاریخیں جو پچھلے دنوں کے لیے چراغ راہ ہیں وہ ہکوتاتی ہیں کہ قوم کے قولے احساس میں صرف دو چیزیں حرکت پیدا کر سکتی ہیں، مذہب اور تاریخ، مذہب کے متعلق سوال یہ ہو کہ آیا آج تک تمام اسکولوں اور کالجوں میں جو تعلیم ابتدا سے انتہا تک دی جاتی ہو، اس میں مذہب کا ایک حرف آتا ہو؟ آیا اس میں اسلام کی خصوصیات کا کہیں ذکر ہوتا ہو جس سے ہم اپنی قومیت کا مفہوم سمجھ سکتے؟ آیا ان میں جناب رسول صلیم کی تعلیمات کا بیان ہوتا ہو؟ جن کو پڑھ کر ہم کو اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ غیر معمولی خلوص اور انس پیدا ہوتا ہو؟ آیا قرآن کی ایک سورہ بھی بچپن سے لیکر عہد شباب کی مدت تعلیم میں ہمارے بچے سنتے ہیں جن سے قرآن مجید کی عظمت اُنکے دل میں قائم ہوتی؟ اس سوال کا

جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ اسکولوں میں جو ہمارے چوکو تعلیم دی جاتی ہے وہ ہمارے مذہبی احساسات کے بالکل برخلاف ہے، ان کو مساذ اللہ یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ قرآن مجید تو اس اور انجیل سے انتخاب کر کے ترتیب دیا ہے محمد جب کہ سے بھاگ گیا تو اس کے اس فرار کا نام ہجرت ہے صحابہ بالکل وحشی، خونخوار اور سخت متعصب تھے، مذہب اسلام بزرگ شمشیر پھیلایا گیا مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اسلام پر ایمان نہ لائیں ان کو قتل کر ڈالیں، انکی جائداد اور اسباب پر قبضہ کر لیں اور وہ یا تو اپنے ملک سے نکال دیئے جائیں اور یا ان سے جزیہ کے نام سے ایک بھاری مذہبی ٹیکس وصول کیا جائے، ان کو انہیں جو غلام پرست جہانیں، جہنمیں مسلمان کر دیئے جائیں، محکمہ کے بعد اسکے اقوال ایک کتاب میں جمع کیئے گئے جس کا نام قرآن ہے۔

کیا ان ہدایات و اقوال کو پڑھ کر مسلمان بچہ نہیں کسی قسم کی مذہبی حرارت باقی رہ سکتی ہے؟ کیا انہیں کسی قسم کی مذہبی روح پیدا ہو سکتی ہے؟ کیا ان کو یہ مضامین پڑھ کر اسلام پہنچا کر اسلام قرآن مجید اور صحابہ کرام کے ساتھ کسی قسم کی محبت اور دوستی پیدا ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں پیدا ہو سکتی تو پھر انہیں قومی غیرت و حمیت اور قومی جدوجہد کے آثار کی تلاش بیکار ہے۔

قومی زندگی کی دوسری قوت محرکہ تاریخ ہے، تاریخ ہکوان سوالات کے جواب بتاتی ہے کہ ہم کون تھے؟ ہم کون ہیں؟ ہم کو کیا کرنا چاہیئے؟ تاریخ ہکو ہمارے اسلاف کے کارنامے سناتی ہے جن سے ہمارے قولے احساس میں حرکت پیدا ہوتی ہے، تاریخ ہمارے سامنے ہمارے بزرگوں کے حالات، آداب، اخلاق اور تمدن کی تصویریں کھینچتی ہے جو جس سے ہمارے دل و زمین انکی تقلید کا جو ش پیدا ہوتا ہے، تاریخ ہمارے سامنے انکی عظمت، جلالت، استقلال، ہمت، عزم و ثبات قومی کی داستانیں دہرائتی ہے جو جس سے ایک معزورانہ سرور کے ساتھ ان چیزوں کے حاصل کرنیکی کوشش شروع ہوتی ہے، لیکن تاریخ ہمارے

بچوں کو عام اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہو، کیا اس سے انہیں کسی چیز کے پیدا ہونے کی امید کی جاسکتی؟ کیا غارتگر و طاع عمود، راہزن شہاب الدین، سیر حم قطب الدین، تھصب فیروز شاہ، بے قانون اکبر عیش پرست و شرابی جہانگیر اور دو غاباز و مکار عالمگیر میں سے کوئی اس قابل ہو جس میں سے کسی پر ہم فخر کر سکیں اور اس کے کارنامے پڑھ کر ہمارے دل و دماغ میں اس کی تقلید کا کوئی جوش پیدا ہو۔

ان وجوہ سے یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو تمام قومی انجمنوں اور کانفرنسوں کی توجہ کا محتاج تھا، لیکن ایک آدھ رزلٹیشن کے سوا اب تک اس کے متعلق کچھ نہیں کیا گیا۔

مدوۃ العلماء کے گزشتہ اجلاس دہلی میں اس کی طرف توجہ کی گئی اور حسب ذیل تجویز منظور ہوئی:

یہ تجویز (تجویز) یہ جلسہ تجویز کرتا ہو کہ تاریخی کتب مروجہ مدارس انگریزی میں جو غلطیاں پائی جاتی ہیں اور جن کا تعلق اسلام کے ساتھ ہو، ان کی اصلاح کا کام مناسب ذرائع کے ساتھ مدوۃ العلماء

انجام دے (رواد دہلی صفحہ ۲۰) اور اسی جلسہ میں یہ کام مجھ سے متعلق کیا گیا اسی بنا پر جلسہ

کے بعد فوراً ہی مدوۃ العلماء کی ماتحتی میں شعبہ تصحیح اخلاط کے نام سے ایک صیغہ قائم کیا گیا،

جس نے تجویز مذکور علی صورت میں لانے کے لئے مناسب حد تک کوششیں کیں، جسے

پہلے شعبہ تصحیح کی طرف سے ۲۵ مئی ۱۹۱۷ء کو تمام اسلامی اخبارات میں اعلان کیا گیا کہ

مدوۃ العلماء کی زیر نگرانی شعبہ تصحیح اخلاط تاریخی قائم ہو گیا، جو جن لوگوں کو انگریزی کورس کی

کتب تاریخ میں مذہب اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق غلطیاں معلوم ہوتی ہوں، ان سے

ذات وہ شعبہ تصحیح کو مطلع فرمائیں، اسی اعلان میں اسکول اور کالج کے مسلمان ٹیچروں

اور پروفیسروں سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی اپنی یونیورسٹی کی تاریخی کتابوں کی

اسلامی تاریخی، مذہبی غلطیوں کا نشان دین، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ جو غلطیوں

اور عام مسلمانوں کے کسی مسلمان ٹیچر اور پروفیسر نے اسکی طرف توجہ نہ کی، حالانکہ یہ کام سب سے زیادہ اُنکی توجہ کا محتاج تھا، خیال ہو سکتا تھا کہ اخبارات کی عالمگیر آوازاں تک نہ پہنچی ہو اسلئے خاص خطوط کے ذریعے سے مختلف یونیورسٹیوں کے متعلق حسبِ میل حضرت سے اس امر کی التجا کی گئی کہ وہ اپنی اپنی یونیورسٹی کی تاریخی کتابوں کے نام اور اُنکے مصنفین کے نام سے اور اگر ممکن ہو تو اسمین اسلام کے متعلق جو غلطیاں ہوں اُنسے اطلاع دیں۔

کلکتہ یونیورسٹی۔ جناب مولوی محمد نسیم صاحب پروفیسر ٹیچر کالج ٹپنہ۔
مبئی یونیورسٹی۔ جناب مولوی شیخ عبدالقادر صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر کن کالج پونہ
پنجاب یونیورسٹی۔ جناب مسٹر محمد عبدالعزیز صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج۔ لاہور
مدرسہ یونیورسٹی۔ جناب مسٹر محمد ابراہیم صاحب قریشی ایل۔ ٹی۔ مدراس۔
الہ آباد یونیورسٹی کے متعلق کئی صاحبوں سے عرض کیا۔

لیکن افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہو کہ انہیں سے کسی صاحب نے بھی اسکی طرف توجہ کی تکلیف گوارا نہیں کی، مجبوراً مختلف عام شخصوں کی بھیجی ہوئی یاد دہانوں کی بنا پر شبہ کو خود اپنی ہمت پر بھروسہ کرنا پڑا سب سے پہلے الاقرب فالاقرب کے اصول کی بنا پر شبہ نے الہ آباد یونیورسٹی کی طرف توجہ کی الہ آباد یونیورسٹی میں جو تاریخی کتابیں داخل ہیں انہیں سب سے پہلے مارسیڈن کی ہسٹری قابل ذکر ہو حسین نہ صرف مآثرات غلط ہیں، بلکہ اُس کا طرزِ تحریر بھی دل آزار ہو، یہ ہسٹری قیمتی سے نہ صرف الہ آباد میں داخل ہو بلکہ کلکتہ وغیرہ دیگر یونیورسٹیوں کی جنیئر کلاس میں بھی داخل ہو، نوٹ کے طور پر ہم اسکی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) محمد کے مرنے کے کچھ دن بعد اُسکے اقوال ایک کتاب میں جمع کئے گئے۔۔۔۔۔ جو تمام مسلمانوں کے نزدیک ایک مقدس کتاب کی طرح تسلیم کی جاتی ہو۔
 (۲) دہکتے ہیں کہ اُنکا مذہب ۶۷۲ء سے شروع ہوا جب محمدؐ کے سے بھاگ گیا۔۔۔۔۔
 محمدؐ کا فرار ہجرت کے نام سے مشہور ہو۔

(۳) عرب ٹھیک سطحِ خونخوار اور جنگجو تھے جیسے پہلے (قبل از اسلام) لیکن وہ آپس میں نہ لڑ سکے، وہ جوش سے بھرے تھے اور اُن کا خیال تھا کہ اُنکا فرض ہے کہ اپنا نیا مذہب تمام دُنیا میں پھیلائیں، اُن لوگوں کو قتل کریں جو اُنہیں نہ مجاہدین اور اُن کی جادو اور اسباب پر قبضہ کر لیں، اُنہوں نے خیال کیا کہ نہ ایمان لانے والوں کے ساتھ جنگ ایک مقدس جنگ ہے جس سے خدا خوش ہوتا ہے اور اُنکا عقیدہ تھا کہ جو مسلمان بہن یا بھائی کے وہ سیدھے بہشت چلے جائیں گے، جو لوگ اُنہیں مجاہد تھے لیکن وہ اپنا مذہب نہیں تبدیل کر سکتے تھے اُنکو ایک بجاری ٹیکس دینا پڑتا تھا جسکا نام جزیہ ہے۔

(۴) سو برس کے عرصہ میں اُنہوں نے فارس، ترکستان، اور افغانستان لے لیا۔۔۔۔۔
 اور یہ تمام ملک مسلمان ہو گئے، بعض اہل فارس جنہوں نے نہ اُنکا ساتھ دیا اور نہ وہ مسلمان ہوئے اُنہوں نے اپنا ملک چھوڑ دیا اور ہندوستان بھاگ آئے جہاں وہ بارہ سو سال سے زیادہ عرصے سے مقیم ہیں، یہ لوگ پارسی ہیں۔
 (۵) وہ (افغان) گل کے گل خونخوار مسلمان تھے جو اپنے مذہب کے لیے جوش سے

لبریز تھے، ص ۳۲

(۶) ہندوستان اُس زمانے میں دُنیا میں سب سے زیادہ زرخیز ملک تھا اور ہندوستان اور مغربی ممالک کے درمیان بڑی تجارتوں کی آمد و رفت تھی، یہ تجارتیں افغانستان سے

ہو کر گزرتی تھیں، محمود نے اکثر قیمتی اسباب سے لہے ہوئے اونٹوں کا طویل سلسلہ دیکھا تھا جو ہندوستان سے فارس جاتے تھے اور اُسے تاجروں سے معلوم کیا تھا کہ ہندوستان میں دولت مند راوڑ شہر واقع ہیں، وہ جیسے ہی بادشاہ ہوا ہندوستان میں ایک مقدس جنگ (جہاد) کے لیے آمادہ ہوا اور اُسے اس ملک کے دولت مند راوڑ اور شہروں کو لوٹ لیا۔ ص ۴۲ و ۴۳

(۷) محمد غوری نومبر میں اپنی فوج کو میدان میں لایا اور اُسے اُن دولت مند شہروں کو لوٹا جہاں محمود نے پہنچ سکا تھا، صرف بنارس میں اُسے ایک ہزار مندروں سے زیادہ برباد کیا اور چار ہزار اونٹوں پر خزانہ لاد کر لے گئے۔ ص ۴۴

(۸) (افغان بادشاہوں کے وقت کی حالت) کسی شخص کی زندگی اُن خوفناک زمانوں میں محفوظ تھی کوئی شخص اس اندیشہ سے سونہ سکتا تھا کہ کہیں اُسکے سنگدل دشمن ناگہان ظاہر نہ ہوں اور اُسکے اسباب اور بچوں کو نہ لے جائیں، اس طرح ہر شخص جو نقد یا جواہرات رکھتا تھا وہ اُن کو زمین میں دفن کر دیتا تھا تاکہ بعض سپاہی اُن کو زبردستی چھین نہ لے جائیں، ہم جو اس وقت یا اس زمانہ میں رہتے ہیں مشکل سے خیال کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کھلات پٹھان بادشاہوں کے وقت میں کس قدر خطرناک تھی، ہندوؤں کے بہت سے قدیم سند برباد کر دیے گئے تھے کیونکہ نیکبخت سے نیکبخت پٹھان بھی اُن لوگوں کے لیے بیرحم تھا جو اُسکے عقیدے پر نہ تھے اور اُنکا خیال تھا کہ اُنکا فرض ہے کہ ہندوؤں کو مسلمان بنائیں اور اُن لوگوں کو مار ڈالیں جو انکی مقاومت کریں، بہت سے ذخیرہ کثرت ایسے غیر موزع چھوڑ دیئے گئے کہ غریب رعایا اپنی جان بچانے کے لئے جنگوں میں چلی گئی۔ ص ۴۵

(۹) قطب الدین بھپن میں غلام تھا، اُس زمانے کے مسلمانوں میں لڑائی کے قیدی

فہمندون کے غلام ہو جاتے تھے اور دور دراز ملکوں میں فروخت کر دیے جاتے تھے، اور مجبور کیے جاتے تھے کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور چونکہ وہ اپنے ملک اور اپنے لوگوں سے دور ہو جاتے تھے اسلئے وہ مالک کے خاندان کو اور اُسکے عزیزوں کو اسطرح دیکھتے تھے جس طرح کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو دیکھتے تھے اور اُن کے دُعا دار ہو جاتے تھے۔

(۱۰) قطب الدین افسروں کے لئے نہایت مہربان اور سخی تھا، لیکن اُس نے ہندوں کے ساتھ نہایت بیرحمی کا سلوک کیا، اُس نے پچیس ہندو مندروں کے پتھروں سے ایک بڑا مینار دلی میں بنایا۔

(۱۱) مارسیڈن صاحب جہان افغان بادشاہوں کے مظالم دکھاتے ہیں یہاں تک کہ وہ افغان بادشاہوں کے سب سے زیادہ علم پرور مہربان بادشاہ فیروز شاہ تغلق کی نسبت لکھتے ہیں کہ فیروز شاہ تمام چٹھان بادشاہوں میں سب سے بہتر تھا اُس نے تقریباً چالیس برس تک سلطنت کی، اُس نے شریکین اور نہرین بنائیں، مسافر خانے اور عربی اور فارسی کے مدارس قائم کیے، اُس نے رعایا کے ساتھ بادشاہان سابق کے نسبت مہربانی کا برتاؤ کیا، مگر وہ ہندوؤں کے لئے نہایت سنگدل تھا، جنھوں نے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا، اور اُس نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ اُس کا فرض ہے کہ وہ ہندوؤں کی عبادت گاہیں برباد کر کے اُن کے ویرانوں میں اسلامی مساجد تیار کرے۔

(۱۲) جہانگیر کے حالات کا عنوان یہ ہے ”عیش پرست شہزادی جہانگیر“۔

(۱۳) اکبر کے انتظامی حالات کا ذکر کر کے اُسکی عظمت اُن بیوقوف اہل امی القاف میں گھٹائی ہے، اکبر کی خواہش اکبر کا قانون تھا، اُس نے وہ کیا جو اُسکے دل نے چاہا،

اوسکے مانوق کوئی طاقت نہ تھی لیکن انگلش گورنمنٹ میں انگلنڈ اور ہندوستان دونوں ملکوں میں قانون ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے اور جسکی ہر شخص کو اطاعت کرنی چاہیے، بادشاہ انگلستان اوس سے زیادہ قانون نہیں توڑ سکتا جتنا ایک غریب فقیر ص ۷۷

(۴) (اوزنگ زیب) آٹھویں برس شاہجہان مرگیا، دو برس کے بعد

اوزنگ زیب نے ان تمام ہندو اور عیسائی نوکروں کو بھڑک کر دیا جو بادشاہان سابق کے وقت سے مامور تھے اور انکی جگہ مسلمانوں کو مقرر کیا، اکبر نے بہت سے راجپوتوں کو اپنی خدمت میں رکھا تھا اور ان پر مہربان تھا، راجپوتوں نے اکبر کو محبوب رکھا اوسکے لیے لڑنے اور ایک عظیم الشان حکومت کے قائم کرنے میں اوسکی امداد کی، برخلاف اسکے راجپوتوں نے اوزنگ زیب سے نفرت کی، اور انھوں نے اور ہندوؤں کی دوسری قوموں نے اوسکی خلاف اوس سے لڑائی کی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اوس عمارت کی انیٹ سے انیٹ بجادی جسکو اکبر نے تعمیر کیا تھا، اوسنے ہندو مذہب کو نفرت سے دیکھا اور بارہ برس کے مندروں کو منہدم کیا اور بجا ریوں کو قتل کر ڈالا اور دہان کے بتوں کو اپنے محل میں بٹھا لایا جہاں وہ دروازے پر زمین میں اس طرح ڈال دیے کہ کوئی شخص بغیر اونکو پا مال کیے اوزنگ زیب کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا، اوس نے بہت سے دیگر مقامات میں ہندوؤں کے گھر جلا دیے اور ان کے پھل دار درخت کاٹ ڈالے اور گایوں کو ذبح کر کے انکی عبادت گاہوں کو ناپاک کر دیا، اوسنے ہندوؤں کو گھوڑوں، ہانھیوں، پالکیوں پر سوار ہونے سے روک دیا، وہ صرف پیدل چلتے تھے، اوسنے ایک سے زیادہ مرتبہ قابل نفرت جزیہ یعنی مذہب کا ٹیکس جاری کیا جو اکبر کے وقت سے موقوف تھا، باشندگان دہلی اس کے محل کے پاس اسلئے گئے کہ اوس سے عرض کریں کہ ٹیکس اونسے

اٹھالیا جائے اور اپنی گریہ و زاری سے اسکے کانوں کو بھر دیا، مگر اوس پر غضب بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے ہاتھی باہر لائے جائیں اور انکو اوس بکیں بھڑیر پر ڈرایا جائے جس سے بہت سے مر گئے اور بہت سے زخمی ہوئے، پھر وہ مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا، ہندوؤں کے ساتھ تقریباً ایسی بُری طرح سے براؤ کیا، جس طرح چھاؤں کے خوفناک زمانہ میں کیا گیا تھا اور راجپوتوں نے شمال میں اور مرہٹوں نے جنوب میں اپنی خود سرسلطنتیں قائم کر لیں، جو دھپور کے راجہ نے شہنشاہ کو لکھا اور کہا کہ اگر حضور راون کتابوں کو پڑھتے ہیں جبکو تمام لوگ مقدس کہتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ خداتمام بنی نوع انسان کا خدا ہے نہ صرف مسلمانوں کا خدا، حضور اپنی مسجدوں میں خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ہندو اپنے مندروں میں، آپ کے پردادا اکبر تمام آدمیوں پر مہربان تھے خواہ وہ یہودی ہوں یا عیسائی، مسلمان ہوں یا ہندو، اسی طرح پہلے کے دو شہنشاہ تھے یعنی آپ کے دادا اور والد بزرگوار لیکن حضور اپنی ہندو رعایا کو پامال کر رہے ہیں، اوزنگ زیب ایک عمدہ بادشاہ ہو سکتا تھا اگر اوسکی تمام رعایا مسلمان اور اوس خاص فرقہ کی ہوتی جو سنی کہلاتا ہے، اوزنگ زیب ایک روکھا اور سخت سرد دل آدمی تھا، وہ شریف اور سخی نہ تھا، اوس سے بہت سے آدمی ڈرتے تھے اوس سے کسی نے محبت نہ کی یہاں تک کہ خود اوسکے بیٹے حقیقت اوس سے خوف کھاتے تھے،

(صفحہ ۸۰، ۸۱، ۸۲)

مارسٹن ہسٹری سے مسلمان کس قدر آزرده ہیں اسکا قیاس اس سے ہو سکتا ہے کہ شعبہ صحیح کے قیام کا جب ابتداء اعلان کیا گیا تو اطراف ہندوستان سے متعدد اصحاب نے سب سے پہلے اسی کتاب کی طرف توجہ دلائی، مارسٹن ہسٹری کے

علاوہ اللہ آباد میں مٹرکولیشن میں ڈیلا فوس صاحب کی ہٹسری ہے جسکا صرف ایک مقام ہم آپ کو سنائے دیتے ہیں، اسلام بنفسہ اپنی تعلیم اور اپنے مذہب میں شامل کرنے میں بڑھ مذہب کے بالکل مخالف ہے۔

پیروان بودہ کو اپنے مذہب کی اشاعت میں صلح کن طریقوں سے کام لینے اور غیر مذہب والوں کے ساتھ نرمی کا طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، برخلاف اسکے مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ غیر مذہب والوں کے ساتھ جنگ کریں اور اگر ضرورت پڑے تو اپنے عقیدے کو تلوار کی نوک سے منوانے پر مجبور کریں، ایک ایسا مذہب جیسا کہ اسلام ہے مشتعل اور خونخوار عربوں کے طبائع کے بالکل مناسب تھا جنھوں نے نہایت شوق و ذوق کے ساتھ اس مذہب کو آغوش میں لیا اور وہ اپنے پیغمبر کے ارشاد کے پورا کرنے کے شوق میں دنیا کو فوج کرنے اور مذہب پھیلانے کے لیے اپنے مذہب کے سفید جھنڈوں کے نیچے قرب و جوار کے ممالک میں جوق جوق اُمنڈ آئے (ص ۶۶)

ان تمام غلطیوں کا انتخاب مضمون کی صورت میں کیا گیا اور جولائی ۱۹۰۷ء کے تمام اسلامی اخبارات میں شائع کرا یا گیا، جسکے ساتھ ان سے یہ درخواست بھی کی گئی تھی کہ وہ یونیورسٹی سے اس کتاب کے خارج کرنے کی تحریک کریں -

تمام اسلامی اخبارات کے عموماً وطن اور مہمیاہ اخبار کے خصوصاً ہم مشکور ہیں کہ ادھون نے اپنے خاص مضامین کے ذریعہ سے یونیورسٹی کو اس طرف توجہ دلائی بلکہ ناشکری ہوگی اگر ہم بعض ہندو اخباروں کے اڈیٹورن کا شکریہ نہ ادا کریں کہ ادھون نے بھی اس تحریک کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی، بعض انگریزی اخباروں نے بھی مسرت توجہ کی لیکن ان مضامین سے یونیورسٹی پر کوئی اثر نہیں پڑا اس لیے خاص کوشش کی

ضرورت ہوئی، چنانچہ اس سلسلہ میں پہلے مارسیڈن صاحب کی ہنٹری کے متعلق جسٹس صاحب الہ آباد یونیورسٹی کو ایک یادداشت بھیجی گئی اور اس کے اخراج کی تحریک کی گئی، صاحب موصوف نے سررشتہ ڈاکٹر صاحب صوبجات متحدہ کو اس باب میں جو کچھ لکھا اور جو اباشعبہ کے دفتر میں بھی بھیجا گیا وہ حسب ذیل ہے،

نمبر (۲۳۴۷) ۲۸ - اگست ۱۹۷۷ء از اجلاس ایم جی وے کول صاحب - ایم اے۔ جسٹس ایوینیورسٹی آلہ آباد نام ڈاکٹر سررشتہ تعلیم صوبجات متحدہ، " حسب ہدایت سندھیکٹ کمیٹی یونیورسٹی ہزار پورٹ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۷۷ء منجانب شمس العلماء لاہوری نعمانی بھیجا ہوں، جس میں یہ درخواست کی گئی ہے کہ تاریخ ہندوستان مولفہ مسٹر اے۔ مارسیڈن لصاب کورس ٹل کلاس سے بالکل خارج کر دی جائے بجائے اس کے تاریخ ہندوستان مولفہ ایف ڈیلافوس بعد چند ترمیمات کے داخل کیا جائے، لہذا آپ سے استدعا کی جاتی ہے کہ مندرجہ بالا مضمون پر رپورٹ کریں،

یونیورسٹی نے اس یادداشت کی اطلاع خود مصنف کو یعنی مارسیڈن صاحب کو بھی دی کیونکہ وہ اتفاق سے اس وقت ہندوستان میں تھے، انھوں نے نہ صرف خط و کتابت سے اس مسئلہ کو طر کرنا چاہا بلکہ خود لکھنؤ آنے کی زحمت گوارا کی اور شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی سے زبانی حسب یادداشت پیش کردہ یونیورسٹی وعدہ کیا کہ وہ اپنی تاریخ سے قابل اعتراض مقامات کو خارج کر دیں گے، کلکتہ پہنچ کر اپریل ۱۹۷۷ء میں انھوں نے حسب ذیل خط لکھا -

(یکم اپریل از کلکتہ) مائی ڈیر مولوی صاحب، میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا، اس تحریر کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان میں میرا زمانہ قیام قریب ختم ہے،

بس ایک ہفتہ اور کلکتہ میں رہنا باقی ہے، قبل روانگی مجھے اپنی تاریخ کے طبع ثانی کا نظام کرنا چاہیے، یہاں کے چلے جانے کے بعد عمدہ طریقے سے اسکا انجام دینا نہایت مشکل ہوگا، میں آپ سے حسب ذیل عنایت کا خواستگار ہوں،

(۱) مسٹر ڈی لافوس ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن کو اس مضمون کا خط لکھئے

کہ چونکہ مسٹر اریڈن نے طبع ثانی میں اپنی تاریخ سے اُن چند سطور کا نکال دینا منظور کر لیا ہے اسلئے اب کتاب سے مجھے کچھ تعرض نہیں ہے اور اس لیے میں اپنا وہ خط جو او کی تاریخ کے متعلق آپ کو لکھا ہے واپس لیتا ہوں،

(۲) ایک انگریزی اور ایک اردو کتاب میں حاشیہ میں اُن اصلاحات کو

جو آپ کرانا چاہتے ہیں، میرے پاس بھیج دیجیے، میں آپ کی قیمتی ہدایات کی پوری تعمیل کروں گا، میرا پتہ سرورق پر لکھا ہوا ہے، میں ہوں آپ کا مخلص لے۔ اریڈن

اسکے بعد شعبہ نے ۱۲ اپریل ۱۸۸۷ء کو جناب ڈائرکٹر صاحب الہ آباد کو حسب ذیل

خط لکھا،

جناب من ! مسٹر اریڈن کے خط کی نقل آپ کی آگاہی اور معائنہ کیلئے

منسلک ہے، وہ اپنی تاریخ ہند سے چند فقرے نکال دینے کے متعلق جو قابل اعتراض

ہیں میرے خیالات معلوم کرنے کے خواہشمند ہیں، بات یہ ہے کہ کتاب کے اوس

حصہ کا عام لہجہ جمہین مسلمانوں کی تاریخ سے بحث ہے نسبتاً غیر منصفانہ ہے اور اسکا

تو کچھ کہنا ہی نہیں ہے کہ کتاب میں بہت سے واقعات غلط بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب کے پہلے حصہ میں جمہین ہندوؤں کا ذکر ہے کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی

جس سے اونکے قومی حساس کو گزند پہونچے مگر اسکی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ کتاب مذکور کی

اُردو الیف ترجمہ میں ایک ہندو خلیفین کا نام بھی شامل ہے، محمد بن ایجو کشیش کانفرنس نے ایک سب کمیٹی اس غرض سے قائم کی ہے کہ صوبہ آگرہ واودہ میں جو کتابیں اسکول میں داخل نصاب کیجائیں وہ اونکی جانچ پڑتال کرے، اسکے سکریٹری مسٹر آفتاب احمد خان لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور کمیٹی کے زیر غور ہے اور اسکا نتیجہ غریب شایع کیا جائیگا، بہر حال اگر مسٹر مارسیڈن قابل اعتراض فقروں کے نکال دینے اور ان غلط بیانات کی جو اوسمیں پائی جائیں تصحیح کر دینے کا وعدہ کرتے ہیں تو مجھے نظر ثانی کردہ کتاب کی اشاعت و استعمال میں کچھ عذر نہوگا۔

اس خط کے جواب میں ۱۰ جولائی ۱۹۱۷ء کو شعبہ کے نام ڈائریکٹر صاحب الہ آباد کا حسب ذیل جواب نمبری (۱۷۸۰) آیا

منجانب آنریبل مسٹر سی ایف ڈیلا فوس ایم۔ اے ڈائریکٹر صنیعہ تعلیمات۔
حاضرہ صوبہ متحدہ۔

بخدمت جناب مولوی سید سلیمان صاحب سکریٹری صنیعہ تعلیمات
تاریخ اسلامی۔

جناب من۔ بحوالہ خط شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مورخہ ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۷ء، میں آپ کو اس امر سے مطلع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں کہ مسٹر مارسیڈن کے اوس خط کی نقل حسین انھوں نے اپنی تاریخ ہند سے قابل اعتراض فقروں کے نکال دینے کا وعدہ کیا ہے اور جسے آپ نے منسلک کرنا لکھا ہے۔
ابھی تک ہمارے آفس میں نہیں پہونچی،

بہر حال ہدایتہ بیان تک طر ہو چکا ہے جس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ اگر

چند سال تک اس قسم کی کوششیں رہیں تو یونیورسٹیاں اس قسم کی کتابوں سے پاک ہو سکتی ہیں لیکن بڑی مشکل ایک اور ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض کتابیں ایسی ہیں جنہیں کوئی بات بظاہر قابل اعتراض نہیں، لیکن کتاب کاٹوں اور لہجہ ایسا ہو جس سے کہیں تو متحیر اور کمین تحتیر سمجھی جاتی ہے ان کتابوں کا کیا علاج ہے؟ بالفرض اگر مسلمانوں کی چیخ پکار سے یہ کتابیں یونیورسٹیاں اس وقت نکال دیں تو آئندہ کے لیے حکم کیا اطمینان ہو سکتا ہے کہ اس قسم کی کتابیں دوسرے سال پھر نہ داخل کر دی جائیں گی؟ نیز اور چند مشکلات قابل ذکر ہیں اول یہ کہ غیر مسلمان یونیورسٹی کے مختلف صیغوں میں بھرے ہوئے ہیں اور انھیں کی تالیفات داخل نصاب ہوتی رہتی ہیں، یہ کتابیں عام طور سے ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ان کا نمونہ آپ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے۔

اس کے علاوہ ہم آپ کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک تاریخ کے مرتب کرنے میں بغیر کسی اعتراض کے دوسروں کی قومی و مذہبی تحقیر کے ساتھ اپنے مناقب قومی و مذہبی کے ذکر کے کس کس قسم کے مواقع مل سکتے ہیں۔

اللہ آباد یونیورسٹی میں دو کتابیں داخل ہیں، پہلی کتاب مینول جغرافیہ ہو جو کرسچین لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا کی تصنیف ہو، عیسائیوں کا قومی حیثیت سے ہندوستان میں کوئی پابندی نہیں ہے، اب آپ بغور دیکھیں کہ ایک عیسائی سوسائٹی جغرافیہ کے مباحث میں جس سے قوم و مذہب کو کوئی تعلق نہیں کس طریقہ سے دوسری قوموں کے مقابلہ میں اپنی عظمت مسلمان اور ہندو بچوں کے دل میں قائم کرتی ہے، اس

کتاب کے حسب ذیل فکرون پر غور کرو۔ یہودیت، عیسائیت، اسلام سکھاتا ہی کہ خدا ایک ایسی ذات ہے جس نے انسان پر اپنے آپ کو خود ظاہر کیا ہے، یہودیت عہد عتیق پر مبنی ہے، عیسائیت عہد عتیق کو تسلیم کرتی ہے لیکن اس کے ساتھ عہد جدید کا بھی اضافہ کرتی ہے، اور وہ خدا کے اوس کامل الہام پر مشتمل ہے جسکو اس نے ایک انسان میں اور عیسیٰ مسیح کے کامون میں آدمیوں پر ظاہر کیا ہے، اسلام قرآن پر مبنی ہے، عیسائیت سب سے زیادہ دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کا مذہب ہے (صفحہ ۴۳)

حضرات! ایسی یونیورسٹی کو جسے ہندو، مسلمان، اور عیسائی سب کے ساتھ یکساں تعلق ہے، کیا حق ہے کہ چند مذاہب کے ذکر کے موقع پر کسی خاص مذہب کی نسبت اتنے تعظیمی الفاظ کا اضافہ کرے، اس کے بعد سوسائٹی کے جبرانیہ میں لکھا ہے: ہر مذہب کے پیروں کی تحسین کے بعد معلوم نہیں ہو سکتی تھیں یہ ہے عیسائیت (۴۷) کروڑوں یہود اسی لاکھ، اسلام انیس کروڑ، ہندو بیس کروڑ، بودہ بیس کروڑ اسی لاکھ اور دیگر مذاہب تیس کروڑ چالیس لاکھ (صفحہ ۴۷)

اس فقرے میں کسی مذہب پر ناجائز حماہ نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ نہیں کروڑ ہندو اور تینتالیس کروڑ عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی صرف انیس کروڑ تعداد کیا ان کی تحقیر نہیں ہے اور تحقیر نہ تو کیا خلاف واقع نہیں ہے؟

ہم فرض کرتے ہیں کہ ہندوستان میں صرف چھ کروڑ مسلمان ہیں، چین میں کم از کم چار کروڑ ہیں، میلشیا میں کم از کم چار کروڑ ہیں، ایران میں کم از کم ایک کروڑ، افغانستان میں کم از کم ایک کروڑ، روس میں کم از کم تین کروڑ، مصر میں ایک کروڑ، ترکی و عرب و شام میں تین کروڑ، افریقہ میں کم از کم چھ کروڑ، مختلف جزائر و ممالک یورپ جیسے آسٹریا

بلیکریا، یونان، کرمیٹ وغیرہ و امریکیہ میں ایک کروڑ مجموعہ تقریباً تین کروڑ ہے، ایک اور جگہ بھی ہندوستان کے تمام مذاہب کے متعلق دو دو لفظ لکھ کر حسبِ میل تفصیل درج کر دی ہے،

عیسائیت اب ہندوستان کے مختلف حصوں میں ترقی کر رہی ہے، یہاں پر مسٹنٹ مشنری ٹرنیکو سار پر پرنسپلہ سے شروع ہوئی اب ہندوستان میں قریب قریب تیس لاکھ کے عیسائی ہیں اور ان کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی ہے، انہیں تقریباً ایک لاکھ مسٹنٹ اور باقی رو من کیتھولک اور شامی عیسائی ہیں، کئی صدیوں سے شامی عیسائی جنوبی اور مغربی سواحل پر آباد ہیں۔“ ص ۵۷

یہ سب کو معلوم ہے کہ چین میں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے، لیکن سوسائٹی کی نظر میں چین میں مذہبی مردم شماری کے ذکر کے موقع پر اسلام کے ذکر کی ضرورت نہیں لیکن عیسائیت جو ابھی وہاں بالکل اجنبی ہے اس کے ذکر کی ضرورت ہے،

دوسری کتاب جسکا میں اس وقت حوالہ دینا چاہتا ہوں وہ ڈیش چندر کی تاریخ ہے اس میں گو کسی مذہب و قوم کو برا نہیں کہا گیا لیکن ہندو عہد میں ہندوؤں کے دور ترقی کا اس مبالغہ کے ساتھ اس میں ذکر کیا گیا ہے اور ان کے علوم و فنون اور تمدن کی تصویر اس طرح کھینچی ہے جسکو دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ اس قوم کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قوم نہیں پیش کیا جاسکتی،

ہمارے مسلمان اہل قلم کو جو یونیورسٹیوں سے تعلق ہیں، اسکی طرف اول تو کوئی توجہ نہیں، دوسرے اگر کسی نے کوئی تاریخ لکھی بھی تو محاسن عہد اسلام اس کے قلم سے نہیں نکلتے، مثلاً عبدالکریم بی۔ اے۔ کی ہسٹری پیش نظر ہے جو کلکتہ یونیورسٹی میں داخل ہے، ایک اور مشکل یہ ہے کہ انگریزی اور اردو کے سوا کورس کی جو کتابیں

مرہٹی اور ہندی وغیرہ دوسری زبانوں میں پڑھائی جاتی ہیں اور انکی اصلاح کی کیا صورت ہے؟ مرہٹی زبان میں جو کورس ہے اس میں عالمگیری کی عزت شرافت تک پر حملہ کیا گیا ہے مالک متوسطہ کے مقامات جیلپور و ساگر وغیرہ میں ہندی کی پستکین جاری ہیں جنکو ہندو مسلمان سب پڑھتے ہیں، ایک ہندی پستک حصہ سوم صفحہ ۲۸ سطر ۵ و ۵ میں ہے ”مسلمانوں نے اپنا دھرم تلوار کے زور سے پھیلایا“ کیا ایک عام یونیورسٹی کی کتب نصاب میں کسی مذہب کے متعلق ایسے الفاظ مناسب ہیں؟

اس موقع پر یونیورسٹی سے دو باتیں قابل سوال ہیں، مذہب اسلام کی جو حقیقت انگریزی تاریخی کورس میں ظاہر کی جاتی ہے اسکی ضرورت یوں پڑتی ہے کہ اسلامی عہد کے ذکر میں افغان فاتحین کا ذکر آتا ہے، افغانوں کے ذکر کے ساتھ مصنفین یونیورسٹی کو یہ بتانا پڑتا ہے کہ ان کا مذہب کیا تھا اور یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ ان اقوام میں اس قدر شجاعت کیوں ہے؟

ناچار ان دونوں کا جواب دینا پڑتا ہے کہ ان کا مذہب اسلام تھا، جسکے یہ اوصاف ہیں اور انکی شجاعت اس خونخوار مذہب کا اثر ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر قوم کے ذکر کے موقع پر اوسط مذہب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ضروری ہے تو ہندو عہد میں ہندوؤں کی مذہبی تعلیمات کا اور انگلش عہد کی ابتدا میں عیسائیت کی تاریخ کیوں نہیں بیان کی جاتی، اور اگر فاتحہ قوم کے مذہب کا ذکر ضروری نہیں تو پھر خواہ مخواہ صرف مسلمانوں کے سر پر یہ احسان کیوں ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ ہر قوم میں بھلائیوں اور برائیوں دونوں ہوتی ہیں تاریخ کا فائدہ یہ ہے کہ اسکو دیکھ کر اور سن کر انسان اس سے فائدہ حاصل کرے،

مسلمانوں کے عہد کی صرف بُرائیاں جن لینا اور بھلائی مان چھوڑ دینا انصاف کا کہاں تک مقتضایہ ہے اور اس سے اسکو لون کے بچوں کو بجز اس بات کے کہ مسلمانوں کی بُرائیوں کے واقعات اذہر ہو جائیں اور کس قسم کا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟

ان تمام امور کی تفصیل کے بعد مشکلات بالا کے حل کرنے کی حسبِ میل تجویزین پیش کی جاتی ہیں،

(۱) سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اربابِ قلم کو توجہ دلانا چاہیے کہ وہ ہندوستان کی ایک ایسی اسلامی تاریخ لکھیں جو یونیورسٹی کورس میں داخل کرائی جائے، اور بغرض ترغیباً سب قسم کی تاریخ لکھنے والوں کے لیے انعام مقرر کیا جائے،

(۲) چونکہ یونیورسٹی کی تعلیم نے عام طور سے ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے متعلق نہایت کثرت سے غلط معلومات پھیلا دی ہیں اس لیے ضرورت ہے کہ ہندوستان کی ایک مفصل اور محقق تاریخ نہایت استیعاب کے ساتھ لکھی جائے اور وہ شعبہ کی طرف سے شائع کی جائے،

(۳) ہر صوبہ میں مسلمانوں کو اپنی اپنی یونیورسٹی کی کتبِ نصاب کی نگرانی کی طرف توجہ دلائی جائے،

اس صیفہ کی رپورٹ کے بعد شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی کی وہ بیش بہا تقریر شروع ہوئی جو دارالعلوم کی ضرورت پر آپ نے کی تھی اور حسین آپ نے کافی طور سے دارالعلوم کے مقاصد و اغراض پر روشنی ڈالی اور اسکی ضرورت کو بہت خوبی سے ظاہر فرمایا تھا، اس موقع پر ہم وہ تقریر درج کرتے ہیں -

تقریریں علما مولانا شبلی نعمانی

نداغم این کہ سر رشته در کجا بندست کہ آہ من بکشیدن نمی شود آخر
حضرات میں اس موضوع پر صرت آج ہی نہیں کھڑا ہوا ہوں، بلکہ کہنے کو کئی بار
کہ چکا ہوں، لیکن یا تو لوگوں کا دل نہیں تقایا یہ سے زبان نہیں تھی اس لیے مجھے غالب کا
یہ شعر کہنا پڑا ہے کہ ۵ یارب وہ نہ سمجھیں ہیں نہ سمجھیں گے مری بات نہ دے اور دل انکو
جو نہ دے تجھ کو زبان اور نہ حضرات مسئلہ اولین یہ ہو بلکہ مقدم مسئلہ یہ ہے کہ آپ اتنے
دور دراز مقامات سے جو بلائے گئے ہیں، آپ کو جو یہ تکلیف دی گئی ہے، آیا کسی ضروری
کام کے لیے آیا حقیقت میں کوئی ضروری چیز ہے یا جس طرح ایک شخص کے گھر پر تقریب
ہوتی ہے یا شادی ہوتی ہے تو وہ اسکی ضرورت خاص ہے، اگر وہ اپنے احباب اور
دوستوں کو بلاتا ہے اور لوگ اسکی خاطر سے چلے آتے ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ جو کہ وہ کوئی
ضرورت عام نہیں ہے، کیا اس حیثیت سے آپ صاحبان تشریف لائے ہیں۔

حضرات اس وقت قوم کو اتنی ضرورتیں پیش ہیں، اس قدر قوم مختلف مصائب
میں گرفتار ہو رہی ہے کہ اگر وہ اپنا وقت اپنا مال اپنا روپیہ اسی طرح سے ہر ایک کام پر
ضائع کیا کرے تو قوم بالکل برباد ہو جائیگی اور اوسمیں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اتنے
مصارف کثیر کے لیے روپیہ لائے نہ اسکا وقت اتنا ازان ہے کہ جسے وہ ضائع کر سکے،
ہمارے ایک شاعر نے کہا ہے ۵ فکر معاش ذکرِ تباہ یادِ قحطان نہ دو دن کی زندگی
میں بھلا کیا کرے کوئی نہ اس لیے سب سے پہلے ہمارے حاضرین آؤ میسر کیا کم ہونا چاہیے

اگر خود کل مسلمان مطالبہ کریں کہ تم جو اتراتے ہو اور نام دنیا کے لوگوں کے سامنے اعلان کرتے ہو کہ ندوہ ایک ضروری شے ہے، ندوہ حقیقت میں ایک ضروری شے ہے یا نہیں۔

اب حضرات اس بات کا زمانہ نہیں رہا کہ لیڈر لوگ قبلو جامع بنالین اور جو کچھ وہ کہہ دیں آپ اوسکو تسلیم کر لیا کریں وہ زمانہ نہیں رہا ہے کہ چند سربراہ اور دکان قوم (خواہ کسی حیثیت سے وہ ممتاز ہو گئے ہوں) علانیہ نام لوگوں سے کہتے ہیں کہ آؤ یہ ایک بہت ضروری چیز ہے، اور غریب انھیں بند کیے ہوئے اونکے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں اب زمانہ یہ ہے کہ خود جو لوگ کسی قوم کے ہیں اور جو عام پبلک ہے وہ خود نصیحتیں اس بات کا کریں کہ ہم سے لوگ کیا کہتے ہیں اور ہمیں کس راستے پر لیے آتے ہیں، اوس سے بہتر کون زمانہ پیدا ہو سکیگا، عمر فاروق کے زمانہ سے بہتر کون سا زمانہ ہو سکتا ہے، جبکہ اونھوں نے ایک موقع پر کہا کہ اگر میں خلافت شریعت کو لگا تو تم میرا کیا کرو گے، تو ایک بدو کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ میں تجھے سیدھا کر دوں گا، یہ کوئی قدر نہیں ہے کہ آپ خود اس بات کا فیصلہ نہیں کرتے آپ کو خود فیصلہ کرنا چاہیے کہ ندوہ حقیقت میں ضروری شے ہے یا نہیں ہے، اگر نہیں ہے تو یہاں اتنے اجاب ہیں اتنے بزرگ ہیں اتنے اہل دین ہیں آپ کو قطعی فیصلہ کرنا چاہیے حقیقت میں اس سے زیادہ انوسناک اور کوئی بات نہیں، ہیکو مسلم لیگ کا کام ہے، ہیکو یونیورسٹی کا کام ہے، ہیکو علی گڑھ کالج کا کام ہے اور ہیکو بیچا پن کام ہیں، اس لیے پہلے سب سے زیادہ مقدم کام یہ ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے نہایت صحیح منطق سے اور نہایت صحیح فلسفہ سے اور نہایت صحیح فیانگ سے اس بات کا فیصلہ کریں کہ ندوہ حقیقت میں کوئی چیز قوم کے لیے ضروری ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو صاف علیحدہ کرنا چاہیے کسی کی پروا نہیں کرنا چاہیے کسی کا اجارہ نہیں ہو کوئی دو شانہ رشتہ نہیں ہے یہ

قومی معاملہ ہو اور اگر حقیقت میں ضروری چیز ہے تو زیادہ توجہ اور زیادہ لطافت کے ساتھ آپ کا عمل ہونا چاہیے، نہ اس طرح کہ آپ بذریعہ دعوت اور باصرار اور مجبر بلائے جائیں۔ اس فیصلہ کے لیے زندہ کوئی ضروری شے ہو یا نہیں، سب سے پہلے ہمکہ یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہماری تمام نوعیت کا ہماری تمام ضرورتوں کا ہماری تمام زندگی کا اور ہمارے تمام خیالات کا محور اصلی کیا ہے؟ کیا محور ہے کہ جسکے گرد ہم گردش کر رہے ہیں؟ جب تک ایک مرکز یا مقصد نہ قائم کر لیا جاوے کسی چیز کے ضروری یا غیر ضروری ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، ہر ایک قوم نے دنیا میں اپنا ایک محور قرار دیا ہے اور ایک منصوبہ قرار دیا ہے اسکے گرد دورا کر رہے ہیں، ایک نظام شمسی افعال میں بھی جاری ہے، جس طرح نظام شمسی بھی آفتاب ہے اسکے گرد گرتھارے ستارے حرکت کرتے ہیں اور اسکی طرف جذب ہوتے رہتے ہیں اور اسکی طرف مائل ہیں، اسی طرح انسان کی حرکات ارادات جذبات اور تمام اغراض کا ہمیشہ شخص میں ایک نظام ہوا کرتا ہو، ایک محور ہوا کرتا ہے جسکے گرد اسکے تمام خواہشات اور جذبات پھر کرتے ہیں، اسوقت ہمارا محور کیا ہے ہمارے تمام افعال اور ارادے کیا ہیں؟ مثلاً یورپ ہے اسنے اپنا محور قومیت قرار دیا ہے، نیشن کو یعنی یورپین ہونے کو، جو شخص یورپین ہے اون کے نزدیک اسکے حقوق دفعتاً بالاتر ہو جاتے ہیں بہ نسبت اون تمام لوگوں کے جو یورپین نہیں ہیں، یورپ کا ایک جاہل گروہ ایک اُجڑا ایک بدتر سے بدتر فرد اونکے نزدیک ہم تمام شریفین سے شریف شخصوں سے اور ذات والے انسانوں سے اور اعلیٰ نسب لوگوں سے زیادہ رتبہ اور حق رکھتا ہے، کیونکہ اس لیے کہ اونکا محور اونکا مرکز خیال قومیت ہے، اسلیے یہاں یہ قومیت پائی جائیگی وہاں اونکی تمام محبت، ہمدردی، جوش اور سب چیزیں اسکے گرد پیدا ہو جائیں گی اور اگر یہ محور نہیں ہے تو تمام چیزیں اس سے ہٹ جائیں گی۔

لیکن اب سوال یہ ہو کہ ہمارا محور اب کیا ہے، آیا جسطرح سے یورپ کا محور قومیت ہے؟ یا جسطرح سے پارسیوں کا محور او کی نسل اور اولکھا مجموعی ہونا ہے؟ اور کسی اور قوم نے جس نے کہ جغرافیہ اور زمین کی رو سے اپنا محور قرار دیا ہے جو کسی خاص ملک کے رہنے والے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ جو اوس زمین سے پیدا ہوا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اوس کے ہیں اور ہمارے عام جذبات اوس سے متعلق ہیں آیا یہی ہمارا محور ہے، آپ فیصلہ کریں گے کہ ہماری قومیت ہماری نیشن ہمارا وجود نہ نسل ہے نہ ملک ہے نہ زمین ہے، ہماری ہستی ہمارا وجود کل کا کل مذہب اور فقط مذہب ہے (چیرز) آپ اس بات کا خیال فرما سکتے ہیں اور آپ جان سکتے ہیں کہ ایک شخص جو کہ آج اس وقت تک چار ہے اور جو بدترین فرد ہے ہندوستان میں نہ خود ہمارے نزدیک نہیں خود او کی قوم کے نزدیک یعنی ہندو لوگوں کے نزدیک اچھوت ہے شدر ہے اوسکو مطلقاً اجازت نہیں ہے، اعلیٰ سوسائٹی میں بیٹھنے کی اگر اوس کے کان میں علم کی آواز پہونچے تو اوس کے کان میں سیسہ پلادینا چاہیے، اگر وہ چاڑھ اڑفل ترین خلق آپ لوگوں کے سامنے یہ کہدے کہ لا الہ الا محمد الرسول اللہ تو کچھ فرق باقی نہیں رہتا ہے ہم میں اور اوس میں (چیرز) اگر مسجد میں نماز کی جماعت ہو اور وہ چار صفتیں جا کر کھڑا ہو تو کوئی حق پہونچ سکتا ہے اس صدر کو یا کسی سلطان کو کہ وہ کئے کہ وہ تو چار ہے اور میں سلطان ہوں (چیرز) تو جب ہماری قومیت ہمارا وجود ہماری نیشن کل کی کل مذہب ہے تو ہمارا محور ہمارا مرکز گردش فقط مذہب ہے فقط دین ہے (در کوئی چیز نہیں) (مرجبا) جو شخص اس سے زیادہ کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے وہ جاہل ہے، اس بات کے تسلیم کرنے کے بعد کہ ہمارا مرکز خیال ہمارا مذہب ہے اب ہم کو یہ غور کرنا ہے کہ اس وقت ہم مذہب کے لیے ہندوستان میں کیا کر رہے ہیں جس چیز پر ہماری تمام زندگی موقوف ہے

اوسکے لیے ہم کیا کر رہے ہیں؟

حضرات غور کیجیے یہ خیال کرنے کی بات ہے یہ معترضہ جملہ عرض کرتا ہوں ہمیشہ کام لینے والوں کو دنیا کی اس بات کو ماننا چاہیے اور اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اول کس چیز سے کام لینا چاہیے اور انکو دیکھ لینا چاہیے کہ خود ایسی اشیاء میں کہاں تک مادہ اور گرمی اور قوت فاعلیہ موجود ہے اوس چیز کے متحرکات کو اور اوسکے جوش کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ چیز فوراً ابل پڑے گی اور فوراً مشتعل ہو جائیگی تمام چیزوں میں ایک مخفی جوتہ ہوتا ہے لیکن ابھر ہوا نہیں ہوتا اوسکو اگر ابھار دے گے تو ابھر جائیگا، لیکن اگر جوہر نہیں ہو تو کتنی ہی تدبیریں کیا وین کتنا ہی زور ڈالا جاوے وہ مشتعل نہیں ہوگا اور نہ ابھرے گا، مسلمانوں میں غور کر کے دیکھ لو انہیں بہت قومیت کے جذبات کو پیدا کیا گیا تعلیم کے بہت کچھ جذبات پیدا کیے گئے تمام چیزوں کی طرف انکو مائل کیا گیا، انکے جذبات کو منعطف کیا گیا، بلکہ بہت جگہ ہمارے مسلمان خود مصر میں جان سے ہمارے صداہب تشریف لائے ہیں وہاں وطنیت کی فیلنگ کو پیدا کرنا چاہتے ہیں، ایک گردہ یعنی میشن پارٹی پیدا ہوا ہے، آیا یہ جذبات ہم میں آسانی سے مشتعل ہو سکتے ہیں سخت کامیاب ہوئی ہے اور ہوگی، ہماری جومیشن ہے ہمارا جو وجود ہے، اوسی جذبہ کو حرکت میں لانے سے کام نہ لے گا، اوسی جذبہ سے کام لینا ہے، اوسی کو گرانے سے ہم کام دیکھیں گے، اور ہمارے پرزے متحرک ہو جائیں گے۔

اب یہ غور کرنا ہے کہ بقائے مذہب کے متعلق ہم مسلمان اس موجودہ حالت میں کیا کر رہے ہیں۔

حضرات! اسلام پر ایک مدت مدید گزری ہے اسلام نے ہر قسم کا زمانہ پایا ہے

اور ہر قسم کے دور اس پر گزرے ہیں، ہماری پچھلی تاریخ ہمارے لیے ایک ایسا نمونہ ہے کہ
 فقر و دولت میں افلاس اور فغا کی حالت میں حکومت اور حکومت بھی ہر قسم کے تجربے
 ہمارے اسلام کے موجود ہیں، ہم کسی حالت میں ہوں ہمارے لیے ایک شمع ہریت
 موجود ہے مگر ہم اس کو اختیار کریں تو ہم بے شبہ تمام کاموں میں کامیاب رہیں گے،
 ہمارے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور نہیں گزرا ہے جو فقط حکومت اور غلویت
 کا دور ہے جبکہ جو کچھ مقتضی تھا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی تلقین فرمائی، وہ ایسے گروہ
 کے لیے مناسب ہے جو انہیں حالات میں ہو، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ
 زمانہ نہیں پایا جبکہ وہ خود بادشاہ ہوتے اور ان کی کوئی رعایا ہوتی، اس لیے انہیں
 کے احکام اس قسم کی ضروریات سے خالی ہیں۔ اب میں اصل مسئلہ کو چھیڑتا ہوں،
 عملاً دیکھتا ہوں کہ گزشتہ زمانے میں دو قسم کا دور اسلام پر گزر چکا ہے۔

ایک وہ زمانہ ہے کہ ۱۳ برس تک جناب رسول اکرم صلعم مکہ معظمہ میں تشریف
 رکھتے ہیں ایسی مظلومیت کی حالت میں ہیں کہ ناز پر ہنا ممکن نہیں، گھر سے نکلنا ممکن نہیں
 وعظ کے لیے کھڑے ہوتے تو کافر تھمارتے، ان کو زخمی کرتے ہیں جس جگہ آپ وعظ
 دیتے ہیں ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ جھوٹ کہہ رہا ہے، جو لوگ آپ پر ایمان لانا
 چاہتے ہیں ان کو گرم بالو پر لٹایا جاتا ہے، اون پر گرم پتھر رکھا جاتا ہے اور سنگسار کیا
 جاتا ہے اور ان سے فرمائش کی جاتی ہے کہ ولات - عزاء، وہ کہتا ہے - احدا - احدا -

احدا - (خدا - خدا - خدا)

اور ایک وہ زمانہ گزرا ہے کہ جناب رسول اکرم کی ہدایتیں ہمارے لیے اس دور
 کے مناسب موجود ہیں اور ہم ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر اسکے ساتھ جناب رسول اکرم

صلعم نے جو کچھ سکھایا تھا فقط پیروی میں تخیلات میں نہ تھے بلکہ عملاً دنیا کو ایک نمونہ دکھلا
 دینا تھا، خود اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی خدا نے گزارا جو دوسرا پہلو ہے زندگی کا یعنی
 حاکم ہو کر رہنا غالب ہو کر بادشاہ بن کر مدینہ منورہ میں واپس آئے، فتح مکہ نصیب معنی
 وہ رکش جنھوں نے کیا کیا ستایا تھا، مغلوب ہو گئے، دب گئے، وہ دور پیش آیا کہ مالو جنھوں
 نے سختی سے مجبور کیا تھا کہ آپ مکہ مکرمہ شریف لے جائیں مدینہ منورہ کو یا وہ زمانہ آیا
 کہ دس ہزار صحابہ آپ کے ساتھ میں شان و شوکت سے مکہ منظم میں داخل ہوتے ہیں اُتوت
 خود حضور کی آنکھیں آبدیدہ ہو جاتی ہیں کہ میں کس حالت سے نکلا تھا اور کس حالت میں
 واپس آیا، اس وقت آپ حرم محترم کے چوکھٹ پر کھڑے ہیں اور انھیں کافروں کو جنھوں
 نے جسم نبوی کو آزار پہنچایا تھا اور ستایا تھا آنحضرت ان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں
 اے لوگو تم جانتے ہو کہ میں آج تم سے کیا برتاؤ کروں گا اور بھی تم سے کیا کرنے والا ہوں
 اب ان سے استغفا ہے کہ کچھ خبر ہے کہ آج میں تم سے کس طرح پیش آؤں گا، وہ لوگ بھی
 نباض تھے، سمجھتے تھے رسول اللہ کے اخلاق و عادات سب پر ظاہر ہو چکے تھے کسی نے
 کہا اے محمد تو شریف اور ہمارا بھائی ہے تو شریف بھیتیا ہے، جن کو رسول اللہ کے بھیتیا
 ہونے کا رشتہ تھا انھوں نے کہا کہ اے محمد تو شریف بھیتیا ہے کسی نے کہا کہ تو شریف
 بھائی ہے، رسول اللہ نے فرمایا کہ تم دوست ہو جاؤ سب کو چھوڑا کسی قسم کا مواخذہ نہیں۔
 ایک یہ دور پیش آیا ہجو اسلام نے ہر دور کے موافق ہونے اور صالحین تبادلی ہیں اور
 ہم عمل کر سکتے ہیں، ہم ایسی تقلید یا مدین نہیں پڑ سکتے، ہجو اگر آپ ایسی تقلید یا مدین
 رکھنا چاہتے ہیں تو اب وہ زمانہ گزر گیا کہ خواہ آپ مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی لیڈر ہوں اب
 ہم ایسی تقلید یا مدین گرفتار نہیں ہو سکتے ہیں۔ ۷۰ برس کا جو دراز زمانہ پہلے تھا اسکی

جو ضروریات اور حالات تھے اور سپر بھی ہم قائم ہے ہیں اور اسی طرح سے ہم تمام باتوں کو ایسی سختی کے ساتھ پڑتے ہیں اور ذرا بھی اپنے لیے تغیر اختیار نہ کریں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نہ ہو جائیں گے، اس کشمکش کے زمانہ میں ناممکن ہو کہ ہم کسی کا مقابلہ کر سکیں، اس وقت ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ زمانہ کمان نکل آیا ہے ضروریات مذہب اب کیا پیدا ہو گئیں ہیں ان ضروریات مذہبی کے لیے ہمیں اب کیا سامان پیدا کرنے ہیں۔

حضرت ناراض ہونے کی بات نہیں ہے یہاں تو آپ کو یہ حق ہے کہ مجھے گردن پکڑو اگر نکلوا دیجیے، لیکن سچ کہنے پر مجھے سزا نہ دیجیے، میں کہتا ہوں کہ جب سو برس کے اندر کے زمانے کی ضرورتیں خود ہمارے مذہبی امور کے متعلق استقدر بدل گئی ہیں کہ ایک قرن کثیر کا فرق پیدا ہو گیا ہے، اور اگر ہم لوگوں کو ہمارے تمام پیشوا اسی حالت میں جاکر کرکنا چاہتے ہیں کہ جس حالت میں ہم دو سو برس پہلے تھے، ہماری تعلیم ہمارا انصاب ہماری تمام ترقیاں ہمارے تمام واقفیت السنہ اگر بالکل ابھی تک وہی قائم رکھی جاتی ہیں جو آج سے دو سو برس قبل تھیں تو کیونکر ہم مقابلہ کر سکتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ کیا ضروریات مذہب میں پیدا ہو گئی ہیں؟ امریکہ میں ایک کلیسا کافر نس ہوتی ہے وہ اعلان کرتی ہے کہ دنیا بھر میں جو مذہب حق ہو وہ آئے، ایک میدان مقابلہ ہو اگر وہ اپنے سچے مذہب کو پیش کرے جسکے مذہب میں سچائی ہوگی، ہم اسکو تسلیم کر گئے چند سال ہوئے ایک مذہبی کانفرنس امریکہ میں قائم ہوئی اسنے بہت بڑی فیاضانہ مہمانی گوارا کر کے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ حضرات عبرت کی بات ہے کہ اس امتحان کے موقع پر اس گھوڑ دوڑ میں، اس میدان مناظرے میں پارسی گئے، حالانکہ انکا مذہب مذہب دعوت نہیں ہے، انھوں نے اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کی،

ہندو گئے، جو کہ دوسرے مذہب والوں کو اپنے مذہب میں نہیں بلا سکتے، بغیر آریہ لوگوں کے، اور نہیں ایک شخص تھا، اوسے تقریر کی اوسکا لکچر میں نے اردو میں ترجمہ کر کر چھپوا دیا ہے، وہ گئے، یہودی گئے، غرض دنیا کا کوئی مذہب اور دنیا کی کوئی قوم باقی نہیں رہی جو اس میدان مناظرہ میں نہیں گئی اور جسے اعلان کے ساتھ اپنے مذہب کی آزادی اور اپنے مذہب کی خوبی نہیں بیان کی، لیکن اس کلیہ عام سے جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اگر مستثنیٰ رہے تو صرف ہمارے مسلمان بھائی، ایک داعی اور ایک واعظ اسلام کا امر کیا نہیں گیا، سہ صرف ہندوستان سے بلکہ ایران سے مصر سے، افریقہ سے، قسطنطنیہ سے کسی جگہ سے کوئی شخص ایک بھی مسلمان نہیں گیا۔

کیا فائدہ ہو اس تمام تعلیم سے جو تمام دنیا میں دی جا رہی ہے؟ کیا فخر کر سکتے ہیں ترکوں پر اس بات کا کہ وہ یورپ کے علوم و فنون جدیدہ سیکھ رہے ہیں اور بھارت میں جہاں یہ علوم و فنون جدیدہ جب انھوں نے یہ قابلیت پیدا نہیں کی کہ وہ ایک ترک کو امریکہ بھیج سکتے جو امریکہ جا کر انکی زبان میں مذہب اسلام کی تعلیم و تلقین کر سکتا کیا ہمارے علماء سکد و ش ہو سکتے ہیں اپنے اس فرض سے اپنی منطق سے اپنے جیسے سے اپنی سمجھوتوں سے کیا ہم کو مجبور و زیر کر سکتے ہیں، گزر گیا وہ زمانہ اندھیر کھانے کا اب ممکن نہیں کہ دنیا ان ضرورتوں کو محسوس نہ کر سکے، اگر ہمارے پیشوایان دین ان ضرورتوں کو رفع نہ کرینگے اور علوم و فنون جدیدہ کو نہ سیکھیں گے اور اگر ان زبانوں کو نہ حاصل کرینگے ادا اب بھی یہ قوی جاری رکھینگے۔ کُن زبانوں کا سیکھنا ناجائز ہے، تو اوکو منصب مقتضائی چھوڑ دینا چاہیئے اور علیحدہ ہو جانا چاہیئے، میں نے ایک جزوی مثال اس بات کی پیش کی ہے کہ ہماری دنیوی ضرورتیں بدل گئی ہیں اور ہلکے کمان تک

زمانے کے ساتھ منقلب ہو جانا چاہیے کیا پہلو بدلنا ہے جو کو دفعتاً زمانے کے ساتھ اور
 اور ضروریات کے ساتھ؛ ایسے مختصر اُچھے بتا رہے اور دکھا رہے کہ کیوں کرویات میں
 مذہبی ضرورتیں نئی پیدا ہو گئی ہیں، ایک یہ کہ اس بات پر تو ہم مجبور ہیں۔ گورنمنٹ
 موجودہ کے طریقہ نظام سے عام تعلیم جو گورنمنٹ نے ملک میں پھیلائی ہے ہم اس کو
 حاصل کریں، اس سے گریز کرنا اپنے آپ کو برباد کرنا ہے جن لوگوں نے ابھی تک
 اس سے گریز کیا، وہ تمام میدان مقابلے میں دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ گئے، آپ
 دیکھتے ہیں کہ وہ بنگال، جہاں سرنڈو اتھ پیدا ہوتا ہے جو ہندوستان کا سب سے بڑا سپر
 ہے، وہیں کے کسی مسلمان صاحب کو بھیجیے کہ اس کے سامنے بات نہ کہ نہیں کر سکتے ہیں
 اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ الگ ہے تعلیم عامہ مجاریہ سے جب کہ اس سے مفرا و گریز
 نہیں تو ہر گز اس کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہیے۔

اب ایک گروہ ہو گا ایسا قائم اور زندہ رکھنا ملک میں ضروری ہے یا نہیں جو مجبور
 نہ گورنمنٹ کی ملازمت پر، گورنمنٹ کی نوکریوں پر، گورنمنٹ کی ملازمت اور نوکری کی وجہ
 سے جس تعلیم پر وہ مجبور ہے وہ مجبور نہ ہو بلکہ آزاد اور حر ہو اور وہ ایسی تعلیم حاصل کرے
 کہ جو ایک طرف تو مذہب اور اس کے تمام معلومات سے پر ہو اور کامل ہو، دوسری طرف
 وہ انگریزی زبان، یورپ کے علوم و فنون کو حاصل کر سکے، آپ جانتے ہیں کہ تقسیم عمل کی
 بنا پر تمام دنیا کام کرتی ہے، انڈیا کے تقسیم عمل کا اصول ہر شے میں جاری کر رکھا
 ہے تمام انتظام عالم اس پر مبنی ہے ہم خود ایک جسم واحد ہیں، لیکن سننے کا کام کان کے
 سپرد ہے، بولنے کا کام زبان کے متعلق ہے، سب کے کام بٹے ہوئے ہیں، اصول
 تقسیم عمل پر یہ کہنا حماقت ہے کہ مختلف لوگوں کو مختلف کام حوالہ کر دینا تو توں کو پرانڈو

کرنا ہے، آپ جانتے ہیں کہ تمام چیز ایک مین جمیع کمر نایخت حماقت ہے، ہمارے جسم مین بھی یہ تقسیم عمل جاری ہے، ہاتھ اور کام کرتا ہے، دماغ اور کام کرتا ہے، زبان اور کام کرتی ہے، پاؤں اور کام کرتے ہیں، بلکہ سب علیحدہ علیحدہ کام کرتے ہیں۔ یہی تقسیم عمل اللہ پاک نے خود ہم لوگوں کو قرآن مجید مین سکھائی تھی، اللہ تعالیٰ عالم المست ہر ہمیشہ کے حالات سے جو کچھ ہمیں اور جو آئندہ ہونے والے ہیں اون سب سے واقف ہے۔

آپ خیال فرمائیے کہ جب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین ہمہ تن اسلام تھا، کوئی ضرورت صحابہ کو اور مسلمانوں کو نہ تھی فقط دین و مذہب ہی اونکی دنیاوی ضرورتوں کے لیے کافی تھا، اُن کو نہ نوکری کی حاجت تھی اور نہ ملازمت کی، اس وجہ سے کہ فتوحات ہوتی تھیں ایک طرف تو ثواب جہاد اور دوسری طرف مال غنیمت ہم خرواہم ثواب، مگر اس وقت بھی ہماری شریعت نے ہماری غیرت نے ہمارے اللہ پاک نے یہ حکم نہیں دیا کہ تمام جہان صحابہ ہو، سب فقیہ بن جائیں، سب مفسر بن جائیں سب واعظ بن جائیں، سب مولوی ہو جائیں یہ نہیں تھا، اللہ پاک نے فرمایا، تمام گروہ مین سے ایک گروہ تجویز ہونا چاہیے کہ جسکا کام ہے فقط حاصل کرنا مذہب مین جسکی خدمت ہو اور بالمعروف کرنا و بنی المنکر جو تمام قوم کے لیے بمنزلہ دل و بمنزلہ دماغ ہو یہ فرقہ کہیں ہے آج، کیا آپ اس دعوے کے پیش کرنے سے کہ آپ بوجہ دنیوی ضرورتوں کے اور بوجہ فکر معاش کے انگریزی تعلیم اور گورنمنٹ کی تعلیم پر مجبور ہیں، اس لحاظ سے آپ اس فرض سے بھی سبکدوش ہونا چاہتے ہیں کہ ۵۰ کروڑ سے زائد مسلمانوں کی آبادی ہو اور مین وہ فرقہ جسکا اللہ پاک نے ذکر کیا نہ موجود ہے اور اگر وہ باقی نہ رہا تو کیا ہمارا محمد آئندہ باقی رہ سکتا ہے؟

حضرت جو لوگ جانتے ہیں وہ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے ہیں ان کو جانا چاہیے کہ ہمارے یہاں فرض کی اللہ پاک نے دو قسمیں بیان کی ہیں ہماری شریعت میں فرض کی دو قسمیں ہیں فرض عین و فرض کفایہ، فرض عین تو وہ ہے جو ہر شخص پر فرض ہے اور آپ کے ادا کرنے سے میرا فرض ادا نہیں ہوتا اور میرے ادا کرنے سے آپ کا فرض ادا نہیں ہو سکتا ظہر کی نماز کے لیے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ آپ میری طرف سے پڑھ لیں لیکن ایک فرض کفایہ ہوتا ہے، فرض کفایہ وہ ہے کہ اگر محلہ بھر میں ایک شخص نے اس فرض کو ادا کر دیا تو سب سب کو خوش ہو سکتے ہیں سب کو دشی میں تو یہ آسانی ہے لیکن مواخذے میں سب کے سب دہرے جاتے ہیں، وہ تنہا ہی گنہگار نہیں ہے بلکہ شہر کا ایک ایک فرد گنہگار بلکہ شہر کے دس ہزار کے دس ہزار آدمی گنہگار ہیں، ثواب پانے میں وہ ایک شخص اور عذاب کے پانے میں وہ سب کے سب گرفتار ہیں، اب ایک فرقہ ایسا پیدا ہونا چاہیے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے جو ہادی دین ہو، یہ ایک فرض عینی نہیں ہے کہ ہر ایک پر فرض ہو ہر مسلمان پر واجب آئے چاہے عالم ہو یا محدث بلکہ فرض کفایہ ہے، یعنی اگر مرد مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ اپنی ہی قوت سے اپنی ہی ہر قسم کی اعانت سے اپنی ہی ہر قسم کی حاجتوں سے اس ایک فرقہ کو ہندوستان میں اور جہاں جہاں مسلمان ہوں باقی رکھیں، جو اس خدمت کو انجام دین، مجھ سے ہمیشہ یہ سوال کیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ مسئلہ لائسنس طلباء اندوہ کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ جو ندوہ سے پڑھ کر نکلتے ہیں کہاں جانینگے اور کیا کریں گے اور کہاں سے کھائیں گے؟ یہ ہمارے اوپر ایک بار ہے ایک بوجہ ہر ہم اسے کیونکر برداشت کریں گے، معاف کیجیے یہ اون سے پوچھنے کی بات ہر یا تم بختون کے پوچھنے کی بات ہے، اب تم سے یہ سوال ہے کہ ایسے گروہ کا پیدا کرنا اس کی اعانت اور اس کا زندہ رکھنا

تھارا فرض ہے یا نہیں؛ کیا یہی اصول تمام یورپ میں جاری نہیں ہے اور فیلو سوفی کے
 تمام اصول خود ان قوموں میں جاری نہیں ہیں جو بیدار ہیں جو وعظہ کہتے ہیں اور تمام دنیا
 میں تعلیم پھیلاتے ہیں؟ قوم خود انکی مدد کرتی ہے، کیا وہ گورنمنٹ سے روپیہ یا تنخواہ مانگتے
 ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، کوئی شخص نہیں تباہا کہ گورنمنٹ ان باتوں میں مدد دیتی ہو،
 آپ کو معلوم ہے کہ مذہب کا جو فنڈ انگلستان میں ہوا اور جو مذہبی ضروریات میں خرچ کیا
 جاتا ہے اسکی اقل سے اقل تعداد سالانہ دو کروڑ ہے جس میں ایک بیسہ بھی گورنمنٹ کا نہیں
 ہے بلکہ قوم کا ہے، کیا تم کو یہ دعویٰ ہے کہ تم دینیوی ترقی میں آزادی خیال میں اور وسعت
 مشرب میں جرمن اور انگلستان سے بڑھ گئے یا بڑھ جانا چاہتے ہو؟ اگر یہ نہیں ہو تو یہ سوال
 معنا خود آپکی طرف اولٹتا ہے، کہ تم خود کتنے بخیل، کتنے شقی اور کتنے کودن ہو، یہ ہم سے سوال
 کرنے کی بات ہے یا تم سے اس لحاظ سے اس مسئلہ کو بالکل پس انداز کرنا چاہیے، یہ کہنا غلط
 ہے کہ ہر شخص جو عضو معطل ہو وہ اسی طرح فکر معاش کرے جیسا کہ وہ گروہ جو کام کرنا چاہتا ہو،
 اسکو مطمئن کرنا اور اسکو اپنی ضروریات سے آزاد کرنا یہ تمھارا فرض ہے، ہندوؤں نے برہمنوں
 کے ساتھ کیا کیا، اونھوں نے برہمنوں کا ایک فرقہ بنایا یا برہمن کوئی ذات نہیں تھی، ہندوؤں
 نے اس قدر عمدہ تقسیم کی تھی کہ میں بتا رہا ہوں انکے اس مسلک پر، اونھوں نے اپنے
 لیے ایک گروہ برہمنوں کا پیدا کیا اسی اصول تقسیم عمل کی بنا پر ایک گروہ قوم میں وہ ہے جو
 نہ زمینداری کرے اور نہ جائیداد پیدا کرے نہ تجارت کرے نہ صنعت و حرفت پیدا کرے، بلکہ
 ایک عضو معطل جو تمام کاموں سے رہا ہوا آزاد رہے، مگر وہ تمام علوم کی حفاظت کرے تمام
 مراسم مذہبی کی حفاظت کرے تمام اخلاق قوم کی حفاظت کرے اسکا نام اونھوں نے برہمن
 رکھا، مگر وہ اس بات کو جانتے تھے کہ ایسا گروہ یقیناً باقی نہیں رہ سکتا جب تک کہ قوم کی طرف سے

کوئی احترام نہ کیا جائے، یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ادبھون نے برہمنوں کا کمان تک احترام کیا،
 اونکے بیان حکم ہے کہ اگر برہمن کسی شخص سے کدے کہ مجھے کھانا دو اور وہ نہ دے تو پھر
 اوسکی نجات کا کوئی طریقہ نہیں ہے وہ پانی ہے وہ نجسا نہیں جاسکتا، ایک بٹے سے بڑا
 بادشاہ دربرج سے بڑا راجہ برہمن کے پاس آکر اوسکے پاؤں پر سر رکھتا ہے اور فخر کرتا ہے
 اس بات پر کہ اوسنے ایک برہمن کے پاؤں پر سر رکھا، کیونکہ اس وقت وہ ایک ایسی محدث
 انجام دے رہا ہے جو محتاج ہے اس بات کی کہ وہ تمام افکار و مشاغل سے آزاد رہے،
 اسی بنا پر یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے کہ ایک چھوٹا سا گروہ قوم میں ہو، یہ نہیں کہا جاتا کہ ہزار
 دو ہزار چار ہزار یا پچاس ہزار ایک کنول کا پھول پوری گڑبھا کو روشن کر سکتا ہے، ایک
 شخص واحد تمام دنیا کو زندہ کر سکتا ہے اگر قوم میں دو چار اوس شخص ایسے عالم موجود ہوں
 ہادیان دین زمانے کی ٹھیک ضرورتوں کے موافق جیسا کہ زمانے نے ہر زمانے میں پیدا
 کیے ہیں جیسی ضرورت ہوئی ایک زمانے میں حضرت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ
 ابن عمر پیدا ہوئے جب ضرورت ہوئی اون کے قائم مقام امام غزالی اور شاہ ولی اللہ پیدا
 ہوئے۔ ان لوگوں کے معلومات بھی ان کے علوم بھی انکے خیالات بھی اگر آپ کھیں گے
 تو بڑا فرق پائینگے، امام رازی تمام فلسفہ چھانے بیٹھے ہیں تمام فلاسفی کے نکات سے واقف
 ہیں، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ تابعین ہمارے حضرت امام بخاری اور امام مسلم جو پیشوایان دین
 ہوئے ہیں وہ فلسفہ و منطق اوسے بہتر جانتے تھے، نہیں اوس زمانے میں اوسکی ضرورت تھی
 لیکن جب ضرورت پیش آئی تو اودھین پیشوایان دین کو فلاسفی پڑھنی پڑی اور محقق بننا پڑا،
 غرض اس سوال کو ہمیشہ کے لیے قلب سے مٹا دینا چاہیے، لیکن اب دوسری ذمہ داری عائد
 ہوتی ہو اوس دوسرے گروہ پر، میں نے جی کھول کر آپ لوگوں کو گالیاں دی ہیں، لیکن

جھکو اسی ٹارلین اور فیاضی کے ساتھ اب خود بھی گالیان کھانے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے
 سوال یہ ہے کہ ہمارا جو گروہ اس وقت ہادی دین ہے جو پیشوا ہے تمام قوم کا اور لیڈر ہے
 ہمارے مذہب کا وہ اس وقت کی موجودہ دینی ضرورتوں کو کس قدر انجام دے رہا ہے؟
 پہلا یہ سوال ہے کہ آیا یہ ضرورت ہے یا نہیں کہ اگر امر کیہ ہو بلانے کے کہ اوہماری
 زبان میں ہو کہو ہدایت کرو تو آیا ہو کہو اوہ کی زبان سیکھنا ضرور ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیا
 وجہ ہے؟ اللہ پاک نے انبیاء کو بھیجا ہے تو کہتا ہے کہ میں نبیوں کو بھیجا کرتا ہوں اسی قوم
 کی زبان پر کیا ضرورت ہے اس قوم کی زبان دانی کی پیغمبروں کو وہ کوئی اور زبان بولے
 اور وہ کوئی اور ملبسانہ و قومہ کی کیا ضرورت ہے؟ آیا اس بات کی ضرورت ہے یا نہیں کہ
 جاپان یہ کہے کہ میں تشنہ لب ہوں مذہب میں میں سنتا ہوں کہ مذہب اسلام نہایت اچھی
 چیز ہے، مگر یہ بتلائیے کہ مذہب اسلام ہے کیا ہو تو کیا ہم اسے یہ فرمائش کر سکیں گے کہ آپ پہلے
 اُردو سیکھیے تب ہم بتائیں گے حضرات میرا ذاتی علم ہے میں ممبئی میں ایک پارسی کو جانتا ہوں
 کہ جسے سنی سنائی چند باتیں اسلام کی سنی تھیں کچھ انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا اس نے دیکھا تھا،
 اس نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے اچھی طرح سے سمجھاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ میں اُردو نہیں جانتا انگریزی
 زبان میں مجھ سے بولو تو میں سمجھ جاؤں گا، جب لوگ دسکو نہ سمجھا سکے تو اس نے قرآن مجید اپنے
 ہاتھ میں لیا اور کہا کہ اے خدا میں نہیں جانتا کہ اس میں تو نے کیا کہا ہے مگر جو کچھ تو نے کہا ہے
 میں گول گول اوسپر ایمان لاتا ہوں، اب کیا اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ایسے عالم پیدا
 ہوں جو غیر زبانوں سے واقف ہوں، کیا ابھی تک یہ موقع باقی ہے کہ ہم نفرت کریں اور
 اپنے یہاں انگریزی نہ آئے دین۔

دوسری ضرورت یہ ہے کہ ہمارے مذہب پر سیکڑوں پہلوؤں سے سیکڑوں کوٹوں سے

محلے ہو رہے ہیں ہمارا مذہب برباد کیا جا رہا ہے کن کن طریقوں سے براہ راست نہیں اسنے
 کا گھاؤ چندان کاری نہیں ہوتا پہلوؤں سے کروٹوں سے اگر کوئی عیسائی ایک کتاب مذہب
 کے رد میں لکھے تو مسلمان آسانی سے کہیں گے کہ یہ مذہب کا رد ہے اسکو عیسائی نے لکھا ہے
 میں اسکو نہیں پڑھوں گا لیکن اگر وہ تاریخ لکھتا ہے تو کیا کوئی شخص اس بات پر بدگمانی کر سکتا ہے
 کہ وہ تاریخ ہے؟ تاریخ میں کوئی بات نہیں ہے، ہر زبان ہر قوم کی تاریخ پڑھنی چاہیے،
 اب وہ تاریخ اسلام کو پڑھتا ہے، وہ سرولیم میور صاحب کی لائف آف محمد پڑھتا ہے، اب
 اس کتاب میں اندراندر جو ہر نفی ہو، جو سم قائل سریت کر رہا ہے اس کے پڑھنے والے کو خبر
 نہیں ہوتی اور ہر اندر اندر دوڑ جاتا ہے، اسکا کیا علاج ہے؟ آیا ہمارے علماء اسکو پڑھتے
 ہیں اور اس سے واقف ہیں یا نہیں اگر واقف ہیں تو کسی سے اونہوں نے فراموش کی ہو
 کہ خیر تم ترجمہ ہی کر کے دو ہم اسکا جواب لکھیں گے، ایک عظیم الشان ٹریجر جو دوسری زبانوں میں
 پیدا ہو گیا ہے، اسلام کو تباہ کرنے والا برباد کرنے والا، کیا آپ اسکو اس طرح پڑھا سکتے ہیں
 یعنی تاریخ اسلام کا ہم نے کیا مقابلہ کیا ہے، حضرات مجھے حیرت ہوتی ہے اور عجیب طرح کا
 میرے دل میں قرح پیدا ہوتا ہے آزرہ دہلوی کا شعر ہے وہ کہتے ہیں ۵

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھانہ کوئی کچھ ہوے گرتو یہی اندقد ہار لے

حضرات اس وقت تک جو کچھ اسلام کی خدمت کی ہے غیر قوموں کے سامنے وہ
 ہمارے علمائے نہیں کی ہے ہم نے نہیں کی ہو مولویوں نے نہیں کی ہے ہم مختار بندگان
 نے نہیں کی ہے بلکہ ان لوگوں نے کی ہے جو داڑھی منڈواتے ہیں، امیر علی نے کی ہے جو
 بالکل داڑھی منڈا ہے جسکو میں صورتاً عیسائی سمجھتا ہوں، اسنے ایک کتاب سپرٹ آف اسلام
 لکھی ہو، اس کتاب کو پڑھ کر عیسائیوں اور ایرانیوں نے بھی سلام کی وقعت اور تعریف کی ہے،

سرسید احمد خان نے خطبات احمدیہ جو انھوں نے انگلستان میں رکھ رکھی ہوا اس میں انھوں نے خاص خدمت انجام دی ہوا اسکا اثر جو کچھ انگریزوں میں پھیلا وہ کیا اثر ہے آپ خود اسکو سمجھ سکتے ہیں، یہ کس قدر امنوسناک بات ہے کہ وہ فرائض اور خدمات جو ہمارے ہین کا سر ہم سے چھین کر یہ زندان قدم خوار پی لین، اسکے مقابلہ میں میں آپ کو عملی باتیں دکھاؤں گا کہ یہ ندوہ ہے جسپر ہم فخر کرتے ہین اور جسکی ہم عزت کرتے ہین ہر جگہ اسکے پھیلانے والے اسکے داعی اسکے مدد دینے والے چندہ کر کے درپے ترقی کے تمام تحریکوں کو پیدا کرنے والے کون ہین یہی انگریزی خوان ہین، ہم علما کیا کرتے ہین ہم کفر کا فتویٰ دیدیتے ہین اور کہتے ہین کہ جو شخص ندوہ میں شریک ہوتا ہے وہ کافر ہے ندوہ ایک لغو چیز ہے اوسمین شامل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیا کوئی علما میں ایسا باہمت ہے جو ندوہ میں کام کرنے کے لیے مصروف ہوا، خدا سلامت رکھے ہمارے چند نفوس کو مثلاً مولانا عبدالحی صاحب جو ندوہ میں خدمت مذہبی انجام دے رہے ہین، مجھے بتاؤ کہ ہندوستان میں اور کون ایسے حضرات ہین جو اس قسم کا کام کر رہے ہین، عربی کے جو بیسیوں مدرسے کانپور میں قائم ہین وہ کس نے قائم کیے ہین، سودا گردن نے دنیا داروں نے، سودا داروں نے، خیر سود کھاتے ہیں یا نہیں، انھوں نے قائم کیے ہین، کسی عالم نے نہیں قائم کیے ہین سو مدرسہ دیوبند کے جسپر ہم فخر کرتے ہین اسکو مولانا قاسم مرحوم نے قائم کیا تھا، علاوہ اسکے کوئی مدرسہ کسی عالم نے قائم نہیں کیا انھین دنیا داروں نے قائم کیا ہے وہی کام کرتے ہین اور کسی عالم کو بلا کر نوکر رکھ لیتے ہین، خیر اب سوال یہ ہو کہ یہ خدمتین اگر ضروری ہین تو ہم انکو کہاں تک انجام دے سکتے ہین، اب اس پہلو کو چھوڑو ایک دوسرا پہلو زبردست آپ کے لیے رہنے کا یہ ہو کہ ہماری گورنمنٹ انگریزی سے جو تعلقات مذہبی ہین جن مسائل کا

گورنمنٹ سے تعلق ہوا دن کے متعلق نہایت اشد ضرورت ہے کہ قوم کو یہ بتنا ہونی چاہیے کہ ہمارے پیشوایان دین اس کام میں ہاتھ ڈالیں، سوال یہ ہے کہ فرض کیجئے ایک جماعتی مسئلہ وقف علی الاولاد کا ہے، بہت سے مقدمات عدالت میں غلط فیصل ہو جاتے ہیں اونکے متعلق نوٹس لینا ہمارے علما کا کام ہو، کیا کوئی عالم جانتا ہے کہ کیا کیا نظائر انیکوٹ میں ہوتے ہیں اونکو کچھ علم ہے کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے جس زمانہ میں کہ تعطیل میں مقرر ہوئی تھیں، گورنمنٹ کے تمام احکامات سے ایسے بے خبر تھے ایسی عدم واقفیت ایسی عدم اطلاع، ایسی گونشیں کیا یہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں جو اس قدر خاص کام ہے، اب ان حالات کے لحاظ سے فقط یہ سوال ہے کہ آیا مذہبی پہلو کے اعتبار سے قوم کو ایک مذہبی مرکز کی ایک مذہبی سنٹر کی ایک مذہبی مرجع عام کی ضرورت ہے یا نہیں؟ کوئی شخص اس سے انکار کر سکتا ہو؟ حضرت میں خود ہی اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ندوہ نے بھی ان فرائض کو انجام نہیں دیا ہے اگر دیا ہے تو نہایت کم لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی چیز مرجع ہو سکتی ہے جو سنٹر قرار دیا جا سکتا ہو تو وہ ندوہ ہے، اس میں آپ جلدی نہ کیجئے غور سے سن لیجئے ہر کام میں دو عمل ہیں دو ڈگریاں ہیں دو درجہ ہیں تھیں ہی اور پرنکٹس، خیال یا ارادہ اور عمل اول ارادہ اسکے بعد عمل یہ ایک فی ہونی اور بدیہی بات ہے کہ ہر جماعت علمائے ندوہ کے کسی جماعت نے یہ آواز دس یا سولہ برس پہلے نہیں بلند کی کہ ہکو ایک جدید نصاب کی ضرورت ہے ہکو ایک نئے کورس کی ضرورت ہے ہکو اصلاح کی ضرورت ہے دن تمام طرائق تعلیم میں ندوہ کا جتنا اثر پھر ہے ندوہ کی جتنی روکروا دین ہیں آپ اونکو اٹھا کر پڑھ لیجئے مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواری اور مولوی عبدالحق صاحب دہلوی نے کہ جو ہمارے علمائے ندوہ میں شریک ہیں اونہوں نے شروع سے

برابر انھیں ضرورتوں کو تسلیم کر لیا ہے۔

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ انھیں ضرورتوں کی احساس کی بنا پر ادھون نے انگریزی زبان کو نصاب تعلیم ندرہ مین داخل کیا، اگرچہ اسکی سخت مانعت ہوئی اتنی شدید مخالفت ہوئی کہ ایک بزرگ جھون نے اپنی جائداد صہ ماہواری کی ندرہ پر وقف کی تھی ادھون نے اسے دینے سے انکار کر دیا، جب مین نے خط لکھا تو ادھون نے جواب دیا کہ اسمین انگریزی داخل کی گئی ہے، اس واسطے مین اسمین مدرہنیں دیسکتا، چنانچہ ادھون نے اپنے زمانہ اخیر تک نہیں دیا، لیکن اب مل رہا ہے، اسقدر مخالفتیں پیش آئیں دنیا دار لوگوں کی طرف سے نہیں بلکہ خود دیناروں کی طرف سے، مگر باوجود اسکے ہمارے علمائے ندرہ نے برداشت کیا اور اس معاملہ کو قبول کیا، انکو تعجب ہوگا کہ ہمارے یہ علمائے انجیل الرحمن صاحب جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ایک منکشف زاہد ہیں، مگر جب وقت انگریزی داخل کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ بھی تشریف رکھتے تھے، اگر میرا حافظہ غلط نہیں ہو تو (۵۵ برس کی عمر کی وجہ سے) تو مجھے یاد ہے کہ آپ نے کمالاً اس سے اتفاق کیا تھا اور کہا تھا کہ بیشک انگریزی زبان داخل ہونی چاہیے، صرف یہی نہیں بلکہ جب دو بار دوسرے جلسے میں لکھنؤ میں یہ بات پیش ہوئی کہ بجائے غیر ضروری اور غیر لازمی ہونے کے انگریزی لازمی اور کپسری کر دینی چاہیے تو اس وقت بھی آپ نے شرکت کی اور تائید کی۔

اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو ارادہ اور خیال ہے وہ تو قطعاً ندرہ مین پیدا ہو گیا، اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے علماء انگریزی زبان میں اور انگریزی علوم و فنون پر آمادہ ہیں وہ بے تعصب ہیں یعنی آپ کو معلوم ہے کہ دو سال قبل ہمارے ندرہ مین یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ اس بات کا انتظام کیا جاوے کہ علوم و فنون جدیدہ بھی داخل کئے جائیں

اور ہمارے طلباء خاص علوم و فنون کو سیکھیں۔

حضرت آپ کو معلوم ہو کہ فزیکل سائنس جو ہر اوسکی کئی ایک کتابیں مصر میں عربی میں ترجمہ ہوئی ہیں اوسمیں ایک کتاب ہے دروس الاولیہ وہ تصنیف جو ایک عورت کی وہ ہمارے ندوہ کے نصاب میں داخل درس کر دی گئی ہے مگر دوا یہ ہے کہ آج پانچ برس سے داخل نصاب ہے لیکن صاحبو ہم میں کوئی اوسکا پڑھانے والا نہیں ہے وہ عربی زبان میں ہے اور عورت کی تصنیف ہے مگر ہمارے رجال کبار اوسکو پڑھانہیں سکتے اس بنا پر یہ راسے ہوئی کہ اب اوسکو چھوڑ کر کیا طریقہ اختیار کیا جاوے، دو سال ہوئے کہ ایک جلسہ قائم کیا گیا اوسمیں بھی ہمارے بیشتر تشکشفین شریک تھے اور موجود اذخون نے یہ تجویز منظور کی کہ پندرہ پندرہ میں بیس روپے ماہوار کے وظیفے دیے جائیں اور ہمارے یہاں کے طلباء (یعنی ندوہ کے) علی گڑھ کے کالج میں جاوین اور وہاں قیام کر کے پروفیسر ضیاء الدین سے یا کسی شخص سے جو پڑھانے پر آمادہ ہو اس علم کو حاصل کریں، دیکھیے ہماری اس بے تقصیبی کو اور داد دیجیے کہ کوئی گروہ کوئی مدرسہ عربی کا اس بات پر راضی ہو سکتا ہو کہ وہ اپنے لڑکوں کو علی گڑھ بھیجتا اور اپنے پاس سے وظیفہ دیکر علوم پڑھاتا تو بہر حال ہم نے یہ دورہ طے کر لیا، ہمارے علما خود مستعد اور آمادہ ہیں اس تجویز کے قبول کرنے پر، مگر بات یہ ہے کہ ہم نے یہ کام نہیں کیا ہم لوگ طریقہ عمل سے واقف نہیں تھے اسلئے ہم کامیابی کے ساتھ نہ کر سکے مگر ہم ڈھونڈ رہے ہیں اور زمانہ ہیکو لیجا رہا ہے۔

دوسری خدمت آپ دیکھتے ہیں اون باتوں سے جو گورنمنٹ سے متعلق ہیں، اونکے متعلق نوٹس لینا اور اونکی خبر رکھنا اور اونسے واقفیت پیدا کرنا، اسکو ندوہ کس حد تک کر رہا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ وقف الی الاولاد کا مسئلہ اوسکو آپ ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں

آپ نے ایک آرتی سی بات سن لی ہوگی کہ ایک فقہ کا مسئلہ پر یومی کونسل نے خراب کر دیا تھا
 اوسکی ربا صلح ہو جائیگی، میں کہتا ہوں کہ وقف علی الاولاد کا مسئلہ وہ ہے کہ جب یہ مسلمانوں کے
 ہزاروں لاکھوں خاندانوں کی بربادی اوس سے ٹل سکتی ہے اگر وہ کامیاب ہو جائے،
 ایک طرف ہو جائے اور دوسری طرف وقف علی الاولاد کا مسئلہ، مسئلہ وقف علی الاولاد
 کے یہ معنی ہیں کہ اگر ایک شخص اپنی جائداد کی نسبت یہ کہلائے کہ یہ جائداد میرے ہی خاندان
 میں باقیامت باقی ہے، بجز اسکے کہ جب کوئی نسل باقی نہ رہے تو اس وقت فقہ کو مل جائے
 تو یہ وقف صحیح ہوگا مثلاً وہ جائداد منتقل نہیں ہو سکتی کوئی فروخت نہیں کر سکتا اور کوئی
 خاندان کا آدمی اسکو گرو نہیں رکھ سکتا ہمیشہ کے لیے وہ جائداد محفوظ ہو جاتی ہے، ایسا
 عموماً قانون ہے ایسا مسئلہ ضروری ہے جس پر قوم کی بقا موقوف ہے غلطی سے پر یومی
 کونسل والوں نے نہیں سمجھا ہے، ہم کہتے ہیں کہ جیسا کہ ہمارے حضرت صدر نے فرمایا ہے
 کہ بہت سے مسلمانوں پر یورپ کے لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ نیک نیتی سے کرتے ہیں،
 وہ بد نیتی سے نہیں کرتے، وقف ایک خیراتی چیز ہے، وقف کے
 معنی ہیں خیرات کرنے کے اسکے کیا معنی ہیں کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو خیرات دیتا ہے
 اپنی اولاد کو خیرات کرتا ہے، پر یومی کونسل نے اپنی نظیر میں یہ لکھا تھا کہ متعین اعظم کی نسبت
 یہ قیاس کرنا بیجا ہوگا کہ وہ یہ حکم دیتے ہیں کہ ایک چیز ایک ہاتھ سے ملے اور دوسرے ہاتھ
 سے ملے، وقف کے یہ معنی قرار دینا غلط ہے جو وہ دیتے ہیں کہ وقف گھر ہی میں رہا،
 گھر کمان گیا کچھ پیسے، صدر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ہونہیں سکتا کہ اگر نیری قوم اس
 بات کے سمجھنے سے قاصر ہو، کہ خیرات اپنی اولاد اپنی خاندان اپنی قوم کو دمی جاسکتی ہے،
 ابھی تک کوئی اس نقطہ کو نہیں سمجھا کہ خیرات کے ہم سب متفق ہیں ہماری ذات بھی ہمارے ہماری

اولاد بھی، خیر یہ ایک مسئلہ دقیق ہے لیکن عرض یہ ہے کہ اتنا بڑا عظیم الشان مسئلہ جس پر کسی جماعت نے کسی سوسائٹی نے کسی گروہ علمائے توجہ نہیں کیا ہمارے ندوہ نے اس کام کو اٹھایا، اس طرح سے نہیں اٹھایا کہ جسطرح ہم دوسرے کاموں کو اٹھاتے ہیں کہ بس ایک ریزولیوشن پاس کر دیا اور اسکو چھ کر دیا اور چھو منتر کر کے مس کر دیا اور وہ اکسیرین گیا اس طرح نہیں بلکہ ایک کنٹیشن پیدا کر دیا، کوئی انجمن ہندوستان کی باقی نہیں رہی جس میں ریزولیوشن پاس نہیں ہوئے اس امر کے متعلق، اور صوبہ کے گورنمنٹ و افسر کے کی خدمت میں بھیجے گئے ہوں اور اس رپورٹ کا انگریزی میں بھی ترجمہ کر دیا گیا تھا، ہر جگہ سے دستخط کرائے گئے اور میموئیل بھجوائے گئے، ایک عام شور مچا دیا تمام ہندوستان میں جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک قانون بنا اور ستر جینانے اسکو پیش کیا، تمام ممبران کو نسل نے باوجود اسکے کہ ہندو معبر بھی تھے نہایت زور کے ساتھ اسکی موافقت کی اور ستر ستر ہزار نے بھی اسکی تائید کی، یہ وقف کا مسئلہ ہے، آپ نے ابھی میرے عزیز دوست سید سلیمان کو جس نے ابتداء سے آخر تک اسی ندوہ میں تعلیم پائی ہے دیکھا ہے (لوگ کہتے ہیں کہ ندوہ نے کیا کیا؟ کچھ نہیں کیا ایک سلیمان کو پیدا کیا تو یہ کافی ہے) اور ابھی جو پورے صحیح اعلاطاریخی پڑھی ہو اسکو آپ نے سنا ہو، ایک دفعہ وہی مسئلہ کے متعلق جسکی لوگوں کو کچھ پروانہ تھی، حضرات کیا آپ نے اس بات پر غور کیا ہے کہ آپ کے ہزاروں لاکھوں بچے اور الفاظ کو مدرسوں میں پڑھتے ہیں جنکو آج آپ نے سنا اور جن کے سننے سے آپ کے دل لرز رہ گئے، ہیں اور جس پر آپ نے نفرت کے نعرے بلند کیے ہیں، (کبھی اس سے پہلے آپ نے نعرے بلند کیے تھے) سوال یہ ہے کہ جب آپ کا لہا پڑا کہ گھر میں آتا تھا تو کیا کبھی اسے شکایت کی کہ آیا ایسے نامور اور لغو الفاظ ہکو اسکول میں پڑھائے جاتے ہیں؟ آپ کا احساس مذہبی رائل ہو رہا ہے، آپ کو اس پر دنا چاہیے کہ آپ کی فلیٹنگ

آپ کے احساس مذہبی بالکل فنا ہوتے جاتے ہیں اگر جو کچھ آتا جائے آپ اس کو قبول کرتے جائیں، تو خود بالمشاء اسلام دنیا سے بالکل خارج ہو جائیگا، ندوہ کا یہی کام ہے کہ فیلنگ نہ ہی کو زندہ کرے، ندوہ کے سوائے کون سی ایسی جگہ ہے جہاں آپ ایسے روشن خیال لوگ اور انگریزی دان جمع ہوتے ہیں؛ مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ آپ کا تصور زمین انگریزی دان تو ہر جگہ جانے کو تیار ہیں، میرے دوست آئزبل آفتاب احمد خان صاحب دیوبند گئے تھے، وہاں اسپر اعترض ہوا کہ اس کو کیوں بولنے دیا، یہ خدمت کے لیے ہو ہو ہیں مگر آپ اون کو خدمتگار نہیں بناتے ہیں، اسی طرح آپسین فیلنگ خراب ہوتی جاتی ہے اور تم مردہ ہوتے جاتے ہو، مذہبی فیلنگ کو زندہ رکھو، صرف ندوہ ہی اس فیلنگ کو زندہ رکھ سکتا ہے کیونکہ اس نے اس کام کو کسی حد تک کیا ہے، وہ آپ کو نہایت فیاضی کے ساتھ مدعو کرتا ہے، اس اسٹیج پر جمہور علمائے کبار بیٹھے ہیں ایسے لوگ بھی بیٹھے ہیں جو ایک حرف نہیں جانتے، اس بنا پر آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہر سال ہر کو موقع ملتا ہے کہ ہم آپ کے ان احساسات مذہبی کو جو مر گئے ہیں اور مرتے جاتے ہیں ان پر جلا کر کے او کو نور روشن کریں، حضرت یہ شاعری نہیں، میں بے شبہ شاعر ہوں، لیکن ہر شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ میری کتاب میں شاعری سے خالی ہیں مجھ کو تمام عمر میں اگر کسی نے داؤ دی ہے اور کسی کی صلاح پر اگر میں خوش ہوا ہوں اور کسی کی باتوں سے اگر میرے دل میں جگہ ہوئی تو صرف یہی ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ شبلی کو ایک شاعر طبع شخص ہے اور اس کی فیلنگ شاعرانہ ہے مگر عالم تاریخ میں آن کر اس نے ایک شعر نہیں بانڈھا، میں جو کچھ کہ رہا ہوں وہ سخن سازی نہیں ہے، لغافل نہیں ہے، واقعات ہیں حقیقت ہے، اس لیے میں آپ کے سامنے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں میں احساس مذہبی قائم رہے

اور قوم کو جو مذہبی ضرورتیں پیش آتی ہیں اونکا کوئی پیش کرنے والا گروہ موجود ہے گورنمنٹ کے سامنے رعايا کے لیے لڑنے والا اور گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے والا تو صرف یہی مذہب ہو سکتا ہے، اگر آج نہیں ہے تو کل ہوگا اگر قابلیت ہے تو اسی میں ہے، اس بنا پر میں اصل جان کے سامنے جہاں یہ پیش کرتا ہوں کہ مذہب ایک ضروری چیز ہے قوم کے لیے ایک لازمی چیز ہے اس کے ساتھ ہی یہ کہو گا کہ اس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہمارا ایک مرکز ایسا ہو جسکی آواز تمام قوم کی آواز سمجھی جائے جس طرح کہ مسلم لیگ نے ایک جلسہ کیا کہ جسکا منشا یہ ہو کہ پولیٹکل باؤن میں اس جلسہ کی آواز تمام قوم کی آواز سمجھی جائے، اس طرح سے ہم کو ضرورت ہو کہ ہماری ایک مذہبی نفر ہو جسکی آواز تمام مسلمانوں کی آواز سمجھی جائے، اگر یہ نہیں ہو تو مذہبی امور میں آپ گورنمنٹ کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے، بلکہ یہی بات پیش آئیگی جو ہمارے دوست عزیز مرام حرم کو پیش آئی تھی اونھوں نے کہا تھا کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وقف کی نگرانی کرے اس لیے کہ اکثر وہ بیجا طوطی پرچ رہا ہے گورنمنٹ پوچھتی ہو کہ پہلے آپ ثابت کیجیے کہ یہ صرف آپ کا (مرا صاحب) خیال ہو یا دو تمام مسلمانوں کا حالانکہ اونھوں نے پرنسپل حیثیت سے نہیں بھیجا تھا مسلم لیگ کی طرف سے بھیجا تھا، مگر گورنمنٹ کو شبہ ہو کہ آیا مسلم لیگ بھی مسلمانوں کی آواز ہے یا نہیں (بحث ہونے لگی اور سلسلہ تقریر منقطع ہو گیا میری یہ عرض ہے کہ اس وقت تک اگرچہ مذہب نے کوئی ایسی قوت حاصل نہیں کی جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا تھا، اور جسکی کہ خواہش ہے لیکن پھر بھی اگر اس وقت گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے افسران کسی جماعت کے مسلمانوں کی مذہبی آواز مانتے ہیں تو وہ یہی مذہب ہے جو اس وقت اسکی دو تین مثالیں پیش کرتا ہوں۔

اولاً تو آپ کو معلوم ہے کہ مشرعیانہ جب وقف علی الاولاد کا قانون پر یو کونسل میں پیش کیا تو اونھوں نے نہایت تشریح کے ساتھ کہا (میں نے اونکی پیسج خود پڑھی)

کہ ندوۃ العلماء جو ایک ایجوکیٹڈ مولویوں کا جلسہ ہے اونکی انجمن متفق ہے اور اسے اس مسئلہ کو نہایت زور سے دکھایا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس پر متفق کیا ہے۔

دوم میرے پاس ایک مجسٹریٹ صاحب کا سرکاری خط آیا کہ میرے یہاں ایک مقدمہ پیش ہے جس میں عورت چاہتی ہے کہ لڑکی کو اپنے پاس رکھے اور شوہر چاہتا ہے کہ وہ اپنے پاس رکھے شاید دونوں میں طلاق ہو گئی تھی، نہ وہ بتائے کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے، جو کچھ میں نے اپنے ندوہ کے مولویوں سے لکھا کر بھیجا، مجسٹریٹ نے اوس کے مطابق فیصلہ کیا اور مجسٹریٹ نے شکریہ کا خط مجھے لکھا کہ وہ دونوں اس فیصلہ پر راضی ہو گئے۔

سوم میرے ہاتھ میں ڈپٹی کمشنر کا نڈو کا ایک لفافہ ہے، اونکی عدالت میں ایک بہت بڑا مہتمم باشندان جھگڑا پیش تھا، کسی مذہبی مسئلہ کے متعلق، اونھوں نے پوچھا اور یہاں سے جو جواب گیا اوس کے موافق فیصلہ کیا اور لکھا کہ میں اس پر اعتماد کرتا ہوں۔

اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری ایک مذہبی آواز ہو۔ تو ایک چیز کو اختیار کیجیے، اگر ندوہ ابھی تک آپکی مذہبی آواز نہیں ہے تو اسکو بنائیے آخر آپکو یہی بنانا ہے لیکن اگر اس سے بہتر کوئی چیز آپ کو مل جائے تو آپ اسکو اختیار کیجیے، لیکن اگر ایک چیز ایک حد تک بن چکی ہے تو اس بنا پر اسکی قدر کیجیے اور اسکو قوم کی آواز سمجھیے، اس امر کے عرض کرنے کے بعد اب مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ ندوہ نے اس اصول کی بنا پر ایک دارالعلوم قائم کیا اور جسکا وہ اصول اختیار کیا کہ جسکی میں نے آپ کے سامنے تشریح بیان کی ہے، میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ندوہ اب تک اس طریقہ تعلیم کی کامیاب نہیں ہوا اسلئے کہ وہ مشکل طریقہ ہے اگر ہم وہ طریقہ اختیار کرتے جو سرکاری اسکولوں میں جاری ہے اور اپنے لڑکوں کو وہاں پر پڑھنے کے لیے بھیجتے یا وہ طریقہ اختیار کرتے جو قدیم

مارس عربیہ میں تھا، یہ دونوں طریقے نہایت آسان ہیں مگر مشکل یہ ہے، درکھت جام
شرعیہ وغیرہ۔

ایک طرف تو شریعت کا پیالہ ہے شیشہ سے نازک اور دوسری طرف جنت ہے،
ندوہ اسی خیال میں گرفتار ہے چار برس سے میں خود پڑا ہوا ہوں سو سو طرح سے غور کرتا ہوں
کہ کیا کیا تدبیر اختیار کیجاؤں، جہاں تک بنامین نے کوشش کی، یہ تو ممکن نہیں ہو سکتا کہ
ایک برتن میں جسمیں ایک سیرانی رکھنے کی گنجائش ہو اوسمیں دوسیرانی بھردیا جائے،
اوسمیں تو صرف ایک سیرائے گا، ہماری جو قدیم علوم و فنون کی کتابیں ہیں وہ اور انگریزی
علوم اور زبان بھی یہ دونوں ایک برتن میں کیونکر سما سکتے ہیں؟ اس واسطے کہ کوئی کرنا پڑا کہ
ہم نے اپنے بیان کی جو غیر ضروری چیزیں سمجھیں ان کو گھٹا دیا، بہت سی فلسفہ اور منطق کی کتابیں
گھٹا دیں جس پر چارے مولوی مفتی صاحب راضی ہوں یا نہوں، انکی جگہ انگریزی داخل کی،
ایم۔ اے۔ اور بی۔ اے۔ کی قابلیت کے اشخاص اپنے اساتذ میں مقرر کیے تقریباً تین سو
چار سو روپیہ خاص انگریزی پڑھانے پر صرف کیے جا رہے ہیں یہ سب کچھ کیا جا رہا ہو لیکن
یہ ایسی چیزیں کہ اگر قوم پوچھے کہ ندوہ نے ۱۵۰ برس میں کیا کیا تو اس کے نتائج آسانی
سے دکھلائے جاسکتے ہوں کام کیا جا رہا ہے اور قوم کے بڑاؤ کی ہمارے ساتھ یہ حالت ہو
ہماری ایک اہم ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ہکو ایک عمارت بنانا چاہیے، ہم سے یہ
خواہش ہو کہ لوگ ایسے سلیقے والی پابندی سے دایسے قاعدے سے رہیں جس طرح
کہ اعلیٰ درجہ کے بورڈنگوں میں رہتے ہیں لیکن ہماری یہ حالت ہو کہ ہکو ایک کوٹھری نصیب
ہے، جسمیں ہم اپنی پانچ لڑکوں کو بھرتے ہیں جگہ نہیں ملتی میرے پاس ہر روز نہیں تو ہفتے
میں دو تین دفعہ خطواتے ہیں کہ میں اپنا لڑکا ندوہ میں بھیجنا چاہتا ہوں مجھ کو لکھنا پڑا ہو کہ

جگہ نہیں ہے، مین نے جب سنا ہے کہ ہمارے حضرت صدر ندوہ کی پوجانی عمارت دیکھنے کے لیے جانے والے ہیں تو مین نے کہا کہ وہاں کہاں جاتے ہو، چند روز ہوئے ڈاکٹر کٹر آف پبلک انسٹرکشن نے مجھ سے کہا کہ مین چاہتا ہوں کہ مین ندوہ مین آکر دیکھوں اور مین آکر امن کروں کیونکہ یہ میرا فرض ہے، مین نے کہا کہ تھوڑے دن اور معاف کیجیے، حضرت کیا یہ امنوس کی بات نہیں ہے، کیا اسکی شرم بانیاں ندوہ اور قوم کو نہیں ہے؟ اور سات کروڑ مسلمانوں کو نہیں ہے؟ ایک حاتم دوران یعنی بھاو پور کی رئیس نے اگر ہکو پچاس ہزار روپے دیے جس سے یہ عمارت کھولی ہے تو کیا بس فیض کفایہ ہے کیا؟ کروڑ مسلمان بکدوش ہو گئے؟ یہ مکان پچاس ہزار مین نہیں باسٹھ ہزار مین بنا پھر بھی ناقص ہے، اب ضرورت یہ ہے کہ اسکے لیے اپیل کرنا ہے ملک سے قوم سے اس وقت تک ہم اس لیے چپ رہے، کیونکہ ہم جانتے تھے کہ ایک نہایت اہم اور نہایت ضروری اور عالمگیر کام ہندوستان مین ہو رہا ہے یعنی یونیورسٹی کا، اس لیے پہنے زبان بلند نہیں کی، لیکن اب وقت آگیا ہے کہ قوم کو واقف ہونا چاہیے اور تقسیم عمل کی بنا پر کام ہونا چاہیے، تم ایسے مرے ہوئے نہیں ہو کہ یونیورسٹی کے بنانے کے بعد بس تم بالکل مر گئے اور تم مین کسی قسم کی حالت باقی نہیں رہی اور سیکڑوں برس تک تم کسی کام کے قابل نہیں رہے یہ نہیں ہے۔

حضرات مین اس وقت صرف پندرہ بیس ہزار روپیہ اسکول بوسن ممبروں کے لیے اور تیس چالیس ہزار روپیہ بورڈنگ کیے چاہیے، آپ تیس لاکھ چالیس لاکھ چاہتے ہیں تو ہم اتنا نہیں چاہتے، مین آپ صاحبان سے اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دوسرے وقت بھی اسپر غور کریں کہ ان چند سکون کے جمع کرنے کی کیا تدابیر اختیار کریں اور ہم کو

کیا کرنا چاہیے؛ میرے ذہن میں بہت سی تدبیریں آئی ہیں، اجملاً میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، جو حضرات یہاں بیٹھے ہیں اور یہاں کے رہنے والے ہیں اور جنگاثر یہاں کے رئیسوں پر ہے اور انکا ایک ڈیویژن بناؤں اور ہمارے راجہ صاحب محمود آباد اور راجہ صاحب جہانگیر آباد کے پاس جاؤں، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ابھی وہ سخت زد و ضرب اٹھا چکے ہیں یعنی ایک ایک لاکھ روپیہ یونیورسٹی میں دے چکے ہیں مگر حضرات واضح ہے کہ ہم اون لوگوں کی نسل میں محلب کو قتل کرتے ہوئے ہمارے ہونے کے یہ کہا کہ جس دن ایک ہزار روپیہ داخل کریگا اوس دن توقید سے چھوڑ دیا جائیگا اور جس دن ایک ہزار روپیہ نہ داخل کریگا اوس دن پھر قید میں ڈالا جائیگا، چنانچہ وہ غریب و زائد ایک ہزار روپیہ کمین سے ہم پہنچاتا تھا، جس دن نہیں ہم پہنچاتا تھا وہ قید میں ہوتا تھا، ایک دن ایک شاعر عربی اوسکے پاس گیا اوسوقت جبکہ اوسنے ایک ہزار روپیہ مہیا کیا تھا اور جانتا تھا کہ ایک ہزار روپیہ دیکر چھوٹ جاؤں گا، شاعر نے بڑی ضرورت بیان کی، اوسنے وہ ہزار روپیہ اوس شاعر کے حوالے کیا اور خود قید میں گیا۔

جبکہ ہمارے قدامتے ایسی مثالیں پیش کی ہیں کہ ایک شخص قید قبول کر لیتا ہو بقلے اسکے کہ ایک شاعر کو ناکام واپس کرے تو کیا ہمارے رئیس ایسے ہیں کہ اگرچہ وہ زد کھا چکے ہیں تو کیا وہ پانچ پانچ ہزار کی رقم نہیں دے سکتے ہیں، اسکے بعد میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ قوم کے سامنے خود ارکانِ ندوہ کے سامنے بغیر اسکے کہ محلو کوئی ڈر ہو یا اس بات کا کچھ خوف ہو کہ میرے احباب مجھ سے روٹھ جائیں گے میں کہوں گا کہ خود ارکانِ ندوہ میں ایسے شخص موجود ہیں جو کم سے کم پانچ پانچ سو روپیہ دے سکتے ہیں، ندوہ میں ۵۰۰۰ میں جسمین سے دس بارہ ایسے ہیں جو پانچ پانچ سو روپیہ بآسانی دے سکتے ہیں سب سے

پہلے میں خود پانچ سو روپیہ کا چک لکھتا ہوں اس کے بعد میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ دس روپیہ کے دینے والے پانچ ہزار میا کیے جاویں اور اس طرح پچاس ہزار جمع ہو جائینگے دس روپیہ دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے، یہ چند تجویزیں آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ صاحبان میں کوئی ہمدردی ہے کوئی رحم ہے تو میرے بعد کوئی اور صاحب بھی اسکی تائید فرمائینگے، میں اب جو قدر کتنا تھا ابک چکا اور جو کتنا تھا کم چکا۔

نوٹ۔ چونکہ یہ تقریر مختصر نو بیون نے قلمبند کر کے دی ہے اور ابھی ان لوگوں نے اتنی مہارت اور مشق نہیں پیدا کی ہو کہ اس تقریر لفظ بلفظ قلمبند کر سکیں اسلئے اس تقریر میں وہ زور نہیں ہے جو مولانا ممدوح کے بیان میں تھا۔

اس تقریر کے اختتام پر صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن نصیب خلیفہ الصدیق عالی جناب نواب سید صدیق حسن خان مرحوم نے اپنا پیش ہا کتب خانہ نذر کو عنایت فرمانے کا اعلان کیا۔

نواب صاحب موصوف کاتب خانہ جو ایک محب علم و ماہر فن کی جانفشانیوں کا نتیجہ ہے، جو بقدر پیش قیمت ہو گا ظاہر ہے، حسین قلمی اور مذہبی کتابوں کا حصہ زیادہ ہے، اس کتب خانہ کے شمول سے مدوۃ العلما کے کتب خانہ میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔

مولانا شبلی نعمانی کی تقریر میں عمارت کے لیے چندہ کی تحریک کی گئی تھی اور مولانا شبلی نے خود اپنی جانب سے پانسو روپیہ اور علامہ سید رشید رضا کی

نشریف آوری کی مسرت میں سو روپیہ دینے کا اعلان فرمایا، جناب شی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاگوری، جناب نواب سید علی حسن خان صاحب صفی الدولہ حاکم الملک رئیس بھوپال، جناب نواب سید نور الحسن خان صاحب رئیس بھوپال، جناب مولوی حبیب الرحمان خان صاحب رئیس مہیکن پور، اور خان بہادر میر جعفر حسین صاحب جیفہ انجینئر نے پانچ پانچ سو روپیہ کے چندے کھولے۔ حاضرین کے جوش کو دیکھ کر جناب شی محمد احتشام علی صاحب رخاں بہادر سید جعفر حسین صاحب نپسل اور کاغذ لیکر عام مسلمانوں کی طرف بڑے اور چندے کی معقول رقم حاصل کی۔

خان بہادر سید جعفر حسین صاحب نے جو ابتداء سے اسلامی تحریکوں میں سرگرم حامی ہیں اور جنھوں نے دارالعلوم کی زیر تعمیر عمارت کی ڈیزائن اور اسٹیمٹ تیار کی جو اس وقت کھڑے ہو کر مختصر مگر پرد الفاظ میں مذہبی ضرورتوں کا احساس کرتے ہوئے مکمل عمارت کی تجویز پیش کی اور آپ نے فرمایا کہ میں پانچ سو کی رقم اس جرمانہ میں ادا کرتا ہوں کہ میرے مجوزہ تخمینے کے مطابق عمارت مکمل نہ ہو سکی، اسکے بعد آپ نے اس کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو میرے تخمینے میں غلطی ہے اور نہ تعمیر کرنے والوں نے زیادہ خرچ کر ڈالا بلکہ مجھے تعجب ہے کہ کارکنان تعمیر نے اتنے روپے میں اس قدر عمارت کیسے تیار کر لی آپ نے فرمایا کہ میرا تخمینہ اسی وقت کے مناسب تھا جس میں کہا گیا تھا، اب چونہ و اینٹ کا نرخ بڑھ گیا ہے مزدوری تقریباً دو گئی ہے اس لیے اتنے روپے میں جتنا کام ہوا ہو وہ قابل قدر ہے اور اتنا کام سرکاری تعمیر میں اتنے روپے سے اکمل نہیں کیا جاسکتا۔ آخر میں آپ نے کہا کہ یہ رقم میں اس لیے دیتا ہوں کہ اسی صرف سے ایک فوٹک میں

دورہ کرے اور تکمیل عمارت کے لیے چندہ جمع کرے اور ازراہ ایثار آپ نے مالی امداد ہی پر
 تناعت نہیں کی بلکہ خود وہ زمین شامل ہو کر دورہ کی تکلیف گوارا فرماتے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔
 اس موقع پر مولوی حبیب الزمان خان ندوی رئیس شاہجہان پور نے
 دارالعلوم کے طلباء قدیم کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ دارالعلوم کے احاطہ میں معلومات
 کے نام سے ایک مختصر عمارت طلباء قدیم خود اپنے چندے سے تعمیر کر دیں گے، یہ
 عمارت طلباءِ حال کے لیے دارالمطالعہ اور طلباءِ قدیم کے لیے اونکے ورود و پرہیز
 کے موقع پر دارالقیام کا کام دیگی۔

ان چندوں کے علاوہ بعض اور حضرات نے بھی چندے لکھائے اور بعض
 اصحاب نے نقد عنایت فرمایا، لیکن سب سے زیادہ قابلِ فخر و مباحات ایک سو روپیہ
 کا وہ چندہ تھا جو معزز صدر انجمن علامہ سید رشید رضا نے عطا فرمایا، علامہ مددِ روح
 کی یہی تکلیف کیا کم تھی جو اونھوں نے ایسا دور و دراز سفر کر کے گوارا فرمائی، لیکن مولانا
 کے خلوص و ایثار نے گوارا نہ کیا کہ اپنے احسانات میں بغیر اضافہ کیے رہ سکیں۔

صیفہ وقف علی الاولاد

مولانا شبلی نعمانی نے اس صیفہ کی رپورٹ پڑھ کر سنانی، جو بہت
 خوشی کے ساتھ سنی گئی۔ اس رپورٹ کو ہم بیان درج کرتے ہیں۔

رپورٹ

صیغہ

وقت علی الاولاد،

اس صیغہ کے متعلق اس سے پہلے جس قدر کام ہو چکا تھا، میں اُس کو پچھلی مطبوعہ رپورٹ میں بہ تفصیل لکھ چکا ہوں، یعنی تمام ملک سے خط کتابت، مذاکرات، کامیاب کرنا اور چھاپ کر شائع کرنا، وقت کے مسئلہ پر اردو اور انگریزی میں مفصل رسالہ لکھ کر تمام اہل الرائے کے پاس بھجوانا، تقریباً چالیس ہزار تصدیقی دستخط کرانا کہ وقت اولاد مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے،

اب یہ کام رہ گیا تھا کہ گورنمنٹ کی خدمت میں باضابطہ موریل بھیجا جائے اجمالی طور پر ان کو ششون کا تذکرہ حضور و ایسراے کی کونسل میں مسٹر جینیانے کیا جنھوں نے وقت علی الاولاد کے متعلق ایک بل کونسل میں پیش کیا، انھوں نے یہ بل پیش کرتے وقت انگریزی زبان میں ایک مفصل تقریر کی، اُس میں مذہب کی تحریک اور کو ششون کے متعلق جو کچھ کہا اُس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

”ایک انجمن جس کا نام ندوۃ العلماء ہے جو کہ مشعل ہے تعلیم یافتہ علما پر اور تعلیم یافتگان فتنہ پر، مجھ کو یقین ہے کہ اسے ایک موریل گورنمنٹ میں بھیجا ہے، میں ٹھیک نہیں جانتا کہ وہ گورنمنٹ میں پہنچ گیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ موریل دستخط کرانے کے لیے بھیجا گیا ہے اور کئی ہزار دستخط اُس پر ہو چکے ہیں اور مجھ کو یہ یقین ہے کہ وہ گورنمنٹ کو بھیجا

جا چکا ہے اور اگر اب تک نہیں بھیجا گیا تو امید ہے کہ عنقریب
 پہنچ جائیگا، اس موریل کی ایک کاپی مولانا شبلی نعمانی نے میرے
 پاس بھی بھیجی تھی، اسلامی جماعت پر علامہ موصوف کا بہت بڑا
 اثر ہے اور ملک کی نظر میں اُن کی رائے بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے،
 اس موریل میں اُنھوں نے اس بحث کے متعلق بہت سی معتبر اسناد
 کا اقتباس کیا ہے، اور اس کی بابت جو کچھ مسلمانوں کی فیلنگ اور
 احساس ہے اسکا بھی ذکر کیا ہے۔

مسٹر موصوف نے اس کے بعد وقف علی الاولاد کے رسالہ کی بعض
 عبارات کا اقتباس کیا ہے،

نواب عبد المجید نے کونسل میں اس بل کی تائید میں جو گفتگو کی ہمیں حسب
 ذیل فقرے کہے۔

”ہم لوگ شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی صاحب کی اُن تکالیف اور
 مساعی کے پیشکشور ہیں جو اُنھوں نے اسکی بابت کیں۔“

اس کے بعد میں نے ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کو ہوم ممبر وائسرائے کونسل کی
 خدمت میں ایک خط لکھا، کہ مسلمانوں کی خواہش ہے کہ آپ انکا ایک ڈیپوٹیشن
 اس غرض سے قبول کریں کہ وہ مسئلہ وقف علی الاولاد کے متعلق آپ کے
 سامنے تمام مباحث اور معلومات پیش کریں جسکا جواب بذریعہ تار کے حسب
 ذیل آیا،

از شملہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۳ء بمبر ۱۹۲۳ء جو ڈیشیل

بجواب خط مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۷۷ء آنریبل ہوم ممبر غوشی سے آپ کی ملاقات کریں گے، گورنمنٹ آف انڈیا کے سکریٹری کے کمرے میں، ۱۲ بجے چار شنبہ کے دن تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۷ء

اس کے بعد راجہ صاحب محمود آباد کا تار آیا،

آپ کے ڈیپوٹیشن کی تاریخ ۲ ستمبر ۱۹۷۷ء مقرر ہوئی، اور ذکو طالع میچے لیکن بر قسمتی سے میں بیمار ہو گیا اور ڈیپوٹیشن کا جانا ملتوی رہ گیا،

پھر ہوم ممبر صاحب نے، ۲ جنوری ۱۹۷۷ء مقرر کی اور اس بنا پر میں کلکتہ گیا، لیکن افسوس ہے کہ بجز بعض علماء کے اور ممبران ڈیپوٹیشن کلکتہ نہیں آئے اس لیے ٹھکوتہ تاریخ ملتوی کرنا پڑی اس کے بعد میں پہلی مارچ ۱۹۷۷ء کو پھر اسی غرض سے کلکتہ گیا، اور ۴ مارچ کو مسٹر جنینا کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مسودہ وقت پر بحث کرنے کے لیے چند ممتاز ممبران و ایسے کو نسل کو جمع کریں، چنانچہ کلکتہ کلب میں اس غرض سے ایک جلسہ ہوا جس میں اکثر ممبران ممبران کو نسل موجود تھے، گفتگو کے بعد امور بحث طلب فیصل ہو گئے اور اکثر ممبران کو نسل نے یہ رائے دی کہ اب ڈیپوٹیشن جانے کی کوئی ضرورت نہیں، دستخط تصدیقی جو قریب چالیس ہزار کے ہیں معہ دیگر کاغذات کے مسٹر جنینا کو بھیج دئے گئے کہ وہ مسودہ کے پیش کرنے کے وقت ان چیزوں کو پیش کر دیں گے۔

ان کارروائیوں کے بعد اب (جبکہ رپورٹ چھپ رہی ہے) یہ ضرور جاننا چاہیے کہ سکریٹری آف اسٹیٹ نے اصولی طور پر وقت علی الاولاد کے

مسودہ کو منظور کر لیا اور جزئی امور اجلاس کو نسل میں فیصلہ پا جائیں گے،
 خدا کا شکر ہے کہ اتنا بڑا عظیم الشان اور مفید کام جس سے ایک طرف
 تو ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی حفاظت جایدا کا بندوبست ہو گیا اور
 دوسری طرف ایک مذہبی مسئلہ جو غلطی سے گویا منسوخ کر دیا گیا تھا پھر تسلیم
 کر لیا گیا اور شریعت اسلامی دست اندازی سے محفوظ رہ گئی، ندوۃ العلماء کا
 یہ کارنامہ زترین ہندوستان کی تاریخ میں اب تک یادگار رہے گا، واللہ العزیز
 کارروائی انجمن ہائے اسلامی

متعلق

وقف علی الاولاد

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولیویشن	کیفیت
۱۳۱۰ھ ۱۹۰۹ء ۲۶ دسمبر	مدراں	مدراں مسلم لیگ، مدراں لیگ، اس اہم	مسئلہ کے اصول کو گورنمنٹ سے تسلیم کرانے کے متعلق ضروری کارروائی کرے،	اس جلسہ میں سب سے مغز مسلمان جمع تھے،
۱۹۰۹ء ۲۶ دسمبر	لکھنؤ	آل انڈیا شیعہ کانفرنس	جواز وقف علی الاولاد کا مسئلہ شیعوں میں بلکہ اہل	

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولوشن	کیفیت
			<p>اسلام میں مسئلہ ہی لیکن پیروی کو نسل میں خلافت فیصلہ ہو گیا ہے لہذا یہ کا نفرنس اس مسئلہ کے جواز شرعی کا اظہار کر کے گورنمنٹ سے مستدعی ہے کہ آئندہ اس کی اصلاح فرمائی جاوے۔</p>	
۱۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء	سانڈھی ضلع ہردوئی	انجمن اسلامیہ	<p>ہم کو اس مسئلہ میں اُس حتک اتفاق ہو جاتا تک ندوہ کو ہے،</p>	
۱۴۔ اپریل ۱۹۳۱ء	گوانڈ ضلع سرحدی	انجمن اسلامیہ	<p>ندوۃ العلماء اور مولوی شبلی صاحب اس مسئلہ کے متعلق جو کوششیں کر رہے ہیں، اس کے شکریہ کا رزلویشن منظور ہوا،</p>	

تاریخ	مقام	نام انجمن و مجلس	رزولیوشن	کیفیت
۱۹۱۱ء ۱۱ جولائی	بمبئی	انجمن اصلاح مسلمانین	یہ شریعت اسلام کا ایک اصول ہے کہ ایک مسلمان اپنی اولاد کے فائدے کے لیے وقف کر سکتا ہے، وقف علی الاولاد کی تائید، وقف علی الاولاد	اس رزولیوشن کی نقل پر پوٹ سکریٹسٹ قائم کے لیے وقف گورنر ہسپتال کو بھیجی گئی، مسٹر فضل بجائی نے تائید میں تقریر کی
۱۹۱۱ء ۵ جولائی	سمن ضلع فرخ آباد	انجمن اسلام	از روئے شریعت اسلامیہ ایک ضروری مسئلہ ہے اور تمام اسلامی مذاہب کو اس سے اتفاق ہے مسٹر جینا کے قانون وقف کے ساتھ اتفاق ہے، بہ ترمیمات پیش کردہ نمودہ اعلیٰ	
۱۹۱۱ء ۱۲ اگست	امرتسر	انجمن اسلامیہ	مسئلہ وقف علی الاولاد	

تاریخ	مقام	نام انجمن مجلس	رزولوشن	کیفیت
<p>۱۹۱۱ء نیم جولائی</p>	<p>دہلی، الموڑہ</p>	<p>اجلاس سالانہ آل انڈیا مسلم لیگ انجمن تہذیب الاسلام</p>	<p>پرجہ مموریل آنریبل مسٹر جینا کی طرف سے پیش ہوا ہی انجمن اسلامیہ امرت سراسکی تائید کرتی ہے اور ترمیمات پیش کردہ مذکورہ سے اتفاق ہے</p> <p>وقف علی الاولاد کی تائید میں رزولوشن پاس ہوا</p> <p>مذکورہ العلماء سے استدعا کی جائے کہ ہم جمیع مسلمانان الموڑہ وقف علی الاولاد کو اپنا مذہبی مسئلہ سمجھتے ہیں اور ملحق ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ مسئلہ وقف کو منظور فرما کر داخل قانون کرے</p>	

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولوشن	کیفیت
۱۱ جولائی ۱۹۱۹ء	بریلی	انجمن اسلامیہ	انجمن کی رائے میں وقف علی الاولاد شرعاً جائز ہے اور مسئلہ نوٹکو مسودہ وقف پیش شدہ کونسل سے وہاں تک اتفاق ہے جہاں تک ندوۃ العلماء کو ہے	
۱۱ جولائی ۱۹۱۹ء	بونکران ضلع لودھیانا	مسلمانوں کا ایک عام جلسہ ہوا	مسئلہ وقف علی الاولاد ہمارے شرعیات کے مطابق ہے، مسودہ وقف پیش شدہ کونسل سے ہم کو اتفاق ہے	گورنمنٹ کو ایسی نقل بھیجی گئی
۱۱ جولائی ۱۹۱۹ء	جامع مسجد میں عام جلسہ ہوا	جامع مسجد میں عام جلسہ ہوا	مسئلہ وقف علی الاولاد ہمارا شرعی مسئلہ ہے گورنمنٹ سے درخواست ہے کہ مسئلہ مذکور قانونی صورت میں لایا جائے	گورنمنٹ میں ایسی نقل بھیجی گئی

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	رزولیوشن	کیفیت
۱۸ جون ۱۹۱۱ء	چیمبرامنو	ایک عام جلسہ	وقف علی الاولاد شریعت	
		مسلمانوں کا ہوا	اسلام کا ایک اہم مسئلہ ہے	
۹ اپریل ۱۹۱۱ء	لکھنؤ	قیصر بلخ میں عام جلسہ ہوا	وقف اولاد ہمارا شرعی مسئلہ ہے	راجہ صاحب محبوب آباد پریسیڈنٹ تھے
۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء	مراد آباد	کئی ہزار آدمیوں کا مجمع ہوا	ایضاً	قاضی شوکت حسین محرک تھے
۱۱ اگست ۱۹۱۱ء	الہ آباد	معرز بیرسٹران الہ آباد کا جلسہ ہوا	اس جلسہ میں قرار پایا کہ مسودہ قانون وقف کے متعلق اجمالیہ اظہار کیا جائے کہ ہم کو اصولاً اس سے اتفاق ہے	
۱۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء	بنارس	انجمن تہذیب الاخلاق بنارس	یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ وقف علی الاولاد محبوب شریعت اسلام صحیح ہے	
ستمبر ۱۹۰۹ء	نوا شہر	انجمن فلاح قریش	انجمن میں وقف اولاد کے کاغذات پڑھے گئے	

تاریخ	مقام	نام انجمن یا مجلس	زمو لیویشن	کیفیت
۱۱ اگست ۱۹۱۱ء	غازی پور	مغزین شہر کا ایک جلسہ ہوا	وہ انجمن وقت علی الاولاد کی رائے سے اتفاق کرتی ہے،	
۱۱ اگست ۱۹۱۱ء	امرتسر	انجمن اصلاح تمدن	ہم مسودہ وقت اولاد کی تائید کرتے ہیں،	
جھنگ	انجمن خادم المسلمین	وقت اولاد شرعی مسئلہ ہے اس لیے مسودہ وقت مع ترمیمات ندوۃ العلماء پاس کیا جائے،		
ضمیمہ				
اہل الرائے اور متقیین کی رائیں اور تحریریں				
تاریخ	نام	مضمون	کیفیت	
۱۷ فروری ۱۹۱۱ء	نواب عبدالملک بگرامی	مسٹر گاڈلی کے نام مسئلہ وقت	یہ خط علیحدہ طبع ہو گیا ہے،	
۱۱ اگست ۱۹۱۱ء	سابق ممبر انڈیا کونسل	اولاد کے متعلق ایک مطول خط		

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
۹۰ھ	مولوی سید امیر علی صاحب	ہے جس کے بعض فقرے یہ ہیں مسلمانان ہند کی قدیم شخصی اور رسمی قانون میں انگریز جوں کی جانب سے اس جدید قاعدہ کا داخل کرنا ان اسباب میں سے ہے جو ممتاز اسلامی خاندانوں کو رفتہ رفتہ نیست کر رہے ہیں۔	
۹۱ھ	جج پریوے کو نسل	مسئلہ وقف علی الاولاد کے ثبوت میں ایک مضمون ہے جو ۱۹ میں نائین ٹین تہ نہ پچھریں شائع ہوا اور دوبارہ لاجسٹریل صفحہ ۱۵ میں چھاپا گیا،	
۹۲ھ	آئرن سیل جیسٹس نایر	یہ ایک مضمون ہے جو وقف علی الاولاد کے ثبوت میں کنٹری ریویو ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا،	
۹۳ھ	خان بہادر مولوی محمد یونس	وقف علی الاولاد کے ثبوت میں ایک نہایت مفصل اور مدلل سلسلہ انگریزی زبان میں لکھا،	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
	<p>قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹریٹ لا بمبئی، جناب نواب صاحب ڈھاکہ</p>	<p>اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ انگریزی زبان میں لکھا اور شائع کیا مولوی شمس الہدیٰ صاحب نے وقت علی الاولاد کو محدود کر کے ایک قانون پیش کیا تھا، اسپر گورنمنٹ نے رائیں طلب کی تھیں اس کی مخالفت میں نواب صاحب ڈھاکہ نے ۴ صفحہ کا ایک خط شائع کیا، جس کے اخیر میں لکھتے ہیں ”اس مسئلہ کے متعلق ہم جناب مولوی شبلی صاحب کی کوششوں اور لیگ کی توجہ کو بہت کافی خیال کرتے ہیں“</p>	
<p>۵ جولائی ۱۹۱۷ء</p>	<p>شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور اسٹریٹ</p>	<p>کشنر صاحب سندھ کے نام ایک ۱۴ صفحوں کی اس مسئلہ کے ثبوت میں لکھ کر بھیجی، اسکی ایک نقل میرے نام بہ حیثیت سکرٹری نمبر وقت علی الاولاد بھیجی</p>	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
	جناب آنرہیل سر راجہ علی محمد خان صاحب رئیس محمود آباد، ممبہ و ایسٹری کونسل	ایک خط میں مجھ کو لکھتے ہیں، "واقعی معاملہ وقف اولاد ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے، سب سے پہلے اس مسئلہ کا دست بابرکت سے انجام پانا	
۲۴ اکتوبر ۱۹۰۹ء	جناب راجہ تصدق رسول خان صاحب رئیس جہانگیر آباد	بہت مناسب ہے، "مجھ کو ایک خط میں لکھتے ہیں مسئلہ وقف اولاد کے متعلق اخبارات میں مضامین دیکھے گئے، مگر ہمارے ہاں کوئی فارم آنجناب کے ہاں سے موصول نہیں ہوا، اگر فارم آیا ہوتا تو تعمیل ارشاد میں	
	خان بہادر مولوی محمد شفیع صاحب بیرسٹر سکریٹری مسلم لیگ پنجاب	"کوشش کی جاتی" ایک خط میں لکھتے ہیں "میری قطعہ رائے ہے کہ فیصلہ بریلوی کے اصولوں اور احکام کے برخلاف ہے،	
۲۷ اگست ۱۹۰۹ء	خان بہادر فضل علی صاحب	ایک خط میں لکھتے ہیں "وقف	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
	مرشد آباد،	علی الاولاد کے لیے جو مجلس قائم ہوئی ہے، اسکی ممبری میں حقیر کو شامل کیا جائے۔	
۲۵ اگست ۱۹۰۹ء	نواب منزل اللہ خان رئیس علی گڑھ وینٹ سکرٹری کالج علی گڑھ	مجلس وقف علی الاولاد کی ممبری کو اپنی عزت سمجھ کر قبول کرتا ہوں ایک سو روپیہ کی ناچیز رقم بطور چندہ عند الضرورة حاضر کرنے کا وعدہ کرتا ہوں،	
۲۹ فروری ۱۹۱۰ء	سکرٹری صاحب نمبر اسلامیہ پنجاب،	ایک خط میں لکھتے ہیں، ”آجناب سے مسئلہ وقف علی الاولاد کا ذکر بھی آیا تھا درحقیقت آپ نے اس امر میں جو کوششیں فرمائی ہیں ان سے قوم کو بڑا نفع پہنچنے کی توقع ہے، خدا کرے کہ آپ کی کوششیں کامیاب ہوں۔“	
۱۹ اگست ۱۹۱۱ء	خان بہادر مولوی محمد یوسف وکیل کلکتہ،	انڈر سکرٹری گورنمنٹ بنگال نے مولوی صاحب موصوف سے مسودہ قانون وقف پیش کردہ	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
		مسٹر حینا کے متعلق رائے طلب کی تھی، اس کے جواب میں ۳۶ صفحہ کا ایک مدلل خط وقف کے ثبوت میں ہے، یہ چھاپکر شائع کیا گیا ہے،	
۲۳ اپریل ۱۹۱۱ء	مولانا لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رامپور،	مسٹر محمد قمر شاہ بیرسٹر جوڈیشل سکریٹری رام پور اسٹیٹ نے مفتی صاحب مذکور سے رائے طلب کی تھی کہ مسودہ قانون وقف شرعاً صحیح ہے یا نہیں مفتی صاحب نے صحیح قرار دیکر اسکو مدلل کیا کہ صاحب کلکٹر شاہجہان پور نے مولوی اسماعیل وکیل شاہجہان پور و سکریٹری مولوی صاحب موصوف سے ڈسٹرکٹ مسلم لیگ مسودہ وقف پر رائے طلب کی تھی، مولوی صاحب نے اصل قانون کو ضروری ثابت کر کے چند ترمیمیں پیش کی ہیں،	
۱۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء	نواب صاحب سچین سٹیٹ	ایک خط میں جو سکریٹری کلکٹر شاہجہان پور نے	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
		کے نام ہی لکھتے ہیں، جناب والا یہ بہت بڑا خط ہے نے جو اسکیم وقف علی الاولاد کی تجویز فرمائی ہے، وہ مسلمانوں کے قدیم خاندانوں کے حق میں رحمت مجسم ہے	
۱۹ مئی ۱۹۱۷ء	مولوی مقبول عالم صاحب وکیل بنارس	صاحب کشنر قسمت بنارس نے مولوی صاحب سے مسودہ قانون وقف پر رائے طلب کی تھی مولوی صاحب نے قانون کی تائید کی، اور خفیف ترمیمات پیش کیں	اسکی نقل میرے پاس بھیج دی ہے
۱۲ جولائی ۱۹۱۷ء	مولوی ابن احمد صاحب بیرسٹر و سکریٹری پرنسپل مسلم لیگ الہ آباد	ایک خط میں سکریٹری انجمن وقف علی الاولاد کو لکھتے ہیں، پرنسپل مسلم لیگ آپ کی تائید میں عنقریب مموریل گورنمنٹ میں روانہ کرے گی	
۲۰ اپریل ۱۹۱۷ء	حکیم اجل حسان حافظ ملک موہلی	مجھ کو ایک خط میں لکھتے ہیں، ”جس حد تک وقف اولاد کی	

تاریخ	نام	مضمون	کیفیت
۲۲ مئی ۱۹۷۹ء	عبدالقدوس بادشاہ صاحب، مدراس	تحریک پہونچ چکی ہے وہ خوشی کا باعث ہے، ایک خط میں لکھتے ہیں، وقت علی الاولاد کا مسئلہ بہت بھاری کام ہے جس باب میں آپ کو معلوم کرایا ہوں، اور آپ بھی اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں، مولوی علی احمد شاہ صاحب بایون پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ و سکریٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ، ایک خط میں لکھتے ہیں مسلمانان ضلع بایون کی طرف سے مبارکباد کامیابی مسئلہ وقف علی الاولاد دیتا ہوں اور یہ مسئلہ مسلمانوں کا مسلم شرعی مسئلہ ہے،	.
<p>صیفہ وقف کی رپورٹ پڑھنے کے بعد مرزا ہادی صاحب عزیز نے اپنی وہ بیش بہا و پرتاثر نظم سنائی جس کا بیچینی سے انتظار کیا جا رہا تھا، مرزا صاحب کی نظم اور پھر مرزا ادا ایسی نہ تھی جو کسی دل پر اثر کئے بغیر رہ سکتی وہ نظم مندرجہ ذیل ہے،</p> <p>نظم مرزا ہادی صاحب عزیز لکھنوی</p>			

بیدار و سخی لیکن ہم مکمل لادین گئے
 ارمان ہیں ناواقف آئین محبت سے
 اسبابِ جہالت کو تم جمع کئے جاؤ
 سمجھتے تھے بنائینگے اکسیر خبر کیا تھی
 تم جمع کئے جاؤ دامن میں ان شکون کو
 جو حرف غلط مجھ کو سمجھے ہیں سمجھنے دو
 کیا اُن سے کریں شکوہ انذار تغافل کا
 کیا داد و فائین گے غیروں سے تمہیں زخمی
 ہم چشم تغافل کو پھر قرح کریں گے اب
 گزری ہوئی دنیا کے اوراق ذرا لٹو
 اسلام کی وہ شوکت دیکھو گے اگر پھر تم
 سر سام جہالت کی گرمی سے ہو سخت کھن
 اس جادہ علمی پر ہمراہ چلے آؤ
 ہوگی علما کو جب پیکار میں سرگرمی
 ہو فلسفہ مغرب یا فلسفہ مشرق
 تمنے جسے دامن سے غفلت کُجھایا تھا
 آرائشِ روحانی منظور اگر ہوگی

جو گھاؤ جگر میں ہو وہ آج دکھا دینگے
 ہم مدرسہ دل میں اب درسِ وفادینگے
 اک نالہ سوزان سے ہم آگ لگا دینگے
 خاکسترِ دل تجھ کو اس طرح اڑا دینگے
 ہر قطرہ سے ہم دل کی تصویر بنا دینگے
 دیکھوں مری ہستی کو کیونکر وہ مٹا دینگے
 جب روکے کہنیں گے کچھ وہ اور رُلا دینگے
 پیرا بن خوں کو کعبہ میں چڑھا دینگے
 غفلت کے حجاب کو اک پل میں اُٹھا دینگے
 جو بات نہیں تم میں وہ مکمل دکھا دینگے
 گزرے ہوئے افسانے ہم بایں لادینگے
 بڑھتے ہوئے پارہ کا زور کُجھٹا دینگے
 رفتارِ زمانہ کی ہم تم کو سکھا دینگے
 ہم دلِ محبت سے وہ آگ دبا دینگے
 دریا کی ہم ان دونوں ہمارے نکلا دینگے
 پھر مجلسِ علمی میں وہ شمع جلا دینگے
 تعلیم کے آئینے محفل میں لگا دینگے

”پیدا تو کرو دل میں تم ذوقِ خود آرائی“
 ”پھر زیب تمہیں دیگی خود بینی و خود آرائی“

ای جذبہ روحانی اے نفس ہیولانی
دنیا کی ہر اک طاقت مغلوب ہوئی جس سے
غالب ہے یہی عنصر دنیا کے عناصر پر
مبدے کی طرف اپنے مڑ کر تو ذرا دیکھو
تاریخ کے صفحوں پر ڈالو نظر عسائر
تم جسکے موید ہو وہ دل ہے سرسیمہ
اسلام کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہو
اب گور غریبان کے ذرون میں چلتے ہیں
افسوس نہیں تم میں کوئی کشش ایسی بھی
یہ جذر و مد آئینہ ہے جہل مرکب کا
آثار قدیمہ پر کب تک یہ تھیں نازش
کچھ تم بھی کرو کچھ تم بھی کرو محنت
معلوم بھی ہے تمکو کیا علت ہستی ہو؟
کیا ہو گیا یہ تمکو کیوں مر گئے سب بے
ہر علم میں ہر فن میں ہو کتنے تھی مایہ
اے قوم کے نوخیز و اب کیسکی ضرورت ہو
پھر کیوں نہیں کرتے ہو تسخیر علوم اب تم
اے دین کے ہمدرد دنیا ہی میں ہنا ہی
تقریر گل افشان کو پہلو میں سناؤ اگر

وہ نقش بٹھادل پر جو ہونہ کبھی فانی
تعلیم کی قوت ہے وہ فوت روحانی
باقی ہی وہی جو ہر اعراض میں سب فانی
آئیگا نظر تمکو اک جلوہ عرفانی
کردار سے پھر اپنے شاید ہولیشیانی
تم جسکے مقلد ہو وہ عقل ہے دیوانی
اس خانہ ویران کی اللہ رے ویرانی
جو علم دکھاتے تھے سینوں میں درخشانی
اور خاک کے پردوں میں یہ جذبہ پہنانی
بٹٹتے گئے مرکز سے بڑھتی گئی نادانی
اسلاف کی عزت پر کب تک یہ رجزو غنی
ناکارہ بنا دیگا یہ ذوق تن آسانی
مقصود نہیں اس سے آرائش جسمانی
وہ جوش نہ ہی باقی وہ حالت وجدانی
ہے تمکو پسندیدہ یہ بے سرو سامانی
ہیں معتمد نہ وہ جب شبلی نعمانی
ہاتھوں میں تھا ہے جب نقش سلیمانی
حاصل کرو اسکو بھی تا قوت امکانی
ہیں دامن نہ وہ میں جو پھول چٹوا کر

اس نظم کے ختم ہونے کے بعد نماز ظہر کے لیے جلسہ برخواست کیا گیا اور تمام حاضرین
مخطوط ہو کے تشریف لے گئے۔

اجلاس چہارم

تین ہی بجے سے تمام اصحاب نے تشریف لا کر بال کو بھر دیا، آدھ گھنٹہ کے بعد صدر انجمن صاحب تشریف لائے اور کارروائی شروع ہوئی، سب سے پہلے مولوی سید سلیمان صاحب مدرس دارالعلوم کو موقع دیا گیا کہ وہ اپنی پیش بہا کتاب الدلیل الی المعرب والذخیل کو چوب تجویز نمبہ سے منظور کر دے۔ اجلاس دوازدہم ندوۃ العلماء انھوں نے تیار کی ہے پیش کرین۔

مولوی صاحب مدوح نے ایک مختصر اور موزون تقریر کے ساتھ اس لغت کو پیش کیا اور خاص جلسہ نے مولوی صاحب مدوح کی اس خدمت شاقہ کو دلی اعتراف اور بیحد مسرت کے ساتھ قبول کیا

اس کے بعد ایک نہایت اہم اور ضروری تجویز پیش ہوئی جسکا منشا یہ تھا کہ چونکہ حضور نظام کی ریاست میں خطیبوں اور اماموں کے لیے منجانب ریاست جاگیریں مقرر ہیں اور اکثر انہیں بالکل جاہل ہیں اس لیے جلسہ ندوۃ العلماء کو گنٹ نظام سے درخواست کرنی چاہیے کہ خطیبوں اور اماموں کے لیے تعلیم لازمی کر دے مولوی ابوالکلام صاحب آزاد نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے نہایت عمدہ و موثر تقریر فرمائی، انہوں نے یہ کہ وہ تقریر قلمبند نہیں ہو سکی مگر ضروری خواہش ہے کہ یہ تھانہ بھی حیثیت سے تو اس تجویز کی ضرورت میں کلام نہیں، فقہ کی رو سے علم امامت کے لیے ضروری شرط ہے لیکن دنیوی حیثیت سے بھی اس کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

آج کل قومی تنزل کے دور کرنے کیلئے مختلف تدبیریں کی گئیں لیکن واقعہ یہ کہ قومی بہبود کے مسائل جن سرعت کے ساتھ اماموں اور خطیبوں کے ذریعہ سے پھیل سکتے ہیں کسی دوسرے ذریعہ سے نہیں پھیل سکتے۔ خطیب یا امام ہمیشہ ایک جماعت کو اپنے ساتھ رکھتا ہے جو پنجوقتہ اس کے پیش نظر رہتی ہے اس جماعت میں غریب، امیر، رذیل، شریف، غرض ہر طبقے کے لوگ ہوتے ہیں اس بنا پر ان مسائل کو ہر خطیب نہایت آسانی کے ساتھ قوم کے ہر طبقے میں پھیلا سکتا ہے لیکن اس گروہ کی حالت سے نتیجہ بالکل برعکس نظر آتا ہے مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پور می نے ایک مختصر تقریر کے ساتھ اس کی تائید کی اور آپ کے بعد مولانا عبدالباقی صاحب صاحبزادہ ملا عبد القیوم صاحب مرحوم کھڑے ہوئے اور ایک مختصر اور پر دلائل تقریر

کی تائید فزید کی جس میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ گورنمنٹ نظام نے خود ہی اپنی ریاست کے خطیبوں اور اماموں کے لیے مذہبی تعلیم لازمی کر دی ہے مگر اہلکاروں کی بے توجہی سے اب تک غلہ آمد نہیں شروع کیا گیا اس لیے بجائے اسکے کہ گورنمنٹ نظام سے تعلیم کے لازمی کرنے کی درخواست کی جائے اسکی درخواست کرنی چاہیے کہ مجوزہ اسکیم پر غلہ آمد شروع کیا جائے۔

اس ترمیم کی تائید مولانا میر عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم نے فرمائی اس لیے رزلوشن میں ترمیم کی گئی اور ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا۔

”یہ جلسہ گورنمنٹ عالیہ نظام حال کے اس سرکر کے جو قاضیوں، خطیبوں اور اماموں کے لئے مذہبی تعلیم لازم کر دینے کے متعلق“
 ”منافع فرمایا گیا ہے دل سے قدر کرتا ہے اور یہ درخواست کرتا ہے کہ“
 ”ہنگام نصاب تعلیم اور انتظام فرمایا جائے۔“

اس کے بعد پروگرام کی ترتیب کے لحاظ سے مولوی حبیب الرحمان حسان صاحب شہر دانی رئیس بھیکن پور ندوۃ العلماء کے اغراض و مقاصد پر تقریر کرنے والے تھے لیکن وقت ختم ہو چکا تھا اس لیے وہ دو گے دن کے لیے اٹھا رکھی گئی اور اجلاس چارم اس اہم تجویز پر ختم ہوا۔

اجلاس عام

اس بابت کا اعلان کیا گیا تھا کہ بعد مغرب مولانا ابوالکلام صاحب آزاد فضائل و کمالات سے دور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر تقریر فرما کر حاضرین کو محظوظ ہونے کا موقع دینگے لیکن سرعت کے ساتھ بے دینی کے سیلاب کا اُچھا چلا آنا اور کثرت سے خیالہائے شکوک و شبہات کا نمودار ہو کر قلوب کے تکرر کا پتہ دینا اس بات کا مقتضی تھا کہ اسے روکا جائے اور ان شبہات کا ازالہ کیا جائے۔

پنجاب کے مشہور اسپیکر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے وکیل چیمبر کورٹ بھی اس جلسہ میں تشریف لائے تھے اور پروگرام میں اور اہم تجاویز کی وجہ سے آپ کے لکچر کے لیے وقت نہ نکل سکا تھا اس لیے مولانا ابوالکلام آزاد نے آپ کی ضروری تقریر کو اپنی تقریر پر ترجیح دی۔

بعد مغرب خواجہ صاحب ممدوح اسٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے تقریباً تین گھنٹہ تک فضائل اسلام پر ایک بسیط تقریر فرمائی، خواجہ صاحب کا طرزِ استدلال جدید معلومات کو قرآن کریم کے ساتھ مطابقت دینا اور اسلام کی فضیلت کو غیر مذہب کے مقابلے پر بغیر کسی قسم کی دل آزاری کے جدید طریقوں سے ثابت کرنا ایسا نہ تھا کہ بغیر موثر و مفید ہوسے اور بغیر رنگ آلودہ دلوں کو صیقل کیے رہ سکتا، تمام حاضرین نے محویت کے ساتھ تقریر سننی، تقریباً گیارہ بجے تقریر ختم ہوئی۔

اجلاس بنجم

سب کاروائیوں سے پہلے حسبِ عدہ قرآن مجید کی تلاوت کی گئی، اسکے بعد خان بہادر میر جعفر حسین صاحب نے اعلان کیا کہ کل کے چندہ کی مقدار گیارہ ہزار روپیہ تک پہنچ چکی ہے اور رغبت دلائی کہ چندہ موعودہ کو ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی بیان کیا کہ چندہ جمع کرنے کو فوراً دو شروع کیا جائے اور جسے پہلے ضائع اودہ و گورکھ پور ڈپنڈہ وغیرہ کا دورہ ہوگا۔

بہشتی سے امسال ندوۃ العلماء کے چند معزز ممبرین نے وفات پائی تھی جس طرح انہوں نے قومی خدمات کو انجام دیا اور ایشیا رکانیا نمونہ پیش کیا جو صرف قرونِ اولیٰ میں مل سکتا ہے وہ مذہ کو اس پر مجبور کرتا تھا کہ یہ جلسہ دس دن کے احسانات کو دو ہر اکراون کے لیے دعا سے مغفرت کرے اور ان پس ماندوں سے تعزیت ادا کرے۔

مولانا خلیل الرحمان صاحب مہارنپوری نے نہایت رقتِ قلب کے ساتھ اس تجویز کی تحریک کی اور جناب مولانا مسیح الزمان خان صاحب مرحوم، جناب خان بہادر جی ورنش صاحب مرحوم، جناب قاضی علی احمد صاحب بدایونی مرحوم، جناب مولوی عزیز مراد صاحب مرحوم

جناب حکیم حاجی عبدالغریز صاحب مرحوم کے لیے نہایت خضوع و خشوع سے دعا ہے
مغفرت کی گئی اور اون کے پس ماندوں سے مغفرت ادا کی گئی،

تجویز یازدہم

اسکے بعد نہایت اہم رزلوشن پیش ہوا یعنی ملک معظم نے ازراہ مہربانی جو تعلیمی
عطیہ پچاس لاکھ روپیہ کا مرحمت فرمایا ہے اور کا تعلق تمام ملک کے ساتھ ہوا اس لیے مستند
عربی مدارس کو بھی حصہ ملنا چاہیے۔

مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے ایک مختصر مگر رزور تقریر
میں گورنمنٹ سے اسکے لیے درخواست کرتے ہوئے تجویز بالا کی ان الفاظ کے ساتھ تحریک کی
”مجلس مدۃ العلماء گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ شاہنشاہی عطیہ“

پچاس لاکھ روپے میں سے عربی مستند مدارس کو بھی حصہ ملنا چاہیے“
شمس العلماء مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی اور خان بہادر شمس العلماء مولوی
الوالخی صاحب نے اسکی تائید کی اور یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

خان بہادر شمس العلماء مولوی ابوالخی صاحب نے تائید کرتے ہوئے چندہ کی
”غبت لالی“ اور آئی ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم ما لم یان لهم الجنة“ تلاوت کر کے دیر
نہایت عطا فرماتے ہوئے، اسکے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب مقصد صیغہ مال نے
مدۃ العلماء اور دارالعلوم کے جمع خرچ پیش کیے اور نہایت اطمینان کے ساتھ سنے گئے،
(نوٹ) جمع خرچ و گوشوارہ حبابات مدۃ العلماء رپورٹ ہذا کے آخر میں ملاحظہ ہوں،
اسکے بعد مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے جمع خرچ پر بیا کر

فرماتے ہوئے نہایت مفید و بسط تقریر فرمائی اور یہ ظاہر کیا کہ مسلمانوں میں فیاضی، غیرت اور جوش موجود ہو مگر وہ مجبور ہیں دے نہیں سکتے ان کے مصارف بڑھے ہوئے ہیں لہذا کلعبون کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمان اعتدال اور میانہ روی اختیار کریں۔

انوس ہے کہ ہم ایسی مفید تقریر کو قلب بند نہ کر سکے اسلئے درج کرنے سے معذور ہیں اشاعت اسلام ایسا ضروری سیف جو ذوق العلماء کے اہم مقاصد میں داخل بھی ہے ایسے موقع پر کمزور فراموش کیا جاسکتا تھا چونکہ وقت کافی بچ گیا تھا اسلئے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس بحث پر ایک مبسوط و مؤثر تقریر فرمائی اور اس کے متعلق خاص خاص تجویزوں کو ذکر کیا اور اسکی مثالیں پیش کیں۔

مولانا مدوح کی یہ تقریر جبکہ لفظ لفظ اثر میں دبا ہوا تھا حاضرین کے دل میں چٹکیاں لے رہی تھیں اور ان کی اندرونی تاثیر کو امداد کی صوت میں ظاہر کر رہی تھی۔

یہ حالت دیکھ کر مولانا نے فرمایا کہ مد صاحبو! ظاہر ہے اور فوری اثر جو مسلمانوں کا خاص ہے میں اسکا قائل نہیں بلکہ آپ لوگ بیان سے جانے کے بعد اس افراد اور تحریک کو جاری کریں تو وہ قابل قدر اور اسلام کی سچی خدمت ہو وہ تقریر حسیل ہے۔

نوٹ، چونکہ مولانا مدوح کی یہ تقریر بھی مختصر نوٹوں کے ذریعہ سے ملی ہو اسلئے اس میں وہ توہ اور زور نہیں ہے جو مولانا مدوح کے بیان میں تھا۔

تقریر شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی

حضرت میں نے اسلام کی تاریخ جہان تک مجھ سے ہو سکا نہایت غور و فکر کے ساتھ پڑھی ہے میں تیس سو برس کی وسیع مدت کا ایک حد تک واقف کار ہوں، کہ تمام ممالک اسلامیہ میں

مسلمانوں کی حالتیں مختلف مانوں میں مختلف سلطنتوں میں مختلف وزون میں کیا رہی ہر گز مگر میں
 آپ کو صحیح شہادت دیتا ہوں، کہ مجھ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں پر کوئی وقت اور کوئی زمانہ آج
 سے زیادہ مشکل مشاق اور آج سے زیادہ تباہ کنندہ گزرا ہے مجھ کو معلوم ہے کہ ایک زمانہ ایسا
 مسلمانوں پر گزرا ہے جھٹی اور ساتویں صدی میں جبکہ ہمارا ہی اوشے اور وہ ایک طرف سے
 پانہاں کرتے ہوئے شام تک پہنچ گئے، مورخوں کا یہ بیان ہے کہ نوے لاکھ مسلمان قتل
 کر دیے گئے اور یونین خاک کر دیے گئے، ایسا سخت زمانہ بھی گزرا ہے سیکڑوں سلطنتیں تباہ ہوئیں،
 سیکڑوں خاندان برباد ہو گئے، بغداد جو کہ ام دین اور تمام دنیا کے مسلمان جبکہ عرب کے ہر
 اوکسی یہ کیفیت ہو گئی کہ جو لوگ سفر میں گئے ہوتے تھے جب وہ واپس آئے تو ان کو اپنا محلہ نہیں ملتا
 تھا تو گھروں کا کیا ذکر ہے یہ حالت گزری ہے ایسا زمانہ تھا جبکہ شیخ سعدی کو یہ کہنا پڑا کہ
 اسی محمد گر قیامت سر برون آری ز خاک سر برون آرد قیامت دیمیان خلق بین
 خون فرزندان احمد مصطفیٰ شد رنجیتہ

آیات حالت گزری ہر گز میں اس حالت کو بھی آج کی حالت سے آسان تر اور سہلتر سمجھتا ہوں،
 اس لیے کہ اون پر تو فقط ایک ملکی مصیبت تھی مذہب پر اخلاق پر قوم کی معاشرت پر کوئی حملہ نہیں
 تھا کوئی صدمہ نہیں تھا، اتاری کسی مسلمان سے یہ نہیں کہتے تھے کہ تم اپنے عقائد اسلام سے برگشتہ
 ہو جاؤ، اور کوئی ایسی ترغیبیں ہمارا نہیں دیتے تھے کہ جس سے مسلمانوں کے مذہبی عقائد
 و مذہبی خیالات میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو، چنانچہ اسکا یہ اثر پیدا ہوا کہ خود وہی ہلا کو خان کہ جو بڑے
 کنندہ دین اسلام تھا اس کا پوتا مسلمان ہو گیا اور اسلام الیا، اسکی وجہ یہ تھی کہ ہجر ملک حالات کے
 مذہب سے ان کو کوئی غرض نہ تھی، مذہبی معاملات میں وہ نہایت فیاضی سے مسلمانوں کو دخل
 دیتے تھے یہاں تک کہ ان کے واعظ اور علما جو دربار میں داخل تھے ان سے وہ وعظ اور پند

سنتے تھے محقق طوسی جو باعث فخر ہی بلحاظ اپنے علم کے اور کمالات کے وہ ذریعہ تھا بلا کو خان کا،
 اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ مصیبت کی طرف تھی مگر آج کل مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ کونسا
 پہلو ہے جس طرف سے زدنیں ہے؟ وارنیں ہے؟ ان سب کی تفصیل کرنا کاموقع نہیں ہے
 مسلمانوں کی پوسٹیکل حالت کیا ہے؟ اسکو جانے دیجیے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کا تناسب کیا ہے؟
 جسکے لیے یونیورسٹی قائم ہو رہی ہے؟ یہ بھی ایک ضروری چیز ہے لیکن خیر ہوال ہے کہ یہ باتوہ حالت
 تھی کہ یُفْلُوْنَ فِی دِیْنِ اِسْلَامٍ اَوْ اَجَالًا یَا ب اسکے مقابلے میں کیا لفظ سننے میں آتے ہیں کہ مُتَدَلِّ
 میں (آپ لوگوں کے گھمبھی کبھی بطور خفیف آواز کے جو کانون میں بھنک کی طرح پڑ جاتی ہے) فلان
 مقام پر تو مسلم مائل بار تدارک دے گئے، یا مژدہ کر دیے گئے، آپ یہ کہہ کر انہی تسلی کر لیتے ہیں کہ وہ پہلی ہی
 سے ایسے تھے، یہ اتفاق کی بات ہے کسی لالچ سے کسی طمع سے کسی حرص سے اسے قبول کر لیا ہوگا
 لیکن حضرات جیسا کچھ آجکل کئی مہینوں کی خط و کتابت سے معلوم ہوا ہے اشتہارات دینے
 کے بعد جو تحریرات جا بجاسے آئی ہیں اور جو کیفیتیں محقق طور سے معلوم ہوئیں جو بحیثیت اور مفید
 سمجھنے سے دریافت کی گئیں، خاص ایک شخص حسن شاہ مقرر کر کے بھیجا گیا، انہوں نے ہر
 مقامات میں جا کر خود دیکھا تو ایسی حیرت انگیز باتیں معلوم ہوئی ہیں کہ جسکی بنا پر میں نہیں سمجھتا کہ اگر
 تمام مسلمان قوت متفقہ سے متحد نہ ہونگے تو کیا ہونا ہے حضرت اس بات کی شکایت کرنا نہایت عیبت
 ہے میرے نزدیک یہ بالکل بضمیمی کی بات ہے کہ ہم آپ یہ شکایت کیا کریں کہ ہمارا فرقہ نامی خواہ
 ہندو یا پارسی ہوں خواہ مجوسی یا کوئی ہوں کیوں ہمکو ترغیب دیتے ہیں، لغو بابت، اسلام سے
 مرتد ہو جائیں، کیوں ہندو بنا نا چاہتے ہیں کیوں عیسائی بنا نا چاہتے ہیں بڑا دنیا میدان سبقت
 اور کشمکش ہے میدان رزم ہے اس میں آپ کسکو روک سکتے ہیں، فرض کیجئے کہ ایک خانہ دان کے دو
 لڑکے ہیں ان میں آپس میں شتا اتحاد و ارتباط ہو دو لون گز جو سیٹ ہیں، ایک عمدہ ڈپٹی کلکٹر کی خالی موہ

تو کیا دونوں اوسکے حامل کرنیکی کوشش نہ کرینگے؟ کیا ایک یہ چاہیگا کہ میں فیل ہو جاؤں اور
 اور میرا بھائی پاس ہو جاوے اور نہ کر ہو جاوے نہیں بلکہ دونوں برابر جبکی قوت صرف کھینکے
 اور کوشش کرینگے اور دونوں حقیقتاً یہ چاہینگے کہ میرا بھائی کامیاب نہو اور میں ہو جاؤں،
 کیا یہ کسی قسم کی نفسی ہریہ دنیا کی حالت ہو فطرت انسانی ہے کہ اپنے مقصد کے حامل کرنیکے لیے
 جتنی تدبیریں ممکن ہوں وہ کرے، اس لیے ہمارے مخالف اور ہمارے فریق ثانی بہت کچھ
 کوشش کر رہے ہیں تو ہجو کو یہ اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ وہ کیوں کرتے ہیں اونکی شرارت ہے یا
 خدا نخواستہ اونکی خباثت ہے؟ یہ نہیں ہے بلکہ ہجو خود یہ دیکھنا ہے کہ ہم کیسے خود بھی ایسی ہی
 کوشش کرتے ہیں یا نہیں اگر نہیں کرینگے تو یہ میدان مسابقت ہوا زمین ہم ہار جائینگے۔
 حضرات حالت یہ ہے کہ ہم تو فخر و ناز کرتے ہیں علیگڈہ کلچر پر ہم فخر و ناز کرتے ہیں دیوبند پر
 ہم فخر و ناز کرتے ہیں ندوۃ العلماء پر لیکن میں آپ کے سامنے ایک مختصر سی چیز کا جسے کبھی اپنا
 نقارہ فخر نہیں بچایا ہوا کسی حالت بیان کرتا ہوں کیا کوئی ایسی مثال تمام دنیا میں اسوقت موجود
 ہے کوئی دکھا سکتا ہو میں آپ کے سامنے ایک خاص بات پیش کرتا ہوں کہ ہمارے جتنے کام
 اسوقت تمام ہندوستان میں ہوں ان سب کے ہم نقارہ نواز ہیں ثنائی خود بخود گفتن نمی زید
 اگر ندوہ ہو تو ہم کو اپنے ندوہ کے متعلق ہندوہ میں کھنٹا پڑتا ہے کہ یہ ایسی چیز ہے ویسی چیز ہوا
 رپورٹیں ہیں رودادیں ہیں اگر علیگڈہ ہو تو اوسکی ہر سال یہی نقارہ نوازی کیجاتی ہے،
 کانفرنسوں کے ذریعہ سے لوگوں کے ذریعہ سے مگر وہ لوگ بھی آج ہیں اس دنیا میں اونکی
 طرف کو دیکھنا چاہیے کہ سب کچھ کر رہے ہیں مگر اونکے حالات اونکی کوششیں اونکی جدوجہد اونکی
 زبان سے سننے میں نہیں آتی بلکہ زمین آسمان بولتے ہیں، جھگو گروکل کا قصہ اسوقت بیان
 کرنا ہے، کمنپڑتا ہے کہ گروکل کے حالات کسی ہندو کے لکھے ہوئے مجھے نہیں ملے، میں نے

گروکل کے حالات اسکے انیون سے سنے ہیں نہ تحریروں سے اور نہ زبانی، بلکہ لون
مسلمانوں سے جو دہان گئے ہیں، اون انگریزوں سے جنھوں نے دہان جا کر قیام کیا ہے
پانچ پانچ اور چھ چھ دن دہان ہے ہیں انھوں نے پانیر میں سپرستعداؤں تک لکھے ہیں اسے
سنے ہیں اور معلوم کیے ہیں، وہ یہ حالات ہیں، یہاں تو یہ حالت ہو کہ اگر کسی غریب کی
کو عربی پڑھوانا چاہیں تو ضرور یہ کہ ہم اسکو وظیفہ دین، اسکا لڑپ دین، اگر کسی کو ہم انگریزی
پڑھوانا چاہیں تو گو ہم اسکی دنیاوی معاش کے لیے بندوبست کر لے ہیں، لیکن ہکو ضرورت
ہے کہ ہم اسکو شوتین دین وظیفہ اور اسکا لڑپین، شوتین بھی چھوٹی زمینیں سن سن میں
اور چالیس چالیس وپہ کی، برادران اسلام سوال یہ ہو کہ اگر آپ مین سے کوئی ایسا مدرسہ قائم کر
جسکی میں بھی سو وقت تشریح کرتا ہوں تو آپ مجھکو بتائیے کہ تمام ہندوستان میں سے ایک شخص
بھی ایسا ہو جو ایسی تعلیم کے لیے مستعد ہو اور ایسے مدرسہ میں جانے کیلئے طیار ہو یعنی گروکل
جو چیز ہے اسنے اپنے مقاصد اپنے اصول اور اپنے دل یہ قرار دیے ہیں کہ یہ ایک درس گاہ ہم
بناتے ہیں جس میں ہر بچے لیے جائینگے جنکی عمر شاید آٹھ برس کی ہو ایسے بچے اسمیں داخل کیے جائینگے
شرط یہ ہوگی کہ چوبیس برس کی عمر تک ہ گھروں پر جانے نہ پائیں فقط دہان تعلیم پائیں اور وہی
مشغلہ میں نہ پڑینگے، ۲۴-۲۵ برس تک کی عمر کا جو زمانہ ہو نوکری کرنے کا جسکے بعد کافرئی کری
نہیں ملتی اس زمانے کو گویا وہ کھو دینگے بقصد یہ ہے کہ وہ ناکارہ ہو جائیں اور کسری ملازمت
کی ترغیب کا ذرا بھی موقعہ باقی نہ ہے، انکو دہان پر زندگی کیونکر بسر کرنی ہوگی، یوں کہ ایک لکڑی کا
تختہ سوئے کو ملیگا، پلنگ نہیں چار پائی نہیں گدا نہیں، کبسل اوڑھنے کے لیے، پاٹون یا ٹوننگے
یا کھڑاؤں پہنے کیلئے ٹینگے، یہ تو اوکی حالت ہوگی، لہذا مذاطعمہ جو ہمارے یہاں سب بڑھتی
کالج میں بھی اور ہمارے غریب جھونپڑے (یعنی ندوہ) میں بھی رات دن ہتی ہو وہ یہ ہے کہ

آج قورے کا مزہ ذرا اتر اٹھا تھا پلاؤ کا رنگ اچھا نہیں تھا، عرفان کم تھی طلبہ کی شکایت
 ہے کہ کچ قورے میں کساؤ کم تھا، مگر او کو سید ہا سادہ بالکل غریبا بمو کھانے دیے جائینگے، مگر
 یہ کم کے لڑکے ہیں آپکو یہ خیال ہوگا کہ ٹرک پر پڑے ہوئے بچے چُن لیے گئے ہونگے، اُن کو
 تو اتنا بھی غنیمت ہو کہ گریہ وہ لڑکے ہیں جنکے والدین مصارف کے لیے ۲۵ روپیہ ماہوار دیتے ہیں
 ۲۵ روپیہ ماہوار فیس ہر ایسی سخت زندگی سے بہنے کے لیے ایسی مصیبت سے بسر کرنے کے
 لیے، اُنکے والدین ۲۵ روپیہ ماہوار اپنے گھر بیٹھے بھیجتے ہیں، یہ لڑکے تعلیم پا رہے ہیں اور
 انہیں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو مفلس ہو جسکو وہ اسکا لڑپ دیتے ہوں یا شہوت
 دیکر پڑتے ہیں، بچپن وہی بھی دیے جائیں، کمبل اوڑھنے کے لیے، فرش خاک سونے کو،
 کھانے کے لیے ایسی سادی غذا جسپر ہم مسلمان مشکل سے راضی ہونگے، کام ادا نکالیا؟
 تعلیم وہ کیا پاتے ہیں؟ انکی تعلیم یہ ہو کہ ایک طرف تو نہایت اعلیٰ درجہ کی سنسکرت اور وید اور کج
 جو علوم دینی ہیں انکی کمبل، مگر معاف کیجیگا، ہم لوگوں کی طرح نہیں کہ اتنے بڑے محقق بنے بیٹھے
 ہیں پوچھو کہ حضرت ایک حرف انگریزی بھی پڑھ سکتے ہو تو جواب ندارد، جب میں ٹرکی سڑکوں
 آ رہا تھا اتفاق سے گھر میں علالت تھی، ایک رات کو بارہ بجے تار آیا میں نے ادا سکو کھولا،
 دل میں دب دیا پیدا ہوا کہ کیا واقعہ ہو؟ خدا جانے کیسا تار ہو؟ خیر میں دوڑا ہوا سر یہ مرحوم کے
 نواسے کے پاس گیا اونھوں نے پوچھا کہ کیا کہ یہ تار اب علی حسن خان صاحب نے بھجوا لیا ہے
 بھیجا ہے وہ آپکو ٹرکی سے بخیر واپس آنے پر مبارکباد دیتے ہیں، یہ حال ہم مولوی صاحبان کا
 ہے، اور او کو دیکھیے کہ سنسکرت میں تو یہ کمال اور اپنے مذہب کی پوری واقفیت اس کے ساتھ بھی
 انگریزی میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم اس حد تک کہ نیلپ جسے پانی میں ایک بڑا آرٹیکل لکھا ہے
 کہتا ہو کہ میں نے وہاں کے لڑکوں کو جا کے دیکھا کہ انٹرنس کلاس میں جو لڑکے پڑھتے ہیں وہ

انگریزی میں سرکاری کالجوں کے بی۔ اے۔ کی برابری کرتے ہیں آلات سائنس تمام
 جمع کیے گئے ہیں بڑے بڑے لائق اور اعلیٰ درجہ کے پروفیسروں کو موجودہ علوم و
 فنون سکھاتے ہیں اور سائنس کی تعلیم دیتے ہیں اور اسکے ساتھ ریاضت محنت اور
 جفاکشی اور کمو سکھلائی جاتی ہے، اور کمود و وقت تالاب میں نہلایا جاتا ہے اور انکو
 میلوں دوڑایا جاتا ہے اور انکو مجاہدین بنایا جاتا ہے، کام اور کیا ہوگا؟ کام اور کیا
 یہ ہوگا کہ نہ وہ مول سروس میں جگہ تلاش کریں گے، نہ وہ ہائیکورٹ کی ججی کے متوقع ہوں گے،
 نہ وہ پھر یونین جا کے خاک چھانیں گے، نہ وہ بھیکر ممبر پرو عطا کریں گے، بلکہ ان کا
 کام یہ ہوگا کہ گلے میں کفن ڈالے ہوئے ادنیٰ درجہ کے دہاتوں میں جا کر جہان زندگی
 بسر کرنا سخت مشکل ہے وہاں چنے چا چا کر بسر کریں گے اور اپنے مذہب کو پھیلانے
 اور نعوذ باللہ مسلمانوں کو ہندو بنائیں گے، یہ اور کیا مقصد ہے اسکے اور پر ایک طرف
 تو ہماری فیلنگ یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہماری ترقی ہو، دوسری طرف جب ہم دیکھتے ہیں
 کہ ایک شخص سرزدرونا تھہرے میدان موہن مالوی اپنی قوم کے لیے کام کر رہا ہے تو ہم اسکی
 تحقیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیوں ایسا کر رہا ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہونچا رہا
 ہے؟ بلکہ ہم کو دودنی چاہیے کہ اسکا جو فرض تھا اپنی قوم کے لیے اسکو وہ ادھر ادھر اب اس کے
 مقابلہ میں ہکو کیا کرنا چاہیے؟ انکی (یعنی ہندو کی) تو مختلف شاخیں قائم ہو چکی ہیں مختلف شہری
 بھائیں قائم ہو چکی ہیں کیفیت یہ ہے کہ میں نے ابھی کسی اخبار میں ایتھار جھپوایا، زمینیں بھیجا، لیکن
 بائیں ہمہ مسلم گروٹ نے اسکے پڑوں کو غلطی سے چھاپ لیا، اسکا یہ اثر ہو کہ فوراً زمینیں اور
 پرکاش میں اس کی کمی کی کہ اوہو مسلمان غضب ہائے دیتے ہیں ہماری شہری کو روکے دیتے ہیں، ہم جو
 نو مسلموں کو شدہ کرنا چاہتے ہیں اسکو روکے دیتے ہیں، لہذا ہکو فوراً قوت کے ساتھ آمادہ ہو جاتا

چاہیے اور اس میں سے ہر دس ہزار روپیہ جمع کر دینا چاہیے جہاں ایک اعلیٰ مسلمانوں کا جائے وہاں ہر دس روپیہ چاہیے، یہ اعلان چار اخباروں میں جو بیان آتے ہیں، آرمیا، ارجن، پرکاش، اور لیڈر میں نے دیکھا تھا، یہاں تو کچھ بھی نہیں ہوا اور وہاں طیاران ہو گئی ہیں، اسکی ایک شاخ فرخ آباد میں قائم ہوئی ہے، مجھ سے خود ایک ہاں کے تحصیلدار نے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہاں کے نصاب تعلیم میں قرآن مجید کی تفسیر داخل ہے، کیا کسی نیک نیتی سے کیا اس لیے کہ قرآن مجید سے کوئی فائدہ حاصل کریں، کیا اس لیے کہ ہر ایت لینا چاہیے، کیا مقصد تفسیر حسنی کے رکھنے سے مگر اسکے مقابلہ میں مسلمانوں میں کیا ہے پورا سنا، پورا سنا، یا اگر مقابلہ کیا جاتا ہے تو اس طرح سے کہ توپ کے مقابلہ میں گھسیان یا اگر مقابلہ کیلئے آمادہ ہوتے ہیں تو ایسی صورت سے اور ایسی بے تربیتی سے کہ کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آج ہندوستان میں پانچ یا سات کروڑ مسلمان ہیں مگر ان میں سے اہل عرب یا اہل عجم بہت کم ہیں، زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو کہ یہاں کے لوگ تھے اور وہ مسلمان ہو گئے، یا کیے گئے، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جبراً وہ مسلمان کیے گئے، خیر یہ ایک تاریخی مسئلہ ہے، لیکن جہانگیر میں نے تحقیق کی ہے کہ کوئی شخص یہاں تک کہ ایک متنفس بھی جبراً مسلمان نہیں کیا گیا، ہفت جاہل ہو چکا یہ دعویٰ ہے کہ لوگ جبراً مسلمان کیے گئے، عالمگیر سے زیادہ لوگ کو مستعصب کہہ سکتے ہیں مگر عالمگیر کے متعلق خود افسٹن نے یہ لکھا ہے کہ عالمگیر نے جتنا بھی ظلم کیا ہو مگر یہ مطلقاً ثابت نہیں ہے کہ تمام عمر میں ایک ہندو بھی جبراً مسلمان کیا ہو، واقعات اور حالات ایسے تھے، آج آپ اس زمانہ میں خیال فرمائیں کہ ہماری گورنمنٹ انگریزی میں کس قدر ٹالوٹیں اور کس قدر بی تعصبی ہو کس قدر ہماری مذہبی فیلنگ کا خیال کرتی ہے، جسطرح ایک مسلمان پادری ہو کر اسلام کے خلاف کہہ سکتا ہے، جسطرح اس سے زیادہ

سختی کے ساتھ ایک مسلمان پادری پر اعتراض کر سکتا ہو، لیکن گورنٹ کبھی ذیل نہیں دیتی،
 باوجود اس بے تعصبی اور باوجود اس حتم پوشی اور باوجود اس فیاض دلی کے کیا نتیجہ ہو
 کہ اس وقت ۳ لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے، جو مسلمان تھے یا ہندو تھے، کیا یہ جبراً عیسائی
 بنائے گئے ہیں؟ یورپ کا اور انگریزی خانو کا مذاق یہ ہو کہ جہاں دو واقعات کو انھوں نے
 ساتھ دیکھا یہ منطق کی غلطی کرتے ہیں، ایک کو علت اور دوسرے کو معلول قرار دیتے
 ہیں، انھوں نے دیکھا کہ مسلمان ہندوستان میں آئے، یہ ایک بات، ہندو ہمت سے
 مسلمان ہو گئے، یہ دوسری بات، اب انھوں نے ایک کو علت اور دوسرے کو معلول
 قرار دے لیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ مسلمانوں نے جبراً ہندوؤں کو مسلمان کیا، لیکن اگر یہ دلیل صحیح ہو
 تو کتنا چاہیے کہ خدا نخواستہ انگریزی گورنٹ نے بھی لوگوں کو جبراً عیسائی بنایا، لیکن حضرت
 اگر انگریزوں نے لوگوں کو جبراً عیسائی نہیں بنایا، تو غیر وں کو کیا حتی ہو کہ وہ کہیں کہ ہندو
 جبراً مسلمان بنائے گئے، یہ ایک واقعہ ہے کہ جب حضرت معین الدین چشتی اجمیر شریف
 میں تشریف لائے تو راجپوتانہ بھرمین کہیں اسلامی سلطنت نہ تھی کون جبر کرنے والا تھا،
 خواجہ صاحب کوئی تلوار نہیں رکھتے تھے کوئی لاؤ اشکر نہیں رکھتے تھے، ایک فقیر مسکین
 گوشہ نشین، وہ اگر زمین میں پہاڑ کی کھو میں بیٹھ گئے اور راجپوتانہ بھر کو روشن کر دیا (چیرن)
 آج کیا حالت ہے؟ میں اجمیر گیا ہوں (آج اتنا تعصب اور منافرت ہندو مسلمانوں میں
 پیدا ہو گئی) مگر بایں ہمہ میں نے سنا ہو کہ ایک ہندو اتنا ہے، پہلے جناب حضرت خواجہ
 معین الدین چشتی کے مقبرہ کے درشن کرتا ہے اس کے بعد اپنے سوال میں جاتا ہے، ان لوگوں
 نے اسلام کو پھیلا یا تھا، آج ہزاروں لاکھوں ہندوؤں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے مزار پر جاتے
 ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، جسکو ہم بھی جائز نہیں رکھتے، وہ اتنا اعتقاد اور محبت رکھتے ہیں،

کیا اسپر بھی آپ یقین کر سکتے ہیں کہ اسلام جبر اچھلا یا گیا، اونھون نے اسلام کا ایسا نمونہ دکھلا دیا کہ دل اونکی طرف کھنچا جاتا تھا، جیسا کہ جناب صدر نے کل فرمایا تھا، کیا کہ نفس فرمایا تھا، میں برابر تارخین دیکھتا رہا ہمیشہ حالات پڑھتا رہا کبھی اس نکتہ کی طرف سری نظر بھی نہیں پڑی تھی جیسا کہ صدر محترم نے فرمایا، آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرام جب ایران میں گئے تو زبان سے بالکل نا آشنا تھے، کوئی صاحب یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دہان فارسی زبان میں تقریر کرتے تھے، یا شام میں تو بالکل گوئے تھے دہان کی زبان کے لحاظ سے، مترجم ذریعہ سے بولتے تھے زبان کی ضرورت نہ تھی، اونکا جسم، اونکی صورت، اونکے عادات اونکے اخلاق، اونکے حالات، یہ چیزیں تھیں جو لوگوں کو سونے لیتی تھیں اور لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔

ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ سفیر روم آیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں پیغام لیکر جنگ کا، یہ واقعات ہیں، وہ شام کو دہان آکر ٹھہرا اور رات کا بڑا حصہ اوسنے دہان بسر کیا، دیکھتا ہے ایک عجیب محویت طاری ہے عجب لوگ ہیں جنکے چہرے سے جنگی باتوں سے جنکے نور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین منور ہوئی جاتی ہے جہاں دیکھتا خاک راہی پاتا ہے پوچھتا ہے کہ ایسا المؤمنین کہاں ہے، زمینیں عساکر کہاں ہے، لوگ کہتے ہیں کہ کہیں زمین پر بیٹھا ہوگا، ایک غریب آدمی فرش خاک پر بیٹھا ہوا ہے نہ کوئی تفہیم ہے نہ اکرم، اس رنگ کو دیکھ کر اوسکا یہ عالم ہوا کہ اوسنے کہا کہ حضرت میں تواب واپس نہیں جاؤں گا یہیں رہوں گا، اونھون نے کہا کہ یہ نقص عہد ہوگا، سفیر کہیں جایا کرتا ہے تو یہ بات بھی داخل عہد سمجھی جاتی ہے کہ وہ اوس طرح سے بخیر و عافیت واپس بھیج دیا جاوے تاکہ یہ شکایت نہ ہو کہ وہ جبر زدک لایا گیا، اس واسطے اگر اسلام لاتے بھی ہو تو ایک دفعہ جاؤ اور پھر

والپس آؤ، ان چیزوں نے مسلمان بنا دیا تمام دنیا کو، یہ چیز تھی مسلمان بنانے والی۔

حضرت ابن عباس اسکندریہ کو فتح کرتے ہیں، مصروفِ قابو و فتح ہو جانے کے بعد حضرت عیسیٰ کا ایک سٹیج بابت بنا ہوا تھا اتفاقاً ایک تیرکسی نے مارا وہ آنکھ میں لگ گیا، اس تصویر کی آنکھ چھوٹ گئی، اس واقعہ کو مسلمان تو الگ خود مصر اور یورپ کے ایک مؤرخ نے جو عیسائی اور شپ تھا اس نے لکھا، میں نے اس کی کتاب میں جو کسٹوڈ میں چھپی ہے خود دیکھا کہ پروفیسر قیاق نے لکھا ہے کہ لوگوں نے جاکر عمر بن عباس سے تمکایت کی کہ آپ کے ایک شخص نے ہماری بزرگ تصویر کو توڑ ڈالا اور بی حرمتی کی آپ نے واقعہ پوچھا اس نے بیان کیا تب آپ نے پوچھا کہ معاذ اللہ کیا چاہتے ہو اسکا کیا کفارہ ہو؟ ادھون نے کہا ہم بھی جو محمد تمھارا نبی ہے اسکا ایک بت بنا کر اسکی آنکھ کو پھوڑ دینا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس سے تو کچھ حاصل نہیں، ہم لوگ تو تصویر کی تعظیم نہیں کرتے تصویر بنا تو کبھی ہمارے نزدیک قابل تعظیم نہیں، کیا تم اس بات پر راضی ہو سکتے ہو کہ ہم میں سے جس شخص کو چاہا ہو اسکی ایک آنکھ پھوڑ دو؟ ادھون نے کہا کہ ہم آمادہ ہیں لیکن عیسیٰ ہمارا خدا ہے سب سے بڑا شخص تھا اس واسطے ہمارا ایک فوجی ادنیٰ درجہ کے شخص کے ساتھ یہ بڑا ذکرنا پورا انتقام نہیں ہے، اگر تمھارا رئیس عسکر یعنی سپہ سالار فوج اس بات پر آمادہ ہو تو البتہ ہم راضی ہو سکتے ہیں، حضرت ابن عباس نے پوچھا کوئی آنکھ اسکی پھوٹی تھی؟ اس کے بعد تلوار لی اور اپنی آنکھ پیش کی اور کہا کہ اسکو نکال دو تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس نے کہا کہ حیف ہے تم لوگوں سے مقابلہ کرنا غرض کہ ان باتوں نے مسلمان بنا دیا، بہر حال جو لوگ کہ برکات اولیاء سے، اور جو حضرت صدوقہ کرام کی روشنی کے اثر سے مسلمان ہوئے تھے، آج انکی کیا حالت ہے؟ ہم نے جو تحقیقاتیں کی ہیں ہم نے جو رپورٹیں

حاصل کی ہیں، ہمارے پاس ایک پتھر ہے نہایت کثیر خطوط کا جس میں سے چند نام مین نے
اس اشتہار میں شائع کر دیے ہیں، ان سے معلوم ہوا کہ وہ ان کے مسلمانوں کی کیا حالت
ہے؛ اور ان کے نام تو ہیں لیکن ہنگامہ دیاں سنگھ اگر اونسے پوچھا جائے کہ تم جانتے ہو
کہ خدا ہے کوئی؟ رسول خدا کوئی شخص گنڈا ہے نہیں معلوم صحابہ کرام کوئی خیر نہیں معلوم
نمار روزہ وغیرہ کبھی سنا ہے نہیں کسی کسی گاؤں میں مسجد ہے مگر اس مسجد کو گوبر سے لیتے
ہیں، بعض مسجدوں میں بت رکھے ہوئے ہیں جنکو وہ جا کر پوجتے ہیں، یہ حالت ہے، اگر
کسی کو شک ہو تو جا کر دیکھ آئے یہ کس کا قصور ہے اونکا یا ہمارا، ہم مسلمانوں کا، ہم غفلت کا
ہم دعاات کا، حضرات یہ بے شبہ نہایت آسان بات ہے کہ ہم وہ غلط کئے کے لیے
ایسے مقامات پر جائیں کہ جہاں ہم آرام و آسائش سے کھا سکتے ہیں پی سکتے ہیں تیری
دعوت ہو سکتی ہے ہمارا کھانا جو ہم گھر میں کھاتے ہیں وہ کم از کم ہو کہ وہاں ضرور مل سکتا ہو،
مگر ان مقامات میں جانیکی ضرورت ہی نہیں، ان مقامات میں جانا تو بے گفتن دے
زلف تو تحصیل حاصل ست نہ جانا تو وہاں ہے جو فضیلت اور شہروں سے پندرہ پندرہ
بیس بیس میل پر مقامات ہیں جہاں خود ہمارے ندوہ کا ایک طالب علم عبدالودود گیا ہو
اونے خود بیان کیا ہے کہ میں مین وقت وہاں رہا ہوں کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی،
وہاں نہ کوئی دکان تھی نہ بازار، تین وقت متصل فاقہ کرنا پڑا کسی نے مجھے وٹنی نہیں
دی، چوتھے وقت شہر میں آکر میں نے کھانا کھایا، اوسی جگہ جانے والا تلاش کرنا چاہیے،
وہاں جانے کے لیے لوگ طیار نہیں ہیں، خطوط جو میرے پاس آتے ہیں آپ اون کو
پڑھیے، اوسمیں یہ ہے کہ شہروں میں تو آپ دعا عطا بھیجتے ہیں، شہروں میں آپ مناظرہ
کرتے ہیں، آپ اون مقامات میں علاج کرتے ہیں جہاں مریض ہی نہیں، جہاں بیماری

جہاں موت ہے وہاں کیا ہو رہا ہے -

حضرات میرے اوپر ابتدا اس اثر کی یوں ہے کہ دو سال پہلے کہ شاہجہانپور سے ایک خط میرے پاس سفید خان سوداگر کا آیا تھا کہ شاہجہان پور سے آٹھ کوس پر ایک گاؤں ہے جمال پور وہاں کے رئیس راجپوت جو مسلمان ہیں وہ ہند ہونا چاہتے ہیں، آریہ وہاں پہنچ گئے ہیں اور کوہند کرنا چاہتے ہیں، آپ جلد آئیے اور مدد کیجیے، انھوں نے اس کے ساتھ ہی دہلی کی انجمن ہدایت الاسلام کے مولانا عبدالحق حقانی کو لکھا تھا وہاں سے دو دواغظ تشریف لائے تھے اور میں ندوہ سے گیا، جس وقت میں یہاں سے چلا ہوں میری جو حالت تھی نہایت سخت، یہ طلبہ ندوہ کے جو یہاں بیٹھے ہیں وہ اس کے شاہد ہوں گے کہ میں نے اس وقت کوئی گالی کوئی سب و شتم نہیں اٹھا رکھی تھی جو میں نے ان ندوہ والوں کو نہ سنائی ہوگی کہ لے بے حیاؤ اور اسے کم بخت و دوب مرو یہ واقعات پیش آئے ہیں، ندوہ کو اگ لگا دواور علیگڑہ کو بھی پھونک دوا، یہی الفاظ میں نے اس وقت کہے تھے جو آج کہتا ہوں، اس وقت نہایت امنوس میں میں یہاں سے گیا تھا، وہاں جا کر میں نے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے لوگوں نے یہ بیان کیا کہ آریہ اس گاؤں میں آئے ہوئے ہیں اور کوہند و بنانا چاہتے ہیں مسلمان علماء کو بلوایا ہو جمال پور سے ایک کوس پر خمیہ کھڑا کیا گیا ہو، تین سو روپیہ کھانے میں صرف ہئے ہیں چندہ وغیرہ کیا گیا ہے، وہ نو مسلم بچائے یہ کہتے تھے کہ مناظرہ ہم جانتے نہیں، پڑھے لکھے نہیں، آپ ہمارے اس گاؤں میں آئیے اور یہاں اگر ہر کو سمجھائیے، جو باتیں ہمارے دل میں ہونگی ہم آپ سے کہیں آپ اور نکا جواب دیجیے، پھر جو کچھ بھی ہو، یہ واقعہ ہے اسمیں ذرا بھی غلط نہیں کہتا ہوں، اس کے شاہد سید وزیر حسن صاحب

وکیل شاہ چمان پور میں وہ اسکی گواہی دیکھتے ہیں، اسپر ایک شخص رامنہ ہوا کہ
کاؤن میں جائے، اس بات کا کوئی در نہیں تھا کہ وہ لوگ خدا خواستہ فوجاری کرینگے
یا مارینگے، کیونکہ پولیس اور تحصیلدار وہاں موجود تھے کہ امن و امان قائم رہے۔
میں نے بالآخر یہ کہا کہ بھائیو مجھے تو پاکی میں ڈال کر وہاں بھیلو، میں چلتا ہوں،
لیکن کوئی شخص نہیں لیکھا، غرض تین دن تک میں وہاں پڑا رہا، بالآخر وہ لوگوں نے
اعلان کر دیا کہ ہم ہندو ہیں۔

کیا یہ واقعات آپ کے کانوں میں پڑتے ہیں، اگر نہیں پڑتے تو آپکی بخیر
کی داد دینی چاہیے، اور اگر پڑتے ہیں تو آپ کا دل جل نہیں جاتا، پھٹک نہیں جاتا،
کڑھ نہیں جاتا، اس سے زیادہ کیا بے حمیت ہوگی؟ کیا یہ باتیں ایسی ہیں کہ جس سے
چشم پوشی کی جائے؟ لیکن اصل میں غوریہ کرنا ہے کہ جب انسان کسی مشکل میں گرفتار ہو جائے
تو اسکو کرنا کیا چاہیے؟ یہ نہیں ہو کہ مسلمانوں کو احساس نہیں ہوتا، خدا کے فضل سے
اب بھی اولاً مسلمانوں میں علماء و فضلاء ہیں جو جا بجا جاتے ہیں، دوسرے انجمنیں قائم
ہو گئی ہیں، مثلاً انجمن تبلیغ الاسلام اور انجمن ہدایت الاسلام دہلی اور اور انجمنیں ہیں وہ
میں گراؤ کی بات مجھے یہ کہنا ہے جسکے لیے میں نے یہ اشتہار دیا تھا اور آپ صاحبان سے
خواہش کی تھی کہ مذہب میں آئیے مجھے آپ سے مشورہ کرنا ہے اور باتیں بوجھنا ہے، بعض
صاحبان نے اس میں بہت دلچسپی لی ہے، مثلاً مولوی علی احمد صاحب اگرہ۔

غوریہ کرنا ہے کہ آیا یہ تدبیریں کافی ہیں یا نہیں اور یہ براگندہ کوشش حقیقت
میں قوت بخش ہیں یا نہیں؟ جو تدابیر اسوقت اختیار کی گئی ہیں انکو آپ غور سے سنئے
آپ کا کھانے کا وقت آتا جاتا ہے خیر کچھ پرواہ نہیں، آپ کو مذمت ہوتی ہے اسکو

تھوڑی دیر کے لیے برداشت کیجیے، یہ سلسلہ حیات و معاش اسلام کا ہے، فقط اس وقت ہی نہیں بلکہ گھروں میں جائے اور ادن تدبیروں کا جو یہاں پیش کیا، این اور انکا لحاظ کیجیے اور سوچیں کہ اب کیا کرنا ہے؟ ایک مرتبہ صحیح خاکہ بن جاتا ہے، تمام ملک میں اسکے لیے دور دراز ہے، ایک تدبیر تو یہ کی گئی تھی کہ علماء و اعلیٰین رکھے گئے وہ شہروں میں بھیجے گئے اور اونھوں نے مناظرے کیے ایک لحاظ سے یہ تدبیر بہت مفید ہے، دجاسکی یہ ہے کہ اون کے حملے ہر پہلو سے ہیں، ایک پہلو اور انکا یہ ہے کہ قرآن مجید پر اعتراض اور مسائل اسلام پر اعتراض، قرآن شریف کے احکام پر اعتراض شہروں میں جو بڑی بڑی انجمنیں قائم ہیں اور مناظرے ہوتے ہیں اون کے لیے اکثر ایسے لوگ ہیں جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، اور اور لوگ ہیں جنھوں نے اسمیں خاص مہارت پیدا کی ہے وہ جاتے ہیں اور مناظرے کرتے ہیں، یہ تدبیر ایک حد تک مفید ہے اور ایک حد تک کام کر رہی ہے، لیکن وہ جو سوال ہر ان دیہات میں جانے کا اور وہاں کام کرنا اسکے متعلق میں نے جتنی رپورٹیں پڑھی تھیں وہ یہ ہیں کہ یا تو وہ ان ہی مقامات پر گئے ہیں جہاں کھانا آسانی سے مل سکتا ہے، یا اگر کسی ایسے مقام پر گزر ہو گیا جہاں زیادہ مشکلات و دشواریاں تھیں، اونھوں نے جو خاندان پرمی کی ہے میں نے اسکو پڑھا تو معلوم ہوا کہ کسی جگہ ایسے گاؤں میں دس دن بھی کام نہیں کیا کیونکہ ان تکلیفوں کے برداشت کرنے کے عادی نہیں ہیں، آپ لوگوں نے جو ہم لوگوں پر نوازشیں کیں ہیں اب وہ ہمارے لیے ظلم ہو گئیں، آپ نے ہمارے علماء کی اب تک جو خاطر داریاں کی ہیں پالا پوسا ہے اور غریبیت دی اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک نرم گتے نمون اپنا گٹ چارپائی نمون اوس وقت تک ہم سے رہا نہیں جاتا، اسی وجہ سے دیہاتوں میں جانا سخت مشکل ہے

اب صرف دو تدبیریں نظر آتی ہیں، ایک یہ کہ ایسے دیہات میں نو مسلموں کے لیے مسلمانوں کے لیے چھوٹے چھوٹے مکاتب قائم کیے جائیں، ۵۔ ۶۔ ۷۔ گانوں کا ایک حلقہ قرار دے کر ایک صدر مقام جہاں سے آدہ آدہ کوس کے فاصلے پر دیہات ہوں وہاں ایک مکتب ہو، جس میں نہ آپ کا یہ فلسفہ یونانی اور نہ انگریزی کا ایک لفظ ہو بلکہ صرف قرآن شریف کا متن اور اردو اتنی کہ جس سے محض مسائل عبارت و نماز و روزہ اور وہ بھی نہایت آسان آسان، شکل اور دشوار مسائل فقہ بھی نہیں، یہ ادن کو پڑھائے جائیں، بلکہ حضرات میں دیکھنا تھا اس بات کو کہ کتاب ہوں چاہے حامیان اردو و گریں یا نہیں، مگر کہوں ناگری میں ان سالوں کو خالص کرنا چاہیے۔ وجہ اسکی کیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص مزدور اگر اردو پڑھنے بیٹھے تو اس کے چار برس صرف ہو جاتے ہیں، بجا رہ کتب تک پڑھ گیا لیکن ہندی کے لیے کیا مشکل ہو اگر یہ ایک حرف بھی روز سیکھے تو اٹھائیس تیس دن میں سیکھ لیا کیونکہ اس میں مفرد حروف ہیں، اگر سوہ قرآن شریف کے علاوہ جو اپنی عبارت میں مخصوص ہے، بقیہ مسئلہ مسائل کو ہم ناگری میں کر دین تو ہمیں کیا دشواری ہے، کوئی ہرج نہیں، آپ جانتے ہیں کہ چین میں دو کروڑ مسلمان ہیں انکی تمام تصنیفات چینی زبان میں ہیں، قرآن شریف کا ترجمہ تک چینی زبان میں ہے، یا تو اس قسم کے مکاتب جا بجا قائم کیے جائیں، یا دوسری یہ تدبیر ہے کہ ایسے لوگ جو بڑے عالم ہوں جو فارغ التحصیل ہوں، جو بہت جید طالب علم ہوں، اس واسطے کہ اگر ایسے ہوں گے تو پانچ دس روپیہ میں وہ آپ کا کام نہیں کر سکتے انکی شان کے بھی خلاف ہو، بلکہ ایسے معمولی خزانہ آدمی ہوں کہ جو اردو فارسی معمولی پڑھ لکھ لیتے ہوں، انکو ایک ٹریننگ کے طور پر اندرون میں یا مدرسہ الکیات کانپور میں ایک سال بھر مزید تعلیم و تہذیب دلائی جائے اس کے بعد

دس دس بارہ بارہ روپیہ تنخواہ میں مقرر کر کے اون کو دیہات میں بھیجا جائے کہ دو دو تین تین میں بیٹے قیام کریں اور دو غلہ کریں اور بچھائیں، مل جل کر نصیحت کریں اور زانیہ باتوں میں تعلیم دیں، جب ایک گانوں درست ہو جائیگا تو دوسرے گانوں پر اثر ہوگا۔

یہ کام مدرتیج کا ہے صحیح خیالات اور تدبیروں سے کام کیجیے، ہزار نشانے مارے اگر نشانے پر نہیں پڑتا تو سارا زور آپ کا بیکار جاتا ہے، ساری تیر اندازی فضول جاتی ہے، اگر آپ راستہ چلتے ہیں اور سیدھے راستہ پر پڑ گئے تو چاہے آپ چیونٹی کی چال بھی چلیں گے تو توقع ہے کہ ایک دن آپ منزل مقصود پر پہنچ جائیگے، لیکن اگر آپ ریل کی چال چلتے ہیں اور اُٹے چلتے ہیں تو بھاری تمام کوششیں قومی اور ملکی خواہ کیسی ہی زور کیسا تھ ہوں حقیقت میں اگر وہ راستہ سے ہٹی ہوئی ہیں تو آپ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب میں اسکے متعلق اس وقت آپ سے کچھ بھی تحریک نہیں کرتا، مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جتنے بزرگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اپنی اپنی جگہوں پر جا کر ان باتوں پر غور کرنا چاہیے سوچنا چاہیے ہر شہر میں اسکے متعلق کمیٹیاں قائم کرنا چاہیے، شہر کے لوگوں کو ایسے کم درجہ کے واعظین اور مدرسین تلاش کرنا چاہیے۔

حضرات میں کہہ سکتا ہوں کہ گو میں ندوۃ العلماء کا فدائی ہوں، مگر اس کام کیلئے کاش میرے ایک پاؤں کے سوائے تمام جسم بھی کام آسکتا تو میں اور زیادہ مشکور ہوتا، لیکن میں سب کام سے زیادہ اس تحریک کو مقدم سمجھتا ہوں اس میں کچھ چندہ جمع کرنا نہیں بڑا کم اتیار النفس والے آدمی پیدا کیے جائیں، جہاں تک ہو سکے عملی آدمی پیدا کیے جائیں، شاید ایسا وقت آئیگا کہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیگے کہ جو ہر کچھ رقم چار آنہ آٹھ آنہ ایک روپیہ خاص اس کام کے لیے مقرر کر دیں، آپ کو معلوم ہو کہ میں نے کوئی نوٹس چندہ کانہیں دیا، لیکن

محض ایک ذرا سا ٹولس دینے سے کہ کمان کمان نو مسلم پائے جاتے ہیں لوگوں نے میری پاس
 خطوط بھیجے شروع کر دیے کسی نے لکھا کہ ایک دپیہ ماہوار میرا لکھ دیجیے (ایک صاحب نے
 ایک دپیہ پیش کیا بطور چندہ کے) میں جوش کا فوری اندازہ نہیں کیا کرتا چندے دو قسم کے
 ہوتے ہیں ایک فوری جیسے کہ مذکورہ کی عمارت کیلئے آج صبح دیا جا چکا ہے اسکو ہم نہایت غنیمت
 سمجھیں گے، اسوقت فوری جوش کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد اگر آپ کا جوش ٹھنڈا ہو جائے تو کچھ
 پرواہ نہیں لیکن ایک ضرورت میں ہوتی ہیں جو سترہ میں بائیس دن کے لیے کوئی ٹیکس ہونا چاہیے
 آپ کے قلب پر اور دل پر مثبت ہونا چاہیے کہ وہ ٹیکس ہے اسوقت میں دیکھتا ہوں کہ اتنے صاحبان
 جو تشریف فرما ہیں پانچ چھ سو آدمی ہونگے، اگر یہاں سے جائیکے بعد جو کچھ بھی تجویز ہوا اسکے متعلق
 مجھے خط لکھیں کسی قسم کی رائے مجھ اسکے متعلق دین کوئی تدبیر تیار نہیں کیٹی قائم کریں اور مجھکو
 اطلاع دیں مجھکو خود وہاں بائیس خود ایک دپیہ ماہوار کے لیے مجھے وہاں سے خط لکھیں اور
 اپنے دوستوں کو اسکے لیے آمادہ کریں تب میں سمجھو گا کہ آپ کے قلب پر صحیح اثر ہوا ہے اس سے
 ہلکو کام لینا ہو یہ ہے دلی جوش، در نہ سخن سازی سے کوئی نتیجہ نہیں۔

اس کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ وکیل چیف کوٹ پنجاب نے اسی
 مسئلہ پر تقریر کی اور آپ کے بعد مولوی ابوالکمال عبدلودو صاحب نے اسکی تائید کی۔
 ان تقریر دن کا مسلمانوں پر جو اثر ہوا اسکی دیر پائی کی دلیل یہ ہو کہ شب کہ جب مولوی
 ابوالکمال صاحب نے ان مسلمانوں کے نام لکھنے چاہے جو واپسی کے بعد اس تجویز
 میں عملی مرد دین گے تو تقریباً ڈیڑھ سو مسلمانوں نے اپنے نام فہرست میں لکھوائے۔
 اس کے بعد نماز ظہر کے لیے جلسہ برخواست کیا گیا۔

اجلاس ششم

سب سے پہلے قرآن مجید کی چند آیتوں کی تلاوت کی گئی، اور اسکے بعد
 راء العلوم کی تعمیر کا نمونہ پیش کیا گیا، اول درجہ بھاکا کے ایک طالب علم سید ملا حسین
 نے بھاکا میں اس خوبی سے تقریر کی کہ لوگوں کو اس کے پنڈت ہونے کا دھوکا ہوتا تھا۔
 اسکے بعد معین الدین و عبدالرحمن دو کسں بچوں نے فضائل اسلام اور
 اسباب تنزیل و ترقی پر اس خوبی و دلیری سے تقریر کی کہ تمام جلسہ دنگ رہ گیا۔

ندوہ کے مختلف انواع امتیازات و خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت
 یہ ہے کہ یہاں ادب عربی کی کامل تعلیم دی جاتی ہے جس سے طالب علم بے تکلف تحریر و
 تقریر پر قادر ہو جاتا ہے، اسکی مثالیں متعدد مواقع پر کامیابی کے ساتھ پیش کی جا چکی
 ہیں لیکن یہ موقع اس حیثیت سے اور موقعوں سے ممتاز اور اس امتحان کے نئے شکل
 تھا کہ پرائیڈنٹ عربی نژاد تھا اور اس مرتبہ کا تھا کہ عرب غالب آ جانا بعید نہ تھا۔
 باآئین ہمہ اونھوں نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر کی اور ندوہ کی عزت کو

قائم رکھا، افسوس ہے کہ یہاں پر ہم اونکی تقریریں قلمبند نہ ہو سکی وجہ سے دلچ نہیں کر سکتے
اسکے بعد مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی نے اُن حضرات
کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس اجلاس میں مدوۃ العلماء کے خدمات انجام دی تھیں اور اُن سے
مفصل طور سے آپ واقف ہو چکے ہیں۔

اسکے بعد مسٹر ممتاز حسین بیرسٹریٹ لائے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا،
آخر میں علامہ سید رشید رضا صدر انجمن اجلاس کھڑے ہوئے اور اس جوش کیسا
اپنی پر مغز اختتامی تقریر کی کہ تمام جلسہ کو اپنا ہمزنگ بنا لیا۔

یہ اونکی آخری اور یادگار تقریر تھی اور اُن کو نظر آ رہا تھا کہ اونکی صرت ان چند
تقریروں سے مسلمانان ہندوستان کی اصلاح نہیں ہو سکتی، اس بنا پر مریض کو مرض
الموت میں چھوڑ کر جانا اُن پر کس قدر شاق تھا؛ ہمارے خیال میں بھی نہیں آ سکتا،
اس خیال نے اونکی آواز میں رقت پیدا کر دی اور اس پاک رقت نے تمام درد آشفات
دلوں کو تڑپا دیا۔

اس تقریر کے بعد شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے صدر انجمن کا اردو میں شکریہ
ادا کیا اور مولوی سید سلیمان صاحب نے اُسی وقت عربی میں اور سکا ترجمہ سنا دیا۔
شکریہ کے ضمن میں اونکی تکالیف و شائد کا ذکر بھی کیا گیا تھا جو اونکی نویں اصلاح
میں پیش آئے تھے، خصوصاً اُن تکالیف کا جو اُن کو صرت مدوہ کے لیے مصر و ہندوستان
آنے کے لیے برداشت کرنی پڑیں، جو وقت مولوی سید سلیمان نے اسکا ذکر کیا ہے اور
آٹویں قیمت کے الفاظ ادا کیے ہیں علامہ ممدوح کے چہرے سے آثار و فورالم نمایان
ہونے لگے، جوش غم میں کھڑے ہو گئے، اپنی تکالیف و شائد کے ذکر میں سرور کائنات

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صعوبات و تکالیف کا ذکر زبان پر لائے تھے کہ فوط
 غم نے زبان خشک کر دی، قطرات اشک نے تری پہنچانے کے بجائے اس آتش غم
 پر تیل کا کام کیا، اور دیر تک یہ حالت (جسکے لیے لیل و نہار کی آنکھیں بھی ترستی رہتی)
 قائم رہی۔

اس تقریر نے اون حاضرین کے قلوب میں ایک حرکت پیدا کر دی جو مقرر کی
 زبان سے نا آشنا تھے لیکن محبت نبوی کی بھی تاثیر اون کے قلوب کو گرم کیے ہوئے تھی۔
 معزز مقرر کے بیٹھ جانے کے بعد حاضرین نے (فدا الک) تین نعرے
 اونکے لیے بلند کیے۔

اسکے بعد آخری کارروائی یہ ہوئی کہ نہایت خشوع و خضوع سے دعا
 کی گئی کہ خداوند تعالیٰ ہم میں خلوص، حسن نیت، واثار پیدا کر کے نیک تجاویز کو عمل
 میں لانے کے لیے توفیق خیر عطا فرمائے اور نور اسلام کو شوائب ظلمات سے پاک رکھے۔
 واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون ۛ

سید عبد الحمی

نائب ناظر ندوۃ العلماء

لکھنؤ

{ یکم ستمبر ۱۲۹۱ء }

آمدنی چند نذرة العلماء من ابتداء ای پرل السہاء لغایت شیخ السہاء

نمبر ۱ -	سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد و کن خلد اللہ ملکم	العیسہ
	اوقات	
نمبر ۱ -	از وقف شاہجہان پور	ص ۱۰
نمبر ۲ -	از وقف مولوی خاں یار خان صاحب موضع بھڑنا پور ضلع بریلی	بلعہ
نمبر ۳ -	از وقف دوکان چندوی معرفت جناب مولوی عبدالحی صاحب دیکل	ص ۱۰
نمبر ۴ -	از وقف مکان واقع جھانسی معرفت منشی تیسیم حسین صاحب ہند کلکٹری	ص ۱۰
نمبر ۵ -	از جناب منشی محمد عثمان علی صاحب متولی بابت وقف حاجی درخش مرحوم	ص ۱۰
نمبر ۶ -	کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ کلکتہ	مائع
	(کرایہ دوکانات)	
۱	کرایہ دوکانات متعلقہ مکان از العلوم نذرة العلماء واقع گولہ گنج کلکتہ	بلعہ

میزان العیسیٰ
(۶ بابی)

آمدنی چند تعالیم العلوم نذرة العلماء من ابتداء ای پرل السہاء لغایت شیخ السہاء

(۱)	گرانٹ ان ایڈ عطیہ پرائش گورنمنٹ ممالک متحدہ اگرہ وادودہ	ص ۱۰
(۲)	عطیہ سرکار عالیہ الیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا	ص ۱۰
(۳)	عطیہ حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست رام پور خلد اللہ ملکم	ص ۱۰
(۴)	عطیہ ہرنائیس سرخا خان بہادر بالقابہ	ص ۱۰

چندہ ممبری

نمبر شمار	نام مع پتہ	تقدیر رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تقدیر رقم
۱	جناب عبداللطیف صاحب خلف برگڈیر احمد جان صاحب پشاور معرفت مولوی فضل الرحمان صاحب وکیل نزوۃ العلماء	۶	۶	جناب منشی محمود عالم صاحب مغلیہ بسی ایضاً جناب چودہری نعمت اللہ صاحب بی۔ اے وکیل	۷
۲	جناب منشی محمد اسماعیل خان صاحب رئیس ناٹی کی منڈی اگر معرفت شمس العلماء شبل نعمانی جناب مولوی محمود علی صاحب فیض	۷	۷	جناب محمد روشن خان صاحب مالک نیوڈاک بنگلہ چھانڈی انبالہ بسی ایضاً جناب سردار الکھنیش صاحب قوپ خانہ بازار	۸
۳	زندہ کھنڈ، پکیر تھلہ پنجاب، بسی جناب لوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ	۸	۸	بسی ایضاً جناب ابو محمد یوسف صاحب حموی بسی ایضاً جناب غلام بھیکت صاحب بی۔ اے پلیڈر شہر انبالہ۔ بسی ایضاً۔	۹
۴	جناب حافظ سلطان احمد صاحب ٹھیکہ دار کرسٹ۔ فیض آباد بسی ایضاً جناب منشی امتیاز علی صاحب بی۔ اے۔ وکیل۔	۹	۹	جناب ماسٹر غلام نبی صاحب شاپوری بازار لال کرتی چھاؤنی انبالہ	۱۰
۵	بسی ایضاً	۱۰	۱۰		
			۱۱		
			۱۲		

نمبر شمار	نام مع پتہ	تقدیر	نمبر شمار	نام مع پتہ	تقدیر
۱۳	جناب نشی حاجی عبدالرحیم صاحب	۱ ص	۲۲	جناب خلیفہ سید حامد حسین صاحب	۱ ص
۱۴	رئیس رستی، ریاست پٹیالہ	۱ ص	۲۳	جناب ڈاکٹر عبدالکیم خان صاحب	۱ ص
۱۵	جناب حافظ محمد امیر اللہ صاحب	۱ ص	۲۴	ایم۔ بی۔ سنٹ سرجن	۱ ص
۱۶	سوداگر محلہ غلڑیان	۱ ص	۲۵	جناب شیخ محمد شفیع صاحب سنٹ	۱ ص
۱۷	جناب نشی ملا بخش صاحب ٹھیکہ دار	۱ ص	۲۶	سپلائی ڈپارٹمنٹ پٹیالہ	۱ ص
۱۸	جناب مولوی قاضی عبدالرحمن	۱ ص	۲۷	سکرٹری معین ندوہ	۱ ص
۱۹	صاحب وکیل ریاست پٹیالہ	۱ ص	۲۸	جناب شیخ فضل الرحمن صاحب ایل	۱ ص
۲۰	ستعینہ فیروز پور	۱ ص	۲۹	ایم۔ اے۔ لاہوری ڈاڑہ پٹیالہ	۱ ص
۲۱	جناب قاضی عبدالغفر صاحب	۱ ص	۳۰	جناب رفیق محمد خان صاحب بیڑ	۱ ص
۲۲	یہ جرمی اینڈ کو ریاست پٹیالہ	۱ ص	۳۱	ایٹ لا ریاست ناہجہ	۱ ص
۲۳	جناب خان غلام محمد خان صاحب	۱ ص	۳۲	جناب بابو نظیر حسین صاحب انسر	۱ ص
۲۴	منصہ متصل لکیمہ شاہ پٹیالہ	۱ ص	۳۳	تعمیرات	۱ ص
۲۵	جناب شیخ وارت علی صاحب	۱ ص	۳۴	جناب ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب	۱ ص
۲۶	وکیل عدالت پٹیالہ	۱ ص	۳۵	چیف میڈیکل انسر	۱ ص
۲۷	جناب ڈاکٹر شیخ ظہور الاسلام صاحب	۱ ص	۳۶	جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب	۱ ص
۲۸	لاہوری دروازہ پٹیالہ	۱ ص	۳۷	محکمہ حکیمان	۱ ص
۲۹	جناب ڈاکٹر حاجی کریم اللہ صاحب	۱ ص	۳۸	جناب حکیم عبدالرحیم صاحب	۱ ص
۳۰	ریاست پٹیالہ	۱ ص	۳۹		۱ ص

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۳۱	جناب حکیم محمد حسن صاحب خلعت حکیم قادر بخش صاحب مرحوم نا بھ (بسمی جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم لے - ہیڈ ماسٹر ندوة العلماء)	۱ ص	۳۸	جناب میر عنایت حسین صاحب دکیل دآزیری محبٹرٹ بستی (معرفت معین ندوہ شملہ)	۱ ص
۳۲	جناب مولوی سیف اللہ صاحب وکیل، بستی (بسمی جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم لے - ہیڈ ماسٹر ندوة العلماء)	۱ ص	۳۹	جناب بابو فتح الدین صاحب سپرٹنڈنٹ کامرس پانڈیٹ شملہ	۱ ص
۳۳	جناب علی عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل بستی جناب مولوی محمد فائق صاحب	۱ ص	۴۰	جناب بابو نور الدین صاحب کلرک یونیورسٹی پانڈیٹ (ذریعہ جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم لے - ہیڈ ماسٹر ندوة العلماء)	۱ ص
۳۴	جناب مولوی محمد حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل بستی جناب مولوی محمد فائق صاحب	۱ ص	۴۱	جناب سیّد اعلیٰ شاہ صاحب گورکھ پور	۱ ص
۳۵	جناب مولوی محمد حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل بستی جناب مولوی کمال احمد صاحب	۱ ص	۴۲	جناب مولوی حمید اللہ صاحب رئیس دآزیری محبٹرٹ	۱ ص
۳۶	جناب مولوی عبد الغفار صاحب وکیل عدالت	۱ ص	۴۳	جناب مولوی سجاد احمد صاحب رئیس اعظم	۱ ص
۳۷	جناب مولوی عبد الغفار صاحب وکیل عدالت	۱ ص	۴۴	جناب علامہ لاہور احمد صاحب عباسی سین دکیل گورکھ پور	۱ ص
۳۸	جناب مولوی عبد الغفار صاحب وکیل عدالت	۱ ص	۴۵	جناب ضیٰ فراست حسین صاحب ڈائریکٹر مینسپل بورڈ	۱ ص

بیجا	نام مع پست	بیجا	نام مع پست	بیجا
۴۶	جناب مولوی حکیم برہم صاحب	۵۷	جناب قاضی جاہت حسین صاحب	۱ ص
۴۷	اڈیشہ مشرق اخبار گورکھ پور	۵۸	جناب خان بہادر شی محمد خلیل	۱ ص
۴۸	جناب شاہ محمد نظیر صاحب ٹنٹ	۵۹	صاحب چیرمین میونسپل بورڈ	۱ ص
۴۹	اڈیشہ مشرق اخبار	۶۰	جناب قاضی تاج حسین صاحب	۱ ص
۵۰	جناب لوی محمد اسماعیل صاحب ٹنٹ	۶۱	ایم اے۔ ہیڈ ماسٹر دارالعلوم	۱ ص
۵۱	جناب لوی صدیق صاحب گورکھ پور	۶۲	جناب چودہری محمد حسن صاحب	۱ ص
۵۲	جناب لوی سعید صاحب ٹنٹ	۶۳	انجمنہ ضلع رائے بریلی	۱ ص
۵۳	وینوس کسٹمر	۶۴	جناب چودہری انوار حسین صاحب	۱ ص
۵۴	جناب شمس اکرم علی صاحب بیرسٹر	۶۵	سبیمہ ضلع بارہ بنکی	۱ ص
۵۵	ایٹ لا	۶۶	جناب ڈاکٹر وزیر محمد صاحب	۱ ص
۵۶	جناب سٹرانو علی صاحب بیرسٹر لا	۶۷	میران حسنی نانائی منڈی اگرہ	۱ ص
۵۷	جناب قاضی تحسین صاحب	۶۸	جناب منشی قرضی صاحب	۱ ص
۵۸	بیرسٹر ایٹ لا	۶۹	چیف کلرک ریلوے مراد آباد	۱ ص
۵۹	جناب قاضی نعیم الحق صاحب		میزان کل	
۶۰	آئری جی مجسٹریٹ		سائے ۵۳	
۶۱	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب			
۶۲	جناب مولوی ثناء اللہ صاحب			
۶۳	بی۔ اے۔ منیجر فیکٹری			

چند وزیر طبری

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱	جناب مولوی غلام محمد صاحب شکوی وکیل ندوۃ العلماء لکھنؤ	۸	جناب بابو احمد جان صاحب کلرک آف کورٹ انبالہ	۱
۲	جناب مولوی محمد فائق صاحب وکیل - فیض آباد	۹	جناب منشی محمد الدین خان صاحب سب انسپکٹر پولیس	۲
۳	جناب منشی یوسف حسین صاحب نظارہ معرفت منشی امتیاز علی صاحب وکیل - فیض آباد	۱۰	جناب منشی محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ اسٹڈنٹ (علما)	۳
۴	جناب حافظ محمد ابراہیم محمد الغنی صاحبان توپخانہ بازار چھاؤنی انبالہ	۱۱	جناب سید عبدالحمید صاحب	۴
۵	جناب بابو فتح شاہ خان صاحب ہیڈ کلرک پی، ڈبلو - ڈی	۱۲	جناب سید فضل حسین صاحب	۵
۶	جناب بابو عبدالرحیم صاحب کیپٹن کلرک فز انسپکٹر جنرل ریلوے	۱۳	جناب مولوی ضامن حسین صاحب	۶
۷	جناب مرزا اعجاز حسن صاحب بی۔ اے۔ وکیل شہر انبالہ	۱۴	جناب مولوی محمود الحسن صاحب	۷
۸	جناب منشی نظر محمد صاحب	۱۵	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب قانون گو	۸
		۱۶	جناب مولوی حبیب اللہ خان صاحب	۹
		۱۷	جناب مولوی ارشد حسین صاحب انسپکٹر آبکاری	۱۰

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱۳	جناب مولاداد خان صاحب کلاں پور	۲۹	جناب مزار عبد الغفور خان صاحب	۱۳
۱۴	جناب شیر خان صاحب	۳۰	جناب عظیم خان صاحب بھجور	۱۴
۱۵	جناب لال خان صاحب لیس	۳۱	جناب عظیم خان صاحب کلاں پور	۱۵
۱۶	جناب ڈاکٹر عبد اللہ صاحب	۳۲	جناب ریاست بھجور	۱۶
۱۷	جناب خدا بخش خان صاحب	۳۳	جناب بچا یا خان صاحب	۱۷
۱۸	جناب علی خان صاحب صوبہ دار	۳۴	جناب خواجہ محمد خان صاحب	۱۸
۱۹	جناب رحمت خان صاحب جبار	۳۵	جناب قادی بخش صاحب	۱۹
۲۰	جناب محمد جعفر خان صاحب کلاں پور	۳۶	جناب رب نواز خان صاحب	۲۰
۲۱	جناب شہاب الدین صاحب ثانی حیدر	۳۷	جناب جان محمد صاحب مالک	۲۱
۲۲	جناب نظام الدین صاحب حیدر	۳۸	جناب حق نواز خان صاحب	۲۲
۲۳	جناب محمد عالم خان صاحب	۳۹	جناب لون خان صاحب مالک	۲۳
۲۴	جناب محمد شریف خان صاحب	۴۰	جناب رحیم الدین صاحب حیدر	۲۴
۲۵	جناب لہر خان صاحب ستری	۴۱	لیسان ۶ نفری ار	۲۵
۲۶	سپاہیان ۱۱ نفر کپتی نمبر ۲	۴۲	سپاہیان ۵۸ نفری ار	۲۶
۲۷	جناب مزار محمد فیض خان صاحب	۴۳	جناب شیخ خدا بخش صاحب کلاں پور	۲۷

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۳۲	جناب سعید اسحاق صاحب	۵۲	متفرق چندہ بمحاذیہ	۳۲
۳۵	پیشوا فروش معرفت ایضاً، پشاور	۵۳	پالاسازان ۱۲ نفری ار	۳۵
۳۶	جناب مرزا صاحب پیشوا فروش	۵۴	نامعلوم الاسم معرفت شمس العلماء	۳۶
۳۷	معرفت ایضاً، پشاور	۵۵	مولانا شبلی صاحب نعمانی	۳۷
۳۸	جناب رمضان صاحب معرفت ایضاً	۵۶	جناب غلام نبی صاحب کپڑا	۳۸
۳۹	پشاور	۵۷	بی آئی پریس، بھائی کلمہ بی	۳۹
۴۰	جناب میان محمد صاحب پیشوا	۵۸	جناب احمد اللہ خان صاحب	۴۰
۴۱	فروش معرفت ایضاً، پشاور	۵۹	شفافانہ نیننی تال، معرفت	۴۱
۴۲	جناب خلد الدین صاحب معرفت	۶۰	شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی	۴۲
۴۳	ایضاً، پشاور	۶۱	جناب مولوی اسل خاص صاحب	۴۳
۴۴	جناب غلام محمد صاحب چوب	۶۲	نرسنگ کٹرہ	۴۴
۴۵	فروش معرفت ایضاً	۶۳	جناب منشی علی گوہر صاحب کلرک	۴۵
۴۶	جناب میان نتھو پیشوا فروش	۶۴	دفتر انگریزی صاحب ڈپٹی کمشنر	۴۶
۴۷	معرفت ایضاً	۶۵	بہادر کوہاٹ	۴۷
۴۸	جناب حاجی فضل احمد صاحب	۶۶	جناب حاجی میان محمد صاحب	۴۸
۴۹	پیشوا فروش معرفت ایضاً	۶۷	چوب فروش، معرفت مولوی	۴۹
۵۰	جناب عبد الحکیم صاحب چوب	۶۸	فضل الرحمن صاحب وکیل	۵۰
۵۱	فروش معرفت ایضاً	۶۹	ندوہ، پشاور	۵۱

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۶۱	معرفت جناب سید فخر الحسن صاحب	۶۹	جناب اکرام الہی صاحب سوگر	۱
۶۲	ہاسپٹل اسٹنٹ چوڑی، رائیٹ کانیئر	۷۰	چوک فیض آباد	۱
۶۳	جناب مولوی بھفضل سید شاہ	۷۱	جناب حافظ انعام الہی حافظ	۱
۶۴	عباس صاحب ٹرکانہ، ضلع	۷۲	اسماعیل و حاجی عبدالغفار صاحبان	۱
۶۵	سکر سندنہ	۷۳	سوداگران چوک فیض آباد	۱
۶۶	دبھی مولوی غلام محمد صاحب شکوی	۷۴	جناب بشی صابر علی صفا فیض آباد	۱
۶۷	وکیل مدوۃ العلماء از فیض آباد	۷۵	جناب عبدالغنی صاحب اٹاودہ	۱
۶۸	الہیہ فخر جناب لوی محمد عہد	۷۶	جناب محمد فاسم صاحب فیض آباد	۱
۶۹	صاحب بی اے وکیل فیض آباد	۷۷	جناب حافظ ممتاز حسین صاحب	۱
۷۰	جناب حافظ سلطان احمد صاحب	۷۸	سوداگرانگ	۱
۷۱	کمریٹ ٹھیکہ دار	۷۹	جناب دین محمد صاحب	۱
۷۲	جناب فشی اتیار علی صاحب	۸۰	جناب محمد شریف صاحب	۱
۷۳	بی اے وکیل	۸۱	جناب بہادر خان صاحب	۱
۷۴	خواتین خاندان منشی	۸۲	جناب ڈاکٹر کرم حسین صاحب	۱
۷۵	اتیار علی صاحب بی اے وکیل	۸۳	جناب امیر حسن صاحب	۱
۷۶	جناب شیخ جیون بخش صاحب	۸۴	جناب شیخ الہی بخش صاحب	۱
۷۷	ایڈوکیٹ سوداگران چوک	۸۵	جناب محمد علی صاحب	۱
۷۸	جناب عبدالرحمان صاحب	۸۶	جناب حافظ امجد علی صاحب	۱

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
	جناب امین الدین خان صاحب	۹۳	۲	نام معلوم الاسم
۸۴	ٹھیکہ دار بیضہ صدر بازار		جناب وشن خان صاحب ناک	
۸۵	(سعی جناب مولوی غلام محمد حسینی)	۹۴	۳	نموداک منگلہ چھاؤنی انبالہ بیٹہ
	شمسوی وکیل مودہ العلماء		جناب بابو احمد ہارون صاحب	
	جناب فشی رحمان بخش صاحب	۹۵	۴	ہیدکرک محکمہ نہر چھاؤنی انبالہ
	شرستہ دار محسٹریٹ کٹو نمٹ		جناب بومیر اکل حسین صاحب	
۸۶	چھاؤنی انبالہ	۹۶	۵	کلرک بی ڈیو، ڈی
	جناب بو عبد الواحد صاحب		جناب مولوی کمال الدین صاحب	
۸۷	کلرک محکمہ نہر چھاؤنی انبالہ	۹۷	۶	جفت فروش صدر بازار
	جناب حافظ عبد الرحمان		جناب میر یوسف علی صاحب	
۸۸	صاحب کلرک	۹۸	۷	توکل
	جناب شیخ عبد المجید صاحب		جناب منشی رشید احمد خان صاحب	
۸۹	سوداگر صدر بازار چھاؤنی انبالہ	۹۹	۸	ہیدکرک محکمہ انسپکٹر جنرل
	جناب شیخ عبد الغفری صاحب		ریلوے میل سروس انبالہ	
۹۰	جناب ستر فی فضل الدین صاحب	۱۰۰	۹	جناب عبد اللطیف خان صاحب
	رڈ ٹی گودام کسٹریٹ صدر بازار		صدر بازار چھاؤنی انبالہ	
۹۱	جناب ابو شیخ احمد بخش صاحب		جناب بابو شیخ احمد بخش صاحب	
۹۲	مرخٹ بازار لال کرتی چھاؤنی انبالہ		جناب محمد رمضان صاحب میندار	

ردیف	نام مع پته	ردیف	نام مع پته	ردیف
۱۰۱	جناب محمد صدیق مصباحی چھاوونی انبالہ	۱۱۰	جناب منشی رحمت الہی صاحب	۱۰۱
۱۰۲	جناب غیاث الدین صاحب	۱۰۸	منش خوان عدالت ڈسٹرکٹ	۱۰۲
۱۰۳	جناب محمد شفیع صاحب	۱۰۴	جج شہر انبالہ	۱۰۳
۱۰۴	جناب عبدالرشید صاحب	۱۱۱	جناب خان عبداللطیف خان	۱۰۴
۱۰۵	جناب میان منظور احمد صاحب	۱۱۲	صاحب نقل نویس عدالت جج	۱۰۵
۱۰۶	عطار - صدر بازار	۱۱۳	جناب شیخ الہ بخش صاحب اگرہ	۱۰۶
۱۰۷	متفرق چندہ از صدر بازار	۱۱۴	جناب منشی امام الدین صاحب	۱۰۷
۱۰۸	چھاوونی انبالہ معرفت جناب	۱۱۵	ناظر عدالت ضلع	۱۰۸
۱۰۹	محمد روشن خان صاحب	۱۱۶	جناب منشی فیض محمد صاحب کپڑ	۱۰۹
۱۱۰	جناب بابو نعمت اللہ خان صاحب	۱۱۷	جناب منشی حاجی محمد ملال منشی	۱۱۰
۱۱۱	کمر کفر انپکمر کو جہل سیل	۱۱۸	رحمت اسد صاحبان ڈوگران	۱۱۱
۱۱۲	سروس چھاوونی انبالہ	۱۱۹	جناب منشی عبدالرزاق صاحب	۱۱۲
۱۱۳	جناب قاضی علی احمد صاحب	۱۲۰	عدالت ججی	۱۱۳
۱۱۴	ممبر وائس پریسیڈنٹ	۱۲۱	جناب منشی عبدالاسد صاحب	۱۱۴
۱۱۵	میدو سبیل کمیٹی شہر انبالہ	۱۲۲	متفرق چندہ از جامع مسجد	۱۱۵
۱۱۶	جناب بابو عبد الرحمان	۱۲۳	چندہ متفرق از محلہ چوک	۱۱۶
۱۱۷	صاحب کمر کفر خزانہ شہر	۱۲۴	بسی ریاست پٹیالہ معرفت	۱۱۷
۱۱۸	انبالہ	۱۲۵	جناب شیخ رحمت اسد صاحب	۱۱۸

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۸	جناب تقی صاحب ندوی ریاست پٹنہ	۱۲۸	جناب حاجی منشی عبدالرحیم صاحب	۱۲۰
۸	جناب حافظ نور بخش صاحب	۱۲۹	رئیس بسی، ریاست پٹنہ	۱۲۱
۸	جناب جانی و عبدالرحمن صاحبان	۱۳۰	متفرق چندہ از محلہ غلزیان	۱۲۲
۸	بزرگ صاحبان	۱۳۱	بسی، پٹنہ، معرفت چودھری	۱۲۳
۸	جناب خلیفہ سید حامد حسین صاحب	۱۳۲	جانا دماغھی صاحبان	۱۲۴
۸	بی۔ اے جیف کوٹ ریاست پٹنہ	۱۳۳	متفرق چندہ از محلہ غلزیان	۱۲۵
۸	جناب اکبر صاحب کریم صاحب	۱۳۴	بسی ریاست پٹنہ، معرفت	۱۲۶
۸	جناب ڈاکٹر عبدالکیم خان صاحب	۱۳۵	حافظ قدرت اللہ و محمد بخش و	۱۲۷
۸	ایم۔ بی۔ اسٹنٹ اسرجن	۱۳۶	عمید و صاحبان	۱۲۸
۸	جناب ڈاکٹر ظہور الاسلام صاحب	۱۳۷	حافظ و امیر امیر صاحبان	۱۲۹
۸	لاہوری دروازہ	۱۳۸	جناب چودھری نبی بخش صاحب	۱۳۰
۸	متفرق چندہ از جامع مسجد بوقت عظ	۱۳۹	محلہ حسن زئی، بسی ریاست پٹنہ	۱۳۱
۸	جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱۴۰	جناب حکیم محمد سعید صاحب فوت	۱۳۲
۸	مینجر دھرم پور	۱۴۱	حافظ امیر امیر صاحب	۱۳۳
۸	جناب شیخ محمد خلیف صاحب	۱۴۲	جناب منشی رحیم بخش صاحب ٹھیکہ دار	۱۳۴
۸	سوداگر	۱۴۳	بسی ریاست پٹنہ	۱۳۵
۸	جناب حافظ عبدالکیم صاحب	۱۴۴	جناب کریم بخش صاحب بغیر فروش	۱۳۶
۸	سوداگر گوٹہ	۱۴۵	محلہ غلزیان	۱۳۷

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱۳۹	جناب فضل علیم صاحب محلہ دھوکہ	۱۴۹	ایل - ایم - اسے - لاہوری دوازہ	
۱۴۰	جناب قاضی حبیب الرحمن صاحب	۱۵۰	ریاست پٹیالہ	۱
۱۴۱	جناب قاضیان ریاست پٹیالہ	۱۵۱	جناب قاضی عبدالغفر صاحب	۱
۱۴۲	جناب بابو احمد شاہ صاحب	۱۵۲	بی - حلسے - ریاست پٹیالہ	۱
۱۴۳	سینئر منگر گکینی	۱۵۳	جناب مولوی نیاز احمد صاحب	۱
۱۴۴	جناب بابو نور الدین صاحب	۱۵۴	چوک ناردانہ	۱
۱۴۵	ٹیلیگراف ماسٹر ریاست پٹیالہ	۱۵۵	جناب ولی محمد صاحب معرفت	۱
۱۴۶	جناب ابو سکندر خان صاحب	۱۵۶	قاضی محمد سلیمان صاحب	۱
۱۴۷	سرہندی دروازہ	۱۵۷	جناب حافظ محمد سلطانی صاحب	۱
۱۴۸	جناب جمعدار اکہ بخش صاحب	۱۵۸	جناب سید محمد کاظم صاحب	۱
۱۴۹	متفرق چندہ از ملازمان نمر	۱۵۹	اہلہ جوڈیشل سرہند	۱
۱۵۰	جناب مولوی غلام محمد صاحب	۱۶۰	جناب حافظ خیرت محمد صاحب	۱
۱۵۱	میڈ ماسٹر کندنہ میر	۱۶۱	معرفت جناب شید محمد انصاری	۱
۱۵۲	ایک صاحب معرفت مولوی	۱۶۲	متفرق چندہ از بازار معرفت	۱
۱۵۳	غلام محمد صاحب	۱۶۳	جناب قاضی عبدالغفر صاحب	۱
۱۵۴	جناب مولوی غلام محمد صاحب	۱۶۴	جناب مولوی مختار احمد صاحب	۱
۱۵۵	شمسوی، وکیل ندوہ	۱۶۵	ناردانہ، ریاست پٹیالہ	۱
۱۵۶	جناب شیخ فضل الرحمن صاحب	۱۶۶	جناب فتح محمد صاحب خیاط	۱

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱۶۰	جناب عطاء محمد صاحب ہسٹنٹ	۱۷۲	جناب عبد الرزاق صاحب چلپی	۱۷۲
۱۶۱	مینجرامی اینڈ کو ریاست پٹیا لہ	۱۷۳	امی اینڈ کو	۱۷۳
۱۶۲	ریکارڈس کیپر صاحب می اینڈ کو	۱۷۴	والدہ صاحبہ بابو دلبر حسین صاحب	۱۷۴
۱۶۳	جناب عبد الرزاق صاحب چلپی	۱۷۵	بند نقری محکمہ حکیمان ریاست ناہجہ	۱۷۵
۱۶۴	امی اینڈ کو	۱۷۶	جناب منور علی خان صاحب	۱۷۶
۱۶۵	والدہ صاحبہ بابو دلبر حسین صاحب	۱۷۷	ممبر کونسل بند نقری محکمہ حکیمان	۱۷۷
۱۶۶	بند نقری محکمہ حکیمان ریاست ناہجہ	۱۷۸	جناب حکیم عبد الکریم صاحب	۱۷۸
۱۶۷	جناب منور علی خان صاحب	۱۷۹	جناب نشی فیض بخش صاحب	۱۷۹
۱۶۸	ممبر کونسل بند نقری محکمہ حکیمان	۱۸۰	افسر مندی محکمہ بلو خان	۱۸۰
۱۶۹	جناب حکیم عبد الکریم صاحب	۱۸۱	جناب نشی محمد رمضان صاحب	۱۸۱
۱۷۰	جناب نشی فیض بخش صاحب	۱۸۲	چٹھی نویس بخشی خانہ	۱۸۲
۱۷۱	افسر مندی محکمہ بلو خان	۱۸۳	جناب بابو حسین بخش صاحب	۱۸۳
۱۷۲	جناب نشی محمد رمضان صاحب	۱۸۴	جناب حکیم نظام الدین صاحب کیل	۱۸۴
۱۷۳	چٹھی نویس بخشی خانہ	۱۸۵	جناب ابو الہ بخش صاحب	۱۸۵
۱۷۴	جناب بابو حسین بخش صاحب	۱۸۶	جناب حسین بخش صاحب کھجورہ	۱۸۶
۱۷۵	جناب حکیم نظام الدین صاحب کیل	۱۸۷		۱۸۷
۱۷۶	جناب ابو الہ بخش صاحب	۱۸۸		۱۸۸
۱۷۷	جناب حسین بخش صاحب کھجورہ	۱۸۹		۱۸۹
۱۷۸		۱۹۰		۱۹۰
۱۷۹		۱۹۱		۱۹۱
۱۸۰		۱۹۲		۱۹۲
۱۸۱		۱۹۳		۱۹۳
۱۸۲		۱۹۴		۱۹۴
۱۸۳		۱۹۵		۱۹۵
۱۸۴		۱۹۶		۱۹۶
۱۸۵		۱۹۷		۱۹۷
۱۸۶		۱۹۸		۱۹۸
۱۸۷		۱۹۹		۱۹۹
۱۸۸		۲۰۰		۲۰۰
۱۸۹		۲۰۱		۲۰۱
۱۹۰		۲۰۲		۲۰۲
۱۹۱		۲۰۳		۲۰۳
۱۹۲		۲۰۴		۲۰۴
۱۹۳		۲۰۵		۲۰۵
۱۹۴		۲۰۶		۲۰۶
۱۹۵		۲۰۷		۲۰۷
۱۹۶		۲۰۸		۲۰۸
۱۹۷		۲۰۹		۲۰۹
۱۹۸		۲۱۰		۲۱۰
۱۹۹		۲۱۱		۲۱۱
۲۰۰		۲۱۲		۲۱۲
۲۰۱		۲۱۳		۲۱۳
۲۰۲		۲۱۴		۲۱۴
۲۰۳		۲۱۵		۲۱۵
۲۰۴		۲۱۶		۲۱۶
۲۰۵		۲۱۷		۲۱۷
۲۰۶		۲۱۸		۲۱۸
۲۰۷		۲۱۹		۲۱۹
۲۰۸		۲۲۰		۲۲۰
۲۰۹		۲۲۱		۲۲۱
۲۱۰		۲۲۲		۲۲۲
۲۱۱		۲۲۳		۲۲۳
۲۱۲		۲۲۴		۲۲۴
۲۱۳		۲۲۵		۲۲۵
۲۱۴		۲۲۶		۲۲۶
۲۱۵		۲۲۷		۲۲۷
۲۱۶		۲۲۸		۲۲۸
۲۱۷		۲۲۹		۲۲۹
۲۱۸		۲۳۰		۲۳۰
۲۱۹		۲۳۱		۲۳۱
۲۲۰		۲۳۲		۲۳۲
۲۲۱		۲۳۳		۲۳۳
۲۲۲		۲۳۴		۲۳۴
۲۲۳		۲۳۵		۲۳۵
۲۲۴		۲۳۶		۲۳۶
۲۲۵		۲۳۷		۲۳۷
۲۲۶		۲۳۸		۲۳۸
۲۲۷		۲۳۹		۲۳۹
۲۲۸		۲۴۰		۲۴۰
۲۲۹		۲۴۱		۲۴۱
۲۳۰		۲۴۲		۲۴۲
۲۳۱		۲۴۳		۲۴۳
۲۳۲		۲۴۴		۲۴۴
۲۳۳		۲۴۵		۲۴۵
۲۳۴		۲۴۶		۲۴۶
۲۳۵		۲۴۷		۲۴۷
۲۳۶		۲۴۸		۲۴۸
۲۳۷		۲۴۹		۲۴۹
۲۳۸		۲۵۰		۲۵۰
۲۳۹		۲۵۱		۲۵۱
۲۴۰		۲۵۲		۲۵۲
۲۴۱		۲۵۳		۲۵۳
۲۴۲		۲۵۴		۲۵۴
۲۴۳		۲۵۵		۲۵۵
۲۴۴		۲۵۶		۲۵۶
۲۴۵		۲۵۷		۲۵۷
۲۴۶		۲۵۸		۲۵۸
۲۴۷		۲۵۹		۲۵۹
۲۴۸		۲۶۰		۲۶۰
۲۴۹		۲۶۱		۲۶۱
۲۵۰		۲۶۲		۲۶۲
۲۵۱		۲۶۳		۲۶۳
۲۵۲		۲۶۴		۲۶۴
۲۵۳		۲۶۵		۲۶۵
۲۵۴		۲۶۶		۲۶۶
۲۵۵		۲۶۷		۲۶۷
۲۵۶		۲۶۸		۲۶۸
۲۵۷		۲۶۹		۲۶۹
۲۵۸		۲۷۰		۲۷۰
۲۵۹		۲۷۱		۲۷۱
۲۶۰		۲۷۲		۲۷۲
۲۶۱		۲۷۳		۲۷۳
۲۶۲		۲۷۴		۲۷۴
۲۶۳		۲۷۵		۲۷۵
۲۶۴		۲۷۶		۲۷۶
۲۶۵		۲۷۷		۲۷۷
۲۶۶		۲۷۸		۲۷۸
۲۶۷		۲۷۹		۲۷۹
۲۶۸		۲۸۰		۲۸۰
۲۶۹		۲۸۱		۲۸۱
۲۷۰		۲۸۲		۲۸۲
۲۷۱		۲۸۳		۲۸۳
۲۷۲		۲۸۴		۲۸۴
۲۷۳		۲۸۵		۲۸۵
۲۷۴		۲۸۶		۲۸۶
۲۷۵		۲۸۷		۲۸۷
۲۷۶		۲۸۸		۲۸۸
۲۷۷		۲۸۹		۲۸۹
۲۷۸		۲۹۰		۲۹۰
۲۷۹		۲۹۱		۲۹۱
۲۸۰		۲۹۲		۲۹۲
۲۸۱		۲۹۳		۲۹۳
۲۸۲		۲۹۴		۲۹۴
۲۸۳		۲۹۵		۲۹۵
۲۸۴		۲۹۶		۲۹۶
۲۸۵		۲۹۷		۲۹۷
۲۸۶		۲۹۸		۲۹۸
۲۸۷		۲۹۹		۲۹۹
۲۸۸		۳۰۰		۳۰۰
۲۸۹		۳۰۱		۳۰۱
۲۹۰		۳۰۲		۳۰۲
۲۹۱		۳۰۳		۳۰۳
۲۹۲		۳۰۴		۳۰۴
۲۹۳		۳۰۵		۳۰۵
۲۹۴		۳۰۶		۳۰۶
۲۹۵		۳۰۷		۳۰۷
۲۹۶		۳۰۸		۳۰۸
۲۹۷		۳۰۹		۳۰۹
۲۹۸		۳۱۰		۳۱۰
۲۹۹		۳۱۱		۳۱۱
۳۰۰		۳۱۲		۳۱۲
۳۰۱		۳۱۳		۳۱۳
۳۰۲		۳۱۴		۳۱۴
۳۰۳		۳۱۵		۳۱۵
۳۰۴		۳۱۶		۳۱۶
۳۰۵		۳۱۷		۳۱۷
۳۰۶		۳۱۸		۳۱۸
۳۰۷		۳۱۹		۳۱۹
۳۰۸		۳۲۰		۳۲۰
۳۰۹		۳۲۱		۳۲۱
۳۱۰		۳۲۲		۳۲۲
۳۱۱		۳۲۳		۳۲۳
۳۱۲		۳۲۴		۳۲۴
۳۱۳		۳۲۵		۳۲۵
۳۱۴		۳۲۶		۳۲۶
۳۱۵		۳۲۷		۳۲۷
۳۱۶		۳۲۸		۳۲۸
۳۱۷		۳۲۹		۳۲۹
۳۱۸		۳۳۰		۳۳۰
۳۱۹		۳۳۱		۳۳۱
۳۲۰		۳۳۲		۳۳۲
۳۲۱		۳۳۳		۳۳۳
۳۲۲		۳۳۴		۳۳۴
۳۲۳		۳۳۵		۳۳۵
۳۲۴		۳۳۶		۳۳۶
۳۲۵		۳۳۷		۳۳۷
۳۲۶		۳۳۸		۳۳۸
۳۲۷		۳۳۹		۳۳۹
۳۲۸		۳۴۰		۳۴۰
۳۲۹		۳۴۱		۳۴۱
۳۳۰		۳۴۲		۳۴۲
۳۳۱		۳۴۳		۳۴۳
۳۳۲		۳۴۴		۳۴۴
۳۳۳		۳۴۵		۳۴۵
۳۳۴		۳۴۶		۳۴۶
۳۳۵		۳۴۷		۳۴۷
۳۳۶		۳۴۸		۳۴۸
۳۳۷		۳۴۹		۳۴۹
۳۳۸		۳۵۰		۳۵۰
۳۳۹		۳۵۱		۳۵۱
۳۴۰		۳۵۲		۳۵۲
۳۴۱		۳۵۳		۳۵۳
۳۴۲		۳۵۴		۳۵۴
۳۴۳		۳۵۵		۳۵۵
۳۴۴		۳۵۶		۳۵۶
۳۴۵		۳۵۷		۳۵۷
۳۴۶		۳۵۸		۳۵۸
۳۴۷		۳۵۹		۳۵۹
۳۴۸		۳۶۰		۳۶۰
۳۴۹		۳۶۱		۳۶۱
۳۵۰		۳۶۲		۳۶۲
۳۵۱		۳۶۳		۳۶۳
۳۵۲		۳۶۴		۳۶۴
۳۵۳		۳۶۵		۳۶۵
۳۵۴		۳۶۶		۳۶۶
۳۵۵		۳۶۷		۳۶۷
۳۵۶		۳۶۸		۳۶۸
۳۵۷		۳۶۹		۳۶۹
۳۵۸		۳۷۰		۳۷۰
۳۵۹		۳۷۱		۳۷۱
۳۶۰		۳۷۲		۳۷۲
۳۶۱		۳۷۳		۳۷۳
۳۶۲		۳۷۴		۳۷۴
۳۶۳		۳۷۵		۳۷۵
۳۶۴		۳۷۶		۳۷۶
۳۶۵		۳۷۷		۳۷۷
۳۶۶		۳۷۸		۳۷۸
۳۶۷		۳۷۹		۳۷۹
۳۶۸		۳۸۰		۳۸۰
۳۶۹		۳۸۱		۳۸۱
۳۷۰		۳۸۲		۳۸۲
۳۷۱		۳۸۳		۳۸۳
۳۷۲		۳۸۴		۳۸۴
۳۷۳		۳۸۵		۳۸۵
۳۷۴		۳۸۶		۳۸۶
۳۷۵		۳۸۷		۳۸۷
۳۷۶		۳۸۸		۳۸۸
۳۷۷		۳۸۹		۳۸۹
۳۷۸		۳۹۰		۳۹۰
۳۷۹		۳۹۱		۳۹۱
۳۸۰		۳۹۲		۳۹۲
۳۸۱		۳۹۳		۳۹۳
۳۸۲		۳۹۴		۳۹۴
۳۸۳		۳۹۵		۳۹۵
۳۸۴		۳۹۶		۳۹۶
۳۸۵		۳۹۷		۳۹۷
۳۸۶		۳۹۸		۳۹۸
۳۸۷		۳۹۹		۳۹۹
۳۸۸		۴۰۰		۴۰۰
۳۸۹		۴۰۱		۴۰۱
۳۹۰		۴۰۲		۴۰۲
۳۹۱		۴۰۳		۴۰۳
۳۹۲		۴۰۴		۴۰۴
۳۹۳		۴۰۵		۴۰۵
۳۹۴		۴۰۶		۴۰۶
۳۹۵		۴۰۷		۴۰۷
۳۹۶		۴۰۸		۴۰۸
۳۹۷		۴۰۹		۴۰۹
۳۹۸		۴۱۰		۴۱۰
۳۹۹		۴۱۱		۴۱۱
۴۰۰		۴۱۲		۴۱۲
۴۰۱		۴۱۳		۴۱۳
۴۰۲		۴۱۴		۴۱۴
۴۰۳		۴۱۵		۴۱۵
۴۰۴		۴۱۶		۴۱۶
۴۰۵		۴۱۷		۴۱۷
۴۰۶		۴۱۸		۴۱۸
۴۰۷		۴۱۹		۴۱۹
۴۰۸		۴۲۰		۴۲۰
۴۰۹		۴۲۱		۴۲۱
۴۱۰		۴۲۲		۴۲۲
۴۱۱		۴۲۳		۴۲۳
۴۱۲		۴۲۴		۴۲۴
۴۱۳		۴۲۵		۴

ردیف	نام مع پتہ	تاریخ	ردیف	نام مع پتہ	تاریخ
	جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب	۱۹۲		جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب	۱۸۵
	ہاسپٹل اسٹنٹ سردار شہر		۱	ڈاکٹر سٹوکیہ پیر شفا خانہ پیالہ	
۶	ریاست بیکانیر			جناب جمال الدین صاحب خیا	۱۸۶
	(معرفت جناب سکریٹری عین شملہ)		۱	بازار منہ گران	
	جناب بابو محمد شعبان صاحب	۱۹۳		جناب منشی فتح محمد صاحب ریسر	۱۸۷
۶	کلرک خزانہ اکوہ شملہ			احاطہ مولوی محمد جعفر صاحب	
	جناب بابو تاج الدین احمد صاحب	۱۹۳	۱	صدر بازار چھاوونی انبالہ	
۷	کلرک کاؤس ڈپارٹمنٹ شملہ			جناب منشی نور محمد صاحب کلرک	۱۸۸
	جناب خواجہ کبیر جو صاحب	۱۹۵	۱	جنرل ڈاکخانہ	
۱	شال مرغٹ اپر بازار			جناب حیرت علی صاحب	۱۸۹
۲	جناب عبدالقادر صاحب	۱۹۶		کلرک دفتر انسپکٹر جنرل لیوی	
۱	جناب محمد عمر جو صاحب تسری	۱۹۷	۱	میل سروس	
۲	جناب محمد احمد صاحب فروش	۱۹۸		جناب میران محمد حسین صاحب	۱۹۰
۲	جناب عبدالرحمن صاحب	۱۹۹		معرفت منشی نعمت اللہ صاحب	
۲	جناب احمد جو صاحب کشمیری	۲۰۰		دفتر انسپکٹر جنرل ایکوئیل سروس	
۵	جناب محمد سلطان صاحب شال مرغٹ	۲۰۱	۱۸	چھاوونی انبالہ	
	جناب شیخ علی محمد صاحب			جناب منشی خدیج بخش صاحب سٹیٹ ٹیکس	۱۹۱
۱	جام مرغٹ		۲	درکس سروس چھاوونی انبالہ	

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۲۰۳	جناب حاجی عبدالصمد صاحب	۲۱۳	جناب عبدالکریم صاحب شال حرنٹ	۲۰۳
۱۷	شال مر حنٹ اپر بازار شملہ	۱۸	اپر بازار کوه شملہ	۲۰۴
۱۷	جناب حاجی محمد جو صاحب تسری	۲۱۴	جناب عبدالغفر صاحب	۲۰۵
۱۸	جناب سلطان دار صاحب	۲۱۵	جناب میان محمد صاحب کل بن ہاؤس	۲۰۶
۱۷	جناب خواجہ عبدالقادر صاحب	۲۱۶	جناب میان عزیز الدین صاحب	۲۰۷
۱۷	امر تسری	۱۷	ٹیلر اپر بازار کوه شملہ	۲۰۸
۱۷	جناب ڈاکٹر ایم۔ اے۔ بی بی صاحب	۲۱۷	جناب شیخ محمد زکریا صاحب	۲۰۹
۱۸	جناب محمد جو صاحب ٹو اگر	۲۱۸	وانج مر حنٹ	۲۱۰
۱۷	جناب غلام رسول صاحب	۲۱۹	جناب خواجہ عبدالواحد صاحب	۲۱۱
۱۸	گھڑی ساز	۱۴	شال مر حنٹ	۲۱۲
۱۷	از پرشین ہاؤس	۲۲۰	جناب میان جان محمد صاحب	۲۱۳
۱۷	جناب جان سرور صاحب اگر	۲۲۱	گھڑی ساز	۲۱۴
۱۷	جناب ابو غلام تقی صاحب	۲۲۲	جناب میان اکبر خان صاحب	۲۱۵
۱۷	سنٹیری انسپکٹر کوه شملہ	۲۲۳	کابل کمپنی	۲۱۶
۱۷	جناب منشی محمد عمر صاحب نعمانی	۲۲۴	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب لاک	۲۱۷
۱۲	سوداگر لور بازار	۱۷	میدیکل ہال	۲۱۸
۱۷	جناب حسن محمد صاحب خیاط	۲۲۵	جناب شیخ علی الدین صاحب	۲۱۹
۱۴	جناب عبدالغنی محمد رفیع صاحب ٹو اگر	۲۲۶	گھڑی ساز	۲۲۰

ردیف	نام مع پته	ردیف	نام مع پته	ردیف
۲۲۶	جناب شیخ محبوب آبی صاحب	۲۳۷	جناب عمر بخش صاحب قلعی گرو	۲
۲۲۷	سوداگر، کوه شمسله	۲۳۸	جناب محمد سعید نیکو بزرگ	۲
۲۲۸	متفرق چند معرفت جناب لوی	۲۳۹	جناب شیخ عبدالغنی صاحب	
۲۲۹	منعم الدین صاحب	۲۴۰	جناب رشید احمد صاحب عطا	۱
۲۳۰	جناب محمد امیر صاحب شال جنب	۲۴۱	جناب قدرت الله خان صاحب	
۲۳۱	جناب شمس علی اغریز صاحب فرو	۲۴۲	جام مرچینٹ	۲
۲۳۲	جناب محمود خان صاحب کانداز	۲۴۳	جناب عبدالقادر صاحب کیا ری	۲
۲۳۳	جناب صدر الدین امام الدین	۲۴۴	جناب مستری کفایت الله صاحب	۲
۲۳۴	صاحبان	۲۴۵	جناب شیخ احمد خان صاحب	
۲۳۵	جناب شیخ محمد شرف عبدالغنی	۲۴۶	کابلی نان پز	۸
۲۳۶	صاحبان تنباکو فروش	۲۴۷	جناب مرزا محمد بیگ صاحب	
۲۳۷	جناب سخاوت حسن صاحب	۲۴۸	دندان ساز	۱
۲۳۸	جناب شاه میر خان صاحب	۲۴۹	جناب عزیز و دار صاحب انار	۱
۲۳۹	و طاجی صاحب تنباکو فروش	۲۵۰	جناب احمد خان صاحب شال جنب	۸
۲۴۰	جناب صوفی بایو محمد صاحب	۲۵۱	جناب مرزا هدایت بیگ صاحب	
۲۴۱	جناب عبدالغنی صاحب	۲۵۲	کلرک عدالت	۱
۲۴۲	مین ساز، لور بازار	۲۵۳	جناب شیخ عبدالحمید صاحب عدالت	۸

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۲۵۰	جناب میان سوندا صاحب	۲۴۳	جناب شی اشرف خان صاحب شملہ	۸
۲۵۱	جناب سید محمد شاہ صاحب	۲۴۵	جناب شی مبارک حسن صاحب	۲
۲۵۲	جناب علی محمد صاحب	۲۴۶	جناب فرخ حسن صاحب	۳
۲۵۳	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب	۲۴۷	جناب شی علی شیر صاحب فری	۳
۲۵۴	جناب بارش کورٹ	۲۴۸	جناب شی قادر بخش صاحب	۲
۲۵۵	جناب منشی محمد عبداللہ صاحب	۲۴۹	جناب شی خواجہ بخش صاحب	۲
۲۵۶	جناب منشی مولابخش صاحب	۲۵۰	جناب شی بندہ علی صاحب	۲
۲۵۷	جناب منشی کریم بخش صاحب	۲۵۱	جناب بابو فیروز الدین صاحب	
۲۵۸	جناب منشی شہاب الدین صاحب	۲۵۲	جناب بابو دین محمد صاحب کلرک	
۲۵۹	جناب منشی بکت علی صاحب	۲۵۳	آری ڈیپارٹمنٹ	۱
۲۶۰	جناب منشی شمل الحق صاحب	۲۵۴	جناب بابو حبیب اللہ صاحب	
۲۶۱	جناب حافظ محمد بخش صاحب	۲۵۵	ہیڈ کلرک مینوسپل بورڈ	۸
۲۶۲	جناب منشی میر احمد صاحب	۲۵۶	جناب بابو غلام محمد صاحب	
۲۶۳	جناب منشی محمد بخش صاحب	۲۵۷	سٹوڈنٹ کیمپ	۱
		۲۵۸	جناب مرزا بدر الدین صاحب	۸
		۲۵۹	ٹھیکہ دار سنجولی	۸
		۲۶۰	جناب شیخ فکرت اللہ صاحب ٹھیکہ دار	۱

بی.جی.	نام مع پتہ	بی.جی.	نام مع پتہ	بی.جی.
۲۷۷	جناب سکریٹری صاحب جناب نیشنل	۲۸۶	مینوسپیل بورڈ، کوہ شملہ	ع
۲۷۸	جناب منشی منظور محمد صاحب کلرک	۲۸۷	جناب بابو امام الدین صاحب	
۲۷۹	آف دی کورٹ، کوہ شملہ	۲۸۸	کلرک پنجاب بینک	ع
۲۸۰	جناب منشی کریم بخش صاحب	۲۸۹	جناب حاجی محمد جگنید صاحب	
	عدالت کوہ شملہ	۲۹۰	بٹ منشنر	ع
۲۸۱	جناب خان صاحب بابو	۲۹۱	جناب شیخ محمد اکبر صاحب ڈیر	
۲۸۲	عبدالاحد صاحب ہنٹ انجینئر	۲۹۲	گورنمنٹ پریس	ع
۲۸۳	جناب منشی عبداللطیف صاحب	۲۹۳	متفرق از بیضہ فوڈ شاپ مارکٹ	ع
	محروم کیل	۲۹۴	جناب منشی انجمن صاحب	
۲۸۴	جناب خواجہ عبدالصمد صاحب	۲۹۵	مونو ٹاپ پریس	ع
۲۸۵	بی اے منصف رئیس اعظم	۲۹۶	جناب عبدالتواب صاحب شال مرچ	ع
۲۸۶	جناب بابو فتح دین صاحب	۲۹۷	جناب عزیز جان صاحب	ع
	کلرک مرس ڈیپارٹمنٹ	۲۹۸	جناب عبدالعزیز صاحب	
۲۸۷	جناب منشی محمد حسن خان صاحب	۲۹۹	سٹون مرچنٹ	ع
	سپرنٹنڈنٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ	۳۰۰	جناب بابو نور الدین صاحب	
۲۸۸	جناب میر شتاق احمد صاحب	۳۰۱	کلرک یونیورسٹی ڈیپارٹمنٹ	ع
	کلرک آرمی ڈیپارٹمنٹ	۳۰۲	جناب بابو ممتاز حسین صاحب	
۲۸۹	جناب بابو عبدالعزیز صاحب	۳۰۳	پبلک کرسٹ ڈیپارٹمنٹ	ع

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۲۹۷	جناب ابو محمد الدین صاحب	۳۱۲	جناب ابو عبد اللہ صاحب شلمہ	۸
۲۹۸	پبلک کس ڈیپارٹمنٹ کوہ شلمہ	۳۱۳	جناب ابو سراج الدین صاحب	۸
۲۹۹	جناب ابو مطلوب حسن صاحب	۳۱۴	جناب ابو امیر الدین صاحب	۸
۳۰۰	جناب حافظ مغیبات الدین	۳۱۵	جناب ابو سیف اسد شاہ صاحب	۸
۳۰۱	صاحب فارن ڈیپارٹمنٹ	۳۱۶	جناب ابو عبد الحکیم صاحب	۸
۳۰۲	جناب ابو محمد اسمعیل صاحب	۳۱۷	جناب ابو عبد المجید صاحب	۸
۳۰۳	آرڈنس ڈیپارٹمنٹ	۳۱۸	جناب ابو عبد الرحمن صاحب	۸
۳۰۴	جناب مولوی ابو صالح عبد المجید	۳۱۹	جناب ابو محمد امین صاحب	۸
۳۰۵	جناب ابو محمد عبد رسد صاحب	۳۲۰	جناب ابو محمد نصیر اللہ صاحب	۸
۳۰۶	جناب ابو غلام نبی صاحب	۳۲۱	جناب ابو عبد الحمید صاحب	۸
۳۰۷	جناب محمد رشید خان صاحب	۳۲۲	جناب خان بہادر دولا بخش صاحب	۸
۳۰۸	جناب ابو عبد الغفار صاحب	۳۲۳	نقاشی فارن ڈیپارٹمنٹ	۵
۳۰۹	جناب ابو نجم الدین صاحب	۳۲۴	جناب مرزا شیر محمد صاحب ہید	۸
۳۱۰	جناب فضل الہی صاحب	۳۲۵	ڈپارٹمنٹ مین	۸
۳۱۱	جناب ابو سندھ خان صاحب	۳۲۶	بقایا سال گذشتہ	۸
۳۱۲	جناب محمد حسن خان صاحب	۳۲۷	جملہ میزان عام اغراض	۸
۳۱۳	جناب ابو عبد الغنی صاحب آسم	۳۲۸	سما	۸
۳۱۴	جناب ابو محمد احسن صاحب	۳۲۹	۵/۲ پانی	۸

اشاعۃ الاسلام

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱	جناب کریم احمد محمد صفیر صاحبان	۱۲	جناب محمد صدیق ولد نجف علی صاحب	۱۳
۲	معرفت مولوی سید حکیم الدین صاحب	۱۳	جناب شیخ گھیاون صاحب	۱۴
۳	واعظ	۱۴	جناب شیخ اکبر بخش صاحب	۱۵
۴	جناب قادر بخش صاحب شیشہ گرو	۱۵	جناب شیخ واحد علی صاحب	۱۶
۵	نجات بخش شیخ واج الدین صاحب	۱۶	جناب شیخ حیدر علی صاحب	۱۷
۶	مرحوم معرفت مولوی سلیمان	۱۷	جناب شیخ تفضل حسین صاحب	۱۸
۷	صاحب واعظ	۱۸	جناب شیخ شیر محمد صاحب	۱۹
۸	جناب شیخ فضل احمد صاحب	۱۹	جناب دین محمد صاحب	۲۰
۹	جناب شیخ تفضل حسین صاحب	۲۰	جناب لال محمد صاحب	۲۱
۱۰	رحمان پور	۲۱	جناب غلام حسین صاحب	۲۲
۱۱	جناب شیخ خدا بخش صاحب	۲۲	جناب محمد شفیق صاحب	۲۳
۱۲	جناب شیخ فضل احمد صاحب	۲۳	جناب شیخ لالو صاحب	۲۴
۱۳	جناب شیخ قوت علی صاحب	۲۴	جناب عبدالرحیم صاحب	۲۵
۱۴	جناب عبدالغفور صاحب	۲۵	جناب قادر بخش صاحب	۲۶
۱۵	جناب عبدالشکور صاحب	۲۶	جناب میری حجام صاحب	۲۷
۱۶	جناب شیخ محمد صدیق صاحب	۲۷	نجات بخش شیخ محمد محمود باجوہ صاحب	۲۸

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱	انجمن الفت رض ضلع ہمیر پور	۴۱	جناب کل صاحب جراح	۲۸
۲	جناب پیر محمد صاحب تبا کو فروش	۴۲	معرفت مولوی سید سلیمان الفتاویٰ	۲۹
۳	سیمپور ضلع	۴۳	اہلیہ ماجد علی صاحب	۳۰
۴	جناب حافظ محمد صدیق صاحب	۴۴	جناب لال محمد صاحب نان	۳۱
۵	پشتر تھانہ دار سیمپور	۴۵	جناب دوست محمد صاحب	۳۲
۶	جناب مرزا رحمت سدریگ	۴۶	جناب عبد الحمید صاحب	۳۳
۷	صاحب قانون گورٹھ	۴۷	جناب معنان صاحب	۳۴
۸	جناب حبیب احمد صاحب کلرک	۴۸	جناب سعد احمد صاحب	۳۵
۹	نہر راتھ	۴۹	جناب رحیم صاحب	۳۶
۱۰	جناب غلام مصطفیٰ و شاہ	۵۰	جناب حسن علی صاحب	۳۷
۱۱	بہادر خان دلو علی صاحبان	۵۱	جناب اقبال حسن صاحب	۳۸
۱۲	جناب کفایت علی صاحب	۵۲	جناب جمن صاحب	۳۹
۱۳	تحصیلدار راتھ	۵۳	جناب بکچ صاحب	۴۰
۱۴	جناب حیدر بخش صاحب ٹیکہ دار	۵۴	نذریہ جناب مولوی سید	۴۱
۱۵	راتھ ضلع	۵۵	حکیم الدین صاحب واعظ	۴۲
۱۶	جناب محمد حمزہ احمد صاحب	۵۶	جناب محمد عیسیٰ سولہ اندر علی	۴۳
۱۷	جناب محمد موسیٰ کاظم صاحب	۵۷	عزیز حسن محمد عادل و طفیل احمد	۴۴
۱۸	نائب تحصیلدار	۵۸	صاحبان صوفی گنج ضلع ہمیر پور	۴۵

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۵۱	جناب محمد امیر اسد صاحب کونیس	۶۰	جناب میر حاتم علی، وسید	۱
۵۲	ذریعہ جناب مولوی سید حکیم الدین صاحب کتب	۶۱	امجد علی صاحبان، ضلع بمیر پور	۱
۵۳	جناب محمد احسان اللہ خان و	۶۲	جناب منشی عبدالرزاق صاحب	۱
۵۴	محمد کامل صاحبان	۶۳	سب انسپکٹر	۱
۵۵	جناب مٹھویگ صاحب چہری	۶۴	جناب مرزا احمد بیگ صاحب	۱
۵۶	جناب لی محمد صاحب قلندر، وزیر	۶۵	وغیرہ ۱۶ نفر	۱
۵۷	وحسینی، وکریم صاحبان	۶۶	نجنف خان و نور محمد منظر حسن	۱
۵۸	جناب عبدالواسط، خدابخش	۶۷	صاحبان	۱
۵۹	وعوض علی صاحبان	۶۸	جناب نواب و وزیر صاحبان	۱
۶۰	جناب عبدالکریم، احمد خان	۶۹	وغیرہ ۱۸ ضلع بمیر پور	۱
۶۱	عالم خان، حسن خان صاحبان	۷۰	جناب تمیز الدین قاضی صاحبان	۱
۶۲	راٹھہ، ضلع بمیر پور	۷۱	ٹھیکہ داران	۱
۶۳	جناب غازی و چاہو، و جھمن	۷۲	معرفت جناب مولوی حکیم الدین	۱
۶۴	و گھٹیا صاحبان	۷۳	صاحب واعظ ندوہ از مہوبہ	۱
۶۵	جناب عید شاہ و جنگو وغیرہ	۷۴	ضلع بمیر پور	۱
۶۶	صاحبان	۷۵	جناب شیخ محمد صفر علی صاحب	۱
۶۷	جناب عطاء اللہ خان گلاب	۷۶	ساکن مدن ہوت، معرفت	۱
۶۸	صاحبان راٹھہ، ضلع بمیر پور	۷۷	مولوی محمد سلیمان صاحب واعظ	۱

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۶۸	جناب عبدالرب صاحب	۸۵	مسلمانان جمال پور ^{مسلمانی} ^{مسلمانی}	۶۸
۶۹	جناب شیخ محمد عزیز علی صاحب	۸۶	جناب محمد یوسف صاحب	۶۹
۷۰	مسلمانان جمال پور	۸۷	ساکن جمال پور	۷۰
۷۱	جناب محمد یوسف صاحب کن پور	۸۸	جناب نور محمد خان صاحب	۷۱
۷۲	جناب نجی محمد خان صاحب	۸۹	جناب حسن خان صاحب	۷۲
۷۳	جناب حسن خان صاحب	۹۰	جناب محمد علی صاحب	۷۳
۷۴	جناب بندہ خدا صاحب	۹۱	جناب بچ صاحب	۷۴
۷۵	جناب فی صاحبہ طہ صاحب	۹۲	جناب محمد شعیب صاحب	۷۵
۷۶	جناب عبدالستار صاحب	۹۳	جناب کریم صاحب حجام	۷۶
۷۷	جناب محمد عثمان صاحب	۹۴	جناب عبدالخالق صاحب	۷۷
۷۸	جناب کریم صاحب حجام	۹۵	جناب کالے خان صاحب	۷۸
۷۹	جناب محمد اسحاق صاحب	۹۶	مسماة سکونت صاحبہ	۷۹
۸۰	جناب حیم خیاط صاحب	۹۷	جناب رحمان صاحب	۸۰
۸۱	جناب منظور خان صاحب	۹۸	گنگونی صاحب معرفت لوی	۸۱
۸۲	جناب مجد علی صاحب	۹۹	سیلمان صاحب غلظۃ العلماء	۸۲
۸۳	بقایا سنی	۱۰۰	جناب محمد یعقوب صاحب	۸۳
۸۴	معرفت جناب لوی حکیم الدین صاحب غلظۃ العلماء	۱۰۱	جناب جمال الدین صاحب	۸۴
۸۵	معرفت مولوی محمد سلیم صاحب	۱۰۲	جناب اسماعیل خان صاحب	۸۵
۸۶	بزرگوار مولانا شہید صاحب غلظۃ العلماء	۱۰۳	جناب منظور خان صاحب	۸۶

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۵	جناب ابو فضل سید شاہ عباس صاحب زوکا نہ ضلع سکھر سندھ (بذریعہ معین زدوہ شملہ)	۱۲	وکیل امیر، ضلع اوزنگ آباد کن	۵
۶	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوۃ العلماء کوہ شملہ	۱۳	جناب سید فخر الدین صاحب ہاسپٹل سسٹنٹ چورو، بیکانیر	۶
۷	جناب مولوی نعم الدین صاحب ریڈیو ٹوٹا پ پریس کوہ شملہ	۱۴	جناب منشی فیض الحسن صاحب پبلی کوٹھی گولا گنج لکھنؤ قیمت یک لکھ اکڑ	۷
قیمت چرم قربانی			جناب مولوی محمد فصیح صاحب وکیل لکھنؤ، دو کھال بھیرہ چرم	۸
۸	جناب ابو عبد القادر صاحب سکرٹری معین زدوہ کوہ شملہ	۱۵	جناب مولوی عبد السمیع صاحب نزول آفیسر لکھنؤ، دو کھال بھیرہ	۹
۹	جناب ابو عبد الغفر بنی صاحب جنابین عبد الغفور صاحب کاڈر	۱۶	چرم قربانی	۱۰
۱۰	جناب میان عبد الفتادار صاحب ٹھیکہ دار	۱۷	جناب سردار سجاد خان صاحب ملازم مشروٹ صاحب فیسر کیننگ کلج لکھنؤ قیمت یک لکھ اکڑ	۱۱
۱۱	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی وکیل ندوہ	۱۸	جناب مولوی برکت علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی	
۱۲	جناب منشی عبد القادر صاحب لاڈلیرین ریلوے بورڈ	۱۹	ہیڈ ٹرانسلیٹر چیف کورٹ پنجاب	
۱۳		۲۰		

ردیف	نام مع پتہ	تعداد	ردیف	نام مع پتہ	تعداد
	آمدنی مدد کوۃ ندوة العلماء			امدادیتامی	
	جناب میر جمال الدین صاحب سید	۳۰		منجملہ چندہ عید الفطر کوۃ شملہ حصہ	۲۱
	ڈر افشس مین لیوے بورڈ، شملہ			امدادیتامی	
	جناب بابو عبد الرحیم صاحب کلرک	۳۱		جناب اہلیہ محترمہ مولوی غلام محمد	۲۲
	ریلوے بورڈ			صاحب شملوی وکیل ندوۃ شملہ	
	جناب بابو غلام احمد صاحب کک	۳۲		جناب اہلیہ محترمہ جناب عبداللہ	۲۳
	چندہ عید الفطر نصف حصہ	۳۳		صاحب، کوہ شملہ	
	چندہ عید الفطر نصف حصہ	۳۴		معرفت جناب سید ہاشم علیضہ	۲۴
	قیمت چرم قربانی از زمانہ جناب	۳۵		امدادیتامی معرفت معین کوۃ شملہ	
	عبدالقاد صاحب ٹیکہ دار شملہ			جناب منشی قلندر بخش صاحب	۲۵
	۲- کھال،			ریکارڈ کسپر لیوے بورڈ شملہ	
	جملہ میزان چرم قربانی در کوۃ			جناب مرزا غلام حسن صاحب	۲۶
	کتب خانہ ندوة العلماء معرفت طر کتب خانہ			ریلوے بورڈ	
	آمدنی فروخت کتب خانہ ندوة العلماء معرفت طر کتب خانہ			جناب سید محمد علی صاحب	۲۷
	کتب متفرقہ مکررات	۱		جناب منشی محمد ابراہیم صاحب	۲۸
	مسائل السالکین فی تذکرۃ	۲		جناب مرزا شیر محمد صاحب	۲۹
	ادو اصلین جلد دوم			ہیڈ ڈرافٹس مین ریلوے	
	میزان			بورڈ، کوہ شملہ	

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱	جناب بابو تاج الدین احمد صاحب	۸	چندہ دار العلوم من ابتدا	
۲	کلرک کامرس ڈیپارٹمنٹ کوہ شملہ		اپریل ۱۹۰۷ء لغایت مارچ ۱۹۰۸ء	
۳	جناب بابو عبدالقادر صاحب	۹	قیمت دو عدد انگلستانی تقری	۱
۴	رئیس سکریٹری معین ندوہ	۱۰	آٹھ جلسہ ٹپنہ	۲
۵	جناب بابو بدر الدین صاحب	۱۱	جناب مولانا سید شیر علی صاحب	۳
۶	ٹھیکہ دار سنجولی	۱۲	سابق مہتمم دارالعلوم لکنؤ	۴
۷	جناب بابو برکت علی صاحب	۱۳	جناب منشی گلزار علی صاحب شپور	۵
۸	ریلوے بورڈ	۱۴	تحصیلدار محمود آباد ضلع ستیاپور	۶
۹	انجمن احمدیہ	۱۵	معرفت جناب مقیم صاحب تعلیمات	۷
۱۰	جناب بابو محمد عبداللہ صاحب	۱۶	(بذریعہ معین ندوہ شملہ)	۸
۱۱	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ٹورس	۱۷	جناب روشن خان صاحب	۹
۱۲	بارنس کواٹ کوہ شملہ	۱۸	انبالوی، کوہ شملہ	۱۰
۱۳	جناب منشی عبدالقادر صاحب	۱۹	جناب محمد اوی صاحب کفی شاپ	۱۱
۱۴	ہائٹ مالک ری پریس کوہ شملہ	۲۰	جتوک، کوہ شملہ	۱۲
۱۵	جناب مرزا محمد بیگ صاحب	۲۱	جناب بابو غلام قادر صاحب	۱۳
۱۶	دندان ساز	۲۲	کلرک فرائز اینڈ میٹریٹری کس شملہ	۱۴
۱۷	جناب جان محمد صاحب	۲۳	جناب منشی عبدالرحمان صاحب	۱۵
۱۸	گھڑی ساز، کوہ شملہ	۲۴	مارکٹ، کوہ شملہ	۱۶

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱۷	جناب خواجہ کبیر صاحب	۲۷	جناب شیخ عبدالرزاق صاحب	۱۸
۱۸	رئیس کوہ شملہ	۲۸	جام مرچنٹ، کوہ شملہ	۱۹
۱۹	جناب حاجی عبدالصمد صاحب	۲۹	جناب احمد صاحب کشمیری	۲۰
۲۰	اپر بازار	۳۰	اپر بازار	۲۱
۲۱	جناب محمد سلطان صاحب	۳۱	جناب خان سرور صاحب داگرہ	۲۲
۲۲	شال مرچنٹ	۳۲	جناب محمد زکریا صاحب گٹھی سار	۲۳
۲۳	جناب غلام محمد صاحب	۳۳	اپر بازار	۲۴
۲۴	امر تسری	۳۴	جناب نظیر احمد صاحب	۲۵
۲۵	جناب محمد عمر جو صاحب	۳۵	جناب محمد امیر صاحب گٹھی سار	۲۶
۲۶	جناب نور الدین صاحب	۳۶	اپر بازار	۲۷
۲۷	سٹون مرچنٹ	۳۷	جناب محمد عمر صاحب نعمانی	۲۸
۲۸	جناب محمد اکبر خان صاحب	۳۸	لود بازار	۲۹
۲۹	مالک کابل کمپنی	۳۹	جناب شیخ محمد شرف صاحب	۳۰
۳۰	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب	۴۰	تبا کو فروش	۳۱
۳۱	مالک میڈیکل ہال	۴۱	جناب شیخ کرم صاحب مینہ فروش	۳۲
۳۲	جناب نور محمد و محمد حسن صاحبان	۴۲	جناب عبدالغنی صاحب بھٹوش	۳۳
۳۳	سوداگران ظروف	۴۳	جناب فیض محمد صاحب	۳۴
۳۴	جناب فیاض الدین صاحب سٹون مرچنٹ	۴۴	جناب میان محمد سمیع صاحب	۳۵

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۳۹	جناب شفاق الرحمن صاحب	۵۱	جناب محمد کین صاحب خانسان	۱
۴۰	عطار، کوہ شملہ	۵۲	کوہ شملہ	۲
۴۱	متفرق چندہ از لور بازار	۵۳	جناب شیخ علی محمد صاحب جام	۳
۴۲	جناب مستری میان خان صاحب	۵۴	فروش اپر بازار	۴
۴۳	روٹی گودام	۵۵	متفرق چندہ از بغیہ فروشان	۵
۴۴	جناب بابو عبدالعزیز صاحب	۵۶	وسوہ فروشان	۶
۴۵	سبا و ریسر سیون پلٹن	۵۷	جناب بابو دین محمد صاحب	۷
۴۶	جناب مرزا شیر محمد صاحب بیڈ	۵۸	بی۔ اے۔	۸
۴۷	ڈرافٹس مین	۵۹	جناب بابو حبیب اللہ صاحب	۹
۴۸	جناب میر جمال الدین صاحب	۶۰	مینو سپلیٹی	۱۰
۴۹	نقشہ نویس ریلوے بورڈ	۶۱	جناب بابو محمد حسن خان صاحب	۱۱
۵۰	جناب بابو نور بخش صاحب	۶۲	کلرک دفتر گزٹیز ٹری ریس	۱۲
۵۱	جناب منشی عبدالرحیم صاحب	۶۳	جناب بابو عبد اللطیف صاحب	۱۳
۵۲	جناب ابو غلام محمد صاحب	۶۴	جناب بابو محمد جاگیر صاحب	۱۴
۵۳	جناب ابو بشیر حسین صاحب کلرک	۶۵	جناب بابو عبد الاحد صاحب	۱۵
۵۴	ریلوے بورڈ	۶۶	جناب بابو عبدالغفور صاحب	۱۶
۵۵	جناب منشی محمد حسن صاحب کلرک	۶۷	جناب بابو محمد یوسف صاحب	۱۷
۵۶	جناب منشی عبدالحق صاحب	۶۸	جناب بابو عبد الحکیم صاحب	۱۸

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۶۳	جناب بابو سرچ الدین صاحب کٹر	۸۸	جناب محمد شہاب الدین صاحب	۸
۶۴	الکرامت مری و کس کوہ شملہ	۸۹	کود شملہ	۱۴
۶۵	جناب بابو عبدالغنی صاحب	۹۰	جناب بابو شیخ محمد اکرام اللہ صاحب	۱۵
۶۶	جناب محمد حسن خان صاحب	۹۱	جناب بابو سید مبارک حسن صاحب	۱۶
۶۷	جناب بابو عبدالغفار صاحب	۹۲	جناب محمد بخش صاحب	۱۷
۶۸	جناب بابو غلام قادر صاحب	۹۳	جناب بابو میر احمد صاحب	۱۸
۶۹	نام معلوم الاسم	۹۴	دفتر کائنات فضائیہ	۱۹
۷۰	جناب بابو محمد شریف صاحب	۹۵	جناب بابو فرخ حسن صاحب	۲۰
۷۱	جناب بابو عبدالکریم صاحب	۹۶	جناب بابو عطاء محمد صاحب	۲۱
۷۲	جناب بابو محمد عبدالصاحب	۹۷	منجملہ چندہ علی لفظ حصہ العلوم	۲۲
۷۳	جناب بابو محمد حفیظ صاحب	۹۸	جناب بابو تمیز الدین خان صاحب	۲۳
۷۴	جناب بابو محمد عظیم الدین خان صاحب	۹۹	ریلوے ٹیلیگراف انسپکٹر	۲۴
۷۵	جناب بابو ولایت علی شاہ صاحب	۱۰۰	جناب بابو عبدالرحمان خان صاحب	۲۵
۷۶	دفتر کائنات فضائیہ	۱۰۱	سٹور کیپر نوٹ اپ پریس	۲۶
۷۷	نام معلوم الاسم	۱۰۲	جناب بابو بشیر احمد صاحب	۲۷
۷۸	جناب بابو مول بخش صاحب	۱۰۳	کلرک	۲۸
۷۹	جناب بابو محمد عبدالصاحب	۱۰۴	جناب بابو عبدالعزیز خان	۲۹
۸۰	مناس	۱۰۵	صاحب ڈسپچر	۳۰

ردیف	نام مع پته	ردیف	نام مع پته	ردیف
۹۰	جناب بابو محمد عثمان صاحب کیوڑ	۱۰۳	جناب منشی عبدالغفار صاحب	۲
۹۱	جناب بولڈر داکٹر صاحب بی ہولڈر	۱۰۴	جناب منشی شمس الدین صاحب	۲
۹۲	جناب سید شتاق علی صاحب	۱۰۵	جناب شیخ گھسیٹو صاحب	۲
۹۳	جناب سید جلال الدین صاحب	۱۰۶	جناب میر حیدر حسین صاحب	۲
۹۴	جناب بابو کریم بخش صاحب	۱۰۷	جناب علی بخش صاحب	۲
۹۵	جناب منشی عبدالغفار صاحب کیوڑ	۱۰۸	جناب میان حید الدین صاحب	۲
۹۶	جناب منشی اکبر بخش صاحب	۱۰۹	جناب شیخ نیاز احمد صاحب	۲
۹۷	جناب منشی محمد خان صاحب گل	۱۱۰	جناب ابو شہزاد خان صاحب	۲
۹۸	جناب منشی محمد عثمان صاحب	۱۱۱	جناب بابو بھگت رام صاحب	۲
۹۹	جناب منشی محمد خلیل صاحب	۱۱۲	جناب منشی علی اعظم نصیر صاحب	۲
۱۰۰	جناب منشی روشن علی صاحب	۱۱۳	جناب منشی عبدالغفار صاحب	۲
۱۰۱	جناب منشی شرافت حسین صاحب	۱۱۴	جناب محمد محمود اللہ بادشاہ	۲
۱۰۲	جناب بابو عبدالرشید خان صاحب	۱۱۵	صاحب رئیس مدراس	۲
	کرکٹینگ تراجٹاپ پریس		جملہ میزان چندہ دارالعلوم	
			امام مولانا	
			۱۱۳/۲	

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱	جناب نواب صاحب بہادر چندہ وظائف ذمہ اعلیٰ	۸	جناب الحاج خان بہادر عبدالعزیز	۱
۲	جناب نواب صاحب بہادر بالقابہ، والی ریاست بھاولپور خلد شہر ملکہ دوس	۹	بادشاہ سفیر سلطان محمد مدرس جناب یم۔ اسے حیات پانچا صاحب مدرس	۲
۳	جناب امیر الامراء ناصر الاسلام شیخ بہاء الدین صاحب سابق وزیر ریاست جو ناگرہ -	۱۰	جناب محمد محمود اسد بادشاہ متنا	۳
۴	جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب رئیس شروانی حبیب پور	۱۱	جناب حاجی بدر الدین صاحب	۴
۵	ضلع علی گڑھ جناب منشی محمد احتشام خدیو	۱۲	جناب ٹی امین الدین صاحب	۵
۶	رئیس کلکوری، مہتران، ذمہ اعلیٰ جناب سیٹھ حاجی محمد حنیف صاحب	۱۳	جناب لیالہ حاجی عبدالرحمن صاحب	۶
۷	رئیس و تاجر انگا نا پانک شریٹ جناب مولوی حمید الدین صاحب	۱۴	جناب کرم باؤمی عبدالقادر صاحب	۷
۸	پروفیسر میو کالج الہ آباد جناب مولوی ظفر خان صاحب	۱۵	جناب محمد عبدالکریم صاحب قتی	۸
۹	ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ جناب بھگو خان صاحب	۱۶	جناب منشی امداد حسین صاحب	۹
			موضع اساس، پوسٹ منو، ضلع گیا	۱۰
			جناب منشی محمود حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل محرتھانہ اہرہ	۱۱
			ضلع مرزا پور	۱۲
			جناب بھگو خان صاحب تاجر عطر، فرخ آباد	۱۳

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
	تعلیم سنسکرت مجاشا		(ذریعہ معین زدودہ شملہ)	
	جناب مولانا محمد حبیب الرحمن	۱	جناب شیخ رحمت احمد صاحب	۱۹
	خان صاحب نثرانی زمین کین پورہ	۱	بیضہ فروش کوہ شملہ	
۱	ضلع علیگڑہ	۱	جناب مولوی علاء الدین صاحب	۲۰
	جناب مولوی علی الدین حسن	۲	واعظ	
	صاحب ناظم عدالت دیوانی		جناب سردار نتھاسنگ صاحب	۲۱
۲	اورنگ آباد دکن	۲	ریلوے بورڈ	
	جناب مولوی نواب علی صاحب	۳	جناب بابو محمد حسن نصاحب	۲۲
۳	پروفیسر زبودہ کلج۔ بڑودہ	۳	جناب نشی برکت علی صاحب	۲۳
	(چند تعلیم سنسکرت معین زدودہ شملہ)		جناب نشی بشیر حسن صاحب	۲۴
۴	جناب مولوی محمد حسین صاحب کوہ شملہ	۴	جناب مولوی بولہ علی جوہر صاحب	۲۵
	جناب عبدالرحمن صاحب بونہوی	۵	جناب نشی عبدالغفار صاحب	۲۶
۵	منعم الدین صاحب		جناب مولانا عبد الشجیان	۲۷
	جناب عبدالرزاق صاحب	۶	صاحب تاجرو میں گوڈون	
۶	جناب محمد احمد صاحب	۷	اسٹریٹ نمبر ۲۳ مدراس	
	جناب ابو الخیر صاحب		جلد میزان چندہ وظائف مذکورہ علماء الاسماء للعلماء	
۷	جناب ابو عبد اللہ صاحب			
۸	میزان کل		۳	

نام مع پتہ	نام مع پتہ	نام مع پتہ	نام مع پتہ
تعلیم عربی	(انعام تفسیر حدیث)	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب
بہار دینی، ضلع مرزا پور	نائب تحصیل تحصیل سفی پور	تعمیر مسجد	جناب اکبر علی دستار صاحب
تعمیر مسجد	تعلیم نیاں	بھاو پور، بذریعہ مولوی	غلام محمد صاحب شملوی -
جناب اکبر علی دستار صاحب	جناب خواجہ سید شہید الدین	تعمیر و نکست وۃ العلماء	جناب مولوی سید علی صاحب
بھاو پور، بذریعہ مولوی	صاحب گسیار میٹھی لکھنؤ،	جناب مولوی سید علی صاحب	زینبی، قائم مقام ادیب
غلام محمد صاحب شملوی -	بتقریب بھارتی خوافی دختر خود -	ندوۃ العلماء لکھنؤ،	عام تعلیم
تعمیر و نکست وۃ العلماء	جناب مولوی حکیم سید عبدالحی	جناب ناظر حسن صاحب	معرفت جناب الانا علی علی صاحب
جناب مولوی سید علی صاحب	صاحب نائب ناظم ندوۃ العلماء	نائب ناظم ندوۃ العلماء، بستی	
زینبی، قائم مقام ادیب	لکھنؤ		
ندوۃ العلماء لکھنؤ،	میزان قشہ		
عام تعلیم	چندہ مستقل سالانہ		
جناب ناظر حسن صاحب	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب		
معرفت جناب الانا علی علی صاحب	اسٹنٹ سرین پشاور		
نائب ناظم ندوۃ العلماء، بستی			

نقشہ تنخواہ ملازمین کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ، من ابتداء اپریل ۱۹۱۱ء لغایت مارچ ۱۹۱۲ء

نمبر شمار	نام ملازمین مع عدد	شرح تنخواہ	ایک کرورگی	رقم واجب وصول	کیفیت
۱	ناظر کتب خانہ	۵۰	یکسال	۱۰۰	مال
۲	فراش کتب خانہ	۵۰	۱۱ ماہ دیو	۱۱۰	مال
میزان کل					
۲۱۰					

نقشہ تنخواہ کارندہ آزاد موقوفہ شاہجہانپور من ابتداء اپریل ۱۹۱۱ء لغایت مارچ ۱۹۱۲ء

۱	منشی ناظم علی صاحب مختار	۵۰	یکسال	۱۰۰	مال
متعینہ وقف ضلع شاہجہانپور					

نقشہ تنخواہ ملازم غنیمین اشاعت الاسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ من ابتداء اپریل ۱۹۱۱ء لغایت مارچ ۱۹۱۲ء

۱	مولوی سید عظیم الدین صاحب غلط	۵۰	۲۲ ماہ	۱۱۰۰	مال
۲	مولوی محمد سلیم صاحب غلط	۵۰	۹ ماہ	۴۵۰	مال
۳	مولوی محمد سلیمان صاحب غلط	۵۰	۹ ماہ	۴۵۰	مال
میزان کل					
۲۰۵۰					

نقشہ تنخواہ ملازمین خزانہ العلماء لکھنؤ من ابتداء اپریل ۱۹۱۱ء لغایت مارچ ۱۹۱۲ء

۱	محرر مال ندوۃ العلماء	۵۰	یکسال	۱۰۰	مال
---	-----------------------	----	-------	-----	-----

نمبر شمار	نام ملازمین مع عدد	شرح تنخواہ	ایک کم کردگی	تنخواہ العیول	کیفیت
۲	محرر دفتر مراسلات	عہدہ	یکسال	ماہانہ	یکم التور برسہ سہ ہفتہ
۳	چپراسی	صہ	ماہانہ ۲۰ یوم	صہ	پانچ روپیہ ماہوار کا ہوا
میزان کل					
نقشہ تنخواہ ملازمین دکن اور ندوۃ العلما لکھنؤ من ابتداء اپریل سالہ لغایت مارچ سالہ ۱۲۹۱					
۱	مولوی غلام محمد صاحب شملوی	صہ	یکسال	ماہ	جنوری سالہ عہدہ
	وکیل ندوۃ العلما	صہ			ماہوار کا اضافہ ہوا
۲	وکیل دوم ہنگامی	صہ	ایک سو نو روزی	عہدہ	۱۴ مارچ
میزان کل					
نقشہ تنخواہ ملازمین دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ من ابتداء اپریل سالہ لغایت مارچ سالہ ۱۲۹۱					
۱	قاضی بلند حسین صاحب ایم او بیہ ہاٹر	ماہ	یکسال	ال لارہ	
۲	مولانا شیخ محمد صاحب باب ادیب	صہ	ماہانہ ۲۰ یوم	ماہانہ	
۳	مولوی عیسیٰ اللہ صاحب نقیہ علی	صہ	ماہانہ ۶ یوم	ماہانہ	ان کا تقریر ۵ ستمبر سالہ ہوا
۴	مولوی سید علی صاحب قائم مقام	صہ			ان کا تقریر ۵ ستمبر سالہ ہوا
	ادیب	صہ	یکسال	ماہانہ	قائم مقام دینی جج کے
۵	سید پیائے صاحب بی لے	صہ	ماہ ۳	ماہانہ	مقامی اور دعا و ضلع و ہتھام
	قائم مقام سکند ماٹر	صہ	۲۹ یوم	ماہانہ	من ابتداء ۵ فروری سالہ
					بجواب عہدہ ان کا تقریر ۱۲
					سالہ سہ بطور قائم مقامی ہوا

نمبر شمار	نام ملازمین مع عہد	شرح تہذوہ	ایام کارکردگی	تہذوہ الوصول	کیفیت
۶	مولوی سید سلیمان صاحب نائب ویب	ص	یک سال	سما	
۷	مولوی محمد بشی صاحب کرس عربی	ص	یک سال	ماہ	
۸	مولوی سلطان احمد صاحب کرس عربی	ص	یک سال	سما	
۹	مولوی عبدالسلام صاحب کرس عربی	ص	۱۱ ماہ ۲۹ یوم	ماہ ۱۱	
۱۰	مولوی فضل الرحمن صاحب کرس عربی	ص	یک سال	ماہ ۱۱	
۱۱	مولوی محمد یوسف صاحب کرس عربی	ص	۹ ماہ ۳ یوم	ماہ ۱۱	
۱۲	ماسٹرین محمد صاحب تھڑ ماسٹر	ص	۹ ماہ ۶ یوم	ماہ ۱۱	
۱۳	ماسٹر عبد الباقی صاحب تھڑ ماسٹر	ص	یک سال	ماہ ۱۱	
۱۴	پنڈت لکنا تھڑ صاحب معلم جٹا	ص	۱۱ ماہ ۴ یوم	ماہ ۱۱	
۱۵	ماسٹر فدا حسین صاحب معلم پانی	ص	یک سال	ماہ ۱۱	
۱۶	مولوی محمد الدین صاحب کرس عربی	ص	یک سال	ماہ ۱۱	
۱۷	منشی عبد الحفیظ صاحب دارالعلوم	ص	۹ ماہ ۱۳ یوم	ماہ ۱۱	
۱۸	منشی سید علی صاحب فنی	ص	۹ یوم فروری	ماہ ۱۱	
۱۹	مہر دارالعلوم	ص	۱۱ ماہ	ماہ ۱۱	
۲۰	منشی فضل حسین صاحب مہر	ص	۲۹ یوم	ماہ ۱۱	
	مقدم صاحب دارالعلوم	ص	۲۹ یوم	ماہ ۱۱	
	منصوب علی چپرسی دارالعلوم	ص	یک ماہ ۱۲ یوم	ماہ ۱۱	

۱۰۔ اپریل ۱۱ کو

بشاہرہ سے ہوا

تقرر ہوا اور ۱۱

۱۱ سے عمارت

ترقی ہوئی

نمبر شمار	نام ملازمین مع عمر	شرح تنخواہ	ایک کمزداری	رقم واجب وصول	کیفیت
۲۱	سراج الدین چپڑی دارالعلوم	۱ ص	یکمہ ۵ یوم	۱۲ روپے	جولائی ۱۳۰۰ء سے
۲۲	محمد شیرخان چپڑی	۱ ص	۹ ماہ ۲۷ یوم	۱۳ روپے	عمر ماہوار اضافہ ہوا
۲۳	مولوی سید نجم الہدی صاحب	۱ ص	۳ ماہ	۱۳ روپے	
	مدرس عزیزی	۱ ص	۳ یوم	۱۳ روپے	
۲۴	غلام علی دربان	۱ ص	۳ ماہ ۷ یوم	۱۳ روپے	
۲۵	مولوی عبدالغفار صاحب	۱ ص	یکمہ	۱۳ روپے	
	محرر معتمد صاحب دارالعلوم	۱ ص	یکمہ	۱۳ روپے	
۲۶	سید باقر حسین صاحب	۱ ص	یکمہ	۱۳ روپے	
	بی۔ اے سکند ماشر	۱ ص	۹ ماہ ۶ یوم	۱۵ روپے	۴ یوم بحساب ماہ
۲۷	مولوی سید شیر علی صاحب	۱ ص	یکمہ ۷ یوم	۱۵ روپے	۷ یوم بحساب ماہ
	مستند دارالعلوم	۱ ص	یکمہ ۷ یوم	۱۵ روپے	
۲۸	شفیع بخش دربان	۱ ص	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۳ روپے	
۲۹	مولوی فضل الرحمن صاحب	۱ ص	۲۹ یوم	۱۳ روپے	
	قائم مقام محرر دارالعلوم	۱ ص	۲۹ یوم	۱۳ روپے	
۳۰	نصیر الحسن صاحب قائم مقام	۱ ص	۲۲ یوم	۱۳ روپے	
	سکند ماشر	۱ ص	جنوری ۱۳۰۰ء	۱۳ روپے	
سیزان کل					
معاملہ ۱۳۰۰ء					

فہرست عطیات چندہ ندوۃ المسلما

من ابتداء یکم اپریل ۱۹۱۲ء لغایت اکتوبر ۱۹۱۲ء

نمبر	پراونشل گورنمنٹ گرانٹ ان ایڈ۔	۱۰
۲	عطیہ سرکار عالیہ و الیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا	۱۰
۳	عطیہ سرکار عالی و الی ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہا۔ بحساب سور و پیہ یا ہوا حالی	۱۳
۴	آمدنی وقف حمزہ پور ضلع شاہجہانپور	۱۴
۵	آمدنی جائیداد موقوفہ مولوی خدایار خان صاحب موضع بھرتنا پور ضلع بریلی	۱۴
۶	آمدنی جائیداد موقوفہ خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب حوم	۱۴
۷	معرفت منشی احتشام علی صاحب ٹرٹی ادکاف رئیس کاکوری	۱۴
۸	آمدنی کرایہ دوکان موقوفہ چندوسی ضلع مراد آباد	۱۴
۸	آمدنی مکان موقوفہ واقع للٹ پور ضلع جھانسی	۱۴
۹	کرایہ مکانات وصیتی واقع لال باغ لکھنؤ	۱۵
میزان	۱۵	۱۵

من ابتداء یلم اپریل ۱۹۱۲ء

چندہ ممبری

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	بذریعہ جناب بنو نظام الدین صاحب		۸	جناب جان نور محمد صاحب تاجر	
	امرت سر			جرم امرت سر	۱ ص
۱	جناب فط محمد علیم صاحب جرم		۹	جناب حاجی قادر بخش و ملا بخش	
	و آنریری مجسٹریٹ کا بنور	۱ ص		صاحبان تاجران جرم امرت سر	۱ ص
۲	جناب نظام الدین صاحب تاجر جرم	۱ ص	۱۰	جناب میر حبیب اللہ صاحب	
۳	جناب شیخ شمس الدین و مہم بخش			آنریری مجسٹریٹ امرت سر	۱ ص
	صاحبان تاجر جرم امرت سر	۱ ص	۱۱	جناب شیخ جوہیل صاحب داگر د	
۴	جناب شیخ علی بخش صاحب تاجر			آنریری مجسٹریٹ امرت سر	۱ ص
	جرم وینڈیل کسٹنر امرت سر	۱ ص	۱۲	جناب شیخ علی محمد صاحب جرم	۱ ص
۵	جناب میان نظام الدین صاحب		۱۳	جناب بابو شمس الدین صاحب تاجر جرم	۱ ص
	ٹھیکہ دار امرت سر	۱ ص	۱۴	جناب لوی محمد حکمت اللہ صاحب	
۶	جناب قیام الدین صاحب و ڈگریٹ			سپرٹنڈنٹ چنگی ادا ت سر	۱ ص
	کسٹنر امرت سر	۱ ص	۱۵	جناب جان اللہ جویا صاحب	
۷	جناب جان نور الدین صاحب و ڈگریٹ	۱ ص		تاجر جرم امرت سر	۱ ص

نمبر شمار	نام مع بته	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع بته	تعداد رقم
۱۶	جناب حاجی غلام حسین و خدا بخش	۲۵	جناب میان محمد بخش صاحب کار		
۱۷	صاحبان تاجر چرم امرتسر	۱۵	پیشینه کثرت الودایان امرتسر	۱۵	
۱۸	جناب خان بہادر شیخ غلام صادق	۲۶	جناب میان حبیب اللہ صاحب داکٹر		
۱۹	صاحب یوسف آنری ری مجلسیہ امرتسر	۱۵	پیشینہ بکچی رواڑہ گنٹہ گھر امرتسر	۱۵	
۲۰	جناب حاجی پیر محمد احمد الدین صاحب	۲۷	جناب میان کریم الدین صاحب		
۲۱	و صدر الدین صاحب بجرچرم امرتسر	۱۵	سوداگر مشین ہال بازار امرتسر	۱۵	
۲۲	جناب غلام صاحب شیخ فضل کریم صاحب	۲۸	جناب ماسٹر عبدالرحمن غلام صاحب		
۲۳	بی اے افسر مال بندوبست امرتسر	۱۵	مدرسہ ریاضی و سائنس ایم۔		
۲۴	جناب خیر غلام محی الدین صاحب		۱۔ ۱۰ ہائی اسکول امرتسر	۱۵	
۲۵	بی اے۔ ایل ایل بی وکیل امرتسر	۲۹	جناب میان محمد نظر احمد صاحب طالب علم		
۲۶	جناب میان غلام مصطفیٰ صاحب		ہائی کلاس ایم۔ اے۔ ۱۰ ہائی اسکول		
۲۷	سوداگر و نیو پوسٹل کشتہ امرتسر	۱۵	امرتسر	۱۵	
۲۸	جناب میان غلام نبی صاحب	۳۰	جناب میان بڑے شاہ صاحب		
۲۹	سوداگر پیشینہ موری گنج امرتسر	۱۵	سوداگر کثرت موری گنج امرتسر	۱۵	
۳۰	جناب میان عبداللہ تو صاحب		مورفٹ جناب مولوی مولانا		
۳۱	سوداگر پیشینہ کثرت الودایان امرتسر	۱۵	غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پور		
۳۲	جناب میان حسام الدین صاحب		بسی جناب لوی مرزا محمد ظفر اللہ		
۳۳	ٹھیکہ دار امرتسر	۱۵	خان صاحب سب جج۔		

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد
۳۱	چندہ ہوشیار پور جناب تاجان بہادر رشتی محمد علی خان صاحب کنت اسٹنٹ کمشنر خانیوہ ضلع ہوشیار پور	۱	۴۰	گورنمنٹ - ہائی اسکول جناب ڈپٹی احمد بخش صاحب پٹنہ اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر قصبہ شام چوراسی ضلع ہوشیار پور	۱
۳۲	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم جناب لوی الہی بخش صاحب پلیدر	۱	۴۱	جناب مولوی جان محمد صاحب ہوشیار پوری تحصیلدار پالم پور ضلع گانگڑا	۱
۳۳	جناب شیخ نیاز محمد صاحب ایم۔ آ پلیدر	۱	۴۲	چندہ قصور ضلع لاہور جناب محمد لوی عبدالقادر صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب	۱
۳۴	جناب خان صاحب یار محمد صاحب رئیس قریل دیر ہما نخیلان	۱	۴۳	جناب محمد لوی غلام محی الدین صاحب پلیدر	۱
۳۵	جناب فیض سید افتخار الدین صاحب مہتمم بند و بست	۱	۴۴	جناب محمد لوی محمد داؤد صاحب مختار	۱
۳۶	جناب مرزا امین اللہ صاحب نائب مہتمم بند و بست	۱	۴۵	جناب بیان فضل دین صاحب گورا	۱
۳۷	جناب راجہ ولی اللہ خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	۱	۴۶	جناب سیان عابدی محمد صاحب کلاں گورا	۱
۳۸	جناب لوی محمد اشرف صاحب سکندھار	۱			

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	تمام مع پتہ	تعداد رقم
۴۷	وزیر آباد ضلع گجرانوالہ	۴۰	۴۰	جناب سردار عظمت الدین صاحب	۱
۴۸	جناب راجہ محمد اکرام اللہ قاضی	۴۱	۴۱	جناب قاضی مرید صاحب	۱
۴۹	رئیس اعظم	۴۲	۴۲	جناب چودہری امین بخش صاحب	۱
۵۰	جناب لوی مرزا محمد ظفر اللہ	۴۳	۴۳	جناب چنگ مع برادری پوسٹ	۱
۵۱	خان صاحب سبج	۴۴	۴۴	نظام آباد ضلع گجرانوالہ	۱
۵۲	جناب قاضی باقر شاہ صاحب	۴۵	۴۵	چندہ سیالکوٹ	۱
۵۳	جناب چودہری حیات صاحب	۴۶	۴۶	جناب شیخ پیر محمد محمد جان صاحب	۱
۵۴	جناب بابو غلام حسن صاحب	۴۷	۴۷	سوداگران جہاونی	۱
۵۵	جناب شیخ نیاز احمد صاحب	۴۸	۴۸	جناب شیخ عمر بخش صاحب	۱
۵۶	جناب حاجی ملک غلام مصطفیٰ صاحب	۴۹	۴۹	جناب شیخ دہری کلو خان صاحب	۱
۵۷	سوداگر	۵۰	۵۰	بز قصاب	۱
۵۸	جناب حاجی ملک بوٹا صاحب	۵۱	۵۱	جناب پیرہی صاحب	۱
۵۹	جناب حاجی عمر بخش صاحب	۵۲	۵۲	جناب شیخ محمد سلطان صاحب	۱
۶۰	جناب شیخ دین محمد صاحب	۵۳	۵۳	جناب شیخ نبی بخش صاحب	۱
۶۱	جناب شیخ مولابخش صاحب	۵۴	۵۴	صاحبان سوداگران جرم	۱
۶۲	جناب میان محمد دین صاحب	۵۵	۵۵	جناب شیخ چیلغ دین صاحبان	۱
۶۳	جناب عبد القادر صاحب	۵۶	۵۶		

بمشار	نام مع پنه	قعد رقم	بمشار	نام مع پنه	قعد رقم
	سوداگران جرم	۱ ص	۸۳	جناب ابو خورشید عالم صاحب ک	
۴۰	جناب بابو علی گره صاحب	۱ ص		آف دی کورٹ	۱ ص
۴۱	جناب میان الدر کھا صاحب	۱ ص	۸۴	جناب شیخ مولا بخش صاحب اگر چوب	۱ ص
۴۲	جناب جود ہری نصیر الدین و		۸۵	جناب جی میان غلام علی صاحب	
	امام الدین صاحبان	۱ ص		ٹھیکہ دار	۱ ص
۴۳	جناب احمد حامد صاحب سوداگر		۸۶	جناب بونفضل احمد صاحب کبیر	
	جرم	۱ ص		چاؤنی	۱ ص
۴۴	جناب لوی محمد شفیع صاحب آفٹل	۱ ص		چندہ کجرات خباب	
۴۵	جناب سائین محمد فاضل صاحب ٹھیکہ دار	۱ ص	۸۷	جناب نواب ملک خدا بخش خانقا	
۴۶	جناب جی جود ہری سلطان محمد			ڈسٹرکٹ جج	۱ ص
	صاحب بیر سٹریٹ لا	۱ ص	۸۸	جناب سردار یار محمد خان صاحب	
۴۷	جناب جود ہری محمد امین صاحب	۱ ص		پنشنر اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر	۱ ص
۴۸	جناب جود ہری نصر اللہ خانقا	۱ ص	۸۹	جناب خان احمد حسین خان صاحب	
۴۹	جناب شیخ ظہور الہی صاحب	۱ ص		اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر	۱ ص
۵۰	جناب شیخ علی بخش صاحب مختار	۱ ص	۹۰	جناب شہزادہ محمد یوسف خان	
۵۱	جناب میان حسین الدین صاحب			صاحب پنشنر اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر	۱ ص
	پلیڈر	۱ ص	۹۱	جناب ملک شیر محمد خان صاحب	
۵۲	جناب جہ عطا محمد خان صاحب برسی لیا	۱ ص		پرنٹنگ و دفتر فارسی ضلع کجرات	۱ ص

نمبر شمار	نام مع پنه	تعداد	نمبر شمار	نام مع پنه	تعداد
۹۲	جناب جو دهری فضل علی خان صاحب	۱۰۲	جناب اکرم فیض محمد خان صاحب	۱۰۲	تعداد
	آنزیری سول نج	۱	چیف میڈیکل افسر ریاست	۱	۱
	چندہ گجر الخوالہ پنجاب		تاجہ		۱
۹۳	جناب ابی سلم خان صاحب	۱۰۳	جناب ضی محمد خلیل صاحب	۱۰۳	۱
	اسٹنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گجر الخوالہ	۱	بریلی		۱
۹۴	جناب میان عبد الحمید صاحب	۱۰۴	جناب یکم محبوب علی صاحب	۱۰۴	۱
۹۵	جناب فقیر سید جلال الدین صاحب		رئیس الخوالہ ضلع بریلی		۱
	اکسٹرا اسٹنٹ کمنشنر	۱	جناب لوی سید عبدالودود صاحب	۱۰۵	۱
۹۶	جناب لوی فضل الدین صاحب	۱	رئیس بریلی		۱
۹۷	جناب بابو عبدالعزیز صاحب بلڈر	۱	جناب ذوق الملک حکیم حافظ اہل	۱۰۶	۱
۹۸	جناب ابو عطاء محمد صاحب	۱	خان صاحب رئیس دہلی		۱
۹۹	جناب لوی عبدالحق صاحب	۱	جناب باقر صاحب - بی - اے	۱۰۷	۱
	چندہ متفرق		ایل - ایل - بی وکیل بستی		۱
۱۰۰	جناب لوی سید محمد اسماعیل صاحب	۱۰۸	جناب لوی نور محمد صاحب ضلع	۱۰۸	۱
	وکیل و آنزیری سکریٹری ڈسٹرکٹ		لکنا - ضلع موتی ہاری		۱
	بورڈ سمیر پور	۱	شیخ ابوالحسن صاحب موضع جھاری	۱۰۹	۱
۱۰۱	جناب جی محمد یعقوب خان صاحب		ڈاکخانہ بلڈر ضلع موتی ہاری		۱
	رئیس پبلک ورکس علیگڑہ	۱	جناب شیخ عبدالکریم صاحب موضع کھنڈ	۱۱۰	۱

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد ورق
	ڈاکخانہ سور یا ضلع موتی ہارکا	۱۱۰		ڈبچی کلکٹر	۱۰۹
۱۱۱	جناب شیخ امیر الحسن صاحب	۱۰۹	۱۱۹	جناب سیح الدین صاحب	۱۰۹
۱۱۲	جناب مفتی ریاضیت حسن صاحب			بیرسٹر بارہ بنکی	۱۰۹
	موضع لگی ڈاکخانہ سور یا		۱۲۰	جناب فیض الدین صاحب نعمانی	
	ضلع موتی ہاری	۱۰۹		ردولی ضلع بارہ بنکی	۱۰۹
۱۱۳	جناب شیخ ولی محمد صاحب وضع		۱۲۱	جناب قاضی ولی الحق صاحب	
	لگی۔ ڈاکخانہ سور یا ضلع			ردولی۔ ضلع بارہ بنکی	۱۰۹
	موتی ہاری	۱۰۹	۱۲۲	جناب شیخ مختار احمد صاحب	
۱۱۴	جناب شیخ امانت حسین صاحب			وکیل بارہ بنکی	۱۰۹
	موضع سربرہ و ڈاکخانہ		۱۲۳	جناب شیخ انوار الرحمن صاحب	
	سور یا ضلع موتی ہاری	۱۰۹		قدوائی میجر سوٹ اسکول بانگی	۱۰۹
۱۱۵	جناب بلوی ضیا الدین صاحب		۱۲۴	جناب شیخ عبدالعلی صاحب	
	وکیل بارہ بنکی	۱۰۹		بسارہ ضلع بارہ بنکی	۱۰۹
۱۱۶	جناب بلوی ولایت علی صاحب		۱۲۵	جناب حاجی قربان احمد صاحب	
	وکیل بارہ بنکی	۱۰۹		وکیل بارہ بنکی	۱۰۹
۱۱۷	جناب بلوی نواب علی صاحب		۱۲۶	جناب چودہری رشید الدین صاحب	
	وکیل بارہ بنکی	۱۰۹		تعلقہ دار بارہ بنکی	۱۰۹
۱۱۸	جناب بلوی نصیر الدین حیدر صاحب		۱۲۷	جناب چودہری مجید الدین صاحب تعلقہ دار	۱۰۹

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم
۱۲۸	جناب شیخ محمود علی صاحب رئیس بیمارہ ضلع بارہ بنسکی	۱۳۵	جناب مولوی عبدالحق صاحب وکیل علیگڑھ	۱۳۶	جناب مولوی محمد صالح صاحب رئیس علیگڑھ
۱۲۹	جناب شیخ زین العابدین صاحب بیمارہ ضلع بارہ بنسکی	۱۳۷	جناب حاجی سید وارث علی شاہ صاحب آگرہ	۱۳۸	جناب حافظ عبد العزیز صاحب تحصیل دہشتنر علیگڑھ
۱۳۰	جناب حافظ عبد الصمد صاحب تاجر امین آباد لکھنؤ	۱۳۸	جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خان صاحب رئیس دتاوی ضلع علیگڑھ	۱۳۹	جناب علی احمد صاحب وکیل آگرہ
۱۳۱	جناب شیخ مشتاق علی صاحب رئیس گدیہ ضلع بارہ بنسکی	۱۳۹	جناب حافظ محمد محسن صاحب کراوی آگرہ	۱۴۰	جناب خان بہادر سید آغا صاحب بیرٹراگرہ
۱۳۲	جناب حافظ محمد نفی صاحب تاجر علیگڑھ	۱۴۰	جناب مولوی امانت اللہ صاحب علیگڑھ	۱۴۱	جناب مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی علیگڑھ
۱۳۳	جناب مولوی امانت اللہ صاحب علیگڑھ	۱۴۱	جناب مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی علیگڑھ	۱۴۲	جناب مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی علیگڑھ

نمبر شمار	نام معصیت	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معصیت	تعداد رقم
۱۴۳	جناب مرزا قسیم بیگ صاحب چغتائی دُپٹی کلکٹر آگرہ	۱	۱۵۰	صاحب بڑا گاؤن ضلع بارہ بنکی جناب مولوی الطاف حسین صاحب تحصیل دارہ - لکھنؤ	۱
۱۴۴	جناب صوفی قاسم علی خالصاحب مالک مفید عام آگرہ	۱	۱۵۱	جناب حافظ محمد یونس صاحب سرشتہ ضلع اناؤ	۱
۱۴۵	جناب مولوی محمد شفیع صاحب سکرٹری مینو بیل بورڈ اٹا و اد	۱	۱۵۲	جناب شیخ محبوب علی صاحب دریاباد ضلع بارہ بنکی	۱
۱۴۶	جناب مولوی بلج الدین صاحب حج خفیفہ کابنور	۱	۱۵۳	جناب شیخ ریاست علی صاحب دریاباد ضلع بارہ بنکی	۱
۱۴۷	جناب سید ممتاز حسن صاحب رزاقی بانسوی لکھنؤ	۱	۱۵۴	جناب شیخ نیاز علی صاحب رئیس پخیل ضلع بارہ بنکی	۱
۱۴۸	جناب شیخ نیاز علی صاحب رئیس پخیل ضلع بارہ بنکی	۱	۱۵۵	جناب شیخ عبدالرحمان والدہ سعد الزمان صاحب	۱

نمبر شمار	نام معریتہ	قد و قدیم	نمبر شمار	نام معریتہ	قد و قدیم
۱۵۶	جناب حاجی دہری شرف از زمانہ صاحب	۱۶۵	جناب ابو محمد ابراہیم صاحب	۱۶۵	ص
	تعلقدار گڈ ہی	ص	رئیس ٹیڑھی گماٹا پٹنہ	ص	ص
۱۵۷	جناب شیخ غلام حسین صاحب	۱۶۶	جناب ابو عبد المجید صاحب	۱۶۶	ص
	تخصدار ریاست محمود آباد	ص	رئیس ٹیڑھی گماٹا پٹنہ	ص	ص
۱۵۸	جناب مولوی علی بخش صاحب	۱۶۷	جناب شاہ محمد عثمان صاحب	۱۶۷	ص
	وکیل گیا	ص	عینک ساز مراد پور بانکی پور	ص	ص
۱۵۹	سٹر ریاض الحق ہیر سٹر	۱۶۸	جناب مولوی محمد مسلم صاحب	۱۶۸	ص
	ایٹ لا گیا	ص	تاجر کتب بانکی پور	ص	ص
۱۶۰	جناب لوی خواجہ محمد نواز	۱۶۹	جناب لوی محمد حسین صاحب	۱۶۹	ص
	صاحب وکیل گیا	ص	وکیل بانیکورٹ بانکی پور	ص	ص
۱۶۱	جناب لوی سید نور الدین	۱۷۰	جناب آنریبل مولوی فخر الدین	۱۷۰	ص
	احمد صاحب بلنچی گیا	ص	صاحب وکیل بانکی پور	ص	ص
۱۶۲	جناب لوی فضیلت حسین	۱۷۱	جناب داروغہ عبداللطیف صاحب	۱۷۱	ص
	صاحب وکیل گیا	ص	تاجر مراد پور بانکی پور	ص	ص
۱۶۳	جناب لوی سید ظفر نواب	۱۷۲	جناب مولوی نصیر الحق صاحب	۱۷۲	ص
	صاحب رئیس گیا	ص	رئیس پٹنہ بھار	ص	ص
۱۶۴	جناب حاجی میر بخش	۱۷۳	جناب مرزا محمد علی بیگ	۱۷۳	ص
	صاحب موضع کٹنی کورہ ضلع گجرات	ص	صاحب علیچ آباد	ص	ص

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نام مع پتہ	تعداد رقم
۱۷۴	جناب محمد یونس خان صاحب بلیج آباد	۱۷۴	جناب ن بھاد عالمی علیہ السلام خان صاحب سکریٹری میونسپل بورڈ مرزا پور	۱۷۴
۱۷۵	جناب حبیب احمد خان صاحب بلیج آباد	۱۷۵	جناب مصطفیٰ خان صاحب ریس بارگمارٹ مرزا پور	۱۷۵
۱۷۶	جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب بلیج آباد	۱۷۶	جناب شیخ عبدالکریم صاحب آزادی مجسٹریٹ مرزا پور	۱۷۶
۱۷۷	جناب محمد اسماعیل خان صاحب بلیج آباد	۱۷۷	جناب شیخ رحمت اللہ صاحب ابن شیخ عبدالکریم صاحب مرزا پور	۱۷۷
۱۷۸	جناب محمد اسماعیل خان صاحب بلیج آباد	۱۷۸	جناب یونس خان صاحب مرزا پور	۱۷۸
۱۷۹	جناب مولوی حبیب الدین صاحب فیض پور کالج لاہور	۱۷۹	جناب مولوی عبدالباقی صاحب سب انسپکٹر پولیس مرزا پور	۱۷۹
۱۸۰	جناب موی اسحاق صاحب وکیل لاہور	۱۸۰	جناب مولوی عزیز الدین صاحب وکیل عدالت نجی مرزا پور	۱۸۰
۱۸۱	جناب مسٹر بن احمد صاحب بیرسٹریٹ لاہور	۱۸۱	جناب فشی طیف احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس مرزا پور	۱۸۱

نمبر شمار	نام معریتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معریتہ	تعداد رقم
۱۹۲	جناب حضرت علی صاحب			دال کی منڈی بنارس	۱ ص
	بارگھاٹ معرفت مصطفیٰ		۲۰۱	جناب محمد علی صاحب	
	خواجہ صاحب مرزا پور	۱ ص		تاج غلہ شیش گنج بنارس	۱ ص
۱۹۳	جناب مولوی امین محمد صاحب		۲۰۰	جناب عبدالنار صاحب	
	رئیس بلوچین بازار بنارس	۱ ص		بنارس	۱ ص
۱۹۴	جناب مولوی فضل عالم		۲۰۲	جناب مسٹر اقبال صاحب	
	صاحب وکیل بنارس	۱ ص		بنارس	۱ ص
۱۹۵	جناب مرزا اختر بخش صاحب		۲۰۱	جناب شیخ حسین صاحب	
	رئیس سدا لائیکس	۱ ص		بنارس	۱ ص
۱۹۶	جناب خان بہادر محمد طیب		۲۰۰	جناب حاجی ابو صاحب بنارس	۱ ص
	صاحب کوٹوال بنارس	۱ ص	۲۰۱	جناب قاضی سراج احمد صاحب	
۱۹۷	جناب حاجی قادر بخش صاحب			رائے بریلی	۱ ص
	بخشی بنارس	۱ ص	۲۰۱	جناب شیخ کفایت اللہ صاحب	
۱۹۸	جناب منشی تصور حسین صاحب			رئیس پرتاب گڈھ	۱ ص
	سب انسپکٹر چوک بنارس	۱ ص	۲۰۱	جناب شیخ محمد باقر صاحب	
۱۹۹	جناب مولوی محترم حسین			وکیل پرتاب گڈھ	۱ ص
	صاحب وکیل بنارس	۱ ص	۲۰۹	جناب خان بہادر ڈی بی محمد باقر	
۲۰۰	جناب اسماعیل صاحب نیلیر			صاحب سلطان پور	۱ ص

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۲۱۰	جناب موی محمد لطیف صاحب	۲۱۹	جناب منشی صابر علی صاحب	۱ ص	
	منصف صدر سلطانپور	۱ ص	فیض آباد	۱ ص	
۲۱۱	جناب محمد یعقوب خان صاحب	۲۲۰	جناب منشی حبیب اللہ صاحب	۱ ص	
	تعلقہ دار بہرہ مؤسسے بریلی	۱ ص	فیض آباد	۱ ص	
۲۱۲	جناب مولوی علاء الحسن	۲۲۱	جناب مسٹر حامد علی خان صاحب	۱ ص	
	صاحب ٹیپنگ ملکٹر سلطانپور	۱ ص	بیرسٹریٹ لا فیض آباد	۱ ص	
۲۱۳	جناب شیخ محمد رضا صاحب	۲۲۲	جناب چودہری رسول بخش صاحب	۱ ص	
	سلطانپور	۱ ص	سوداگر فیض آباد	۱ ص	
۲۱۴	جناب شیخ محمد رضا صاحب	۲۲۳	نامعلوم الاسم فیض آباد	۱ ص	
	سلطان پور	۱ ص	جناب محبوب احمد صاحب	۱ ص	
۲۱۵	جناب محمد شفیع صاحب مختار	۲۲۴	فیض آباد	۱ ص	
	فیض آباد	۲۲۵	جناب موی سید علی صاحب	۱ ص	
۲۱۶	جناب محمد حامد صاحب	۲۲۶	ہارس دار العلوم ندوہ	۱ ص	
	ایڈیٹر قیصر ہند فیض آباد	۲۲۷	لکھنؤ	۱ ص	
۲۱۷	جناب محمود عالم صاحب کیل	۲۲۸	جناب مضان علی صاحب تعلقہ	۱ ص	
	فیض آباد	۲۲۹	بہرہ ضلع رائے بریلی	۱ ص	
۲۱۸	جناب شیخ حافظ یار محمد صاحب	۲۳۰	جناب شیخ شہاب الدین	۱ ص	
	مانڈ فیض آباد	۲۳۱	صاحب کیل رائے بریلی	۱ ص	

نمبر شمار	نام معریتہ	تعداد	نمبر شمار	نام معریتہ
۱۴۵	بیرسٹر راجکوٹ	۵۵	۲۴۵	نام معلوم الاسم
۱۴۶	جناب خواجہ مظاہر حسین	۲۵۵	۲۴۶	جناب حافظ قطب الدین
۱۴۷	صاحب آنریری مجسٹریٹ	۱۴	۲۴۷	صاحب لکھنؤ
۱۴۸	سہار پور	۲۵۶	۲۴۸	جناب شیخ سخاوت حسین
۱۴۹	جناب مسٹر محمد صدیق صاحب	۲۵۷	۲۴۹	صاحب تاجر عطر چوک
۱۵۰	بیرسٹر لکھنؤ	۱۴	۲۵۰	لکھنؤ
۱۵۱	جناب سید بنی اللہ صاحب	۲۵۸	۲۵۱	جناب منشی رفیع القدر صاحب
۱۵۲	بیرسٹر لکھنؤ	۲۵۹	۲۵۲	ڈپٹی کلکٹر بنارس
۱۵۳	آنریریل مسٹر محمد رفیق جوہر	۲۶۰	۲۵۳	جناب بیان غلام رسول
۱۵۴	کشنر لکھنؤ	۲۶۱	۲۵۴	صاحب ٹیکہ دار کٹاوتر
۱۵۵	جناب لوی شمس الحسن صاحب	۲۶۲	۲۵۵	جناب منشی عبدالغنی صاحب اتر
۱۵۶	ڈپٹی کلکٹر بدایون	۲۶۳	۲۵۶	جناب چچ دہری شفیق الزمان
۱۵۷	جناب مولوی بدر الحسن	۲۶۴	۲۵۷	صاحب تعلقدار بھول
۱۵۸	صاحب منصف لکھنؤ	۲۶۵	۲۵۸	ضلع بارہ بنکی
۱۵۹	جناب ممتاز علی صاحب	۲۶۶	۲۵۹	جناب منشی انظر علی صاحب لکھنؤ
۱۶۰	صدر بازار لکھنؤ	۲۶۷	۲۶۰	جناب شاہ محمد فاضل صاحب
۱۶۱	جناب سید محمد حسن صاحب بریلی	۲۶۸	۲۶۱	تاجر لکھنؤ
۱۶۲	جناب عبدالحکیم صاحب لی ای علیگڑہ	۲۶۹	۲۶۲	جناب غلام محمد صاحب منشی

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد ورق
۲۶۴	جناب مسٹر حبیب اللہ صاحب	۱ ص	۲۶۳	وکیل لکھنؤ	۱ ص
۲۶۵	جناب مولوی غلام صغدر	۱ ص	۲۶۲	جناب مولوی احسان اللہ	۱ ص
۲۶۶	جناب مولوی میر عبد الکریم	۱ ص	۲۶۱	صاحب وکیل گورکھ پور	۱ ص
۲۶۷	جناب بابو عبد العزیز خان صاحب	۱ ص	۲۶۰	جناب حبیب اللہ صاحب	۱ ص
۲۶۸	جناب بابو محمد زمان خان صاحب	۱ ص	۲۵۹	فیض آباد	۱ ص
۲۶۹	جناب رشید الدین صاحب	۱ ص	۲۵۸	جناب شیخ عبد الرؤف صاحب	۱ ص
۲۷۰	جناب سید طور احمد صاحب	۱ ص	۲۵۷	رئیس مختور انہ ضلع الہ آباد	۱ ص
۲۷۱	جناب مرزا سمیع اللہ بیگ	۱ ص	۲۵۶	جناب منشی امتیاز علی صاحب	۱ ص
۲۷۲	جناب سید وزیر حسن صاحب	۱ ص	۲۵۵	وکیل فیض آباد	۱ ص
			۲۵۴	جناب سید فضل الرحمن صاحب	۱ ص
			۲۵۳	وکیل کانپور	۱ ص
			۲۵۲	جناب فیاض الحسن صاحب علی	۱ ص
			۲۵۱	کاکوری لکھنؤ	۱ ص
			۲۵۰	جناب سید حسین صاحب بڑیم	۱ ص
			۲۴۹	کانپور	۱ ص
			۲۴۸	جناب شاہ محمد خان صاحب تاج	۱ ص
			۲۴۷	لکھنؤ	۱ ص
			۲۴۶	جناب صفی الدولہ حسام الملک	۱ ص

نمبر شمار	نام معیتہ	نمبر شمار	تعداد	نام معیتہ	نمبر شمار
۱ ص	جناب خواجہ سید رشد الدین صاحب لکھنؤ	۲۹۰	۱ ص	نواب سید علی حسن خالصا	
۱ ص	جناب غلام زین العابدین صاحب رئیس میرٹھ	۲۹۱	۱ ص	جناب نواب امیر حسن خالصا	۲۸۲
۱ ص	جناب منشی واحد علی صاحب لکھنؤ	۲۹۲	۱ ص	جناب نواب مقتدی خالصا	۲۸۳
۱ ص	کاگوری لکھنؤ		۱ ص	جناب خواجہ حمید الدین صاحب لکھنؤ	۲۸۴
۱ ص	جناب وحی الحسن صاحب وکیل لکھنؤ	۲۹۳	۱ ص	جناب مولوی عبدالحی صاحب	۲۸۵
۱ ص	جناب عبد الرشید خالصا	۲۹۴	۱ ص	سوپالی لکھنؤ	
۱ ص	فتحپور		۱ ص	جناب نواب مسعود حسن خالصا	۲۸۶
۱ ص	جناب خان بہادر شیخ احسن صاحب تعلقات اہل پراوان	۲۹۵	۱ ص	جناب نواب سید مرتضیٰ حسن خالصا	۲۸۷
۱ ص	ضلع پرتابگڑھ		۱ ص	جناب نواب سید مرتضیٰ حسن خالصا	۲۸۸
۱ ص	جناب مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ	۲۹۶	۱ ص	خان صاحب لکھنؤ	
۱ ص	جناب بابو جواہر الدین صاحب	۲۹۷	۱ ص	جناب نواب سید مرتضیٰ حسن خالصا	۲۸۹
۱ ص	نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ		۱ ص	جناب سید عبدالرحمان صاحب لکھنؤ	
۱ ص	محسور ضلع لاہور		۱ ص		

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد و قیمت	نام مع پتہ	تعداد و قیمت
۲۹۸	جناب محمد علم خان صاحب نیس	۱ ص	ڈپٹی کلکٹر پشتر لکھنؤ	۱ ص
۲۹۹	گوتنی ضلع پرتابگڑہ	۱ ص	جناب حبیب الزمان خان	۳۰۷
۳۰۰	جناب مولوی حفیظ الدین صاحب	۱ ص	صاحب برہنگہ عبدالقادر	۱ ص
۳۰۱	بارہ بنکی	۱ ص	صاحب صوبہ دار حیدر آباد	۱ ص
۳۰۲	جناب شیخ نظیر حسین تعلقدار	۱ ص	جناب شیخ عبدالرحمن پھر انوان	۳۰۸
۳۰۳	گدیز ضلع بارہ بنکی	۱ ص	ضلع راسہ بریلی	۱ ص
۳۰۴	جناب حکیم محمد خلیل اللہ صاحب	۱ ص	جناب ابوالاعلیٰ عجاز عبدالرشید	۳۰۹
۳۰۵	رئیس بریلی	۱ ص	صاحب عوشی گنیش پور	۱ ص
۳۰۶	جناب عبدالرحمان صاحب	۱ ص	ڈاکخانہ صدر لکھنؤ	۱ ص
۳۰۷	وکیل ضلع آگرہ	۱ ص	جناب سید احمد شیر صاحب	۳۱۰
۳۰۸	جناب مولوی حبیب الزمان	۱ ص	مکان حکیم احمد خان قاضی	۱ ص
۳۰۹	خانصاحبہ جہان پور	۱ ص	جیلان پشاور	۱ ص
۳۱۰	موقت منشی محمد امتشام علی	۱ ص	جناب شیخ ابوالحسن صاحب	۳۱۱
۳۱۱	صاحب رئیس	۱ ص	وکیل سینا پور	۱ ص
۳۱۲	معرفت بابو منصور علی خان صاحب	۱ ص	جناب شیخ محمد بخش صاحب	۳۱۲
۳۱۳	سپرٹنڈنٹ اسٹیشن چارباغ	۱ ص	وکیل سینا پور	۱ ص
۳۱۴	لکھنؤ	۱ ص	جناب میر مظفر حسین	۳۱۳
۳۱۵	جناب مولوی عبدالقادر صاحب	۱ ص	صاحب وکیل سینا پور	۱ ص

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تقدیر رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تقدیر رقم
۳۱۲	معرفت حکیم عبدالقوی صاحب لکھنؤ	۳۲۳	جناب شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ	۱ ص	
۳۱۵	معرفت حکیم عبدالرشید صاحب لکھنؤ	۳۲۴	جناب حکیم محمد علی خان صاحب ایڈیٹر مرقع عالم ہردوئی	۱ ص	
۳۱۶	جناب مرزا محمد فصیح صاحب وکیل لکھنؤ	۳۲۵	جناب مولوی محمود الحق صاحب قادر سی وکیل ہردوئی	۱ ص	
۳۱۷	جناب شیخ شاہد حسین صاحب تعلقہ ارگہ ضلع بارہنگی	۳۲۶	جناب نواب عبدالکریم خان صاحب رئیس شاہ آباد	۱ ص	
۳۱۸	جناب شیخ محمد موسیٰ صاحب رئیس بجنور ضلع لکھنؤ	۳۲۷	جناب محمد حسین خان صاحب رئیس اللہ پور شاہ آباد	۱ ص	
۳۱۹	جناب شیخ محمد رضا صاحب رئیس بجنور	۳۲۸	جناب خواجہ سید کاظم حسین صاحب انڈیری سکر ٹری بیٹل	۱ ص	
۳۲۰	جناب سید اشرف علی صاحب رئیس ایٹمی ضلع لکھنؤ	۳۲۹	جناب شہزاد علی خان صاحب بی۔ اے دلاور پور شاہ آباد	۱ ص	
۳۲۱	جناب مرزا اسغر حسین صاحب بلوچ پورہ لکھنؤ	۳۳۰	جناب میراجی لوی اکبر علی صاحب سکر ٹری محکمہ جنگی بانس بریلی	۱ ص	
۳۲۲	جناب محمد حسن و محمد اسحاق صاحب دوکاندار این آباد				

بشمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	بشمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۳۱	جناب لوی قمر علی صاحب	۳۳۸	جناب لوی محمد یعقوب	۳۳۸	۱
۳۳۲	وکیل بانس بریلی	۳۳۹	صاحب کیل مراد آباد	۳۳۹	۱
۳۳۳	جناب صاحبزادہ عبدالصمد	۳۴۰	جناب سید رضا علی صاحب	۳۴۰	۱
۳۳۴	خان صاحب بہادر حنیف	۳۴۱	وکیل مراد آباد	۳۴۱	۱
۳۳۵	سکرٹری نواب مختار ایسٹ	۳۴۲	جناب قاضی شوکت حسین	۳۴۲	۱
۳۳۶	جناب نواب قار الملک	۳۴۳	صاحب نریر می مجسٹریٹ ڈپٹی	۳۴۳	۱
۳۳۷	مولوی مشتاق حسین صاحب	۳۴۴	مراد آباد	۳۴۴	۱
۳۳۸	اودھ	۳۴۵	جناب لوی سید حسن صاحب	۳۴۵	۱
۳۳۹	جناب فطاح احمد علی خان صاحب	۳۴۶	وکیل مراد آباد	۳۴۶	۱
۳۴۰	سپرٹنڈنٹ کارخانہ جات	۳۴۷	جناب لوی میر نظام علی	۳۴۷	۱
۳۴۱	نواب صاحب رامپور	۳۴۸	صاحب مختار ینو سیل لوڈ	۳۴۸	۱
۳۴۲	جناب لوی قمر شاہ خان صاحب	۳۴۹	مراد آباد	۳۴۹	۱
۳۴۳	جوڈیشل سکرٹری رامپور	۳۵۰	جناب مولوی عبدالحی	۳۵۰	۱
۳۴۴	جناب صاحبزادہ عبدالحی	۳۵۱	صاحب وکیل مراد آباد	۳۵۱	۱
۳۴۵	خان صاحب ریونیو سکرٹری	۳۵۲	جناب لوی تمیز علی صاحب	۳۵۲	۱
۳۴۶	یاست رامپور	۳۵۳	سب رجسٹرار مراد آباد	۳۵۳	۱
۳۴۷	جناب لوی حشمت علی خان	۳۵۴	جناب شیخ رحمت علی صاحب	۳۵۴	۱
۳۴۸	صاحب مہتمم بندوبست پٹو	۳۵۵	انزیری مجسٹریٹ مراد آباد	۳۵۵	۱

نمبر شمار	نام معینہ	تقدیر	نمبر شمار	نام معینہ	تقدیر
۲	جناب شیخ فضل الدین صاحب			چندہ متفرق	
	شرف صدر	ع	۱۱	جناب سید محمود عالم صاحب	
۳	جناب سید غلام شاہ صاحب			رئیس مغلیہ ورہ فیض آباد	ع
	پلیڈر	ع	۱۲	جناب شیخ موسیٰ صاحب	
۴	جناب سید حامد علی شاہ صاحب			موضع سوریہ ڈاکخانہ سوریہ	
	سکرٹری مینوسپل کمیٹی	ع		ضلع موتی ہاری	ع
۵	جناب شیخ کرامت اللہ صاحب	ع	۱۳	جناب شیخ صداقت صاحب	
۶	جناب مولوی عبداللطیف			موضع سوریہ ڈاکخانہ سوریہ	
	صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر	ع		ضلع موتی ہاری	ع
۷	جناب بابو مولانا بخش صاحب		۱۴	جناب شیخ امانت صاحب	
	سفید پوش	ع		موضع سوریہ ڈاکخانہ سوریہ	
	چندہ گجرانوالہ پنجاب			ضلع موتی ہاری	ع
۸	جناب چودہری قائم علی		۱۵	جناب شیخ عقیق صاحب	
	خان صاحب کوٹ انسپکٹر	ع		موضع سوریہ ڈاکخانہ سوریہ	
۹	جناب ماسٹر محمد الہین صاحب			ضلع موتی ہاری	ع
	مینوسپل کمشنر	ع	۱۶	جناب شیخ الہی بخش صاحب	
۱۰	جناب مولوی نذیر حسین			موضع سوریہ ڈاکخانہ سوریہ	
	صاحب امام جامع مسجد	ع		ضلع موتی ہاری	ع

نمبر شمار	نام معہ پتہ	نقد و قلم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	نقد و قلم
۱۷	جناب شیخ کفایت حسین صاحب موضع سوریا ڈاکخانہ سوہا	۶	۲۳	جناب شیخ عبداللہ صاحب موضع مٹھوی ڈاکخانہ رام نگر	۶
۱۸	جناب مولوی نور الدین صاحب موضع مسل پور ڈاکخانہ سوہا	۶	۲۴	جناب شیخ محمد نواب صاحب موضع سرواڈا ڈاکخانہ رام نگر	۶
۱۹	جناب شیخ سجان صاحب موضع مسل پور ڈاکخانہ سوہا	۶	۲۵	جناب شیخ ریاض الدین صاحب موضع سرواڈا ڈاکخانہ رام نگر	۶
۲۰	جناب شیخ عدالت حسین صاحب موضع بگی ڈاکخانہ سوہا	۶	۲۶	جناب مولوی شراکت حسین صاحب موضع سرواڈا ڈاکخانہ رام نگر	۶
۲۱	جناب شیخ شمس الدین صاحب موضع بگی ڈاکخانہ سوہا	۶	۲۷	جناب شیخ عبدالرزاق صاحب موضع سرواڈا ڈاکخانہ رام نگر	۶
۲۲	جناب شیخ علی عباس صاحب موضع بگی ڈاکخانہ سوہا	۶	۲۸	جناب شیخ اسماعیل صاحب موضع سرواڈا ڈاکخانہ رام نگر	۶
	ضلع موتی ہاری	۶		ضلع موتی ہاری	۶

تعداد ورق	نام معصیت	تعداد ورق	نام معصیت	تعداد ورق
۶۱	موضع بستی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	۶۱	جناب شیخ ولی محمد صاحب موضع جوگیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	۲۹
۶۱	جناب شیخ عبداللہ صاحب موضع بستی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	۶۱	جناب شیخ شراکت حسین صاحب شیر و ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	۳۰
۶۱	جناب شیخ جمن صاحب موضع سل پور ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	۶۱	جناب شیخ عیلم الدین صاحب ڈاک خانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	۳۱
۶۱	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب موضع سمبھا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	۶۱	جناب شیخ بشیر صاحب ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	۳۲
۶۱	جناب مولوی احمد حسین صاحب موضع جوگیا ڈاکخانہ رام نگر ضلع موتی ہاری	۶۱	جناب شیخ اصغر علی صاحب موضع دیور و ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	۳۳
۶۱	جناب شیخ بدر الدین صاحب موضع گہی ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	۶۱	جناب دھندلہ صاحب ڈاکخانہ سوریا ضلع موتی ہاری	۳۴
۶۱	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب	۶۱	جناب شیخ امانت حسین صاحب	۳۵

نمبر شمار	نام معنی	نقد و رقم	نمبر شمار	نام معنی	نقد و رقم
	موضع چهار سوی ڈاکخانہ			موضع سپہاڈاکخانہ رام نگر	
۶۱	ضلع مولی ہاری	۶۱	۶۱	ضلع مولی ہاری	۶۱
۶۲	جناب شیخ خوشی صاحب	۶۲	۶۲	جناب نواز شمس علی صاحب	۶۲
	موضع ڈمڑا ڈاکخانہ سوریا		۶۳	بارہ بنکی	۶۳
۶۳	ضلع مولی ہاری	۶۳	۶۴	جناب مقصود علی صاحب	۶۴
	جناب فوجدار صاحب		۶۵	بارہ بنکی	۶۵
۶۴	موضع بگی ڈاکخانہ سوریا	۶۴	۶۶	جناب محبوب علی صاحب	۶۶
	ضلع مولی ہاری		۶۷	ناظر بارہ بنکی	۶۷
۶۵	جناب شیخ بار علی صاحب	۶۵	۶۸	جناب اشفاق حسین صاحب	۶۸
	موضع جوگیا ڈاکخانہ رام نگر		۶۹	ڈپٹی کلکٹر بارہ بنکی	۶۹
۶۶	ضلع مولی ہاری	۶۶	۷۰	جناب محمد ادریس صاحب	۷۰
	جناب شیخ نعمت صاحب		۷۱	ردولی ضلع بارہ بنکی	۷۱
۶۷	موضع سکنا ڈاکخانہ سوریا	۶۷	۷۲	جناب شاہ مسیح علی صاحب	۷۲
	ضلع مولی ہاری		۷۳	ردولی ضلع بارہ بنکی	۷۳
۶۸	جناب شیخ مافظ شہید	۶۸	۷۴	جناب شاہ علی احمد صاحب	۷۴
	صاحب موضع سپہاڈاکخانہ		۷۵	ردولی ضلع بارہ بنکی	۷۵
۶۹	رام نگر ضلع مولی ہاری	۶۹	۷۶	جناب اقبال الرحمن صاحب	۷۶
	جناب شیخ علی حسن صاحب		۷۷	ردولی ضلع بارہ بنکی	۷۷

نمبر شمار	نام سہ پہنہ	نقد و رقم	نمبر شمار	نام سہ پہنہ	نقد و رقم
۵۶	جناب محمد علی صاحب نامہ	۱۰	۵۷	جناب عارف علی صاحب	۱۰
۵۸	جناب انعام الرحمن صاحب	۱۰	۵۹	جناب عبدالوحید صاحب	۱۰
۶۰	جناب بدر الحسن صاحب	۱۰	۶۱	جناب حافظ عبدالرؤف صاحب	۱۰
۶۲	جناب عبدالکریم صاحب	۱۰	۶۳	جناب شیخ عبداللہ صاحب	۱۰
۶۴	جناب مفتی احسان الحق صاحب	۱۰	۶۵	جناب عارف بنکی	۱۰
۶۶	جناب شیخ محمد علی صاحب نامہ	۱۰	۶۷	جناب عارف بنکی	۱۰
۶۸	جناب عارف بنکی	۱۰	۶۹	جناب عارف بنکی	۱۰
۷۰	جناب عارف بنکی	۱۰	۷۱	جناب عارف بنکی	۱۰
۷۲	جناب عارف بنکی	۱۰	۷۳	جناب عارف بنکی	۱۰
۷۴	جناب عارف بنکی	۱۰	۷۵	جناب عارف بنکی	۱۰
۷۶	جناب عارف بنکی	۱۰	۷۷	جناب عارف بنکی	۱۰
۷۸	جناب عارف بنکی	۱۰	۷۹	جناب عارف بنکی	۱۰
۸۰	جناب عارف بنکی	۱۰	۸۱	جناب عارف بنکی	۱۰
۸۲	جناب عارف بنکی	۱۰	۸۳	جناب عارف بنکی	۱۰
۸۴	جناب عارف بنکی	۱۰	۸۵	جناب عارف بنکی	۱۰
۸۶	جناب عارف بنکی	۱۰	۸۷	جناب عارف بنکی	۱۰
۸۸	جناب عارف بنکی	۱۰	۸۹	جناب عارف بنکی	۱۰
۹۰	جناب عارف بنکی	۱۰	۹۱	جناب عارف بنکی	۱۰
۹۲	جناب عارف بنکی	۱۰	۹۳	جناب عارف بنکی	۱۰
۹۴	جناب عارف بنکی	۱۰	۹۵	جناب عارف بنکی	۱۰
۹۶	جناب عارف بنکی	۱۰	۹۷	جناب عارف بنکی	۱۰
۹۸	جناب عارف بنکی	۱۰	۹۹	جناب عارف بنکی	۱۰
۱۰۰	جناب عارف بنکی	۱۰			

نمبر شمار	نام معیت	تقدیر رقم	نمبر شمار	نام معیت	تقدیر رقم
۷۴	جناب شیخ غلام صفدر خان	۸۳	جناب مولوی الطاف حسین	۷۵	جناب مولوی سلامت اللہ
	صاحب آگرہ	۷۶	صاحب ام - اے ہڈ ماسٹر		صاحب آگرہ
۷۵	جناب مولوی سلامت اللہ	۸۴	جناب الہخانہ ڈاکٹر محمد سمیع	۷۶	جناب مولوی عبدالغفار
	صاحب آگرہ	۸۵	صاحب دریاباد	۷۷	صاحب ڈبئی کلکٹر آگرہ
۷۶	جناب مولوی عبدالغفار	۸۶	جناب جوہری مصطفیٰ علی	۷۸	جناب نثار احمد صاحب
	صاحب ڈبئی کلکٹر آگرہ	۸۷	صاحب دریاباد		کو تو ال آگرہ
۷۷	جناب نثار احمد صاحب	۸۸	جناب غلام حیدر صاحب	۷۹	جناب مولوی نذیر احمد خان
	کو تو ال آگرہ	۸۹	کپور ٹیر دریاباد		صاحب فخر اٹاواہ
۷۸	جناب مولوی نذیر احمد خان	۹۰	جناب منشی محبوب اشرف ضا	۸۰	جناب مولوی غایت حسین
	صاحب فخر اٹاواہ	۹۱	کٹھو کمر تالاب گیا		صاحب اٹاواہ
۷۹	جناب مولوی غایت حسین	۹۲	جناب منشی منیر الدین ضا		جناب سید احمد صاحب
	صاحب اٹاواہ	۹۳	پشکار گیا		آنریری مجسٹریٹ اٹاواہ
۸۰	جناب سید احمد صاحب	۹۴	جناب حافظ ابوالبرکات ضا		جناب سید صادق حسین
	آنریری مجسٹریٹ اٹاواہ	۹۵	کٹھو کمر تالاب گیا		صاحب احمدی اٹاواہ
۸۱	جناب سید صادق حسین	۹۶	جناب مولوی غنی حیدر صاحب		جناب مولوی غلام مجتبیٰ
	صاحب احمدی اٹاواہ	۹۷	وکیل گیا		صاحب رئیس اٹاواہ
۸۲	جناب مولوی غلام مجتبیٰ	۹۸	جناب منشی محمد احسن صاحب		
	صاحب رئیس اٹاواہ				

بیشمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	بیشمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	مختار گیا	۱۰۰	ع	جناب منشی شجاعت حسین	ع
۹۲	جناب مسٹر عبدالحکیم صاحب	۱۰۱	ع	گیا	ع
	بیرسٹر گیا	۱۰۲	ع	جناب منشی سید گوہر علی صاحب	ع
۹۳	جناب منشی فخر الدین صاحب	۱۰۳	ع	گیا	ع
	مختار گیا	۱۰۴	ع	جناب مولوی محمد انجم صاحب	ع
۹۴	جناب منشی مطیع الحق	۱۰۵	ع	گیا	ع
	صاحب گیا	۱۰۶	ع	جناب منشی مشیر الدین صاحب	ع
۹۵	جناب منشی الوہاب	۱۰۷	ع	گیا	ع
	صاحب گیا	۱۰۸	ع	جناب میر شفاعت حسین صاحب	ع
۹۶	جناب مولوی غیل	۱۰۹	ع	رئیس گیا	ع
	الرحمان صاحب	۱۱۰	ع	جناب حکیم شمس الدین صاحب	ع
	وکیل گیا کٹو گمر	۱۱۱	ع	گیا	ع
	تالاب	۱۱۲	ع	جناب مولوی عبدالغنی صاحب	ع
۹۷	جناب مولوی واعظ الحق	۱۱۳	ع	سپرٹنڈنٹ معروف گیا	ع
	صاحب کیل گیا	۱۱۴	ع	جناب عبدالحکیم صاحب پیکار	ع
۹۸	جناب مولوی جلد رحیم	۱۱۵	ع	بنسج معروف گنج گیا	ع
	صاحب گیا	۱۱۶	ع	جناب نصیر الدین صاحب	ع
۹۹	جناب مولوی عمر دراز صاحب	۱۱۷	ع	بیرسٹر گیا	ع

نمبر شمار	نام معصیت	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معصیت	تعداد رقم
۱۲۹	جناب غلام محمد صاحب کاغذی محله بھار	۱۳۸	جناب لوی محبت الحق صاحب خنخار بانگی پور	۱۳۸	۷
۱۳۰	جناب یوسف علی خان صاحب عالم گنج پٹنہ	۱۳۹	جناب محمد عبدالغفار صاحب علینک ساز بانگی پور	۱۳۹	۷
۱۳۱	جناب مولوی سید نور الدین صاحب کیل سری باغ بانگی پور	۱۴۰	جناب سید محمد یوسف صاحب خنخار بانگی پور	۱۴۰	۷
۱۳۲	جناب لوی سید لطافت شریف صاحب موضع بدرہ پور پٹنہ	۱۴۱	جناب لوی محمد خلیل صاحب زمیندار موضع گیلانی	۱۴۱	۷
۱۳۳	جناب لوی حکیم عبدالحمید صاحب سری باغ بانگی پور	۱۴۲	جناب مولوی محمدی حسن خان صاحب وکیل سری باغ	۱۴۲	۷
۱۳۴	جناب لوی حکیم سید نجم الدین صاحب بانگی پور	۱۴۳	جناب اکرم محمد عبدالغفور صاحب مالک گھر بن بیکل	۱۴۳	۷
۱۳۵	جناب لوی سید عبدالحی صاحب زمیندار موضع سائن ضلع پٹنہ	۱۴۴	جناب شیخ محمد نصیر الدین صاحب زمیندار استھان ضلع پٹنہ	۱۴۴	۷
۱۳۶	جناب لوی ظہور الدین صاحب رئیس سود بکڑہ پٹنہ	۱۴۵	جناب سید محمد اسحاق صاحب خنخار موضع ندورہ ضلع پٹنہ	۱۴۵	۷

نمبر شمار	نام معیتہ	نمبر شمار	نمبر شمار	نام معیتہ	نمبر شمار
	جناب لوی عطار اللہ بیگ صاحب	۱۵۸	۷۱	موضع پٹنہ	
۷۱	لیج آباد			جناب لوی محمد اشفاق حسین	۱۴۶
	جناب عبدالاحد خان صاحب	۱۵۹	۷۲	صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ بانکی پور	
۷۲	لیج آباد			جناب منشی علی کریم و محمد حسن	۱۴۷
	جناب می احمد خان صاحب	۱۶۰	۷۳	اجان بانکی پور	
۷۳	لیج آباد			جناب عبدالرحیم خان صاحب	۱۴۸
۷۴	جناب کیل خان صاحب لیج آباد	۱۶۱	۷۴	پسر یعقوب خان صاحب لیج آباد	
	جناب عبدالوہید خان صاحب	۱۶۲		جناب عبدالحمید خان صاحب	۱۴۹
۷۵	لیج آباد		۷۵	لیج آباد	
	جناب سید عبدالرزاق صاحب	۱۶۳		جناب محمد زمان خان صاحب	۱۵۰
۷۶	بیر شرایٹ لالہ آباد		۷۶	لیج آباد	
	جناب مولوی غلام مجتبیٰ	۱۶۴	۷۷	جناب غیر محمد خان صاحب لیج آباد	۱۵۱
۷۷	صاحب وکیل الہ آباد		۷۸	جناب ابد خان صاحب	۱۵۲
	جناب مولوی محمد علی عثمان	۱۶۵	۷۹	جناب محمد تکمیل خان صاحب	۱۵۳
۷۹	صاحب وکیل الہ آباد		۸۰	جناب عبدالغفر صاحب	۱۵۴
	جناب رسول احمد صاحب	۱۶۶	۸۱	جناب سبحان علی خان صاحب	۱۵۵
۸۱	نصرم الہ آباد		۸۲	جناب بسین علی خان صاحب	۱۵۶
	مورث مولوی جمیل الدین صاحب	۱۶۷	۸۳	جناب ابوالکیر خان صاحب	۱۵۷

نمبر شمار	نام معینہ	قد و قدیم	نمبر شمار	نام معینہ	قد و قدیم
	اشرفی النہ آباد	۱۶	۱۷۷	جناب ملک محمد یعقوب صاحب	
۱۴۸	جناب حکیم رفعت اللہ			بنارس	۱۷۸
	صاحب مرزا پور	۱۶	۱۷۸	جناب نواب جان صاحب	
۱۴۹	جناب حکیم عبدالحمید صاحب			بنارس	۱۷۸
	مرزا پور	۱۶	۱۷۹	جناب حاجی الی صاحب بنارس	
۱۵۰	جناب مولوی ثناء الحق			جناب عبدالحکیم صاحب تنکپور	۱۷۸
	صاحب مرزا پور	۱۶	۱۸۱	جناب عبدالحمید صاحب کلیل	
۱۵۱	جناب ممتاز علی صاحب			جناب مولوی عمر صاحب	۱۸۲
	رئیس مرزا پور	۱۶	۱۸۳	جناب لوی غلام مظہر صاحب	
۱۵۲	جناب تاج الدین صاحب			جناب مولوی عبدالواحد صاحب	۱۸۴
	مختار مرزا پور	۱۶		بنارس	۱۷۸
۱۵۳	جناب حکیم محمد حسین			جناب ڈاکٹر محمد وزیر صاحب	۱۸۵
	صاحب بنارس	۱۶		بنارس	۱۷۸
۱۵۴	جناب حاجی بڈین صاحب			جناب حافظ عبدالرحیم صاحب	۱۸۶
	بنارس	۱۶		مختار بنارس	۱۷۸
۱۵۵	جناب خواجه احمد صاحب			جناب یاد علی صاحب مختار بنارس	۱۸۷
	بنارس	۱۶		جناب زاکر نجف صاحب	۱۸۸
۱۵۶	جناب محمد جان صاحب بنارس	۱۶		جناب زکریا محمد نجف صاحب	۱۸۹

نمبر شمار	نام معریتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معریتہ	تعداد رقم
۱۹۰	بذریعہ مرزا سلیم صاحب	۱۵	۱۹۹	جناب سعید الدین صاحب	۱۵
۱۹۱	دفتر اعظم گڑھ	۱۵	۲۰۰	جناب محمد شاہ کر خان صاحب	۱۵
۱۹۲	جناب لونی علی علم عطا صاحب	۱۵	۲۰۱	سلطان پور	۱۵
۱۹۳	مدرسہ سلون ضلع رابریلی	۱۵	۲۰۲	جناب فشتی و حاج الدین صاحب	۱۵
۱۹۴	جناب مولوی عطاء صاحب	۱۵	۲۰۳	سلطان پور	۱۵
۱۹۵	مدرسہ سلون ضلع رابریلی	۱۵	۲۰۴	جناب شیخ عبد الحمید صاحب	۱۵
۱۹۶	جناب محمد یعقوب صاحب خانہ دار	۱۵	۲۰۵	وکیل ہامی کورٹ سلطان پور	۱۵
۱۹۷	نصیر آباد سلون ضلع رابریلی	۱۵	۲۰۶	جناب فشتی صفدر حسین	۱۵
۱۹۸	بذریعہ تھانیدار صاحب بنارس	۱۵	۲۰۷	صاحب سلطان پور	۱۵
۱۹۹	چوک بنارس	۱۵	۲۰۸	جناب سالدار صاحب	۱۵
۲۰۰	جناب ثناء احمد صاحب	۱۵	۲۰۹	میر محبوب علی صاحب بھگوانہ	۱۵
۲۰۱	تعلقہ دار عطاء گنج ضلع	۱۵	۲۱۰	تحصیل مسافر خانہ سلطان پور	۱۵
۲۰۲	راے بریلی	۱۵	۲۱۱	جناب بنیا حسین صاحب	۱۵
۲۰۳	جناب فشتی بشیر احمد صاحب	۱۵	۲۱۲	سلطان پور	۱۵
۲۰۴	پیشکار راے بریلی	۱۵	۲۱۳	بذریعہ مسٹر اقبال صاحب	۱۵
۲۰۵	جناب ابو لالا علی صاحب	۱۵	۲۱۴	بنارس سلطان پور	۱۵
۲۰۶	پر تاب گڑھ	۱۵			
۲۰۷	جناب عبد القادر صاحب	۱۵			

نمبر شمار	نام معبر پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام معبر پتہ	نمبر شمار
۶۰۷	جناب سید حمید الدین صاحب	۶	۲۱۷	جناب شیخ محمد بنوری	۶
۶۰۸	جناب منشی بیجو خان صاحب	۶	۲۱۸	جناب عبدالغفور صاحب	۶
۶۰۹	جناب منشی محی الاسلام صاحب	۶	۲۱۹	جناب منشی شہا الدین	۶
۶۱۰	جناب منشی احکام الدین	۶	۲۲۰	جناب شیخ عبدالسلام	۶
۶۱۱	جناب منشی مظہر الحق صاحب	۶	۲۲۱	جناب حکیم عبدالواحد خان	۶
۶۱۲	جناب منشی عبدالکریم صاحب	۶	۲۲۲	جناب حکیم محی الدین صاحب	۶
۶۱۳	جناب منشی ولی محمد صاحب	۶	۲۲۳	جناب مولوی محمد وحسن	۶
۶۱۴	جناب شیخ عبدالغفور صاحب اگر	۶	۲۲۴	جناب منشی محمد گوٹہ	۶
۶۱۵	جناب غلام علی صاحب اگر	۶	۲۲۵	جناب منشی حسین صاحب	۶
۶۱۶	جناب بشیر الدین صاحب	۶	۲۲۶	جناب نیاز احمد صاحب	۶
			۲۲۷	جناب کار می پور	۶

نمبر شمار	نام معصیت	تعداد	نمبر شمار	نام معصیت
۲۲۵	جناب سید غلام مصطفیٰ	۶	۲۲۲	جناب مرزا محمود بیگ
۶	صاحب ملازم حاجی گوئنده	۶	۶	صاحب کیل اترو گوئنده
۲۲۶	جناب مظفر محمد خان صاحب	۶	۲۲۳	جناب فشی محمد یوسف خان
۶	تخصیلا رگوئنده	۶	۶	وکیل اترو گوئنده
۲۲۷	جناب بابو محمد اسرئیل صاحب	۶	۲۲۴	جناب شیخ عبدالغنی صاحب
۶	وکیل گوئنده	۶	۶	سوداگر اترو گوئنده
۲۲۸	جناب منشی عبدالقادر	۶	۲۲۵	جناب میر قربان علی
۶	خان صاحب وکیل گوئنده	۶	۶	صاحب رئیس اترو لغو
۲۲۹	جناب منشی مسیتا خان	۶	۶	گوئنده
۶	صاحب منصرم گوئنده	۶	۲۲۶	جناب منشی امان علی
۲۳۰	جناب منشی نصرالدین صاحب	۶	۶	صاحب مختار فیض آباد
۶	منصرم منصفی گوئنده	۶	۲۲۷	جناب محمد عبدالعزیز صاحب
۲۳۱	جناب بابو منظور علی صاحب	۶	۶	ہڈ ماسٹر فیض آباد
۶	ہڈ کلرک گوئنده	۶	۲۲۸	جناب منشی اعجاز علی
۲۳۲	جناب منشی محمد السین صاحب	۶	۶	صاحب وکیل فیض آباد
۶	وکیل اترو گوئنده	۶	۲۲۹	نامعلوم الاسم معرفت
۲۳۳	جناب سید محمد رفیع الدین	۶	۲۳۰	عمود عالم صاحب کیل
۶	احمد صاحب بیرسٹر اترو گوئنده	۶	۶	فیض آباد

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۲۴۲	جناب شیخ عبدالقیوم صاحب	۱۷	۲۵۱	جناب عبدالجبار صاحب	۱۷
۲۴۳	جناب شیخ مصطفیٰ حسین	۱۷	۲۵۲	جناب عبدالحمد صاحب	۱۷
۲۴۴	صاحب ثاندہ فیض آباد	۱۷	۲۵۳	جناب مرتضیٰ حسین صاحب	۱۷
۲۴۵	جناب حافظ عبدالحکیم صاحب	۱۷	۲۵۴	جناب عبدالحمد صاحب	۱۷
۲۴۶	جناب تحسین گنج فیض آباد	۱۷	۲۵۵	جناب ہادی حسین صاحب	۱۷
۲۴۷	جناب منشی امان اللہ صاحب	۱۷	۲۵۶	جناب علی حسن صاحب	۱۷
۲۴۸	ناظر فیض آباد	۱۷	۲۵۷	جناب لوی ابوالخیر صاحب	۱۷
۲۴۹	جناب لوی محمد فائق صاحب	۱۷	۲۵۸	جناب اسماعیل خان	۱۷
۲۵۰	وکیل فیض آباد	۱۷	۲۵۹	صاحب سندیلہ	۱۷
۲۵۱	جناب چودہری نعمت اللہ صاحب	۱۷	۲۶۰	جناب چودہری عبدالودود	۱۷
۲۵۲	وکیل فیض آباد	۱۷	۲۶۱	صاحب سندیلہ	۱۷
۲۵۳	جناب مولوی عبدالباری	۱۷	۲۶۲	جناب سید ارتضیٰ علی صاحب	۱۷
۲۵۴	صاحب	۱۷			
۲۵۵	جناب رمضان علی خان	۱۷			
۲۵۶	صاحب تعلقات پیرہ سو	۱۷			
۲۵۷	ضلع رائے بریلی	۱۷			
۲۵۸	جناب ستم خان صاحب صوبہ	۱۷			

تعداد رقم	نام معرپہ	تعداد رقم	نام معرپہ	تعداد رقم	نام معرپہ
۷۱	لکھنؤ	۷۱	جناب سید مصطفیٰ علی صاحب	۷۱	جناب سید مصطفیٰ علی صاحب
۷۲	جناب معشوق علی صاحب	۷۲	سندیلہ	۷۲	سندیلہ
۷۳	لکھنؤ	۷۳	جناب مختار احمد صاحب	۷۳	جناب مختار احمد صاحب
۷۴	جناب حکیم شاہ نظر الحق	۷۴	سندیلہ	۷۴	سندیلہ
۷۵	صاحب بانکی پور	۷۵	جناب امیر حسن صاحب	۷۵	جناب امیر حسن صاحب
۷۶	جناب محمد نذیر صاحب	۷۶	سندیلہ	۷۶	سندیلہ
۷۷	سب الشیخہ تھانہ	۷۷	نامعلوم الاسم معرفت	۷۷	نامعلوم الاسم معرفت
۷۸	پجھاوانی لکھنؤ	۷۸	منشی محمود علی صاحب	۷۸	منشی محمود علی صاحب
۷۹	جناب محمد بشیر صاحب	۷۹	لکھنؤ	۷۹	لکھنؤ
۸۰	اور سیر حیاوانی لکھنؤ	۸۰	جناب محمود الزمان صاحب	۸۰	جناب محمود الزمان صاحب
۸۱	جناب محمد رضا خان صاحب	۸۱	ملا تان	۸۱	ملا تان
۸۲	صدر بازار لکھنؤ	۸۲	جناب رضی الحسن صاحب	۸۲	جناب رضی الحسن صاحب
۸۳	نامعلوم لکھنؤ	۸۳	گدیہ بارہ بنکی	۸۳	گدیہ بارہ بنکی
۸۴	جناب محمد خان صاحب	۸۴	جناب سید امیر احمد صاحب	۸۴	جناب سید امیر احمد صاحب
۸۵	سعادت گنج لکھنؤ	۸۵	گدیہ بارہ بنکی	۸۵	گدیہ بارہ بنکی
۸۶	جناب حسین صاحب	۸۶	جناب منشی دلاور علی صاحب	۸۶	جناب منشی دلاور علی صاحب
۸۷	عالم نگر لکھنؤ	۸۷	لکھنؤ	۸۷	لکھنؤ
۸۸	جناب شیخ انعام الرحمن	۸۸	جناب شیخ عنایت حسین صاحب	۸۸	جناب شیخ عنایت حسین صاحب

بیشمار	نام معہ پتہ	تقدیر	بیشمار	نام معہ پتہ	تقدیر
	صاحب رودلی ضلع	۲۸۷	جناب سید عبدالغیم صاحب	۲۸۷	دسنہ ضلع پٹنہ
	بارہ بنکی	۲۸۸	جناب محمد بشیر الحق صاحب	۲۸۸	دسنہ ضلع پٹنہ
۲۸۰	جناب سید عبداللہ	۲۸۹	جناب احمد جان صاحب	۲۸۹	دسنہ ضلع پٹنہ
	صاحب تحصیلدار	۲۹۰	جناب محمد حنیف صاحب	۲۹۰	کاپنور
۲۸۱	جناب محمد حبیب صاحب	۲۹۱	جناب محمد اظہر صاحب	۲۹۱	لکھنؤ
	رائے بریلی	۲۹۲	جناب محمد عبدالحمید صاحب	۲۹۲	الہ آباد
۲۸۲	جناب محبوب علی	۲۹۳	جناب حافظ محمد حسن علیقا	۲۹۳	وکیل اعظم گڑھ
	صاحب فروتہ رابریلی	۲۹۴	جناب حمید بخش صاحب	۲۹۴	غازی پور
۲۸۳	جناب محمد طر صاحب	۲۹۵	جناب علی حسین صاحب	۲۹۵	چکندی لکھنؤ
	سلون - رائے بریلی	۲۹۶	جناب سید لکھنؤ	۲۹۶	جناب سید لکھنؤ
۲۸۴	جناب عبدالجلیل صاحب				
	چوڑہ ضلع مونگیر				
۲۸۵	جناب عبداللطیف خان جٹا				
	چوڑہ ضلع مونگیر				
۲۸۶	جناب حافظ محمد احسن				
	صاحب وحشی نگر امی				
	لکھنؤ				

تعداد رقم	نام معرپه	تعداد رقم	نام معرپه	تعداد رقم	نام معرپه
۳۰۳	جناب حسین علی صاحب	۳۰۴	جناب حسین علی صاحب	۳۰۴	صاحب ناظم مدرسه
ع	محله ماه ویوری اله آباد	ع	ع	ع	احمدیه قادیان
ع	ع	۳۰۵	جناب احسان حسین صاحب	۲۹۷	جناب حافظ روشن
ع	ع	ع	قبصر باغ لکھنؤ	ع	علی صاحب ناظم دینیات
ع	ع	۳۰۶	جناب عبدالحکیم صاحب	ع	قادیان
ع	ع	۳۰۷	جناب رحیم بخش صاحب	۲۹۸	جناب سید شاه سرور
ع	ع	ع	قصائی باڑہ لکھنؤ	ع	حیدر شاه صاحب
ع	ع	۳۰۸	جناب عبدالحکیم صاحب	ع	مدرسہ احمدیہ قادیان
ع	ع	۳۰۹	جناب داؤد احمد صاحب	۲۹۹	جناب قاضی امیر حسن
ع	ع	۳۱۰	جناب سید معز الدین صاحب	ع	صاحب اول مدرس
ع	ع	ع	دسنہ ضلع پٹنہ	ع	مدرسہ احمدیہ قادری
ع	ع	۳۱۱	جناب محمد سمیع صاحب	۳۰۰	جناب سید عبدالحی صاحب
ع	ع	ع	وکیل جوینور	ع	عرب - قادیان
ع	ع	۳۱۲	جناب محمد شاه خان صاحب	۳۰۱	جناب شیخ محمد تیمور عالم
ع	ع	ع	وکیل جوینور	ع	پروفیسر علی گڑھ
ع	ع	۳۱۳	جناب احمد یار خان صاحب	۳۰۲	جناب شفیق الرحمن صاحب
ع	ع	ع	اله آباد	ع	سب انجیکٹر لکھنؤ
ع	ع	۳۱۴	جناب حکیم عبدالحکیم صاحب	ع	نامعلوم الاسم

نمبر شمار	نام معبرہ	تعداد	نمبر شمار	نام معبرہ	تعداد
	جناب احترام علی خان	۳۲۴	ع	جہوالی لٹلہ لکھنؤ	ع
ع	صاحب کاکوری لکھنؤ	ع	۳۱۵	جناب حکیم عبدالحکیم صاحب	ع
ع	جناب عزت علی صاحب	۳۲۵	ع	جہوالی لٹلہ لکھنؤ	ع
ع	کاکوری لکھنؤ	ع	۳۱۶	جناب محمود الزمان	ع
ع	جناب انعام علی صاحب	۳۲۶	ع	صاحب لکھنؤ	ع
ع	کاکوری لکھنؤ	ع	۳۱۷	جناب عشرت علی صاحب	ع
ع	جناب عبدالبکیر صاحب حیفہ	۳۲۷	ع	لکھنؤ	ع
ع	ریڈر بنارس	ع	۳۱۸	جناب اسماعیل صاحب	ع
ع	جناب محمد حسن الدین	۳۲۸	ع	لکھنؤ	ع
ع	صاحب لکھنؤ	ع	۳۱۹	جناب مرزا محمود صاحب	ع
ع	جناب مولوی عبدالباسط	۳۲۹	ع	وکیل اعظم گڑھ	ع
ع	صاحب لکھنؤ	ع	۳۲۰	جناب سلطان احمد	ع
ع	جناب سید حسن خان صاحب	۳۳۰	ع	صاحب اعظم گڑھ	ع
ع	لکھنؤ	ع	۳۲۱	جناب عبدالحکیم صاحب	ع
ع	جناب سید حسن صاحب	۳۳۱	ع	جناب عظیم الدین صاحب	ع
ع	لکھنؤ	ع	۳۲۲	انسپکٹر ڈاکخانہ لکھنؤ	ع
ع	جناب سید سلیمان صاحب	۳۳۲	ع	جناب نظیر علی صاحب	ع
ع	لکھنؤ	ع	۳۲۳	اور سیرکمال لکھنؤ	ع

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۳۳۳	جناب فہیم الدین صاحب	۱۵	۳۴۱	جناب فہیم الدین صاحب	۱۵
۳۳۴	جناب اکبر حسین صاحب	۱۵	۳۴۲	جناب اکبر حسین صاحب	۱۵
۳۳۵	جناب فاروق احمد	۱۵	۳۴۳	جناب فضل احمد صاحب	۱۵
۳۳۶	جناب رائے بریلی	۱۵	۳۴۴	جناب ریم حسین صاحب	۱۵
۳۳۷	جناب فخر الحسن صاحب	۱۵	۳۴۵	جناب مولوی صدور حسین	۱۵
۳۳۸	جناب عبدالحق صاحب	۱۵	۳۴۶	جناب مولوی عبدالحق	۱۵
۳۳۹	جناب عبدالباقی صاحب	۱۵	۳۴۷	جناب عبدالحق صاحب	۱۵
۳۴۰	جناب مولوی عبدالحق	۱۵	۳۴۸	جناب عبدالحق صاحب	۱۵
۳۴۱	جناب رائے بریلی	۱۵	۳۴۹	جناب رائے بریلی	۱۵
۳۴۲	جناب مقیم خان صاحب	۱۵	۳۵۰	جناب شمیم احمد صاحب	۱۵
۳۴۳	جناب مقیم خان صاحب	۱۵	۳۵۱	جناب شمیم احمد صاحب	۱۵

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد
۳۵۱	جناب نسیم احمد صاحب لد	۱	۳۴۱	جناب سید شہادت حسین	۱
۳۵۲	جناب فاطمہ الحق صاحب	۱	۳۴۲	جناب غلیل احمد صاحب	۱
۳۵۳	جناب قصود عالم صاحب بارہ بنکی	۱	۳۴۳	جناب غلیل احمد صاحب	۱
۳۵۴	جناب سلیم الاسم	۱	۳۴۴	جناب بشیر احمد صاحب صدیقی	۱
۳۵۵	جناب شاد احمد صاحب لیکنہ کالج	۱	۳۴۵	جناب سید غلام سلطان	۱
۳۵۶	جناب شاد احمد صاحب لیکنہ کالج	۱	۳۴۶	جناب سید غلام سلطان	۱
۳۵۷	جناب فاضل یونس صاحب	۱	۳۴۷	جناب سید غلام سلطان	۱
۳۵۸	جناب محمد اسماعیل صاحب	۱	۳۴۸	جناب سید غلام سلطان	۱
۳۵۹	جناب محمد مصطفیٰ حسین صاحب	۱	۳۴۹	جناب سید غلام سلطان	۱
۳۶۰	جناب محمد جمیل صاحب	۱	۳۵۰	جناب سید غلام سلطان	۱
۳۶۱	جناب شیخ محرم علی صاحب	۱	۳۵۱	جناب سید غلام سلطان	۱

بمشار	نام مع پتہ	تعداد	بمشار	نام مع پتہ	بمشار
ع	نظیر آباد لکھنؤ	ع	ع	صاحب لکھنؤ	ع
ع	جناب کرامت حسین	۳۸۰	ع	جناب فائق احمد صاحب	۳۷۱
ع	صاحب بارہ بنکی	ع	ع	جنرل سپرنٹنڈنٹ لکھنؤ	ع
ع	جناب حکیم حنیف حسا	۳۸۱	ع	جناب سید ابن الحسن حسا	۳۷۲
ع	تکمیل لطیف لکھنؤ	ع	ع	لکھنؤ	ع
ع	جناب صاحب سلطان حسا	۳۸۲	ع	جناب محمد یعقوب خان صاحب	۳۷۳
ع	کانپور	ع	ع	قذہاری بازار لکھنؤ	ع
ع	جناب مولوی خادم	۳۸۳	ع	جناب شیخ احمد بدہو	۳۷۴
ع	علی صاحب شیر پور	ع	ع	صاحب فیض آباد	ع
ع	ضلع اناؤ	ع	ع	جناب منور خان صاحب	۳۷۵
ع	جناب باسط حسین	۳۸۴	ع	لال کرتی لکھنؤ	ع
ع	صاحب شیر پور ضلع اناؤ	ع	ع	جناب عبدالکریم صاحب	۳۷۶
ع	نامعلوم الاسم	۳۸۵	ع	افسر مدرس اسکول فیتور	ع
ع	جناب امیر اعلیٰ خان صاحب	۳۸۶	ع	جناب منشی محمد علی صاحب	۳۷۷
ع	صدر بازار لکھنؤ	ع	ع	لکیم پور	ع
ع	جناب غفران الحق حسا	۳۸۷	ع	جناب بلند خان صاحب	۳۷۸
ع	لکیم پور	ع	ع	صدر بازار لکھنؤ	ع
ع	جناب محمد اسد خان صاحب	۳۸۸	ع	جناب حسن رضا صاحب	۳۷۹

بشمار	نام معیتہ	تعداد	بشمار	نام معیتہ	تعداد
	بارہ بنکی	ع	۳۹۷	جناب مولوی عبدالقیوم	ع
۳۸۹	جناب محمد ابراہیم خالصا	ع		صاحب بریلی	ع
	صدر بازار لکھنؤ	ع	۳۹۸	جناب پیارے خان	ع
۳۹۰	معرفت بابو منصور علی	ع		صاحب مراد آباد	ع
	خانصاحب اسٹیشن جاباغ	ع	۳۹۹	جناب پیر جی محسن الدین	ع
	لکھنؤ	ع		صاحب مختار رام دہم	ع
۳۹۱	جناب منشی عاشق علی	ع	۴۰۰	جناب امیر حسن خان	ع
	صاحب سیتا پور	ع		صاحب شاہجہانپور	ع
۳۹۲	جناب مہجے لوی سلیمان احمد	ع	۴۰۱	جناب مولوی عبدالغفر	ع
	صاحب رئیس سہارنپور	ع		خانصاحب سابق	ع
۳۹۳	جناب سید اسد اللہ حسنا	ع		ہڈ مولوی عوبک اسکول	ع
	سیتا پور	ع		بریلی	ع
۳۹۴	جناب ڈاکٹر بنی احمد خان	ع			
	صاحب ہردوئی	ع			
۳۹۵	جناب صبغۃ اللہ صاحب	ع			
	رئیس اللہ پور شاہ آباد	ع			
۳۹۶	جناب مولوی احسان عظیم صاحب	ع			
	انسپکٹر ڈاکخانہ بریلی	ع			
				میزان	لکھنؤ

من ابتداء کئے یکم اپریل ۱۹۱۴ء
چندہ عام اغراض ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	جناب فاضل محمد علیم صاحب رئیس و تاجر جرم و آنریری مجسٹریٹ کابنور	۵	۵	جناب میان نظام الدین صاحب تاجر جرم و رئیس امرت مسعود	۱
۲	جناب بابو نظام الدین و حاجی عبدالرحیم صاحبان	۶	۶	مستغرق چندہ از جامع مسجد شیخ خیر الدین صاحب مرحوم بزرگچشم امرت مسعود	۱۱۱/۶
۳	جناب مرخیش و شیخ شمس الدین صاحب	۷	۷	جناب حاجی قادر بخش و سولان بخش صاحبان تاجران جرم	۱۱۱/۶
۴	تاجران جرم امرت سر جناب شیخ علی بخش صاحب تاجر جرم و مینو سپل کشر امرت سر	۸	۸	جناب میر حبیب اللہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرت سر	۱۱۱/۶

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۹	جناب شیخ محمد جمیل صاحب سوداگر دآزیری مجبش	۱۵	۱۵	جناب میان مرحی صاحب خلف جناب خان صاحب سندی خالصا صاحب مرحوم	۱۵
۱۰	جناب شیخ علی محمد صاحب تاجر جرم امرتسر	۱۵	۱۶	الشیخ لولیس امرتسر چندہ قراہم کردہ جناب میان مرحی صاحب خلف جناب خان صاحب	۱۶
۱۱	جناب میان اللہ خواں صاحب تاجر جرم	۱۵	۱۷	سندی خالصا صاحب مرحوم الشیخ لولیس امرتسر	۱۷
۱۲	جناب مہاجی غلام حسین و خدا بخش صاحبان	۱۵	۱۸	جناب میان حسام الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر	۱۸
۱۳	تاجران جرم امرتسر جناب خان بادی شیخ غلام صادق صاحب رئیس دآزیری مجبش	۱۵	۱۹	جناب میان حبیب اللہ صاحب سوداگر شینہ پکی دروازہ کھنڈہ گھر امرتسر	۱۹
۱۴	امرتسر جناب شیخ دوست محمد صاحب تاجر جرم	۱۵	۲۰	قراہم کردہ بنوہ اندر مسجد شیخ فقیر الدین صاحب مرحوم معرفت مولوی غلام محمد صاحب اختر امرتسر	۲۰
	امرتسر	۱۵			

بشمار	نام معیتہ	تعداد	بشمار	نام معیتہ	تعداد
۲۰	جناب میان وزیر محمد صاحب بل روٹی والا بال بازار امرتسر	۱	۲۶	جناب میان غلام حسن صاحب رنگریزا اہلو الیان امرتسر	۱
۲۱	جناب میان جناب غلام الدین صاحب پرنکٹ لائٹنگ امرتسر	۱	۲۷	جناب میان غلام محی الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر	۱
۲۲	جناب میان تاج الدین صاحب گاڑیان ہال بازار امرتسر	۱	۲۸	جناب عبد الزراق صاحب رنگریزا اہلو الیان امرتسر	۱
۲۳	جناب الہ بخش صاحب رنگساز بال بازار امرتسر	۱	۲۹	چندہ متفرق امرتسر جناب ماسٹر اسد اللہ صاحب مدرس ایم اے - اوہائی اسکول	۱
۲۴	جناب میان الہ بخش صاحب گاڑیان ہال بازار امرتسر	۱	۳۰	جناب مولوی ظہیر الدین صاحب رس ایم - اے اوہائی اسکول امرتسر	۱
۲۵	جناب غشی احمد شاہ صاحب اہیل نویس امرتسر	۱	۳۱	جناب میان عبد الوہاب صاحب چپراسی - ایم - اے اوہائی اسکول امرتسر	۱
			۳۲	نامعلوم اکادم معرفت	۱

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد
	جناب لوی غلام محمد صاحب		۳۸	جناب خان صاحب	
	وکیل ندوۃ العلماء امرتسر	۱۸		محمد صاحب ذیلدار	
۳۴	ستفرف چندہ از ایم۔ اے			جماعت خیلان	۱۵
	او۔ ہائی اسکول امرتسر بدیع		۳۹	جناب حبیب اللہ خاٹنا	
	جناب منشی مر علی صاحب	۲		ٹھیکہ دار ریلوے	۱۰
۳۵	جناب ستر سعادت علی خان		۴۰	جناب ڈاکٹر عبدالغفر زینا	
	صاحب ریل ایم۔ اے۔ او			اسٹنٹ سرجن	۱۰
	ہائی اسکول امرتسر	۱۰	۴۱	جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب	
	بذریعہ جناب مولوی غلام محمد			اسٹنٹ سرجن	۱۰
	صاحب فاضل ہوشیار پور		۴۲	جناب محمد بخش صاحب	
	بسی جناب مرزا محمد ظفر اللہ			تحصیلدار بندوبست	۱۰
	خانصاحب ڈسٹرکٹ جج		۴۳	جناب شیخ علی احمد صاحب	
	سیالکوٹ			تحصیلدار بندوبست	۱۰
	چندہ ہوشیار پور		۴۴	جناب منشی نبی بخش صاحب	
۳۶	جناب شیخ جان محمد صاحب			سب انسپکٹر پولیس	۱۰
	رئیس اعظم		۴۵	جناب بوسندھی خاٹنا	
۳۷	جناب حاجی طالع محمد صاحب	۱۵		سپر انسپکٹر ریلوے	۱۰
	رئیس موضع بسیم اللہ پور	۱۰	۴۶	جناب جیم بخش صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۴۷	افسر لین پولیس	۱۸	۵۴	جناب لوی غلام محی الدین	۱۸
۴۸	جناب نشی نظیر احمد صاحب	۱۸	۵۵	صاحب پلیدر	۱۸
۴۹	تخصیل دار	۱۸	۵۶	جناب لوی عبد القادر	۱۸
۵۰	جناب حاجی شیخ غلام محی الدین	۱۸	۵۷	صاحب وکیل حنیف	۱۸
۵۱	صاحب رئیس خان پور ضلع بہار	۱۸	۵۸	کورت پنجاب	۱۸
۵۲	جناب شیخ جان محمد صاحب	۱۸	۵۹	چندہ وزیر آباد	۱۸
۵۳	پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ ڈیرہ	۱۸	۶۰	ضلع گجرانوالہ	۱۸
۵۴	غازی خان	۱۸	۶۱	جناب بابو غلام حسن	۱۸
۵۵	چندہ قصو ضلع	۱۸	۶۲	خان صاحب	۱۸
۵۶	لاہور	۱۸	۶۳	جناب چو دہری	۱۸
۵۷	جناب بابو محمد ستیقم صاحب	۱۸	۶۴	فضل الدین صاحب	۱۸
۵۸	بی۔ ڈبلو۔ انسپکٹر گوڈی واٹر	۱۸	۶۵	ٹھیکہ دار	۱۸
۵۹	ضلع کرشنا صوبہ مدراس	۱۸	۶۶	جناب شیخ الہی بخش	۱۸
۶۰	جناب حافظ عبد الرحمن صاحب	۱۸	۶۷	صاحب بوٹ فروش	۱۸
۶۱	امام محمد	۱۸	۶۸	جناب شیخ قایم الدین صاحب	۱۸
۶۲	جناب میان فضل بن صاحب	۱۸	۶۹	ابیل نویس	۱۸
۶۳	گور	۱۸	۷۰	جناب حکیم صفدر علی صاحب	۱۸
۶۴	جناب لوی محمد داؤد صاحب	۱۸	۷۱	جناب شیخ نور الدین	۱۸

نمبر شمار	نام مع پته	تعداد	نمبر شمار	نام مع پته	تعداد
	صاحب کبوه	۱۸	۴۲	جناب محمد الدین صاحب	۱۸
۴۲	جناب شیخ نور الدین	۱۸	۴۳	جناب میرا لی صاحب	۱۸
	صاحب سوداگر	۱۸	۴۴	جناب میرا الله و ایا صاحب	۱۸
۴۳	جناب جافظ غلام رسول	۱۸	۴۵	جناب محمد عبد الله صاحب	۱۸
	صاحب سوداگر	۱۸		سوداگر	۱۸
۴۴	نامعلوم الاسم	۱۸	۴۶	جناب محمد الدین و جملغ الدین	۱۸
۴۵	جناب میان شهاب الدین	۱۸		صاحبان سوداگران	۱۸
	صاحب سوداگر	۱۸	۴۷	جناب سلطان محمد و له بخش	۱۸
۴۶	جناب محمد حسین صاحب	۱۸		صاحبان سوداگران	۱۸
	ساجد کتب	۱۸	۴۸	جناب میرا بخش و علی محمد صاحبان	۱۸
۴۷	جناب حسین بخش صاحب	۱۸		سوداگران	۱۸
	سوداگر	۱۸	۴۹	جناب شیخ فضل الدین	۱۸
۴۸	جناب فضل الی صاحب	۱۸		وفضل آلی صاحبان	۱۸
۴۹	جناب منشی سردار محمد	۱۸		سوداگران	۱۸
	صاحب	۱۸	۵۰	جناب منشی محمد جان	۱۸
۵۰	صاحب	۱۸		سکته سو پیره	۱۸
۵۱	جناب منشی فضل الدین صاحب	۱۸	۵۲	جناب ملک شرف الدین	۱۸

نمبر شمار	نام مع پتہ	تقداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تقداد رقم
۸۳	صاحب سود اگر چوب	للعمر	۹۲	جناب چودہری امیر بخش	۹۲
۸۴	جناب علی گوہر صاحب	ع	۹۳	صاحب چیم رنگ مع برادری	۹۳
۸۵	سود اگر چوب	ع	۹۴	جناب مستری الدین صاحب	۹۴
۸۶	جناب جمعدار محمد	ع	۹۵	جناب مستری خوشی محمد صاحب	۹۵
۸۷	قاسم صاحب و اگر چوب	ع	۹۶	جناب مستری کرم الی صاحب	۹۶
۸۸	جناب ڈاکٹر غلام	ع	۹۷	جناب مستری بی بخش صاحب	۹۷
۸۹	محی الدین صاحب	ع	۹۸	جناب مستری محمد موسیٰ صاحب	۹۸
۹۰	جناب شیخ فتح الدین	ع	۹۹	جناب مستری سلطان محمود صاحب	۹۹
۹۱	صاحب	ع	۱۰۰	جناب مستری رکن الدین	۱۰۰
۹۲	جناب شیخ نبی بخش	ع	۱۰۱	صاحب	۱۰۱
۹۳	صاحب	ع	۱۰۲	جناب مستری محمد الدین صاحب	۱۰۲
۹۴	جناب ستر محمد الی صاحب	ع	۱۰۳	جناب مستری امام الدین	۱۰۳
۹۵	مشن اسکول	ع	۱۰۴	صاحب	۱۰۴
۹۶	جناب ستر محمد حسین	ع	۱۰۵	جناب مرزا جدر علی و	۱۰۵
۹۷	صاحب مشن اسکول	ع	۱۰۶	مبارک علی صاحبان	۱۰۶
۹۸	از برادری بوچرخانہ	ع	۱۰۷	جناب مستری اسماعیل صاحب	۱۰۷
۹۹	جناب میان کرم الی	ع			
۱۰۰	صاحب سود اگر	ع			

نمبر شمار	نام معصومه	تعداد	نمبر شمار	نام معصومه	تعداد
۱۰۴	جناب مستری ایرایم حس	۱۸	۱۱۳	صاحب پلیڈر	۱۸
۱۰۵	جناب مستری چراغ	۱۱۳	۱۱۴	جناب سید محمد گل صاحب	۱۱۳
۱۰۶	دین صاحب	۱۸	۱۱۵	جناب احمد الدین ولال	۱۱۴
۱۰۷	جناب مستری محمد الدین	۱۸	۱۱۶	دین صاحبان سوداگران	۱۱۴
۱۰۸	صاحب تھکدار	۱۸	۱۱۷	چرم	۱۱۴
۱۰۹	چندہ سیالکوٹ	۱۱۵	۱۱۸	جناب شیخ میر بخش و محمد	۱۱۵
۱۱۰	جناب شیخ میر محمد و محمد جان	۱۱۵	۱۱۹	الدین صاحبان و دگران	۱۱۵
۱۱۱	صاحبان سوداگران	۱۱۵	۱۲۰	چرم	۱۱۵
۱۱۲	جہاؤنی	۱۱۵	۱۲۱	جناب حاجی گلاب	۱۱۶
۱۱۳	جناب شیخ میر بخش صاحب	۱۱۵	۱۲۲	صاحب سوداگران جوتا	۱۱۶
۱۱۴	سوداگران جہاؤنی	۱۱۵	۱۲۳	جناب شیخ دین محمد صاحب	۱۱۶
۱۱۵	جناب شیخ پیرہای صاحب	۱۱۵	۱۲۴	سوداگران چرم	۱۱۶
۱۱۶	سوداگران	۱۱۵	۱۲۵	جناب عید او گلاب صاحبان	۱۱۸
۱۱۷	جناب شیخ محمد سلطان	۱۱۵	۱۲۶	دوکان داران	۱۱۸
۱۱۸	صاحب سوداگران	۱۱۵	۱۲۷	جناب نظام دین و	۱۱۹
۱۱۹	جناب ماسٹر کرم الہی	۱۱۵	۱۲۸	نواب دین صاحبان	۱۱۹
۱۲۰	صاحب پلیڈر	۱۱۵	۱۲۹	دوکانداران	۱۱۹
۱۲۱	جناب مولوی امام دین	۱۱۵	۱۳۰	جناب محمد الدین و قمر الدین	۱۲۰

بمشار	نام معیتہ	تعداد رقم	بمشار	نام معیتہ	تعداد رقم
	صاجان	۱۶		سوداگر بانس	۱۶
۱۲۱	جناب عجم بخش و فضل کریم	۱۲۹		جناب کریم الدین و عبداللہ	
	صاجان	۱۶		صاجان	۱۶
۱۲۲	جناب عمر بخش و مہرین	۱۳۰		جناب شیخ محمد صاحب کاندھ	۱۶
	صاجان سوداگران	۱۳۱		جناب صدو صاحب	۱۸
	چرم	۱۶		جناب عبداللہ صاحب	۱۶
۱۲۳	جناب حاجی شاہ ولی	۱۳۳		جناب مولا بخش صاحب	۱۸
	و خوش حال خان	۱۳۴		جناب بنی بخش صاحب	۱۶
	صاجان	۱۶		جناب مولا صاحب	۱۶
۱۲۴	جناب شہاب الدین	۱۳۵		جناب جندل صاحب	۱۶
	و غلام نبی صاحبان	۱۸		جناب ولی داد صاحب	۱۳۷
۱۲۵	جناب رحیم بخش و عسلم	۱۸		سوداگر چرم	۱۶
	الدین صاحبان	۱۸		جناب شیخ نیاز الدین احمد	۱۳۸
۱۲۶	جناب فضل الدین			بن صاحب صاحبان	۱۶
	و عمر الدین صاحبان	۱۸		جناب چوہری الدین صاحب	۱۳۹
۱۲۷	جناب صوبہ دو کاندھ			چمرنگ	۱۶
	صاحب	۱۸		جناب پیر بخش صاحب	۱۴۰
۱۲۸	جناب شیخ نور مہی صاحب			چمرنگ	۱۶

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱۴۱	جناب منشی مولابخش و محمد عالم صاحبان	۱۵۱	۱	معرفت جناب سالدار ابراہیم صاحب بنجاب	۱
۱۴۲	جناب شیخ گلام صاحب	۱۵۲	۱	مسلمانان ۲۸ کیو لری	۱
۱۴۳	جناب الہ بخش صاحب جہنگ	۱۵۳	۱	چاؤ لی ملتان	۱
۱۴۴	چندہ گجرات بنجاب جناب منشی غلام محی الدین	۱۵۴	۱	معرفت جناب مولوی غلام صاحب شملوی وکیل ندوہ	۱
۱۴۵	صاحب اسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر دارس	۱۵۵	۱	بسی جناب لوی عطا محمد صاحب کیل لائل پور	۱
۱۴۶	جناب قاضی امیر بخش جناب	۱۵۶	۱	چندہ از جامع مسجد لائل پور	۱
۱۴۷	جناب شیخ غلام حیدر صاحب	۱۵۷	۱	بوقت نماز	۱
۱۴۸	چندہ گجرات بنجاب جناب مولوی غلام مصطفیٰ صاحب	۱۵۸	۱	جناب شیخ فتح الدین صاحب	۱
۱۴۹	جناب چودھری امام الدین صاحب	۱۵۹	۱	وینیری انسپکٹر لائل پور	۱
۱۵۰	جناب منشی غایت اللہ صاحب	۱۶۰	۱	جناب بابو احمد الدین صاحب فارم تحصیل لائل پور	۱
				جناب مولوی غلام محمد صاحب وکیل لائل پور	۱
				جناب قاضی عبدالواحد صاحب	۱

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد
	ریڈر صاحب پٹی کشن بہادر			پولیس لائبریر	۱۴۱
	لائبریر	۱۴۱		جناب میان میر بخش	۱۴۲
۱۵۷	جناب نشی شیخ خدا بخش صاحب	۱۴۲		صاحب کتب فروش لائبریر	۱۴۳
	بائیکل والے لائبریر	۱۴۳		جناب شیخ عمر بخش عطا محمد	۱۴۴
۱۵۸	جناب نشی دوست محمد خان			صاحبان لائبریر	۱۴۵
	صاحب الہمد آبادی لائبریر	۱۴۵		ایک نامعلوم الاسم لائبریر	۱۴۶
۱۵۹	جناب بابونیک عالم صاحب	۱۴۶		جناب بابو محمد سعید صاحب	۱۴۷
	پوسٹ آفس لائبریر	۱۴۷		سب اور سیر لائبریر	۱۴۸
۱۶۰	جناب میان فضل الہی صاحب	۱۴۸		جناب شیخ فضل میران	۱۴۹
	لائبریر	۱۴۹		صاحب قانون گو آفس لائبریر	۱۵۰
۱۶۱	طالب علم لائبریر	۱۵۰		جناب مولوی غلام باری	۱۵۱
۱۶۲	جناب میان کریم بخش	۱۵۱		صاحب وکیل لائبریر	۱۵۲
	صاحب مستری لائبریر	۱۵۲		جناب بابو عبد الحمید صاحب	۱۵۳
۱۶۳	جناب میان رحمت اللہ	۱۵۳		خلف مولوی غلام باری	۱۵۴
	صاحب لائبریر	۱۵۴		صاحب وکیل لائبریر	۱۵۵
۱۶۴	جناب میان حسین بخش صاحب	۱۵۵		جناب جو دہری الہ دتا	۱۵۶
	دوکاندار لائبریر	۱۵۶		صاحب لائبریر	۱۵۷
۱۶۵	جناب ملک شیر محمد خان صاحب	۱۵۷		جناب شیخ غلام قادر صاحب	۱۵۸

نمبر شمار	نام و پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام و پتہ	تعداد ورق
۱۷۵	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۸۲	۱۷۵	عوضی نولس لائیکپور	۱۷۵
۱۷۶	جناب میاں بدر الدین	۱۸۳	۱۷۶	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۷۶
۱۷۷	جناب صاحب خیاط لائل پور	۱۸۴	۱۷۷	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۷۷
۱۷۸	جناب صاحب ملازمان	۱۸۵	۱۷۸	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۷۸
۱۷۹	جناب صاحب ستری لائیکپور	۱۸۶	۱۷۹	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۷۹
۱۸۰	جناب صاحب متعلم لائل پور	۱۸۷	۱۸۰	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۸۰
۱۸۱	جناب مولوی نیاز احمد صاحب	۱۸۸	۱۸۱	جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	۱۸۱
	اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ			جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	
	انسپیکٹر لائل پور			جناب غلام محمد صاحب شملوی کیل پور	

ردیف	نام معیتہ	تعداد	ردیف	نام معیتہ	تعداد
۱۸۹	جناب فشتی مجور خان صاحب	۱	۱۹۷	جناب فشتی مجور خان صاحب	۱
۱۹۰	جناب فاضل فقیر محمد صاحب	۱	۱۹۸	جناب شیخ شمس الدین	۱
۱۹۱	جناب شیخ عطاء محمد صاحب	۱	۱۹۹	جناب شیخ عبداللہ و شیخ	۱
۱۹۲	جناب ملک برکت علی صاحب	۱	۲۰۰	جناب شیخ عمر بخش و شیخ	۱
۱۹۳	جناب بابو شیر محمد صاحب	۱	۲۰۱	جناب شیخ عمر بخش صاحب	۱
۱۹۴	جناب جو دہری عبدالغفر	۱	۲۰۲	جناب مستری کرم دین	۱
۱۹۵	جناب سیر اللطاف حسین صاحب	۱	۲۰۳	جناب لالہ کدہ لعل صاحب	۱
۱۹۶	جناب شیخ مولانا بخش صاحب	۱	۲۰۴	جناب شیخ فضل الہی و	۱

نمبر شمار	نام معینہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معینہ	تعداد رقم
	امام الدین صاحبان لاٹپور	۱۴	۲۱۲	جناب شیخ کریم بخش صاحب آصف وکیل لاٹپور	۱۴
۲۰۵	جناب میان فیض بخش صاحب تمباکو فروش	۱۴	۲۱۳	جناب شیخ فیروز الدین و احمد دین صاحبان لاٹپور	۱۴
	ریل بازار لاٹپور	۱۴	۲۱۴	جناب بابو محمد وزیر صاحب کلرک ڈاکخانہ لائل پور	۱۸
۲۰۶	جناب چودھری الدتا صاحب مستری لاٹپور	۱۴	۲۱۵	جناب شیخ کریم بخش صاحب تمباکو فروش لاٹپور	۱۸
۲۰۷	جناب قاضی بخش صاحب دوکاندار لاٹپور	۸	۲۱۶	جناب سید فتح حسین شاہ صاحب نائب کورٹ لاٹپور	۱۸
۲۰۸	جناب شیخ مولا بخش و الدتا صاحبان لاٹپور	۸	۲۱۷	جناب بابو محمد دین صاحب کلرک آف دی کورٹ لائل پور	۱۴
۲۰۹	جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب ریڈر لاٹپور	۱۴	۲۱۸	جناب منشی محمد اشرف صاحب نائب کلرک آف دی کورٹ لاٹپور	۱۴
۲۱۰	جناب شیخ الہی بخش صاحب خلیف محمد عبداللہ صاحب نمبر لائل پور	۱۴	۲۱۹	جناب چودھری مراد علی خان صاحب دیوانی لاٹپور	۱۴
۲۱۱	شیخ محمد بشیر صاحب زمیندار ہاوس لاٹپور	۱۴			

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۲۰	جناب شیخ عبدالجید صاحب		۱۸	لاہپور	۱
	المہدی تعمیر ضلع غیر لاہپور	۱	۲۲۹	جناب قاضی عبدالرحمن	۱
۲۲۱	جناب منشی محمد دین صاحب		۱۸	صاحب ریڈر لاہپور	۱
	نقشہ نویس لاہپور	۱	۲۳۰	جناب میان مولانا بخش	۱
۲۲۲	جناب منشی کرم الصاحب		۱۸	صاحب کاندھی لاہپور	۲
	ایجنٹ بیرسٹریٹ لاہپور	۱	۲۳۱	جناب ملک حسام الدین	۱
۲۲۳	جناب منشی رحیم بخش صاحب		۱۸	صاحب اور سیر لاہپور	۱
	ایجنٹ وکیل لائل پور	۱	۲۳۲	جناب مستری فتح الدین	۱
۲۲۴	جناب مولوی محمد حسین صاحب		۱۸	صاحب لاہپور	۱
	المہدی اسٹنٹ کمشنر صاحب		۲۳۳	جناب شیخ عبداللہ صاحب	۱
	بہادر لاہپور	۱۸	۲۳۴	ممبر کمیٹی لاہپور	۱
۲۲۵	جناب شیخ ایزد بخش صاحب		۱۸	جناب میان محکم دین	۱
	مشکوٰۃ منصف لاہپور	۱	۲۳۵	و فیروز دین صاحبان	۱
۲۲۶	جناب شیخ امام الدین صاحب		۱۸	لوہار لائل پور	۱
	تھانہ دار لاہپور	۱	۲۳۶	یک صاحب درو غطا	۱
۲۲۷	جناب بالو مولانا بخش		۱۸	لائل پور	۱
	صاحب لائل پور	۱	۲۳۷	جناب چودہری نور الدین	۱
۲۲۸	جناب بالو محمد دین صاحب		۱۸	صاحب نمبر درگاہ لاہپور	۱

نمبر شمار	نام معصیت	تعداد	نمبر شمار	نام معصیت	تعداد
۲۳۷	جناب منشی محمد دین صاحب	۲۳۴	جناب میان فتح محمد صاحب	۲۳۷	۱
۲۳۸	پیشواری مال لائپبور	۱	حلوائی لائل پور	۲۳۸	۲
۲۳۹	جناب چودھری رحمت اللہ	۲۳۵	جناب سائین کرم دین	۲۳۹	۱
۲۴۰	خان صاحب چک نمبر ۱۰۷	۱	صاحب شیر فروش	۲۴۰	۱
۲۴۱	رکھ برانچ لائپبور	۱	لائل پور	۲۴۱	۱
۲۴۲	جناب منشی غلام محمد صاحب	۲۳۶	جناب میان قطب بن	۲۴۲	۱
۲۴۳	سفید پوش لائپبور	۱	صاحب نان بائی	۲۴۳	۱
۲۴۴	جناب چودھری نبی بخش	۲۳۷	لائل پور	۲۴۴	۱
۲۴۵	صاحب چک نمبر ۱۹۸	۱	جناب میان رمضان	۲۴۵	۱
۲۴۶	رکھ برانچ لائل پور	۱	صاحب نان بائی لائپبور	۲۴۶	۱
۲۴۷	جناب سید لطف علی شاہ	۲۳۸	جناب میان میر بخش	۲۴۷	۱
۲۴۸	صاحب نائب تحصیلدار	۱	صاحب نان بائی لائپبور	۲۴۸	۱
۲۴۹	لائل پور	۱	جناب شیخ فضل کریم صاحب	۲۴۹	۱
۲۵۰	جناب میان کریم بخش	۲۳۲	نان بائی لائپبور	۲۵۰	۱
۲۵۱	صاحب رنگر نیر لائپبور	۲	جناب مسماۃ فاطمہ نان بائی	۲۵۱	۱
۲۵۲	جناب شیخ چراغ دین و	۲۳۳	لائپبور	۲۵۲	۱
۲۵۳	سراج دین صاحبان	۲۵۱	جناب میان چراغ دین	۲۵۳	۱
۲۵۴	ٹین دار لائپبور	۲	وہی بخش صاحبان نان بائی	۲۵۴	۱

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۲۵۲	الابلپور جناب میان محمد اکبر صاحب زین فروزش	۱۴	۲۵۹	جناب ستری نظام الدین صاحب لائل پور	۱۴
۲۵۳	الابلپور جناب میان دین محمد صاحب گھڑی ساز	۱۴	۲۶۰	یکٹا معلوم الاسم لائل پور (چندہ از مقام ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور بسعی جناب مولانا غلام محمد صاحب شعلوی وکیل ندوۃ العلماء سرسہ جناب شیخ غلام محمد جان محمد صاحبان سوداگران)	۱۴
۲۵۴	یک شاہ صاحب الابلپور	۱۸	۲۶۱	جناب اکرم عزیز الدین صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ	۱۲
۲۵۵	جناب منشی حبیب احمد صاحب ہمد لابلپور	۱۲	۲۶۲	جناب پیر زادہ نور احمد صاحب پٹی کلکٹر جنگ ڈویشن	۱۲
۲۵۶	جناب شیخ مولابخش و محمد حسین صاحبان	۱۴	۲۶۳	جناب شیخ عمر الدین صاحب ضلعدار محکمہ نر	۱۴
۲۵۷	کالونی ہوس لابلپور جناب میان رحیم	۱۴	۲۶۴	جناب میان نور الدین صاحب ضلعدار نر بنگلہ جاکٹ	۱۴
۲۵۸	بخش صاحب لابلپور جناب بابو علی محمد صاحب ایگزیکٹو کالج لابلپور	۱۴			

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد
۲۶۵	جناب شیخ نور الہی صاحب			شاہ صاحب محرم لکھ	
	ہیڈ منشی محکمہ جنگ			فند	۱۸
	ڈویژن	۴۳	۴۳	جناب پود ہری	
۲۶۶	جناب شیخ محمد شریف			شہاب الدین	
	صاحب سب انسپکٹر			صاحب	۱۸
	پولیس	۴۴	۴۴	جناب منشی امام الدین	
۲۶۷	جناب قتاب عالم صاحب			صاحب ایجنٹ	۱۸
	محرم	۴۵	۴۵	جناب منشی محمد رضا صاحب	
۲۶۸	جناب غلام محی الدین			لوہیہ ٹیک سنگھ	
	صاحب و اصلباتی			ضلع لائل پور	۱۸
	نویس	۴۶	۴۶	جناب شیخ غلام محمد و	
۲۶۹	جناب اکرم محمد اسماعیل			جان محمد صاحبان سو اکران	
	صاحب ٹینری اسٹنٹ	۴۷	۴۷	ضلع لائل پور	۱۸
۲۷۰	جناب اروغہ غلام نبی			جناب شیخ فتح محمد صاحب	
	صاحب	۴۸	۴۸	ارائے لوہیہ ٹیک سنگھ	
۲۷۱	جناب منشی دولت علی			ضلع لائل پور	۱۸
	صاحب	۴۸	۴۸	جناب شیخ کریم بخش	
۲۷۲	جناب منشی سردار علی			نور احمد صاحبان	

بشمار	نام معصیت	تعداد رقم	بشمار	نام معصیت	تعداد رقم
	دو کاندازان ٹوبہ ٹیک سنگہ	۲۸۴		جناب شیخ اسماعیل صاحب	
	ضلع لائلپور	۱۵		ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع	
۲۷۹	جناب مولوی غلام محی الدین		۱۸	لائل پور	
	صاحب نیوسپل کشتہ	۲۸۵		جناب شیخ امام الدین	
	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائلپور	۱۵		صاحب دو کانداز ٹوبہ	
۲۸۰	متفرق معرفت جناب لوی		۱۸	ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	غلام محی الدین صاحب	۲۸۶		جناب میان عبدالواحد	
	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع			صاحب ٹوبہ ٹیک سنگہ	
	لائل پور	للحہ	۱۸	ضلع لائل پور	
۲۸۱	جناب میان غلام محمد	۲۸۷		جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب	
	صاحب پیران دتا ٹوبہ			ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع	
	ٹیک سنگہ لائل پور	۱۷	۱۷	لائل پور	
۲۸۲	جناب شیخ کریم بخش و	۲۸۸		جناب شیخ فضل الہی صاحب	
	الہ بخش صاحبان ٹوبہ			دوکان دار ٹوبہ ٹیک	
	ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	۱۸	سنگہ ضلع لائلپور	
۲۸۳	جناب شیخ غلام رسول و	۲۸۹		جناب مولوی الہ دتا صاحب	
	و خدا بخش صاحبان ٹوبہ			سکند ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ	
	ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	عبر	ضلع لائل پور	

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم
۲۹۰	جناب سٹروین محمد صنا وزیر مشناسٹریٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۷	۲۹۷	جناب سٹروین محمد صنا وزیر مشناسٹریٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۷
۲۹۱	جناب بیاد صاحب اتالی ٹوپہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲۰	۲۹۸	جناب جہان خاں صاحب کمانسٹریٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲۰
۲۹۲	جناب تھو صاحب اتالی ٹوپہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۷	۲۹۹	جناب جی دھرمی صاحب چک نمبر ۳۳۳ جہنگ برائج ٹوپہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲۰
۲۹۳	یکسٹر صاحب بیٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲۰	۳۰۰	جناب ہمدی خاں صاحب چیراسی ٹوپہ ٹیک ضلع لائل پور	۱۸
۲۹۴	جناب انسان غلام محمد مہ صاحب بیٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲۰	۳۰۱	جناب محمد خاں صاحب چیراسی ٹوپہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۷
۲۹۵	جناب بلو واجد بخش صاحب اسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر ٹوپہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۷	۳۰۲	یکسٹر صاحب بیٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲۰
۲۹۶	جناب سید سلطان والہ داتا جہان ٹوپہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	۳۰۳	جناب بیام سنگہ نمبر ۱۷ ضلع لائل پور	۱۸

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	نمبر ۳۲۳ جنگ براہنج ٹوبہ			سنگہ ضلع لائل پور	۱۸
	ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	۳۱۱	جناب شیخ کرم دین صاحب	
۳۰۴	جناب بیکان خان خالص صاحب		۱۸	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	کانٹیل ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۴	۳۱۲	جناب شیخ کمال الدین صاحب	
۳۰۵	جناب حافظ عبدالرحمان صاحب		۱۸	کانٹیل ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	۳۱۳	جناب منشی شہاب الدین صاحب	
۳۰۶	جناب محمد الدین صاحب		۱۸	صاحب کمپوڈر ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	مانجائی ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	۳۱۴	جناب شیخ محمد عیسیٰ و عبداللہ صاحبان	
۳۰۷	جناب بیکان صاحب مانجائی		۱۸	صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۸	۳۱۵	جناب شیخ بابو دین رحیم بخش صاحبان	
۳۰۸	جناب لوی عبدالرحمن صاحب		۱۸	صاحبان ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۴	۳۱۶	یک مسافر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
۳۰۹	جناب دہری الہی بخش صاحب		۱۴	جناب میران بخش صاحب	
	نمبر دار چک نمبر ۳۵ ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۱۴	۳۱۷	ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	
	جناب دہری نبی بخش صاحب				
۳۱۰	ذیلدار بیاگٹ ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور				

نمبر شمار	نام معہ پیہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پیہ	تعداد رقم
۳۱۸	جناب ابو عزیز الدین صاحب دوکاندار ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۴	۳۲۳	جناب بشی محمد بخش صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	۴
۳۱۹	جناب بشی الطاف کریم صاحب جمعہ دار اصطبل ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۶	۳۲۴	جناب بشی عمر الدین صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	۴
۳۲۰	جناب بیان انعام اللہ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگہ ضلع لائل پور	۲	۳۲۵	جناب فطامہ بخش صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	۴
۳۲۱	جناب قیصر اللہ صاحب ملازم لفٹنٹ دہا پ صاحب بٹالہ کلیکٹر بمبئی کوہ منصورہ	۱	۳۲۶	جناب بشی فتح محمد صاحب اسٹو کیر ۵ یاقوتی و جالندہر	۵
۳۲۲	جناب بشی رکن الدین صاحب چک نمبر ۲۹۶ ضلع لائل پور	۱	۳۲۷	(بسی جناب بی لوی عطا محمد صاحب وکیل لائل پور)	۱
			۳۲۸	جناب بشی عطاء اللہ صاحب محرر ڈاک ڈی سی لائل پور	۴
			۳۲۹	جناب بیان محمد حیات صاحب محرر ڈاک ڈی سی لائل پور	۴

نمبر شمار	نام مع پتہ	تقدیر رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تقدیر رقم
۳۳۰	جناب منشی کریم الدین صاحب	۱۴	۳۳۹	جناب شیخ الہی بخش و	
	محافظ خانہ لائل پور			مولانا بخش صاحبان	
۳۳۱	جناب منشی شاہ محمد صاحب			غلامندی لائل پور	۷
	نائب کورٹ لائل پور	۱۸	۳۴۰	جناب لہ افنت رام صاحب	
۳۳۲	جناب سردار مراد علی صاحب			انزیری محبٹرٹ لائل پور	۷
	آر می ریوٹ لائل پور	۷	۳۴۱	جناب سیدی تاج الدین	
۳۳۳	جناب منشی کریم اللہ صاحب			صاحب حاکم الدین صاحب	
	عالیض نویس لائل پور	۷		لائل پور	۷
۳۳۴	جناب منشی الہ دتا صاحب		۳۴۲	جناب شیخ الہ دتا و مولانا	
	پتواری لائل پور	۱۸		بخش صاحبان بزارا	
۳۳۵	ایک صاحب لائل پور	۷		لائل پور	۷
۳۳۶	جناب بوندام محمد صاحب		۳۴۳	جناب شیخ عبدالرحیم صاحب	
	ہیڈ کلرک ڈاکخانہ لائل پور	۷		ٹھیکہ دار لائل پور	۷
۳۳۷	جناب اجہ جلد قادر و		۳۴۴	جناب مام الدین صاحب	
	راجہ راجوبی خان صاحبان			برتن فروشن لائل پور	۱
	چک نمبر ۳۸۶ لائل پور	۱۸	۳۴۵	جناب حمد الدین صاحب	
۳۳۸	جناب بیان محمد الدین صاحب		۳۴۶	جناب سبج لوی محمد اسماعیل	
	درزی لائل پور	۱۸		صاحب لائل پور	۲

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تقدیر	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تقدیر
۳۴۷	جناب میان کریم بخش		۳۵۴	جناب مستری محمد	
	صاحب میناری فروش			الدین صاحب لائل پور	۹/۲
	لائل پور	۱	۳۵۵	جناب میان نظام	
۳۴۸	جناب خلیفہ محمد بخش			الدین صاحب شتر سوک	
	صاحب لائل پور	۱۴		لائل پور	۱۴
۳۴۹	جناب شیخ فضل الدین		۳۵۶	بوساطت جناب غلام فرید صاحب	
	صاحب بساطی لائل پور	۱۴		اسٹور کیپر ریلوے لائل پور	۱۵
۳۵۰	جناب غلام محمد صاحب		۳۵۷	جناب شیخ غلام علی صاحب	
	برتن فروش لائل پور	۱۲		محکمہ نسر لائل پور	۱۴
۳۵۱	جناب منشی محمد روشن		۳۵۸	جناب منشی سراج الحق صاحب	
	صاحب عایض نویس			فوجدار ہائی اسکول لائل پور	۱۲
	لائل پور	۱۴	۳۵۹	جناب حکیم محمد امین الدین	
۳۵۲	جناب چودہری احمد			صاحب بیر سٹریٹ لائل پور	۱۴
	خان صاحب محرم کیٹی		۳۶۰	جناب شیخ عطاء اللہ صاحب	
	لائل پور	۱۴		ملک کسٹ آر می ریمونڈ	
۳۵۳	جناب مستری عمر الدین			لائل پور	۱۴
	صاحب قفل فروش		۳۶۱	جناب میان اللہ دتا صاحب	
	لائل پور	۲			

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم
۳۴۶	جناب منشی مراد علی صاحب	۱۸	۳۴۱	صاحب منشی لاکپور	۱۸
۳۴۷	ناظر لاکل پور	۱۴	۳۴۰	جناب بابو نظام الدین	۱۸
۳۴۸	جناب محی لوی صدر الدین	۱۴	۳۳۹	صاحب نقشہ نویس نر	۱۸
۳۴۹	صاحب انبیکر دکنیشن	۱۴	۳۳۸	لاکپور	۱۴
۳۵۰	لاکل پور	۱۴	۳۳۷	جناب ابو محمد حسین صاحب	۱۴
۳۵۱	جناب شیخ محمد الدین و	۱۴	۳۳۶	خزانی لاکپور	۱۸
۳۵۲	نمر الدین صاحبان لاکپور	۱۴	۳۳۵	یک نامعلوم لاسم	۱۴
۳۵۳	(بوساٹ جناب قاضی	۱۴	۳۳۴	لاکل پور	۱۴
۳۵۴	عبد القادر صاحب مکہ نر)	۱۴	۳۳۳	جناب منشی محمد ابراہیم	۱۴
۳۵۵	جناب ابو عبد الغنی صاحب	۱۴	۳۳۲	صاحب نقشہ نویس لاکپور	۱۴
۳۵۶	نقشہ نویس لاکپور	۱۸	۳۳۱	جناب شیخ غلام حسین صاحب	۱۴
۳۵۷	یک نامعلوم لاسم لاکپور	۱۴	۳۳۰	ضلع دار کڈر والا لاکپور	۱۴
۳۵۸	جناب منشی میر محمد صاحب	۱۴	۳۲۹	جناب ابو محمد بخش صاحب	۱۴
۳۵۹	احمد قطر دسر لاکپور	۱۴	۳۲۸	کلرک ریونیو لاکپور	۱۸
۳۶۰	جناب بو شہاب الدین	۱۴	۳۲۷	جناب مستری رحیم بخش	۱۴
۳۶۱	صاحب کلرک لاکپور	۱۴	۳۲۶	صاحب ٹھیکہ دار لاکپور	۱۴
۳۶۲	جناب منشی عبد الماجد	۱۴	۳۲۵	جناب میان الہ بخش صاحب	۱۴
			۳۲۴	لاکل پور	۱۴

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد ورق
۳۷۹	جناب بونورا آئی صاحب	۱۸	۳۸۶	دفتری دفتر سٹریٹ	۱۸
	کلرک لائپلور			بورڈ لائپلور	
۳۸۰	جناب سید محمد محسن صاحب	۱۸	۳۸۷	جناب خیر الدین صاحب	۱۸
	ہیڈ کلرک دفتر ڈسٹرکٹ			چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ	
	بورڈ لائپلور	۷۱	۳۸۸	لائل پور	۱۲
۳۸۱	جناب منشی شاہ محمد		۳۸۹	جناب سردار صاحب چپراسی	۱۲
	صاحب کلرک دفتر			ڈسٹرکٹ بورڈ لائپلور	
	ڈسٹرکٹ بورڈ لائپلور	۷۱	۳۹۰	جناب مشتاق محمد صاحب	۱۲
۳۸۲	جناب سید خادم حسین			ڈسٹرکٹ بورڈ لائیل پور	
	صاحب کلرک دفتر		۳۹۱	جناب حسین بخش صاحب	۱۲
	ڈسٹرکٹ بورڈ لائپلور	۱۲		چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ	
۳۸۳	جناب منشی میر بخش			لائل پور	
	صاحب کلرک دفتر		۳۹۲	جناب مرخان صاحب	۱۲
	ڈسٹرکٹ بورڈ لائپلور	۱۲		چپراسی ڈسٹرکٹ بورڈ	
۳۸۴	جناب ابو فتح محمد صاحب		۳۹۳	جناب غلام حیدر صاحب	۱۲
	سب و سر دفتر ڈسٹرکٹ			مستری لائل پور	
	بورڈ لائپلور	۱۸	۳۹۴	جناب برخور دار احمد	
۳۸۵	جناب غلام محمد صاحب			سعید صاحب لائپلور	۳ پائی

نمبر شمار	نام معنی پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معنی پتہ	تعداد رقم
	(پوساطت جناب لوی			احمد صاحب فتح گردہ	
	عطا محمد صاحب کیل لاپور			ضلع فرخ آباد	۶۰
۳۹۳	جناب لوی عبد المجید صاحب			(بسی جناب لوی غلام)	
	مولوی فاضل لائل پور	۵		محمد صاحب شہلوی	
۳۹۴	جناب شیخی بنی بخش صاحب			وکیل ندوۃ العلماء	
	ابنیشہ، مولوی عبد المجید			لکھنؤ مسلمہ جناب	
	صاحب لوی فاضل			نشی نفیس لدین احمد	
	لائل پور	۱۸		صاحب مشائخ ان عدالت	
۳۹۵	(جناب محمد ابراہیم			نصفی جنگ)	
	علیخان و محمد یونس		۳۹۹	جناب مولوی ولی محمد	
	علیخان متولیان جائداد			صاحب جنگ	۵
	موقوفہ محلہ میان سرا		۴۰۰	جناب لاکھ بخش خاں صاحب	
	سینہل ضلع مراد آباد			جنگ	۵
۳۹۶	جناب غنی اسماعیل صاحب		۴۰۱	جناب محمد حسن	
	مرحوم سینہل ضلع مراد آباد	۱۵		صاحب جنگ	۱۸
۳۹۷	جناب لوی عطا محمد صاحب		۴۰۲	جناب بن محمد صاحب	
	وکیل لاپور جناب	۵		دیندار جنگ	۱۰
۳۹۸	جناب لوی سید مقبول		۴۰۳	جناب لوی محمد صاحب جنگ	۲

نمبر شمار	نام معرپه	تقدیر	نمبر شمار	نام معرپه	تقدیر
۴۰۴	جناب محرم صاحب نگرین			جنگ	۱۴۰
	جنگ	۲	۴۱۳	جناب میان محمد و زری	
۴۰۵	جناب بخش صاحب			صاحب جنگ	۱
	جنگ	۱	۴۱۴	جناب مستری خیر محمد	
۴۰۶	جناب خدا بخش صاحب			صاحب جنگ	۱۸
	پرسی جنگ	۲	۴۱۵	جناب میان اله و صاحب	
۴۰۷	جناب محمد حسن و اله			جنگ	۱۴
	و سایا صاحبان ناجران		۴۱۶	جناب جوهری اله جوابا	
	چرم جنگ	۴		صاحب جنگ	۴
۴۰۸	جناب عبد الرحمن فتح دین		۴۱۷	جناب میر و دوی صاحب	
	واله دین صاحبان جنگ	۴		جنگ	۲
۴۰۹	جناب سلطان محمد صاحب		۴۱۸	جناب فظ غلام محمد	
	جنگ	۲		صاحب جنگ	۱۴
۴۱۰	جناب حمد دین و صاحب		۴۱۹	جناب میر و خوردار پور صاحب	
	جنگ	۱		جنگ	۲
۴۱۱	جناب رمضان صاحب		۴۲۰	جناب بخش صاحب	
	حجام جنگ	۲		در زری جنگ	۲
۴۱۲	جناب قایم دین پوری صاحب		۴۲۱	جناب میان خلیل و صاحب	

نمبر شمار	نام معینه	تعداد	نمبر شمار	نام معینه	تعداد
	درزی جنگ	۱۴	۴۳۰	جناب تری الد و صاحب	
۴۲۲	جناب الد و صاحب			سب سیر جنگ	۱۴
	جمدار جنگ	۴۴	۴۳۱	جناب حلیفه حسن دین	
۴۲۳	جناب سنا سراز			صاحب جنگ	۱۸
	صاحب جنگ	۳	۴۳۲	جناب نشی احمد نواز خان	
۴۲۴	جناب شیخ غلام حسین			صاحب جنگ	۱۴
	صاحب وکیل جنگ	۴	۴۳۳	جناب بوسرا محمد خاں صاحب جنگ	۱۴
۴۲۵	جناب شیخ الی بخش صاحب		۴۳۴	جناب نشی عبدلکریم صاحب جنگ	۱۸
	وکیل جنگ	۴	۴۳۵	جناب بابو محمد بخش	
۴۲۶	جناب نشی نفیس ابن			صاحب کلرک جنگ	۱۸
	احمد صاحب شبنم خان		۴۳۶	جناب میان جمال الد صاحب	
	عدالت منصفی جنگ	۱۴		جھک دار جنگ	۱۴
۴۲۷	جناب ابو علی محمد صاحب		۴۳۷	جناب نشی غلام علی صاحب	
	سینتری کارک جنگ	۱۸		جنگ	۱۸
۴۲۸	جناب محمد صالح محمد		۴۳۸	جناب می لوی بله لغفور صاحب	
	صاحب جنگ	۴		جنگ	۱۸
۴۲۹	جناب می لوی کبر علی صاحب		۴۳۹	جنده از مسجد قاضیان	
	جنگ	۱۴		جنگ	۱۵

نمبر شمار	نام معبد پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معبد پتہ	تعداد رقم
۴۴۰	جناب حافظ محمد بخش			جنگ	۱۳۳
	صاحب جنگ	۴۴۹	۱	جناب میان اللہ جوایا	
۴۴۱	جناب فقیر گل محمد صاحب			صاحب پوری جنگ	۲
	جنگ	۴۵۰	۲	جناب میان خدا بخش	
۴۴۲	جناب مرزا احمد علی و علی			صاحب پوری جنگ	۴
	محمد صاحبان جنگ	۴۵۱	۱	جناب سید محمد شاہ صاحب	
۴۴۳	جناب میان صالح محمد صاحب			نائب تحصیل دار جنگ	۱
	جنگ	۴۵۲	۱	جناب میان قائم دین	
۴۴۴	جناب میان الہ بخش			صاحب ورزی جنگ	۲
	صاحب محرم دفتر	۴۵۳		جناب بی لوی نور محمد صاحب	
	جنگ	۴		ایکٹ جنگ	۴
۴۴۵	جناب سید امام شاہ	۴۵۴		جناب میان غلام حسین	
	صاحب جنگ	۴		صاحب ایڈیٹر جنگ	۱
۴۴۶	جناب چودہری مظفر خان	۴۵۵		جناب میا علی محمد صاحب	
	صاحب جنگ	۱		ورزی جنگ	۱۰
۴۴۷	جناب منشی امیر بخش	۴۵۶		جناب شیخ محمد اسماعیل	
	صاحب جنگ	۲		صاحب جنگ	۸
۴۴۸	جناب حاجی عبداللہ صاحب	۴۵۷		جناب میان محمد رضا	

بمشر شمار	نام مع پسته	تعداد ورق	بمشر شمار	نام مع پسته	تعداد ورق
	صاحب نری جنگ	۱	۴۶۶	جناب میان علی محمد صاحب جنگ	
۴۵۸	جناب بابو پیر بخش صاحب کلرک جنگ	۴	۴۶۷	جناب میان عنایت جنگ	۱۸
۴۵۹	جناب منشی اعتقاد احمد خان صاحب جنگ	۱	۴۶۸	آر ای صاحب جنگ	۲
۴۶۰	جناب الی بخش صاحب جنگ	۱۸	۴۶۹	جناب میان محمد بخش صاحب جنگ	۴
۴۶۱	جناب جمعدار سخاوت حسین صاحب	۴	۴۷۰	یک نام معلوم الاسم جنگ	۴
۴۶۲	از ملا زمان اصطلح نگاری جنگ	۴	۴۷۱	جناب سید سردار شاه صاحب جنگ	۴
۴۶۳	جناب میان محمد اشرف صاحب کاتب جنگ	۲	۴۷۲	جناب میان احمد صاحب مختار صاحب جنگ	۴
۴۶۴	جناب میان سلطان همی جنگ	۲	۴۷۳	جناب حاجی محمد یار صاحب قصاب جنگ	۲
۴۶۵	معرفت جناب مولوی مولا بخش صاحب محکمہ جنگ	۱	۴۷۴	جناب اکثر محمد صاحب الدین صاحب جنگ	۴

بمقام	نام معصومه	تعداد	بمقام	نام معصومه	تعداد
۴۷۵	جناب سید الف شاه	۴۸۴	۱۸	جناب لوی کریم بخش	۱۴
	صاحب جنگ			صاحب جنگ	
۴۷۶	جناب مرزا اصغر علیضا	۴۸۵	۱۸	جناب میان علی بخش	۱۴
	استیضات سرجن جنگ			واله دنا صاحبان درزی	
۴۷۷	جناب بابور رحمت علی	۴۸۶	۱۸	جنگ	۱۴
	خان صاحب جنگ			جناب میان احمد بخش	
۴۷۸	جناب فخر الدین احمد	۴۸۷	۱۸	صاحب جنگ	۱۴
	صاحب کلرک جنگ			یک مسلمان صاحب	
۴۷۹	جناب بابو غلام حسن	۴۸۸	۱۸	جنگ	۱۴
	صاحب جنگ			جناب میان گل محمد صاحب	
۴۸۰	جناب میان اله داد	۴۸۹	۱۸	درزی جنگ	۱۴
	خان صاحب جنگ			جناب میان محمد دین	
۴۸۱	جناب میان خدا بخش	۴۹۰	۱۸	صاحب خوجه جنگ	۱۴
	صاحب جنگ			جناب میان غلام عیسی	
۴۸۲	جناب غنی اله بخش	۴۹۱	۱۸	صاحب جنگ	۱۴
	صاحب جنگ			جناب سید گل حسن	
۴۸۳	جناب حکیم غلام حسین	۴۹۲	۱۸	شاه صاحب جنگ	۱۴
	صاحب جنگ			جناب میان محمد بوجی صاحب	۱۴

نمبر شمار	نام معنی پتہ	تعداد ورق	نمبر شمار	نام معنی پتہ	تعداد ورق
۴۹۳	جناب میان الہ و تاج صاحب	۴۹۶	۲	جناب چو و ہری غلام رسول صاحب جنگ	۴۹۷
۴۹۴	جناب میان ولایت و غلام حسن صاحبان جنگ	۴۹۷	۱	چندہ اہلکاران محکمہ نہر معرفت جناب لوی مولا بخش صاحب جنگ	۴۹۸
۴۹۵	جناب حاجی غلام نبی صاحب جنگ	۴۹۸	۸		

میزان مالہ للعمہ
۹ / ۱ ۱ / ۴ پانی

فہرست آمدنی عطیہ و متفرق جلسہ ندوۃ العلماء

بہر شمار	معرفت	نام	رقم	کیفیت
۱	معین الدین صاحب	چندہ متفرق	۳۸	عطیہ
۲	بذریعہ محمد شکر	حافظ شمس الدین صاحب عطار ساکن	۴۸	عطیہ
۳	"	منشی اشتیاق احمد صاحب سمن	۴۹	"
۴	"	علی محمد خان صاحب بے تری	۵۰	"
۵	"	منشی عطاء اللہ صاحب فیض آباد	۵۱	"
۶	"	منشی صادق حسین صاحب سلطان پور	۵۲	"
۷	"	چندہ متفرق بذریعہ مولانا خلیل صاحب	۵۳	"
۸	"	چندہ متفرق بذریعہ محمد عثمان صاحب ساکن	۵۴	"
۹	بذریعہ محمد اکرم علی	نجیم محمد احسن صاحب سیوان	۵۵	بطور امداد
۱۰	"	امیر حسن صاحب "	۵۶	"
۱۱	"	ابوالحسن صاحب چھاتہ	۵۷	"
۱۲	"	محمد تقی صاحب جمہورہ	۵۸	"
۱۳	"	فضل الرحمان صاحب ٹی ٹکڑی ساکن	۵۹	"
		عابد علی صاحب رضا خان صاحب	۶۰	عطیہ بت مصروفیت
		متوطن احاطہ فقیر محمد خان لکھنؤ	۶۱	مہمانان بے
		میرزا گل	۶۲	

فہرست آمدنی متفرق بابت طعام و نذران

بجٹ نمبر	بذریعہ	نام و پستہ	رقم	کیفیت
۱	ملکٹ آفس	مولوی عبدالباسط صاحب	۸	عمر
۲	"	ارشاد صاحب	۸	عمر
۳	"	فرید احمد خان صاحب	۸	عمر
۴	"	محمد احمد صاحب	۸	عمر
۵	"	مصطفیٰ حسین صاحب	۸	عمر
۶	"	محمد کامل صاحب	۱۲	عمر
۷	"	رباض الحسن صاحب	۸	عمر
۸	"	محمد عظیم صاحب	۱۰	عمر
۹	"	محمد احمد خان صاحب	۴	عمر
۱۰	"	منشی نواب علی صاحب	۴	عمر
۱۱	"	فیض الحسن صاحب	۴	عمر

میزان کل ۸۰ روپے

فہرست چندہ ممبری بہ تباد لہ ٹکٹ وزیرٹری

فہرست اون ممبرون کی جنہون نے کچھ روپیے دے او ٹکٹ وزیرٹری واپس کئے لیکن نام اونکے ہن جنہون نے چندہ وزیرٹری سے کم روپیے دے ہن

بہر شمار	معرفت	نام و پستہ	رسم	کیفیت
۱	ٹکٹ آفس	مولوی فضل الدین صاحب سفارسی انجمن اسلامیہ	۱	واپس ٹکٹ
۲	"	مولوی سید حسین احمد صاحب کیل و پریڈیٹ	۱	وزیرٹری
		مسلم لیگ مظفر پور	۱	"
۳	"	مولوی اقبال احمد صاحب اعظم گڑھ	۱	"
۴	"	حافظ عبد اللہ صاحب بالائے قلعہ علیگڑھ	۱	"
۵	"	مولوی عبدالستار صاحب کیل جو پور	۱	"
۶	"	حفیظ احمد صاحب نمنار بنارس	۱	"
۷	"	بابو محمد حمزہ صاحب تاجر حرم کانپور	۱	"
۸	"	محمد صادق صاحب تحصیلدار سٹی گماٹ	۱	"
		ضلع بارہ بنکی	۱	"
۹	"	شیخ نظام الدین صاحب سینیٹ	۱	"
۱۰	"	مولوی بہداری صاحب اعظم گڑھ	۱	"

نمبر شمار	معرفت	نام و پستہ	رقم	کیفیت
۱۱	ملکٹ آفس	بنجم الدین احمد صاحب میرٹھ	۱	پسی دوکلیہ
۱۲	"	نواز ش احمد صاحب رائے بریلی	۱	وزیر پٹری
۱۳	"	سید تقی احمد صاحب سندیلہ	۱	"
۱۴	"	محمد اصغر صاحب کانپور	۱	"
۱۵	"	بابو علی گوہر صاحب کلرک فز انگریزی کولہا	۱	"
۱۶	"	حاجی محمد سردار صاحب و اگر جرم قصود ضلع لاہور	۱	"
۱۷	"	محمد مسلم خاں صاحب گنتی	۱	"
۱۸	"	حکیم جواد حسین صاحب گورکھپور	۱	"
۱۹	"	شیخ ناصر علی صاحب رئیس بجنور	۱	"
۲۰	"	عبد الباقی خاں صاحب دار دہا گورکھپور	۱	"
۲۱	"	ابوبکر محمد عظیم صاحب گیا	۱	"

میزان کل (۱۷۵)

نوٹ ان حضرات کے اسماء گرامی فہرست چندہ وزیر پٹری میں تلاش کئے گئے مگر ناموں کا پتہ نہیں ملتا

من ابتداء یکم اپریل ۱۲۹۱ء چندہ زکوٰۃ

بشر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	بشر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
	(بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری بسعی جناب زاحم ظفر اللہ خان صاحب ڈوسرکٹ جج بیالکوٹ) چندہ ہوشیار پور جناب منشی بکرن بخش صاحب پٹواری چندہ قصور ضلع لاہور جناب حاجی محمد سردار صاحب تاجر جناب مولوی حافظ حاجی محمد شاہ صاحب سجادہ نشین جناب حاجی حبیب اللہ صاحب گورا	۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲		چندہ متصرف قیمت گھڑی متروکہ جناب حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم رئیس فیض آباد متصرف جناب سراج الدین صاحب سب مشنٹ سرجن رات مدوٹ - ڈاکخانہ جلال آباد ضلع فیروز پور پنجاب جناب نظام الدین صاحب سب ڈوٹیرنل انسپکٹری ورکس چھاؤنی امرتسر (بذریعہ جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوئی کیل ندوہ)	۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۸	جناب منشی فتح محمد صاحب ہستور کبیر جیاؤنی جالندھر متفرق	۱۱	۱۱	جناب منشی محمد ظہر صاحب نائب تحصیلدار للٹ پور ضلع جہانسی	۱۱
۹	جناب منشی عبداللہ صاحب سلوٹی کوٹ نمبر ۱۶	۱۲	۱۲	جناب شیخ غلام جیلانی صاحب پیشتر منصف لاہور	۱۲
۱۰	پشاور اہلیہ محترمہ جناب سید علی احمد صاحب انسپکٹر پولیس کرنال	۱۳	۱۳	جناب مولوی شہاب الدین صاحب، معرفت شمس العلما مفتی مولوی عبداللہ صاحب متمم دارالعلوم	۱۳

میران الملک
۸

من ابتداء یکم اپریل ۱۹۱۲ء
چندہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	جناب بھشیر کلان مضان علی خان صاحب گنورہ - ضلع راسہ بریلی (بسی چودہری معین الدین متعلم درجہ دوم دارالعلوم ندوۃ العلماء)	۵	۱	اسمرفت جناب لانا مولوی سید عبدالحی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ	۱
۲	جناب چودہری قیام الدین صاحب تحصیلدار قصبہ کستہ ضلع کھیری	۶	۲	جناب رمضان علی خان صاحب تعلقہ دار و رئیس گنورہ ضلع راسہ بریلی	۱
۳	جناب میر ضمیر حسن صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	۷	۳	جناب والدہ ایجا د محمد خان صاحب ساکن سترکہ ضلع لکھنؤ	۱
۴	جناب میر عاشق علی صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	۸	۴	جناب کرم علی خان صاحب تعلقہ دار پیرائو ضلع راسہ بریلی	۱
۵	جناب میر عاشق علی صاحب شیعی قصبہ کستہ ضلع کھیری	۹	۵	جناب محمد احمد خان صاحب گنورہ ضلع راسہ بریلی	۱

نمبر شمار	نام معتمده	تعداد	نمبر شمار	نام معتمده	تعداد
۹	جناب ریحتموم علی صاحب		۱۸	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸
۱۰	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸	۱۹	جناب حسن علی صاحب	۱۸
۱۱	جناب شیخ محمد علی صاحب		۲۰	شعبی قصبه کسته ضلع کهری	۱۸
۱۲	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸	۲۱	جناب بهو کر صاحب طائی	۱۹
۱۳	جناب شیخ معشوق علی صاحب		۲۲	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸
۱۴	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸	۲۳	جناب ستامه دولت قصبه	۲۰
۱۵	جناب شیخ معشوق علی صاحب		۲۴	ضلع کهری	۱۸
۱۶	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸	۲۵	جناب مرزا نظریا صاحب	۲۱
۱۷	جناب میر جمال حسین صاحب		۲۶	قصبه ضلع کهری	۱۸
۱۸	شعبی قصبه کسته ضلع کهری	۱۸	۲۷	جناب جمو صاحب قصاب	۲۲
۱۹	جناب میکو سائیس صاحب		۲۸	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸
۲۰	چودهری جناب قیام الدین		۲۹	جناب بهیکا صاحب قصاب	۲۳
۲۱	صاحبان قصبه کسته کهری اوو	۱۸	۳۰	قصبه کسته ضلع کهری	۱۸
۲۲	جناب حاجی لالو صاحب		۳۱	جناب کریم بخش صاحب	۲۴
۲۳	حلوائی قصبه کسته ضلع کهری	۱۸	۳۲	حلوائی قصبه کسته ضلع کهری	۲۵
۲۴	جناب انگنه صاحب ریان		۳۳	جناب شیخ شبرانی صاحب	۲۵
۲۵	قصبه کسته ضلع کهری -	۱۸	۳۴	نور بان قصبه کسته ضلع	۱۸
۲۶	جناب میان خان صاحب		۳۵	کهری	۱۸

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم
۲۶	جناب فرزند علی صاحب	۱	۳	سیور کالج الہ آباد	۱
	قصہ کتہ ضلع کھیری	۱	۴	جناب امیر الامراء شیخ	۱
	متفرق چندہ			بہاؤ الدین صاحب	
۲۷	جناب مدین اللہ صاحب			بالقابہ وزیر ریاست	
	ساکن ۹۶ کانگا بازار			جونا گڑھ	
	اسٹریٹ کلکتہ	۱	۵	جناب اب محمد مرزا علی خاں	۱
۲۸	اہلیہ محترمہ جناب سید		۵	رئیس بھیکن پور ضلع علیگڑھ	۱
	علی احمد صاحب انسپکٹر			جناب منشی محمد احتشام علی	
	پولیس کزنال	۱		صاحب بیس کاکوری ضلع کھنوی	
۲۹	جناب عبدالعزیز صاحب			(منجملہ ماعہ)	۱
	ریاست بہاولپور	۱		جناب مرزا ظفر اللہ خاں	۱
	میزان	۱		ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ	۱
	چندہ وظائف			چندہ عام تعلیم	
۱	جناب سیٹھ حاجی محمد حنیف		۱	جناب حاجی محمد خان	
	صاحب جبرور رئیس ۱۵۰			صاحب وکلار بازار	
	انکا پامانک اسٹریٹ مدراس	۱		ہوشیار پور	۱
۲	جناب مولوی حمید الدین			العام تفسیر وحدیث	
	صاحب عربک پروفیسر		۱	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب	

نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
	نائب تحصیلدار صفی پور	۱	۱	چندہ ماہوار دارالعلوم	
	ضلع اُناو	۱		جناب نظام الدین	
	چندہ مستقل سالانہ	۱		صاحب سب ڈوٹیریل	
	جناب مولوی حاجی قربان	۱		آفیسر لیٹری و کرس	
	احمد صاحب وکیل بارہکی	۱		جہاد فی امرتسر	۸
	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب	۱			
	اسٹنٹ سرجن پشاور	۱			
	قیمت فوٹو	۱			

من ابتدائے یکم اپریل ۱۲۱۹ء
چندہ تکمیل عمارت دارالعلوم

بمستشار	نام معہ پتہ	تعداد رقم	بمستشار	نام معہ پتہ	تعداد رقم
۱	جناب شیخ غلام ترین العابدین صاحب	۷	جناب وزیر محمد صاحب وکیل آگرہ	۷	۷
۲	جناب ڈاکٹر کریم حسین صاحب امین آباد لکھنؤ	۸	جناب بابو علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک ڈپٹی کنشنر کوٹا	۸	۸
۳	جناب خان بھادر احمد خان صاحب فقیہ پور	۹	جناب خطیب صاحب جامع مسجد ہلدوانی منڈی ضلع بننی تال	۹	۹
۴	جناب صاحبزادگان مٹھرا ممتاز حسین صاحب	۱۰	جناب حسن علی صاحب	۱۰	۱۰
۵	بیر سٹریٹ لا لکھنؤ جناب شاہ محمد خان صاحب جنرل مہینٹ لکھنؤ	۱۱	جناب محمد رضا صاحب تاجر سلطان پور	۱۱	۱۱
۶	جناب سردار حاجی محمد صاحبان سوداگران قصور ضلع لاہور	۱۲	جناب عبدالکبیر خان صاحب سب انسپکٹر گورکھ پور	۱۲	۱۲
		۱۳	جناب عبدالعزیز خان صاحب زمیندار	۱۳	۱۳

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد رقم
۱۴	جناب نواز ش احمد		۲۱	جناب ولایت علی صاحب	۶
	صاحب	۱۵	۲۲	جناب خدا بخش صاحب	۷
۱۵	جناب قاضی ولی الحق			ہمیر پور	۷
	صاحب نعمانی ردولی	۲۳		جناب مشراہم - ایل	
	ضلع بارہ بنکی	۱۶		گوش صاحب پروفیسر	
۱۶	جناب علی احمد صاحب			ریڈ کرچین کالج لکھنؤ	۷
	آگرہ	۲۴		جناب خورشید حسن صاحب	
۱۷	جناب غلام صفدر خان			سلون - ضلع رائے بریلی	۷
	صاحب آگرہ	۲۵		نام معلوم الاسم	۷
۱۸	جناب مولوی عبدالغفور			جناب محمد مصطفیٰ صاحب	۷
	صاحب موہن پور - گیا	۲۷		جناب افضل الحق صاحب	۷
۱۹	جناب عبدالجلیل صاحب			جناب عبدالحی صاحب	
	پشاور می متعلم نذۃ العلماء	۲۸		عوب	۷
	لکھنؤ	۲۹		جناب محمد فرید صاحب	۸
۲۰	جناب دلارے صاحب			جناب محمد سلطان صاحب	۷
	صاحب سزادہ جناب	۳۰		جناب علامہ سید رشید رضا	
	پیارے صاحب لکھنؤ	۳۱		صاحب ادوٹر المنار	
۲۱	جناب ولایت علی صاحب			مصر	۷

نمبر شمار	نام معنی	تقدیر	نمبر شمار	نام معنی	تقدیر
۳۲	جناب معی لوی فضل الرحمن		۴۰	مالک مطیع نامی لکھنؤ	۵۵
۳۳	صاحب نگرام ضلع لکھنؤ	عار	۴۱	جناب حمد حسین ولد ار حسین	
۳۴	جناب منشی شفاعت علی		۴۲	صاحبان تاجران بمبائو	
۳۵	صاحب کاکوری ضلع لکھنؤ	عار		خوردنی چوک لکھنؤ	۵۶
۳۶	جناب مشتاق علی صاحب			بنجانب مسلمانان سب	
۳۷	مینو سیلٹی بارہ بنکی	عم		السیکٹر ان اردو شاہ	
۳۸	جناب شمس العلماء مولانا			ہند ریڈ کر شچین کالج	
۳۹	شہلی نعمانی معتمد تعلیمات			لکھنؤ	۵۷
۴۰	ندوۃ العلماء لکھنؤ	شمار	۴۱	متفرق چندہ معرفت	
۴۱	جناب منشی محمد احتشام علی			جناب احمد حسین و ولد	
۴۲	صاحب رئیس کاکوری			حسین صاحبان بمبائو	
۴۳	د معتمد مال دار العلوم			خوردنی فروشان چوک	
۴۴	ندوۃ العلماء لکھنؤ	ضمما		لکھنؤ	۵۸
۴۵	جناب منشی محمود علی صاحب		۴۲	جناب بابو نظام الدین	
۴۶	تاجرا میں آباد لکھنؤ	۵۹		صاحب رئیس تاجر	
۴۷	جناب امیر حسن صاحب			جرم موری گنج امرتسر	۶۰
۴۸	یکجی گنج لکھنؤ	۶۱		جناب ڈاکٹر عبد الکرم	
۴۹	جناب فظ قطب الدین حسن			صاحب بلخ آباد لکھنؤ	۶۲

نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد	نمبر شمار	نام معیتہ	تعداد
۴۵	جناب منشی شیخ ہاشم علی صاحب رئیس مگور ضلع بارہ بنکی	۵۵	۵۱	جناب فضل الہی صاحب انسپٹر آبکاری شہر سیالکوٹ	۱
۴۶	جناب مولوی بدر الحسن صاحب منصف لکھنؤ	۳۵	۵۲	جناب شیخ عبد اللہ صاحب جناب مستری میلان بخش	۱
۴۷	جناب شمس الحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر ضلع بجنور	۵۵	۵۳	صاحب ٹیکہ دار سیالکوٹ جناب مستری خدا بخش صاحب	۱
۴۸	جناب منشی ولی محمد صاحب وامبلاتی نویس مہوبا ضلع ہیر پور	۱۵	۵۴	جناب مستری خدا بخش صاحب نال والہ شہر سیالکوٹ	۱
۴۹	جناب مولوی علاء الحسن صاحب ڈپٹی کلکٹر سلطان پور	۱	۵۵	جناب میرا نات علی صاحب غیر شہر سیالکوٹ	۱
۵۰	جناب مسٹر عبدالحلیم صاحب بیرسٹریٹ لاگیا معرفت جناب حکیم عبدالولی صاحب جہولی لوٹہ لکھنؤ	۱	۵۶	جناب منشی نبی بخش صاحب پرنس وغیر شہر سیالکوٹ	۱
	(فہرست چندہ تکمیل عمارت دارالعلوم از سیالکوٹ		۵۷	جناب سید فوزند علی صاحب آرمی شہر سیالکوٹ	۱

بشمار	نام مع پتہ	تعداد رقم	بشمار	نام مع پتہ	تعداد رقم
۵۸	جناب ستری فضل مہارسیا لکوٹ	۱ عمر	۴۲	جناب مولوی عبدالباسط صاحب بڑن	۱
۵۹	جناب ستری رمضان صاحب بڑن	۱ عمر	۴۳	جناب قاری عبدلولی صاحب لک	۱
۶۰	جناب ستری عظیم خان صاحب بڑن	۱ عمر	۴۴	جناب آسی محمد نگر لکسنو	۱
۶۱	جناب ماسٹر محمد عباس صاحب	۱ عمر	۴۵	جناب سید خورشید علی صاحب	۱
۶۲	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۴۶	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۳	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۴۷	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۴	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۴۸	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۵	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۴۹	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۶	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۵۰	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۷	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۵۱	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۸	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۵۲	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۶۹	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۵۳	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۷۰	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۵۴	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
۷۱	جناب سید خورشید علی صاحب	۱ عمر	۵۵	جناب نبشی احمد خان صاحب کک	۱
متفرق					

نمبر شمار	نام معر پتہ	تعداد رقم	نمبر شمار	نام معر پتہ	تعداد رقم
۸۰	جناب مستری محمد الدین			صاحب زمین بھویال	
	صاحب ساکن میانہ پورہ			مقیم گساری منڈی لکھنؤ	۵۷
	شہر سیال کوٹ	۱	۸۶	جناب ڈاکٹر رحیم بخش صاحب	
۸۱	جناب حاجی چودہری سلطان			فتح گنج لکھنؤ	۱
	محمد خان صاحب بیر سٹریٹ		۸۷	جناب سید برکات احمد	
	شہر سیال کوٹ	۱		صاحب بھٹاک دیر الدولہ	
۸۲	جناب میر نبی بخش صاحب			بھادر لکھنؤ	۱۵
	آرائین شہر سیال کوٹ	۷	۸۸	جناب حکیم جواد حسین صاحب	
۸۳	جناب حکیم حامد علی صاحب			سوداگر محلہ گورکھ پور	۱۵
	ساکن کوٹھی لوہاراں شہر		۸۹	جناب محمد علی صاحب	
	سیال کوٹ	۱		سوداگر بوٹ امین آباد	
	متفرق			لکھنؤ	۱
۸۴	جناب مولوی محمد محمود عالم		۹۰	جناب محمد یوسف	
	صاحب رئیس منچلپورہ			علی خان صاحب	
	فیض آباد	۵		ویشنری اسٹینٹ	
۸۵	جناب نواب سید نور الحسن			فرخ آباد	۱

قیمت فروخت روئداد معہ مذاات متفرق

من ابتداء یکم اپریل ۱۲۹۷ھ

بمشتار	نام معہ پتہ	تعداد	بمشتار	نام معہ پتہ	تعداد
۱	جناب بابو علی گوہر صاحب ہند			معرفت مولوی فرزند علی صاحب	۱۷
	کلرک کوہاٹ یک جلد			قیمت فروخت	
	روئداد جلسہ دہلی	۱۲		کتب دارالعلوم	
۲	معرفت جناب مولوی محمد			قیمت فروخت کتب منظوم	
	خلیل صاحب یک جلد روئداد			نحوہ معرفت عاقل فضل الرحمن	
۳	جلسہ دہلی	۱۲		صاحب مدرس ندوہ	۱۲
	امانت بلا تفصیل			من ابتداء یکم اپریل ۱۲۹۷ھ	
۱	جناب قاضی فضل الرحمن			چندہ اشاعت الاسلام	
	صاحب پشاور	۱۳		جناب مولی محمد قندہ خان	
۲	جناب مولانا عبدالباق			صاحب شروانی از	
	صاحب رئیس گوڈون			علی گڑھ	۱۷
	اسٹریٹ مدراس	۱۷			

فہرست عطیات چندہ ندوۃ العلما

<p>من ابتدائیکم ذہر سالہ لغایت ۳۱ مارچ سالہ</p> <p>۱ سرکار عالی والی ریاست حیدرآباد وکن خلد اللہ ملکم سالہ ۶</p> <p>چندہ تسلیم</p>		
نمبر شمار	نام نامی	تعداد و قسم
۱	پراونشیل گرانٹ ان ایڈ	۱۰۰۰۰
۲	عطیہ سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکما	۱۰۰۰۰
۳	عطیہ ہز ہائینس سرآغا خان بہادر بالقابہ	۱۰۰۰۰
<p>میزان کل للعمۃ</p> <p>اوقات</p>		
نمبر شمار	نام نامی	تعداد و قسم
۱	آمدنی وقف حمزہ پور ضلع شاہجہان پور	۱۰۰۰۰
۲	آمدنی از جائیداد موقوفہ خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم رئیس فہن آباد حضرت جناب شی محمد شام علی صائیں کاکوری متولی و	۱۰۰۰۰
۳	کرایہ مکان موقوفہ للت پور ضلع جھانسی	۱۰۰۰۰
۴	کرایہ مکانات وصیتی لال باغ لکھنؤ	۱۰۰۰۰
<p>میزان کل للعمۃ</p>		

فہرست چندہ مکمل عمارت دارالعلوم منابتہ اکیملہ نمبر ۱۳۸ لغایت ۱۳۹ مارچ

نمبر	نام مع پتہ	نمبر	نام مع پتہ
۱	جناب نور علیہ مولوی غلام محمد صاحب موشیار پوری	۸	جناب فتح الدین خان صاحب موج پور ضلع ہشیار پور
۲	جناب حافظ نور محمد صاحب رئیس چوہکی نور محل ضلع جانی	۹	جناب خان حبیب شیر محمد صاحب جناب منشی ظفر احمد صاحب
۳	جناب سید بدیع الحسن صاحب بی منصف لکھنؤ (بقیہ منجلیہ پیاس کے)	۱۰	جناب نور محمد خان صاحب جناب منشی ظفر احمد صاحب
۴	جناب نور علیہ مولوی غلام محمد صاحب موشیار پوری	۱۱	جناب سردار محمد اسحق خان صاحب سپرٹنڈنٹ ہشیار پور
۵	جناب چودھری عبد المجید صاحب سفید پوش نکودر ضلع جالندر	۱۲	جناب دوست محمد خان صاحب بیرسٹریٹ لاہ ہشیار پور
۶	جناب خان صاحب گامو خان صاحب رئیس بمبئی ملازم سالہ ریاست کپورت	۱۳	جناب نور احمد خان صاحب سوڈاگر ہشیار پور
۷	جناب چودھری الہی بخش صاحب ذیلدار سیدوپی ضلع ہشیار پور	۱۴	جناب شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم ہشیار پور
۸	جناب نور علیہ غلام محمد صاحب قافل ہشیار پوری	۱۵	جناب چودھری مکی ناسر محمد صاحب فیروز پور تحصیل دوسوہ ضلع ہشیار پور

سرمایہ مستقل سالانہ

سری	نام مع پتہ	پتہ	نام مع پتہ	پتہ
۱	جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور	۳	جناب منشی نثار الرحمن صاحب رئیس بڑا گاؤن ضلع بارہ بنگلی	۳
	فروخت جائداد	۴	جناب سیٹھ حاجی محمد حنیف صاحب ۱۵۰ انگا پانانک اسٹریٹ مدراس	۴
۱	بابت قیمت مکان دارالعلوم واقع محلہ گولہ گنج لکھنؤ	۵	جناب مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے۔ عربک پروفیسر ایم۔ سی کالج آباد	۵
	چندہ وظائف طلباے دارالعلوم ندوہ		میزان کل مالہ	
۱	جناب مولانا مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بمبکن پور ضلع علیگڑھ (صہ ماہوار)	۱	العام تفسیر و حدیث جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب نائب تحصیلدار پروا ضلع آناؤ	۱
۲	جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری ضلع لکھنؤ	۱		۱

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ
۱	جناب قاضی محمد رزق اللہ صاحب	۱	جناب نواب فخر احمد خان صاحب	۱	جناب مولوی غلام محمد صاحب
۲	پانی پت	۲	رئیس پانی پت	۲	شملوی وکیل ندرہ
۳	جناب شیخ تقی اللہ صاحب پانی پت	۳	(چندہ متفرق)	۳	جناب سید انوار الرحمن صاحب
۴	جناب سید نصیب علی صاحب	۴	جناب سید انوار الرحمن صاحب	۴	فائب ناظم ریاست جے پور
۵	جناب پیری عبدالحکیم صاحب	۵	جناب سید فخر الحسن صاحب	۵	جناب سید فخر الحسن صاحب
۶	سب انسپکٹر	۶	سب اسٹنٹ سرجن سردار شہر	۶	ریاست بیکانیر
۷	جناب شیخ غلام حسن صاحب پٹواری	۷	ریاست بیکانیر	۷	میزان
۸	وختر تغیرل حسین صاحب حرم	۸	میزان	۸	عام اغراض ندوۃ العلماء
۹	جناب شیخ احمد جان صاحب ماجرین	۹	عام اغراض ندوۃ العلماء	۹	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی
۱۰	جناب قاضی حمید حسن صاحب	۱۰	جناب مولوی غلام محمد صاحب شملوی	۱۰	جناب مولوی قاری عبدالسلام
۱۱	چندہ متفرق در جامع مسجد بدھیمہ	۱۱	جناب مولوی قاری عبدالسلام	۱۱	صاحب انصاری پانی پت
۱۲	معرفت چودھریان ٹھٹھیران	۱۲	صاحب انصاری پانی پت	۱۲	
۱۳	بوقت وعظ مسجد ٹھٹھیران				
۱۴	جناب میان حافظ محمد حنیف صاحب				
۱۵	پسر عبدالوہاب صاحب گلی				
۱۶	سنگلیان زیر قلعہ پانی پت				

ردیف	نام مع پتہ	ردیف	نام مع پتہ	ردیف
۱۳	جناب منشی محمد فضل احمد صاحب سٹور کیپر سپلائی ٹرانسپورٹ سیالکوٹ بہ تقریب منگتی سپر خود سہمی نظیر احمد سلمہ	۱۸	جناب مولوی محمد یونس صاحب خلف مولوی سلامت الدہ صاحب پانی پت جناب بابو عبدالغنی صاحب بی۔ اے وکیل کراٹال	۱۳
۱۴	جناب خان بہادر محمد رمضان صاحب ریاست پٹیا لہ	۱۹	قیمت تین عدد دکانی عطیہ وضر جناب میر فضل حسین صاحب پانی پت	۱۵
میزان کل مایہ		چند قراعام اغراض ندوۃ العلماء		
فروخت کتب		جناب والدہ صاحبہ شتاق حسین صاحب باغ میر صاحب سابق ممبر کونسل		۱۶
کتب خانہ ندوۃ العلماء		جناب عزیز اللہ صاحب گوتہ فروش سردار شہر ریاست بیکانیر		۱۷
نام کتاب قیمت دو جلد شرائط الوسائط		۱		
۸		عہ		

نقشہ تنخواہ ملازمین دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
من ابتداء یکم اپریل ۱۳۵۶ لغت ۳۱ مارچ ۱۹۱۳ء

ردیف	نام ملازمین مع عہدہ	تنخواہ	تاریخ کارکردگی	تاریخ انصراف	کیفیت
۱	شمس العلماء مولوی مفتی محمد عبداللہ	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۲	صاحب مہتمم دارالعلوم قاضی تلمذ حسین صاحب ایم س	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۳	ہیڈ ماسٹر دارالعلوم مولانا شیخ محمد صاحب عرب	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۴	ادیب مولانا میر عبد الکریم صاحب علوی فقیہ	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۵	اول مولوی سید علی صاحب ادیب	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۶	قائم مقام سید پیارے صاحب بی۔ اے	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۷	سکند ماسٹر مولوی محمد شبلی صاحب مدرس	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰
۸	مولوی عبدالسلام صاحب درس	۱۰۰۰	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۱۰

اس میں عیسائیوں کی تعداد ۱۰ ہے

۴۳۳

۱۰

۱۰

۱۰

۱۰

۱۰

نمبر	نام ملازمین مع عہدہ	شرح عہدہ	تاریخ ملازمت	کیفیت
۹	مولوی محمد یوسف صاحب مدرس	عہدہ	۱۱-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۰	مولوی فضل الرحمن صاحب مدرس	عہدہ	۱۲-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۱	پیٹ لوکناتھ صاحب مدرس سنکرت	عہدہ	۱۱-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۲	سید عبدالجلیل صاحب فوریہ ماسٹر	عہدہ	۱۲-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۳	ماسٹر دین محمد صاحب تھروڈ ماسٹر	عہدہ	۱۲-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۴	ماسٹر فدا حسین صاحب مدرس ریاضی	عہدہ	۹-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۵	مولوی سید سلیمان صاحب مولوی سلطان احمد صاحب	عہدہ	۱۱-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۶	مدرس عربی	عہدہ	۱۱-۱۱-۱۱۱۵	مدرس
۱۷	مولوی قمر الدین صاحب مدرس عربی	عہدہ	۱۱-۱۱-۱۱۱۵	مدرس

ردیف	نام ملازمین مع عمره	شرح شغله	ایام کارکردگی	توضیح	کیفیت
۱۸	منصور علی چپراسی	ص	۵۶۱۲	۵۶	
۱۹	منشی سید علی صاحب				
۲۰	محرر دارالعلوم ماسٹر صادق علی صاحب قائم مقام مدرس ریاضی	ع	۵۶۱۳-۵۶۱۴	۵۶	۵۶
۲۱	سراج الدین چپراسی	ص و ع	۵۶۱۴-۵۶۲۳	۵۶	۵۶
۲۲	منشی فضل حسین صاحب				
۲۳	محرر معتمد صاحب دارالعلوم شفیع بخش دربان	ص	۵۶۳۴	۵۶	۵۶
۲۴	سید باقر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔				
۲۵	بی۔ سابق سکنتہ ماسٹر سید عبدالجلیل صاحب	ع	۵۶۲۴	۵۶	۵۶
۲۶	قائم مقام محرر دارالعلوم مبولوی شبلی صاحب متعلم مدرس	ص	۵۶	۵۶	۵۶

۱۶
یکم دسمبر ۱۳۵۶
اضافہ ہوا۔

ردیف	نام ملازمین مع عہدہ	شرح تنخواہ	تاریخ کارکردگی	تاریخ وصول	کیفیت
۲۷	منشی صفدر حسین صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۲۸	محرر دارالعلوم	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۲۹	ماسٹر منظور احسن صاحب	لحمہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۰	سید علی حسن صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۱	محرر دارالعلوم	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۲	سید محمد رضا صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۳	قائم مقام مدرس	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۴	ریاضی	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۵	مولوی حافظ محمد یوسف صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۶	متعلم مدرس	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۷	منشی محمد حسین صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۸	محرر دارالعلوم	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۳۹	مولوی عبدالواحد صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۴۰	قائم مقام مدرس	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۴۱	ماسٹر غنی محمد صاحب	عہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
۴۲	قائم مقام سکند ماسٹر	لحمہ	۱۰۶۳-۱۰ یوم	عہ	
میزان					
۵					

تفصیلاً ملازمین و کتب ندوۃ العلماء میں ابتداء یکم اپریل ۱۳۱۳ء تا ۳۱ مارچ ۱۳۱۴ء

ردیف	نام ملازمین مع عہدہ	پیشہ	تاریخ	کیفیت
۱	مولوی غلام محمد صاحب	مستوفی وکیل ندوۃ العلماء	۵۶۱۲	مستوفی
۲	مولوی غلام محمد صاحب	فاضل ہشتیار پوری	۵۶۱۲	مستوفی
۳	مولوی یوسف صاحب وکیل شہگامی	مستوفی	۱۳ یوم	مستوفی

میزان کل

تفصیلاً ملازمین دفتر ندوۃ العلماء میں ابتداء یکم اپریل ۱۳۱۳ء تا ۳۱ مارچ ۱۳۱۴ء

۱	محرر مال	مستوفی	۵۶۱۲	مستوفی
۲	محرر مراسلات	مستوفی	۵۶۱۲	مستوفی
۳	چھپراسی	مستوفی	۵۶۱۳ یوم	مستوفی

میزان کل

تفصیلاً ملازمین کتب خانہ ندوۃ العلماء میں ابتداء یکم اپریل ۱۳۱۳ء تا ۳۱ مارچ ۱۳۱۴ء

۱	ناظر کتب خانہ	مستوفی	۵۶۱۲	مستوفی
۲	مدد گار ناظر کتب خانہ	مستوفی	۵۶۱۳ یوم	مستوفی
۳	فراش کتب خانہ	مستوفی	۵۶۱۲	مستوفی

میزان کل

نقشہ آمدنی مزدور العلم
 لیکن من استیجاب یکم ارباب علم
 ۱۳۳۵

۱	۱	عطیہ سرکاری والی ریاست حیدرآباد خلیفہ و ملکہ
۲	۲	چندہ رکنیت
۳	۳	چندہ وزیر
۴	۴	عطیات مزدور العلماء
۵	۵	چندہ عام اغراض مزدور العلماء
۶	۶	زکوٰۃ
۷	۷	فروخت کتب روداد
۸	۸	ڈاک
۹	۹	چندہ اشاعت اسلام
۱۰	۱۰	قیمت طعام وزیران
۱۱	۱۱	فروخت کتب کتب خانہ
۱۲	۱۲	امانت
۱۳	۱۳	میزان کل

نقشه مصارف ندوة العلماء بنیاد بنیاد علم اربعین ۱۳۱۳

التواضع	۱	تخواه ملازمین و دفتر
التواضع	۲	تخواه و کلاس
التواضع	۳	سفر خراج و کلاس
التواضع	۴	تخواه ملازمین کتبخانه
التواضع	۵	جلد بندی کتب
التواضع	۶	خرید الماری کتبخانه
التواضع	۷	سائر خراج و مشغولات و دفتر
التواضع	۸	ذواک
التواضع	۹	طبع ندوه
التواضع	۱۰	زکوة مدد خراج یتیم خانه کانپور
التواضع	۱۱	مصارف حلیه سالانه
التواضع	۱۲	مهمانداری
التواضع	۱۳	سفر خراج ارکان
التواضع	۱۴	کرایه مکان کتبخانه
التواضع	۱۵	میزان کل

فہرست مصارف دارالعلوم مبنیٰ ابتدا سے یکم اپریل ۱۳۳۵ء لغایت اسماح ۱۳۳۶ء

۱	تخواہ ملازمین دارالعلوم	لعمریہ
۲	مرمت و صفائی مکان دارالعلوم و مکانا و صیبتی واقع لال باغ	ماہیہ ار ۲ پائی
۳	تعمیر عمارت جدید بلڈنگ	لعمریہ ار ۳ پائی
۴	ساکر خرچ دارالعلوم	لعمریہ ار ۱۵
۵	وظائف طلباء	لعمریہ ار ۲ پائی
۶	خرید فرنیچر	لعمریہ ار ۳ پائی
۷	ڈاک دارالعلوم	لعمریہ ار ۹ پائی
۸	طبع	لعمریہ ار ۳ پائی
۹	خرید کتب و ہدیہ	لعمریہ
۱۰	مصارف مقدمہ اوقات کرنال	لعمریہ
۱۱	نگران آراضی نزول جدید بلڈنگ واقع مکارم نگر	ماہیہ ار ۲ پائی
۱۲	کیشن فروخت مکان دارالعلوم واقع گولہ گنج لکھنؤ	ماہیہ
۱۳	کرایہ مکان بورڈنگ	لعمریہ
۱۴	مرمت تعمیر مکانا و صیبتی واقع لال باغ لکھنؤ از سر نو محفوظ	ماہیہ ار ۱۰ پائی
۱۵	میزان کل	ماہیہ ار ۳ پائی

غلط نامه - روداد جلسه و ۱۳۹۱

بجای	بجای	غلط	صحیح	بجای	غلط	صحیح
۱	آمدنی پنجاه دارالعلوم	۲۵۰	۶۴	۲۸	ندارد	۱۶
۱۴	۱۹۴	کادوس بیارثنت	۶۶	۴۶	ندارد	۱۶
۱۶	۱۹۷	محمد عروجی تهرانی	۶۶	۵۵	ندارد	۱۶
۲۳	۳۳	۱۶	۷۰	۱۱۱	غیاث احمد	غیاث احمد
۲۴	۵۵	عبدالباسط	۱۱۹	ندارد	۱۶	۱۶
۲۸	۱۶	۱۶	۷۷	۲۳۳	ندارد	۱۶
۴۱	۱۶	۱۶	۸۰	۲۹۹	قادری	قادیان
۴۵	ندارد	۱۶	۸۱	۳۱۵	حکیم عبدالحکیم	عبدالحکیم
۴۴	ندارد	۱۶	۸۳	۳۵۶	مولوی عبدالحجید	مولوی عبدالحجید
۴۹	۱۲۹	ندارد	۸۸	۳۰۳	ندارد	۱۶
۵۶	۲۵۱	دود فخر دج کیا گیا	۹۷	۱۸۴	۱۶	۱۶
۵۶	۲۶۰	ندارد	۹۸	۲۹۲	ندارد	۱۶
۵۶	۲۶۰	ندارد	۱۰۵	۲۹۰	ندارد	۱۶
۵۶	۲۶۲	ندارد	۱۰۷	۲۹۹	ندارد	۱۶
۶۱	۳۴۴	ندارد	۱۰۸	۳۳۹	ندارد	۱۶
۶۲	۳۴۵	ندارد	۱۰۸	۳۴۵	ندارد	۱۶
۶۲	۳۴۵	ندارد	۱۱۲	۳۹۴	نشان آید ندارد	۱۶

لَتَكُنَّ مِنْكُمْ أَلْفٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَن يَتَّبِعُ اللَّهَ

رُوداد

جلسہ چارم ندوۃ العلماء

منعقدہ

۳-۵-۱۹۱۵ء مطابق ۱۰-۱۸-۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ

روز شنبہ و یکشنبہ و دو شنبہ واقع نمارت جدید العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حساب کما

مجلس انتظامی ندوۃ العلماء



عبدالحق صاحب دہلی پرنسپل لکھنؤ

سب سے پہلے آپ

کی خدمت میں بے معزز ارکان ندوۃ العلماء، یہ اپیل کی جاتی ہے کہ رسالہ الندوہ کی توسیع اشاعت کیلئے سسی فرمائے، الندوہ آپ کی مجلس کا آرگن ہو۔ اور اسکے اغراض و مقاصد اور مقصد و مقصد بالشان کا ناموں کی اشاعت کرتا ہے، اس لیے اے محترم ارکان! اگر آپ اپنے معزز احباب و اقارب کے حلقہ اثر میں الندوہ کے لیے سسی فرما کر صرف پانچ پانچ جدید حسد یا رپید اکریڈین (جو جناب کے لیے ذرا بھی دشوار نہیں) تو الندوہ پوری کامیابی سے ندوۃ العلماء کی بہترین خدمات انجام دے سکتا ہے، اُمید ہے کہ یہ اپیل بے اثر نہ رہے گی، کیونکہ جناب ندوۃ العلماء کے رکن انتظامی ہیں، اسلئے دوسروں سے زیادہ ندوۃ العلماء کے ضروریات کا درد و احساس رکھتے ہیں، اور ہم اسی احساس و فرض شناسی کے نام پر جناب سے اپیل کرتے ہیں

برکریان کار ہا دشوار نیست

خاکسار محمد اکرام اللہ خان ندوی ایڈیٹر رسالہ الندوہ

وقت ندوۃ العلماء،

لکھنؤ

۳۷۸۶۵۰۷
نزدہ

حصہ



ہندوستان ایک سچ بڑا عظم ہے جس میں قریباً کروڑ مسلمان آباد ہیں، یہ ایسی عظیم انسان
تعداد ہے کہ آج دنیا میں کسی اسلامی حکومت کے زیر سایہ بھی اس قدر مسلمان موجود نہیں ہیں، ان کو
مسلمانوں کی مذہبی و دنیوی ضرورتیں قدرنا اس قدر وسیع ہیں کہ ان کا حصول بغیر اجتماعی قوت
اور مسلسل جدوجہد کے ناممکن ہے، ہمارا زمانہ مقابلہ اور کشمکش کا زمانہ ہے اور مسابقت کے خیال
نے اقوام عالم کے درمیان ایک عجیب طرح کا تصادم اعمال و تراحم افکار پیدا کر دیا ہے،
کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کشمکش کا کیا انجام ہوگا، البتہ اس قدر یقینی ہے کہ جن قوموں میں ہمت
جوش، استقلال، عمل اور عزم و حوصلہ زیادہ ہوگا، وہی اس میدان مسابقت میں کامیاب
ہوگی، لیکن جو قومیں تنگ حوصلہ، غافل، اور بے خبر ہیں، اور گزشتہ عروج و ترقی کے غرور و
نے ان کو خواب شیرین میں مبتلا کر رکھا ہے، وہ آخر کار فنا ہو کر رہیں گی اور ان کا بھی وہی حشر
ہوگا جو آج سے پہلے دنیا کی اکثر عظیم انسان تاریخی قوموں کا ہو چکا ہے، کیونکہ اس دنیا میں کمزور
ناقوان، اور ضعیف الارادہ قوموں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں حاصل ہے، بلکہ صرف وہی

قومین زندہ رہ سکتی ہیں جو زندہ رہنا چاہتی ہیں اب مسلمانوں کو اختیار ہو خواہ وہ اپنے ہلاکت کا نونہ بنگر اُس از دست رفتہ عروج کو حاصل کریں جس نے ان کو دنیا میں ممتاز و سر بلند کیا تھا، یا قناعت و کوتاہ ہمتی سے اپنے مستقبل کو نجات و اتفاق کے حوالہ کر کے بزرگوں کی ہدایت پر نوحہ گری اور مرثیہ خوانی اختیار کریں،

مسلمانوں کے تنزل کا افسانہ اس قدر دہرایا گیا ہے کہ اب بے مزہ ہو چکا ہے، لیکن کیا کیا جائے کہ ابھی تک مسلمانوں نے اس سے عبرت و بصیرت نہیں حاصل کی اس لیے یہ خشک و بیضہ افسانہ ابھی بار بار دہرایا جائے گا، یہاں تک کہ یا تو ہماری قوم بیدار ہو یا (خدا نخواستہ) وہ ہلیم اجل جو ایک دفعہ ہر قوم کے پاس آتا ہے، اسکو سیلاب فنا سے ہم آغوش کرے،

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے تنزل پر ماتم کرتے ہوئے کئی صدیاں گزر چکیں ہیں جس پر اس شور و فغان کا نتیجہ اور اس نالہ و فریاد کا مقصد؟ حکومتیں بد تقدیر اور رضا بقضا الکر خانوں ہو جانا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ آئندہ بدو غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے، لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ اسلام نے ہکو غور و فکر اور تدبیر کا حکم دیا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ خدا انہی کی مدد کرتا ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں، یہ سچ ہے کہ ہمارا تنزل آج سے شروع نہیں ہوا، لیکن پہلے ابتدا تھی اب آتا ہے، یہ بھی سچ ہے کہ ہمارے نالہ و فریاد اور شور ماتم کی صدائیں مدت سے کرہ ہوا میں گونج رہی ہیں، لیکن پہلے مبالغہ تھا اور اب واقعہ ہے، کون نہیں جانتا کہ ایسی عالمگیر مصیبت مسلمانوں پر بھی نہیں آئی، اُس زلزلے میں یہ حالت تھی کہ اگر بغداد میں اُنکا اقبالِ قبال غروب ہوتا تھا تو اُنمِلس کے اُفتی سے طلوع ہوتا تھا، اور جب اُنمِلس میں تاریکی پھیلتی تھی، تو وسط ایشیا کے میدانوں اور سواحلِ باسفورس کا ذرہ ذرہ اس نیر درخشان سے چمک اٹھتا تھا، عرض مسلمانوں کے اقبال کی کشتی اگر ایک جگہ ڈوبتی تھی تو

دوسری جگہ اچھلتی تھی، مگر اب تو تمام دُنیا نے اسلام میں تار کی پھیلی ہوئی ہو اس لیے ہماری
 فزاد پہلے سے زیادہ پراثر اور ہمارا احساس ہمیشہ سے زیادہ نازکتر ہونا چاہیے۔

غرض جب کہ مسلمانانِ عالم نکبت و ادبار میں مبتلا ہیں، تو ان کا سب سے پہلا فرض یہ
 ہونا چاہیے کہ وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں، لیکن یاد رکھنا چاہیے
 کہ تمام مسلمانانِ عالم کے لیے ایک نظامِ عمل نہیں بنایا جاسکتا، ہر جگہ کے حالات خصوصیات
 جگہ گاہ ہیں، اس لیے ہم مسلمانانِ ہند کو اپنا دائرہ عمل صرف ہندوستان تک محدود
 رکھنا چاہیے، اور یہ غور کرنا چاہیے کہ مسلمانانِ ہند کے ضروریات کیا ہیں؟ اور یہاں انکو
 ترقی و کامیابی کے جو وسائل حاصل ہیں ان سے ہم کیونکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

دُنیا میں جو قوتیں تجارت، دولت، صنعت و حرفت اور علم و فن کی ہر شاخ میں ممتاز
 ہیں وہ ترقی یافتہ کلاسی ہیں، اس بنا پر مسلمان بھی اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان میں سرِض
 ہونا چاہیے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی کی راہیں تلاش کریں اور اس کے
 بعد بحیثیت ایک مسلمان کے ترقی کریں، کیونکہ اگر مسلمان مسلمان رہ کر ترقی نہ کریں گے تو
 وہ ترقی مسلمانوں کی نہوگی بلکہ کسی اور قوم کی ہوگی، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مسلمان
 اپنی قومی روایات اور مذہبی علوم و فنون کے تحفظ کا معقول طریقہ سے انتظام کر لیں،

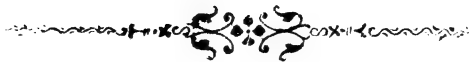
مذہبی تعلیم و تربیت کی ضرورت اور قومی تاریخ کی حفاظت ایسا مسئلہ ہے
 جس پر کافی بحث ہو چکی ہو، اور جو کچھ اس موضوع پر لکھا جا چکا ہو، اس پر اب کسی اضافہ کی
 مطلق ضرورت نہیں ہو، اس لیے اب یہ سوال ہمارے سامنے نہیں ہو، کہ مذہبی تعلیم
 کی ضرورت ہو یا نہیں؟ بلکہ غور طلب یہ امر ہو کہ مذہبی تعلیم و تربیت کا انتظام کیونکر ادا
 کس طریقہ سے کیا جائے؟ اس موقع پر ہم اسی سوال کا مختصر جواب عرض کریں گے،

حقیقت یہ ہے کہ اوائل اسلام سے اب تک مسلمانوں میں مذہبی تعلیم کا خاص طور پر اہتمام رہا ہے، ایسا کوئی زمانہ نہیں گذرا جبکہ مسلمانوں نے مذہبی تعلیم سے یکسر قطع نظر کر کے اس سے ہمتنا ظاہر کیا ہو، البتہ تغیر زمانہ کے ساتھ طریقہ تعلیم میں بھی ہمیشہ تغیر ہوتا رہا، جس زمانہ کی جیسی ضرورتیں تھیں، اسی کے مطابق نظام تعلیم طیار کیا گیا، اور جب تک وہ ضرورتیں باقی رہیں، اسپر عمل ہوتا رہا، چنانچہ ہندوستان میں بھی ایک طریقہ تعلیم رائج تھا، لیکن چالیس پچاس برس کے اندر یہاں جو تغیرات و انقلابات پیش آئے، انھوں نے حالات کو بالکل تبدیل کر دیا، اب یہی تعلیم حصول معاش کا ذریعہ نہ رہی، اس لئے حصول معاش کی ضرورت نے مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کر دیا، اس کا قدر ثنائیہ نتیجہ ہوا کہ مذہبی تعلیم کی طرف اعتنا نہ رہا، اس سے قطع نظر مذہبی علوم کی تحصیل و تکمیل میں اس قدر زمانہ صرف ہوتا تھا، کہ ہر شخص دُنیا سے بے نیاز ہو کر مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ اب دو ہی صورتیں تھیں یعنی یا تو مسلمانوں کو انگریزی تعلیم سے قطعاً روک دیا جائے یا مذہبی طریقہ تعلیم کی اصلاح کی جائے، اول الذکر صورت ناممکن تھی کیونکہ جو کوششیں مقتضیات زمانہ کے خلاف کی جاتی ہیں وہ ہمیشہ بے سود بلکہ ناکامیاب ثابت ہوتی ہیں، اس لیے دوسری صورت پر عمل کرنا پڑا، چنانچہ چند روشن خیال اور زمانہ شناس علماء کی طرف سے اصلاح طریقہ تعلیم کی آواز بلند ہوئی، اس تحریک نے آخر کار ایک مستقل حیثیت اختیار کر لی، جو مجلس ندوۃ العلماء، کیسٹون میں ظاہر ہوئی، اس انجمن نے اصلاح طریقہ تعلیم کی ضرورت کو ملک پر ظاہر کیا، اور یہاں کہ دستور ہو، اس مفید تحریک کے متعلق بھی مخالفانہ و موافقانہ دونوں ہی قسم کی صدائیں بلند ہوئیں، اور ندوۃ العلماء کو زمانہ دراز تک طرح طرح کے مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا،

اصلاح طریقہ تعلیم کے متعلق ندوہ کی سالانہ رودادوں اور تقریریں اس قدر بحث ہو چکی ہیں

کہ آب اس کے اعادہ کی حاجت نہیں ہے، معمولی غور و فکر سے ہر شخص اس کو محسوس کرے گا کہ جب حالات تبدیل ہو گئے ہیں، اور غور و فوش، لباس، وضع قطع، اسباب معاش، وسائل سفر، غرض جملہ طرق معاشرت میں غیر معمولی اور اہم تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں، وسائل آمد و رفت نے مسلمانوں کو تمام اقوام عالم سے روشناس کر دیا ہے، اور جدید علوم نے مذہب میں فلسفہ کی آمیزش کر کے، خیالات میں عجیب ملامت پیدا کر دیا ہے، مطالعہ کی آزادی اور حریت فکر نے تبادلہ خیالات کے لیے سہولتیں ہم پہنچا دی ہیں، اور علوم کی نشر و اشاعت کے وسائل پہلے سے زیادہ وسیع ہو گئے ہیں، تو اس حالت میں یہ محض ناممکن ہے کہ ہم قدیم سطح پر قائم رہ سکیں کیونکہ ان تمام حالات کا تقاضا ہے کہ طریقہ تعلیم میں بھی اصلاح کر کے مذہبی تعلیم کو زمانہ حال کے لیے مفید و کارآمد بنایا جائے۔ بس یہی سب سے زیادہ منہم بالشان مسئلہ تھا جو ندوۃ العلماء کے قیام کا باعث ہوا، لہذا مذہبی تعلیم کا بہترین طریقہ وہ ہے جس کو ندوہ نے رائج کیا ہے۔

ندوۃ العلماء کا سب سے پہلا اجلاس سالانہ میں مقام کانپور منعقد ہوا، اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف شہروں میں اس انجمن کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا رہا، کبھی کبھی بعض ناگزیر اسباب پیش آ جانے سے دو سال تک کوئی جلسہ نہ ہو سکا، غرض گزشتہ اپریل ۱۹۱۵ء تک ندوۃ العلماء کے چودہ سالانہ اجلاس منعقد ہوئے، انہیں سے تیرہ اجلاس سالانہ کی مفصل رودادیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں اور اب چودھویں اجلاس کی روداد ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے، اور اُن سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ باعنوان نظر اس روداد کو ملاحظہ فرما کر ندوۃ العلماء کی ترقی و کامیابی کے لیے سعی فرمائیں۔



دارالعلوم ندوۃ العلماء کی گذشتہ تاریخ اور اسکی ترقی کے سبب و سائل

روادو سالانہ کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گا کہ اگرچہ مجلس ندوۃ العلماء کے متعدد مقاصد ہیں، لیکن عدم فراہمی سرمایہ کی وجہ سے اب تک ان سب پر عمل نہ ہو سکا، اس لئے آغاز کار سے ندوہ کی تمام کوششیں صلاح طریقہ تعلیم پر منحصر رہیں، ابتدا میں کارکنان ندوہ کو کسی دارالعلوم کے قائم کرنے کا خیال نہ تھا بلکہ صرف یہ مقصد تھا کہ ہندوستان میں جا بجا جو عربی مدارس موجود ہیں انکی اصلاح کی جائے اور مروجہ نصاب ضروری تعمیر و تبدیل کے بعد ان مدارس میں رائج کیا جائے اور ندوہ وقتاً فوقتاً اپنے مفید مشورون سے بنیان مدارس کی اعانت کرتا رہے، لیکن اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ لوگ ابھی علی طور پر کسی اصلاح کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اس لئے یہ قرار دیا گیا کہ خود مجلس ندوۃ العلماء اپنے اہتمام و انتظام سے ایک دارالعلوم قائم کرے جس میں اپنا مجوزہ طریقہ تعلیم رائج کر کے لوگوں کے سامنے اپنے مقصد کا عملی نمونہ پیش کرے چنانچہ حسب تجویز مجلس انتظامی ندوۃ العلماء منقذہ ۱۲ محرم ۱۳۲۷ھ ایک مفصل اسکیم "مسودہ دارالعلوم" کے نام سے عام طور پر بغرض حصول آراء شائع کی گئی، اور قریباً تمام علماء اور دیگر تعلیم یافتہ اصحاب نے قیام دارالعلوم کی تجویز سے اتفاق ظاہر کیا اسکے بعد شوال ۱۳۲۷ھ کے اجلاس ندوہ منقذہ بریلی میں یہ تجویز بالاتفاق منظور ہو گئی، اور تمام رائیں جو قیام دارالعلوم کی تائید میں موصول ہوئی تھیں ایک مستقل رسالہ میں تجویز دارالعلوم کے نام سے شائع کر دی گئیں، پھر مزید غور و مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا کہ دارالعلوم لکھنؤ میں قائم کیا جائے، اور اسکا ابتدائی درجہ کھول دیا جائے چنانچہ ابتدائی ضرورتوں کے لئے نو ہزار دوسو روپیہ کو ایک مکان خرید کر ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء

اگو لکھنؤ میں دارالعلوم کا افتتاح کر دیا گیا، لیکن ظاہر ہے کہ اُس مجوزہ دارالعلوم کی وسیع ضرورتوں کے لیے جس کا خاکہ "مسودہ دارالعلوم" میں شائع کیا گیا تھا یہ عمارت کافی نہ تھی چنانچہ چند ہی سال بعد ایک وسیع عمارت کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس ہونے لگی لیکن سرمایہ کا مسئلہ سنگ راہ تھا اس مشکل کو ریاست بھاولپور کی بر محل فیاضی نے (جو پچاس ہزار روپیہ کی صورت میں ظاہر ہوئی) حل کر دیا اور لوکل گورنمنٹ نے بھی ایک خوش منظر اور وسیع قطعہ زمین دریائے گومتی کے قریب عطا فرما کر اپنی علم پروری کا ثبوت دیا، بلکہ ارکانِ ندوہ کی درخواست پر سر جان ہیوٹ بالقابہ لفٹنٹ گورنر ملک متحدہ نے یہ بھی منظور فرمایا کہ وہ دارالعلوم کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے نصب فرمائیں گے چنانچہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو یہ رسم ادا کی گئی یعنی مشاہیر علماء اُمر اور مقامی معززین کی موجودگی میں ہزار نے دارالعلوم کا سنگ بنیاد نصب فرمایا، خان بہادر میر جعفر حسین صاحب نے نقشہ طیار کیا اور تعمیر کا سلسلہ شروع ہو گیا،

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ دربار بھاولپور سے عمارت دارالعلوم کے لیے پچاس ہزار روپیہ عطا ہوا تھا، لیکن کام جاری ہو جانے پر معلوم ہوا کہ تکمیل عمارت کے لیے ابھی مزید روپیہ کی ضرورت ہے اس بنا پر ارکان انتظامیہ نے یہ مناسب خیال کیا کہ دارالعلوم کی قدیم عمارت جو ہزار دو سو روپیہ میں خریدی گئی تھی اور جس میں بہت کچھ ترمیم و اضافہ ہو چکا تھا فروخت کر دی جائے، چنانچہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۳ء کو عمارت مذکورہ پندرہ ہزار کو فروخت کر دی گئی اور دارالاقامہ (پور ڈنگ) دفتر اور کتب خانہ کرایہ کے مکانات منتقل کر دیا گیا قریباً ایک سال تک یہی صورت قائم رہی اس کے بعد اپریل ۱۹۱۴ء میں دارالعلوم و دارالاقامہ عمارت جدید میں منتقل ہو گیا،

دارالعلوم کے قیام و تدریجی ترقی کی یہ مختصر تاریخ تھی جو عرض کی گئی، اب موجودہ حالت یہ ہو کہ عمارت جدید ابھی تک نامکمل ہے، اور اگرچہ اسپر تخمیناً ۸۰ ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے لیکن بائین میں اسکی تکمیل کے لیے ابھی ۳۰ ہزار روپیہ کی اور ضرورت ہے جس کے بغیر عمارت کی تکمیل ناممکن ہے، ضرورت ہے کہ یہ روپیہ سال روان میں فراہم ہو جائے ورنہ مجبوراً تعمیر کا کام بند کر دینا پڑے گا اور ہمارے ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ کس قدر افسوسناک امر ہو گا کہ ایک زیر تعمیر عمارت کو نامکمل حالت میں موسمی حوادث سے نقصان اٹھانے کے لیے چھوڑ دیا جائے، اس کے علاوہ خود ہماری قوم کے لیے بھی یہ کچھ کم شرم کا باعث نہیں کہ ایک نہایت مفید مذہبی تحریک اس طرح محض روپیہ نہونے سے ناکامیاب ہو،

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کی تکمیل مقاصد کے متعلق جو ضرورتیں بالفعل پیش ہیں ان کو ہم اس موقع پر بوضاحت قوم کے سامنے پیش کر دیں ورنہ اندیشہ ہے کہ ہم اپنے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہیں گے چنانچہ وہ ضرورتیں حسب ذیل ہیں،

(۱) زیر تعمیر عمارت کے لیے مزید تیس ہزار روپیہ فراہم کرنا تاکہ عمارت سال روان میں مکمل ہو جائے اور تعلیم و تربیت کے متعلق جو ضروری انتظامات پیش نظر ہیں ان پر عمل کرنے کا موقع حاصل ہو،

(۲) دارالاقامہ کے لیے بالفعل کم از کم ۲۵ ہزار روپیہ درکار ہے، اس وقت مذہب کا کوئی دارالاقامہ (بورڈنگ) نہیں ہے بلکہ عارضی طور پر زیر تعمیر درس گاہ کا نصف حصہ طلبہ کے قیام و سکونت کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ عمارت کا ہی موقع استعمال ہو جو صرف نہایت مجبوری کی حالت میں جائز رکھا جاسکتا ہے، اس طریقہ بود و باش کا یہ نتیجہ ہے کہ تعلیم و تربیت کا انتظام معقول پیمانہ پر نہیں ہو سکتا، اس لیے یہ حالت زیادہ مدت تک قائم نہیں

رکھی جاسکتی، اور اگر صرف موجودہ ضروریات کو پیش نظر رکھا جائے جب بھی سروسٹ پچیس کروڑ کی ضرورت ہو، اس لئے اگر اس سال پچیس کمرے تیار نہ ہو سکے تو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا،

(۳) ندوہ کی جدید عمارت شہر کے باہر ہی بیان قرب و جوار میں کوئی مسجد نہیں ہے ایک عظیم الشان مذہبی درسگاہ کے متعلق جہاں طلبہ و علماء کی ایک معقول جماعت ہر وقت رہتی ہو کسی مسجد کا ہونا کس قدر افسوسناک ہے، مسجد نہ ہونے سے جو تکلیف ہے وہ شب و روز میں پانچ دفعہ محسوس ہوتی ہے، روداد کے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اس دفعہ اجلاس کے موقع پر مسجد کا سنگ بنیا ورکھ دیا گیا ہے، اور کچھ روپیہ بھی فراہم ہو گیا ہے، لیکن نہ اس قدر کہ اس مسجد کا کوئی معقول حصہ تعمیر ہو سکے، مجوزہ مسجد کا نقشہ مسجد نبوی کے مطابق تیار کیا گیا ہے، اس طریقہ سے مسجد کا جو حصہ بھی تیار ہو جائیگا، وہ استعمال کیا جاسکے گا، بالفعل ایک حصہ کی تعمیر کے لئے پندرہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے، جس کے فراہم ہو جانے پر کام شروع کیا جاسکتا ہے، تعمیر مسجد جس قدر خیر و برکت اور حصول ثواب کا باعث ہے، اس میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے، اس لئے حکماء امید ہے کہ اس رقم کے فراہم کرنے کے لئے کسی مزید تحریک کی حاجت نہوگی،

(۴) ندوۃ العلماء کے پاس ایک وسیع اور شاندار کتب خانہ ہے، جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے تمام صوبہ میں ممتاز ہے، اس میں متعدد پیش بہا اور نادار الوجود کتابیں موجود ہیں، جو کسی دوسری جگہ دستیاب نہیں ہو سکتیں، لیکن کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ ندوہ کے پاس کتب خانہ کے لیے کوئی عمارت نہیں، اور دارالعلوم کی عمارت میں جو شہر کے باہر ہو، گنجائش نہیں، اس لئے کتب خانہ اب تک دارالعلوم سے قریب دو میل کے فاصلہ پر شہر کے اندر ایک کرایہ کے مکان میں ہے، جس کا کرایہ لالچہ سالانہ ندوہ کو اپنے خزانہ سے ادا کرنا پڑتا ہے، جو ندوہ کی مالی حالت

کے اعتبار سے ایک گرانقدر رقم ہو اس کے علاوہ سب سے بڑی دشواری یہ ہو کہ بعد فاصد کی وجہ سے ندوہ کے طلبہ و مدرسین کتب خانہ سے بآسانی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، حالانکہ کتب خانہ قرب و بعد کو تعلیم سے بہت بڑا تعلق ہو اس لئے کتب خانہ کا دارالعلوم کے قریب ہونا نہایت ضروری ہو تاکہ طلبہ و مدرسین فرصت کے اوقات میں دامن جا کر تحقیق و مطالعہ میں مصروف رہیں۔

جو وسیع قطعہ زمین ندوہ کو عمارت کے لیے ملا ہو اس میں تعمیر کتب خانہ کے لیے کافی گنجائش موجود ہو اور اس دفعہ اجلاس سالانہ میں بھی یہ طے پایا ہو کہ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی مرحوم کی یادگار کے طور پر کتب خانہ کی عمارت تیار کی جائے لہذا ارباب کرم اور قدردان علم و فن سے امید ہو کہ وہ اپنے اسلاف کے دماغی نتائج کی حفاظت کے لیے بلند وصلگی سے کام لیں گے، اور اسقدر روپیہ فراہم کر دیں گے کہ ندوہ کا کتب خانہ کرایہ کے مکانات سے بے نیاز ہو جائے۔

(۵) اب تک ہندوۃ العلماء کے متعلق جن ضروریات کا تذکرہ کیا ہو اس کا تمام تر تعلق سلسلہ تعمیرات سے ہو لیکن ہمارے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ دارالعلوم دارالافتاء مسجد کتب خانہ یہ سب چیزیں صرف اس وقت مفید و کارآمد ہو سکتی ہیں جب قوم کے ہوناہار نوجوانوں کو ندوہ کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل ہو، موجودہ حالت یہ ہو کہ دارالعلوم میں طلبہ کی تعداد کافی نہیں ہو کیونکہ ندوہ زیادہ طلبہ کو وظیفہ اعانت نہیں دے سکتا ابتداء سے ندوہ میں یہ دستور رہا ہو کہ ارباب خیر طلبہ کے لیے ماہوار وظائف عطا کرتے ہیں یہ روپیہ دارالافتاء میں داخل ہوتا ہو اور اس سے غیر مستطیع طلبہ کے خورد و نوش کا انتظام کیا جاتا ہو، لیکن آج کل وظائف کی تعداد گھٹ گئی ہو، اس لئے غیر مستطیع طلبہ دارالعلوم کی تعلیم سے

فائدہ نہیں حاصل کر سکتے،

دارالافتاء کی فیس طلبہ سے نئے روپیہ ماہوار وصول کی جاتی ہو اس رقم میں طلبہ کے قیام و طعام اور روشنی وغیرہ کے مصارف بھی داخل ہیں، لہذا برادران اسلام سے درخواست ہو کہ وہ ماہوار وظائف جاری فرما کر اپنی قوم کے حاجت مند اور ہونہار نوجوانوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع دین ایک وظیفہ کی مقدار چھ روپیہ ماہوار ہو لیکن اگر کوئی صاحب اس سے کم رقم مقرر فرمائیں گے تو وہ بھی نہایت شکریہ سے قبول کیجائے گی،

(۶) دارالعلوم کی روز افزون تعلیمی و انتظامی ضروریات کے لیے ایک مستقل سٹیٹ کی ضرورت ہو قیام دارالعلوم کے وقت کوئی سرمایہ نہیں جمع کیا گیا بلکہ عام چندوں کے ہتھار پر کام شروع کر دیا گیا اور اب تک یہی حالت قائم ہو، مستقل سالانہ آمدنی دس ہزار سے زیادہ نہیں جو دارالعلوم کے وسیع اخراجات کے مقابلہ میں قطعاً ناکافی ہو، اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تربیت کے لیے جو دارالعلوم کا نصب العین ہو قابل اساتذہ اور بہترین ساز و سامان کی ضرورت ہو، جو بغیر معقول آمدنی کے ممکن نہیں، عربی علم ادب اور انگریزی کا اسٹاف کافی ہو کیونکہ لوکل گورنمنٹ جو پانچ سو روپیہ ماہوار عطا کرتی ہو وہ اسی صیغہ میں صرف کیا جاتا ہو، لیکن مذہبی تعلیم و تربیت کے مصارف تمام تر عام چندے پر منحصر ہیں، جسکی مقدار اس قدر ناکافی ہو کہ ہمیشہ مشکلات کا سامنا رہتا ہو، اگر یہی حالت باقی رہی تو مذہبی و دنیوی صیغہ کا توازن قائم نہیں رہ سکتا یہ صورت واقعہ نہایت قابل توجہ ہو لہذا قوم کا فرض ہو کہ وہ بخیرگی اس مسئلہ پر غور کرے کہ دارالعلوم کا موجودہ حالت تک پہنچ کر سطح ناکام ہونا کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہو،

ہمارے باخبر ناظرین کو معلوم ہو گا کہ جب ۱۳۱۷ھ میں دارالعلوم کا خاکہ تیار کیا گیا

تو اس وسیع کاؤبار کی اہمیت کے لحاظ سے قوم سے دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا گیا تھا جو بالکل بجا تھا مگر اس لحاظ سے کہ گذشتہ بیس سال کے اندر حالات میں غیر معمولی تغیر پیدا ہو گیا ہے نیز مسلمانوں نے اعتبار احساس و بیداری نمایان ترقی کی پہل لاکھ روپیہ کا مطالبہ زیادہ ہم نہیں، لیکن بایں ہمہ ارکان مذکورہ بالفعل صرف موجودہ ضروریات کیلئے ایک چھوٹی سی رقم چاہتے ہیں، کیا جس قوم نے دو تین سال کے اندر مسلم یونیورسٹی اور مجروحین جنگ طرابلس و لبنان کے لیے ایک کروڑ سے زیادہ روپیہ چندہ میں دیدیا اس کے نزدیک ایک مذہبی دارالعلوم کی ہم ضروریات کے لیے ایک دو لاکھ روپیہ منہ اہم کر دینا ناممکن ہو؟

ہم کو امید ہے کہ برادران اسلام ہمارے معروضات پر غور فرما کر وقت و موقع کی اہمیت کو محسوس کریں گے، نیز اسلامی اخبارات جو حیات اسلامیہ کے بہترین مظاہر ہیں رو داد کے اس حصہ کو شائع فرما کر قوم کو مذکورہ کی ضروریات پر توجہ دلائیں گے تاکہ قوم کے جو توقعات مذکورہ سے وابستہ ہیں وہ قریب ترین زمانہ میں حاصل ہو سکیں،

این چین در سگہ شرع بہ این حال تباه خود بہ بنیاد و پیر سید کہ چون می باید
فرصت از دست بشد ہر جہ کئی زود کن این نہ کارے کہ در صبر و سکون می باید
این چین کار بہ تمکین و سکون بر ناید اند کہ نیز درین شیوہ جنون می باید

کار ملت نہ بہ افسانہ و افسون باشد

سینہ سوختہ و در و درون می باید

تجویز اجلاس سالانہ ندوۃ العلماء

۱۔ جنوری ۱۹۵۷ء کو ندوہ کی مجلس انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ اس سال ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس خود ندوۃ العلماء کے مرکز لکھنؤ میں ۲۔۴۔۵۔ اپریل ۱۹۵۷ء کو منعقد کیا جائے، اسی مجلس میں یہ بھی طے ہوا کہ اجلاس سالانہ کے ضروری انتظامات کے لئے ایک استقبالیہ کمیٹی قائم کی جائے اور تمام مقامی ارکان و دیگر معززین شہر سے درخواست کی جائے کہ وہ اس کمیٹی کی ممبری قبول فرمائیں، استقبالیہ کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا کہ ہر انتظامی صیفہ کیلئے علیحدہ علیحدہ سب کمیٹیاں قائم کر کے ان کے لیے ایک ایک سکریٹری منتخب کرے، ان انتظامات کے لئے جلسہ انتظامیہ نے بالاتفاق مولوی سید ظہور احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ کو مجلس استقبالی کا سکریٹری اور مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب و حکیم محمد عبدالرشید صاحب کو جوائنٹ سکریٹری منتخب کیا، جس کو ان حضرات نے بخوشی قبول فرمایا، ناظم صاحب ندوۃ العلماء کو اختیار دیا گیا کہ وہ مصارف جلسہ کے لیے دو ہزار روپیہ تک استقبالیہ کمیٹی کو دے سکتے ہیں۔

مجلس استقبالی

۲۔ جنوری کو مولوی سید ظہور احمد صاحب کے مکان پر استقبالیہ کمیٹی کا پہلا جلسہ منعقد ہوا جس میں بالاتفاق یہ طے ہوا کہ معزز اصحاب کو خطوط لکھ کر استقبالیہ کمیٹی میں شرکت کے لیے استدعا کی جائے چنانچہ معززین شہر کی ایک فہرست جلسہ میں پیش کی گئی جو بالاتفاق منظور ہوئی، اور تمام معزز اصحاب کو خطوط لکھے گئے، جن میں سے اکثر حضرات نے نہایت خوشی سے کارکنان ندوہ کی درخواست کو منظور فرما کر استقبالیہ کمیٹی کی ممبری قبول فرمائی، ۲۷ جنوری

کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے چار اجلاس ۲۱۰۸ و ۲۵ و ۲۹ و ۳۱ اپریل ۱۹۵۷ء کو زیرِ صدارت جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے۔ بی ایل سابق ڈپٹی کمشنر ربار و جناب شیخ فرزند علی صاحب کیل لکھنؤ منعقد ہوئے حسین اجلاس سالانہ کے انتظامات کے متعلق تمام ضروری تجاویز پر غور کیا گیا ہر شخص کے فرائض متعین کیے گئے اور ہر صیفہ کے لیے جداگانہ ایک ذمہ دار شخص کا انتخاب کیا گیا یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ تمام صحاب نے نہایت مستعدی و سرگرمی سے اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دیکر ارکانِ ندوہ کو منتِ پذیری و شکر گزاری کا موقع دیا،

اجلاس کا اعلان اور وفد کی روانگی

تجویزِ اجلاس سالانہ کے بعد دفترِ ندوۃ العلماء سے قریباً پندرہ سو دعوتی خطوط تمام ضلع ہند کے مقتدر اور با اثر صحاب، اڈیٹران اخبارات، اور علماء کی خدمت میں روانہ کیے گئے اور ان سے اجلاس سالانہ میں شرکت کی درخواست کی گئی، روزانہ اخبارات میں جلسہ کا اعلان کیا گیا اور ہزاروں اشتہارات مختلف مقامات میں شائع کیے گئے، لکھنؤ اور قریب قریب کے ضلع میں جلی قلم اعلان چسپان کیے گئے، اور طلبائے دارالعلوم کے چار وفد ضلع اوڈھ روہیلکھنڈ میں ٹکٹ فروخت کرنے اور عام مسلمانوں کو اجلاس میں مدعو کرنے کے لئے روانہ کیے گئے چونکہ اس دفعہ انجمنِ حمایت الاسلام کے سالانہ جلسے کی وجہ سے پنجاب کے اکثر مسلمانوں کے تشریف لانے کی اُمید نہ تھی، اور خود ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس میں بھی چند روز باقی رہ گئے تھے، اس بنا پر طلبہ کو صرف قریب ترین مقامات میں دورہ کی اجازت دی گئی اور انکی کوششیں صرف چند ضلع تک محدود رہیں تاہم لحاظِ حالات موجودہ کوئی وفد نامیاب نہیں رہا، کیونکہ طلباء نے قریباً تین سو روپیہ کے ٹکٹ اس قلیل

مدت میں فروخت کر لے ارکان ندوہ شکر گزار ہیں کہ طلبہ جن جن مقامات پر گئے وہاں کے
بائز صاحب نے اُن کے کام سے عملی ہمدردی کا اظہار کیا اور ہر طریقہ سے انکی اعانت کی،

ارکان ندوۃ العلماء اور انجمن صلاح کا باہمی تصفیہ

چونکہ معاملات ندوۃ العلماء کے متعلق قریباً دو سال سے ملک میں اختلاف پھیلا ہوا تھا،
اس لئے بجا طور پر یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس دفعہ ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس مسلمانوں کی
قیمتی کاعبرت انگیز منظر اور اُن کے ادبار کی تماشگاہ ہو گا جہاں مسلمانوں کے دو تعلیم یافتہ گروہ
باہم دوست و گریبان نظرائیں گے اس خیال نے دردمندان اسلام کو چین اور مضطرب کر دکھا
تھا لیکن خدا کا شکر ہو کہ عین مایوسی و اضطراب کے عالم میں اُمید کی روشنی چمکی یعنی ابھی
اجلاس میں کم و بیش پندرہ روز باقی تھے کہ صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہو گئی، اگرچہ مسلمانوں کی
قیمتی نے اس درجہ مایوس کر دیا ہو کہ یہ سطح یہ توقع نہیں تھی کہ اس گفتگو کا خاتمہ بخیر ہوگا، لیکن ایسے
انجام کا انتظار تھا، جملہ اُنہ کہ یہ حالت منظور زیادہ دیر تک قائم نہیں رہی، اور آخر کار ۳۱- مارچ
کی دہ تاہی رات آگئی، جسکی صبح صادق سے دارالعلوم میں دو رجید کا آغاز ہوا،

اس اجال کی تفصیل یہ ہو کہ فریقین کی طرف سے بانچہ بانچہ وکلاء تصفیہ باہمی کیلئے
منتخب کیئے گئے تھے چنانچہ حسب قرار داد ۳۱- مارچ کی شب کو ارکان انتظامیہ کے وکلاء
یعنی جناب مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب جناب منشی محمد احتشام علی صاحب جناب آریل
مسٹر محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ و جناب سید ظہور احمد صاحب بی لے ایل ایل بی اور جناب حکیم
عبدالرشید صاحب دارالعلوم کی جدید عمارت میں جمع ہوئے، اور انجمن صلاح کی طرف سے
جناب حافق الملک حافظ حکیم محمد اجل خان و جناب صفی الدولہ حسام الملک نائب سید محسن خان

وجہات مولانا ابوالکلام آزاد و جناب ابو نظام الدین صاحب میں امر تسر اور جناب
ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب بیرسٹریٹ لاء تشریف لائے ان تمام حضرات کے جمع ہونیکے
بعد معاملات مذکورہ پر گفتگو شروع ہوئی جو نہایت اطمینان و سکون خاطر سے دیر تک جاری رہی،
آخر الامر دستور العمل ندوۃ العلماء میں ضروری تغیر و تبدل کیا گیا، دارالعلوم ندوہ کے
تعلیم یافتہ صحابہ میں سے پانچ ارکان کا انتخاب منظور کیا گیا، اور اس طرح تمام مختلف فیہ مسائل
کا اطمینان سے فیصلہ ہو گیا، حقیقت یہ مسلمانوں کی نہایت خوش قسمتی ہو کہ خدا نے فریقین کے
دلوں کو صلح کے لیے جھکا دیا اور ندوہ کی ضرب النثل دیرینہ کشمکش کا غالباً ہمیشہ کے لیے
خاتمہ ہو گیا، جدید دستور العمل جو آخری مرتبہ ضروری ترمیمات کے بعد منظور کیا گیا ہے، غریب
شائع کیا جائیگا جس سے ناظرین کو موجودہ تغیرات کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو سکیں گے،

اجلاس سالانہ کا انتظام

صلح کا ایک نمایاں اثر یہ ظاہر ہوا کہ یکم اپریل کی صبح سے ہر طبقہ کے مقتدر اصحاب
اجلاس سالانہ کو کامیاب بنانے اور ہر قسم کے خدمات انجام دینے کے لیے ہمہ تن مستعد نظر
آتے تھے، ضروری انتظامات کی تقسیم ہو چکی تھی، چنانچہ اسٹیشن پر ہمانوں کے استقبال کا
انتظام منشی محمود علی صاحب سوداگر امین آباد کے متعلق تھا، جنگلی اعانت کیلئے طلبائے
دارالعلوم کی ایک جماعت ہمیشہ اسٹیشن پر موجود رہتی تھی، جانتک کہ معلوم ہو انتظام نہایت
معقول تھا اور کسی دھماکہ کو شکایت کا موقع نہیں ملا۔ کھانے کا انتظام حاجی قطب الدین جٹا
مالک نامی پریس محمد کامل صاحب تاجر چکن اور تید حسن شاہ صاحب کے ذمہ تھا، جنگلی
مدد کیلئے ہر وقت متعدد اشخاص موجود رہتے تھے، ان حضرات نے چار زور تک نہایت

خوش اسلوبی سے اس خدمت کو انجام دیا، حالانکہ اجلاس کا مقام شہر سے فاصلہ پر واقع تھا اس لیے قدرًا انتظام میں دشواریاں پیش آتی رہیں، لیکن خوش قسمتی سے ہمانوں کو ان دشواریوں کا اثر محسوس نہیں ہوا اور ہر کام اپنے وقت پر انجام پاتا رہا، اجلاس کی ترتیب و آرائش فراہمی سامان اور روشنی کا انتظام خواجہ سید رشید الدین صاحب نے قبول فرمایا تھا۔ یہ انتظام اس قدر مکمل تھا کہ کسی کو تنگنایت نہیں پیدا ہوئی، ہمانوں کے آرام و آسائش کے متعلق ہر چیز پہلے سے فراہم کر لی گئی تھی، جو کافی مقدار میں موجود رہتی تھی، جلسہ گاہ کی ترتیب و زیبائش کے انتظام میں طلباء دارالعلوم بھی شریک غالب تھے، اور انھوں نے نہایت محنت و وسوسہ سے اس خدمت کو انجام دیا۔

لکھنؤ کے مشہور و خاندانی طبیب حکیم محمد عبدالرشید صاحب و حکیم محمد عبدالحمید صاحب کے زیر نگرانی ہمانوں کے آرام و آسائش کے لیے اجلاس کے احاطہ میں دو خانہ بھی قائم کیا گیا تھا، یہاں ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں ہتیا لگائی تھیں، یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حکیم محمد عبدالرشید صاحب نے ہمانوں سے ادویہ کی قیمت قبول نہیں کی، بلکہ خود ان تمام مصارف کو برداشت کیا، اور اس کے علاوہ دیگر انتظامات میں بھی حصہ لیکر اپنے قیمتی وقت کا اکثر حصہ ہمانوں کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔

دفتر واقفیت عامہ کا انتظام حکیم محمد عبدالحمید صاحب، خواجہ سید صغیر حسین صاحب کے متعلق تھا، یہاں سے ہمانوں کے متعلق ہر قسم کے ضروری معلومات حاصل کیے جاسکتے تھے۔

اجلاس کے احاطہ میں ٹکٹ گھر بھی قائم کیا گیا تھا جسکی نگرانی اور حساب کتاب کی ذمہ داری جناب منشی شیخ فرزند علی صاحب وکیل لکھنؤ نے قبول فرمائی تھی،

اجلاس کے باہر طلبائے دارالعلوم نے بھی انجمن المؤمنین کی طرف سے حسب معمول دوکان قائم کی تھی، جہاں ہمانوں کیلئے موسمی فواکھات چائے شربت لیمنیڈ وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا، اس دوکان کا تمام انتظام طلباء کے ہاتھ میں تھا جو نہایت سلیقہ و صفائی سے باقاعدہ طور پر اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دیتے تھے،

کارکنان ندوۃ العلماء ممنون ہیں کہ تمام حضرات نے شب و روز مصروف رہ کر نہایت دلسوزی و ہمدردی سے اپنے خدمات کو انجام دیا خصوصاً مولوی سید ظہور احمد صاحب بی اے سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کی مخلصانہ ہمدردی خاص طور پر قابل شکر ہے، کیونکہ جناب مدوح نے باوجود کثرت اشتغال و قسم کی ذمہ داری اور عام نگرانی کو قبول فرما کر کارکنان ندوہ کو بڑی حد تک اہم ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا، ہر کو مولوی سید ظہور احمد صاحب کے ان مخلصانہ خدمات پر ذرا بھی تعجب نہیں، کیونکہ آپ ہمیشہ سے ندوہ کے ایک سرگرم رکن ہیں اور ہر موقع پر ندوۃ العلماء کے تمام معاملات میں آپ نے عمیق و یکجہی کا اظہار کیا ہے،

ہمانوں کی آمد اور ان کا انتظام سائش

یکم اپریل کی صبح سے ہمانوں کی آمد شروع ہو گئی جس کا سلسلہ اجلاس کی آخری تاریخ یعنی پانچویں اپریل تک جاری رہا۔ ہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام دارالعلوم کی جدید عمارت اور اس کے وسیع احاطہ میں کیا گیا تھا، اور عمارت جدید کا نو تعمیر ہال جلسہ کے لیے تجویز کیا گیا تھا جس میں تخمیناً پان سو کرسیاں موجود تھیں گیلریوں میں بھی نشست کا انتظام کیا گیا تھا جہاں تک ہر کو معلوم ہے، انتظام راحت بخش و قابل اطمینان تھا۔ نو وارد ہمان جب قیام گاہ پر پہنچتے تھے تو سب سے پہلے ندوہ کی باہمی کشمکش ان کو تحقیق حالات پر آمادہ کرتی تھی،

اور جب ان کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام معاملات کا بوجہ حسن فیصلہ ہو گیا، اور اب کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا تو انکی مسرت کی کوئی حد نہیں رہتی تھی، الغرض وہ فریقانہ جو شس جس کو ہر شخص اپنے دلمین لیکر آیا تھا آغاز اجلاس تک رخصت ہو چکا تھا،

عدم شرکت اجلاس لانہ پر اظہار اسف اور معذرت کے خطوط

جن معزز صحاب کی خدمت میں اجلاس ندوۃ العلماء کی شرکت کے لئے دعوتی خطوط روانہ کیے گئے تھے انہیں سے بعض صحاب کسی مجبوری یا مصروفیت کی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے اور خطوط کے ذریعہ سے اظہار افسوس کیا انہیں سے چند خطوط کا ضروری اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے،

(۱)

جناب فخر دہلی مولوی محمد خلیل الرحمان صاحب مکتب ندوۃ العلماء رکھنؤ،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گرامی نامہ مطبوعہ روضہ قمریہ، ۱۰ ماہ مال کا بہت بہت شکریہ قبول فرمائیے جس میں جناب نے مہربانی سے آئندہ اجلاس ندوہ میں خاکسار کو مدعو فرمایا ہے، اس اجلاس میں شریک ہونے سے مجھ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی، لیکن اپنی متواتر علالتوں کے باعث خصوصاً پچھلے سخت علالت کی وجہ سے جس کا سلسلہ ابھی تک بدستور چلا جاتا ہے، میں اس اجلاس میں شرکت سے قطعاً قاصر و مجبور ہوں، اور مجھ کو امید ہے کہ جناب والا بھی شرکت سے معذور و قصور فرما کر معاف فرمائیں گے تاہم میری دلی خواہش ہے اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا ہے کہ اس اجلاس میں تمام باہمی اختلاف رفع ہوں، اور ندوہ کے مقاصد کی کامیابی کے لئے کوئی بہترین صورت نکل آئے، اور

خاکسار مشتاق حسین (نواب وقار الملک) امرہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۱۵ء

(P)

جناب مولانا حافظ محمد فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور تحریر فرماتے ہیں

”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ جلسہ بعض خصوصیات سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس وقت مرض طاعون کی یہاں شدت ہو، علاوہ دیگر اعزہ و اقارب کے میری دُسر سخت علیل ہو، ایسی حالت میں کسی طرح مکان میں سے علیحدہ ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے، امید ہے کہ اس موقع پر میری غیر حاضری محض مجبوری پر مبنی سمجھی جائے گی۔ فقط والسلام۔“

(۲)

گرامی نامہ جناب نواب عبدالصمد خان صاحب دیر میں چھپاری
عنایت و کرم فرمائے مخلصان مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب دام عنایت کم
بعد اشتیاق ملاقات کے مدافکار ہوں عنایت نامہ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵،

(M)

جناب خان بہادر نواب سید نصیر الدین احمد صاحب مین ہار ضلع ٹینہ تحریر فرماتے ہیں،
شرکت اس جلسہ کی باعث اعزاز سمجھتا ہوں مگر مقتضائے عمر ضعف ناتوانی۔ اور دالمی
علامت کے نقل و حرکت میں سخت دشواری ہو اسی وجہ سے کسی جلسہ میں شرکت کا اتفاق

نہیں ہوتا۔ اگر مجھ میں صلاحیت ہوتی تو بسر و چشم شرکت کو حاضر تھا۔ آپ حضرات سے بوجہ مجبوری
و معذوری اپنی عدم شرکت کی معافی چاہتا ہوں، والہ العز و عند کرام الناس مقبول،

(۵)

شمس العلماء مولانا ابو محمد عبدالحی صاحب مصنف تفسیر حقانی پیٹھ مولوی مدرسہ عالیہ
کلکتہ تحریر فرماتے ہیں:-

مولانا المکرم۔ السلام علیکم

حضرت کا مغفرت نامہ پہنچا، ممنون فرمایا، سنی کی ۲۰ کو تعطیل ہوگی اور آجکل سالانہ امتحان
کی تیاری، کیونکہ شریک ہو سکتا ہوں،

(۶)

جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب مدارالہمام ریاست کدورا تحریر فرماتے ہیں:-
نامہ عنایت بغرض شرکت اجلاس ندوۃ العلماء صادر ہو کر باعث مشکوری ہوا، افسوس ہے
کہ بوجہ علالت حاضری سے معذور ہوں امید ہے کہ آپ اس مجبوری کو معاف فرمائیں گے،
خاکسار حبیب اللہ۔

۲۹۔ مارچ ۱۹۱۵ء

(۷)

ندوۃ کے قدیم ہمدرد مولانا عبدالباقی صاحب جبرو رئیس مدراس تحریر فرماتے ہیں،
میری صحت چند دن سے خراب ہے اس لئے میں شریک ہونے سے بالکل قاصر ہوں،
مگر امید رکھتا ہوں کہ جلسہ بفضلہ اچھا ہوگا، اور کامیابی ہوگی، میرے کرم دوست جناب عبد القادر
صاحب عرف جیلانی صاحب جلسہ میں شریک ہونے والے ہیں ان کا شریک ہونا گویا تمام

مدرس کا شریک ہوتا ہو،

(۸)

جناب مولوی حاجی محمد دین صاحب چیف جج و ڈائریکٹر سرشتہ تعلیمات ریاست بھاولپور اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”ایک عریضہ جناب سید عبدالحی صاحب کی خدمت میں بھیجا ہے جس میں اپنی عدم شمولیت کی وجہ ظاہر کر کے معافی طلب کی ہو کیا کیا جائے جلسہ انجمن حمایت اسلام اور جلسہ مذمہ العلماء کی ایک ہی تاریخوں نے محروم رکھا ہے کہ میں جلسہ مذمہ میں شامل نہ ہو سکا جناب ڈاکٹر محمد الدین صاحب افسر تصدیقات جلسہ مذمہ میں شامل ہون گے، اور امید ہے کہ جناب لاتا مولوی حاجی رحیم بخش صاحب بہادر پریذیڈنٹ کونسل ریاست بھی شامل جلسہ ہوں“

(۹)

گرامی نامہ جناب مزار محمد ظفر اللہ خان صاحب سب جج و جج اول سیالکوٹ۔
حضرت مولانا اوالا نامہ بجا اب عریضہ نیاز شرف صدور لایا میں حاضری لکھو کیلئے بالکل تیار تھا، لیکن پہلے جیسا کہ عرض کیا تھا، بہت دن میں بیمار رہا جس سے طبیعت کمزور ہو گئی ہے، اب پھر مجھے دورہ درد سر کی سخت تکلیف ہوئی اس سے اور زیادہ خافت ہو گئی ہے، اور اس قدر طویل سفر سے خوف معلوم ہوتا ہے، اس لئے اس وقت کی حاضری سے معذور ہوں۔ معاف فرمایا جاؤں“

(۱۰)

جناب مولانا ابوالوفائے اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں،
جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ دعوتی جلسہ کا پہونچا، چونکہ پنجاب میں حمایت اسلام کا جلسہ انہی تاریخوں میں ہوا اس لیے شرکت مشکل ہے،

اسید وارمعانی
خاکسار

ابوالوفاء ثناء اللہ
امرت سر۔

مندرجہ بالا معزز صحاب کے علاوہ اور بھی خطوط موصول ہوئے ہیں جس میں شرکت جلاس سالانہ سے معذوری اور عدم شرکت پر اظہار تاسف کیا گیا ہے لیکن ہم قلت گنجائش کی وجہ سے ان خطوط کو نقل کرنے سے معذور ہیں اور صرف ان معزز حضرات کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کرتے ہیں۔

- (۱) جناب خواجہ محمد حبیب اللہ صاحب نوابی ہا کہ بالقابہ
- (۲) جناب آئینل خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب مدراس۔
- (۳) جناب مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب پروفیسر ڈھاکہ کالج۔
- (۴) جناب قاضی محمد ظیل صاحب رئیس بریلی۔
- (۵) جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نیر اعظم مراد آباد۔
- (۶) جناب مولوی امانت اللہ صاحب علی گڑھ۔
- (۷) جناب سید فضل الرحمن صاحب بی اے دکیل کانپور۔
- (۸) جناب مولانا سیف الرحمن صاحب مدرس مدرسہ فقہوری دہلی۔
- (۹) جناب رحمن حسین خان صاحب پشتر تحصیلدار شاہجہانپور۔
- (۱۰) جناب حکیم ابوبزرب محمد عبدالحق صاحب امرت سر۔

ان حضرات کے علاوہ خان بہادر شمس العلماء مولوی ابوالخیر صاحب فصیحی غازی پوری اور قاضی محمد سلیمان صاحب شن جج ٹیالہ نے بذریعہ مارشرکت سے معذوری ظاہر فرمائی،

اجلاس سالانہ کا آغاز

زیر صدارت جناب لانا شاہ محمد سلیمان صاحب ہشتی قادری

۳۔ اپریل ۱۹۱۲ء روز شنبہ کو ۳ بجے دن کے زیر صدارت جناب شاہ محمد سلیمان صاحب ہشتی قادری ندوہ کا سالانہ اجلاس نہایت سکون و اطمینان سے شروع ہوا، تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب حکیم محمد عبدالرشید صاحب پریسیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی نے ایک مفصل تقریر کرتے ہوئے جو ندوہ کے مقاصد و اغراض پر متل تھی ہمانون کا خیر مقدم کیا اس کے بعد مولانا محمد خلیل الرحمان صاحب ناظم ندوۃ العلماء نے حسب ذیل سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔

رپورٹ جناب ظم صاحب ندوۃ العلماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد مجھ کو دلی افسوس کے ساتھ اس امر کا اعتراف ہے کہ تھوڑے عرصے سے ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس بے ترتیب ہو گئے اور گزشتہ اجلاسوں کے بعد سب سے آخری اجلاس جو اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لکھنؤ منعقد ہوا اس کے بعد دُنیا نے اسلام میں کچھ ایسے پریشان کن واقعات پیش آتے رہے اور مسلمانوں پر دیگر ضروریات قومی کی وجہ سے اس قدر چند و کنی بھر مار رہی کہ وہ دوسری طرف سر نہ اٹھائے اور ندوۃ العلماء کی مالی مشکلات اس قدر بڑھ گئی کہ مجبوراً ارکان کو ایک طرف تو پبلک چندوں کی مایوسی نے دوسری طرف ندوۃ العلماء

کی مالی کمزوری نے اسکی جرأت نہ کرنے دی کہ سالانہ اجلاس کا بار بھی موجود سرمایہ کے سزا جلائے
 انھیں وجہ سے ۱۳۰۱ء کے اجلاس مجبوراً ملتوی رکھنا پڑے مگر اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی ارکان کے
 پیش نظر تھا کہ قومی اطمینان اور توجہ نیز بعض کارروائیوں کی منظوری حاصل کرنے کے لیے جلسہ عام
 کا جلد سے جلد منعقد ہونا بھی ضروری ہو چنانچہ اس وقت باوجود گذشتہ مولف سے قومی مولف موجود
 ہونیکے اپنی ذمہ داری کے خیال نے موجودہ اراکین کو مجبور کیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات
 اقدس پر بھروسہ کر کے اس جلسہ عام کا اعلان کر دیا اور ۱۹۱۲ء میں جو دیگر مکمل عمارت دارالعلوم
 لکھنؤ میں انعقاد جلسہ کی تھی وہی اس وقت بھی موجود ہو کہ اکابر قوم تشریف لائیں اور تعمیرین جلسہ
 کے بعد سے جو ترقی ہوئی ہو اس کو ملاحظہ فرمائیں اور جو کسر بوجہ کمی سرمایہ کے اس میں باقی ہو
 اسکی طرف بھی خاص توجہ فرمائیں، لہذا یہ اجلاس سالانہ بھی بمقام لکھنؤ عمارت دارالعلوم میں
 قرار دیا گیا۔

السی منی والایام من اللہ

کارروائی جلسہ ہائے انتظامیہ

انعقاد جلسہ انتظامیہ | اپریل ۱۳۰۱ء کے جلسہ عام کے بعد سے اس وقت تک دس جلسہ ہائے انتظامیہ
 منعقد ہوئے جن میں سے جلسہ ہائے منعقدہ ۱۸۰-۱۹-۲۰ جولائی ۱۳۰۱ء میں معتمدین نے استغفریئے
 چونکہ ارکان انتظامیہ کو بیشتر اس سے یہ نقص انتظامی محسوس ہو رہا تھا کہ تقسیم عمل کے طریقہ پر
 تین معتمدیان جو قائم کی ہیں تینوں کے مادی الاختیار ہونکی وجہ سے برابر تصادم رہتا ہوا
 اس سے انتظام میں بڑا خلل پڑتا ہوا اور یہ انتظامی نقص خود معتمدین کو بھی محسوس ہو رہا تھا لہذا
 جلسہ انتظامیہ نے وہی قدیم انتظام پھر قائم کر دیا کہ ایک شخص بااختیار ناظم رہے اور حسب

ضرورت باتحتی ناظم نائب ناظم مقرر کیے جائیں چنانچہ اس کے بعد انتخاب نظامت کی جو کارروائی عرصے سے چلی آرہی تھی اور اسمین شمول دیگر حضرات میری بھی نامزدگی ہوئی تھی دیگر حضرات کے انکار و عدم جواب کی وجہ سے جلسہ انتظامیہ نے بھی بشرط منظور می جلسہ عام ناظم منتخب کیا، جس کے بعد سے اس وقت تک چھ جلسہائے انتظامیہ منعقد ہوئے جس میں علاوہ معمولی کارروائیوں کے حسب ذیل اہم کارروائیاں ہوئیں جن کو پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

تعمیرات تعمیرات کے حساب و کتاب کی جانچ کے لئے اولاً جناب خان بہادر میر جعفر حسین صاحب انجنیر آڈیٹر مقرر ہوئے مگر جب جناب موصوف نے لکھنؤ تشریف لانے سے انکار کیا تو جلسہ نظامت نے یہاں پر معاوضہ آڈیٹر مقرر کرنے کی تجویز کی اور میر عاشق حسین صاحب سابق انجنیر ریاست بھارت نے اس قدر معاوضہ پر جان کے مصارف آمد و رفت کے واسطے کافی ہو آڈیٹر ہونا منظور کیا چنانچہ دو تین بار انھوں نے تشریف لاسے جانچ کی جسکی تفصیلی کیفیت آپ حضرات کو انکی آڈٹ رپورٹ سے معلوم ہوگی۔

انتخابات و اجلاس اراکین کونسل نظامت و مجلس مال و مجلس دارالعلوم کا انتخاب ۲۱ جون ۱۳۴۷ء کو عمل میں آیا۔ کونسل نظامت نے تاریخ انتخاب سے اس وقت تک دو اجلاس کیے اور مجلس دارالعلوم نے تین اجلاس کیے۔

انتظام جائد امودہ جائد امودہ شاہجہانپور پر مولوی عبدالواجد خان صاحب مرحوم جنھوں نے شاہجہانپور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لیے یہ جائد امودہ وقف کی تھی بحیثیت متولی قابض تھے اور وہ اسکی آمدنی کو بطور خود مدرسہ جامع مسجد شاہجہانپور میں جس کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ قرار دیا تھا صرف کرتے تھے۔

مولوی صاحب کے انتقال کے بعد عدالت سے اسکا داخل خارج مین نے بحیثیت

باطم کے اپنے نام کر اگر بذر لئیہ کا رندہ وغیرہ کے اسپر قبضہ کیا۔

خدا کا احسان ہو کہ باوجود شدید مخالفت و مزاحمت کے عدالت سے بھی کامیابی ہوئی اور قبضہ بھی ہو گیا مگر ان چند سالوں میں مقدمات اور مخالفتوں کی وجہ سے بجز متروک و سو روپیہ سالانہ کے اور زیادہ نفع نہیں ہوا بلکہ بسا اوقات اسکی آمدنی سے زیادہ اپنے پاس سے مدد و اعلا کو خرچ کرنا پڑا۔

اسی خیال سے اطمینان قبضہ و دخل کے بعد حسب تجویز جلسہ انتظامیہ منعقدہ ۲۱ جون ۱۳۷۷ء میں نے مولوی احمد زمان خان صاحب رئیس و آئری مجسٹریٹ شاہجہان پور کو جو ہمزبور کے نصف حصہ کے شریک ہیں نکاسی خام سے علاوہ مالگداری کے جو سوا حصہ ہر ایک سٹوئیس روپیہ بابت اخراجات تحصیل وصول و منافع ٹھیکہ دار کے منہا کر کے پانسو چھتیس روپیہ سالانہ پر اس جائداد کا ٹھیکہ سات سال کے واسطے دیدیا گیا۔ اور قبل ٹھیکہ دینے کے اس کٹاکش کے زمانے میں جو بقایا اسامیوں کے ذمہ مبلغ ایک ہزار تین سو اٹھ روپیہ باقی تھے وہ بھی بنہائی حق چارم تحصیل وصول مبلغ تین سو تالیس روپیہ کے مبلغ نو سو کا سی روپیہ پر ٹھیکہ دار کے ذمہ کر دیئے گئے اور وہ اسکو ایک سو چوٹیس روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے ادا کریں گے اس طرح برسر دست تادائے بقایا کسی تردد اور مصارف مقدمات کے ساتھ سو روپیہ سالانہ آمدنی ملتی رہیگی اور اس کے بعد مبلغ پانسو چھتیس روپیہ سالانہ منافع کی مستقل آمدنی ہوگی۔

فروخت جائداد تکمیل عمارت دارالعلوم کے لیے تعمیر کے چندے کی کمی ہو گئی تھی نیز مکانات وصیتی فضلوں بیکم صاحبہ واقع لال باغ لکھنؤ کی مرمت وغیرہ میں زیادہ صرف ہوتا تھا لہذا جلسہ انتظامیہ ۱۰ مارچ ۱۳۷۷ء نے یہ طے کیا تھا کہ عمارت قدیم دارالعلوم واقع گولہ گنج لکھنؤ پندرہ ہزار روپیہ

اور مکانات وصیتی فضلو بگم صاحبہ سات ہزار روپیہ پرفروخت کر کے یہ روپیہ جدید عمارت میں صرف کیے جائیں اس بنا پر عمارت قدیم دارالعلوم پندرہ ہزار روپیہ میں، ۱۰۔ اپریل ۱۳۷۱ء کو فروخت ہوئی اور مکانات وصیتی فضلو بگم صاحبہ بجائے سات ہزار روپیہ کے سترہ لاکھ میں بارہ ہزار روپیہ کو فروخت کیے گئے۔

ترتیب سوارسل | مسودہ دستور العمل جدید مرتبہ سب کمیٹی حسب تجویز جلسہ انتظامیہ بتاریخ جدیدہ اعلام، ۲۰۔ مئی ۱۳۷۱ء بغرض حصول عام رائے اخبارات میں شائع کیا گیا اور اراکین انتظامیہ مذکورہ اعلام کی خدمت میں بھی بھیجا گیا اور اگست ۱۳۷۱ء تک رایوں کے بھیجنے کا انتہائی وقت مقرر کیا گیا مگر سوائے اراکین انتظامیہ کے اور کسی کوئی رائے یا ترسیم نہیں آئی اور بعد ازاں گذرنے اس میعاد کے سکرٹری صاحب انجمن صلاح نے ایک ماہ کی مجھ سے اور توسیع چاہی جس کو میں نے نہایت خوشی سے منظور کر کے سکرٹری صاحب صلاح کو اسکی اطلاع دی اور اخباروں میں بھی اعلان کر دیا مگر یہ میعاد بھی گذر گئی اور کوئی مشورہ کسی طرف سے موصول نہیں ہوا اور بعد ازاں گذرنے اس دوسری میعاد کے ۲۲۔ دسمبر ۱۳۷۱ء کو ایک جدید مسودہ دستور العمل کامیٹی صلاح کی طرف سے موصول ہوا جس کے بعد میں نے دونوں دستور العمل کے مسودے سلکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیے اور اُس نے بعد غور و فکر کے مناسب ترمیمیں کر دیں احمد مند کہ بتاریخ ۳۱۔ اپریل ۱۳۷۱ء حسب قرارداد باہمی، بمبئی صلاح اور، اراکین انتظامی نے باہم ایک اجلاس کر کے امور متنازعہ کا مشورہ کر کے صلح کر لی اور جلسہ انتظامی اپریل ۱۳۷۱ء کے مرتبہ دستور العمل کو منظور کر کے مستقر کرنے کا حکم دیدیا۔

مشکلات کار اگر آپ حضرات کے سامنے اُن مشکلات کا اجمالی طور سے تذکرہ نہ کیا جائے جنہیں جدید انتظام کے بعد سے ارکان انتظامیہ مبتلا رہے ہیں تو رپورٹ ہذا بالکل نامکمل

سیکی اور نہ بغیر اس کے آپ حضرات اُن کاموں کے متعلق جو موجودہ کارکن جماعت نے تھوڑے یا بہت کیے ہیں ابھی یا بڑی رائے قائم فرما سکتے ہیں۔

حضرات؟ جلسہ ماہی انتظامیہ (۱۸-۱۹-۲۰ جولائی) سلسلہ کو جدید انتظام قائم ہوا

اور ۲۵ جولائی سلسلہ سے مدوۃ العلماء اور دارالعلوم کی مخالفت و نقائص کا اعلان اخبارات وغیرہ میں شروع ہو گیا جس کا لازمی نتیجہ نکلا کہ ایک طرف تو ناواقف حضرات مشکوک ہونے لگے دوسری طرف موجودہ اراکین کو جنگی تہمت کو ششیں اور قوتیں اندرونی اصلاحات پر صرف ہونی چاہیے تھیں وہ خارجی اثرات کے بجا ذہین ہو صرف ہوئیں اور یہ لوگ خدا پر بھروسہ کر کے ان آفتوں کا حرام و مستحلال کے ساتھ برابر مقابلہ کرتے رہے کہ اسٹریک کا ناگوار واقعہ پیش آیا آپ حضرات خود اندازہ فرمائیں کہ ایسی حالت میں جبکہ دارالعلوم کا قدیم مکان فروخت ہو چکا تھا اور دارالعلوم کرایہ کے مکان میں تھا طلبہ کے قیام وغیرہ کا انتظام بھی کرایہ کے متفرق مکانوں میں تھا دفتر و کتب خانہ بھی علیحدہ علیحدہ کرایہ کے مکانات میں تھے ان مشکلات اور پریشانیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر معمولی مصارف کی افزونی جدید عمارت دارالعلوم کی عدم تیاری بد نظمیوں کا شور و غل، مسلمانوں کے دلوں کو غیر مطمئن کیے ہوئے تھالیسے وقت میں اسٹریک کا کیسا خراب اثر پڑ سکتا تھا ان وجوہ سے لازمی طور پر نتائج پیدا ہوئے کہ قومی چندے جسکی رفتار عرصے سے سست تھی تقریباً بالکل بند ہو گئی ریاست عالیہ بھوپال اور رامپور نے اپنی امدادیں ملتوی فرمائیں برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بھی غیر معمولی طور پر مدوۃ العلماء اور اُس کے انتظامات کے متعلق دیکھ بھال شروع ہو گئی چنانچہ پہلی مرتبہ انسپکٹر صاحب تعلیمات صوبہ متحدہ نے دارالعلوم اور مدوۃ العلماء کا جبکہ وہ کرایہ کے مکانوں میں تھے معائنہ فرمایا اور یہ رپارک کیا کہ اگر دارالعلوم ایسے مکان اور ایسی

حالت میں رہا جو اس وقت ہو تو غیر محدود مدت تک گورنمنٹ کی امداد قائم نہیں رہ سکتی،
جلد سے جلد مکان تبدیل کرنا چاہیے،

مگر ہلوگ گورنمنٹ عالیہ کے بیچ شکر گزار ہیں کہ وہ برابر ذمہ دار علماء کے صحیح حالات،
ضروریات و ریاست فرماتی رہی اور اپنی بیش بہا امداد کو موقوف نہیں فرمایا۔ اسٹریک سے طلبہ
کی تعداد جو ایک سو سے زیادہ تھی صرف تیس رہ گئی،

ان تمام واقعات کے اصل اسباب اور وجوہ سے اس موقع پر بحث نہیں کروں گا۔
اور نہ ان کے اظہار سے اس وقت کیسکی شکایت مقصود ہو بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہو کہ
موجودہ ارکان نے جس وقت سے اپنے ہاتھ میں کام لیا اُن کو کن کن مشکلات کا سامنا
رہا اور کیا کیا مصیبتیں اُن کو برداشت کرنا پڑیں،

مگر خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہو کہ اُس کے فضل و کرم سے ہلوگ ان تمام مشکلات
پر رفتہ رفتہ غالب آگئے اور اسٹریک رفع ہو جانے کے بعد سے طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوتا
گیا اور بجائے تیس طالب علم کے، ۹۰ طالب علم اس وقت دارالعلوم میں زیر تعلیم ہیں اور
براہِ رخصتیں داخلہ کی آرہی ہیں مگر جگہ کی تنگی اور وظائف کی قلت کے سبب درخواستیں
نامنظور کرنا پڑتی ہیں جب دارالعلوم شہر میں تھا تو طلبہ کے قیام کے واسطے کرایہ کے مکانات
بھی ملتا تھے اگرچہ اس میں بھی بجدقت ہوتی تھی مگر یہاں سولے عمارت دارالعلوم کے
اور کوئی دوسرا مکان نہیں یہاں تک کہ اس کے قرب و جوار میں اساتذہ کے قیام کے واسطے
بھی مکانات نہیں ملتے اور اس وجہ سے وہ شہر میں رہتے ہیں اور روزانہ اس قدر طویل مسافت
کی زحمت کو وہ برداشت کرتے ہیں لہذا میں آپ حضرات سے پرزور الفاظ میں درخواست
کرتا ہوں کہ دارالعلوم کی تکمیل اور دارالاقامہ کی تعمیر کی طرف جلد سے جلد اپنی توجہ مبذول

فرمائیں تاکہ یہ دشواریاں رفع ہو جائیں۔ اور شخص دارالعلوم سے آسانی کے ساتھ فائدہ اٹھا سکے۔

کتب خانہ [مذوقہ العلماء] کا کتب خانہ بھی ذکر کے قابل ہو جس میں دن بدن اضافہ ہوتا جاتا ہے اور یہ مذوقہ العلماء کا بہترین سرمایہ جو مکان کے خوشحالی وجہ سے یہ کرایہ کے مکان میں ابھی تک شہر میں ہو گا اس وقت عارضی طور پر اس کے لیے یہاں جگہ نکالی جائے گی لیکن وہ کتب خانہ کے لیے سوز و گداز اور مناسب نہوگی اس لئے ضرورت اس امر کی ہو کہ اس کے لیے مستقل مکان بنوایا جائے اور ایسی صورت میں اسکی عمدہ ترتیب اور پوری حفاظت ہو سکتی ہے۔ ۱۲۷۶ء کو کتب خانہ میں کل ۱۲۰۵ جلدیں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کی تھیں ۱۳۷۷ء تک چالیس مختلف ضروری کتابوں کا اضافہ ہوا۔

معائنہ دارالعلوم و ذوقہ العلماء [میں نہایت امتنان اور شکر گزاری کے ساتھ مولوی ادریس احمد صاحب متجانب کانفرنس] بی۔ اے جنرل سپرنٹنڈنٹ مسلم یونیورسٹی وقائم مقام اسٹنٹ سکریٹری مدرسہ العلوم علی گڑھ۔ جناب سید عبدالباقی صاحب ایم اے ممبر سنٹرل اسٹڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمدان ایجوکیشنل کانفرنس و جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے بی ایل سابق ڈپٹی کمشنر پوٹ محل (برار) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے حسب ایماائے حضور سرکار عالیہ فرمانروائے ریاست بھوپال خلد اللہ فلکھا علی گڑھ کانفرنس کی طرف سے دارالعلوم میں تشریف لاکر نہایت صداقت سے تمام واقعات کی تحقیقات اور دارالعلوم و حسابات کا معائنہ فرمایا اور ایک مفصل رپورٹ حسابات و تعلیم انگریزی اور عام حالت دارالعلوم کے بابت لکھی۔

اور یہ رپورٹ جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب اسٹنٹ سکریٹری کانفرنس

کی خدمت میں پیش کی صاحبزادہ صاحب ممدوح نے اس رپورٹ پر ایک مفصل ریپارک فرما کر حضور سرکار عالیہ وامت سلطنتہا کے سرکار میں پیش کی۔

جناب صاحبزادہ صاحب ممدوح کا میں بچہ شکر گزار ہوں اور دارالعلوم ہمیشہ اُن کا ممنون احسان رہے گا کہ جنگی مزید ترقی اور اطمینانی حالت ظاہر کرنے سے حضور سرکار عالیہ وامت سلطنتہا نے اپنے شاہی عطیہ کے اجر کا فرمان صادر فرمایا جو ذوق العلماء کو مستقل طور سے دہائی سو روپیہ ماہوار محنت فرماتی تھیں معائنہ کی مفصل مطبوعہ رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

معائنہ دارالعلوم سنجاب | جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ، مسٹر جاپنگ بالقابہ نے بھی دارالعلوم کا معائنہ فرمایا جن الفاظ میں جناب ممدوح نے دارالعلوم کی عام حالت تحریر فرمائی ہو وہ اجمالاً انھیں الفاظ میں مندرجہ ذیل ہو اسکو صاحب انسپکٹر لکھنؤ کی رپورٹ سے ملا کر آپ حضرات اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اُسوقت دارالعلوم کی کیا حالت تھی اور اب کیا ہے۔

خلاصہ پورٹ معائنہ دارالعلوم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بالقابہ

مجھے اطمینان ہے کہ اب تنظیم دارالعلوم قابل اطمینان اشخاص کے ہاتھوں میں ہے اب اس امر کا خوف نہیں کہ آئندہ کسی قسم کے نزاعی اثرات پیدا ہوں میرے علم و یقین میں مدرسہ کی موجودہ کمیٹی دل و جان سے اپنے مجوزہ اغراض کی تکمیل میں کوشاں ہے اغراض بہت زیادہ قابل تعریف ہیں قدیم تعلیم کے ساتھ ساتھ نئی تعلیم کی تحصیل ایک ایسا خیال ہے جس سے حکومت پوری ہمدردی کرنا چاہیے اس میں بہت کامیابی ہو چکی ہے اور

آئندہ بہت کچھ اسکی امید ہو باوجودیکہ حال کی نزاع نے بہت کچھ نقصان پہنچایا۔
 سروس مدرسہ کی خاص ملکیت میں اسکی شاندار عمارت جو کسی تقریباً تکمیل ہو چکی ہو اور
 اُس کے اہم ضروریات حسب ذیل ہیں۔
 (۱) سرمایہ برائے تکمیل عمارت و بورڈنگ۔

(۲) سہولتیں۔

دارالعلوم و ندوۃ العلماء کی مالی حالت کا صحیح اندازہ فرمانے کے واسطے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی
 مالی حالت گزشتہ اور موجودہ حالت دونوں کو آپ کے سامنے بیان کروں قبل

انتظام جدید اوسط ماہوار دارالعلوم و ندوۃ العلماء کی آمدنی اسلٹ تھی اور خرچ اوسط ماہوار
اسلٹ تھا اور بعد انتظام جدید کے اگست اسلٹ سے دسمبر اسلٹ تک اوسط ماہوار
 آمدنی اسلٹ اور خرچ اوسط ماہوار اسلٹ رہا اور خدا کے فضل سے سہ ماہی اسلٹ
 میں اوسط ماہوار آمدنی اسلٹ اور خرچ اسلٹ ہے خدا کا احسان ہے کہ جو مشکلات میرے
 زمانے میں پیش آئیں میرے ہی وقت میں اُن کا خاتمہ بھی ہو گیا اور آج میں اُسکو ایسی
 حالت میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ پہلے زمانے کے قریب قریب ہے۔

انتقال اراکین اس دو سال کے درمیان میں میں جو عظیم نقصان ندوۃ العلماء کو ہمارے قدیم
 وغیرہ ارکان و احباب شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی مولوی عبدالحی صاحب کیل

چندوسی حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب لکھنوی اور دارالعلوم کے شفیق اور لائق استاد
 مولوی عبدالکریم صاحب رحم کے انتقال سے پہنچا ہوا سکا نہایت بے بیخ و افسوس کے ساتھ اظہار کرنا اپنا
 فرض سمجھتا ہوں اور مستعدی ہوں کہ آپ سب حضرات مرحومین کے واسطے دعائے مغفرت
 فرمائیں۔ آمین و اتالیقہ راجون ۵

مذکورہ بالا رپورٹ کے ختم ہونے پر محترم صدر کی طرف سے پٹلارز ولوشن حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا گیا جو بالاتفاق پاس ہوا۔

”اس جلسہ ندوۃ العلماء کی رائے میں ہم مسلمان باشندگان ہند کو جو گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آزادی و امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہیں، لازم ہے کہ برطانیہ کے ساتھ موجودہ جنگ کے متعلق اپنے وفادار و نامرتین عمل کو قائم رکھیں اور جس اطمینان و سکون کے ساتھ اب تک زندگی بسر کرتے رہے ہیں، اسکو اپنا نصب العین بنائے رکھیں۔“

اس کے بعد جناب منشی محمد احتشام علی صاحب رئیس کا کوری سابق معتمد مال ندوۃ العلماء نے دو ممبرز ولوشن علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال خلد اللہ مکہا کے شکریہ کے متعلق پیش کیا، جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں،

ندوۃ العلماء کا یہ جلسہ علیا حضرت سرکار عالیہ بھوپال رحمہ اللہ مکہا کی فیاضانہ امداد کی بحالی پر دلی شکر کا اظہار کرتا ہوں۔“

مولانا ناظر حسن صاحب ریس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے اکی تائید فرمائی اور رزولوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

بعد ازاں مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری اسٹیج پر تشریف لائے اور مندرجہ ذیل رزولوشن نہایت موثر طریقہ سے پیش کیا،

”یہ جلسہ جناب شیخ العلماء مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی وفات پر دلی حزن و ملال ظاہر کر کے اسکا اعتراف کرتا ہے کہ مرحوم نے عرصہ دراز تک بڑے ایثار کے ساتھ اغراض ندوۃ العلماء کی کامیابی کے واسطے پیش بہادری انجام دیے ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت اور ان کے پس اندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے،

اس رزلوشن کو پیش کرتے وقت مولانا ممدوح نے ایک تاسف انگیز ومعنی خیز تقریر
فرمائی جس میں علامہ شبلی مرحوم و مغفور کے ذوق علمی خدمات ملی اور ایثار نفس کی متعدد مثالیں
پیش کیں بعد ازاں جناب مولوی اعجاز علی صاحب ٹیس کا کوری نے اسکی تائید فرمائی اور
رزلوشن بالاتفاق پاس ہوا،

آج کے اجلاس میں ناظم صاحب ندوۃ العلماء نے محضن ایجوکیشنل کانفرنس کے جس
معائنہ کا ذکر کیا ہوا اسکی مفصل رپورٹ حسب ذیل ہے،

رپورٹ معائنہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

واقع ۱۳-۱۴-اکتوبر ۱۹۱۴ء

حسب ایما

ہر مائٹس حضور سرکار عالیہ فرما کر وائے ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا

بذریعہ

کمیشن آل انڈیا محضن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ

نقل معائنہ حسابات ندوۃ العلماء لکھنؤ

بمالی خدمت جناب زیری جانٹ سکرٹری صاحب آل انڈیا محضن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ
جناب والا۔
حسب ہدایت میں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے حسابات بحیث جناب مولوی نظام الدین حسن

بی۔ بی ایل سابق ڈپٹی کمشنر پٹنل برار۔ دمولوی اور بیس احمد صاحب بی اے۔ جنرل
 پرنسٹنٹ یونیورسٹی ایسوسی ایشن وقالمقام اسٹنٹ سکریٹری مدرسہ العلوم علی گڑھ معائنہ
 کیے اور لاہور نقد روپیہ جناب ناظم صاحب کی تحویل میں تھا اسکی پرتال کی اور صحیح پایا۔ پھر جو روپیہ
 الہ آباد بینک لیٹڈ شاخ لکھنؤ میں تھا اسکا اندراج پاس بک میں دیکھا اس کے بعد روزانچ
 یعنی سیاہہ نقدی جو ناظم صاحب کی تحویل میں ہو اسکی رقومات آمد و خرچ کا معائنہ میں ابتدا
 یکم اپریل ۱۹۱۲ء لغایت ۳۱۔ اگست ۱۹۱۲ء رسیدات و پرچہ اے ارسال سے کیا اور انکو
 درست و ٹھیک پایا کہین کہین خفیف رقوم کے حکم دہانید پرمعتمد صاحب صیفہ مال کے دستخط
 ہونا باقی رہ گئے تھے محرر کو ہدایت کر دی ہے کہ ان پر دستخط کرائے اور آئندہ سے کوئی خفیف
 سے خفیف رقم بھی بغیر دستخطی حکم کے ادا نہ ہونے پائے۔ دو چرس کی ترتیب تاریخ وار ہے یعنی
 ہر تاریخ کی آمد اور اس تاریخ کا خرچ مع تمام کاغذات متعلقہ کے ایک ایک فائل میں علیحدہ
 مرتبے میری رائے ہے کہ تمام کاغذات ایک بڑی فائل میں جو بصورت کتاب ہو چسپان
 کر دیے جائیں۔ حاجت مند طلبہ کو جو وظیفہ دار العلوم سے ملتا ہے وہ مصارف خوراک کے لئے
 محرر صاحب دارالاقامہ کو ادا کر دیا جاتا ہے۔ اور محرر صاحب کی رسید لے لی جاتی ہے۔
 میں نے ان رسیدات کو کافی نہ سمجھا بلکہ کتاب حسابات دارالاقامہ کو بھی منگا کر دیکھ لیا کہ وہاں
 رقوم ٹھیک ٹھیک درج ہیں اور تنقید کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ اطمینان
 ان کے صحیح مصرف کا نہ کر لیا۔ اسی طرح جو رقم معتمد صاحب تعمیرات کو ادا کی گئی ہیں ان کو
 بھی بخوبی دیکھ لیا کہ تعمیرات کے روزنامے یعنی کیٹیک میں درج ہوئی ہیں اور پھر ان کے مصرف کو
 دیکھ لیا۔ تعمیر کا حساب سرسری طور پر دیکھ سکا اس کے ساتھ کھاتا بھی ہو مگر چونکہ بیلنس شیٹ
 یعنی فرد باقیات و اخراجات اس وقت سامنے نہ تھی اس لیے اسکا مقابلہ نہ ہو سکا معلوم ہوا ہے

کہ ایسا صاحب پر پس میں گیا ہوا ہو۔ اور عنقریب معتمد صاحب تعمیرات کی طرف سے شائع ہوگا، تعمیرات کے حسابات کے بارے میں چند ہدایتیں دینا ضروری سمجھتا ہوں اور اس بارے میں جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب کے استصواب کر لیا گیا ہے،

(۱) روزنامہ تعمیرات یعنی بلڈنگ کیش بک میں بعض رقوم بالابالاجمع ہو کر خرچ ہوئی ہیں اور وہ ناظم صاحب کے سیاہہ نقد میں نہیں پائی جاتی ہیں ہماری مشترکہ رے ہے، کہ تمام ایسے رقوم جو بالابالائید تعمیرات صیفہ تعمیرات کو وصول ہو کر خرچ ہو گئی ہیں۔ کجا ئی یا تفصیلاً اب جناب ناظم صاحب کے سیاہہ میں درج کر کے مستند تعمیرات کے نام خرچ میں ڈالیں اور ان کی کتاب کے صفحہ کا حوالہ دیدیا جائے۔ اور آئندہ سے کوئی رقم خواہ کیسی ہی خفیف کیون نہ ہو بالابالایا سیاہہ تعمیرات میں درج نہ ہو بلکہ اول ناظم صاحب کے سیاہہ نقد میں جمع ہو، اس کا ردوائی کے نہ ہونے سے یہ نتیجہ پیدا ہو سکتا ہو۔ کہ ناظم صاحب کے یہاں سے جو نقد شبا آمد و خرچ مرتب ہوں گے بسبب ایسی فرو گذاشت کے پورے طور پر صحیح نہیں ہو سکتے۔

(۲) حساب تعمیرات میں بڑی رقوم۔ دستگردان کی ہیں یعنی ضرورتاً معتمد صاحب تعمیرات نے اپنے پاس سے رقوم بطور قرض کے دے دی ہیں۔ اور بھر جب کبھی چندہ موعودا ہوا اس سے یا کسی اور صورت سے آور ہوئی ہے تو دستگردان کی رقوم خرچ میں الکر روپیہ واپس لے لیا گیا ہو۔ ان امور کی باضابطہ اطلاع مجلس انتظامی کو وقتاً فوقتاً ہونا چاہیئے اور اگر ضرورت پیش آئے تو ایک خاص مقدار تک قرض لینے کی منظوری مجلس انتظامی سے حاصل کر لی جائے۔

(۳) سالانہ موازنہ فرد باقیات یعنی بیلنس شیٹ و بجٹ تعمیرات کا لغایت ۲۱ مارچ طیلہ کیا جائے اور مجلس انتظامی کی منظوری کے واسطے پیش ہو۔ ممبر صاحب انچارج تعمیرات

معلوم ہوا کہ اس قسم کی ایک فرد حساب زیر طبع ہو۔

(۴) تعمیرات کے حساب وٹ ہونا چاہیئے اور اسکی جانچ کے واسطے ایسا ماہر فن ہونا چاہیئے کہ جو تعمیرات کے تخمینوں اور لاگت و نرخ وغیرہ سے بخوبی واقف ہو محض آمد و خرچ کا دیکھ لینا اور اسکی طرف سے اطمینان کر لینا کافی نہیں ہو۔ بلکہ یہ دیکھ لیا جائے کہ جو عمارت تیار ہو چکی ہو اسکے مقابلہ میں جو خرچ ہوا ہو آیا وہ خرچ ٹھیک ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا ہو کہ میر عاشق حسین صاحب انجمن کا تقرر بنا بر جانچ حسابات صیفہ تعمیرات منظور ہوا ہو۔ اور اس بارے میں ان سے مرمت ہو رہی ہے۔

(۵) کتب خانہ کا کھاتہ علیحدہ ہونا چاہیئے جس سے کہ تمام آمد و خرچ کتب خانہ کا حساب یکجائی معلوم ہو سکے اسی طرح جو فرد باقیات یعنی محبت کتب خانہ کا تیار ہو اس کے ساتھ تعداد کتب بھی درج ہونا چاہیئے۔ اس کھاتہ میں کتب خانہ کی آمد ہر قسم کی خواہ چندے سے ہو خواہ فروخت کتب سے ہو درج ہونا چاہیئے۔ اخراجات میں تنخواہ ملازمین۔ کرایہ مکان مصارف جلدی بندی خریداری کتب درج ہونا چاہیئے۔

(۶) ناظم صاحب دارالعلوم و مہتمم صاحب صیفہ تعمیرات کا یہ عذر معقول ہے کہ ترتیب حساب کے بارہ میں جس طرح اپنی رائے میں مناسب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح پر حساب کی ترتیب رکھی جاتی ہو۔ ہماری رائے ہو۔ کہ ایک مسودہ دستور العمل حسابات کا تیار کر لیا جائے۔ اور بعد منظوری جلسہ انتظامیہ صیفہ جات تعمیرات و مال کو ہدایت کر دی جائے کہ ان قواعد کے بموجب کتاب حسابات مکمل رکھیں۔

(۷) گوشتوارہ آمد و خرچ کا ماہ باہ رسالہ ندوہ میں بطور ضمیمہ کے شائع ہونا چاہیئے تاکہ عطیہ چنڈہ کو جب جلد اطلاع وصولیابی چنڈہ کی ہوتی رہے۔

کیفیت معائنہ آمد و خرچ ندوۃ العلماء

بجٹ ۱۹۱۵ء کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مستقل آمدنی ندوۃ العلماء کی جن کا مصرت

تعلیم دینی یا دنیوی ہو اس طرح پر ہے۔

- (۱) گرانٹ ان ایڈ یعنی عطیہ گورنمنٹ ممالک متحدہ سالانہ (۶۰۰۰)
- (۲) عطیہ سرکار عالیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا۔ (۳۰۰۰)
- (۳) عطیہ ہر ہائٹس نواب صاحب بہادر ریاست رامپور دام ملکہ (۵۰۰)
- (۴) عطیہ ہر ہائٹس آغا خان بہادر (۵۰۰)
- (۵) عطیہ آرنیل سر راجہ تصدق رسول خان صاحب بدلتھہ دارجاگیر آباد (۶۰۰)
- (۶) آمدنی از وقف شیخ قادر بخش صاحب مرحوم (۱۰۰)
- (۷) کرایہ مکان واقعہ للٹ پور۔ (۱۵)
- (۸) کرایہ مکانات واقع لال باغ لکھنؤ۔ (۳۳۶)

میزان ۱۱۰۵ روپیہ

ان میں سے ہند کی آمدنی جاتی رہی ہو۔ اس لیے کہ مکان فروخت ہو گیا۔ پس مستقل آمدنی سالانہ دس ہزار سات سو پندرہ روپیہ ہوئی اس کے مقابل میں جو خرچ محض تعلیم دینی و دنیوی کا ہوتا ہو۔ وہ اس طرح پر ہے۔

(۱) تنخواہ عہدہ داران تعلیم دنیوی عربی و انگریزی یعنی تنخواہ پرنسپل و پروفیسران و ہڈ ماسٹر

لے اکثر دو سو روپیہ سالانہ آتے ہیں چونکہ اس مرتبہ بھغات آمدنی ہوئی اس لیے یہاں پر صرف اسی قدر درج ہوا اور بقیہ

سورہ پیہ بعد کو آیا ہو۔ لہذا اس کو دو سو سمجھنا چاہیے۔ ناظم ندوۃ العلماء

- وسکت ڈراما سٹرو وغیرہ سالانہ (۹۱۲۰)
- (۲) تنخواہ عمدہ داران صیفہ تعلیم دینی یعنی تنخواہ مفسر فقہہ مکمل وقاری وغیرہ سالانہ (۳۶۶۰)
- (۳) تنخواہ محروچہ پراسیان و پنکھ قلی و سار خراج دفتر (۱۴۴۸)
- (۴) اخراجات متفرقات مثل طبع پرچہ جات امتحان انعام طلبہ سامان نشست و مرمت سامان وغیرہ۔ سالانہ (۱۷۵۲)

میزان (۱۵۹۸) روپیہ

اس سے معلوم ہوا کہ اخراجات تعلیم آمدنی سے بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ کمی چند دن سے پوری کیجاتی ہو چہذریعہ و کلا جلسہ سالانہ جمع ہوتے ہیں۔ مگر ایسی غیر مستقل آمدنی ایک ایسی بڑی اور مفید تعلیم گاہ کے مستقل اخراجات کے واسطے کافی نہیں۔ فقط۔

دستخط

سید عبدالباقی رحبڑار مدرسہ العلوم علیکڈھ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

مجھے عام طور پر اس رے سے اتفاق ہے لیکن صیفہ تعمیرات کے مصارف کا ہم لوگ مطلق اطمینان نہیں کر سکے اور جس حساب کی سالانہ تنقیح یعنی آوٹ نہ ہو اس پر رے قائم کرنا خلاف عقل ہے۔

دستخط

نظام الدین حسن
متح حسابات ندوۃ العلماء

نقل معائنہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

بعالیٰ خدمت جناب لجنہ آفتاب محمد خان صاحب زیری جانشین سکرٹری کانفرنس

جناب والا۔

حسب ارشاد میں نے معیت جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب بی اے بی ایل
سید عبد الباقی صاحب ایم اے ممبران سنٹرل انسٹیتوٹ آف انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس
دارالعلوم ندوۃ العلماء کا ۱۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو معائنہ کیا۔

مقصد یہ دارالعلوم انجمن ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں سولہ سال سے قائم ہے۔ اور اس رسد گاہ
کا مقصد علوم عربیہ متداولہ کے ساتھ ساتھ مسلمان طلباء کو انگریزی تعلیم دینا ہے۔

درجہ بندی لحاظ درجہ بندی دارالعلوم آٹھ جماعتوں میں منقسم ہے۔ ہر جماعت میں طلباء ایک
سال تعلیم پڑھتے ہیں اور اس طرح آٹھ سال میں درجہ علوم عربیہ کا نصاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی
طلباء میں انگریزی اسکولوں کی آٹھویں جماعت کی معیار تک انگریزی اور ریاضی کی لیاقت
پیدا ہو جاتی ہے اس جماعت بندی کی ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ یہ جماعت بندی صرف عربی تعلیم
ہی کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ انگریزی تعلیم کے لحاظ سے بھی یہی جماعت بندی کارآمد ہے۔ جماعت
بندی کی اس کیسینت سے جماعت بندی کے جو فوائد ہیں وہ اس درس گاہ کو بآسانی حاصل
ہیں مگر دوران سال میں بعض مستثنیات بھی پیش آجاتے ہیں مثلاً ایک جدید امیدوار داخلہ
جو عربی لیاقت کے اعتبار سے چھٹی ساتویں جماعت میں شامل ہونے کے قابل ہے۔ انگریزی
اور حساب سے ناواقف ہوتا ہے ایسے بیرونی امیدوار دن کے لیے ایک اپشیل (مخصوص انتظام)
موجود ہے۔ وہ یہ کہ جو طالب العلم اپنی عربی جماعت کے ساتھ انگریزی نہیں پڑھ سکتا اس کو وہ

انگریزی ماسٹر تعلیم دیتا ہے جو اس گھنٹے میں فارغ ہو یعنی ٹائم ٹیبل میں اُس کا وقت خالی ہو، ایسی مثالیں بہت کم ہیں۔ اور موجودہ اساتذہ اس انتظام کو بغیر وقت کے چلا سکتا ہے۔ ایک زبان کی واقفیت دوسری زبان کے سیکھنے میں بہت کارآمد ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ موقع پر جانچ سے معلوم ہوا دارالعلوم کے طلباء اوسط رفتار کی بنسبت انگریزی میں ضروری واقفیت جلد پیدا کر لیتے ہیں کسی کسی جماعت میں ایک یا دو طالب العلم انگریزی سے مستثنیٰ ہیں۔

اوقات تعلیم روزانہ اوقات تعلیم ۴۵-۴۵ منٹ کے چھ پیریڈ (period) پر منقسم ہیں، ان میں سے چار پیریڈ روزانہ عربی تعلیم کے لیے محفوظ ہیں اور دو پیریڈ روزانہ انگریزی دریاہ کی تعلیم کے واسطے قرار دیے ہیں۔ چونکہ آٹھ جماعتوں کیلئے عربی کے آٹھ استاد انگریزی کے چار ماسٹر ہیں اسلئے معمولاً ہر ماسٹر کو چار پیریڈ کام کرنا پڑتا ہے جو خاص حالت میں انگریزی کے استاد خالی اوقات میں اُن طلباء کو پڑھاتے ہیں۔ جو درجہ بندی میں شامل نہیں ہو سکتے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

تعلیم معیار انگریزی اور حساب دوسری جماعت سے سکھانا شروع ہوتا ہے۔ آٹھویں جماعت میں ایک طرف عربی کا مقررہ نصاب ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف انگریزی و ریاضی میں انگریزی مڈل کے معیار کی قابلیت طلبہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اب تک انگریزی کے ساتھ صرف حساب (اتھمیٹک) کی تعلیم کا اہتمام تھا۔ مگر اب اتھمیٹک کے علاوہ الجبرا اور اقلیدس کی تعلیم کا نہایت مفید اضافہ کر دیا گیا ہے۔ آٹھویں جماعت کے بعد علوم عربیہ میں اعلیٰ دستگاہ حاصل کرنے کی غرض سے ایک ایک درجہ تکمیل کا بھی قائم ہوا اور طلباء کو اختیار ہے کہ وہ تکمیل علوم عربیہ کے ساتھ ساتھ دو سال کے دوران میں انگریزی ریاضی اور تاریخ جغرافیہ میں انٹرنس (بینرک) کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں ایسی تیاری بجاظا اسباب موجودہ کوئی مشکل

کام نہیں ہے،

اس معائنہ میں خاص کردار العلوم کے حساب کی پرتال عام حالت کی دیکھ
نشا، معائنہ بھال اور انگریزی تعلیم کی جانچ مد نظر تھی۔

چنانچہ حسابات کے متعلق رپورٹ جدا گانہ پیش کی جاتی ہے۔ بحیثیت موجودہ در سگاہ
کی حالت قابل اطمینان نظر آئی یہ دارالعلوم قوم کی مفید خدمت انجام دے رہا ہے۔ اسوقت نشر
طلباء حسب ذیل دارالعلوم میں زیر تعلیم ہیں۔

نام درجہ	تعداد طلبہ درجہ رجسٹر	تعداد طلبہ حاضر وقت معائنہ	نام درجہ	تعداد طلبہ درجہ رجسٹر	تعداد طلبہ حاضر وقت معائنہ
اول	۷	۵	پنجم	۹	۸
دوم	۸	۵	ششم	۱۰	۸
سوم	۱۰	۹	ہفتم	۷	۷
چارم	۱۳	۸	ہشتم	۶	۶

درجہ تکمیل میں اسوقت صرف ایک طالب العلم مولوی محمد اکرم صاحب ہیں اور
ایک طالب العلم (احمد اللہ صاحب) صرف ادب پڑھنے کی غرض سے دارالعلوم میں داخل
ہیں۔ افسوس ہو کہ درجہ تکمیل اور درجہ ہشتم میں اسوقت کوئی انگریزی خوان طالب علم
نہ تھے۔ امید ہے کہ آئندہ امتحان کے بعد درجہ دار ترقی کے موقع پر یہ ناگوار کمی رفع ہو جائے گی
ساتویں جماعت کا انگریزی میں مین نے امتحان لیا طلباء چھوٹے بڑے فقروں کا انگریزی میں
بہت اچھا ترجمہ کرتے تھے اور عربی زبان کی کافی واقفیت کا یہ نتیجہ پایا کہ قرآن سے اشارہ پر
طلباء اپنی غلطی پر خود ہی متنبہ ہو جاتے تھے اور خود ہی اپنی غلطی کی فوراً اصلاح کرتے تھے۔
انگریزی میں ساتویں جماعت کے طلباء کی لیاقت انگریزی اسکولوں کی ساتویں جماعت کے

طلبا کی اوسط لیاقت سے کم نہ تھی باقی ماندہ سب جماعتوں کا بھی مین نے انگریزی و ریاضی میں امتحان لیا۔ طلبا سے انگریزی کتاب پڑھوا کر سنی۔ انگریزی سے اُردو ترجمہ میں طلبا بالکل بے تکلف تھے۔ البتہ اُردو فقروں کے انگریزی ترجمہ کرنے کا ربط نسبتاً کم پایا گیا۔ گرامر (صرف) نحو اور بارزنگ (ترکیب نحوی) طلبا کو اچھی طرح سمجھانی گئی ہو، انگریزی کتاب پڑھنے کا لہجہ اصلاح طلبے انگریزی کتاب پڑھے اور بولنے کے لہجہ میں کوئی تفاوت نہ ہونا چاہیئے، حساب الجبر اور اقلیدس کی طرف طلبا کی کافی توجہ پائی گئی سوالوں کے جواب قریب قریب سب نے صحیح بتلائے الجبر اور اقلیدس کی ابھی ابتدا ہوئی ہو مگر طلبا کو ان نئے مضمونوں سے پوری دلچسپی ہو مین نے اقلیدس الجبر کے متعلق سوالات تختہ سیاہ پر طلبا سے حل کر لئے کلیات اخذ کر لئے جن کو طلبا نے آسانی سے بتلایا اور انگریزی زبان میں اپنے بتلانے ہوئے کلیات کو ادا کیا اور یہ اچھی خاصی ”تعریفات تھین۔ اس تفصیل سے صرف یہ مقصد ہو کہ اس دارالعلوم میں انگریزی اساتذہ کے زیر تعلیم طلبا معمولی اسکولوں کے طلبا سے لحاظ استعداد بہتر پائے گئے۔

دارالعلوم چونکہ خاص قسم کی اسلامی درسگاہ ہے اور دارالعلوم ریگانڈ نینین ہر اسکا مقصد بھی خاص ہو اس لیے وہ سرشتہ تعلیم قواعد کی پوری پابندی نہیں کر سکتا لہذا وہ مروجہ معنوں میں ریگانڈ (Recognised) نہیں ہو یا این ہمہ دارالعلوم کو گورنمنٹ سے معقول امداد ملتی ہو اور اس طرح یہ دارالعلوم ایک (مانوی) کانگرسڈ ایڈوانسی ٹیوشن ہو

طلبا سے کسی قسم کی تعلیمی فیس نہیں لی جاتی بلکہ حاجت مند طلبا کو اچھ چھوڑے تعلیمی فیس ماہوار کی شرح سے اس وقت بیس امدادی وظائف دیئے جاتے ہیں جو ان کی

خوراک کے لیے باورچی خانہ کی آمدنی میں براہ راست جمع ہو جاتے ہیں۔

عمارت دارالعلوم دارالعلوم ایک اقامتی درسگاہ ہے یعنی طلباء کو دارالعلوم کے پورے دن عمارت دارالعلوم ہوس میں مقیم رہتے ہیں کچھ عرصہ قبل انجمن مذہبہ اور دارالعلوم دونوں

کرایہ کے مکانوں میں تھے۔ اب مذہبہ کی اپنی عمارت کے بعض حصے تیار ہو چکے ہیں اور دارالعلوم اپنی ذاتی عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ مذہبہ کی عمارت نہایت شاندار پائیدار تیار ہو رہی ہے۔ اس کے گرد و پیش فرحت بخش مناظر ہیں عدم تکلیف تعمیر کی وجہ سے ہنوز گنجائش کم ہے بہت سے کمرے ہنوز ناتمام ہیں۔ لہذا طلباء آرام سے نہیں رہ سکتے۔ اور تعلیم کے اوقات میں تعمیر کا سلسلہ روزمرہ جاری رہنے سے بوجہ شور و غل تعلیم میں بھی ضرور ارجح ہوتا ہو قلت فنڈ کی وجہ سے باقی ماندہ تعمیر کی رفتار سست ہو اور سخت ضرورت ہے کہ اکابر قوم یا کوئی مہربان تعلیم معقول مالی امداد دیکر مذہبہ کی شاندار عمارت کو جلد مکمل کرنے کا انتظام کریں۔

فرنیچر دارالعلوم کے فرنیچر میں ۱۹ کرسیاں ۲۲ بچے کے لیے ڈیسک اور نو سادہ ٹیبلین اور چھ میزین شامل ہیں بچے اور کرسیاں موجودہ ضرورت کے لیے کافی ہیں گرجا عتوں اور دفاتر کے لیے کم سے چار میزوں کی اسوقت اور ضرورت ہے۔

تعلیمی سامان تعلیمی سامان میں صرف پانچ بیگ بورڈ (تختہ سیاہ) ہیں اور کچھ نہیں چوکنے ماہرین فن تعلیم کا قول ہے کہ (تختہ سیاہ ہی) ہر درسگاہ کی روح رواں ہوتا ہے۔

اس لیے کم سے کم ہر جماعت کے لیے ایک ایک تختہ سیاہ ہونا لازمی ہے جو ہر وقت جماعت میں موجود رہے۔ دوران تعلیم میں بیگ بورڈ (تختہ سیاہ) کے استعمال پر بہت اصرار رکھنا چاہیے۔

۱۔ میز پر جب ضرورت بعد صائے پوری کوئی گئیں۔

۲۔ اسوقت بیگ بورڈ (تختہ سیاہ) ۱۰ ہیں یعنی ہر جماعت میں ایک تختہ موجود ہے جو کسی سائنس کے لیے پوری کر دیتی ہے۔

اور گوجرافیہ تاریخ کی تعلیم باقاعدہ نصاب میں داخل نہیں ہو مگر عالم کے روزمرہ کے افعات سے طلباء کو آگاہ کرتے رہنا تعلیمی اساتذہ کا فرض ہو اور اس فرض کے ادا کرنے کے لیے نقشہ بنکا استعمال ناگزیر ہو۔ طلباء کو جغرافیہ سے آشنا کرنے کی غرض سے جغرافیائی اصطلاحات کا نقشہ دینا کا اور پانچون بڑے علم کے نقشے دارالعلوم میں ہونا ضروری ہیں۔

کتاب: دارالعلوم کے متعلق ایک نہایت قیمتی کتب خانہ ہے جو بوجہ عدم تکمیل عمارت دارالعلوم ابھی شہر میں ہے۔ لہذا اس کے معائنہ کا موقعہ نہیں ملا۔ کتب خانہ سے اساتذہ اور طلباء پورے طور پر اس وقت مستفید ہو سکیں گے جب کہ کتب خانہ دارالعلوم کی جدید عمارت میں منتقل ہو جائے۔

رہبر: دارالعلوم میں حسب ذیل رہبر ملاحظہ ہوتے ہیں (۱) رہبر داخلہ (۲) عام رہبر حاضری رہبر طلباء (۳) جماعت دار رہبر حاضری طلباء (۴) رہبر نتائج امتحانات (۵) آرڈر بک جمین مہتمم صاحب (پرنسپل) کی طرف سے احکام و ہدایات درج ہوتے ہیں (۶) اسی طرح آرڈر بک ڈیپارٹمنٹ صاحب کی جدا گانہ ہے (۷) رہبر برآورد تنخواہ ملازمین (۸) رہبر تقسیم تنخواہ (۹) رہبر نقل و درخواست ہائے رخصت مدرسین مع نقل احکام (۱۰) رہبر معائنہ (۱۱) رہبر خط کتابت (۱۲) اسٹاک بک رہبر حاضری اساتذہ کے اضافہ کی ضرورت ہے جو پرنسپل صاحب اور ڈیپارٹمنٹ صاحب کے کمرے میں رہیں اور اسمین اساتذہ کو وقت آمد اور وقت رخصت روزانہ درج کرنا چاہیے اور اس رہبر کی پرنسپل صاحب اور ڈیپارٹمنٹ صاحب روزانہ گزرا فرمایا کریں۔ رہبر داخلہ میں تاریخ ہائے داخلہ ۱۲۹۷ء سے توضیح طور پر درج ہیں مگر اس سے پیشتر تاریخوں کی

۱۲۹۷ء جبکہ اس وقت تک مدارالعلوم زیر تعمیر ہونے لگا ہے اور ہر مہینہ میں نقشہ کے خراب ہونیکا احتمال تھا اس واسطے نقشہ نہیں لکھائے گئے۔ بعد تکمیل عمارت کے اسکا انتظام کر دیا جائے گا۔ ۵۲ رہبر حاضری مدرسین موجود ہے

تقدیم و تاضیر کا سلسلہ درہم برہم ہو۔ رجسٹر حاضری میں ایک جگہ رجسٹر کو چاقو سے چھیل گیا ہے یہ عمل ہرگز
 رور کھنے کے قابل نہیں رجسٹر خست میں کہیں کہیں ہندسہ بدلا گیا ہے یہ جائز نہیں۔ ہندسہ یا
 رقم کو پھیلنے یا بدلنے کے بجائے سرخی سے کاٹ کر مطاوبہ ہندسہ یا رقم لکھنا چاہیے اور تبدیلی کے مقام
 پر مختصر دستخط افسر ذمہ دار کے ہونے چاہئیں۔ رجسٹر قیہ امتحانات سالانہ عین سال ہفتہ کے طلباء
 کو رعایتی ترقی دینا درج ہو لیکن اگر یہ رعایت بے وجہ تھی تو بے عمل استعمال ہوئی اور اگر اسکی
 کوئی وجہ تھی تو درج ہونی چاہیے تھی رجسٹر حاضری جماعت دار ناقص ہو اس میں ہر طالب علم
 کے نام کی سامنے کئی کئی حاضریوں کے اندراج کی جگہ چھوٹی ہوئی ہو تاکہ ایک ہی رجسٹر میں
 کئی استاد ایک درجہ کے طلباء کی حاضری درج کر سکیں مگر اس سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ کس
 استاد کے وقت میں فلاں فلاں طالب علم غیر حاضر رہے۔ لہذا رجسٹر حاضری ہر جماعت کے
 متعلق ہر استاد کے علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔

دارالعلوم کا اسٹاف حسب ذیل ہے

نمبر شمار	نام	عہدہ	یہ سال	تجربہ	تخوہ	کیفیت
۱	مولوی طاہر صاحب یونیدی	فقیہ اول	مازہ تقریر ہوا	-	۱	مہتمم دارالعلوم دہلی کی جگہ ملی ہو فقیہ اول انچارج ہیں
۲	مولوی شفیق محمد صاحب عرب	ادیب	پانچ سال	۵۵ سال	۱۰	بہوپال میں درس دیکھ چکے ہیں
۳	مولوی سید علی زینبی صاحب	نائب دیب	۱۰ سال	۶۰ سال	۱۰	
۴	مولوی شبلی صاحب	فقیہ دوم	۱۰ سال	۷۰ سال	۱۰	
۵	مولوی محمد یوسف صاحب نصاری	درس	۴ سال	۷۰ سال	۱۰	سبقتہ درجہ تکمیل فزودہ اعلا
۶	مولوی محمد یوسف صاحب	لوس منظر لکھ	۱۰ سال	۶۰ سال	۱۰	" " "

نمبر شمار	نام	عہدہ	میعاد ملازمت	عمر تخمیناً	متخواہ	کیفیت
۷	مولوی فضل الرحمن صاحب	مدرسہ صحت و نحو	۱۰ سال	۶۰ سال	۷۵	فارغ التحصیل مذکورہ اعلیٰ
۸	مولوی محمد صفدر علی صاحب	مدرسہ فارسی	ایک سال	۶۰ سال	۷۵	
۹	مستر وحید حسن حسینی ایل ٹی	ہڈ ماسٹر	جدید تقرر	۲۵ سال	۷۵	فریڈرک پورٹ ہین بی بی ٹی ٹیچرین ٹیچر ریچے ہین۔ گریمبوراٹ ہین۔
۱۰	مستر محمد ظہیر صاحب بی اے	سکنڈ ماسٹر	"	۲۳ سال	۷۵	
۱۱	مستر محمد امین احمد صاحب	تھرڈ ماسٹر	"	۲۷ سال	۷۵	انگریزی میں پینشن سکول میں ٹیچر ہارن میں پینشن سکول میں ٹیچر ہوش پور میں پینشن سکول میں ٹیچر
۱۲	مستر عبد الجلیل صاحب	فورٹھ ماسٹر	۱۰ سال	۲۵ سال	۷۵	

دارالعلوم کی موجودہ ضرورت کے لیے ایسٹاف کافی ہو البتہ انتظامی امور کی کافی مقررانی کے لیے مہتمم کا عہدہ جس قدر جلد پُر ہو سکے بہتر ہو گا۔ درجہ تکمیل کے طلباء اگر آئندہ انٹر میڈ کی تیاری کرنا چاہیں گے تو اس حالت میں انگریزی اسٹاف میں اضافہ کی ضرورت ہوگی۔

نتائج امتحان ۱۹۱۳ء کے سالانہ امتحان کے وقت، طلباء درجہ چہتر تھے، شرکاء امتحان ہوئے اور منجملہ ۱۷ کے ۱۵ امیدوار کامیاب ہوئے، فیصدی کامیابی کی شرح بری نہیں ہے مگر اس میں ترقی کی بہت گنجائش ہے جو طلباء شرکاء امتحان نہوں ان کو ترقی درجہ سے محروم رہنا چاہیئے نیز درجہ کی ترقی کے لیے انگریزی و ریاضی میں کامیابی کی شرط لازمی ہونا چاہیئے درجہ جماعت بندی پر نکتہ دارالعلوم کے مقصد پر پُر اثر پڑے گا۔

دارالعلوم کے طلباء کی کھیلے ہیں اور کھیل کے وقت اساتذہ میں سے ایک صاحب درجہ تکمیل بالاتزام نگران ہوتے ہیں۔

طلباء کی سوسائٹی طلباء کی ایسے سبھی موسموں پر اصلاح قائم ہو جس میں مباحثے اور تقریریں ملتے ہیں کامیابی جب ہی ہوتی ہے جب کہ انگریزی و ریاضی کے نمبر بھی قابل کامیابی ہوں اس کا التزام ہمیشہ سے ہو۔

ہوتی ہیں۔ اس سوسائٹی کا ایک اپنا مختصر سا کتب خانہ موسوم بہ "دارالمعارف" ہے جس میں اخبارات بھی آتے ہیں۔

قیام فیس طعام
دارالعلوم سے ملتی بورڈنگ ہوس میں طلباء مقیم ہیں رہنے کا طریقہ سہرا اور پسندیدہ پایا گیا۔ ڈسپلن کی حالت قابل اطمینان ہے طلباء کو جماعت اور سہرا **ڈسپلن** اور قیام گاہ میں برابر مودب پایا استادوں کا ان پر خاص اثر ہے۔ ہر طالب علم سے کھانے کی فیس (پیر) ماہوار لی جاتی ہے جس کے عوض کھانے کے علاوہ طلباء کو روشنی بھی دی جاتی ہے مصارفِ ظروف بھی اسی میں شامل ہیں کھانے کا انتظام بورڈنگ ہوس کی طرف سے ہوتا ہے اور دو وقتہ طلباء کو گوشت روٹی اور دال ملتی ہے کبھی کبھی چاول بھی دیے جاتے ہیں احتجاجاً کھانا منگا کر دیکھا گیا اس میں کوئی نقص نہ تھا بورڈنگ ہوس میں ایک استاد مستقل طور پر سکونت پذیر ہیں مگر ضرورت ہے کہ ایک مولوی اور ایک ماسٹر بورڈنگ ہوس میں رہیں تاکہ مطالعہ کے وقت طلباء کو عربی اور انگریزی فونٹا نوٹ میں کیساں مدد مل سکے۔

نصاب تعلیم
عربی نصاب اس وقت زیر بحث نہیں۔ انگریزی نصاب مجوزہ ہڈ ماسٹر صاحب اس وقت ملاحظہ ہوا۔ اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے ہر درجہ کے لئے ایک ریڈر صرف نحو عبارت نویسی اور ریاضی کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ اور نصاب انگریزی اسکولوں کے مڈل کلاس کے معیار تک طلباء کو انگریزی اور ریاضی کی تعلیم دینا ہے مگر دارالعلوم کے خاص حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے انگریزی تعلیم کی کامیابی کا دار و مدار استاد کی شخصی قابلیت اور سوز و نیت پر ہے طلباء کی عربی استعداد سے بہت کچھ نفع اٹھایا جاسکتا ہے ہڈ ماسٹر صاحب کے نصاب کا علمی تجربہ جب تک کم سے کم سال بھر تک نہ ہوئے کوئی کارآمد رائے اُس کے متعلق نہیں دی جاسکتی۔

طبعی امداد افسوس ہے کہ دارالافتاء میں طلباء کی واسطے کوئی طبی امداد کا طریقہ معین نہیں ہے کچھ نہ کچھ

انتظام فوری ضرورتوں کے لیے ہونا ضروری ہو۔

مشورے اور ہدایا مگر انگریزی کا استاد وارٹام ٹیل مرتب نہ تھا پرنسپل صاحب کے فتر میں عربی تعلیم کا درجہ دار اور استاد وارٹام ٹیل اور وارٹام ٹیل مکمل آدیزان رہنے چاہیں اس طرح انگریزی تعلیم کا مکمل نصاب اور وارٹام ٹیل پڑاٹر صاحب کے کمرہ میں آدیزان ہونا ضروری ہو۔ اور ہر درجہ میں اس درجہ کا سال بھر کا نصاب تعلیم اور ہفتہ بھر کے سبقوں کی تقسیم معہ استاد دیکھے ناموں کے آدیزان رہے تاکہ ہر شخص کو داخلہ کے وقت یہ معلوم ہو سکے کہ اس کلاس میں اس وقت کون سے استاد کو کیا مضمون پڑھانا ہے۔

کارنامہ اس صوبہ کے سرشتہ تعلیم کے زیر ہدایت انگریزی مدرسین میں ڈائریان (روزنامہ) مرنج میں۔ یہ روزنامہ ہر کتاب کے لیے استاد کو علیحدہ علیحدہ رکھنا پڑتا ہو اس روزنامہ کے شروع میں ہر مدرس کو لکھنا پڑتا ہو کہ وہ اس کتاب کو کیونکر پڑھائے گا (اپنا طریقہ تعلیم مرنج کرنا ہوتا ہو) نیز یہ لکھنا ہوتا ہو کہ فلاں ہفتہ میں میں اس قدر سبق فلاں صفحہ سے فلاں صفحہ تک ہوئے یہ روزنامہ نہایت مفید ثابت ہوا ہو یہ گویا استاد کا کارنامہ ہے جس سے روزانہ درسوں کا پتہ معلوم ہو سکتا ہو پڑاٹر صاحب اگر یہ ڈائریان دارالعلوم استاد کیلئے خریدیں اور انکی خانہ پوری کی خوب نگرانی رکھیں تو استادہ میں جیستی تعلیم میں نیا نئی محسوس ہوگی سرکاری انسپکٹر کے معائنہ کے وقت یہ روزنامہ اس کے پورے اطمینان اور خوشنودی کا باعث ہونگے۔

سرکاری اسکولوں میں ہر استاد کو ہر کتاب کے متعلق ایک نوٹ بک بھی رکھنی ہوتی ہے جس میں روزانہ اسباق کی مشکلات کا حل مرنج ہوتا ہو (مثلاً مشکل الفاظ عبارات اور محاورات کے معنی وغیرہ) یہ نوٹ بک استاد کی تیاری کی علامت ہو کہ اُس نے درس کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہو کچھ اس نوٹ بک میں مرنج ہوتا ہو استاد موقعہ موقعہ پر تجتہ سیاہ لکھتا ہو اور طلبا اپنی اپنی کاپیوں میں وہ بہت کچھ نقل کر لیتے ہیں اس طرح طلبا کی کاپیوں میں گویا استاد کی نوٹ بک خود بخود نقل ہو جاتی ہے

ایسا کرنے سے اُستاد کو وقت پر سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی انگریزی مٹرون کو ایسی نوٹ بک ضرور رکھنا چاہیے۔

ہڈ ماسٹر صاحب کو ایک کانفیڈنشل نوٹ بک (لاگ بک) رکھنا بہتر ہو۔ ہڈ ماسٹر کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرصت کے گھنٹہ میں دوسری جماعتوں میں جا کر ماسٹر فکا طرز تعلیم جانچتا رہے اور ان کی کارروائی زیر نظر رکھے ایسے معاینوں کے وقت جو نقائص نظر آئیں ان کو کلاس میں بر ملا ظاہر نہ کیا جائے بلکہ جو کچھ ہدایات کرنے کی ہو اس نوٹ بک میں درج کر کے اُستاد تعلق کے پاس بھیج دینا چاہیے تاکہ وہ دیکھ کر دستخط اعلیٰ عیانی کرنے پر عملی طریقہ ہو اساتذہ کو فن تعلیم کی تربیت دینے کا جو تکہ ہڈ ماسٹر صاحب ر العلوم ٹرینیٹ اور سند یافتہ ہیں وہ اساتذہ اور دارالعلوم کو اس طریقہ سے بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

دستخط

ادریس احمد

۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء

۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء روز پنجشنبہ

عام طور پر مجھ کو رے مذکورہ صدر سے بالکل اتفاق ہے لیکن پرنسپل یعنی مدرس اعلیٰ موجودہ تھے اور ہڈ ماسٹر یعنی افسر مدرسین اُس روز بھی تشریف لائے تھے لہذا انتظام موجودہ کی نسبت میں رے قائم نہ کر سکا کارنامہ مدرسین روزانہ مرتب ہوا اور سالانہ و سہ ماہی امتحانات کے نتائج ہر درجہ کے معائنہ کو رے جانین تو نسبت تعلیم کی رے قائم کرنا آسان ہو۔

دستخط

نظام الدین حسن

منہج تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نقل خط نوشتہ آذیری جائنٹ سکرٹری کانفرنس

بسم
میر عسبل صاحب فنانشل سکرٹری بھوپال

جناب سن تسلیم۔

جناب کے والا نامہ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۵۷ء کے ذریعے سے سرکار عالیہ مدظلہا العالی نے کارگزاران آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کو جو بدایت اُن قومی تعلیم گاہوں کے معائنہ کے متعلق فرمائی تھی جنگو سرکار عالیہ کے خزانے سے مالی امداد ملتی ہو اسکی تعمیل میں جو کچھ کیا گیا اُسکو ذیل میں عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جس زمانے میں سرکار عالیہ کا نہ کو الیہ صد حکمنامہ پہنچا تھا جو کہ اسوقت مذوۃ العلماء لکھنؤ کے معاملات خاص توجہ کے مستحق تھے اس لیے اول اُس کے معائنہ کا انتظام کیا گیا پچانچہ کانفرنس کی طرف سے صحاب ذیل اس خدمت کے لیے مقرر کیے گئے۔

(۱) جناب والا مولوی نظام الدین حسن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ وکیل لکھنؤ۔

(۲) جناب سید عبدالباقی صاحب رجسٹرار محمدن کالج علی گڑھ۔

(۳) جناب مولوی ادریس احمد صاحب بی۔ اے۔ پرنٹنگ و فوٹو پریس۔

ہر صاحبان نے ۱۲۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو بمقام لکھنؤ معائنہ کیا۔ اسوقت صرف تین امور کے متعلق جانچ کی گئی۔ حسابات انگریزی تعلیم اور عالم حالت۔ حسابات کے متعلق

سید عبدالباقی صاحب نے مفصل رپورٹ مرتب کی ہو اور انگریزی تعلیم اور عام حالت کی نسبت مولوی
ادیس احمد صاحب نے رپورٹ تحریر کی ہو ان دونوں رپورٹوں پر جناب والا مولوی نظام الدین حسین
نے اپنے نوٹ تحریر فرمائے ہیں دونوں رپورٹوں اور مولوی صاحب موصوف کے نوٹوں کی
صحیح نقول ہم رشتہ عریضہ ہذا میں اور اصل دفتر میں موجود ہیں۔

حسابات اور انگریزی تعلیم اور عام حالت کے متعلق چونکہ مذکورہ بالا رپورٹوں میں ایک
حد تک مفصل کیفیت موجود ہے اس لئے مجبوراً زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ چند امور
کی نسبت اپنی رائے کو ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

بعد پوری جانچ کے مذکورہ حسابات کی نسبت رجسٹرار صاحب نے عام طور پر اپنا اطمینان ظاہر
فرمایا ہے اور مولوی نظام الدین حسن صاحب نے اتفاق کیا ہے جو جزوی اور فروعی فروگزاشتیں
پائی گئیں۔ ان کی نسبت رجسٹرار صاحب نے ضروری مشورے دیے ہیں۔ امید ہے کہ ان پر توجہ ہوگی
اس سے پیشتر مذکورہ علماء کے حسابات کا معائنہ اس زمانہ کے آؤٹ کے طریقوں کے مطابق نہیں ہو سکتا
اس قسم کی فروگزاشتوں کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر حسابات کی عام حالت رجسٹرار صاحب کی
رپورٹ سے بالکل قابل اطمینان پائی جاتی ہے البتہ تعمیرات کے حسابات کا معائنہ نہیں کرایا گیا اس کی
نسبت رجسٹرار صاحب اور مولوی نظام الدین حسن صاحب دونوں نے اپنی رپورٹوں میں نوٹ کیا ہے
تعمیرات کے فنڈ میں جب قدر روپیہ موجود ہونا چاہیے اس کی نسبت رجسٹرار صاحب کو جانچ نہیں لگائی گئی
یعنی جہاں کہیں روپیہ جمع ہو اس کی رسید وغیرہ نہیں دکھلائی گئی معائنہ کے بعد میں نے ناظم صاحب
اور معتمد صاحب کو لکھی بار لکھا کہ جس شکل میں اور جس جگہ روپیہ جمع ہو اس کی نسبت حسب قاعدہ رسید
وغیرہ کا حوالہ دیا جائے جو آخری خط ناظم صاحب کا آیا اس کے ساتھ بھیجے ہوئے حسابات کی ایک
نقل موصول ہوئی مطبوعہ حسابات کے موافق تعمیرات کی مدین مطابق باقی دکھلائے گئے ہیں

ناظم صاحب نے تحریر فرمایا ہو کہ یہ رقم بنک آف بنگال میں زندہ بلڈنگ کاؤنٹ کے نام سے مولوی
 احتشام علی صاحب کی معرفت جمع ہو۔ بنک میں جو روپیہ جمع ہوتا ہو اُس کے متعلق رسید یا پاس
 جمع کرنے والے کے پاس رہتی ہو ایسی حالت میں ذمہ دار افسران کو چاہیئے تھا کہ معائنہ کے وقت
 اس قسم کی رسید یا پاس کے جسٹرا صاحب کو دکھلاتے کم از کم یہ ضرور چاہیئے تھا کہ معائنہ کے بعد
 جب کئی مرتبہ اس رقم کی بابت دریافت کیا گیا تو بنک کا اس مضمون کا خط کہ اسقدر روپیہ فلان
 مدین جمع ہو بھیجا جاتا جیسا کہ ناظم صاحب نے اطلاع دی ہو کہ یہ رقم بنک میں جمع ہو۔ ہوگی۔ لیکن
 چونکہ کانفرنس کے معائنہ کے وقت یا اُس کے بعد اس وقت تک کوئی ایسا کاغذ نہیں دکھلایا گیا
 جو آؤٹ میں قابلِ زیرِ رائی ہو اس لئے موجودہ اطلاع کی حالت میں حسابات کے اس حصہ کی نسبت
 اس معائنہ میں کوئی قطعی رائے نہیں دی جاسکتی حسابات کی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ مذہ کی مستقل
 آمدنی نہ لے لے ہے اور خرچ لے لے ہے اس سے ظاہر ہو کہ ایک اول درجے کے انی سکول کی حقیقت
 آمدنی ہونا چاہیئے اسقدر بھی اس قومی دارالعلوم کی مستقل آمدنی نہیں ہو اور حقیقت آمدنی ہو اس سے
 خرچ زیادہ ہو جو چند فنکے ذریعہ سے پورا کیا جاتا ہو اس میں یہ امر بھی خاص توجہ کے لائق ہو کہ اس آمدنی میں
 سب سے بڑی رقم گورنمنٹ عالیہ کی ہو اور اس کے بعد سرکار عالیہ کی یعنی چھ ہزار گورنمنٹ کی اور تین ہزار
 سرکار عالیہ کی اگر ان رقوم کو علیحدہ کر دیا جائے۔

توصرت دو ہزار اکیاون روپیہ رہ جاتے ہیں۔ باقی دو ہزار کی رقم میں پانچ سو ہزار اسی سو روپیہ
 راسپو کی اور پانچ سو ہزار اسی سو روپیہ آغا خان صاحب کی اور چھ سو راجہ سرتصدق رسول خان صاحب کی یعنی سو سو روپیہ
 ہیں۔ اس سے ظاہر ہو کہ مذہ العلماء میں جو کچھ مستقل آمدنی ہو وہ صرف گورنمنٹ روٹروا اور تعلقات کی بہت
 ورنہ کچھ بھی نہیں جو بزرگ اس قومی دارالعلوم کے قدردان اور ہی خواہ ہیں۔ یہ امر اور حالت انکی خاص توجہ کے قابل ہو
 تعلیمی اور انتظامی حالت کے متعلق مولوی ادیس احمد صاحب نے مفصل رپورٹ مرتب کی ہو

جو قابل ملاحظہ ہوا سہین اول یہ امر قابل کا ظاہر کہ کتب خانہ دارالعلوم سے دور فاصلہ پر شہر میں ہی دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ درجہ تکمیل میں صرف ایک طالب علم ہی اور تیسری چیز جو قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ طلبہ کے علاج کے لیے کوئی مستقل انتظام نہیں ہو لیکن تحقیقات پر غالباً معلوم ہو گا کہ سب بڑی وجہ ان نقائص کی یہ ہے کہ آمدنی کافی نہیں ہے۔

سرکار عالیہ کے تعمیل ارشاد میں کانفرنس سے موجودہ حالت میں جو کچھ ہو گا وہ کیا گیا جو کچھ حالت ہو اس کی کاغذ سے اس کی اشد ضرورت ہے کہ مدۃ العلماء کی مالی امداد کی جائے اور چند لائق اور ملکر کام کر نیوے قومی خادم لکھنؤ میں رکھ کر اس مقصد کی تکمیل میں ساعی اور مصروف ہوں۔ فقط
و دستخط

آفتاب احمد

نقل مراسلہ جناب شیخ سید منصب علی صاحب فنانشل سکرٹری ریاست بھوپال

موصولہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۵ء

منجانب منصب علی فنانشل سکرٹری ریاست بھوپال

بخدمت ناظم صاحب مدۃ العلماء

جناب من۔ السلام علیکم بجاواب مراسلہ سامی مورخہ ۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۴ء گزاریش ہے کہ جو عظیم

چندہ یا بت دارالعلوم مدۃ العلماء ریاست ہذا سے دیا جاتا تھا اور تا اصلاح بند کر دیا گیا تھا بدستور جاری کر دیا گیا ہے دفتر محاسبی کو اجراء اور سال چندہ مقررہ کی نسبت ہدایت کر گئی ہے وصول فرما کر سید مطلع فرمائے۔

جناب کا خیر اندیش

منصب علی فنانشل سکرٹری۔

دوسرا اجلاس

۴۔ اپریل یوم یکشنبہ کو حسب معمول تلاوت کلام مجید کے بعد شروع ہوا، اولاً جناب حکیم محمد عبدالرشید صاحب نے چوتھا زرو لیونشن حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا،

”جلسہ مولوی عبدالحی صاحب کیل چند دسی اور حکیم حافظ عبدالولی صاحب لکھنوی اراکین انتظامیہ ندوۃ العلماء کی وفات پر اپنے دلی افسوس کے اظہار کے ساتھ ان کے لیے دعائے مغفرت کرکے اور ان کے پس ماندگان کے ساتھ اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہوں“

مولانا حاجی سید ظہور الاسلام صاحب نے تائید فرمائی اور زرو لیونشن بالاتفاق پاس ہوا اب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی ایجنٹ پرنسپل لائے اور آپ نے ندوۃ العلماء کے اغراض و مقاصد اور اسکی اہمیت و ضرورت پر ایک مبسوط و پرمعنی تقریر کی جو غیر معمولی توجہ اور اطمینان سے سنی گئی۔

تقریر جناب لانا مولوی سید سلیمان صاحب ندوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ

جناب رئیس بس! دیگر حاضرین!!

اسوقت جس موضوع سخن پر مجھے کچھ کہنا ہے، آج ۲۰ برس ہوئے کہ وہ مسلمانوں کے سامنے ایک درد انگیز داستان کھیلچ رہا ہوں، بار بار دہرایا گیا ہے، نطق و لفظ کے تماشائین عجب نہیں کہ گھبراٹھیں، لیکن درد آشنا دلوں نے ہر بار اس سے نیا لطف اٹھایا ہے۔

ذوقِ نظر لذت کاوشِ مہی رسد
داغِ مزین کہ دل نتوان کر دودیدہ را،
حاضرین اگر اسوقت بھی سراپا دل ہوں تو امید ہے کہ یہ حکایت مکرر ناگوار نہ گزرے گی،

حضرات ادارالعلوم کی ضرورت اور اسکے فوائد پر ایک مبسوط تقریر، مذہب کے ہر سالانہ جلسہ کا ایک جزو رہی ہو، اس اجلاس سے پہلے ہر جلسہ میں جن بزرگوں نے اس موضوع پر تقریریں کیں، وہ دلائل، واقعات، شواہد اور جامعیت میں یقیناً بے نظیر تھیں، لیکن یہ پہلا موقع ہو کہ خود ادارالعلوم کا آغوش پروردہ آج اپنی ضرورت کا آپ اعلان کرتا ہے۔

زمانہ کے انقلاب و حوادث کے تسلسل نے آج جو مشکلات ہمارے سامنے پیدا کر دی ہیں، انہیں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ لائق توجہ ”مذہب اور مذہبی علوم کی بقا و حفاظت“ کا مسئلہ ہے۔ مسلمان آج اعتراضات اور حملوں کے آماجگاہ ہیں، لوگ کہتے ہیں، اٹھ بچاؤ، کہ بغیر اسکے کسب تحصیل محال ہو، پاؤں بچاؤ، کہ بے پاؤں میدان میں تنگا پونا ممکن ہو، لیکن میں کہتا ہوں کہ سینہ بچاؤ، کہ اُس میں دل ہو، جو زندگی کا گھر ہو، قومیت اسلامیہ کا دل کیا ہو؟ مذہب، تمام دنیا کی قوموں میں مذہب تو میسٹ ہے، لیکن مسلمانوں میں قومیت مذہب ہے، اگر یہ شیرازہ بکھر، تو قومیت اسلامیہ کے اوراق خزان ویدہ ایک ایک کر کے جھڑ جائیں گے۔

یہ رٹے سخن اُنکی طرف سے تھا جو خود ”مذہب اور مذہبی علوم کی بقا و حفاظت“ کی ضرورت کے قائل نہیں، لیکن جو لوگ اس حد تک ہمارے ساتھ ہیں، اُن سے سوال ہو کہ اگر یہ ضروری ہو تو اب تک مسلمانوں کی طرف سے اسکے لیے کیا تدبیر عمل میں آئی؟ کیا ہماری انگریزی درس گاہوں کے وسیع ایوان، کیا ہماری مذہبی تعلیم گاہوں کے تنگ و تاریک حجرے کو فی جواب دے سکتے ہیں۔

کلا شہ کلا۔

ہندوستان جب انقلاب کی کشاکش میں تھا، چند روشن ضمیر بزرگوں نے موقع کی نزاکت اور اہمیت کو سمجھا، وہ اُٹھے، اور آواز دی، آواز ایسی شیریں اور دلپسند تھی کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے اُسکے جواب میں لیک کی صدائیں آئیں، مذہب کی مجلس مرتب ہوئی، علمائے ہند، جن کا شغل

اس وقت صرف نزع و کشاکش باہمی تھا خواب سے چونکے محبت اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف جڑھے اور بالآخر قوم کے تمام امراض کا علاج و ازالہ علوم قرار پایا۔

جتنے کہا کہ ہم اُس زخم کا علاج نہیں جانتے جوتھہ میں ہو، اُس زخم کا علاج نہیں جانتے جوتھہ میں ہو، اُس زخم کا علاج جانتے ہیں جو دلمین ہو، حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب (حدیث) ہمارے قومی جسم کا دل علم کی جماعت ہو، اگر یہ درست ہو تو ہمارے جسم کے دوسرے آجے خود بخود درست ہونگے۔ مسلمان ۱۳۳۲ سے دُنیا میں ہیں، اُنکی سیرۂ صد سالہ زندگی صحیح مذہب عظیم الشان کا رناموں مسلسل حکومتوں، متعدد علوم و فنون، اعلیٰ تمدن و معاشرت، قومی اخلاق، اور خصہ اُنص موروثی کا مجموعہ ہو، مسلمانوں کی آئندہ زندگی کا مفہوم کیا ہو؟ یہ ہو، موجودہ ضروریات و مقتضیات کی مطابقت کے ساتھ اپنی قومیت کے قدیم اجزائی حفاظت و نگہداشت، کہ اگر یہ اجزائیں نکل گئے، تو بقیہ اجزائے قومیت مسلمانوں کے نہ ہون گے بلکہ کسی ایک اور نئی جنس قومی کے،

حضرات اسلام ایک سیانہ مذہب ہے جو صرف تخیل نہیں ہو وہ عمل کا طالب ہو، اور عمل اسکی حقیقت کا ایک جز ہو، پھر عمل سے وہ صرف مخصوص طریقہ عبادت و پرستش کو مراد نہیں لیتا، بلکہ ایک انسان کی زندگی کے وہ تمام تر کام جو اُسکی زندگی کے لوازم ہیں اس کے احاطہ میں داخل ہیں اس بنا پر وہ اپنے پیروؤں سے ایک مخصوص طریقہ زندگی کا طالب ہے اور اس لئے اُسکو ایسے کارکن کی ضرورت ہو جو لوگوں کو اُنکی زندگی کے ہر شعبہ میں مشورہ دے سکے، وہ اخلاق بھی ہو تمدن بھی ہو، علم بھی ہو حکومت بھی ہو، اصلاح بھی ہو، اور آخراً مذہب بھی ہو، اس بنا پر اُس کے متبعین کے لیے ایسے راہبر مطلوب ہیں، جو ان تمام شعبوں میں قوم کی رہبری کر سکیں، ضرورت کے ہر فرقہ کو پہچان سکیں، اصلاح و ہدایت کی ہر صفت میں چراغ راہ بن سکیں،

یہ تشریح اگر صحیح ہو اور یقیناً صحیح ہو تو کیا ایسے علماء اسلام کی رہبری کر سکتے ہیں جو فقہ و معقولات کے چند ابواب کے سوا دنیا اور دُنیا کے تمام شعبوں سے قطعاً بے خبر اور غافل ہوں، جو تمدن کا صحیح مفہوم نہ جانتے ہوں جو اخلاق کا کوئی نمونہ نہ رکھتے ہوں، جو ذوق علم و فن سے نا آشنا ہوں، جو مقتضیاتِ حال سے ناواقف ہوں، جو سیاسیات کی گہرے کشافی سے عاجز ہوں،

حضرات آج مسلمانوں کی سیکڑوں ضرورتیں ہیں، لیکن مذہبی ضروریات کے بالائی فتر کے سوا انکو کس ضرورت کے اتمام و تکمیل کا احساس ہو، آج قوم کو تعلیم کی ضرورت ہو، تعلیم ہمیشہ سے علماء کے ہاتھ میں رہی ہو، لیکن تعلیم کی اشاعت و ضرورت کی آواز آج کس کی زبان و دہن سے بلند ہوتی ہو؟ اسکی ضرورت کا وعظ مسجد کے منبر سے قوم سن رہی ہو، یا کانفرنس کے پلیٹ فارم سے عام اسلامی یونیورسٹی کی تحریک پیدا ہوئی، لیکن کس نے پیدا کی، کڑکی ٹوپی کے جھبوں نے، یا علمائوں کے شعبوں نے آج مسلمانوں کو اصلاح رسوم و تمدن کی ضرورت ہو، لیکن اس ضرورت کے لیے مجلس کس نے بنا کی آج ہر تحریک کس کے قلب و لسان کی حرکت ہو، اسکا نتیجہ یہ ہو کہ ہمارے اعضاء قومی کا سب معطل، سب بیکار، سب سے ناکارہ وہی حصہ ہو، جس کو سب سے زیادہ عامل سب سے زیادہ باکار اور سب سے زیادہ کارآمد ہونا چاہیے تھا،

آج علماء قوم میں کوئی پایہ نہیں رکھتے، ان کے لئے عزت کا کوئی درجہ نہیں ہو، انکی آواز کو ملک میں کوئی سماعت حاصل نہیں ہو، حالانکہ یہ وہی گروہ ہو، جسکا مسند فقر و تنگت شاہی کا چھایہ تھا، جس کا دلق پارینہ، قبائے ناز و غرور سے ممتاز تھا، جسکی آواز کے سامنے ملک کی ہر آواز پست تھی،

حضرات! آخر اس انقلابِ حال کے کیا اسباب ہیں؟ بوضوح تمام ظاہر ہیں، وہ قوم کی کس خدمت کے سردار ہیں، وہ قوم کی کس تحریک کے لیے آمادہ اعانت ہیں، وہ قوم کی زندگی کے کس مقصد کو سمجھ سکتے ہیں، وہ قوم کی کس ضرورت و مصلحت سے واقف ہیں، ایسی حالت میں وہ قوم سے کس خدمت

کامداد و اور صلہ چاہتے ہیں؟ ہکویسے علما کی ضرورت ہو کہ قوم کی زمام اپنے ہاتھ میں لے سکیں، وہ ہر قومی تحریک کے بانی ہوں وہ ہر قومی ضرورت و مصلحت کے واقفکار ہوں، وہ قوم کے حقیقی و عملی رہبر ہوں اس موجودہ گنگنش میں وہ صحیح ہدایت و ارشاد کر سکیں

حضرات! آپ نے دیکھا ہوگا اور افسوس ہوا ہوگا کہ اسکول کا ہر بچہ آج کس دریدہ دہنی اور گستاخ طبعی سے مذہب، علوم مذہبی، بلکہ علوم عربی کی تحقیر کرتا ہو، علما کے ادب و احترام کو اس نے فراموش کر دیا ہو، انکی عظمت کا تخیل دل سے محو ہو گیا، مولوی اور جاہل کا مفہوم تقریباً اس کے ذہن میں ایک ہے یہ گمراہی ہو، اور سچ ہو کہ یہ گمراہی ہو، لیکن اسکا ذمہ دار کون ہو؟ وہ اسکول کا بچہ ہو یا کالج کا اسٹوڈنٹ ہو اس کے اس پاس علوم و فنون کا ڈھیر ہو ویسے پروفیسرو کی صحبت میں رہتا ہو جو علوم کے انتہائی رفقا تک پہنچ چکے ہیں اس کے سامنے دنیا کا ایک ایک گوشہ ہو، وہ قدرت و قوانین قدرت کا ماہر ہو وہ ہر انسانی علم کی واقفیت کا دعویٰ دار ہو دوسرے طرف انکو وہ علما نظر آتے ہیں جو ایک ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے گھر سے باہر کی خبر نہیں رکھتے، وہ علوم انسانی کے نام سے بھی واقف نہیں وہ خود اپنے ملک کے جغرافیہ سے آگاہ نہیں، وہ موجودہ دنیا کی حیثیت سے عاجز ہیں اس حالت میں اگر وہ ابن کو عزت کا مستحق نہیں سمجھتا تو کیا وہ حق بجانب نہیں ہو؟ ایک وہ زمانہ تھا جب علما ہی علوم و فنون کے مالک تھے، دنیا کی کنجی انھیں کے ہاتھ میں تھی، دنیا کا گوشہ گوشہ ان کے پائے بادہ پیا کے نیچے تھا، علم کی تلاش و جستجو میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے وہ اندلس، بغداد اور بغداد سے سندس جلتے تھے، علم و حکمت کے شہر ان کے بازوؤں میں لگے تھے، قیہ یہ تھا کہ ایک طرف منبر تو دوسری طرف تخت شاہی ان کے لیے جھک جاتے تھے۔

حضرات! اگر ہماری قوم میں ایسے علما پیدا ہوں جو مذہبی علوم کی واقفیت و مہارت کے ساتھ تمام جدید علوم میں بھی عام افرادِ قلم جدید کے ہم پایہ ہوں تو کوئی سبب نہیں ہو کہ وہ قوم

میں عزت کے لائق نہوں اور وہ ملک کا سب سے بہتر طبقہ نہوں، آہ! کس قدر افسوس کی بات
 ہے کہ ہماری جہالت و کمزوری خود ہمارے مذہب کی عظمت و وقار کو کھو رہی ہو، خدا فرماتا ہے کہ
 دینا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا خذ یا ہکمو کفار کے لیے فتنہ نہ بنا، یعنی ہماری
 حالت ایسی نہ بنا کہ کفار ہکمو دیکھ کر کہیں کہ کیا اسلام کے یہ بھی نمونہ ہیں اور ہکمو دیکھ کر خود ہمارے
 اسلام سے پھر جائیں، حق ہے کہ ہم کہیں دینا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا خذ یا ہکمو نہ بنا کیلئے
 فتنہ نہ بننا کہ دنیا کی متمدن و صاحب علم قومین دیکھ کر کہیں کہ کیا یہ تعلیم اسلامی کے نمونے ہیں؟ کیا
 یہ جہالت و بے دانشی کا صنم خانہ اسلام کا لکیر ہے؟

حضرات! ہماری مذہبی تعلیم کے نقص کا تمام تر ذمہ دار ہمارے مدارس دینیہ کا نصاب تعلیم ہے
 ان مدارس کا مایہ امتیاز جو فنون تھے، علم کے بازار میں اس جنس کا سد کی مانگ نہیں، علوم کی دوسری
 بین علوم آلیہ اور علوم مقصودہ، علوم آلیہ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ علوم مقصودہ کی تحصیل میں
 معین ہوں، ورنہ ہماری کوشش کا اصل حقیقی مرکز علوم مقصودہ ہونا چاہیئے، لیکن چالیس
 پچاس برس سے جو نصاب زیر عمل ہو رہا ہے، اس کا بڑا حصہ علوم آلیہ ہیں، صرف و نحو علوم آلیہ
 ہیں، ان کا مقصد صرف زبان کے حصول میں سہولت اور کلام کی تصحیح ہے، لیکن یہ دعویٰ کیا
 جاسکتا ہے کہ صرف و نحو کی تکمیل کے بعد عربی طلبہ عربی زبان پر کوئی قدرت نہیں رکھتے ہیں، ادب میں چند
 کتابیں ہتھنی، حاشہ، تبعہ، معلقہ پڑھائی جاتی ہیں، لیکن حاشا کہ ان کے رٹ لینے کے بعد عربیت کا
 مذاق بھی پیدا ہوتا ہو، سبب یہ ہے کہ انسان کمزور و زمرہ زندگی میں نظم سے زیادہ شرکی حاجت پڑتی
 ہے اور اس کا کوئی نمونہ طلبہ کے سامنے نہیں ہوتا، رہ سہ کے ایک ابوالقاسم حریری کے مقامات
 ہیں، جس میں بندھے ہوئے فقرے تکلف اور قصص کے بند و زنجیر میں جکڑے ہوئے ادا ہوتے ہیں،
 ضرورت ہے کہ نصاب تعلیم میں عربی شرکی ایسی کتابیں ہوں جن میں روزمرہ محاورہ اور

بے تکلف و بے تصنع، روان زبان استعمال کی گئی ہو، جس میں قہر کے مقصود آجاتے ہوں، ایسی کتابیں ملاحظہ
ابوہلال عسکری، ابن اثیر، عبد القادر جرجانی، ابن قدامہ، ثعالبی، ابن خلدون وغیرہ
کی تصنیفات ہیں،

ایک اور بات جس پر محکوم ہمیشہ ہنسی آتی ہے وہ فن معانی و بیان و بیع کی تعلیم ہوں فنون کی تعلیم
سے مقصد فصاحت و بلاغت کی تحصیل ہے، لیکن ان کتابوں سے جو اس غرض سے پڑھائی جاتی ہیں۔
کبھی بھی یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا ہمارے یہاں خود کتابوں میں لکھا ہے کہ بیع کا درجہ معانی و بیان کے بعد ہے
لیکن حریری کا تہا مونیہ بظاہر کے سامنے ہوتا ہے وہ بیع کی وقت ہمیشہ انکی آنکھوں میں بڑھا دیتا ہے اسلئے
بہت کم آپ ایسے علماء پائیں گے، جو سلیس و با محاورہ اور روان عربی عبارت کو پسند کر سکتے ہیں، وہ ہمیشہ
قافیہ بندی، صنائع لفظی، تجنیس تضاد وغیرہ کو معراج بلاغت سمجھتے ہیں، اور حضرات ایہ چیزیں ایک
صاحب مذاق سخندان کی ملت میں بدعات ہیں، اس نقص کا دمہ دار بھی ہمارا نصاب تعلیم ہے کہ سامنے
نمونہ نہیں، مختصر معانی اور مطول بیشک منطقی حدود کے ساتھ فن معانی و بیان کی بہترین کتابیں ہیں،
لیکن انکی مثال بعینہ ایک عالم بے عمل کی ہے، یہ کتابیں منطقی حدود و دلائل تقسیم کے ساتھ مسائل کو خوبی
سے بیان کرتی ہیں، لیکن انکی عبارت خود معیار بلاغت سے گھٹ کر ہے، ان کی عبارت اور منطق
و فلسفہ کی عام بے مزہ اور بھکی بلکہ غیر فصیح عبارت میں کوئی فرق نہیں ہوتا، ایسی کتابیں کیا قصداً
بلاغت اور مذاق ادب کا جوہر پیدا کر سکتی ہیں، نصاب میں ایسی کتابیں چاہئیں جو علم تعلیم و تشریح
مسائل کے ساتھ علاؤ خود بھی معیار کے مطابق ہوں، کہ ان کے پڑھنے سے خود بخود علمی طور پر سے مذاق
درست ہو جائے، مثلاً دلائل الاعجاز، اسرار البلاغہ، مثل السائر کتابا لہنا عتین وغیرہ کتابیں (العلوم
کے نصاب میں داخل ہیں اور محمد اللہ ان سے وہ فوائد حاصل ہونے ہیں جو مختصر معانی کے سیکڑوں
یا زار و مطول کے ہزاروں بار پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتے، اور اس وقت اعلان ہے کہ آپ حضرات

میں سے جسکا جی چاہے امتحان کر لے۔

حضرات! یہ تو صرف ایک علم کے متعلق بحث تھی، منطق و فلسفہ کا کیا حال ہو؟ منطق کہ
ایسا مکمل علم ہو جس میں تغیر و تکمیل کی آب حاجت نہیں، گو اب یورپ میں منطق کا جو نظام قرار پایا ہو
استقرار کو جس حد تک اہمیت دی گئی ہو، وہ بالکل ایک حیثیت سے صحیح ہو لیکن اصل منطق ریاضی کی طرح
تکذیب، بطلان کی چیز نہیں ہو، منطق کا مقصد یہ ہو کہ انسان کا دماغ و لاش کی صحت کا امتحان کر سکے
باقی مباحث اسی مقصد کے ذریعہ ہوں، یہ مقصد کہاں تک حاصل ہوتا ہو؟ نتیجہ عملی تو یہ ہو کہ ایک منطق
خوان عربی طالب العلم، ایک غیر منطق خوان عربی طالب العلم سے زیادہ کچھ بحث اور کچھ دماغ ہوتا ہو
ٹھیک اُس طرح سطح موجودہ نصاب کی ادبی کتابیں مذاق زبان دانی کو برباد کر دیتی ہیں اسی طرح
موجودہ طرز تعلیم منطق دماغ کی صحیح انجالی اور راست فہمی کو نیست و نابود کر دیتی ہو، سبب یہ ہو کہ ہمارے
موجودہ نصاب میں منطق کی جو کتابیں داخل ہیں وہ بجائے اسکے کہ صحیح اور سچے ہوئے طریقہ سے مسائل
کو بیان کریں، ہمیشہ وقت آفرینی، ترولیدہ بیانی اور اشکال پسندی سے مسائل کو بیان کرتی ہیں
نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ ابتدا سے عربی کا طالب العلم ترولیدہ بیان، مناظرہ پسند، متعصب الے اور خود پسند ہو جاتا ہو
وہ ہمیشہ اپنا مقصود ایسی عبارت میں اور ایسے دلائل سے ثابت کرتا ہو جسکا سمجھنا مشکل ہوتا ہو
اور اُس کا نصب العین صرف یہ ہوتا ہو کہ فریق کی زبان نبد کرے، اور میں اس بنا پر چائے اسکے
کہ منطق سے طالب العلم کا دماغ درست ہو اور زیادہ خراب ہو جاتا ہو، اور عجب نہیں کہ سبب
سے ہمارے علما زیادہ جگجگو اور نزاع پسند ہوتے ہیں۔

حضرات! ضرورت ہو کہ ان کتابوں کی جگہ پر ایسی کتابیں منطق کی نصاب میں داخل ہوں
جو سہل آسان اور واضح طریقہ سے سیدھی سیدھی عبارت میں اصل فن کے مسائل کو بیان کریں
مثلاً ابن سینا کی منطق التفسیر، غزالی کی محکم النظر، یا ایک سرے مصنف کی کتاب بصائر نصیر،

حضرات اہل اہل تعلیم کا سب سے بڑا جز فلسفہ ہے، اور وہ اس طرح ضروری اور لازم غیر منفک ہو گیا ہے کہ ممکن ہے کہ عربی کا طالب علم تفسیر کا صرف ایک ہی صفحہ یا ایک ہی پارہ تمام عمر میں پڑھے لیکن فلسفہ کی تعلیم میں دو تین سال صرف کیے بغیر کوئی مستند عالم نہیں ہو سکتا، ایک وہ زمانہ تھا کہ فلسفہ پڑھنا گناہ اور زندقہ تھا، امام شافعی اور ابن جنبل وغیرہ نے اس پر فتوے دیے، یا امام غزالی کے بعد سے یہ حال ہے کہ یہی فلسفہ کی کتابیں ہیں جس میں بیسیوں مسئلے حقیقت میں کفر و زندقہ ہیں تاہم ہماری بڑی بڑی مذہبی درس گاہوں میں زور و شور سے اسکی حقیقت صحت پر دلیلیں قائم کی جاتی ہیں اور متکلمین اسلام کی علانیہ ہنسی اڑائی جاتی ہیں،

گر تو قرآن برین منط خوانی بری رونق مسلمان

پھر تعجب ہے کہ آج فلسفہ جدیدہ سے یہی لوگ نفرت کٹی ظاہر کرتے ہیں، اور بغیر پڑھے ہوئے اسکے ہر مسئلے کی تردید و تعلیظ کے لیے ہمہ تن طیار ہیں، حضرتہ الأستاذ نے خوب فرمایا ہے کہ فارابی بننے سے پہلے غزالی بننا حاق ہے، حقیقت میں پہلے فلسفہ فارابی کی طرح پڑھو پھر غزالی کی طرح کلام بناؤ، ورنہ بغیر اسکے ہر کوشش تسخر ہے،

حاضرین! آپ کو حیرت ہوگی کہ نہ فلسفہ قدیمہ اسلام کا جز ہے، اور نہ فلسفہ جدیدہ، نہ یہ میراث ہندو ہے، پھر کیا سبب ہے کہ فلسفہ یونانی کے ساتھ ہم کو وہ شغف ہے کہ اسکا ایک نقطہ بھی مٹ جائے تو ہم کو دلی افسوس و رنج ہو تا ہے، حقیقت میں گوہنسی کی بات ہے لیکن ہمارے مخدوم مولانا شاہ سلیمان صاحب نے خوب فرمایا کہ ایک پُرانی لٹھیا بھی کیسے پاس مدت تک ہاتھ میں رہتی ہے تو اُسکے بھی گم ہو جائیگا افسوس ہوتا ہے پھر یہ فلسفہ یونانی صد ہا سال سے ان کے دماغ میں جا کر میں ہے، اُسکا چھٹنا کیونکر آوار خاطر ہو، لیکن اے حاضرین! اُن پُرانی لٹھیوں والوں کی خدمت میں التماس ہے کہ یورپ سے بنی بنائی نہایت عمدہ خوبصورت اور مضبوط چھڑیاں آگئی ہیں، جا بیجا اب انکو خرید لے (متممہ)

تعب ہو کہ فلسفہ قدیم کن مسائل سے عبارت ہو؟ فلسفہ کی تعریف یہ ہو کہ "کائنات کی اشیاء کا علم بقدر طاقت بشری" لیکن سوال یہ ہو کہ اس فلسفہ سے کائنات کی کن اشیاء کا حکم علم ہوتا ہے، دقیق اور مخفی قوی کے علم کو جانے و دیکھنا، اسکو پڑھکر، پھور میں کا علم ہوتا ہو؟ کیا پہاڑ کا علم ہوتا ہو؟ کیا نباتات کا علم ہوتا ہو؟ کیا معدنیات کا علم ہوتا ہو؟ کیا اجسام کا علم ہوتا ہو؟ کیا چاند سورج اور ستاروں کا علم ہوتا ہو؟ کیا قوانین فطرت کا علم ہوتا ہو؟ ہیولی، صورت، زمان، مکان، خیز اس قسم کی چند مرغوب کن صطلاحیں ہیں اور انکا ایک جال بھیلایا ہوا ہو، اور انسان اس میں گرفتار ہو، ہکودہ فلسفہ پڑھنا چاہیے حسین فضیلت کی بجائے واقیات کا علم ہو اور جس سے حقیقت میں ہم کائنات کے اسرار سے واقف ہوں،

حضرات اب تک ہننے جو کچھ بیان کیا ہو اُس سے قطع نظر کر لیجیے، عربی مدارس کا دوسرا تمام مذہبی مدارس ہو، انکی تائیس دینار کی اصل غرض قرآن مجید حدیث شریف، فقہ و کلام وغیرہ علوم و دینیہ کی تعلیم ہو، یہ تمام علمائے کرام ہمارے سامنے ہیں، جن میں سے اکثر بڑے بڑے مدرسوں کے مدرسین اور بانی ہیں، یہ خود شہادت دے سکتے ہیں کہ ان کے مدارس میں جو انصاب تعلیم ہو دیگر علوم و دینیہ کے مقابلے میں ان علوم و دینیہ کا کیا پایہ ہو عام مدارس کو چھوڑ کر خاص مذہبی مدرسوں سے سوال ہو کہ کیا وہ قرآن مجید کا باقاعدہ درس دیتے ہیں، حسین باقاعدہ قرآن مجید کے مطابق و حقائق پڑھائے جاتے ہوں، تفسیر کا جو حصہ زیر درس ہو کیا وہ سورہ بقرہ سے جو تمام قرآن کا بیسواں حصہ ہو گا آگے بڑھتا ہو؟ جلالین کامل کا شانہ نام لیا جائے جو اکثر مدارس میں پوری پڑھائی جاتی ہو، لیکن اسکی نامی اور اختصار کا حال ہو کہ عجب نہیں کہ قرآن کی اصل عبارت اور تفسیر کے الفاظ برابر ہوں، کیا قرآن مجید کے مشکلات صرف دس سو پانچ سو عبور ہو؟ قرآن مجید کی فقہ سے واقفیت ہو؟ ہمارے علمایہ سے مسائل لکھ دیں گے، لیکن خود قرآن جو اصل دین اور مخرج علوم ہو کیا اُس سے بھی واقف ہیں، قرآن مجید کا علم کلام کیا ہو؟ شرح عقائد نسفی پڑھانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ

اُس سے آگاہ ہیں، قرآن مجید میں فصاحت و بلاغت کی کیا کیا مثالیں ہیں کیا انکو یاد ہیں؟ اور ہاں پوچھتا ہوں کہ قرآن مجید میں اخلاق و معاشرت اور تمدن کے قواعد ہیں کیا انکی تشریح اُن کے مدارس میں کی گئی ہو، حیف، حیف!!

حدیث شریف کی تعلیم آپ دعویٰ کریں گے کہ بہت سے مدارس میں زور شور سے ہوتی ہو لیکن میں عرض کروں گا کہ ہاں زور شور سے ہوتی ہو لیکن یہ سارا زور صرف اس مسئلہ پر ہے کہ حدیث کا ہر فقرہ غلامِ جماعت کے اجتہاد اور مذہب کے مطابق ہو، حاشا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلئے نہیں آئے تھے کہ وہ کسی خاص جماعت کا اجتہاد اور مذہب بنایا کو کھائیں، ایک عام تعلیم وہ ایک عام ارشاد وہ ایک عام ہدایت لیکر مبعوث ہوئے تھے کیا حدیث کی تدریس کے وقت یہ بھی مد نظر رہتا ہے کہ آنحضرت صلیم ایک پیغمبر کی حیثیت سے جو تعلیم دارشاد پیش کرتے ہیں، وہ کہاں تک دُنیا کے فز و فلاح کے لئے ضروری ہے، آپ دُنیا کو اخلاق کی کیا تعلیم دیتے ہیں، احادیث میں غلطی سے جو قابلِ اعتراض واقعات مذکور گئے جاتے ہیں کیا انکی تلاش کی جاتی ہو، آنحضرت کی سیرت مبارکہ پر احادیث کا کیا اثر ہے اسکی جستجو ہوتی ہو؟ مصنفین کتب صحاح، روایۃ حدیث اور دیگر رجال متعلقین حدیث کی تاریخ سے حکم و واقفیت ہوتی ہو؟ آج اس صف میں کتنے علما ہیں جو بخاری، مسلم، ترمذی کا نام وہ روزانہ اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں، کیا وہ اُن کے اصلی نام و نسب و حالات اور تصنیف کی تاریخ و خصوصیات سے آگاہ ہیں؟ یہ تو مصنفین ہیں، روایۃ میں سلیمان، شعبہ، زہری، کحوال، تافع، سالم، قاسم، ابن معین، اور زاعمی، ربیعہ وغیرہم کبار رجال ہیں کیا ان کے حالات کی واقفیت میں طلبائے حدیث کی زندگی کا کوئی حصہ گذرتا ہو؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حدیث کی کتابیں تنہا عبادات کی کتابیں نہیں ہیں، وہ اسلام کی اجتماعی، سیاسی، اخلاقی، قانونی کتاب ہیں، کیا حدیث شریف کی تعلیم میں حیثیتیں مد نظر ہوتی ہیں؟

حضرات! اب علم کلام کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں، علم کلام پہلے اُس فن کا نام تھا جس میں اعتقادات مذہبی کو عقلی دلائل سے مستحکم کیا جاتا تھا، لیکن اُسے حاضرین اب علم کلام کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہو گیا ہے، اب وہ نام ہو ہر اُس مسئلہ کو دلائل عقلی سے مستحکم کر نیکا جسکو مذہب اپنی جانب منسوب کرتا ہے، اب مذہب پر اعتراضات اعتقادات کی حیثیت سے جس قدر کیے جاتے ہیں اُن سے کہیں زیادہ وہ اعتراضات ہیں جو معاشرت و تمدن کے لحاظ سے کیے جاتے ہیں، عبادات کے ایک ایک جز کو قرن عقل درپور نڈ کھانا اب علم کلام ہو، نکاح، طلاق، علانی، سو و جز یہ کب علم کلام کا حصہ تھا، اب ان تمام تمدنی و اقتصادی چیزوں سے واقفیت مستحکم کا فرض ہو، تاریخ اسلام کا ایک ایک نقطہ اب علم کلام کے دائرہ میں ہے، حضرت سرور کائنات کی سیرت مبارک کا ایک ایک واقعہ اب علم کلام کا ایک ایک مبسوط باب ہے، اب ضرورت ہے کہ ہمارے طلباء جو ایک مستحکم کی حیثیت سے میدان میں کھڑے ہوں وہ نہ صرف یونانی فلسفہ کے چند پارہ مسائل کے حافظ ہوں، بلکہ وہ سائنٹسٹ ہوں، اشراف نام ہوں، مورخ ہوں، ایکانوسٹ ہوں، اور تقریباً ہر فن سے آشنا ہوں

اے حضرات! یہ ڈیفنس (دفاع) کے ہتھیار تھے، دوسرے مذاہب کے مقابلے میں حملہ آور ہونا، اب تک مستحکم کا فرض نہ تھا، اب ضروری ہے کہ جو اسلام کی حمایت کیلئے کھڑا ہوتا ہے جس طرح وہ بچاؤ کے پہلو جانتا ہو وہ حملہ کے وار بھی جانتا ہو وہ پیریتا واقع ہو وہ مجوسیت واقع ہو وہ عیسائیت واقع ہو، وہ ہندوؤں کے مذہب سے واقف ہو، اس بنا پر اب صرف قرآن پڑھنا مستحکم کہے کافی نہیں ہے، تو راۃ زنداستا، انجیل، اور وید پڑھنا بھی ضروری ہے

سائنس اور فلسفہ جدیدہ کے مقابلے میں جو مستحکم کا فرض ہے وہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے، تین فلسفہ جدیدہ، قدیمہ پر اس وقت ریویو نہیں کرتا، بلکہ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں اور اُمید ہے کہ حاضرین اس فرق کو اچھی طرح سمجھیں گے کہ فلسفہ قدیمہ مخاطب کی زبان کو بند کرتا ہے، دل کو بند نہیں کرتا، فلسفہ

جدیدہ صرف دل کو بند کرتا ہر زبان کی پروا نہیں کرتا، یہ بالکل ممکن کہ ایک تشنگانی الدین کے دل میں ایک زخم (تشنگ) تم فلسفہ قدیمہ کے پڑچ اندال سے اُسکی زبان بند کر دے لیکن قلب کو تسکین نہیں دے سکتے، لاجرم دل کا زخم بڑھے گا، اور ایک دن تمام جسم کو جہنم میں ناسور کر دے گا۔ علمائے کرام! دل کی خبر لوزبان کی بند کشاد سے کیا فائدہ؟ تسلیم ہو کہ وہ مختار سے مشکل انہم اور پھر صطاح اعتراض پر خاموش ہو جائے لیکن کیا اس سے قلب میں اطمینان پیدا ہوا جو ایمان کا عنصر حقیقی ہے؟

مشکم کا فرض ہے کہ مذہب پر جو اعتراضات واقع ہوتے ہیں اُنکو دور کرے، آج مذہب کا سب سے بڑا دشمن ”جدید فلسفہ“ ہے لیکن اس حملہ آور کے حملوں کو قدیم فلسفہ سے روکنا تو بے گوارہ ہے، سوار سے روکنا ہے، سب سے پہلے ہکوفہ و اعتراضات سے واقف ہونا چاہیے، اور اُس کے لئے علوم جدیدہ سے واقفیت لازم اس کے بعد وہ وقت آئے گا جب ہم خود یورپ کے بنے ہوئے ہتھیاروں سے یورپ کی فرج کا مقابلہ کر سکیں گے، ہم کو تسلیم ہو کہ اسلام ایک مضبوط و مستحکم اور دین و دولت کا قلعہ ہے لیکن آؤ کہ اسلام کے لئے ہم آج جدید طرز کے قلعے بنائیں کہ وہ دشمنوں کے جدید ہتھیاروں سے بھی امن پائے،

حضرات! سوقت کی صحبت دراز ہوتی جاتی ہے، اور شاید آپ میں سے اکثر صاحب کتا بھی گئے ہوں، لیکن اگر میں ایک اور ضرورت کی طرف آپ کو توجہ نہ دلاؤں گا تو یقیناً اپنے جرم کا جگہ کوئی اعتراف کرنا پڑے گا، اہم سب کا اعتقاد ہے کہ اسلام ایک عالمگیر اور عمومی مذہب ہے، اُسکو دُنیا کے ہر گوشہ میں پھیلنا ہے، اُسکو ہر ملک و ملت کے سامنے پیش ہونا ہے، اُسکو ہر زبان میں ادا ہونا ہے، لیکن یہ فرض کس کا ہے؟ کیا علمائے کرام کا نہیں ہے؟ لیکن کیا افسوس کے قابل یہ امر نہیں کہ انگریزوں میں اشاعت اسلام کا کام کون انجام دے رہا ہے؟ کوئی عربی خوان نہیں، کوئی عالم نہیں، کوئی ہناری

جامعت کامبرین ایک انگریزی دان ایک گریجویٹ ایک باہر کا آدمی !
 کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھانہ کوئی ۔ کچھ مونسے تو یہی زمان قمع غدار ہوئے
 حضرت اہلایہ عقول ہو کہ اسلام کی ہر کتاب میں شاعت فرض ہو کہ حق کی آواز ہر جگہ گونجے قرآن کہتا ہے
 وما ارسلناک الا رحمة للعالمین تو اے دارین پیغمبر اتم نے اس رحمت عالم کو دنیا
 کے کس کس حصہ میں پہنچایا خدا کا نام انا ارسلناک کافۃ للناس اے عالمین علم نبوی
 تھے یہ رسالت کہاں تک ادا کی اگر یہ سچ ہو کہ اسلام کو ہر ملک و زبان میں روشناسی کرنا اور قرآن کی
 آواز ہر گوشہ میں پہنچانا فرض ہو تو یقیناً اسکے دوسرے معنی یہ ہو گئے کہ تمام دنیا کی قومیں پھرنا تمام
 دنیا کے ملکوں میں جانا، تمام دنیا کی زبانوں کو سیکھنا، ہم پر فرض واجب ہو، پھر کہاں ہیں وہ علمائے کرام
 جو صرف ایک عربی زبان جان لینے کے بعد جس کے جانتے کے بھی یہ معنی ہیں کہ وہ اُس زبان کی
 کتابیں پڑھ لیتے ہیں لکھ بول نہیں سکتے۔ تمام دنیا کی زبانوں سے اپنے کو مستغنی قرار دے چکے ہیں
 بلکہ غیر زبان کو سیکھنا وہ بدعت و حرام جانتے ہیں، آج فارسی زبان وہ خوشی سے بولتے ہیں، کیا یہ
 مجوس کی زبان نہیں، وہ ہندوستان آکر ہندی اور بھاشا بولنے لگے کیا یہ غیر زبان نہیں، کیا انھیں
 یاد نہیں کہ خود انحضرت نے زید کو عبرانی زبانی کی تعلیم دلائی تھی جو اہل کتاب کی زبان تھی، خدا فرماتا ہے
 وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ہم ہر پیغمبر کو انکی قوم کی زبان و کچھ بتو
 کرتے ہیں، انحضرت صلعم تمام دنیا کے لیے پیغمبر تھے وہ اپنی قوم عرب کو پیغام سنائے اب اُنکے پیروں
 کا فرض ہو کہ وہ تمام دنیا کی زبانیں سیکھیں اور اپنے پیغمبر کے قرض کو جو ان پر خود اُسی نے عائد کیا ہو
 مکمل کریں

حضرات! اسلام ایک نئے حوصلہ اور بلند فکر مذہب ہو جسکے لیے ایک مخصوص تربیت کی ضرورت
 ہو جو اُس کے مقتداؤں میں مبنی حوصلہ، استغناء طبع و وسعت نظر پیدا کرے، وہ اخلاق عالیہ کے

بہترین نمونہ ہوں، صفائی، پاک، تنزہ، جو علمائے سلف کی خاص صفت تھی آج اسکی سخت ضرورت ہو کہ بغیر اسکے انسان آج کسی سوسائٹی میں شریک نہیں ہو سکتا، اسلام کا داعی جس کو ہر سوسائٹی میں پہنچنا چاہئے اسکو ان صفات سے کفایت نصیب ہونا چاہئے۔ آپ میں سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو، لیکن جو تربیت آج عربی خوان طلبہ کو مدارس میں حاصل ہوتی ہو کیا اُس سے اس قسم کی بندہ وصلگی، ستغنا، اور طہارت و تنزہ کا خیال پیدا ہو سکتا ہو؟ اسکی دلیل مشاہدہ ہو،

حضرات! ہم نے آپ کے سامنے جس قسم کے علماء کی، جس قسم کے نصاب تعلیم کی، جس قسم کی تربیت کی ضرورت پیش کی ہو کیا وہ حقیقی نہیں؟ کیا ان اصلاحات کی حاجت نہیں؟ آپ اسوقت جس لیوانِ عمارت میں ہیں وہ وہی اصلاحی درسگاہ ہے جسکا اساس بنان اصلاحات کے ساتھ اس قسم کے علماء پیدا کرنا ہے، ہم سب کو خداوند جل و علا کا سپاس گزار ہونا چاہئے کہ اُس نے ہم مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت پیدا کی جس نے قوم کے اصل مرض کی تشخیص کی اور اسکا علاج کیا، دارالعلوم سپاہیوں کی ایسی جماعت پیدا کرنا ہے جو موجودہ میدان میں کام آسکین وہ ایسے طبیب طیار کرنا ہے جو موجودہ امراض میں کارآمد ہو سکتے ہیں، دارالعلوم نے اب تک جو کچھ کیا وہ حقیقت میں لائق صد شکر ہے، ایک وہ زمانہ تھا جب اصلاح کی آواز کھٹکے ہم معنی تھی جب اُسکے لیے تکفیر کے فتوے جاری کیے گئے، جب انکو بڑی کہا گیا، لیکن آج بیس برس کے بعد وہ آواز نامانوس نہیں رہی، دیوبند کے عظیم الشان درسگاہ میں اصلاح ہوتی ہو ہم خوش ہیں کہ دارالعلوم کام کر رہا ہے، فرنگی محل میں انگریزی اور بعض علوم جدیدہ داخل کیے جاتے ہیں ہم مسرور ہیں کہ دارالعلوم اپنا فرض ادا کر رہا ہے حیدرآباد میں نئے اصول پر عربی درسگاہ قائم کی جاتی ہے، ہم محظوظ ہیں کہ دارالعلوم کی تکمیل ہو رہی ہے، ہندوستان سے باہر نیل کی دادی میں ازہر کی یونہی رشتی صدمے اصلاح بند کرتی ہے، اور مصر کی ممتاز مذہبی جماعت دارالعلم والارشاد کی بنیاد ڈالتی ہے، اور اعلان کرتی ہے کہ علمائے مذہب کا

طرز ہمارے لیے چرغ راہ ہوا سفورس کے ساحل قسطنطنیہ کے گنبد صدے اصلاح سے لرزان ہیں
 ندوۃ العلماء کی آواز اسکی فضا میں گونجتی ہو، روس کی حکومت میں جدید طرز پر عربی مدارس بن رہے
 ہیں، کیا یہ ندوہ کی کامیابی نہیں؟ کیا یہ دارالعلوم کے مقاصد کی تکمیل نہیں، ندوہ اور دارالعلوم کا
 صرف وہی کام نہیں ہو جو اسکے احاطہ عمارت میں ظہور پذیر ہو، وہ تمام کام ندوہ اور اسکے
 دارالعلوم ہی کا کام ہو جو اصلاح کے نام سے دنیا کے ہر عربی اور مذہبی مدرسہ میں رونما ہوتا ہے
 ندوہ اور دارالعلوم نے جو کچھ کیا ہو وہ کم ہو اور جو کچھ انکو کرنا ہو وہ بہت زیادہ ہو، وہاں جو فیقی
 الا باللہ وھو حسی و غم الوکیل

مولانا سید سلیمان کی تقریر کے بعد پانچواں روز لیونشن تکمیل عمارت کے متعلق مولانا
 ناظر حسن صاحب نے پیش کیا،

”اس جلسہ کی رے میں تکمیل عمارت دارالعلوم و تعمیر دہلا قادمہ دارالعلوم کی آئندہ ترقی و
 کامیابی کیلئے بہت ضروری ہو، اور تمام مسلمانوں کو ان کے لیے فراہمی سرمایہ کی طرف متوجہ
 ہونا چاہیئے۔“

مولوی مسعود علی صاحب قدوائی ندوی نے حسب ذیل موثر و پر جوش الفاظ میں اسکی
 تائید کی اور یہ روز لیونشن نہایت جوش و مسرت سے پاس کیا گیا،

تقریر مولوی مسعود علی صاحب قدوائی ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولنا کریم

حضرات اسوقت میرے متعلق یہ خدمت کی گئی ہو کہ میں اُس روز لیونشن کی تائید کروں

جس کو ابھی جناب مولانا ناظر حسن صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ نے آپ حضرات کے سامنے پیش کیا ہے ہر تحریک کی تائید میں اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ انہی ضرورت کے اثبات میں نہایت قوی اور زوردار دلائل و براہین پیش کیے جائیں، لیکن احمقانہ کہ یہ تحریک محتاج دلیل نہیں۔

اسوقت آپ کے سامنے اسی جلسہ میں طلبائے دارالعلوم کی کافی تعداد موجود ہے، آپ ان سے انکی تکالیف کو جنکو یہ غریب آئے دن برداشت کرتے رہتے ہیں خود دریافت فرما سکتے ہیں ان کے علاوہ آپ کے سامنے دارالعلوم کی موجودہ عمارت ہو جسکو دیکھ کر آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اس میں دارالاقامہ کی کس قدر ضرورت ہے۔

حضرات ارکان مذہب نیز آپ و جملہ مسلمانان ہندوستان کے لیے یہ امر کس قدر ضروری ہے کہ دارالعلوم مذہب العلماء جسکی شہرت و ضرورت اسوقت ہندوستان کے حدود سے متجاوز ہو کر دیگر ممالک اسلامی تک میں پہنچ چکی ہو یہاں تک کہ مصر کے مشہور فاضل علامہ رشید رضا اڈیٹر المنار نے دعوت والارشاہ قائم کرتے وقت صرف اسی درسگاہ عظیم کے مقاصد و نصاب کو پیش نظر رکھا اسکی ظاہری شان و شوکت یہ ہو کہ اسکی ملکیت میں صرف ایک ۳۲ یگہ کا غیر آباد رقبہ زمین ایک ناکمل و نامام عمارت اور ایک غیر سقف مسجد ہو، جو اپنے رہنے والوں کو گریونگی شدید لو اور دھوپ برسات کی سخت باریش و زوالہ باری سے نبچا سکے۔

حضرات! کیا آپ نے اس امر پر بھی غور فرمایا ہے کہ دارالعلوم مذہب العلماء نے فی مہاری بھی اپنے سرے رکھی ہو کہ تعلیم کے ساتھ مسلمان بچوں کی تربیت و مذہبی نگرانی بھی یہاں کیجا جائیگی لیکن آپ حضرات میں جنکو مذہبی نظام تعلیم پر غور کر نیکامیہ موقع ملا ہو وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ دارالاقامہ و مسجد اس غرض کیلئے کس قدر ضروری ہے جو یہ شکر آپ سخت مستحکم ہونگے کہ عاقلہ دارالعلوم میں

کوئی مسجد نہیں، بلکہ طلبائے دارالعلوم ایک ایٹم اور چرنے کے چوڑے پرنچ وقتہ فریضہ نماز ادا کرتے ہیں، بدقت اب اسقدر ہوسکا ہو کہ کافی مدت گزرنے کے بعد اس چوڑے پر ایک معمولی چھتر کھڑا کر دیا گیا ہو جو آپ کو اسوقت نظر آ رہا ہو کیا اس حالت کے دیکھنے کے بعد بھی آپ اس امر کے منتظر ہیں کہ میں اس رزلوشن کی تائید میں آپ کے سامنے ان واقعات کے علاوہ دلائل و براہین پیش کروں،

حضرات، غالباً یہ سوال آپ کے دل میں ضرور پیدا ہوا ہو گا کہ اس قسم کاروبار ہمارے سامنے رویا جا چکا ہو، لیکن اسکے جواب میں میں ادب کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ اسکے جواب دہ صرف وہ کارکنان دارالعلوم مذکورہ علماء ہیں جنہوں نے اب تک اسکے لیے علماء کچھ نہیں کیا، لیکن حضرات اب جواب طلبی کچھ زیادہ مفید نہو گی، بلکہ ضرورت اس بات کی ہو کہ آئندہ اس امر کی کوشش کی جائے کہ اب یہ تحریک بہت جلد علی صورت اختیار کر لے اور اسکے لیے میں حضرات ارکان و نیز آپ حضرات کے سامنے ایک سکیم پیش کرنا چاہتا ہوں، چونکہ اسکے لیے ضرورت ہو کہ میں خود اسپر کار بند ہوں، اسلئے سب سے پہلے میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر سال کے کچھ مہینے میں بخوشی اس کام کیلئے دینے کو تیار ہوں جس کا ثبوت میں اپنی گزشتہ زندگی میں دیکھا ہوں، اور اب اس امر کے ظاہر کرنے میں مجھے کچھ بھی پس و پیش نہیں ہو کہ فرزند ان دارالعلوم میں ایک معقول تعداد ایسے شخص کی موجود ہو جو بخوشی آپ کو اس کام میں مدد دے گی، بشرطیکہ آپ اُن کو اس قسم کے علمی خدمات کا موقع دیں،

حضرات چونکہ آپ اکثر قومی کاموں میں شرکت فرمایا کرتے ہیں اس لیے آپ اس سے بخوبی واقف ہوں گے کہ ہندوستان میں خدا کے فضل سے اب اسقدر کام چھڑ گئے ہیں (اور چھڑنے چاہئیں) کہ بڑے بڑے شہروں سے چندہ ملنا سخت دشوار ہو گیا ہو، کیونکہ تقریباً ہر شہر میں

ایسے مقامی کام موجود ہیں جنہی وجہ سے اُس شہر سے چندہ وصول کرنا حقیقت اُس ضرورت کی کام کو درپردہ نقصان پہنچاتا ہے، اس لیے اب اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ہم شہروں کی چار دیواریوں سے نکل کر دیہاتوں میں قدم رکھیں اور وہاں سے اپنے ضروریات کے لیے چندہ جمع کوئین چنانچہ میں آپ کے سامنے اس وقت بعض ایسے مقامات کے نام پیش کرتا ہوں، جہاں اگر کوشش کی جائے تو ہماری موجودہ ضروریات آسانی پورے ہو سکتی ہیں، جبکہ میں نے انجمن طلبائے قدیم کی خدمت اپنے ذمہ لی ہے اور اس قلع سے طلبائے دارالعلوم سے جو اطراف ہند میں پھیلے ہوئے ہیں خط و کتابت کا موقع ملا ہے میں نے اس امر کا خاص طور پر محاذ رکھا ہے کہ اُن طلباء سے کیونکر زندہ کی ترقی و تکمیل کیلئے عملی خدمت لیجا سکتی ہے، اور ان کی اس خدمت کیلئے کون کون سے مرکز ایسے قرار دیئے جاسکتے ہیں جہاں کے مسلمانوں کی اعانت سے زندہ کو اس طرح فوائد پہنچیں کہ دوسرے مقامی کاموں کو ذرا سی ٹھیس بھی نہ لگنے پائے،

حضرات یہ ہماری اور آپ دونوں کی خوش قسمتی ہے کہ زندہ کے طلباء دیہات میں قصبات میں بڑے بڑے شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہاں کی پبلک پرائیجیا خاصہ اثر رکھتے ہیں مثال کے طور پر میں اپنے دوست مولوی حبیب الزمان خان صاحب ندوی کا نام لیتا ہوں جو ریاست حیدرآباد کے منسب دار ہیں اور اُن کے ذریعے سے محکومہاں سے بہت کچھ فوائد کی توقع ہو ان کی زندہ کے ساتھ دلچسپی و شفقت اسی سے ظاہر ہے کہ وہ اتنی دور و دراز مسافت طے کر کے جلسہ کی شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہیں،

اسی سلسلہ میں محکوم مولوی عبدالرحمن صاحب رنگونی کا نام بھی لینا چاہئے جو رنگون کے ایک مشہور تاجر ہیں اور زندہ کے معاملات کے ساتھ ایک محبت آمیز جوش رکھتے ہیں، اس طرح مدراس، سیلون، پٹنہ اور وغیرہ کے اطراف میں بھی متعدد تعلیم یافتگان زندہ موجود ہیں جو زندہ

کی عملی خدمت کیلئے طیارہ بن ایسی حالت میں اگر ہم اپنی کوششوں کا دائرہ وسیع کرنا چاہیں تو
اُسکے حلقہ میں بڑے بڑے شہروں سے لیکر چھوٹے چھوٹے دیہات تک آسکتے ہیں اور ندوہ کی سناؤ
کھڑکھڑاہٹ ہو سکتی ہے، انجمن طلبائے قدیم کے قائم کرنا، مقصد یہی تھا کہ ندوہ کا دائرہ وسیع کیا جائے،
ایک سال کی کوشش میں زنجیر کی تمام کڑیاں باہم مل گئی ہیں اور اب ذرا سی خدیش سے سب میں
حرکت پیدا ہو سکتی ہے، یہ ایک عظیم مدت سے میرے پیش نظر تھی، اور میں چاہتا ہوں کہ دارالاقامہ کی تعمیر
میں اس سے فائدہ اٹھایا جائے، اس بنا پر اس رزلویشن کو عملی صورت میں لانے کے لئے
میرے نزدیک یہ نہایت ضروری ہے کہ ارکان ندوہ کی ایک کمیٹی قائم کی جائے جو فراہمی چندہ کیلئے
عملی کوشش کرے، اگر آپ نے اس قسم کی باضابطہ کام کرنیوالی ایک کمیٹی قائم کرنی تو تعلیم
یا فنکارانہ ندوہ بھی اُس میں مقبول مدد دینگے اور میرے خیال میں چندہ تعمیر بورڈ تک وصول کرنے
کیلئے سروسٹ زرنگون، مدراس، سیون، حیدرآباد اور اُس کے اطراف زیادہ موزون ہیں کیونکہ
میں نے اس عرصہ میں بیان کے بعض بار اثر حضرات سے ندوی طلباء کے ذریعہ سے خط و کتابت
کی ہے جس سے مجھے کافی توقع ہے کہ بیان ہمارے تحریک یا سانی کامیاب ہو سکتی ہے۔

مولوی مسعود علی صاحب ندوی کی تقریر کے بعد جناب صفی الدولہ حاکم الملک و نائب
سید محمد علی حسن خان بالقابہ نے ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے چھٹا رزلویشن حسبِ ذیل الفاظ
میں پیش کیا،

”اس جلسہ کی رٹائٹ میں شریں العلماء، مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی ایک یادگار حلقہ اور علوم میں قائم
ہونا مناسب ہے اور اُس کے لیے بہترین شکل یہ ہوگی کہ ایک عمارت کو متب خانہ کیلئے تیار کی جائے
اور اُسکے واسطے ملک سے خاص طور پر اعانت کی درخواست کی جائے۔“

جناب ملا عبدالباسط صاحب خلیفہ جناب ملا عبد القیوم صاحب مرحوم نے اسکی

تائید کی اور مولوی سید سلیمان صاحب ندوی نے بطور تائید مزید علامہ مرحوم کی یادگار اور کتب خانہ کی ضرورت پر حسبِ ذیل مفصل تقریر کی اور یہ رزولوشن عام تائید سے پاس ہوا،

تقریر تحریک تعمیر کتب خانہ بیادگار مولانا شبلی نعمانی

بسم اللہ الحیّ الذی لا یموت

حضرات! میں اس وقت کیا کہنے کو ہوں! کل تک جو تمام قومی اور علمی تحریکوں کا بانی تھا، میں آج خود کئی یادگار کی تحریک کے لیے کھڑا ہوا ہوں! امام الہند حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ برادرِ مضربہ جنگی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملت کی خدمت کیلئے وقف تھا! پانچ مہینے ہوئے کہ انھوں نے سرے فانی کو دواغ کہا، مرحوم نے جس ذوق و شوق اور قلبی دلولہ اور جذبہ کے ساتھ ندوہ کی خدمت کی! اسکی تفصیل ان کے خدمات کی تحقیق ہے!!

ہندوستان کو آخر زمانہ میں ایک خادمِ ملت عطا کیا گیا تھا، وہ آیا اور آقاے اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی خدمت کی، اور آخر اسی خدمت میں جان فانی دی تو اس طرح دی کہ نام اقدس زبان پر تھا،

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مندے کہ بوقت جان سپردن ہر شے رسیدہ ہنسی دوستو! وہ ہمہ تن علم تھا، سوتا تھا تو اسکا بالین دبتر کتابوں کا انبار ہوتا تھا، وہ خلوت میں رہتا تھا، لیکن تنہا نہ تھا کہ سینکڑوں بصورت خاموش و معنی گو یا دوست اس کے ہم نشین ہوتے تھے،

و خیر جلیس فی الزمان کتاب

دوستو! اُس نے اپنی تصنیفات سے ہمارے دل و دل کو روشن کیا ہے، ہم اُسکی یادگار
 کمان بنائیں، دل میں اُسکا دل کمان رہتا تھا؛ کتابوں کا گھر کمان ہو؛ کتب خانہ
 ہم کتب خانہ کی عمارت بناتے ہیں کہ وہ اُسکی روح کا سکن ہو؛ مسجد میں خدا کا گھر ہیں، کیا خدا
 کی روح وہاں رہتی ہو؟ نہیں! اُسکی محبت وہاں رہتی ہو، ہمارا کتب خانہ بھی اُسکی محبت کا گھر ہوگا
 ندوہ کا کتب خانہ ہندوستان کا ایک نادر کتب خانہ ہو، اُسکی جمع و ترتیب کتابوں کی خریداری، مختلف
 ذرائع سے تحصیل اپنے ذاتی کتب خانہ کی بہرے مولانا سے مرحوم نے اُسکے ساتھ بے انتہا دلچسپی کی تھی
 ندوہ میں اُنھوں نے جو خدمات انجام دیے، کتب خانہ اُن سب میں سب سے اوپر صف میں ہو اُنکے
 زمانہ قیام میں کتب خانہ پیسے سے تقریباً دو چند ہو گیا، ہر مہینہ میں مختلف طریقوں سے کتابوں کی نئی
 خریداری کرتے تھے، دو ستون کے کتب خانے بسحر و افسون اُٹھلا لاتے تھے، خود مجھے دارالعلوم
 کے قیام کے زمانہ میں ندوہ کے تمام عینون میں سے سب سے زیادہ کتب خانہ سے دلچسپی رہی ہو
 اگر شکبارہ سمجھا جائے تو اظہار واقعہ کیلئے کہتا ہوں کہ کتب خانہ کے لیے مولانا روح تھے تو میں
 ہاتھ تھا، سکندر نواز جنگ، عماد الملک، عماد جنگ، حسام الملک علی حسن خان وغیرہ
 کے تمام کتب خانے میرے ہاتھ سے ندوہ میں داخل ہوئے ہیں، اور اُسکے لیے میں نے حیدر آباد
 دہلی کی پور وغیرہ کے سفر کیے ہیں، مولانا کے عہد کی تمام کتابیں میرے ہی ذریعہ کی خریداری
 سے دفتر میں داخل ہوئی ہیں، اس لیے بے موقع نہوگا اگر اس کے لیے ایک بہت بڑی تحریک بھی
 میری ہی زبان سے انجام پائے،

بزرگان و احباب! ہم میں سے کون ہو جو اس محسن کی شکر گزاری کیلئے آمادہ

نہیں؟ من لم یسکر اناس لم یسکر اللہ لیکن خود غرض انسان کی نفس پرستی دیکھو
 کہ دوسروں کے شکر یہ کیلئے بھی وہی طریقہ اختیار کرتا ہو جو خود اُسکی ذاتی منفعت اور فائدہ کی

راہ ہو، زندہ کے احاطہ میں ایک کتبخانہ کی تعمیر سے ہم مولاناؒ کے مرحوم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں؛ یا اپنے لیے مولاناؒ کی وفات کے بعد بھی اُن سے ایک پناہ احسان مانگتے ہیں؛ لیکن اسکے سوا مسافر دار الفنا، دار البقا کے باشندہ کے لیے کیا تحفہ نذر کر سکتا ہو؟ پروردگار مرنے والے کے لیے چند اوراق کا مجموعہ جس کو کتبخانہ کہتے ہیں اور اُس کے لیے ایک اینٹ اور پتھر کا گھر قبول کر حاضرین! دست سوال دراز کرو کیہ تحریک! اور ہو، اور قوم کو خدا اس یادگار کی تعمیر کے لیے توفیق عطا کرے، حضرات افاضائے نعلین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے کٹھنہ کا دسہ بیان ہو، لیکن کتبخانہ بیان سے دو میل پر واقع ہو، کشتی در فرنگ و ملج در چین، عربی خوان طلبہ کی علمی در بوزہ گری اور فقر کا ایک راز یہ بھی ہو کہ جس در سگاہ میں دوڑتے ہیں اُس کے احاطہ میں کوئی وسیع کتبخانہ نہیں ہوتا، عموماً مانگے مانگے کی یا مشکل خریداری کی چند دسی کتابیں ہوتی ہیں جو انکی علمی ہستی کی کائنات ہو، کہیں کتبخانہ ہوتا بھی ہو تو اُس خزانے پر ایک سائبیٹھا ہوا ہو، مہتمم جو عام طلبہ کا وہاں گز بھی نہیں ہونے دیتا، وارا العلوم کی کامیابی اور اس کے فرزند کی وسیع نظری، استفنائے علمی، اور شوق مطالعہ اسی کتبخانہ کا نتیجہ ہو، لیکن اس حالت میں کہ کشتی در فرنگ و ملج در چین، انکی مثل صادق ہو، دارالعلوم کی قدیم کامیابی کو کس قدر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو؟

حاضرین! اس تحریک کی ضرورت و اہمیت اس حد بیان ہو کہ مزید گفتگو کی حاجت نہیں، مولاناؒ مرحوم نے زندہ اور دارالعلوم کے احاطہ میں جو عظیم الشان امور انجام دیے، استحقاق تو یہ تھا کہ اُن کا دفن اسی احاطہ میں ہوتا، لیکن یہ مقدمہ نہ تھا، اب آنے کے اُنکی یاد اور احسانات کا دفن بیان بنائیں جس کا نام کتبخانہ ہو

بعد از وفات تربت مادر زمین موج

در سینہائے مردم عارف فراماست

آب گیارہ بج چکے تھے اس لیے صاحب صدر نے اجلاس پر غاصت کیا،
 نہ پہر کو جلسہ عام تھا جس میں شخص شریک ہو سکتا تھا، اس وقت مولانا احمد علی صاحب
 محدث میرٹھی نے وعظ بیان کیا اور بعد نماز مغرب مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری نے
 اپنے دلکش و طرب انگیز وعظ سے سامعین کو مخطوط کیا۔

تیسرا اجلاس

صدر جناب خان بہادر مولوی حاجی حریم بخش حسینی۔ آئی۔ ای۔

۵۔ اپریل روز دوشنبہ کو ندوۃ العلماء کا تیسرا اجلاس زیر صدارت عالیجناب خان بہادر مولوی
 حاجی حریم بخش صاحب سی آئی ای پریسڈنٹ کونسل بھادپور شروع ہوا، تلاوت قرآن مجید
 کے بعد دارالعلوم کے ایک طالب علم ابوالجلال صاحب نے فارسی نظم پڑھی بعد ازاں جناب ملا
 عبدالباقی صاحب حیدر آبادی نے ساؤتھ ان رزلوشن حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا،

”مولانا مولوی محمد خلیل الرحمن صاحب کے انتخاب نظامت کو مبارکباد، جولائی ۱۹۳۷ء

میں مجلس انتظامیہ نے کیا تعایہ علیہ منظور کرنا ہوا اور اپنی نظامت کے زمانہ میں مولانا مولوی

نے جو خدمات کئے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ماہ جولائی کے بعد کے لیے مجلس

انتظامی منعقدہ ۲ ماہ حال میں جو انتخاب مولانا مولوی حکیم سید عبدالحی صاحب کا بطور ناظم ہو رہا

اس کو تسلیم منظور کرتا ہوں“

نواب سید محمد علی حسن خان بالقابہ نے اسکی تائید کی اور رزلوشن مجلس علیہ میں منظور

کیا گیا،

اسکے بعد ابوسات عبد الشکور صاحب معلم دارالعلوم نے حسب ذیل ترکیب بند پڑھ کر سنایا،

ترکیب

ایک در بزم جهان بہر تاشا آئی با ہزار آرزو و شوق و تمنا آئی
 ایکہ از عالم امکان ز سر ناز و غرور بہر نظارہ این گنبدِ سنہرا آئی
 گہ لطف و طرب از خانہ بطرستان برد بیکدہ با ساغر و مینا آئی
 گاہ تنگ آمدہ از غفلتِ صوفی و شیخ از درِ صومعہ رو کردہ بصحرای آئی
 بے این گاہ کسے از بے آن می تازی حیث باشد کہ نہ از بہرِ مومنا آئی
 تا بہ بنی کہ درین بزم چہ برگست و چہ ساز گاہ نگہ باز خرامی و حسدِ ارا آئی
 حالتِ شرع بہ بنی کہ چہ سامان دزد با گویہ سم بغربستکہ ما آئی
 طرح انداختہ نو کار و گر بست طراز خود بہ بینی و بہ باز گئیہ دنیا آئی

ہاں بگوئی کہ چنان عزتِ اسلام کجا

ابتدائش کہ چنان بود سرانجام کجا

خود بہ بنی کہ چنان خانہ ویران بودت این پرسی کہ چہ طور و بچہ عنوان بودت
 قدسے رنج کن در حرمِ شمع بیا ایکہ پرسی کہ چہ سازست و چہ سامان بودت
 علمائے خبر اند ز حال ملت مشتعل و جرمش آتشِ سوزان بودت
 وقتہ ہا ساختہ کنند بنائے توحید ہمہ شیرازہ ادراک - پیشان بودت
 داشتہ اند پس پشت و لیکن ز زبان ہمہ گویند مرا کار بہتسر آن بودت
 چون تو بے بہرہ از اسبابِ جانی چہ شود گر تو گوئی پد رم زادہ سلطان بودت
 گرچہ بودیم گرانایہ و لیکن اکنون مایہ دولت و افلاسِ فراوان بودت

اُمراست بد و تکد هاسے خوابست
آن کیے بے خبر و این دگرے ست خواب
آن ندانند چه تعلیب بدوران بودست
قوت بازوئے اسلام ز ایشان بودست
بحر طوفان زده و کشتی مادر گرداب
دوستان هیچ بینند چه طغیان بودست
کشتی شرع بهیسی که بگرداب افتاد
ناخدا بے خبر و کار به سیلاب افتاد

ایکے پرسید ز ما باعثِ خوباری ما
خوار گشتیم و تبه بے سرو سامان گشتیم
خود به بنید که چو نست دل افکاری ما
تا کجا بے غلکین ذات و این خواری ما
گاه پرسید که چو نست و چرازاری ما
آنچنانست که بغفلت و سرشاری ما
چه بود خواب بهین ست چو بیداری ما
لیک خفتست بغفلت گدہ بشاری ما
لیکن اکنون ز سر انداخت گوناری ما
گشت تاریک حریش ز سیه کاری ما
جلوه انسر و ز جهان بود ضیاء اسلام
کار عالم همه بر طرزد گریافت طراز
وقت سخت ست و جهانست بکباری ما

ہمت هست اگر خیزد کہ وقت ست ہمین

پیش سہل ست بے منزل سخت ست ہمین

گرچه در دست تو آئین چہ انبائی نیست
گرچه در فرق ترا افسر خاتانی نیست
گرچه دانیم ترا صولت اسکند ز نیست
گرچه دانیم ترا تخت سلیمانی نیست
گرچه دانیم کہ در کیسہ بے مایہ تو
سیم و گنجینہ زر هیچ و سہراوانی نیست

پیش تو حال دل خویش شویم عرضه گدا	حاش بشد که سودای غزلخوانی نیست
چشم بکشاؤد و چند نظر کن بجهان	بر همان طور اکنون گردش دورانی نیست
رفت بر باد همه دولت شرع و ملت	لیک در خاطر تو هیچ پریشانی نیست
جذب ملت و آن غیرت دین ست کجا	حال دین ست تبه هیچ پیشانی نیست
آن بنا شد که حسودان تو گاه گویند	که بر اوراق جهان نقش مسلمانی نیست
حال فردا ست هویدا از نشان امروز	سر رموز مثال خط پیشانی نیست
چشم بکشاؤد سوائے حالت دین کن نظر	خیز و برخیز کاین وقت تن آسانی نیست
راست ست اینکه ترا ملک زود دولت نیست	لیکن نیم چنان بے سرو سامانی نیست

توت نشو و نما چون شود از غم پیدا

قطره قطره چو کنی جمع شودیم پیدا

اکیه پرسی که دین بزم چه سامان باشد	که دین باخته جام می و سندان باشد
تو برین کالبد خاک اگر مینازی	سخن اینجا همه از کالبد و جان باشد
عالمی هست و اگر نظر پنهانست	سخن اینجا همه از عالم امکان باشد
عالمی هست ببالا زره عجز و نیاز	عقل و هوش و خرد اینجا همه این باشد
تو بهیسه بوده عقل و خرد و خرد نازی	سخن اینجا همه از آیت قرآن باشد
از عالم همه در گفت حق باید جست	تو چه دانی آنچه بر پیدا و پنهان باشد
تا چه نازی تو بر اقوال حکیمان جهان	سخن اینجا سخن چشم رولان باشد
در بر هر علاج تن خود می باشی	صحت اینجا همه از علت ایمان باشد
باد و گرغواهی میا از قهر ندوده بنوش	که پخته نشسته لبان چشمه حیوان باشد

چارہ ارجمندی زامراض ایم ازندہ بجو درد ہا را کہ تو داری ہمہ در مان باشد

شمس خاموش شود دست دعا را بدار

سخت گشت درد از وقتت تحسہ نگار

اے خداوند و جهان صاحب لطف عظیم ایک ذات تو عفو ست و رحیم ست و کریم

گو نہ گون بازی قدرت بنائی ہر دم گاہ بر طرزد و ت و گے بر طرزد تدم

سبز و رویدگی و شاخ نمونے یا بد جان از قدرت خود میدمی در عظم بریم

بر امید کہ تو لا تقصوا خود فرمودی خط طغرے صحت کردہ رحمن و رحیم

حاضر در گہ تو ایم بیک مایہ امید طالب ملک و گہ ایم نہ جنات نعیم

تاج جمشید با تخت کیان نیز مدہ مانخواستیم زرو مال نہ تاج و دیہیم

آرزوست کہ ما ستر کنند طلبیم ہوس است نہ گنجینہ العل و زر و سیم

چشم داریم ز در گاہ تو ہر شام و بگاہ

کہ با یک نظر انداز بعد لطف نگاہ

مندرجہ بالا ترکیب بند کے ختم ہونے پر مولوی احمد اسد صاحب معلم دہلی کیل نے عربی میں تقریری

اور مولانا شیخ محمد صاحب عرب پروفیسر ادب ارا العلوم ندوہ نے حبیل عربی قصیدہ پر حکم سنایا

قصیدہ

رحمہ القوام اعتد الاقد حکل الفنا فصاد قلبا لبنا ثاب الحمی الفنا

یصوی مفاذ لہ الا لحاظ و هو علی حد المہند منها لم یخف تلغا

و حکنا یدع الاقدام صاحبہ حلیف عزہ یعوبہ الید معصفا

فيا فوادي وقت الباس كن حزيناً
 واستفت قلبك في حكم الغرام اذا
 وان تسلى عن الاحزان ما فعلت
 ناشدك الله اذ كنت الولوع فلا
 فكن حريصاً على لصبر الجميل تنل
 وان كبا بك طرف الخط وازدحم
 فانهض الى ندوة تحيا النفوس بها
 صدر المحافل لا تخص ماثرها
 احيت بتدبيرها الاوطان فانتظمت
 جاءت بشاثرها بالصلم مفصية
 فالصلم خير وخير الناس طالبه
 فلا تزال بها الاوطان راقية
 ولا تزال بهل في خطوة وزحاً
 فهي المبشر بالاقبال طالما
 عن منتهى مدحها الافكار قاصرة
 في كل عام تواقينا عواذها
 فيا اولي العلم حثو الناس قاطبة
 ويا اولي المال والجاه العريض لكم
 يبقى وينهب ما تعطون من نشب
 من ان تخملني ما يقتضى أسفاً
 ما كنت مدعياً بالحب معترفاً
 فانت ادري ومن ذاق الهوى عرفاً
 تستبك جفني وكما اشكو جوى وجفاً
 صفوا الليالي باوقات اللقا وكفى
 خطوط دهر بهار عجم الاسى عصفاً
 ناهيك من محفل بالعلم قد وكفاً
 كنز الفضائل كما ابدت لنا تحفاً
 ارجاؤها نظم عقداً لمؤتلفاً
 فقلت مستبشراً الكرم به خلكاً
 والله في الذكرك قد اثنى بما سلفاً
 اوجر المعالي سراة قادة شرفاً
 تبدى طوالها في عزة طروقاً
 فكل ذي مظهر من بجرها اغترفاً
 لكن نظى عليها بالشنا عرفاً
 باليمن والامن والتوفيق حيث صفاً
 لاجل تعميرها المبقى لهم شرفاً
 هذا الذي ندى ليشتهى العرفاً
 ذكر جميل على هام السماء وصفاً

کونوالندوتکم عوناعلیٰ زمین
 لا تحسبوا تلقا ما تعمرون به
 لانالت امدحها والشعریٰ شهدالی
 هذا وطلابها یرجون خیر راجی
 قوموا علیٰ قدم واستبدلوا بدلا
 فالله عونکم فی کل معضلة
 والشکر للذی لة العظمیٰ اذ منعت
 فالشاه جارج لانالت عواطفه
 بخل الحسین بنظم الدرد قد هتفا
 ثما الصلاة علی المختار من مضر
 ماسمومزن وما ناحت مطوفة
 اودت مکارمه بل صیرت هدفا
 دارالعلوم بلی یا نفعه حکفا
 والنظم ابلفی المعنی لمن وصفا
 منکم اولوا العز والفضل الذی وکفا
 عن بذلکم فی جنان الخلل وغرفا
 وحسبنا الله معاقد عنی وکفا
 مکارم اجمة خزتم بها شرفا
 علی رعیتہ کالغیث افو کفا
 من مجردت و تکم قد جاء مغترفا
 والال والصحب والاتباع والخلفا
 تشیر صیبا لبانات المحبى الیفا

ناظر عقد ہا و ناسمجہ بردہا ابوخلیل محمد بن حسین الانصاری

مدرس دارالعلوم ندوۃ لکھنؤ عفا اللہ عنہ

اس کے بعد متعدد علماء نے تقریریں کیں جو قلب بند نہیں ہو سکیں آخر میں میر عاشق حسین
 صاحب سابق انجینئر ریاست بھاو پور نے آؤٹ رپورٹ متعلق تعمیر دارالعلوم پیش کی۔
 آج کے اجلاس میں جناب صاحب کمنشہر بہادر اور جناب صاحب ڈپٹی کمنشہر بہادر
 لکھنؤ بھی تشریف لائے، مولوی سید ظور احمد صاحب بی اے ایل بی ایل بی آئری سکریٹری استقبالیہ
 کمیٹی نے جلسہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا، اور دوران تقریر میں یہ ظاہر کیا کہ ہمارے درمیان جو اختلاف
 تھا وہ رفع ہو گیا، اور آب و دون فریق باہم ملکر کام کر رہے ہیں، اس پر دونوں صاحبوں نے اظہار مسرت

فرمایا اس اجلاس میں بعض معزز طلباء کے قدیم کی تحریک و دیگر صحاب کی تائید سے تعمیر مسجد کی تجویز بھی پیش کی گئی جس کا عام طور پر نہایت خوشی سے خیر مقدم کیا گیا، اور اس وقت عام چندہ شروع ہو گیا جس کا معقول حصہ فوراً وصول ہو گیا اور موعودہ رقبین بھی وصول ہو رہی ہیں اس تحریک کے بعد مذکورہ کا تیسرا اجلاس محترم صدر کی آخری تقریر پر ختم ہوا،

مسجد کا سنگِ اساس

اجلاس برخواست ہوئے بعد ارکان انتظامی، علماء اور مقامی معززین کی موجودگی میں مسجد کا سنگِ اساس نصب کیا گیا اور تمام حاضرین نے گلیل مسجد کے لیے دعائے خیر و برکت مانگی، حکو امید ہو کہ تمام مسلمان نہایت فیاضی سے تعمیر مسجد میں حصہ لین گے، تاکہ مذکورہ کی ضرورتِ شان کے لائق ایک وسیع و شاندار مسجد تعمیر ہو سکے،

چوتھا اجلاس

صدر جناب مولانا مولوی ناظر حسن صاحب

منجھے سہ پہر کو چوتھا اجلاس زیر صدارت جناب مولانا ناظر حسن صاحب منعقد ہوا، تلاوت قرآن شریف کے بعد جناب مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب نے نہایت خلوص و محبت سے ان ہمانوں کا شکریہ ادا کیا جو دور و دور از مقامات سے زحمت سفر گوارا فرما کر اجلاسِ مذکورہ کی شرکت کے لیے تشریف لائے اور اپنا گرانمایہ وقت اس قومی مجلس کی خدمت و اعانت میں صرف کیا، مولانا ممدوح کے بعد جناب مفتی محمد احتشام علی صاحب رئیس کا کوری نے اس کی تائید کی،

مولوی سید ظہور احمد صاحب وکیل نے اُن اصحاب کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے مجلس استقبالی کے ہمت امور میں حصہ لیکر شہانہ روز نہایت محنت و استعداد سے اجلاس سالانہ کے خدشات میں اپنا وقت صرف کیا، مولانا سید ظہور الاسلام صاحب نے اسکی تائید فرمائی،
آخر میں مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری نے صدر کے شکریہ کی تجویز پیش کی
مولوی عبدالرحیم صاحب ریواڑی نے تائید کی اور اجلاس عام کی طرف صدر انجمن کا شکریہ ادا کیا گیا، بعد ازاں محترم صدر کی اختتامی تقریر پر نہایت سکون و سادگی سے مذدہ کا سالانہ اجلاس ختم ہو گیا،

ارکان مذدہ اور طلبائے قدیم

۵۔ اپریل ۱۹۷۰ء کو دارالعلوم مذدہ کے طلبائے قدیم نے ارکان مذدہ العلماء اور علماء کو رام کوٹی پارٹی کے لئے مدعو کیا، ال کے متصل ایک وسیع کمرہ میں ہر قسم کے فواکھات اور مٹھائیاں ترتیب و قرینہ سے چُنی ہوئی تھیں اور طلبائے قدیم معزز ہاتھوں کی آمد کے منتظر تھے، نار عصر کے بعد ارکان مذدہ، علماء اور دیگر معززین کمرہ میں تشریف لائے اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ بر لطف صحبت جاری رہی، پارٹی کے ختم ہونے پر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے ایک بر محل تقریر کی پہلے آپ نے ارکان کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد آپ نے وضع طور پر بتایا کہ طلبائے قدیم ارکان سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ مذدہ سے انکی کیسی کیسی اُمیدیں وابستہ ہیں؟ آپ نے معزز ارکان کو مخاطب کر کے نہایت جوش سے بیان کیا کہ آپ لوگ ہکو مذدہ کے لیے کام کرنے کا موقع دیجیے اگر آپ اس عمارت کے معمار ہیں تو ہکو کم از کم مزدوری کے لیے قبول کیجیے کیونکہ ہم کام کرنا چاہتے ہیں اور رہنے مذدہ کے لیے ایشیا و نفس کشی کی متعدد مثالیں خود بیان رہ کر قائم کی ہیں، دینی جاہ و شہرت اور اولاد

کی تنائیں ہمارے دلیں نہیں ہیں، ہم اگرچہ خاک نشین ہیں لیکن اپنے اندر خدمت قومی کا ایک جذبہ رکھتے ہیں، اس بناء پر نہایت ادب سے ہمارا یہ مطالبہ ہو کہ ہم کو اپنے کام میں شریک کیجیے، یہ مؤثر و پرورش تقریر دیر تک جاری رہی۔ جس کے ختم ہونے پر جناب لانا حبیب الرحمن صاحب شروانی رکن انتظامی نے ارکان ندوۃ العلماء کی طرف سے اس کا جواب دیا آپ نے بیان فرمایا کہ: ہم طلبائے قدیم کے ان پاکیزہ خیالات کی قدر کرتے ہیں اور ان کے خدمات کو سرت سے قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اسکے بعد آپ نے طلباء، قدیم و متعدد نصیحتیں کیں اور فرمایا کہ دنیوی جاہ و جلال معیار عزت نہیں ہو، اس لیے آپ کو ان لوگوں پر رشک نہیں کرنا چاہیے جو قصر امارت میں اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں، اور خشکی شاندار دنیوی زندگی لوگوں کو مروج کر دیتی ہو بلکہ آپ کو ایسی عزت حاصل کرنی چاہیے کہ آپ بوریا نشین ہو کر ہماری قوم کے سراج ہوں اور تمام دنیا آپ کی عزت کرنے پر مجبور ہو مولانا ممدوح کی پوری تقریر نہایت پر مغز اور مفید معلومات سے لبریز تھی، جو نہایت خاموشی و سکون سے سنی گئی، مولانا حبیب الرحمن خان کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کھڑے ہوئے اور طلبائے قدیم کو مخاطب کر کے ایک مختصر لیکن پُر درد اور معنی خیز تقریر کی جس میں اپنے بتایا کہ اس وقت مذہب کے لیے کس قسم کے خدمات کی ضرورت ہو؟ آخرین آپ نے مذہبی خدمات کے لیے ثبات و استقامت اور عزم و استقلال کی ضرورت ظاہر کی اور فرمایا کہ طلبائے دارالعلوم کو ہمیشہ حنا و لعل مذہبی و علمی خدمات میں منہمک رہنا چاہیے، اب چونکہ مغرب کا وقت آگیا تھا، اس لیے پُر لطف صحبت ختم کر دی گئی، لیکن اس کی خوشگوار یادگار اب تک ہمارے دنوں میں باقی ہے۔

تکمیل عمارت کی عملی تجویز

مذہب العلماء کے موجودہ مسائل میں سب سے زیادہ ہتھم بالشان مسئلہ تعمیر دارالافتاء کا ہے، اگرچہ بجائے خود تکمیل عمارت جدید تعمیر کتب خانہ اور مسجد کی ضرورت بھی نہایت شدت سے محسوس ہو رہی ہو لیکن دارالافتاء (بورڈنگ) ایسی چیز ہے جس کے بغیر دارالعلوم کا تمام نظام بالکل نامکمل حالت میں ہے، اس لئے کارکنان مذہب کو قدم قدم پر مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، دارالعلوم کی جدید عمارت شہر سے بعید فاصلہ پر ہو مہبان نہ تو طلبہ کے لئے کرایہ کے مکانات حاصل کئے جاسکتے ہیں نہ کوئی عارضی انتظام معقول بیانہ پر ہو سکتا ہے، اگر طلبہ کو بطور خود شہر میں رہنے کی اجازت دی جائے تو قطع نظر اس کے کہ یہ طریقہ کہاں تک ان کے لیے رحمت و دشواری کا باعث ہو گا۔ دارالافتاء کی تربیت و باقاعدہ نظام سے جو فائدہ مد نظر ہو وہ ہمیشہ کے لیے مفقود ہو جائے گا۔ اس بنا پر خود ارکان مذہب بھی تکمیل و توسیع عمارت کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں، چنانچہ اجلاس سالانہ کے بعد ۶۔ اپریل کو بعد مغرب اسی غرض سے ایک صحبت مشورہ نواب سید محمد علی حسن خان بالقاء کے مکان پر منعقد ہوئی علاوہ مقامی اصحاب کے مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پوری مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی اور مولانا ابوالکلام آزاد بھی شریک مشورہ تھے سردست ۲۵ کمرون کی اشد ضرورت ظاہر کی گئی، موجودہ ارکان نے وعدہ کیا کہ وہ ایک ایک کمرہ کی تعمیر کے لیے ہزار ہزار روپیہ دو ماہ کے اندر جمع کر دیں گے، مولوی مسعود علی صاحب قدوائی ندوی نے ظاہر کیا کہ طلبائے قدیم بھی ایک کمرہ کی تعمیر کیلئے مقررہ رقم فراہم کرنے کا اعلان کرتے ہیں، مولانا حبیب الرحمن خان شروانی نے خاص طور پر اس سکیم سے دلچسپی ظاہر کی آپ نے فرمایا کہ وہ اس تجویز کی توسیع و تکمیل کے لئے مذہب کے

تمام معاونین سے برابر خط و کتابت جاری رکھیں گے، لہذا ہمارا امید کرنا چاہیے کہ یہ تحریک نشاۃ
بار آور و کامیاب ہوگی

اجلاس سالانہ کے نتائج پر ایک تبصرہ

اب تک یہ سوال بحث طلب ہو کہ ندوہ کا چودھوان سالانہ اجلاس کامیاب ہایا ناکامیاب
ہم اپنے فرض سے قاصر رہیں گے اگر اس سوال کو سطح بحث طلب چھوڑ کر خاموش ہو جائیں،
اس سوال کے حل کرنے کے لیے سب سے پہلے ہمارے پیش کے واقعات اور ندوہ کے
گذشتہ دور کشمکش کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے اس وقت البتہ توقع کیجا سکتی ہو کہ ہم کسی صحیح نتیجہ
تک پہنچ سکیں

حقیقت یہ ہو کہ کسی قومی جلسہ کی بے رونقی و ناکامیابی کے جس قدر اسباب ہو سکتے ہیں
وہ سب قسمتی سے اس دفعہ ندوہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر جمع تھے

(۱) شلہ جنگ و قحط کے عالمگیر نتائج کسی طرح نظر انداز کیے قابل نہیں ہیں یہ ناممکن تھا
کہ ندوہ اس اثر سے متاثر نہ ہوتا جبکہ ہندوستان کے تمام قومی کاموں میں نمایاں افسرگی محسوس
ہو رہی ہو چند دن کی رفتار رک گئی ہو اور کسی موقع پر بھی عام مستعدی و سرگرمی کی علامتیں
نظر نہیں آتیں

(۲) اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ملاحظہ ہو کہ اختلاف باہمی نے ایک بڑی تک
ملک میں ندوہ کی طرف سے بے چینی پیدا کر دی تھی اور یہ توقع مفقود ہو چکی تھی کہ ندوہ کی اسکیم
پر آئندہ صلح و آشتی سے عمل کیا جاسکے گا خود سالانہ جلسہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ ایک میان
دار و گیر ہوگا، جہاں فریقانہ جذبات منظر عام پر نمایاں ہوں گے اور دونوں کا غبار برقی غائب

بنکر ہمارے خرمین اُمید کو ناک سیاہ کرنے لگا، یہ خیال تھا جس نے لوگوں میں نفرت و سبے اعتمادی کی
 سپرٹ پیدا کر دی تھی، بلکہ حقیقت یہ ہو کہ ندوہ کے ساتھ جو توقعات وابستہ تھے ان کا خاتمہ ہو چکا
 تھا، اس حالت میں کیونکر توقع کی جاسکتی تھی کہ ملک کے سربراہ و ذہ صاحب ندوہ کے ہنگامہ
 میں حصہ لینے کے لیے اجلاس سالانہ میں شریک ہوں گے، البتہ اگر صلح کا اعلان کسی قدر پہلے
 ملک میں شائع ہو جاتا تو اجلاس کی حالت میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس ہوتی،

(۳) سب سے بڑھ کر جلسہ کی بیرونی کاباعت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، اور انجمن حمایت
 اسلام کا سالانہ جلسہ تھا، مسلم یونیورسٹی کے بعض اہم معاملات سے مسلمانوں کو جو تعلق ہوا اسکے
 لحاظ سے اس جلسہ میں شرکت ضروری تھی اس طرح زندہ دلان پنجاب اپنی مقامی انجمن کے
 سالانہ جلسہ کی وجہ سے لکھنؤ نہ آ سکے، ورنہ یقیناً پنجاب و مالک متحدہ کے بکثرت ہمان شریک تھے
 غرض اس دفعہ متعدد اسباب ناکامی کے جمع ہو گئے تھے، لیکن با این ہمہ ندوہ کا سالانہ
 جلسہ ہماری توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا، جلسہ میں کلکتہ، ممبئی، رنگون، مدراس، اور حیدرآباد
 تک کے ہمان موجود تھے، اس سے بھی قطع نظر سب سے زیادہ دفعہ کامیابی یہ ہو کہ بحرحشر ہمارا
 باہمی اختلاف رفع ہو گیا، اور اب فریقین ایک دوسرے سے ملکر کام کرنے پر آمادہ ہیں، یہ وہ
 کامیابی ہو جو ندوہ کو اپنے گذشتہ ایام حیات میں غالباً کبھی نصیب نہیں ہوئی،

ندوۃ العلماء کا مستقبل

اب چونکہ ندوۃ العلماء کے تمام اختلافات کا خاتمہ ہو چکا ہے، باہمی کش مکش رفع ہو چکی ہے،
 اس لیے مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ پورے عزم و حوصلہ سے کام لیکر ایک دفعہ ندوہ کی ترقی
 و اعانت کے لیے بھی مستعد ہو جائیں، ندوہ کے لیے کام کرنے کا اصلی وقت اب آیا ہے، ہمارا فرض

کہ اس فرصت جلیلہ کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں، خصوصاً جن اصحاب نے معاملات ندوہ میں فریقانہ حیثیت سے حصہ لیا تھا، اُن کو سب سے پہلے وقت و موقع کی اہمیت محسوس کرنا چاہئے، ورنہ یہ خیال کیا جائے گا کہ اُن کی مخالفت و موافقت شخصی اغراض پر مبنی تھی۔

اعتذار

افسوس ہو کہ اس فدا جلاس سالانہ کے موقع بعض تقریریں قلمبند نہ کی گئیں، جنہیں اس کے بعد معزز مقررین کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ اپنی تقریریں قلمبند کر کے حمت فرمائیں تاکہ روداد سالانہ میں منسلک ہو سکیں۔ لیکن اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی، اس لیے ہم مفصل تقریروں کے شائع کرنے سے معذوریں، لیکن قربانانہ تقریروں کا حاصل روداد میں درج کر دیا گیا ہے۔

تیسرا ارا العلوم کے متعلق جناب یہ عاشق حسین انجمن نے جو رپورٹ مرتب کی، جو وہ بھی ابھی تک موصول نہیں ہوئی، اگر روداد مرتب ہوئیے، پہلے یہ مصائب و محنتیں جو رپورٹ بھیجی، تو بطور ضمیمہ روداد کے ساتھ شامل کر دیا جائیگی اور پھر شائع کیا جائیگی، چونکہ روداد کا جلد شائع ہونا ضروری ہے، اس لیے رپورٹ کے انتظام میں مزید توقف نہیں کیا جاسکتا، ندوۃ العلماء اور دارالعلوم کا سالانہ حساب یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے ۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء تک اس روداد کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے، چونکہ مفصل حساب اب ابابہ رسالہ الندوہ میں شائع ہوتا رہتا ہے، اس لیے چند ہندوگان کے ساتھ گرامی قلم انداز کر کے صرف آمد و صرف کا گوشوارہ شائع کیا جاتا ہے، جو صاحب ندوۃ العلماء کے داخل و مصارف کا مفصل حساب دیکھنا چاہیں وہ رسالہ الندوہ ملاحظہ فرمایا کریں۔

خاکسار محمد اکرام اللہ خان ندوی ایڈیٹر رسالہ الندوہ
ندوۃ العلماء

لکھنؤ
یکم ستمبر ۱۹۱۵ء

ضروری قواعد و غیروہ العلوم مذہب العلماء

۱۔ دارالعلوم میں درجہ فضیلت کی تعلیم کی مدت آٹھ سال ہو جسکو کاسیانی کے ساتھ پورا کرنے پر فضیلت کی سند بجاوگی

۲۔ اس درجے میں علوم ذیل پڑھائے جائیں گے،

تفسیر حدیث۔ فقہ اُصولین فرائض معانی بیان مبیع۔ انشاء عروض۔ توفانی منطق۔ فلسفہ منطوقہ کلام صرف نحو حساب ہندسہ۔ تالیخ زبان انگریزی بطور زبان ثانی۔

۳۔ انگریزی سے کوئی طالب علم مستثنیٰ نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجلس دارالعلوم کسی کو مستثنیٰ نہ کرے

۴۔ دارالعلوم کے درجہ تکمیل کی ہر شاخ کیلئے تعلیم کی مدت دو برس مقرر ہیں جس کو کاسیانی کے ساتھ پورا کرنے پر تکمیل کی سند بجاوگی

اسوقت مراجع تکمیل تین ہیں

۵۔ (۱) تکمیل دینیات جس میں تفسیر حدیث فقہ و اصول کی اعلیٰ درجے کی کتابیں داخل ہیں،

۶۔ (۲) تکمیل کلام جس میں منطق فلسفہ الہیات اور کلام کی اعلیٰ درجے کی کتابیں داخل ہیں،

۷۔ (۳) تکمیل ادب جس میں ادب و انشاء کی کتابیں اور نظم و نثر کی مشق شامل ہو،

درجہ طلبہ

۸۔ (۱) دارالعلوم کے درجہ عربی کی اول جماعت میں وہ طلبہ لئے جائیں گے جن کا سن پندرہ برس

سے زائد نہ ہو اور درجہ طلبہ دوسرے یا تیسرے سال یا متوسط درجے میں داخل ہونے کی یاقوت

رکھتے ہوں گے انکی عمر کا لحاظ انکی ختم شدہ خواندگی کے معیار سے کیا جائیگا مگر خاص حالات میں

میں منظور می ناظم اس قاعدہ سے کسی کو مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے،

- ۹- (۲) فارسی کے درجہ بین وہ طالب العلم یا جاوے گا جسکی عمر ۱۴ برس سے زیادہ ہو،
 ۱۰- (۳) ہر ایک اُمیدوار کو دارالعلوم کے لچھے ہوئے فارم پر درخواست لکھنا اور اُس فارم کی بنی پر کرنی ہوگی،

- ۱۱- (۴) مندرجہ بالا درخواست مہتمم کے پاس پیش ہوگی پھر مہتمم بذات خود یا کسی دوسرے مدرس کے ذریعے سے اُمیدوار کی لیاقت کا امتحان لے گا۔ اس امتحان میں اُمیدوار لائق ثابت ہوا تو اُس کی درخواست منظور کی جائے گی اور وہ باقاعدہ جماعت میں داخل کر لیا جائے گا، منظوری کے بعد اُمیدوار کو اپنی درخواست محرر دارالعلوم کے حوالے کرنا ہوگا تاکہ وہ باقاعدہ اُسکا نام رجسٹر داخلہ نیز درجے کے رجسٹر و نمین درج کرے،

- ۱۲- (۵) ہر طالب العلم کو بوقت داخل ہونے کے دو روپیہ فیس داخلہ دینی ہوگی اگر کسی طالب العلم کا نام غیر حاضری وغیرہ کی وجہ سے خارج ہو گیا ہو یا کر دیا گیا ہو تو دوبارہ بارہ اولے فیس داخل ہو سکے گا۔ (بجز ایسی صورت کے وہ ممنوع الادخال کیا گیا ہو)

حاضری دارالعلوم

- ۱۳- (۶) ہر طالب العلم پر فرض ہوگا کہ وہ روزمرہ بلاناغہ درجہ بین ہر استاد کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہو،

- ۱۴- (۷) اگر کوئی طالب العلم حاضری سے معذور ہو تو اُسکو درخواست رخصت مہتمم دارالعلوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہیئے درخواست پر اتالیق دارالاقامہ کی (اگر طالب العلم دارالاقامہ میں رہتا ہو) ورنہ اُسکے سرپرست کی تصدیق ہونی چاہیئے مہتمم بعد منظوری درخواست رخصت کو محرر دارالعلوم کے پاس درج رجسٹر کرنے اور قائل میں رکھنے کو بھیج دے گا۔

- ۱۵- (۸) ایسی رخصت جو ایک دن سے کم کی ہو ہر درجہ کا استاد بھی اگر مناسب سمجھے دے سکتا ہے۔

اور ایسی رخصت کیلئے درخواست کی ضرورت نہیں ہے مگر استاد کو اُسکی اطلاع محروم دارالعلوم کو دینا لازمی ہوگی۔

۱۶۔ (۹) ہر استاد کو رجسٹر حاضری میں صرف حاضری یا غیر حاضری درج کرنا چاہئے رخصت کا

اندراج بذریعہ درخواستوں کے محروم دارالعلوم جنرل رجسٹر میں کرے گا اور رجسٹر حاضری کے خانہ کیفیت میں لکھ دے گا کہ یہ غیر حاضری بذریعہ رخصت کے ہے؛

۱۷۔ (۱۰) کسی استاد کو اجازت نہیں ہے کہ وہ خود کسی طالب العلم کا نام رجسٹر حاضری میں درج کرے بلکہ تمام طلبہ درجہ کے نام محروم رجسٹر میں درج کرے گا،

۱۸۔ (۱۱) کسی استاد کو اجازت نہیں کہ وہ درجہ میں کسی ایسے طالب العلم کو بیٹھنے دے جس کا نام رجسٹر میں درج نہ ہوا ہو؛

۱۹۔ (۱۲) محروم دارالعلوم روزمرہ آخر گھنٹہ میں تمام رجسٹر ہائے حاضری درجہ میں سے منگا کر جنرل رجسٹر میں حاضری وغیرہ حاضری مع تصدیق رخصت کے درج کرے گا،

۲۰۔ (۱۳) مہینہ کے ختم پر محروم دارالعلوم طلبہ کی فہرست تیار کرے گا جو اپنے درجہ میں بلا حصول رخصت غیر حاضر رہے ہیں اور (۶) پرت کا ایک دن قرار دیکر ہر طالب علم کی پوری غیر غلطی پر ایک آنے کے حساب سے جرمانہ قائم کر کے ہتم کی منظوری سے جرمانہ وصول کرے گا،

۲۱۔ (۱۴) پندرہ روز متواتر غیر حاضری پر طالب العلم کا نام دارالعلوم سے خارج کر دیا جائے گا۔

۲۲۔ (۱۵) جو طالب العلم اکثر غیر حاضر رہتا ہو یا جس کا چال چلن خراب ہو یا عدل علمی یا گستاخی کرے اُس کو ہتم فہمائش و تنبیہ کرے گا اگر موثر نہ ہو تو اختیار ہے کہ نام خارج کرے اور اگر ضرورت سمجھے تو وہ ممنوع الادخال بھی کر سکتا ہے،

۲۳۔ (۱۶) جس طالب العلم کا نام دارالعلوم سے خارج ہو گا وہ دارالاقامہ سے فوراً

خارج کر دیا جائے گا،

قیام دار الاقامہ

۲۴- (۱۷) دار الاقامہ میں رہنے والے طلباء وہی ہوں گے جنکی عمر دس برس سے کم نہو۔

۲۵- (۱۸) مستطیع طلبہ سے بابت اخراجات خورد و نوش کے ساتھ روپیہ ماہوار پائے جائیں گے اگر کوئی طالب العلم یا مدرس یہ خواہش کرے گا کہ وہ ایک وقت دار الاقامہ میں کھانا کھاؤ تو نصف فیس لیکر اسکی یہ خواہش پوری کیجاوے گی،

۲۶- (۱۹) کوئی طالب العلم مستطیع اپنی خدمت کے واسطے اس شخص کو دار الاقامہ میں رکھ سکتا ہو جس کو متم منظور کرے ہر وقت متم کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے ایسے خدمتگار کو موقوف کر کے دوسرا مقرر کرے۔ ایسے خدمتگار کو دار الاقامہ سے کھانا مل سکتا ہو بشرطیکہ تین روپیہ آٹھ آنہ ماہوار سبب طالب العلم ادا کیا جائے۔

۲۷- (۲۰) ہر طالب العلم کے سرپرست کو اس طالب العلم کی بابت جو دار الاقامہ میں داخل ہوگا سات روپیہ بابت داخلہ کے اور سات روپیہ مصارف ماہ روانہ پیشگی داخل کرنا ہوگا، اور آئندہ ہر مہینے کی ۲۵ تالیخ تک فیس ماہ آئندہ متم کے پاس بھیجنا ہوگی جسکی رسید متم مع مختصر حالات (جسمانی و تعلیمی طالب العلم کے) فرسندہ فیس کے پاس بھیجیگا، داخلہ کی رقم دار الاقامہ چھوڑنے پر بشرطیکہ چھوڑنے والے پر کسی رقم کا مطالبہ باقی نہ ہو اس پر دی جائیگی اگر کسی طالب علم کی فیس بجائے مدت مقررہ بالا کے آخر ماہ تک بھی نہ داخل ہوگی تو اسکا نام دار الاقامہ سے خارج کر دیا جائے گا،

۲۸- (۲۱) دار الاقامہ سے غیر حاضری کے بابت کچھ مجرا نہیں دیا جائیگا لیکن باقاعدہ اطلاع دیکر جانے کی صورت میں جب کہ یہ جانا ایک ہفتہ یا اس سے زائد کیلئے ہو غیر حاضری کا مقرر

مجرع دیا جائے گا اگر پھر بھی دو روپیہ مہوار کے حساب سے ایام غیر حاضری کی فیلجائیگی
تا وقتیکہ وہ خود علیحدہ ہو جائے یا اسکا نام خارج کر دیا جائے۔

۲۹- (۲۲) ہر طالب علم کو سالانہ امتحان (یعنی شعبان) کی فیس دارالاقامہ کے ساتھ تین روپیہ فیس
تعلیم بھی داخل کرنا لازم ہوگی ورنہ شریک امتحان نہ کیا جاوے گا۔

۳۰- (۲۳) غیر مستطیع طلباء کے مربیوں کو ایک تحریر دینا ہوگی کہ طالب علم قبل پورا کرنے تعلیم
ہشت سالہ اور اگر تکمیل میں داخل ہوگا تو بلا پورا کیے تعلیم درجہ تکمیل کے بغیر کسی بھی
مجبوری کے جس کو مجلس دارالعلوم تسلیم کر لے مدرسہ نہ چھوڑے گا اگر ایسا کرے گا یا کسی اسٹریکٹ وغیرہ
میں شریک ہوگا تو ہم تمام اُن اخراجات و وظائف کے جو اُس کو اُس وقت تک
سے ہونگے ذمہ دار ادائیگی کے ہوں گے۔

۳۱- (۲۴) دارالاقامہ میں سولے پرنسپل و نگران (ہم دارالاقامہ) یا اُس کے مددگار کے اُرض و
ہو غیر شخص نہیں رہ سکتا البتہ پرنسپل اور ہم دارالاقامہ اور اُس کے مددگار ایک یا کچھ اپنا
عزیز اپنے پاس رکھ سکتے ہیں بشرطیکہ اُن کے کھانے کا انتظام بھی اُنہیں کے ساتھ ہو یعنی
وہ اپنا اور اُن کا کھانا علیحدہ اپنے اہتمام سے انتظام کریں یا دو نوں یا دے فیس دارالاقامہ
سے کھادیں البتہ کوئی ہمان طلبہ یا مدرسین تقیم دارالاقامہ کا باجارت اہتمام دارالاقامہ پرنسپل قیام کر سکتا ہو
قیام کسی حالت میں ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں ہو سکے گی ایسے ہمان کو دارالاقامہ سے
کھانا با دے وقت مل سکے گا۔ ہمان کے کھانے کا صرفہ نقد داخل کرنا ہوگا کسی کے
حساب میں شامل نہ کیا جاوے گا۔

۳۲- (۲۵) طلبہ دارالاقامہ ایک جگہ کھانا کھائیں گے اور کھانے کے وقت ایک سادہ نگران ہو
رہے گا۔ باجارت نگران کسی وقت بضرورت کھانا جائے سکونت بھیجا جا سکتا ہے غدا عموماً کوشت

روٹی ترکاری وال چاول ہوگی؛

۳۳۔ (۲۶) طلبہ دارالاقامہ کو کسی وقت دارالاقامہ سے باہر جانے پر اجازت اپنے نگران کے جائز نہیں مگر خلاف ورزی پر نگران تنبیہ کریگا اگر موثر نہ ہو تو پرنسپل کو رپورٹ کریگا۔ پرنسپل کو سزا جرمہ وغیرہ بیان تک کہ خراج کا جیسا کہ وہ مناسب سمجھے اختیار ہوگا۔

نگران جب کسی طالب علم کو باہر جانے کی اجازت دے تو طالب کو ایک تحریری ٹکٹ دے گا جس میں لکھا ہوگا کہ فلان طالب علم کو فلان وقت سے فلان وقت تک باہر جانے کی اجازت دی جاتی ہے جو بعد واپسی نگران کو واپس کر دیا جاوے گا عموماً طلبہ کو بغرض تفریح یا بندہ می دفعہ ہذا جمعہ کو بعد جمعہ اجازت دی جائیگی مگر کسی ضرورت کی وجہ سے جو نگران کے نزدیک ضروری ہو ہر وقت اجازت دی جاسکتی ہے،

۳۴۔ (۲۷) کسی طالب علم کو علاوہ دارالمعلومات کے کسی اخبار یا رسالے کے منگانے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ دارالمعلومات میں اخبارات و رسائل بعد منظوری نگران کے منگانے جاسکتے ہیں،

(۲۸) دارالمعلومات شبانہ روز مقفل رہیگا اور اس کی کنجی نگران یا جس کو وہ مقرر کرے اس کے پاس رہیگی اور اوقات مدرسہ کے لحاظ سے جو وقت نگران مقرر کیا کرے گا۔ دو گھنٹہ کیلئے دارالمعلومات کھلا کرے گا مگر تمام انتظامات دارالمعلومات کے اور اسکا چندہ خرید و فروخت طلبہ کے اختیارات میں ہوگا،

۵۔ (۲۹) ہر طالب علم پر فرض ہوگا کہ اتالیق کے احکام کی اطاعت کرے،

۶۔ (۳۰) اتالیق کو بحیثیت نگرانی اختیارات ذیل ہون گے طلبہ کو بلا اجازت باہر جانے روکنا شب کے وقت کسی طالب علم کو دوسرے طالب علم کے کمرے میں نہ جانے دینا۔

ایسے مجمع کو منتشر کرنا جس سے دیگر طلبہ کا نقصان ہو یا کسی دوسری مضرت کا اندیشہ ہو یا خلاف تہذیب و متانت ہو۔ طلبہ کی باہمی خفیت نزاعات کا مناسب فیصلہ رہائش کے لیے کمرون کی تقسیم مناسب موقعوں پر کمرون کی تبدیل رہائش کے متعلق طلبہ کی شکایات کا انتظام اس کے علاوہ تمام وہ امور جن کے انتظام کی ضرورت ہو۔

۳۷۔ (۳۱) ہر طالب العلم کو نماز جماعت سے پڑھنا ضروری ہے اس کے لیے ہتم و نگران کو حاضری لینے اور تنبیہ کرنے کا اختیار ہے۔

طلبہ کا غیر شرعی وضع بنا ناجرم قابل مواخذہ ہو اگر باوجود تاکید و تنبیہ کے ترک کرے تو ہتم کو اختیار ہو کہ اسکو دارالاقامہ اور دارالعلوم سے خارج کرے،

۳۸۔ (۳۲) بعد نماز عصر طلبہ احاطہ کے اندر کھیل کرین گے جب تک نماز مغرب کے لیے وضو کی گھنٹی نہ کھیل جائے رکھ سکتے ہیں گھنٹی ہونے کے ساتھ ہی فوراً کھیل بند کر دیا جائے گا۔ کھیل کے وقت ایک استاد کا موجود رہنا ضروری ہے کھیل کا انتظام میڈیٹر کے متعلق ہو گا یا جس کہ وہ سپرد کرے۔

۳۹۔ (۳۳) طلبہ کے دارالاقامہ کے اوقات کی تقسیم حسب ذیل ہوگی،

صبح نماز کے بعد آدھا گھنٹہ تلاوت قرآن مجید،

بعد عصر ایک گھنٹہ لازماً مغرب تک جسمانی ورزش،

درسہ کی حاضری چھ گھنٹہ،

مطالعہ و سبق انگریزی کے لیے دو گھنٹہ،

مطالعہ و سبق عربی کے لیے چار گھنٹہ،

باقی سونا آرام کرنا نماز وقت پر پڑھنا،

امتحانات

۴۰۔ (۳۴) ہر بیسٹین ایک امتحان تحریری ہوگا جو دواستادہ لیا کریں گے اور سالانہ امتحان میں چار پرچہ تحریری اور ایک پرچہ تقریری ہوگا سالانہ امتحان کے واسطے پانچویں جماعت تک کے طلبہ کا امتحان خود استادہ دارالعلوم لیا کریں گے مگر کوئی استاد اس کتاب کا متن نہ ہوگا جو سال امتحان میں اس کے زیر تعلیم رہی ہو، لیکن سال ششم اور اس سے اوپر کی جماعتوں کے امتحان کی واسطے عموماً مشاہیر علماء ہندوستان میں سے انتخاب کیے جائیں گے،

۴۱۔ (۳۵) کسی امتحان میں کامیابی کے واسطے ضرور ہے کہ ہر پرچہ میں کم از کم ۳۳ فیصدی نمبر حاصل ہوں اور تقریری امتحان میں بھی یہی شرط ضروری ہوگی،

۴۲۔ (۳۶) ایسے طالب علم کو جسکی حاضری ۵۰ فیصدی سے کم ہو یا ماہواری امتحانات میں قابل شرکت نہ ہو تو اسکو شرکت کی اجازت نہ دیا جائے گی،

جو طالب علم بلا کسی ایسے عذر کے جسکو پرنسپل نے قبول کر لیا ہو شریک امتحان سالانہ نہ ہوگا تو اس کا نام دارالعلوم سے خارج کر دیا جائے گا،

وظائف

۴۳۔ (۳۷) ہر سال اتنے وظیفہ جتنے بجٹ میں منظور ہوئے ہوں حسب شرائط مندرجہ بحث پرنسپل بشورۃ انظم مندرجہ کر سکے گا،

کسی ناکام امتحان طالب علم کو نہ وظیفہ دیا جائیگا نہ جاری رکھا جائیگا،

مکالمہ و مباحثہ

۴۴۔ (۳۸) ہر بیسٹین مدرسین میں سے کوئی مدرس علمی یا مذہبی مضمون پر پختانہ لکچر دے سچے دیکھے حسین

عموماً طلبہ و مدرسین حاضر ہونگے

ہر جمعہ کو طلبہ کی مجلس مباحثہ منعقد ہوگی جس میں وہ کسی ایسے مضمون پر تقریر کریں گے یا لکھی ہوئی تحریر پڑھیں گے جو پہلے سے انکو بتلادیا گیا ہوگا اور اس میں کم سے کم ایک استاد موجود رہے گا جو ان کی غلطیوں کو نوٹ کرتا رہے گا اور آخر میں اپنی تقریر میں ان کی فروگزاشت و نکو بیان کر دے گا،

تعلیمی اوقات

۴۶۔ (۲۹) تعلیم کا وقت پورے پانچ گھنٹے ہوگا جو چھ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا ہر حصہ پچاس منٹ کا ہوگا اور ان پانچ گھنٹوں کے علاوہ ایک گھنٹہ ظہر کے وقت نماز کی چھٹی ہوگی جبکہ مدرسہ دس بجے سے ہوگا ممکن ہے کہ کسی مدرس کا کوئی گھنٹہ خالی ہو جائے لیکن کسی کو یہ جائز نہیں کہ وہ اوقات معینہ درس میں غیر حاضر ہو یا اگر اس کے سپرد کوئی کام تحریر یا درس کا اہتمام کرے تو وہ عذر کرے،

۴۷۔ (۳۰) تعلیمی گھنٹوں کے تعین و تشخیص پرنسپل کے اختیار میں ہوگی لیکن یہ ضرور ہو کہ کسی کو اصلی پانچ گھنٹے سے زیادہ وقت تک تعلیم دینے پر مجبور نہیں کرے گا،

۴۸۔ (۳۱) مدرسین ادب اسباق ادب کو یہ خیم جماعت سے ادب عربی زبان میں پڑھاویں گے بلا سخت ضرورت اُردو لفظ استعمال نہ کریں گے اور اسکا لحاظ رکھیں گے کہ طلبہ میں عربی بولنے والے لکھنے کی مہارت پیدا ہو،

تعطیلات

عید الفصحی محرم بارہ دقات شہ برات رمضان شریف سالگرہ ملک مظم تخت نشینی ہندوستان
۵ یوم ۲ یوم یک یوم ۲ یوم ۲ یوم یک یوم یک یوم
۹ یوم یک ۱۰ یوم ۲ یوم ۱۳ یوم ۱۳ یوم ۲۰ یوم ۲۰ یوم ۲۰ یوم ۲۰ یوم
۱۱ دسمبر ۱۲ دسمبر ۱۳ دسمبر ۱۴ دسمبر ۱۵ دسمبر ۱۶ دسمبر ۱۷ دسمبر ۱۸ دسمبر ۱۹ دسمبر

تفصیل نصاب العلوم

سال اول

شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم
۱	میزان	نور الایمان	مشق تقریر	درس الامام جعفر	خوشنظمی	حساب تا تقسیم
۲	"	"	"	"	"	مفرد مع عبارتی
۳	منشعب	"	"	"	"	سوالات
۴	"	پنج گنج و زبد کمال	نور مع اتمال و خلاصه ترکیب	"	"	"
۵	مرتبه سیر	"	"	"	"	"
۶	"	"	"	"	مشق تغلیط و منقح	"
۷	"	"	"	"	"	"
۸	"	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

سال دوم

شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم
۱	شرح مائت عامل	کبری	علم العین	درس الامام جعفر	حساب	انگریزی
۲	"	"	"	"	جمع مرکب تفریق مرکب	"
۳	"	"	"	"	تقسیم مرکب	"
۴	برایه التوحکام	"	"	"	زوائد و مسائل	"
۵	"	"	"	"	عبارتی سوالات	"
۶	"	تسهیل التندیب	ربیع آخره پاره علم مع	"	"	"
۷	"	"	ترکیب و ترجمه	"	"	"
۸	"	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

سال سوم					
شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم
۱	قدوسی عبادات و کتاب التلخیص	الفیه	شرح تہذیب	اخوان الصفا	انگریزی
۲	"	"	"	"	کسویہ علم معیاری
۳	"	"	"	"	سوالات و کسویہ معیار
۴	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"
۶	دیوان ابی القاسم با تالیف اعیان	دیوان ابی القاسم با تالیف اعیان	"	"	"
۷	"	"	سراجی	"	"
۸	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"
سال چهارم					
شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم
۱	شرح وقایع اول	مجلسی بانی مختصات	مختصر المعانی فی معانی	حاسب باب الادب و تہذیب و اعلا	انگریزی
۲	"	"	"	"	حساب
۳	"	"	"	"	تہذیب و سود و غزو
۴	"	"	"	"	دو کتب دار البعد
۵	"	"	"	"	اد قلیدس مقالہ اول
۶	"	"	"	"	"
۷	"	"	"	"	"
۸	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"
۱۰	"	"	"	"	"
۱۱	"	"	"	"	"
۱۲	"	"	"	"	"
۱۳	"	"	"	"	"
۱۴	"	"	"	"	"
۱۵	"	"	"	"	"
۱۶	"	"	"	"	"
۱۷	"	"	"	"	"
۱۸	"	"	"	"	"
۱۹	"	"	"	"	"
۲۰	"	"	"	"	"
۲۱	"	"	"	"	"
۲۲	"	"	"	"	"
۲۳	"	"	"	"	"
۲۴	"	"	"	"	"
۲۵	"	"	"	"	"
۲۶	"	"	"	"	"
۲۷	"	"	"	"	"
۲۸	"	"	"	"	"
۲۹	"	"	"	"	"
۳۰	"	"	"	"	"
۳۱	"	"	"	"	"
۳۲	"	"	"	"	"
۳۳	"	"	"	"	"
۳۴	"	"	"	"	"
۳۵	"	"	"	"	"
۳۶	"	"	"	"	"
۳۷	"	"	"	"	"
۳۸	"	"	"	"	"
۳۹	"	"	"	"	"
۴۰	"	"	"	"	"
۴۱	"	"	"	"	"
۴۲	"	"	"	"	"
۴۳	"	"	"	"	"
۴۴	"	"	"	"	"
۴۵	"	"	"	"	"
۴۶	"	"	"	"	"
۴۷	"	"	"	"	"
۴۸	"	"	"	"	"
۴۹	"	"	"	"	"
۵۰	"	"	"	"	"
۵۱	"	"	"	"	"
۵۲	"	"	"	"	"
۵۳	"	"	"	"	"
۵۴	"	"	"	"	"
۵۵	"	"	"	"	"
۵۶	"	"	"	"	"
۵۷	"	"	"	"	"
۵۸	"	"	"	"	"
۵۹	"	"	"	"	"
۶۰	"	"	"	"	"
۶۱	"	"	"	"	"
۶۲	"	"	"	"	"
۶۳	"	"	"	"	"
۶۴	"	"	"	"	"
۶۵	"	"	"	"	"
۶۶	"	"	"	"	"
۶۷	"	"	"	"	"
۶۸	"	"	"	"	"
۶۹	"	"	"	"	"
۷۰	"	"	"	"	"
۷۱	"	"	"	"	"
۷۲	"	"	"	"	"
۷۳	"	"	"	"	"
۷۴	"	"	"	"	"
۷۵	"	"	"	"	"
۷۶	"	"	"	"	"
۷۷	"	"	"	"	"
۷۸	"	"	"	"	"
۷۹	"	"	"	"	"
۸۰	"	"	"	"	"
۸۱	"	"	"	"	"
۸۲	"	"	"	"	"
۸۳	"	"	"	"	"
۸۴	"	"	"	"	"
۸۵	"	"	"	"	"
۸۶	"	"	"	"	"
۸۷	"	"	"	"	"
۸۸	"	"	"	"	"
۸۹	"	"	"	"	"
۹۰	"	"	"	"	"
۹۱	"	"	"	"	"
۹۲	"	"	"	"	"
۹۳	"	"	"	"	"
۹۴	"	"	"	"	"
۹۵	"	"	"	"	"
۹۶	"	"	"	"	"
۹۷	"	"	"	"	"
۹۸	"	"	"	"	"
۹۹	"	"	"	"	"
۱۰۰	"	"	"	"	"

سال پنجم

شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم
۱	دریۀ سیدیه کامل	نورالانوار کامل	شرح وقایع ثانی	جامه باب الحامه	حساب	انگریزی
۲	"	"	"	"	جذرستی کامل	"
۳	"	"	"	"	"	"
۴	"	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"	"
۶	"	"	دیوان مستثنی	مجله نظر بنظر فی عالم	"	"
۷	لباب الاشارات	"	"	وشرح تفصیلات جزئیہ	"	"
۸	الہیات	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

سال ششم

شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم
۱	مشکوٰۃ شریف	تفسیر حلالین کامل	ہدایہ جلد اول	مقامات حریری	انگریزی	انگریزی
۲	جلد اول	"	"	۲۵ مقامہ و انما	"	"
۳	"	"	"	"	"	"
۴	"	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"	"
۶	"	"	"	"	"	"
۷	"	"	سالم اصول برین	"	"	"
۸	"	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"

سال ہشتم

شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم	
۱	شکوہ شریف جدد ثانی	دلائل الاعجاز	ہدایہ جہانک	سبعۃ معلقات	انگریزی	انگریزی	دلائل الاعجاز تا صفحہ ۱۸۰ اور ۲۲۰
۲	"	"	"	"	"	"	۲۵۰ تا ۳۷۵ اور ۳۷۵ تا ۳۷۵ مطبوعہ مطبعہ النصار
۳	"	"	"	"	"	"	"
۴	"	"	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"	"	"
۶	"	شرح مطالع	"	"	"	"	"
۷	کشف الاول	"	"	"	"	"	"
۸	"	"	"	"	"	"	"
۹	"	"	"	"	"	"	"

سال ہشتم

شماره	اول	دوم	سوم	چهارم	پنجم	ششم	
۱	بیاضادی شریف سورہ عبورہ	حمادہ	ترغیب و تنبیہ مہولایت جہانک	حجتہ اللہ البالغہ جلد اول و دوم	انگریزی	انگریزی	حجتہ اللہ البالغہ کے ساتھ اطلاق ہفتہ بین دو بار ہوگا
۲	"	"	"	"	"	"	"
۳	"	"	"	"	"	"	"
۴	"	"	"	"	"	"	"
۵	"	"	"	"	"	"	"
۶	"	"	"	"	"	"	"
۷	"	شرح خبۃ الفکر	"	"	"	"	"
۸	الفوز الکبیر	"	"	"	"	"	"

درجہ تکمیل حدیث و تفسیر

صحیح بخاری - صحیح مسلم - سنن ابن ماجہ - سنن ابی داؤد - سنن نسائی - مقدمہ ابن صلاح
تفسیر کشاف سورہ بقرہ اشعار آقان متعلقہ غریب القرآن - تفسیر نیشاپوری برائے مطالعہ شرح ثعلبی التائید
جلداول برائے مطالعہ تفسیر آقان برائے مطالعہ -

درجہ تکمیل فقہ و اصول فقہ

در مختار - الاشبہ والنظائر - فقہ ابن رشد - حجة الله البالغة حصہ دوم - توضیح و تلویح تمام مقدمات
اربع - مسلم الثبوت - کشف الاسرار ہندی جلد اول -

درجہ تکمیل ادب

کتاب الصنائعین - کتاب العمدہ اسرار البلاغہ دیوان بایبند - دیوان امر القیس
دیوان عرۃ بن الورد - رسائل بیچ الزمان - مطول تاما انامت - خطابت
و کتابت -

درجہ تکمیل فلسفہ و منطق و کلام

شمس بازغہ تا بحث زمان - الہیات شرح حکمتہ لعین - الہیات شرح مقاصد - شرح
حکمتہ الاشراق - تہافتہ الفلاسفہ للانام الغزالی و ابن رشد - رسائل اربعہ امام غزالی -
الدوس الاولیہ ہیئت جدیدہ -

نصاب نگریزی ریاضی و العلوم کھنڈو

نمبر شمار	انگریزی	تیز خواندگی	کمپوزیشن	گرامر	ترجمہ	ریاضی	کیفیت
درجہ اول	درجہ اول	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ دوم	درجہ دوم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ سوم	درجہ سوم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ چہارم	درجہ چہارم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ پنجم	درجہ پنجم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ ششم	درجہ ششم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ ہفتم	درجہ ہفتم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ ہشتم	درجہ ہشتم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر
درجہ نهم	درجہ نهم	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر	نکسن پرائمر

برآوردتخواه ملازمین فترتہ العلماء لکھنؤ میں ابتدائیکم اپریل ۱۹۱۴ء لغایت ۳۱ مارچ ۱۹۱۵ء

نمبر	نام ملازمین مع عہدہ	پینشن	ایکالوئی پینشن	کیفیت
۱	محمد علی عورمال	۵۰	۱۱۰۰ روپیہ سالانہ	
۲	مولوی سید عبدالغفور صاحب محرر مراسلات	۵۰	۱۲۰۰ روپیہ سالانہ	چونکہ عورمال بیمار تھا اسلئے عورمال کو ۱۱۰۰ روپیہ سالانہ کا معاوضہ ثابت کیا کر دی گئی عورمال کے بحساب نامہ وارد کیا گیا۔
۳	چپراسی ندوۃ العلماء	۷۰	۱۱۰۰ روپیہ سالانہ	
۴	چپراسی ہنگامی	۷۰	۱۱۰۰ روپیہ سالانہ	
	میسر ان کل	+	+	

برآوردتخواہ ملازمین و کلائے ندوۃ العلماء از یکم اپریل ۱۹۱۴ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۱۵ء

نمبر	نام ملازمین مع عہدہ	پینشن	ایکالوئی پینشن	کیفیت
۱	مولوی غلام محمد صاحب کیل ندوۃ العلماء	۷۰	۱۲۰۰ روپیہ سالانہ	
۲	مولوی عبدالحق صاحب کیل ندوۃ العلماء	۷۰	۱۲۰۰ روپیہ سالانہ	
۳	مولوی عبدالحق صاحب کیل ندوۃ العلماء	۷۰	۱۲۰۰ روپیہ سالانہ	
	میسر ان کل	+	+	

برآورتنخواه ملازمین کتبخانه ندوة العلماء لکھنؤ منبت اکبر الیم ابریل ۱۳۹۲ سنہ لغایت اس ماریچ ۱۳۹۵

ردیف	نام ملازمین مع عہدہ	مختصہ کارکردگی میزان لی	کیفیت
۱	منشی محمد عارف الزمان صاحب ناظر کتبخانہ	۱۲ ماہ ۱۲	م
۲	منشی محمد طیف الزمان صاحب مددکار ناظر کتبخانہ	۱۲ ماہ ۱۲	م
۳	باقریگ فزاش کتبخانہ	۱۲ ماہ ۱۲	م
	میسران کل	۱۲ ماہ ۱۲	م

نقشہ سالانہ تنخواہ ملازمین دارالعلوم ندوة العلماء لکھنؤ از ابریل ۱۳۹۲ تا اس ماریچ ۱۳۹۵

ردیف	نام ملازمین دارالعلوم	مختصہ کارکردگی میزان لی	کیفیت
۱	شمس العلماء مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب مقرر دارالعلوم	۱۲ ماہ ۱۲	م
۲	سید سعید الدین احمد صاحب لی قلم مقام سید ماسٹر	۱۲ ماہ ۱۲	م
۳	مولانا شیخ محمد صاحب عرب ادیب	۱۲ ماہ ۱۲	م
۴	مولانا میر عبد الکریم صاحب مرحوم فقیہ اول	۱۲ ماہ ۱۲	م
۵	سید یار صاحب لی سکند ماسٹر	۱۲ ماہ ۱۲	م
۶	مولوی سید علی صاحب زینبی ادیب	۱۲ ماہ ۱۲	م
۷	مولوی محمد شبلی صاحب فقیہ دوم	۱۲ ماہ ۱۲	م
۸	مولوی محمد یوسف صاحب مدرس منطق	۱۲ ماہ ۱۲	م
۹	مولوی شبلی صاحب معلم عالم مقام مدرس عربی	۱۲ ماہ ۱۲	م

نمبر شمار	نام ملازمین دارالعلوم	شرح تخریفات	ایام کارکردگی	میزان تخریفات	کیفیت
۱۰	مولوی حافظ محمد یوسف جٹا انصاری قائم مقام مدرس بی	ع	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱	ل	ل
۱۱	مولوی محمد خلیل صاحب عرفا قائم مقام ادیب	ل	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۱۲	مولوی محمد قمر الدین صاحب مدرس عربی	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۱۳	ماسٹر سید عبد الحلیل صاحب فورتھ ماسٹر	ع	کیسال	ل	ل
۱۴	مولوی صفدر علی خان صاحب مدرس فارسی	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۱۵	منشی سید علی حسن صاحب محرر دارالعلوم	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۱۶	ممتاز علی چراسی دارالعلوم	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۱۷	احسان علی چراسی دارالعلوم	ص	کیسال	ل	ل
۱۸	شفیع بخش جیراسی دارالعلوم	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۱۹	منشی فد حسین صاحب مدرس ریاضی	ص	کیسال	ل	ل
۲۰	مولوی فضل الرحمن صاحب مدرس عربی	ع	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۲۱	چیراسیان سنگامی بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۱۴ء	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۲۲	منشی دین محمد صاحب تھڑ ماسٹر	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۲۳	منشی محمد ظہیر صاحب سکند ماسٹر	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۲۴	شیخ جمال احمد صاحب قائم مقام مدرس فارسی	ع	کیسال	ل	ل
۲۵	مولوی ناظر حسن صاحب فقیہ اول	ل	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۲۶	منشی وحید حسن جٹا بی ایل ٹی ہیڈ ماسٹر	ل	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
۲۷	منشی ادیس الدین احمد صاحب تھڑ ماسٹر	ص	۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱	ل	ل
	میزان کل	+	+	+	+

کچھ جزی فیاضی
۱۱۰۲۲۰۱۱۱۱۱

نقشه آردنی دارالعلوم و ندوة العلماء سن ابتدا کیم ابریل ۱۳۹۱ هجری لغایت ۱۳۹۵ هجری

بقایا	۱	سم لایحه
پراوتش گورنٹ گرانٹ ان ایڈ	۲	اما
سرکار عالیہ والیہ ریاست کھوپال خدا اللہ ملکہا	۳	سم
سرکار رامپور خدا اللہ ملکہا	۴	سالہ
علیہ سالانہ سر آغا خان باقار	۵	صار
دقائق طلباء	۶	اما
انعام تغیر و حدیث	۷	لایحه
چندہ تکمیل عمارت	۸	میں
کرایہ مکانات وصیتی لکھنویع شدہ	۹	بار
قیمت فروخت مکان وصیتی لال باغ لکھنؤ	۱۰	میں
آمدنی جائیداد موقوفہ شاہچانپور	۱۱	میں
کرایہ مکان موقوفہ لالت پور ضلع جھانسی	۱۲	بار
سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد وکن خدا اللہ ملکہا	۱۳	میں
چندہ عام اغراض	۱۴	السم
چندہ رکنیت	۱۵	سالہ
زکوٰۃ	۱۶	اما
فروخت کتب کتب خانہ	۱۷	میں
تیم خانہ اسلامیہ کانپور	۱۸	میں
دایہی شغریات	۱۹	میں
رسالہ اندہ	۲۰	میں
امانت	۲۱	لایحه
از سرمایہ محفوظ و نگران بنابر صارت جلسہ سالانہ	۲۲	ماہ
دایہی ایڈوانس	۲۳	صار
دایہی ڈاک	۲۴	السم
میزان کل	۲۵	میں
	۲۶	میں

نقشه صرف دارالعلوم و ندوة العلماء بن تبدیل کیم اربل سلائے غایت ۳۱ مارچ ۱۹۱۵ء

تخوہ ملازمین دارالعلوم	۱۱۰ روپے	تخوہ و کلاہ	۱۱۰ روپے
و قاف طلباء و غیر مستطیع	۱۱۰ روپے	تخوہ ملازمین کتب خانہ	۱۱۰ روپے
لگان آراضی نزل واقعہ مکہ مکرمہ کر دیگ	۱۱۰ روپے	جلد بندی کتب خانہ	۱۱۰ روپے
ڈاک دارالعلوم	۱۱۰ روپے	کرایہ مکان کتب خانہ	۱۱۰ روپے
متفرقات ساز و خراج دارالعلوم	۱۱۰ روپے	ڈاک ندوة العلماء	۱۱۰ روپے
طبع پرچہ امتحان وغیرہ دارالعلوم	۱۱۰ روپے	متفرقات ساز و خراج ندوة العلماء	۱۱۰ روپے
انتقال مدرسہ دارالعلوم	۱۱۰ روپے	طبع ندوة العلماء	۱۱۰ روپے
خرید فرنیچر دارالعلوم	۱۱۰ روپے	خرید فرنیچر ندوة العلماء	۱۱۰ روپے
مصارف مکتبہ وصیتی لال باغ لکھنؤ	۱۱۰ روپے	سفر خرچ و کلاہ	۱۱۰ روپے
مصارف مسجد وصیتی لال باغ لکھنؤ	۱۱۰ روپے	سفر خرچ عمدہ داران و ملازمین	۱۱۰ روپے
مصارف تعمیر وقت کرتال	۱۱۰ روپے	امداداری ارکان ندوة العلماء	۱۱۰ روپے
تعمیر باورچی خانہ	۱۱۰ روپے	کرایہ مکان دفتر	۱۱۰ روپے
مصارف تعمیر پورہ ٹنک	۱۱۰ روپے	مصارف حبشہ سالانہ	۱۱۰ روپے
کرایہ مکان پورہ ٹنک و دیگر دارالعلوم	۱۱۰ روپے	مصارف رسالہ النور	۱۱۰ روپے
طبع و تصنیف و تالیف و غیرہ دارالعلوم	۱۱۰ روپے	کلوٹہ نیم خانہ کانپور	۱۱۰ روپے
مصارف اوقات شاہجہانپور	۱۱۰ روپے	سفر خرچ ارکان ندوة	۱۱۰ روپے
ایڈوانس ستم دارالعلوم مبارک آباد	۱۱۰ روپے	رقم حساب طلبہ بطور ایڈوانس	۱۱۰ روپے
بنا بر تعمیر عمارت دارالعلوم حساب طلبہ	۱۱۰ روپے	امانت	۱۱۰ روپے
تخوہ ملازمین ندوة	۱۱۰ روپے	بیزانکل صرف	۱۱۰ روپے

بقی تحویل ۳۱ مارچ ۱۹۱۵ء
تحویل دفتر
محمد علی غور مال
نمائندہ الرمن سہارن پوری، نظم ندوة، احمد

نقشہ آمدنی ندوۃ العلماء و دارالعلوم من ابتداء کیم اپریل ۱۹۱۵ء لغایت ۳۱ اگست ۱۹۱۵ء
تعلیم دارالعلوم

۱	پراڈشل گورنمنٹ گرانٹ ان ایڈمن ابتدا مارچ تا جولائی ۱۹۱۵ء	اسماء
۲	سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا من ابتدا مارچ تا جولائی ۱۹۱۵ء	ادامہ
۳	اوقاف شاہجہانپور بذریعہ ٹھیکہ۔	صاحب
۴	کرایہ دوکان چندوسی ضلع مراد آباد۔	صم
۵	کرایہ اوقاف حاجی شیخ قادر بخش صاحب مرحوم بذریعہ متولیان اوقاف۔	مار
		الایم جامعہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
	چندہ مسجد دارالعلوم	۵		جناب شاہ محمد خان صاحب جنرل مرچنٹ لکھنؤ	صم
۱	جناب مولانا محمد غیل الرحمن صاحب سہارنپوری ناظم ندوۃ العلماء	۶		جناب مولانا محمد حبیب الرحمن خان صاحب رئیس حبیب گنج ضلع علی گڑھ۔	صم
۲	جناب مولوی عبداللہ جان صاحب رئیس دوکیل سہارنپور۔	۷		جناب ڈاکٹر ناظر الدین صاحب بیڑ لکھنؤ	صم
۳	جناب حافظ عبد الصمد صاحب خلیف الرشید	۸		جناب مولوی مشتاق حسین صاحب	عار
	حافظ عبد الرزاق صاحب جبرائیل آباد لکھنؤ	۹		جناب مولوی عبد الوحید صاحب ندوی	عار
۴	جناب مولوی حبیب الزمان خان صاحب رئیس باتر بنی شاہ جہان پور	۱۰		جناب مولانا ظہور الاسلام صاحب فتحپور ہسودہ	عار
		۱۱		جناب نہال احمد صاحب۔	عار
		۱۲		گننام۔	عار

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۱۳	جناب مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھ	۲۴	۲۴	جناب منشی عبدالغفور خان صاحب سب نیکو	۲۴
۱۴	جناب مولوی سید عبدالغفور حسنانوی بہارک	۲۵	۲۵	جناب عبداللہ خان صاحب خٹک مولوی	۲۵
۱۵	جناب بگل حسین صاحب شاہجہانپور	۲۶	۲۶	جناب منشی عزیز حسین صاحب پیر اٹ لکھنؤ	۲۶
۱۶	جناب منشی تاج حسین صاحب پیر اٹ لکھنؤ	۲۷	۲۷	جناب اللہ ماجدہ منشی مشیر الزمان صاحب	۲۷
۱۷	جناب اللہ ماجدہ منشی مشیر الزمان صاحب	۲۸	۲۸	جناب منشی انعام اللہ صاحب حکیمان اگرہ	۲۸
۱۸	جناب والدہ صاحبہ مرحومہ مشر محمد وسیم صاحبہ	۲۹	۲۹	جناب فضل امام خان صاحب رئیس پتورہ	۲۹
۱۹	جناب مولوی حکیم تیز الدین صاحب ندوی	۳۰	۳۰	جناب محمد نظیر علی خان صاحب رسالہ امیر جہان	۳۰
۲۰	جناب مولانا ناظر حسین صاحب دیوبندی	۳۱	۳۱	جناب منشی اشفاق علی صاحب سوہندرا	۳۱
۲۱	جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب	۳۲	۳۲	جناب حکیم محمد حیات خان صاحب میس دیوبند	۳۲
۲۲	جناب مولوی منظور النبی صاحب سہانپور	۳۳	۳۳	جناب منشی محمد نبی داد خان صاحب وزیر خان صاحب	۳۳
۲۳	جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب فسر تصنیفات	۳۴	۳۴	جناب منشی محمد نبی داد خان صاحب وزیر خان صاحب	۳۴
	ریاست بھاو پور			مالک سوہندرا شو فیکٹری اگرہ	

نمبر شمار	اسمائے گرامی چند عطا کنندگان	رقم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چند عطا کنندگان	رقم
۳۴	جناب نواب خان صاحب بایںڈ شو فیڈلری	۸	۸	جناب مولوی محمد احمد صاحب پیل عثمان آباد	۸
۳۵	جناب عبدالشکور خان صاحب سب فیکٹر	۹	۹	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب کیل	۹
۳۶	جناب خضر صاحب مولوی عبدالعلیم خان صاحب	۱۰	۱۰	جناب مولوی شفیق الدین صاحب بیڈ ماسٹر	۱۰
۳۷	وکیل ندوہ	۱۱	۱۱	جناب مشر ناگورا صاحب ناظر عدالت	۱۱
۳۸	جناب محمد شریف صاحب سوندرناشو فیڈلری	۱۲	۱۲	جناب مشر موجگ راؤ صاحب	۱۲
۳۹	میسران کل	۱۳	۱۳	جناب مولوی عبدالحمید صاحب دگا صیغہ دار	۱۳
۴۰	تعمیر پور ونگٹا رالعلوم	۱۴	۱۴	جناب مشر ٹیکہ راؤ صاحب اینوری	۱۴
۱	جناب مولوی سید زین العابدین صاحب	۱۵	۱۵	جناب مشر گویندر گریہ راؤ صاحب	۱۵
۲	تعلقہ دار اول عثمان آباد حضور نظام وکن	۱۶	۱۶	جناب مولوی حفاظت علی صاحب سرشتہ دار	۱۶
۳	جناب مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم عدالت	۱۷	۱۷	جناب مشر راجندر راؤ صاحب کیل	۱۷
۴	دیوانی و جو انٹ مجسٹریٹ عثمان آباد	۱۸	۱۸	جناب مولوی محمد عثمان صاحب	۱۸
۵	جناب مولوی سید سردار علی خان صاحب تھرم	۱۹	۱۹	جناب مولوی عظیم الدین صاحب	۱۹
۶	جناب محمد اسحاق صاحب وکیل عثمان آباد	۲۰	۲۰	جناب سید عبدالمجید صاحب قاضی	۲۰
۷	جناب مولوی تاج محمد صاحب وکیل	۲۱	۲۱	جناب مولوی غلام جیلانی صاحب شائع	۲۱
۸	جناب مشر گراؤ صاحب پیشکار	۲۲	۲۲	جناب مشر سلوٹ رگراؤ تقدی پولیس	۲۲
۹	جناب مشر واسد پور راؤ صاحب وکیل	۲۳	۲۳	جناب مشر چند صاحب ساہوکار	۲۳
		۲۴	۲۴	جناب مشر کشنور صاحب نائب محافظ دقتر	۲۴
		۲۵	۲۵	جناب غلام نبی صاحب ضبطی کارکن	۲۵

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رستم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رستم
۲۶	جناب علی صاحب جواد سی سوداگر عثمان آباد کلہار	۳	۳	جناب لوی حاجی سید قاضی صاحب چائین مدراس	۳
۲۷	جناب بشو ناٹھراؤ صاحب نقلیوس	۳	۳	میزان کل	۳
۱	جناب غلام احمد صاحب کلامی ٹیکل روٹل	۱	۱	انعام تفسیر و حدیث	۱
۲	جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی	۲	۲	جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب آب تحصیلہ	۲
				رضعتی یقیم گوہر پور	۲

عام اغرض ندوۃ العلماء

۱ عطیہ ماہوار سرکار عالی والی ریاست حیدر آباد و کن غلہ اللہ ملکن ابتدائے اردے بہشت ۳۳۳ آئی
نہایت شہرہ نویہ ۳۳۳ آئی

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رستم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رستم
۲	جناب تاج الدین صاحب فیض آباد	۴	۴	جناب محمد علی صاحب میجر پولیس آفسر دیور	۴
۳	جناب جی ایم سید عثمان صاحب سوداگر ریشم	۴	۴	جناب حکیم محمد ظہیر صاحب بان خان حضرت دیور	۴
۴	جناب امیر سلیم محمد مال لگی عبد الرحمن صاحب	۴	۴	جناب ایرو تھی ٹیمس لدین صاحب بے حضرت دیور	۴
۵	جناب الہیہ صاحبہ نواب عبد حسین خان صاحب	۴	۴	جناب مرزا عبد علی صاحب ٹیس لوج آباد ضلع کٹنہ	۴
	بائے لٹریٹ دیور	۴	۴	جناب عبد الرؤف صاحب	۴
		۴	۴	جناب بشیر احمد خان صاحب	۴
		۴	۴	جناب لوی عبد الباسط صاحب دیور	۴

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان
۱۳	جناب چودھری عبدالودود صاحب ضلع دہلی	۳۱	جناب جہ تصدق رسول خان صاحب بالاقبہ شاہجہان آباد
۱۴	جناب چودھری قبول احمد صاحب	۳۲	جناب ازمانہ فیض آباد
۱۵	جناب مولوی انجمن خان صاحب	۳۳	جناب مولوی ریاست حسین صاحب ہنتم
۱۶	جناب حاجی عبدالقادر صاحب شاہجہانپور	۳۴	جناب مولوی ریاست حسین صاحب ہنتم
۱۷	جناب مولوی محمد طاقت علی خان صاحب کنگھ	۳۵	جناب کوٹ صاحب
۱۸	جناب محمد حسین خان صاحب غلیل	۳۶	جناب شیخ یوسف صاحب تاجر
۱۹	جناب ملک میرسن خان صاحب	۳۷	جناب اکرام اللہ صاحب
۲۰	جناب محمد احمد خان صاحب	۳۸	جناب سید علی صفر صاحب زیدی
۲۱	نامعلوم الاسم	۳۹	جناب صغیر احمد صاحب ٹی گاٹر تانگہ
۲۲	"	۴۰	جناب امیر حسن صاحب بنارس
۲۳	جناب قربان احمد صاحب وکیل بارہ بنکی	۴۱	نامعلوم الاسم
۲۴	جناب نواب علی صاحب بی لے وکیل	۴۲	جناب محمد احمد صاحب محلہ ہند شاہجہانپور
۲۵	جناب شیخ نسیم اللہ صاحب محلہ بنکی نواب کنگھ	۴۳	جناب غوث علی صاحب فیر کوش کالج بنارس
۲۶	جناب نعمت اللہ صاحب کیل فیض آباد	۴۴	جناب قطب عبدالرحیم صاحب مختار بنارس
۲۷	جناب عبدالحکیم صاحب رچٹ	۴۵	جناب کووال صاحب شہر بنارس
۲۸	جناب محمد فائق صاحب کیل	۴۶	جناب حاجی حافظ اسماعیل صاحب مدین پورہ
۲۹	جناب شتیاق احمد صاحب دہلی ضلع بارہ بنکی	۴۷	نامعلوم الاسم معرفت محمد فاروق لے بریلی
۳۰	جناب قاضی اکرام احمد صاحب شرکھ		

نمبر شمار	اسماء گرامی چندہ عطا کنندگان	نمبر شمار	اسماء گرامی چندہ عطا کنندگان
۴۸	جناب میرزا رضا علی صاحب فتحپور ہسود	۶۶	جناب سید عبدالحق حسام الدین کالج علیگڑھ
۴۹	جناب عبدالحق صاحب	۶۷	جناب حکیم عبدالحمد حسام الدین ٹولہ لکھنؤ
۵۰	جناب سید عنایت حسین حسام الدین	۶۸	جناب عطاء الملک صاحب کالج آباد ضلع
۵۱	جناب شاہ اظہار عالم صاحب	۶۹	جناب سید محمد اسماعیل صاحب - ہمیر پور
۵۲	جناب خواجہ احمد صاحب دیکل کانپور	۷۰	جناب محمود علی صاحب بارہ بنکی
۵۳	جناب حافظ ابو سعید صاحب طبع نظامی	۷۱	جناب بسم اللہ خان صاحب بنارس
۵۴	سرفراز جناب شیخ نثار الدین حسام الدین بنکسٹی	۷۲	جناب مولوی سید ظہور احمد حسام الدین دیکل لکھنؤ
۵۵	جناب حافظ محمد سلیم صاحب جرم ڈیرہ	۷۳	جناب منشی امیر احسن حسام الدین ملازم جودیشی
۵۶	جناب مولوی محمد رفیع صاحب نقاشی ہاری بازار لکھنؤ	۷۴	جناب نیرات علی صاحب مین الدولہ پارک
۵۷	جناب نظار الحق صاحب سب رجسٹرار	۷۵	جناب حافظ عبدالحق صاحب
۵۸	جناب سید عطاء اللہ حسام الدین کالج علیگڑھ	۷۶	جناب شیخ ناصر علی صاحب ملازم جودیشی
۵۹	جناب سید عنایت اللہ صاحب	۷۷	جناب عبد اللطیف صاحب مین آباد
۶۰	جناب ریاض الدین صاحب لکھنؤ	۷۸	جناب شیخ اولاد حسین صاحب کبلی گنج
۶۱	جناب خیر الدین سید ظہور احمد حسام الدین دیکل	۷۹	جناب شیخ عبد العزیز صاحب بیغ قاضی
۶۲	جناب قاضی خادم حسین حسام الدین دیکل	۸۰	جناب منشی شیخ عبدالحمد صاحب مختار
۶۳	جناب محمود علی صاحب لانی کمرہ	۸۱	جناب حافظ مسیتا صاحب جگہ مصحح المبع
۶۴	جناب محمد اسماعیل صاحب صدر بازار	۸۲	جناب شیخ سخاوت حسین حسام الدین عطر چوک
۶۵	جناب حافظ احمد حسین صاحب	۸۳	جناب محمد اکبر حسام الدین جودیشی کلکتہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رسم	نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رسم
۸۴	جناب منشی التفات احمد صاحب ساکن نظام پور۔	ع	۹۹	جناب نواب مقتدی خان صاحب لکھنؤ	ع
۸۵	جناب شیخ قطب الدین احمد صاحب مالک مطبع نامی لکھنؤ	ع	۱۰۰	جناب خلیل احمد صاحب لکھنؤ بازار بنارس	ع
۸۶	جناب شیخ فخر الدین صاحب مالک فخر المطابع	ع	۱۰۱	جناب مولوی مقبول عالم صاحب دکیل	ع
۸۷	جناب منشی صدیق حسن صاحب۔ لکھنؤ	ع		پچا مالک شیخ سلیم بنارس	ع
۸۸	جناب منشی فقیر محمد خان صاحب	ع	۱۰۲	جناب مولوی رفیع اللہ صاحب دکیل	ع
۸۹	جناب حافظ کریم اللہ صاحب	ع		محلہ نمبر بنارس	ع
۹۰	جناب شیخ کریم اللہ صاحب	ع	۱۰۳	جناب عبدالعلیم صاحب	ع
۹۱	جناب ابو عبدالحق صاحب	ع	۱۰۴	جناب مولوی عبدالواحد صاحب	ع
۹۲	جناب حکیم عبدالحمید صاحب دریا آبادی	ع	۱۰۵	جناب مولوی وصی اللہ صاحب دکیل	ع
۹۳	جناب حکیم محمد عبدالحمید صاحب جھولی ٹولہ	ع	۱۰۶	جناب کوثر ال صاحب رلے بریلی	ع
۹۴	جناب منشی محرم علی صاحب جگور	ع	۱۰۷	جناب تفضل حسین صاحب	ع
۹۵	جناب خواجہ حمید الدین صاحب	ع	۱۰۸	جناب عبدالغفار صاحب	ع
۹۶	جناب نواب اختر حسین خان صاحب	ع	۱۰۹	جناب وجاہ الدین صاحب پرتا گڑھ	ع
۹۷	جناب نواب سید شمس الحسن صاحب	ع	۱۱۰	جناب شیخ نور محمد صاحب رلے بریلی	ع
۹۸	جناب نواب سید انور حسن صاحب	ع	۱۱۱	جناب حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنؤ	ع
				نیز ان کل	ع

چندہ رکنیت ندوۃ العلماء

۱	جناب مولوی محمد ایوب صاحب دکیل لکھنؤ	۳	جناب شیخ الدین صاحب دہلوی سوداگر
۲	جناب منشی حکیم الدین صاحب	۴	انارکلی لاہور

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رتبہ و شمار	اسمائے گرامی چندہ عطا کنندگان	رقم
۴	جناب محمد نسیم صاحب بی اے۔ وکیل بانیکوٹ	۱۸	جناب حکیم میر عارف علی صوابان خان شریٹ پور	۱۸
۵	واڈو وکیل۔ لکھنؤ	۱۹	جناب منشی عبد الغنی صاحب بی اے لکھنؤ پورس	۱۹
۵	جناب مولوی اعجاز علی صوابان کورنی ضلع	۲۰	ژینگ سکول دیور	۲۰
۶	جناب منشی محمد احتشام علی صوابان	۲۱	جناب محمد علی صوابان تعلقدار بلخ آباد ضلع لکھنؤ	۲۱
۷	جناب مولوی عبدالباسط صوابان رئیس حیدر آباد دکن	۲۲	جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب	۲۲
۸	جناب مولوی حبیب الزمان خان صوابان رئیس	۲۳	جناب مولوی محمد یونس خان صوابان	۲۳
۹	بازرانی شاہ جہانپور	۲۴	جناب چودھری صفدر حسین خان صوابان	۲۴
۱۰	جناب مولانا محمد طفیل الرحمن صوابان ناظمہ العلماء	۲۵	جناب منشی الفتاحات رسول صاحب تعلقدار	۲۵
۱۱	جناب مولوی منظور الدین صوابان قاضی محلہ سہارنپور	۲۶	و آزر بی محمد شریٹ سندھ ضلع ہر دئی	۲۶
۱۲	جناب مولوی رشید الدین صوابان اعظم گڑھی	۲۷	جناب طفیل احمد صاحب شاہ جہانپور	۲۷
۱۳	جناب میرزا مصطفیٰ بیگ صوابان	۲۸	جناب مولوی ریاض الدین صوابان محلہ گھنڈہ	۲۸
۱۴	جناب عبد حکیم صاحب	۲۹	جناب حافظ محمد اسماعیل صاحب وکیل	۲۹
۱۵	جناب میرزا محمد سلیم صوابان نیپل کشتہ	۳۰	جناب مولوی عبدالرفیع خان صوابان محلہ تارین	۳۰
۱۶	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صوابان شروانی	۳۱	جناب محمد عبدالرزاق خان صوابان زنگین چال	۳۱
۱۷	رئیس جیب گنج ضلع علیگڑھ	۳۲	جناب خان بہادر منشی قحیل حسین خان صوابان	۳۲
۱۸	جناب شیخ کمال الدین صوابان چانپور ٹھیکہ دار	۳۳	جناب مولوی محمد طبع اللہ خان صوابان زنگین چال	۳۳
۱۹	ریواری ضلع گورکھ پور	۳۴	جناب بی بی الدین خان صوابان محلہ گوردہ	۳۴
۲۰	جناب شیخ کرم الدین صوابان تاجرادن نارنول	۳۵	جناب محبوب علی میا صوابان	۳۵

نمبر شمار	اسماء گرامی چندہ عطا کنندگان	رقسم	نمبر شمار	اسماء گرامی چندہ عطا کنندگان
۳۴	جناب تدار اللہ خان حنا قہ غیل محلہ شاہچانو	۵۱	جناب نظام محمد ہاشم صاحب تاجر کانپور	۳۵
۳۵	جناب حاجی سعید صاحب محلہ بہادر گنج	۵۲	جناب قاضی نذیر احمد صندوکیل اناؤ	۳۶
۳۶	جناب چودھری رشید الدین حنا محلہ سیالپور بنگی	۵۳	جناب شیخ برکت اللہ صاحب میس	۳۷
۳۷	جناب محمد اسماعیل صاحب گیل فیض آباد	۵۴	جناب نیاز احمد خان صاحب فتحپور	۳۸
۳۸	جناب محمد امتیاز علی صاحب گیل	۵۵	جناب عبدالرشید خان صاحب	۳۹
۳۹	جناب رفراز احمد صاحب ولی ضلع بارہ بنگی	۵۶	جناب غلام مصطفیٰ خان صاحب	۴۰
۴۰	جناب محمد علی صاحب علوانی	۵۷	جناب مدح خان صاحب	۴۱
۴۱	جناب قاضی وحید الدین حنا شہر کہنہ	۵۸	جناب شیخ شاکر الدین صاحب تاجر چوک پور	۴۲
۴۲	جناب مغفور احمد حنا جھانگیر آباد	۵۹	جناب بدیع خان حنا ولد زخمان علی خان	۴۳
۴۳	جناب نصر محمد صاحب بٹہ ضلع فیض آباد	۶۰	جناب خادم فقیر محمد خان لکھنؤ	۴۴
۴۴	جناب بان بہادر محمد باقر خان حنا چوک کلکتہ ریلوی	۶۱	جناب سید عبدالحکم حنا خاں سید محمد علی صاحب	۴۵
۴۵	جناب نواب محبوب علی صاحب بارہ غور و جناب	۶۲	جناب بڑا گاون ضلع بارہ بنگی	۴۶
۴۶	جناب راجہ صاحب چندہ پور ضلع رائے پری	۶۳	جناب چودھری محمد حسین حنا چوک کلکتہ فیض آباد	۴۷
۴۷	جناب سراج احمد حنا تعلقہ دار	۶۴	جناب شیخ فزند علی صاحب وکیل لکھنؤ	۴۸
۴۸	جناب خان بہادر ممتاز علی صاحب کی سٹو	۶۵	جناب سید عبدالقادر حنا جیلانی سفیٹ مونس مدرال	۴۹
۴۹	جناب شیخ شہاب الدین حنا وکیل	۶۶	جناب سید عبدالواحد صاحب ظہور وارڈ	۵۰
۵۰	جناب شیخ محمد اسماعیل حنا پرتا گکھڑ	۶۷	جناب سید علی گڑھ	
	جناب نظام محمد حنا تاجر چرم دہلی و وزیر محکمہ کلکتہ	۶۸	جناب لوی سید ظہور احمد حنا بی اے ایل ایل بی وکیل لکھنؤ	

نمبر شمار	اسماء گرامی چندہ عطا کنندگان	نمبر شمار	اسماء گرامی چندہ عطا کنندگان
۶۶	جناب غلام عبدالصمد حسنا امین آباد پارک لکھنؤ	۸۲	جناب سام الملک صفی الدولہ نواب
۶۷	جناب سید ریاض الحسن حسنا مانڈہ فیض آباد	۸۳	محمد علی حسن خان صاحب بہادر لکھنؤ
۶۸	جناب صدیق احمد حسنا انجمن ہند قنبراغ لکھنؤ	۸۴	جناب خواجہ رشید الدین حسنا لال باغ روڈ نمبر
۶۹	جناب شیخ عبدالحمید صاحب ٹیس ہوشیار پور		میزان کل
۷۰	جناب سید شہنشاہ حسین حسنا لکھنؤ		زکوٰۃ
۷۱	جناب منشی محمود علی حسنا سودا گرا امین آباد	۱	جناب سید مشتاق حسین حسنا ٹیس باغ حیات
۷۲	جناب حافظ معین الدین صاحب		بجے پور
۷۳	جناب بابو منصور علی خان حسنا ایشین اٹل گودام	۲	جناب عبداللہ حسنا محمد ارکون نمبر ۱۶ پشاور
۷۴	جناب محمد کمال حسنا معرفت جناب شیخ فیض بخش پٹنہ	۳	جناب شیخ شہاب الدین احمد حسنا دکیل اے بریلی
۷۵	جناب میر محمد حسین گودا حسین جہان آباد لکھنؤ	۴	جناب داؤد عارف بہرام صاحب رئیس
۷۶	جناب غفور بخش حرف کیرت سنگھ حسنا لکھنؤ		سول مگودا سٹریٹ رنگون
	ضلع بارہ بنکی		میزان کل
۷۷	جناب ڈی بی نہال الدین حسنا ٹیس پل لکھنؤ		امانت
۷۸	تاسلوم الاسلام بذریعہ منشی محمد شتنام علی حسنا پٹنہ	۱	جناب مولوی محمد دین صاحب چیف جج
۷۹	جناب سید حفیظ الدین حیدر صاحب موضع		ڈوڈا کرشمہ سررشتہ تعلیم ریاست بہاولپور
	سکر حیات آباد بن بن بن - ضلع پٹنہ	۲	جناب مولوی مسعود علی حسنا قادیانی بیاض ضلع بارہ بنکی
۸۰	جناب محمد عبدالرشید حسنا جہان آباد لکھنؤ	۳	جناب سید عبدالحمن حسنا کھد شاہ علی محمد لکھنؤ
۸۱	جناب حاجی بخش اکی صاحب اکی کی اسی پٹی	۴	جناب مولوی منظور الہی حسنا سہارن پور تاجر پٹھو پٹی
			میزان کل

از سرمایہ محفوظہ فنڈ

۱	ذریعہ جناب منشی محمد احتشام علی صاحب کس دایین ندوہ بنابر مصارف مقدمہ وقف کرنا ل	۱۵
۲	بنابر ادائیگی قرضہ بورڈنگ	۱۵
	میسزان کل	۳

نقشہ مصارف تنخواہ ملازمین و فرتدہ العلماء لکھنؤ منبتہ اپریل لغایت ۳ جولائی ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین	شرح تنخواہ لاکھ روپے	میزان	کیفیت
۱	محمد علی محرر مال	۵۰	۵۰	۱۵
۲	مولوی سید عبدالغفور صاحب محرر مراسلات	۵۰	۵۰	۱۵
۳	حسین علی چیرسی	۵۰	۵۰	۱۵
۴	پیشکش چیرسی	۵۰	۵۰	۱۵
	میسزان کل	۲۰۰	۲۰۰	۱۵

نقشہ مصارف تنخواہ ملازمین و فرتدہ العلماء لکھنؤ منبتہ اپریل لغایت ۳ جولائی ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین	شرح تنخواہ لاکھ روپے	میزان	کیفیت
۱	منشی محمد عارف الزمان صاحب ناظر کتب خانہ	۵۰	۵۰	۱۵
۲	منشی محمد خلیق الزمان صاحب مدکار ناظر کتب خانہ	۵۰	۵۰	۱۵
۳	باقربگ فراش کتب خانہ	۵۰	۵۰	۱۵
	میسزان کل	۱۵۰	۱۵۰	۱۵

نقشه مصارخواه ملازمین را العلوم و مده العلماء که من ابتداء امارح لغایت جولائی ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام ملازمین	شرح تہذیب و انکسار	میزان	کیفیت
۱	مولانا محمد علی حسام مدرس انجمن دارالعلوم	۵۵	۵۵	۵۵
۲	منشی وحید حسن حسینی ایل ٹی ہیڈ ماسٹر	۵۵	۵۵	۵۵
۳	مولانا شیخ محمد حسام رب ادیب اول	۵۵	۵۵	۵۵
۴	مولوی سیّد عیسا ادیب دوم	۵۵	۵۵	۵۵
۵	مولوی محمد یوسف حسام مدرس منطق	۵۵	۵۵	۵۵
۶	مولوی حافظ محمد یوسف صاحب انصاری	۵۵	۵۵	۵۵
۷	مولوی علی قاضی ان حسام مدرس	۵۵	۵۵	۵۵
۸	مولوی صفدر علی انصاحب رس فارسی	۵۵	۵۵	۵۵
۹	منشی محمد ظفر حسینی اے۔ سکند ماسٹر	۵۵	۵۵	۵۵
۱۰	منشی محمد ادریس صاحب جوم	۵۵	۵۵	۵۵

نمبر شمار	نام ملازمین	شیخ تنخواہ یا اگر دگی	میزان	کیفیت
۱۱	مولوی سید عبدالکلیل حنا فور تھ ماسٹر	۵۵	۵۵	۱۱
۱۲	غشی قد حسین صاحب محرر دارالعلوم	۵۵	۵۵	۱۲
۱۳	شفیع بخش دربان	۵۵	۵۵	۱۳
۱۴	احسان علی چپراسی	۵۵	۵۵	۱۴
۱۵	غلام محمد چپراسی	۵۵	۵۵	۱۵
۱۶	یعقوب علی چپراسی	۵۵	۵۵	۱۶
۱۷	غشی محمد بشیر حنا قائم مقام محرو ماسٹر	۵۵	۵۵	۱۷
	میزان کل	۵۵	۵۵	۱۷



نقشہ آمد و صرف مذکورہ تعلیم اور دارالعلوم میں ابتداء کے لیے ستمبر ۱۹۱۵ء

[illegible]

فہرست ارکان انتظامیہ و علماء لکھنؤ

۴	منشی محمد ظہیر علی صاحب کیل و آفریدی جوائنٹ سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ	صوبہ متحدہ اگرہ واودھ	۴
۵	شیخ شیر حسین صاحب قادیان پیر سٹریٹ لا لکھنؤ	(الف) عالم	۱
۶	مولوی سید نور احمد صاحب لے ایل ایل بی لکھنؤ	مولانا حکیم سید عبدالحی حنا ناظم ندوۃ العلماء۔	۲
۷	حافظ محمد عظیم خاں آفریدی مجسٹریٹ کانپور۔	مولانا محمد خلیل الرحمان صاحب سہارنپوری۔	۳
۸	نواب حاجی محمد اسحاق خاں آفریدی سکریٹری کالج لکھنؤ	مولانا حکیم سید ظہور الاسلام صاحب فتحپور ہسودہ۔	۴
۹	شیخ محمد اسماعیل صاحب رئیس فیض آباد	مولانا احمد علی صاحب محدث میرٹھ۔	۵
۱۰	ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب پیر سٹریٹ پلایچ ڈی لکھنؤ	مولانا حبیب الرحمن خاں خٹنا شروانی رئیس مکی بونیل علیگڑھ۔	۶
۱۱	حکیم محمد عبدالرشید صاحب لکھنؤ	شمس العلماء خان بہادر مولوی ابوبکر صاحب فیضی زیور۔	۷
۱۲	صفی اللہ حسام الملک نواب محمد سعید حسین خاں صاحب لکھنؤ۔	مولوی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری۔	۸
پنجاب		مولوی ابوبکر محمد شیت صاحب جونپور۔	۹
(الف) عالم		مولوی احمد نمان خاں خٹنا رئیس آفریدی مجسٹریٹ شاہ پور۔	۱۰
۱		مولوی حاجی محمد یونس خاں خٹنا رئیس تاولی ضلع علیگڑھ۔	(ب) غیر عالم
۲		منشی محمد احتشام علی خٹنا رئیس کاکوری	
۳		آزیز بیک راجہ تصدق رسول صاحب کئی ایس	۱
۴		راجہ جہانگیر آباد (اودھ)	۲
(ب) غیر عالم		مولوی محمد نسیم صاحب ڈیڑھ کھنڈ۔	۳

مدارس

(الف) عالم

مولانا عبد السبحان صاحب جروٹیس مدراس

ب) غیر عالم

نواب غلام احمد صاحب کلامی کارونڈل کالج

دینی ریاست

(الف) عالم

مولوی حمید الدین صاحب پرنسپل دارالعلوم حیدر آباد دکن

مولانا عبد الباسط صاحب حیدر آباد دکن

مولوی سید محمد صاحب کاپلی ادوچین

خان بہادر مولوی حاجی رحیم بخش مناسی آئی ای

پرنسپل کونسل آف انجینی ریاست بھاو پور

مولوی حافظ فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ ریاست بھاو پور

مولوی محمد یحییٰ صاحب مفتی ریاست بھاو پور

(ب) غیر عالم

مولوی محمد دین صاحب چیف جج و ڈائریکٹر سرشتہ

تعلیمات ریاست بھاو پور

مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے ڈائریکٹر

سرشتہ تعلیمات ریاست بھاو پور

۱ خان بابا شیخ غلام دق صاحب پرنسپل آئری مجسٹریٹ امرتسر

۲ بابا نظام الدین صاحب تاج پور آئری مجسٹریٹ امرتسر

۳ مہرا محمد ظفر اللہ صاحب پرنسپل و ڈائریکٹر کشتہ پور

دہلی

عالم

۱ شمس العلماء مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی دہلی

۲ شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد

۳ مولوی سیف الرحمن صاحب مدرسہ مفتحوری

بنگال

عالم

۱ مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب مدرسہ اعلیٰ مدرسہ کراچی ڈاکہ

۲ مولوی ناظر حسن صاحب مدرسہ عالیہ کلکتہ

بہار

(الف) عالم

۱ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری بھلوار

۲ مولانا سید محمد علی صاحب سابق ناظم مدوہ العلماء مونگیر

(ب) غیر عالم

۱ آئریل جٹس سید شرف الدین صاحب جج

۲ ہانی کورٹ کلکتہ

اعلان

این والاتکین سے مخفی نہ ہے کہ ہمارے شاہی پریس لکھنؤ
 محلہ نواب گنج میں خدا کے فضل سے قہر کی چھپائی کا کام سیاہ رنگین اور
 میلان کا عمدہ سے عمدہ ٹھیک عمدہ اور وقت پر لائق پسند تائین چھپ سکتا
 ہو اور حتی الامکان کفایت کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ
 معمولی سا کام چھپوانیسے ہمارے قول کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ جن
 صاحبوں کو ہمارے مطبع کی چھپائی اور نمونہ وغیرہ دیکھنا ہو وہ رسالہ
 السدوہ ملاحظہ فرمائیں جو ہر ماہ میں چھپ کر شائع ہوتا ہے
 امید کہ ناظرین وقت ضرورت اس مطبع کو فراموش
 نہ فرمائیں گے۔

المشہد

عابد علی خان منیر و پرنسٹن مطبع شاہی محلہ نواب گنج لکھنؤ

کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا؟

ہندوستان کا مشہور علمی، تاریخی، و مذہبی رسالہ الندوہ دس سال سے مجلس ندوۃ العلماء کی طرف سے شائع ہو رہا ہے اگر آپ نے اب تک ملاحظہ نہیں فرمایا تو ایک پرچہ بطور نمونہ طلب کیجیے، الندوہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بلکہ مجلس ندوۃ العلماء اسکو شائع کرتی ہے اس لحاظ سے اس رسالہ کی اعانت دحقیقت مذہبی علوم و فنون، اور ندوۃ العلماء کے اغراض و مقاصد کی اعانت ہے، وہ کون مسلمان ہے جس کو ندوۃ العلماء جیسی مشہور مجلس کی اعانت میں تامل ہو سکتا ہے؟

اگر آپ مذہبی و علمی خدمات کی قدر کرتے ہیں،

اگر آپ ہمارا العلوم کے علمی و مذہبی کارناموں سے واقف ہونا چاہتے ہیں،

اگر آپ ندوۃ العلماء کے مشہور و معروف دارالعلوم کے حالات دریافت کرنا چاہتے ہیں،

اگر آپ دارالعلوم کے ماہر و مداخل و مصارف ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں،

اگر آپ ندوۃ العلماء کے معزز ارکان، اور تعلیم یافتہ اصحاب سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں،

غرض اگر آپ کو ندوۃ العلماء کے اغراض و مقاصد اور اسکے دارالعلوم سے ہندوئی تحفظی ہر

تو رسالہ الندوہ ملاحظہ کیجیے قیمت سالانہ غیر معصودہ لاکھ۔

محمد اکرام اللہ خان ندوی ایڈیٹر رسالہ الندوہ۔

دفتر ندوۃ العلماء،

لکھنؤ۔

تذکرہ خیرۃ

۳۷۸۵۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آٹھ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
